اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

۲

فتاویٰ عالمگیریہ

تالیف

[illegible]

اہتمام

سلطان ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

نگرانی

الشیخ نظام الدین برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس علماء

معاون نظر ثانی

حضرت شاہ عبد الرحیم والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبروار احکام کے ساتھ

پیشکش: مجلس منتظمہ اشاعت "فتاویٰ عالمگیریہ"

۱۳۸۹ھ

فتاوی عالمگیری مترجم، اردو مع عربی، نمبر وار احکام کیساتھ

(جلد ۲)

مترجم ـــــ حضرت مولانا ابوالسعید محمد صادق بن حافظ قادری

کتابت ـــــ خوشنویس راجہ غلام رسول راولپنڈی

طباعت ـــــ عکسی

تعداد اشاعت ـــــ ایک ہزار

ناشر ـــــ ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ

نظر ثانی ـــــ اراکین مجلس منتظمہ و ممتاز علماء کرام و مفتیان عظام

کاغذ ـــــ اعلی سفید،

تاریخ اشاعت ـــــ صفر ۱۴۰۰ھ بمطابق جنوری ۱۹۸۰ء

مطبع ـــــ المکہ پریس دیانت مظہر جان لاہور

مقام اشاعت ـــــ سہگل آباد۔ ضلع جہلم پاکستان۔

فہرست طبع شدہ

طبع شدہ کی قیمتیں علاوہ محصول ڈاک

(جلد ۱) طہارت کی بحث، عنوانات ۹۴، احکام ۱۳۳۶، قیمت ۳۰.۰۰ (جلد ۲) نماز کی بحث، عنوانات ۱۳۳، احکام ۲۶۱۹، قیمت ۷۰.۰۰

(جلد ۳) زکوٰۃ کی بحث، ″ ۳۲، ″ ۵۲۱، ″ ۱۷.۰۰ (جلد ۴) روزہ کی بحث، ″ ۲۹، ″ ۵۱۰، ″ ۱۷.۰۰

(جلد ۵) حج کی بحث، ″ ۴۳، ″ ۱۰۱۹، ″ ۵۰.۰۰ (جلد ۱۴) حدود کی بحث، ″ ۳۰، ″ ۸۵۵، ″ ۳۸.۰۰

(جلد ۱۳) احکام المرتدین، ″ ۱۳، ″ ۳۹۰، ″ ۳۰.۰۰ (جلد ۱۵) جنایات یعنی قصاص و دیت کی بحث ″ ۱۹، ″ ۹۸۸، ″ ۴۶.۰۰

(جلد ۲۶) ذکر مصحف و مسجد، ″ ۲۰، ″ ۱۹۵، ″ ۱۲.۰۰ (جلد ۲۷) نظر کھانے و قبروں کی زیارت، ″ ۱۳، ″ ۴۴۴، ″ ۲۶.۰۰

(جلد ۶) نکاح باب ۱ تا ۵، ″ ۲۰، ″ ۵۰۷، ″ ۴۸.۰۰ علمی شاہکار (تعارفی کتاب) مجلد ″ ۲۲.۰۰

مذکورہ کتب کا ایک سیٹ، قیمت ـــــ ۴۰۶.۰۰

ی جنوں اور احکام المرتدین کا سیٹ

سکولوں اور کالجوں کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ

محکمہ تعلیم سے منظور شدہ بموجب چٹھی نمبر 71 2-10/GM-2/97001/16904 - ایجوکیشن ڈائریکٹر ریجن راولپنڈی پنجاب۔

″ 71 13-4/A.D.S.C/M-2/28386/28056 ڈائریکٹر محکمہ تعلیم صوبہ سرحد۔

″ 71 14-7/E/F.P.U.B/11-B/19650/1974 ایجوکیشن ڈائریکٹر ریجن کراچی۔

″ 72-12-13/33145/33035/ ناظم تعلیمات حکومت آزاد کشمیر مظفر آباد۔

العارض :۔ معاون ناظم نشر و اشاعت سعید صادق مغل میانہ موہڑہ۔ ڈاک خانہ فریال ضلع راولپنڈی

ملنے کا پتہ: مولانا محمد صادق صاحب ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ سہگل آباد ضلع جہلم۔ پاکستان۔

وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا

مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ

اسلامی احکام کا مستند و مرتب مجموعہ۔ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور حنفیوں کے ہر مکتب فکر میں مقبول

فتاوٰی عالمگیریہ

المعروفة بين الناس بالفتاوى الهندية۔ فى مذهب الامام الاعظم ابى حنيفة النعمان رح۔ صاحب القدر الافخم۔ تاليف جماعة من علماء الهند الاعلام رح وكان رئيسهم فى تاليفها العلامة الهمام مولانا الشيخ نظام رحمه الله۔ وذلك بامر السلطان ابى المظفر محى الدين محمد اورنگزيب بهادر عالمگير عليه وعليهم رحمة المولى اللطيف الخبير۔ آمين۔

جلد ۲

الجلد الثانى كتاب الصلوٰة

المواقيت والاذان وشروط الصلوٰة وصفتها والامامة

الحدث فى الصلوٰة وما يفسد وما يكره

صلوٰة الوتر والنوافل وادراك الفريضة

قضاء الفوائت۔ سجود السهو والتلاوة

صلوٰة المريض والمسافر وصلوٰة الجمعة والعيدين والكسوف

الاستسقاء وصلوٰة الخوف۔ الجنائز والسجدات

ابواب ۲۲ ۔ دفعات ۹۸ تا ۲۲۹

دوسری جلد۔ نماز کی بحث

نماز کے اوقات۔ اذان۔ نماز کی شرطیں۔ ارکان اور امامت

نماز میں بے وضو ہو جانا۔ نماز کے مفسدات۔ اور مکروہات

نماز وتر۔ نوافل۔ اور باجماعت فرض نماز میں شمولیت

فوت شدہ نمازوں کی قضاء۔ سجود سہو اور سجدہ تلاوت

مریض اور مسافر کی نماز۔ نماز جمعہ۔ عیدین اور کسوف

سورج گرہن میں نماز۔ بارش مانگنا۔ نماز خوف۔ جنازہ اور سجدات

عنوانات ۱۳۲ ۔ تعداد شق ۲۶۱۹

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبروار احکام کے ساتھ

پیشکش:۔

ابوالسعید محمد صادق بن حافظ قادری، ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ

میانہ موہڑہ ڈاکخانہ فرنیال، ضلع راولپنڈی (حال) سہگل آباد ضلع جہلم

مجلس منتظمہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیریہ کے زیر اہتمام فتاویٰ عالمگیریہ مترجم (عربی متن مع اردو ترجمہ نمبر وار احکام کے ساتھ) کی اشاعت پر

اہل علم حضرات کے تبصروں کا خلاصہ

سلطنت مغلیہ کے درویش صفت سلطان، حافظ قرآن، عالمِ دین۔ محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رح نے اپنے دور میں شیخ نظام الدین برہانپوری رح کی زیر نگرانی اور علماء ربانی رح کی عظیم جماعت کی وساطت سے مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی ضرورت کے پیشِ نظر فقہ اسلامی کی ترتیب کا جو سنہری کارنامہ

فتاویٰ عالمگیریہ

کے نام سے سرانجام دیا ہے وہ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور اسلام کے تفصیلی احکام کا ایسا بے نظیر مجموعہ ہے جس سے امت محمدیہ ہر دور میں رہنمائی حاصل کر سکتی ہے اسلامی احکام کا یہ شہرۂ آفاق مجموعۂ فقہ حنفی کا ایسا جامع، معتمد اور مستند فتاویٰ ہے کہ اس کا نام آتے ہی سب قیل و قال دھری رہ جاتی ہے۔

اس فتاویٰ کے متعلق ایک عرصہ سے یہ ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی کہ اس کا ترجمہ موجودہ سلیس اردو میں عمدہ طباعت کے ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ عز برہانہ نے اس اہم اور مہتم بالشان کام کے لئے مجلس منتظمہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیریہ کو اپنے خصوصی فضل و کرم سے اس گرانمایہ خدمت کے آغاز کی توفیق عطا فرمائی۔ مجلس کے ناظم فاضل عالم محقق حضرت مولانا ابو السعید محمد صادق بن حافظ قادری نے دینی جذبہ کے عزم کے ساتھ کافی محنت، تندہی اور سعی سے اس عظیم کام کو شروع کیا ہے۔

انہوں نے دین کے انمول موتیوں کو نکھار نکھار کر پیش کرنے اور اس کی افادیت عام کرنے کے لئے ایک طرف عربی عبارت اور دوسری طرف سلیس اردو میں ترجمہ پیش کیا ہے۔ نمبر وار عنوانات اور باحوالہ شقیں سونے پر سہاگہ ہیں۔ ترجمہ محتاط انداز میں اور عام فہم ہے۔ اور اردو ایسی شگفتہ ہے کہ یہ ترجمہ ایک علیحدہ کتاب میں بھی مفید ہو سکتا ہے۔ عربی اور اردو یک جا ہونے سے ائمۂ مساجد اور اردو دان بھی ارباب ذوق فقہ کے تفصیلی مسائل خود معلوم کر سکتے ہیں اور یہ کتاب تمام مسلمانوں کے لئے ہر لحاظ سے مفید ہے۔

اس اشاعت میں کاغذ اعلیٰ سفید، دیدہ زیب ٹائیٹل اور طباعت آفسٹ ہے۔ اور بایں ہمہ اس حسین و جمیل مرقع کی قیمت بھی مناسب رکھی گئی ہے۔ اس فتاویٰ کی ہمہ گیر مقبولیت تو پہلے ہی بین الاقوامی ہے اور اب مذکورہ خصوصیات کے ساتھ منظر عام پر آنے سے اس کی افادیت بھی عام ہو گئی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اس نادر تحفہ سے ہزاروں، لاکھوں مسلمان فائدہ اٹھائیں گے ہمارے تعلیمی ادارے اور لائبریریاں مستفید ہوں گی۔ اور یہ اشاعت پاکستان کی جدید اسلامی مملکت کیلئے دلیل راہ ثابت ہوگی۔

مجلس منتظمہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیریہ کا یہ کام ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ یہ کوشش دنیائے علم اور دنیائے اسلام کی عظیم خدمت ہے۔ اس کی یہ محنت پوری قوم کے شکریہ اور حوصلہ افزائی کی مستحق ہے۔ اور یہ کوشش سعی مشکور کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ مترجم کو ہمت، فرصت، صحت اور اسباب بخشے۔ مجلس منتظمہ کو توفیق اور ذرائع مہیا کرے۔ اور جملہ رفقاء و معاونین کے لئے اس دینی خدمت کے صدقۂ جاریہ کو شرفِ قبولیت عطا فرما کر سب کے لئے سعادت دارین کا ذریعہ بنا دے۔ آمین!

ناظم نشر و اشاعت مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ

سہگل آباد، ضلع جہلم، مغربی پاکستان

وتمت کلمت ربك صدقا وعدلا

اور تیرے رب کی بات سچائی اور انصاف میں پوری ہے

مجلس منتظم اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ

فتاویٰ عالمگیریہ

ابواب ۲۲ - فصول ۴۸ - دفعات ۹۸ تا ۲۲۱ - عنوانات ۱۳۲۱ - تعداد شق ۲۶۱۹

نماز کی بحث کے ابواب کی فہرست

فہرست جلد۲ — نماز کی بحث

نماز کے اوقات۔ اذان۔ نماز کی شرطیں۔ ارکان۔ امامت۔ نماز میں بے وضو ہو جانا۔ نماز کے مفسدات۔ مکروہات۔ نمازِ وتر۔ نوافل۔ باجماعت نماز میں شمولیت۔ فوت شدہ نمازوں کی قضا۔ سجود سہو۔ سجدۂ تلاوت۔ مریض اور مسافر کی نماز۔ جمعہ۔ عیدین۔ کسوف (سورج گرہن میں نماز)۔ بارش مانگنا۔ نماز خوف۔ نماز جنازہ اور سجدات۔

ابواب ۲۲۔ دفعات ۹۸ تا ۲۲۹۔ عنوانات ۱۳۲۔ تعداد شق ۲۶۱۱

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی المواقیت وما یتصل بھا — الفصل الاول فی اوقات الصلوٰۃ	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد

سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ وعلیٰ عباداللہ الصالحین اجمعین

کتاب الصلوٰۃ

ابواب ۲۲ فصول ۴۸

۹۸۔ الصلوٰۃ

تعداد شق ۵

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱۔	الصلوٰۃ فریضۃ محکمۃ لا یسع ترکھا ویکفر جاحدھا۔	کذا فی الخلاصۃ
۲۔	ولا یقتل تارک الصلوٰۃ عامداً غیر منکر وجوبھا بل یحبس حتی یحدث توبۃ	کذا فی شرح مجمع البحرین لابن الملک
۳۔	الوجوب یتعلق عندنا باٰخر الوقت بمقدار التحریمۃ حتیٰ ان الکافر اذا اسلم والمجنون اذا افاق والحائض اذا طھرت ان بقی مقدار التحریمۃ یجب علیہ الصلوٰۃ عندنا۔	کذا فی المضمرات
۴۔	واذا اعترضت ھذہ العوارض فی اٰخر الوقت سقط الفرض بالاجماع	کذا فی مختار الفتاویٰ
۵۔	القابلۃ لو اشتغلت بالصلوٰۃ تخاف موت الولد جاز لھا ان تؤخر الصلوٰۃ عن وقتھا وتؤخر بسبب اللص ونحوہ۔	کذا فی الخلاصۃ فی الفصل الرابع من المواقیت

دفعات دستی نمبر	پہلا باب نماز کے اوقات اور متعلقہ احکام — پہلی فصل نماز کے اوقات کے احکام کا بیان	حوالہ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو پالنے والا ہے سارے جہان کا اور درود اور سلام ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سب رسولوں کے سردار ہیں اور انکی آل اور ان کے اصحاب پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سب پر ہو

نماز کی بحث

تعداد ابواب ۲۲ تعداد فصول ۴۸

۹۸ - نماز کی حیثیت

اور اس میں ۵ شقیں ہیں۔

دفعات دستی نمبر	متن	حوالہ
۱ -	(ا) نماز[1] ایسا فرضِ محکم ہے کہ اسے چھوڑ دینے کی گنجائش نہیں۔ (ب) اور اس کی فرضیت کا منکر کافر ہوتا ہے۔	خلاصہ
۲ -	ایسا شخص جو جان بوجھ کر نماز کا تارک ہے اور اس کی فرضیت کا منکر نہیں ہے تو اسے قتل نہ کیا جائے گا۔ بلکہ اسے قید کیا جائے گا حتیٰ کہ توبہ کرے۔	شرح مجمع البحرین
۳ -	ہمارے ہاں کسی نماز کے آخری وقت سے تکبیر تحریمہ کی مقدار کا وقت پالینے سے اس وقت کی نماز فرض ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ جب کافر مسلمان ہوا یا لڑکا بالغ ہوا یا پاگل ٹھیک ہو گیا یا عورت حیض سے پاک ہوئی تو ان کے لئے حکم یہ ہے کہ اگر اس نماز کے وقت سے تکبیرِ تحریمہ کی مقدار کا وقت باقی تھا تو ان پر اس وقت کی نماز فرض ہو جائے گی۔	مضمرات
۴ -	اور اگر کسی کو یہ مذکورہ عذر (جنون۔ حیض وغیرہ) کسی نماز کے آخری وقت کی مذکورہ مقدار (بقدر تکبیر تحریمہ) میں پیش آئیں تو بالاجماع ان پر اس وقت کی نماز کی فرضیت باقی نہ رہے گی۔	مختار الفتاوی
۵ -	(ا) دائی کو اگر یہ خوف ہے کہ اگر وہ نماز میں مشغول ہو گئی تو بچہ مر جائے گا تو اس کے لئے جائز ہے کہ نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کر دے۔	
	(ب) اسی طرح چور کے خوف سے اور اس قسم کے دوسرے اسباب سے بھی نماز اپنے وقت سے مؤخر کرنا جائز ہے۔	خلاصہ

[1] نماز سے مراد کامل نماز یعنی پانچوں نمازیں فرض محکم ہیں۔ ان کی فرضیت معراج کی رات کو ہوئی۔ معراج سے پہلے سورج نکلنے سے اور سورج چھپنے سے پہلے کی نمازیں تھیں۔ نیز کوئی نہ کوئی نماز ہر شریعت میں رہی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام پر صبح کی نماز، حضرت داؤد علیہ السلام پر ظہر کی نماز، حضرت سلیمان علیہ السلام پر عصر کی نماز، حضرت یعقوب علیہ السلام پر مغرب کی نماز اور حضرت یونس علیہ السلام پر عشاء کی نماز فرض تھی اور اس امت کیلئے مذکورہ سب نمازیں جمع کر دی گئیں۔ ماخوذ از شامی ج ا ص ۳۲۵ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی المواقیت وما یتصل بها — الفصل الاول فی اوقات الصلوٰۃ	حوالہ
	(وفیه اثنان وعشرون بابا)	
	الباب الاوّل فی المواقیت وما یتصل بها	
	موسه ثلاثة فصول دفعات ۹۸ تا ۱۰۱ عنوانات ۳ تعداد شق ۶۰	
	الفصل الاوّل فی اوقات الصلوٰۃ	
	دفعات ۹۹ تا ۹۹ عنوان ۱ تعداد شق ۱۲	
۹۹	**اوقات الصلوٰۃ** تعداد شق ۱۲	
۱-	وقت الفجر من الصبح الصادق وهو البياض المنتشر فی الافق الی طلوع الشمس ولاعبرة بالكاذب وهو البياض الذی يبدو طولا ثم يعقبه الظلام فبالكاذب لايدخل وقت الصلوٰۃ ولا يحرم الاكل علی الصائم-	هكذا فی الكافی
۲-	اختلف المشائخ فی ان العبرة لاول طلوع الفجر الثانی او لاستطارته وانتشاره-	كذا فی المحيط
	والثانی اوسع واليه مال اكثر العلماء	هكذا فی مختار الفتاوٰی
۳-	والاحوط فی الصوم والعشاء اعتبار الاول وفی الفجر اعتبار الثانی	كذا فی شرح النقاية للشيخ ابی المكارم
۴-	ووقت الظهر من الزوال الی بلوغ الظل مثليه سوی الفئ	كذا فی الكافی
۵-	وهو الصحيح	هكذا فی محيط السرخسی
۶-	والزوال ظهور زيادة الظل لكل شخص فی جانب المشرق	كذا فی الكافی
۷-	وطريق معرفة زوال الشمس وفئ الزوال ان تغرز خشبة مستوية فی ارض مستوية فما دام الظل فی الانتقاص فالشمس فی حد الارتفاع واذا اخذ الظل فی الازدياد علم ان الشمس قد زالت- فاجعل علی رأس الظل علامة فمن موضع العلامة الی الخشبة يكون فئ الزوال- فاذا ازداد علی ذلك وصارت الزيادة مثلی ظل اصل العود سوی فئ الزوال يخرج وقت الظهر عند ابی حنيفة رح	كذا فی فتاوٰی قاضيخان
۸-	وهذا الطريق هو الصحيح	هكذا فی الظهيرية

(نماز کی بحث میں بائیس باب ہیں)

پہلا باب نماز کے اوقات اور متعلقہ احکام

اس میں تین فصلیں ہیں۔ دفعات ۹۹ تا ۱۰۱ عنوانات ۳۔ تعداد شق ۶۰

پہلی فصل نماز کے اوقات کے احکام کا بیان

دفعات ۹۹ تا ۹۹ عنوان ۱ تعداد شق ۱۴

۹۹۔ نماز کے اوقات

اور اس میں ۱۴ شقیں ہیں۔

شق نمبر	متن	حوالہ
۱۔	(ا) فجر کی نماز کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے[1]۔ اور صبح صادق اس سفیدی کو کہتے ہیں جو (مشرق میں) آسمان کے کناروں پر پھیلتی ہے اور سورج نکلنے تک رہتی ہے (ب) صبح کاذب کا اعتبار نہیں۔ اور صبح کاذب اس سفیدی کو کہتے ہیں جو (مشرق میں) صرف طول میں ظاہر ہوتی ہے۔ پھر اس کے بعد اندھیرا چھا جاتا ہے۔ (ج) پس صبح کاذب سے صبح کی نماز کا وقت شروع نہیں ہوتا۔ اور روزہ دار پر کھانا حرام نہیں ہوتا۔	نوازل
۲۔	(ا) اس میں مشائخ کا اختلاف ہے کہ دوسری فجر (صبح صادق) کا اعتبار اس کے شروع ہونے کے وقت سے ہے یا اس کے پھیل جانے اور واضح ہونے کے وقت سے ہے۔	محیط
	(ب) دوسرے قول میں زیادہ آسانی ہے اور اکثر علماءؒ اسی قول کی طرف مائل ہیں۔	مختار الفتاویٰ
۳۔	زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ روزہ بند کرنے اور عشا کی نماز پڑھنے کے لئے پہلے قول کا اعتبار کیا جائے اور فجر کی نماز پڑھنے کے لئے دوسرے قول کا اعتبار کیا جائے۔	شرح نقایہ
۴۔	ظہر کی نماز کا وقت سورج کے زوال سے شروع ہوتا ہے اور اس وقت تک رہتا ہے جب تک کہ ہر چیز کا سایہ اس کے اصلی سائے کے علاوہ دوگنا ہو جائے۔	کافی
۵۔	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	محیط سرخسی
۶۔	زوال اسے کہتے ہیں کہ ہر شخص (سایہ دار چیز) کا سایہ مشرق کی طرف بڑھنے لگے۔	کافی
۷۔	سورج کے زوال اور کسی چیز کے اصلی سایہ کی پہچان کا طریقہ یہ ہے کہ ایک سیدھی لکڑی ہموار زمین میں گاڑ دی جائے جب تک اس لکڑی کا سایہ کم ہوتا رہے گا اس وقت تک سورج بلند ہو رہا ہے۔ اور جب اس لکڑی کا سایہ بڑھنا شروع ہو تو جان لیا جائے کہ اب سورج ڈھلنے لگا ہے اس وقت اس لکڑی کے اس سایہ کے سرے پر ایک نشان بنا دیں۔ اس نشان سے لیکر اس لکڑی تک سایہ کی لمبائی اس لکڑی کا اصلی سایہ ہے۔ پس جب سایہ مزید بڑھے حتیٰ کہ اس سایہ کی لمبائی اس لکڑی کے (مذکورہ) اصلی سایہ کی لمبائی کے علاوہ اس لکڑی کی لمبائی سے دوگنا ہو جائے تو امام ابو حنیفہ رح کے ہاں ظہر کی نماز کا وقت نکل جائے گا۔	قاضیخان
۸۔	(اصلی سایہ کی پہچان کے لئے) یہی (مذکورہ) طریقہ صحیح ہے۔	ظہیریہ

[1] فجر کی نماز کا آخری وقت یہ ہے کہ جب سورج کا ذرا سا کنارہ نکل آیا تو فجر کا وقت جاتا رہا۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی المواقیت وما یتصل بها — الفصل الثانی فی بیان فضیلة الاوقات	حوالہ
۹۹- ۹-	قالوا الاحتیاط ان یصلی الظهر قبل صیرورة الظل مثله ویصلی العصر حین یصیر مثلیه لیکون الصلوتان فی وقتیهما بیقین۔	هکذا فی شرح المجمع
۱۰-	ووقت العصر من صیرورة الظل مثلیه غیر فئ الزوال الی غروب الشمس۔	هکذا فی شرح المجمع
۱۱-	ووقت المغرب منه الی غیبوبة الشفق وهو الحمرة عندهما وبه یفتی	هکذا فی شرح الوقایة
	وعند ابی حنیفة رح الشفق هو البیاض الذی یلی الحمرة	هکذا فی القدوری
	وقولهما اوسع للناس وقول ابی حنیفة رح احوط لان الاصل فی باب الصلوة ان لا یثبت فیها رکن ولا شرط الا بما فیه یقین۔	کذا فی النهایة ناقلا عن الاسرار ومبسوط شیخ الاسلام
۱۲-	ووقت العشاء والوتر من غروب الشفق الی الصبح	کذا فی الکافی
۱۳-	ولا یقدم الوتر علی العشاء لوجوب الترتیب لا لان وقت الوتر لم یدخل حتی لو صلی الوتر قبل العشاء ناسیا او صلاهما فظهر فساد العشاء دون الوتر فانه یصح الوتر ویعید العشاء وحدها عند ابی حنیفة رح لان الترتیب یسقط بمثل هذا العذر۔	هکذا فی التبیین
۱۴-	ومن لم یجد وقت العشاء والوتر بان کان فی بلد یطلع الفجر فیه کما یغرب الشفق او قبل ان یغیب الشفق لم یجبا علیه	هکذا فی التبیین

الفصل الثانی فی بیان فضیلة الاوقات

دفعات ۱۰۰ تا ۱۰۰ عنوان ۱ تعداد شق ۱۱

۱۰۰- فضیلة الاوقات

تعداد شق ۱۱

۱-	یستحب تاخیر الفجر ولا یؤخرها بحیث یقع الشك فی طلوع الشمس بل یسفر بها بحیث لو ظهر فساد صلوته یمکنه ان یعیدها فی الوقت بقراءة مستحبة	کذا فی التبیین
	وهذا فی الازمنة کلها الا صبیحة یوم النحر للحاج بالمزدلفة فان هناك التغلیس افضل۔	هکذا فی المحیط

دفعات وشق نمبر	پہلا باب نماز کے اوقات اور متعلقہ احکام — دوسری فصل نماز کے اوقاتِ فضیلت کے احکام کا بیان	حوالہ
۹۹- ۹-	فقہاءؒ نے کہا ہے کہ احتیاط اس میں ہے کہ ظہر کی نماز ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہونے سے پہلے پڑھ لی جائے اور عصر کی نماز اس وقت پڑھی جائے جبکہ ہر چیز کا سایہ دوگنا ہو جائے تاکہ دونوں نمازیں اپنے اپنے یقینی وقت میں ادا ہوں۔	شرح مجمع
۱۰-	عصر کی نماز کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب ہر چیز کا سایہ اس کے اصلی سایہ کے علاوہ دوگنا ہو جائے اور عصر کی نماز کا وقت سورج کے غروب ہونے تک رہتا ہے۔	شرح مجمع
۱۱-	(ا) مغرب کی نماز کا وقت سورج غروب ہونے سے شروع ہوتا ہے اور شفق کے غائب ہونے تک رہتا ہے۔ اور امام محمدؒ اور امام ابو یوسف رح کے ہاں شفق سے مراد سرخی ہے اور اسی پر فتوٰی ہے۔	شرح وقایہ
	(ب) اور امام ابو حنیفہ رح کے ہاں شفق سے مراد وہ سفیدی ہے جو سرخی کے بعد ہوتی ہے۔	قدوری
	(ج) امام محمدؒ اور امام ابو یوسف رح کے قول میں لوگوں کے لئے زیادہ آسانی ہے (د) اور امام ابو حنیفہ رح کے قول میں زیادہ احتیاط ہے۔ اس لئے کہ نماز کے باب میں اصل یہ ہے کہ اس کا ہر رکن اور شرط اسی چیز سے ثابت ہونا ہے جو یقینی ہو۔	نہایہ ومبسوط
۱۲-	عشا اور وتر کی نماز کا وقت شفق چھپنے سے لیکر صبح ہونے تک ہے	کافی
۱۳-	وتر کی نماز عشا کی نماز سے پہلے نہ پڑھے کیونکہ ترتیب واجب ہے۔ یہ حکم اس لئے نہیں ہے کہ وتر کا وقت داخل نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ اگر کسی نے وتر کی نماز عشا کی نماز سے پہلے پڑھ لی یا عشا اور وتر دونوں پڑھ لئے پھر معلوم ہوا کہ عشا کی نماز کسی فاسد کی وجہ سے صحیح ادا نہیں ہوئی تھی البتہ وتر کی نماز صحیح ادا ہوئی تھی تو وتر کی نماز درست ہے اور امام ابو حنیفہ رح کے ہاں صرف عشا کی نماز لوٹائے گا اس لئے کہ اس قسم کے عذر کی وجہ سے ترتیب ضروری نہیں رہتی۔	تبیین
۱۴-	جس شخص نے عشا اور وتر کی نماز کا وقت نہ پایا۔ مثلاً وہ کسی ایسے علاقے[۱] میں ہے جہاں شفق کے غروب ہوتے ہی فجر طلوع ہو جاتی ہے یا وہاں شفق کے غائب ہونے سے پہلے ہی فجر طلوع ہو جاتی ہے تو اس پر عشا اور وتر کی نماز واجب نہیں۔	تبیین

دوسری فصل نماز کے اوقاتِ فضیلت

دفعات ۱۰۰ تا ۱۰۱ عنوان ۲ تعداد شق ۱۱

۱۰۰- نماز کے اوقاتِ فضیلت۔

اس میں ۱۱ شقیں ہیں۔

۱-	(ا) فجر کی نماز میں تاخیر مستحب ہے۔ لیکن اتنی تاخیر نہ ہو کہ سورج نکلنے کا شک ہو جائے بلکہ فجر کی نماز اس قدر روشنی میں پڑھے کہ اگر کسی وجہ سے نماز ٹوٹ جائے تو فجر کے وقت میں ہی مستحب قرأت کے ساتھ نماز کا لوٹانا ممکن ہو۔	تبیین
	(ب) (فجر کی نماز میں تاخیر مستحب ہونے کا حکم) ہر زمانہ میں ہے۔ لیکن مزدلفہ میں حاجیوں کے لئے یوم نحر میں (ذی الحجہ کی دسویں تاریخ جس دن قربانی ہوتی ہے) فجر کی نماز کے لئے یہ حکم نہیں ہے اس لئے کہ وہاں اندھیرے میں ہی فجر	

[۱] جیسا کہ حسب حکایت معجم صاحب البلدان علاقہ بلغار میں سال کی چھوٹی راتوں میں ایسا ہوتا ہے تو بوجہ عدم سبب اس وقت کی نماز واجب نہ ہوگی۔ البحر الرائق ج ۱ صفحہ ۲۴۶ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی المواقیت وما یتصل بہا — الفصل الثانی فی بیان فضیلۃ الاوقات	حوالہ
۱۰۰-		
۲-	ویستحب تأخیر الظہر فی الصیف وتعجیلہ فی الشتاء	ہکذا فی الکافی
۳-	سواء کان یصلی الظہر وحدہ او بجماعۃ	کذا فی شرح المجمع لابن الملک
۴-	ویستحب تاخیر العصر فی کل زمان ما لم یتغیر الشمس	کذا فی الکافی
۵-	والعبرۃ لتغیر القرص لا لتغیر الضوء فمتی صار القرص بحیث لا تحار فیہ العین فقد تغیرت والا لا۔	کذا فی الکافی
۶-	وهو الصحیح	کذا فی الهدایۃ
۷-	ولو شرع فیہ قبل التغیر فمدہ الیہ لا یکرہ	کذا فی البحر الرائق ناقلاً عن غایۃ البیان
۸-	ویستحب تعجیل المغرب فی کل زمان	کذا فی الکافی
۹-	وکذا تأخیر العشاء الی ثلث اللیل والوتر الی آخر اللیل لمن یثق بالانتباہ ومن لم یثق بالانتباہ اوتر قبل النوم	ہکذا فی التبیین
۱۰-	وفی یوم الغیم ینور الفجر کما فی حال الصحو ویؤخر الظہر لئلا یقع قبل الزوال ویعجل العصر خوفاً من ان یقع فی الوقت المکروہ ویؤخر المغرب حذراً من الوقوع قبل الغروب ویعجل العشاء کیلا یمنع مطر او ثلج عن الجماعۃ	ہکذا فی محیط السرخسی
۱۱-	هذا فی الازمنۃ کلها ولا یجمع بین الصلوتین فی وقت واحد لا فی السفر ولا فی الحضر بعذر ما ماعدا عرفۃ والمزدلفۃ[1]	کذا فی المحیط

الفصل الثالث فی بیان الاوقات التی لا تجوز فیها الصلوٰۃ وتکرہ فیها

دفعات ۱۰۱ تا ۱۰۱ عنوان ۱ تعداد شق ۳۵

۱۰۱-	الاوقات التی لا تجوز فیها الصلوٰۃ وتکرہ فیها — تعداد شق ۳۵	
۱-	ثلاث ساعات لا تجوز فیہا المکتوبۃ ولا صلوٰۃ الجنازۃ ولا سجدۃ التلاوۃ۔[2] اذا طلعت الشمس حتی ترتفع وعند الانتصاف الی ان تزول وعند احمرارها	

[1] عرفہ میں حاجیوں کے لئے ظہر کے وقت میں ظہر اور عصر پڑھنے کا حکم ہے۔ اسی طرح مزدلفہ میں حاجیوں کے لئے عشا کے وقت میں مغرب اور عشا پڑھنے کا حکم ہے (مترجم)

[2] جنازہ کے وجوب کا وہ وقت معتبر ہے جب وہ جنازہ گاہ میں پہنچے۔ اور سجدۂ تلاوت کے وجوب کا وقت وہ ہے جب تلاوت کی گئی جیسا کہ رد المحتار میں ہے (قولہ

دفعات وشق نمبر	پہلا باب نماز کے اوقات اور متعلقہ احکام — تیسری فصل ان وقتوں کا بیان جن میں نماز جائز نہیں اور جنمیں مکروہ ہے	حوالہ
۱۰۰-	کی نماز ادا کرنا افضل ہے	محیط
۲-	گرمیوں میں ظہر کی نماز کے وقت میں تاخیر کر کے ادا کرنا اور سردیوں میں جلدی (یعنی اول وقت میں) ادا کرنا مستحب ہے	کافی
۳-	اس حکم (مذکورہ ۲/۱۰۰) میں اکیلے نماز ادا کرنے والا اور جماعت سے ادا کرنے والا دونوں برابر ہیں۔	شرح المجمع
۴-	عصر کی نماز میں اس وقت تک تاخیر مستحب ہے جب تک کہ سورج میں تغیر نہ ہو۔ یہ حکم ہر زمانہ میں ہے۔	کافی
۵-	سورج کے تغیر کا اعتبار سورج کی ٹکیہ میں تبدیلی کا اعتبار ہے دھوپ میں تبدیلی کا اعتبار نہیں ہے۔ پس جب سورج کی ٹکیہ ایسی ہو جائے کہ اس کے دیکھنے سے آنکھ چندھیا نہ جائے تو جان لیں کہ سورج میں تغیر ہو چکا ہے اور اگر یہ حالت نہیں ہے تو سورج میں تغیر نہیں ہے۔	کافی
۶-	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	ہدایہ
۷-	اگر کسی نے عصر کی نماز سورج متغیر ہونے سے پہلے شروع کی اور سورج متغیر ہونے تک نماز لمبی ہو گئی تو اس صورت میں نماز مکروہ نہیں ہوتی۔	بحر الرائق
۸-	مغرب کی نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے، یہ حکم ہر زمانہ کے لئے ہے۔	کافی
۹-	(ا) عشاء کی نماز تہائی رات تک دیر سے پڑھنا مستحب ہے۔ (ب) اور وتر کی نماز آخر رات تک دیر سے پڑھنا مستحب ہے بشرطیکہ جاگ اٹھنے کا اعتماد ہو اور جسے یہ اعتماد نہ ہو تو وہ وتر کی نماز سونے سے پہلے پڑھ لے۔	تبیین
۱۰-	بادل والے دن (ا) فجر کی نماز روشنی میں پڑھی جائے جیسا کہ بغیر بادل والے دن میں پڑھی جاتی ہے (ب) ظہر کی نماز دیر سے پڑھی جائے تاکہ اس کی ادائیگی زوال سے پہلے نہ ہو (ج) اور عصر کی نماز جلدی پڑھی جائے تاکہ اس کی ادائیگی مکروہ وقت میں نہ ہو (د) مغرب کی نماز دیر سے پڑھی جائے تاکہ اس کی ادائیگی غروب سے پہلے وقت میں نہ ہو (س) اور عشا کی نماز جلدی پڑھی جائے تاکہ بارش یا برف جماعت کے لئے رکاوٹ نہ ہو۔	محیط السرخسی
۱۱-	(ا) یہ حکم (مذکورہ ۱۰/۱۰۰) سب زمانوں کے لئے ہے (ب) عرفہ اور مزدلفہ کے سوا دو نمازوں کو کسی بھی عذر سے ایک وقت میں جمع نہ کرے۔ مسافر ہو یا مقیم ہو۔	محیط

تیسری فصل ان وقتوں کا بیان جن میں نماز جائز نہیں اور جن میں نماز مکروہ ہے

دفعات ۱۰۱ تا ۱۰۱ عنوان ۱۰۱ تعداد شق ۳۵

۱۰۱-	جن وقتوں میں نماز جائز نہیں، اور جن میں مکروہ ہے۔ اور اس میں ۳۵ شقیں ہیں۔	
۱-	تین وقت ایسے ہیں جن میں فرض نماز، نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت جائز نہیں ہے۔ وہ تین وقت یہ ہیں۔ سورج طلوع ہونے کے وقت سے لے کر اس کے بلند ہونے تک۔ سورج دن کے نصف میں ہونے کے وقت سے	

او علی جنازۃ) ای اذا حضرت فی ذلك الوقت وکذا (قولہ وسجدۃ التلاوۃ) ای اذا تلیت فیہا الخ رد المحتار ج ۱ ص ۳۴۴ (مترجم) ۲ دن کے نصف سے (باقی ص ۳۰۰ پر)

دفعات وشق نمبر	الباب الاوّل فی المواقیت وما یتصل بها — الفصل الثالث فی بیان الاوقات التی لا تجوز فیها الصلوٰة وتکره فیها	حوالہ
۱۰۱	الی ان تغیب الا عصر یومه ذلك فانه یجوز اداءه عند الغروب	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
۲-	قال الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل رح ما دام الانسان یقدر علی النظر الی قرص الشمس فهی فی الطلوع-	کذا فی الخلاصة
۳-	هذا اذا وجبت صلوٰة الجنازة و سجدة التلاوة فی وقت مباح واخّرتا الی هذا الوقت فانه لا یجوز قطعا - امّا لو وجبتا فی هذا الوقت وادیتا فیه جاز لانها ادیت ناقصة كما وجبت-	کذا فی السراج الوهاج وهکذا فی الکافی و التبیین-
۴-	لکن الافضل فی سجدة التلاوة تأخیرها وفی صلوٰة الجنازة التأخیر مکروه-	ھکذا فی التبیین
۵-	ولا یجوز فیها قضاء الفرائض والواجبات الفائتة عن اوقاتها کالوتر	ھکذا فی المستصفٰی والکافی
۶-	والتطوع فی هذه الاوقات یجوز ویکره-	کذا فی الکافی وشرح الطحاوی
۷-	حتی لو شرع فی التطوع عند طلوع الشمس او غروبها ثم قهقه کان علیه الوضوء	ھکذا فی فتاوی قاضیخان فی نواقض الوضوء
۸-	ولو صلی فریضة سوی عصر یومه لا تنتقض طهارته بالقهقهة-	ھکذا فی فتاوی قاضیخان فی نواقض الوضوء
۹-	ویجب قطعه وقضاءه فی وقت غیر مکروه فی ظاهر الروایة - ولو اتمه خرج عن عهدة ما لزمه بذلك الشروع-	ھکذا فی فتح القدیر
۱۰-	وقد اساء ولا شیٔ علیه	کذا فی شرح الطحاوی
۱۱-	ولو قضاه فی وقت مکروه جاز وقد اساء	کذا فی محیط السرخسی
۱۲-	ولو نذر ان یصلی فی الوقت المکروه فادی فیه یصح ویاثم-	

(بقیہ از ص ۱۹۹) مراد میں دو مفہوم ہو سکتے ہیں۔ عرفی دن کے نصف یعنی سورج قائم ہونے اور اس کے زوال کے درمیان کے لمحہ میں نماز کی کوئی جُز آجائے تو نماز جائز نہیں۔ یا یہ کہ شرعی دن (یعنی طلوعِ صبح سے سورج کے غروب ہونے تک) کے نصف (یعنی ضحوۃ الکبریٰ) سے لیکر سورج کے زوال تک کے درمیانی وقت نماز نہ پڑھے۔ عرفی دن کا نصف مراد ہونا ائمہ ماوراء النہر کی طرف منسوب ہے۔ اور شرعی دن کا نصف مراد لینا ائمہ خوارزم کی طرف منسوب ہے۔ ابو سعید رض کی حدیث میں نصف النہار میں نماز کی ممانعت سے یہی منصور ہوتا ہے کہ اس وقت میں نماز پڑھنا ممکن ہو۔ اور یہ امکان نصف النہار کے دوسرے معنی یعنی شرعی دن کے نصف مراد

دفعات وشق نمبر	پہلا باب نماز کے اوقات اور متعلقہ احکام — تیسری فصل ان وقتوں کے احکام کا بیان جنہیں نماز جائز نہیں یا وہ جنہیں مکروہ ہے	حوالہ
۱۰۱	لیکر اس کے زوال تک[۱] اور سورج کے سرخ ہوجانے کے وقت سے لیکر اس کے غروب ہونے تک لیکن اسی دن کی عصر سورج کے غروب ہونے کے وقت ادا ہوجاتی ہے	قاضیخان
۲-	حضرت شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضل رح کا قول ہے کہ جب تک انسان سورج کی ٹکیہ کو دیکھ سکتا ہے تب تک سورج طلوع ہونے کی حالت میں ہے۔	خلاصہ
۳-	(ل) یہ (حکم مذکورہ ۱/۱۰۱) اس صورت میں ہے جبکہ جنازہ کی نماز اور تلاوت کا سجدہ ایسے وقت میں واجب ہوئے کہ اس وقت انہیں ادا کرنے کے لئے مباح وقت تھا۔ پھر ان اوقات (مذکورہ ۱/۱۰۱) تک دیر کی تو اس صورت میں مذکورہ اوقات میں ان کی ادائیگی قطعاً جائز نہیں (ب) لیکن اگر وہ (نماز جنازہ وسجدۂ تلاوت) انہیں مذکورہ وقتوں میں واجب ہوئے ہوں اور انہیں وقتوں میں انہیں ادا کیا تو یہ جائز ہے اس لئے کہ جس طرح وہ ناقص واجب ہوئے اسی طرح ناقص وقت میں ادا ہوئے۔	سراج وہاج، کافی، تبیین
۴-	لیکن افضل یہ ہے کہ صورت مذکورہ (۳ب/۱۰۱) میں سجدۂ تلاوت ادا کرنے میں دیر کرے البتہ جنازہ کی نماز میں دیر کرنا مکروہ ہے۔	تبیین
۵-	ان مذکورہ (۱/۱۰۱) وقتوں میں فرضوں کی قضا جائز نہیں۔ اور واجب جیسا کہ اگر وتر قضا ہوگئے ہوں تو ان کی قضا بھی ان مذکورہ وقتوں میں جائز نہیں۔	مستصفی، کافی
۶-	ان مذکورہ (۱/۱۰۱) اوقات میں نفل نماز پڑھنا جائز ہے مگر مکروہ ہے۔	کافی شرح طحاوی
۷-	حتیٰ کہ اگر کسی نے سورج طلوع ہوتے یا غروب کے وقت نفل شروع کئے اور ان میں قہقہہ مارا تو اس پر وضو کرنا ضروری ہوگا۔	قاضیخان
۸-	اور اگر کسی نے اسی دن کی عصر کی نماز کے سوا کوئی اور فرض نماز ان مذکورہ (۱/۱۰۱) وقتوں میں پڑھی تو اس نماز میں قہقہہ لگانے سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔	قاضیخان
۹-	ظاہر روایت کے مطابق (اوقاتِ مذکورہ ۱/۱۰۱ میں نوافل شروع کرنے کے بعد) ان کا توڑ دینا اور پھر غیر مکروہ وقت میں قضا کرنا واجب ہے[۱]۔ (ب) اور اگر کسی نے ان کو پورا پڑھ لیا تو اس شروع کرنے سے جو کچھ لازم ہوا تھا وہ اس کے ذمہ سے اتر گیا[۱]۔	فتح القدیر
۱۰-	(اور مذکورہ صورت ۹ب/۱۰۱ میں) وہ گنہگار ہوا ہے مگر اس پر اور کچھ واجب نہیں۔	شرح طحاوی
۱۱-	اور اگر کسی نے (مذکورہ ۹/۱۰۱ کی قضا کو) مکروہ وقت میں قضا کیا تو جائز ہوگیا مگر گنہگار ہے[۲]	محیط سرخسی
۱۲-	(ل) اگر کسی نے نذر مانی کہ مکروہ وقت میں نفل پڑھے گا پھر اس نے مکروہ وقت میں وہ نفل ادا کئے تو یہ ادا کرنا	

لینے کو ترجیح دیتا ہے اور اس صورت میں شرعی دن کے نصف یعنی ضحوۃ الکبریٰ سے زوال تک مذکورہ نماز جائز نہ ہوگی۔ (ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۳۴۵) (مترجم)

[۱] جیسا کہ بحر الرائق میں ہے کہ وان کانت الصلوٰۃ نفلا فھی صحیحۃ مکروھۃ حتی وجب قضاءہ اذا قطعہ ویجب قطعہ وقضاءہ فی غیر مکروہ فی ظاہر الروایۃ ولو اتمہ خرج عن عھدۃ مالزمہ بذلک الشروع الخ البحر الرائق ج ۱ ص ۲۴۹ (مترجم) [۲] جیسا کہ البحر الرائق میں ہے کہ لو قضی فی وقت مکروہ ما قطعہ من النفل المشروع فیہ فی وقت مکروہ حیث یخرج عن العھدۃ وان کان آثماً الخ۔ البحر الرائق ج ۱ ص ۲۴۹ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی المواقیت وما یتصل بها — الفصل الثالث فی بیان الاوقات التی لا تجوز فیها الصلوٰة وتکره فیها	حوالہ
۱۰۱	ویجب ان یصلی فی غیرہ-	کذا فی البحر الرائق
۱۳-	اذا نذر مطلقا او فی غیر هذه الاوقات فانه لا یجوز الاداء فیها وهو اوجه	هکذا فی شرح منیة المصلی لابن امیر الحاج
		هکذا فی النهایة والکفایة
۱۴-	تسعة اوقات یکره فیها النوافل وما فی معناها الا الفرائض	
۱۵-	فیجوز فیها قضاء الفائتة وصلوٰة الجنازة وسجدة التلاوة	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۶-	منها[۱] ما بعد طلوع الفجر قبل صلوٰة الفجر	کذا فی النهایة والکفایة
۱۷-	یکره فیه التطوع باکثر من سنة الفجر-	هکذا فی السراج الوهاج والتبیین
۱۸-	ومن صلی تطوعا فی آخر اللیل فلما صلی رکعة طلع الفجر کان الاتمام افضل لان وقوعه فی التطوع بعد الفجر لا عن قصد ولا تنوبان عن سنة الفجر علی الاصح-	هکذا فی السراج الوهاج والتبیین
۱۹-	ولو شرع اربعا فالشفع الذی بعد الطلوع ینوب عن سنة الفجر- هو المختار-	کذا فی خزانة الفتاوی
۲۰-	ومنها[۲] ما بعد صلوٰة الفجر قبل طلوع الشمس	هکذا فی النهایة والکفایة
۲۱-	ولو افسد سنة الفجر ثم قضاها بعد صلوٰة الفجر لم یجز	کذا فی محیط السرخسی
۲۲-	ومنها[۳] ما بعد صلوٰة العصر قبل التغیر	هکذا فی النهایة والکفایة.
۲۳-	لو افتتح صلوٰة النفل فی وقت مستحب ثم افسدها فقضاها بعد صلوٰة العصر قبل مغیب الشمس لا یجزیه-	هکذا فی محیط السرخسی
۲۴-	ومنها[۴] ما بعد غروب الشمس قبل صلوٰة المغرب	
	وعند[۵] الاقامة یوم الجمعة	
	وعند[۶] خطبة الجمعة والعیدین والکسوف والاستسقاء	هکذا فی النهایة والکفایة
۲۵-	ویکره التنفل عند خطبة الحج وخطبة النکاح	هکذا فی شرح منیة المصلی لابن امیر الحاج
۲۶-	ویکره التطوع اذا خرج الامام للخطبة یوم الجمعة	کذا فی منیة المصلی
۲۷-	اذا شرع فی الاربع قبل الجمعة ثم خرج الامام للخطبة یتم اربعا وهو الصحیح	

ـلـه نو وقت یعنی (۱) طلوعِ فجر اور نمازِ فجر کے درمیان ماسوائے فجر کی سنتوں کے (۲) نمازِ فجر اور طلوعِ سورج کے درمیان (۳) نمازِ عصر کے بعد سے لیکر سورج متغیر ہونے سے پہلے تک (۴) سورج غروب ہونے کے بعد سے لیکر نمازِ مغرب سے پہلے تک (۵) نمازِ جمعہ کی اقامت کے وقت (۶) جمعہ کے خطبہ کے وقت (۷) دونوں عیدوں کے خطبہ

دفعات و شق نمبر	پہلا باب نماز کے اوقات اور متعلقہ احکام — تیسری فصل ان وقتوں کے احکام کا بیان جنمیں نماز جائز نہیں اور جنمیں مکروہ ہے	حوالہ
۱۰۱	صحیح ہو جائے گا مگر گنہگار رہے۔ (ب) اور اس پر وہ نماز دوسرے وقت میں پڑھنا واجب ہے۔	بحر رائق
۱۳-	اگر کسی نے یہ نذر مانی کہ کسی وقت نفل پڑھے گا۔ یا یہ نذر مانی کہ ان وقتوں (مذکورہ ½/101) کے سوا کسی وقت میں نفل پڑھے گا تو اس کی ادائیگی ان وقتوں (مذکورہ ½/101) میں جائز نہیں ہے اور یہی حکم اوجہ (زیادہ وجاہت والا ہے)	شرح منیہ
۱۴-	نو وقت ایسے ہیں کہ ان میں نوافل اور جو نمازیں نوافل کے حکم میں ہیں، مکروہ ہیں مگر ان وقتوں میں فرائض پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔	نہایہ و کفایہ
۱۵-	پس ان نو وقتوں (مذکورہ حاشیہ ۱۴/۱۰۱) میں قضا نماز، جنازہ کی نماز، اور تلاوت کا سجدہ جائز ہے۔	قاضیخان
۱۶-	ان نو وقتوں میں سے ایک وقت صبح طلوع ہونے کے بعد سے لیکر فجر کی نماز سے پہلے تک کا وقت ہے۔	نہایہ و کفایہ
۱۷-	اس مذکورہ وقت میں فجر کی سنتوں کے سوا اور نفل پڑھنا مکروہ ہے۔	سراج وہاج و تبیین
۱۸-	جس شخص نے آخر رات میں نفل پڑھے۔ جب اس نے ایک رکعت پڑھی تو فجر طلوع ہو گئی (الف) تو اس نماز کا پورا کر لینا افضل ہے اسلئے کہ (نمازِ نفل کے، دوران طلوعِ فجر کی صورت میں) طلوعِ فجر کے بعد نفل نماز میں واقع ہونا اس کے اپنے قصد سے نہیں ہوا ہے۔	
	(ب) اور زیادہ صحیح قول کے مطابق وہ نفل (مذکورہ ۱۸/۱۰۱) فجر کی سنتوں کے قائم مقام نہیں ہو سکتے۔	سراج وہاج تبیین
۱۹-	اور اگر کسی نے (مذکورہ صورت میں) چار رکعتیں پڑھیں تو جو دو رکعتیں فجر طلوع ہونے کے بعد پڑھی ہیں وہ فجر کی سنتوں کے قائم مقام ہو جائیں گی۔ یہی حکم مختار ہے۔	خزانۃ الفتاوی
۲۰-	ان نو وقتوں میں سے ایک وقت نماز فجر کے بعد کے وقت سے لیکر سورج نکلنے کے وقت تک ہے۔	نہایہ۔ کفایہ
۲۱-	اگر فجر کی سنتیں کسی وجہ سے نہ پڑھی گئیں پھر انہیں نمازِ فجر کے بعد قضا کیا تو یہ جائز نہ ہوگا۔	محیط سرخسی
۲۲-	ان نو وقتوں میں سے ایک وقت عصر کی نماز کے بعد کے وقت سے لے کر سورج متغیر ہونے سے پہلے تک کا وقت ہے۔	نہایہ۔ کفایہ
۲۳-	اگر کسی نے مستحب وقت میں نفل نماز شروع کی پھر توڑ دی پھر وہ نفل نماز عصر کی نماز کے بعد سورج چھپنے سے پہلے قضا کی تو اسے کفایت نہیں کرے گا۔	محیط سرخسی
۲۴-	اور ان نو وقتوں میں سے ایک وقت سورج چھپنے کے بعد کے وقت سے لیکر مغرب کی نماز سے پہلے کا وقت ہے۔ اور ان نو وقتوں میں سے جمعہ کی اقامت کا وقت۔ جمعہ کے خطبہ کا وقت، عیدین کے خطبہ کا وقت کسوف (سورج گرہن) یا استسقاء کے خطبہ کا وقت ہے۔	نہایہ۔ کفایہ
۲۵-	اس وقت نفل پڑھنا مکروہ ہے جب کہ حج یا نکاح کا خطبہ پڑھا جا رہا ہو۔	شرح منیہ
۲۶-	اس وقت نفل نماز مکروہ ہے جب امام جمعہ کے دن جمعہ کے خطبہ کے لئے نکل چکے۔	بغیۃ المصلی
۲۷-	اگر کسی نے جمعہ سے پہلے چار رکعتیں شروع کیں پھر امام خطبہ کے لئے نکلا تو وہ چار رکعتیں پوری کر لے حضرت	

وقت (۸) سورج گرہن کے خطبہ کے وقت اور استسقاء یعنی بارش طلب کرنے کے لئے خطبہ کے وقت جیسا کہ ۱۶/۱۰۱ تا ۲۴/۱۰۱ میں انکا ذکر موجود ہے (مترجم) (۵) نوافل کے حکم میں عام نفل اور سنتیں شامل ہیں مگر نوافل کی قضا، نذر کے نفل اور واجب شامل نہ ہوں گے۔ کیونکہ وہ نوافل کے حکم ہی میں نہیں ہیں۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی المواقیت وما یتصل بها — الفصل الثالث فی بیان الاوقات التی لا تجوز فیها الصلوٰة وتکرہ فیها	حوالہ
١٠١	والیه مال الامام الصدر الاجل الشهید الاستاذ حسام الدین رح	کذا فی الظهیریة
٢٨-	ویکرہ التنفل اذا اقیمت الصلوٰة الا سنة الفجر ان لم یخف فوت الجماعة	هکذا فی البحر الرائق
٢٩-	وقبل صلوٰة العیدین مطلقا وبعدها فی المسجد لا فی البیت -	هکذا فی البحر الرائق
٣٠-	وبین صلوٰتی الجمع بعرفة ومزدلفة	هکذا فی البحر الرائق
٣١-	ویکرہ جمیع الصلوٰت سوی الوقتیة اذا ضاق وقت المکتوبة	هکذا فی شرح منیة المصلی لابن امیر الحاج ناقلا عن الحاوی -
٣٢-	ویکرہ الصلوٰة وقت مدافعة البول او الغائط	هکذا فی البحر الرائق
٣٣-	ووقت حضور الطعام اذا کانت النفس تائقة الیه -	هکذا فی البحر الرائق
٣٤-	والوقت الذی یوجد فیه ما یشغل البال من افعال الصلوٰة ویخل بالخشوع کائنا ما کان الشاغل -	هکذا فی البحر الرائق
٣٥-	ویکرہ اداء العشاء ما بعد نصف اللیل	هکذا فی البحر الرائق

دفعات وشق نمبر	پہلا باب نماز کے اوقات اور متعلقہ احکام — تیسری فصل ان وقتوں کے احکام کا بیان جن میں نماز جائز نہیں یا جن میں مکروہ ہے	حوالہ
۱۰۱	امام صدر الشہید استاد حسام الدینؒ کا میلان اسی حکم کی طرف ہوا ہے۔	ظہیریہ
۲۸-	(د) اس وقت نفل پڑھنا مکروہ ہے جب نماز کی اقامت ہو جائے (ب) البتہ فجر کی سنتیں اقامت کے بعد بھی پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ جماعت فوت ہو جانے کا خوف نہ ہو۔	بحر رائق
۲۹-	عیدین کی نماز سے پہلے نفل پڑھنا خواہ کہیں پڑھے مکروہ ہے (ب) اور عیدین کی نماز کے بعد بھی مسجد میں نفل پڑھنا مکروہ ہے (ج) مگر عیدین کی نماز کے بعد گھر میں نفل پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔	بحر رائق
۳۰-	عرفات اور مزدلفہ میں جب نمازیں جمع کر کے پڑھتے ہیں تو ان جمع نمازوں کے درمیان نفل پڑھنا مکروہ ہے۔	بحر رائق
۳۱-	اگر کسی فرض نماز کا وقت تنگ ہو جائے تو اس وقت میں اس وقت کی فرض نماز کے سوا باقی سب نمازیں مکروہ ہیں۔	شرح منیہ
۳۲-	پیشاب اور پاخانہ کی حاجت روک کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔	بحر رائق
۳۳-	جب کھانا حاضر ہو اور طبیعت اس کی طرف مشتاق ہو تو اس وقت بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔	بحر رائق
۳۴-	ایسا وقت جس میں ایسا سبب پایا جائے جس کی وجہ سے نماز کی طرف دل متوجہ نہ ہو اور نماز کے خشوع میں خلل پڑ رہا ہو تو اس وقت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ وہ سبب خواہ کچھ بھی ہو۔	بحر رائق
۳۵-	آدھی رات کے بعد عشاء کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔[1]	بحر رائق

[1] تو حکم نمبر ۱۰۱ میں کل ۲۴ ایسے اوقات مذکور ہیں جن میں نماز (نفل یا فرض) مکروہ ہوتی ہے یا صحیح نہیں ہوتی (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی الاذان — الفصل الاول فی صفة الاذان واحوال المؤذن	حوالہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الباب الثانی فی الاذان

وفیه فصلان۔ دفعات ۱۰۲ تا ۱۰۴ عنوانات ۳ تعداد شق ۱۳۴

الفصل الاول فی صفة الاذان واحوال المؤذن

دفعات ۱۰۲ تا ۱۰۲ عنوان ۱ تعداد شق ۴۲

۱۰۲۔ صفة الاذان واحوال المؤذن تعداد شق ۴۲

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱۔	الاذان سنة لاداء المکتوبات بالجماعة[1]۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
	وقیل انه واجب والصحیح انه سنة مؤکدة	کذا فی الکافی
۲۔	وعلیه عامة المشائخ رح	هکذا فی المحیط
۳۔	والاقامة مثل الاذان فی کونه سنة للفرائض فقط	کذا فی البحر الرائق
۴۔	ولیس لغیر الصلوات الخمس والجمعة نحو السنن والوتر والتطوعات والتراویح والعیدین اذان ولا اقامة۔	کذا فی المحیط
۵	وکذا للمنذورة وصلوٰة الجنازة والاستسقاء والضحی والافزاع	هکذا فی التبیین
۶۔	وکذا الصلوٰة الکسوف والخسوف	کذا فی العینی شرح الکنز
۷۔	ولیس علی النساء اذان ولا اقامة فان صلین بجماعة یصلین بغیر اذان واقامة وان صلین بهما جازت صلاتهن مع الاساءة	هکذا فی الخلاصة
۸۔	وندب الاذان والاقامة للمسافر والمقیم فی بیته	کذا فی التبیین
۹۔	ولیس علی العبید اذان ولا اقامة	کذا فی التبیین
۱۰۔	تقدیم الاذان علی الوقت فی غیر الصبح لا یجوز اتفاقا وکذا فی الصبح عند ابی حنیفة رح ومحمد رح	

[1] پانچ فرض نمازوں اور جمعہ کے علاوہ کسی مذکورہ نماز کیلئے اذان مشروع نہیں ہے البتہ رد المحتار میں نماز کے علاوہ ان مواقع پر اذان مسنون و مشروع لکھی ہے۔ ۱ نومولود کے کان میں۔ ۲ غم سے بے چین کیلئے۔ ۳ مرگی زدہ کے لئے۔ ۴ غصہ سے بپھرے ہوئے انسان یا جانور کیلئے۔ ۵ لڑائی میں۔ ۶ جلانے والی آگ کے بھڑک اٹھنے پر۔ ۷ سرکش جن کیلئے

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب اذان کے احکام — پہلی فصل اذان کے مسائل اور مؤذن کے حالات	حوالہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دوسرا باب اذان کے احکام

اس میں دو فصلیں ہیں۔ دفعات ۱۰۲ تا ۱۰۴ عنوانات ۳ تعداد شق ۱۳۴

پہلی فصل اذان کے مسائل اور مؤذن کے حالات

دفعات ۱۰۲ تا ۱۰۲ عنوان ۱ تعداد شق ۲۷

۱۰۲۔ اذان اور مؤذن کے حالات۔ اور اس میں ۲۷ شقیں ہیں۔

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱۔	(د) فرض نمازیں باجماعت ادا کرنے کے لئے اذان کہنا سنت ہے۔	قاضیخان
	(ب) بعض فقہاء کا قول ہے کہ اذان کہنا واجب ہے (ج) اور صحیح حکم یہ ہے کہ اذان کہنا سنتِ مؤکدہ ہے	کافی
۲۔	عام مشائخ رح کا مسلک اسی حکم (مذکورہ ۱ج/۱۰۲) پر ہے۔	محیط
۳۔	صرف فرضوں کے لئے سنت ہونے میں اقامت بھی اذان کی طرح سنت ہے۔	بحر رائق
۴۔	پانچ فرض نمازوں اور جمعہ کے سوا جسقدر باقی نمازیں ہیں مثلاً سنتیں۔ وتر۔ تراویح اور عیدوں کی نمازیں ان کے لئے نہ اذان ہے نہ اقامت۔	محیط
۵۔	اسی طرح منت مانی ہوئی نماز، جنازہ کی نماز، استسقاء (طلب بارش کے لئے نماز) اور چاشت کی نماز۔ اور مصیبت کے وقت کی نمازوں کے لئے اذان اور اقامت نہیں ہے۔	تبیین
۶۔	نمازِ کسوف (سورج گرہن) اور نماز خسوف (چاند گرہن) کیلئے بھی اذان اور اقامت نہیں ہے[1]	عینی
۷۔	(د) عورتوں پر اذان اور اقامت نہیں ہے اگر عورتیں اپنی جماعت سے نماز پڑھیں تو وہ اذان اور اقامت کے بغیر پڑھیں گی (ب) اور اگر وہ اذان اور اقامت کہیں تو ان عورتوں کی نماز جائز ہو گی مگر گناہ ہو گا۔	خلاصہ
۸۔	مسافر کے لئے اور اس مقیم کے لئے جو اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہوا اذان اور اقامت مستحب ہے۔	تبیین
۹۔	غلاموں پر اذان اور اقامت نہیں ہے۔	تبیین
۱۰۔	(د) صبح کی نماز کے سوا باقی تمام نمازوں کے وقتوں سے پہلے اذان کہنا بالاتفاق جائز نہیں ہے۔ (ب) اور امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے ہاں صبح کی اذان بھی صبح کے وقت سے پہلے کہنا جائز نہیں ہے	

[1] بیاباں میں راہ بھولے مسافر کو اور اذان واقامت مسافر کے پیچھے کہنا۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۳۵۸ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی الاذان — الفصل الاول فی صفة الاذان واحوال المؤذن	حوالہ
۱۰۲	وان قدم یعاد فی الوقت	هکذا فی مجمع البحرین لابن الملک
-۱۱	وعلیه الفتوی	هکذا فی التتارخانیة ناقلا عن الحجة۔
-۱۲	واجمعوا ان الاقامة قبل الوقت لا تجوز۔	کذا فی المحیط
-۱۳	حضر الامام بعد اقامة المؤذن بساعة او صلی سنة الفجر بعدها لا یجب اعادتها۔	کذا فی القنیة
-۱۴	واهلیة الاذان تعتمد بمعرفة القبلة والعلم بمواقیت الصلوٰة	کذا فی فتاوی قاضیخان
-۱۵	وینبغی ان یکون المؤذن رجلا عاقلا صالحا تقیا عالما بالسنّة	کذا فی النهایة
-۱۶	وینبغی ان یکون مهیبا ویتفقد احوال الناس ویزجر المتخلفین عن الجماعات	کذا فی القنیة
-۱۷	وان یکون مواظبا علی الاذان۔	هکذا فی البدائع والتتارخانیة
-۱۸	وان یکون محتسبا فی اذانه	کذا فی النهر الفائق
-۱۹	والاحسن ان یکون اماما فی الصلوٰة	کذا فی معراج الدرایة
-۲۰	والافضل ان یکون المؤذن هو المقیم	کذا فی الکافی
-۲۱	وان اذن رجل واقام آخر۔ ان غاب الاول جاز من غیر کراهة ۔ وان کان حاضرا ویلحقه الوحشة باقامة غیره یکره ۔ وان رضی به لا یکره عندنا .	کذا فی المحیط
-۲۲	اذان الصبی العاقل صحیح من غیر کراهة فی ظاهر الروایة ۔ ولکن اذان البالغ افضل ۔ واذان الصبی الذی لا یعقل لا یجوز ویعاد۔ وکذا المجنون۔	هکذا فی النهایة
-۲۳	ویکره اذان السکران ویستحب اعادته	کذا فی التبیین

۱؎ مؤذن کی اہلیت کے لئے گیارہ موزوں امور کا حکم ۱۴/۱۰۲ تا ۱۹/۱۰۲ میں ذکر ہے۔ (مترجم) ۲؎ البحرالرائق میں ہے کافر کی اذان صحیح نہیں ہے اور اگر کوئی غیر مسلم اذان کہدے تو اس سے وہ مسلمان نہیں قرار پاتا لیکن اگر اذان کہنا اس کی عادت ہو، وہ شہادتین کہتا ہو اور وہ اس فرقہ سے نہ ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو صرف عرب والوں کے لئے مخصوص سمجھتے ہیں تو ایسے غیر مسلم مؤذن کو مسلمان قرار پانا چاہیئے۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۱ صفحہ ۲۶۴ (مترجم) ۳؎ بعض نمازوں کی اذانیں کہنا اور بعض نمازوں کی نہ کہنے کے متعلق اولیٰ حکم یہی ہے مگر اس کے جائز ہونے کے متعلق حکم نمبر ۳۶/۱۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ اگر نیت حصول ثواب کی ہو تو کسب معاش کی تلافی کے طور پر بغیر مشروط کئے مال لے لے تو جائز ہے اور قوم کو ایسا کرنا چاہیئے جیسا کہ بحوالہ فتح القدیر البحرالرائق ج ۱ صفحہ ۲۵۴ وکذا فی قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ صفحہ ۷۸ میں ہے۔ اور متاخرین کے ہاں اسی پر فتویٰ ہے کہ امام، مؤذن معلم قرآن، مفتی اور معلم فقہ پر اجرت مقرر کرکے لینا بھی جائز ہے جیسا کہ البحرالرائق ج ۱ صفحہ ۲۵۴ میں ہے اور فتاویٰ عالمگیریہ میں بحوالہ مشائخ بلخ ومحیط وفتاویٰ غیاثیہ میں ہے فتاویٰ عالمگیریہ ج ۴ صفحہ ۴۴۸ بلکہ رد المحتار میں اسے کار خیر اور کسب معاش دونوں عبادتوں کا اجتماع کہا ہے رد المحتار ج ۱ صفحہ ۳۶۴ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب اذان کے احکام — پہلی فصل اذان کے احکام اور موذن کے حالات	حوالہ
١٠٢	(ج) اگر کسی نماز کے وقت سے پہلے اذان کہہ دی گئی تو وقت میں لوٹائی جائے گی۔	شرح مجمع البحرین
-١١	اسی (مذکورہ) حکم پر فتوی ہے۔	تتارخانیہ
-١٢	اس حکم پر اجماع ہے کہ کسی نماز کے وقت سے پہلے اس نماز کے لئے اقامت جائز نہیں	محیط
-١٣	مؤذن نے اقامت کہی اور پھر تھوڑی دیر بعد امام آیا۔ یا اس نے اقامت کے بعد فجر کی سنتیں پڑھیں تو مذکورہ صورتوں میں اقامت کا لوٹانا ضروری نہیں۔	قنیہ
-١۴	اذان کہنے کی اہلیت اس شخص میں معتبر ہے جو قبلہ کو اور نماز کے وقتوں کو پہچانتا ہو۔	قاضیخان
-١۵	مؤذن ایسا ہونا چاہیئے جو سمجھدار ہو۔ نیک ہو۔ پرہیزگار ہو اور سنت کا عالم ہو۔	نہایہ
-١٦	اور مؤذن ایسا ہونا چاہیئے جو بارعب ہو۔ لوگوں کے حالات کی خبر رکھتا ہو۔ اور جو لوگ جماعت سے رہ جاتے ہیں انہیں متنبہ کرتا ہو۔	قنیہ
-١٧	اور مؤذن ایسا ہونا چاہیئے کہ وہ اذان ہمیشہ کہا کرے۔	بدائع۔تتارخانیہ
-١٨	اور مؤذن ایسا ہونا چاہیئے جو اللہ تعالٰے سے ثواب اور اجر کی امید کے جذبہ سے اذان کہتا ہو۔	نہر الفائق
-١٩	بہتر یہ ہے کہ مؤذن نماز کا امام ہو[۵]۔	معراج الدرایہ
-٢٠	افضل یہ ہے کہ موذن ہی اقامت کہے[۶]۔	کافی
-٢١	اگر ایک شخص نے اذان کہی دوسرے نے اقامت کہدی تو دیکھیں گے (ا) اگر پہلا شخص (موذن) غائب ہو گیا تھا تو دوسرے شخص کی اقامت جائز ہے مکروہ نہیں ہے۔ (ب) اور اگر پہلا شخص حاضر تھا اور اسے دوسرے شخص کا اقامت کہنا ناگوار گذرتا ہے تو دوسرے شخص کا اقامت کہنا مکروہ ہے۔ (ج) اور اگر پہلا شخص دوسرے شخص کی اقامت پر راضی ہے تو دوسرے شخص کا اقامت کہنا ہمارے ہاں مکروہ نہیں ہے۔	محیط
-٢٢	ظاہر روایت میں سمجھدار لڑکے کی اذان کراہیت کے بغیر صحیح ہے۔ (ب) لیکن بالغ آدمی کی اذان افضل ہے (ج) اور ناسمجھ لڑکے کی اذان جائز نہیں ہے۔ وہ لوٹائی جائے گی۔ (د) اسی طرح پاگل کی اذان کا یہی حکم ہے کہ وہ لوٹائی جائے گی۔	نہایہ
-٢٣	اگر کوئی شخص نشہ کی حالت میں اذان دے تو مکروہ ہے اور اس کا لوٹانا مستحب ہے۔	تبیین

۵ یعنی امام اذان کہے تو افضل ہے جیسا کہ بحر الرائق میں ہے فیفید ان الافضل کون الامام ھو المؤذن وھذا مذھبنا وعلیہ کان ابو حنیفۃ رح کما علم من اخبارہ اھ البحر الرائق ج ١ ص ٢۵۵ اور الدر المختار میں ہے کہ وفی الضیاء انہ علیہ السلام اذن فی سفر بنفسہ واقام وصلی الظھر الخ الدر المختار ج ١ ص ٢٦۴ اور رد المختار میں ہے کہ لولا الخلیفی لاذنت ای مع الامامۃ الخ رد المحتار ج ١ ص ٢٦۴ نیز البحر الرائق میں بحوالہ ظہیریہ لکھا ہے کہ بانی مسجد کو اذان و اقامت کی ولایت حاصل ہے خواہ وہ فاسق ہو اور لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں لیکن اسی طرح بانی مسجد کو امامت کی ولایت حاصل ہے بشرطیکہ وہ فاسق نہ ہو جیسا کہ لکھا ہے کہ وفی الظھیریۃ وولایۃ الاذان والاقامۃ لمن بنی المسجد وان کان فاسقا والقوم کارھون لہ وکذا الامامۃ الا ان ھھنا استثنی الفاسق اھ البحر الرائق ج ١ ص ٢۵۵ وھکذا فی الدر المختار ج ١ ص ٢٦۴ (مترجم) ٦ مؤذن کے علاوہ اقامت کہنے کے جواز کے متعلق حکم نمبر ٢١/١٠٢ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی الاذان — الفصل الاول فی صفة الاذان و احوال المؤذن	حوالہ
۱۰۲ -۲۴	وکرہ اذان المرأۃ ویعادند با۔	کذا فی الکافی
-۲۵	ویکرہ اذان الفاسق ولا یعاد	هکذا فی الذخیرۃ
-۲۶	وکرہ اذان الجنب واقامته باتفاق الروایات۔ والاشبه ان یعاد الاذان ولا تعاد الاقامة	هکذا فی الکافی
-۲۷	ولا یکرہ اذان المحدث فی ظاهر الروایة	هکذا فی الکافی
-۲۸	وهو الصحیح	کذا فی الجوهرة النیرۃ
-۲۹	وکرہ اقامته ولا تعاد	هکذا فی محیط السرخسی
-۳۰	ولو ارتدّ المؤذن بعد الاذان لا یعاد وان اعید فهو افضل	کذا فی السراج الوهاج
-۳۱	واذا ارتدّ فی الاذان فالاولی ان یبتدئ غیرہ وان لم یبتدئ غیرہ واتمّه جاز	کذا فی فتاویٰ قاضیخان
-۳۲	ویکرہ الاذان قاعدا وان اذن لنفسه قاعدا فلا بأس به	کذا فی فتاویٰ قاضیخان والخلاصة
-۳۳	والمسافر اذا اذن راکبا لا یکرہ وینزل للاقامة وان لم ینزل واقام اجزأہ	کذا فی فتاویٰ قاضیخان و الخلاصة۔ کذا فی المحیط
-۳۴	ویجوز للمسافر ان یفتتح الاذان علی الدآبة وان لم یکن وجهه[1] الی القبلة	کذا فی فتاویٰ قاضیخان والخلاصة
-۳۵	وفی الحضر یکرہ ان یؤذن راکبا فی ظاهر الروایة ولا یعاد	کذا فی محیط السرخسی / هکذا فی الخلاصة
-۳۶	ویجوز اذان العبد والقروی واهل المفازۃ وولد الزنا والاعمی۔ ومن یؤذن فی بعض الصلوٰت دون بعض بان کان فی السوق نهارا و فی السکة لیلا من غیر کراهة لکن غیر هؤلاء اولی	هکذا فی المحیط
-۳۷	ومتی کان مع الاعمی من یحفظ علیه اوقات الصلوٰۃ فتأذینه و تأذین البصیر سواء	هکذا فی النهایة
-۳۸	ویکرہ اداء المکتوبة بالجماعة فی المسجد بغیر اذان واقامة	کذا فی فتاویٰ قاضیخان
-۳۹	ولا یکرہ ترکهما لمن یصلی فی المصر اذا وجد فی المحلة ولا فرق بین الواحد والجماعة	هکذا فی التبیین

[1] اگر کوئی شخص ایک ہی نماز کے لئے دو مسجدوں میں اذان کہے تو مکروہ ہے جیسا کہ الدرالمختار میں ہے کہ یکرہ له ان یؤذن فی مسجدین الخ الدرالمختار ج ا ص۳۶۲ ۔ اور ردالمحتار میں ہے کہ لان الاذان للمکتوبة وهو فی المسجد الثانی یصلی النافلة الخ ردالمحتار ج ا ص۳۶۲

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب اذان کے احکام — پہلی فصل اذان کے مسائل اور موذن کے حالات	حوالہ
۱۰۲- ۲۴-	عورت اذان کہے تو مکروہ ہے اور مستحب یہ ہے کہ اس اذان کو لوٹایا جائے۔	کافی
۲۵-	فاسق اذان کہے تو مکروہ ہے۔ اور اس اذان کو لوٹایا نہ جائے۔	ذخیرہ
۲۶-	جنبی کی اذان اور اقامت مکروہ ہے۔ اس حکم پر روایات متفق ہیں۔ اور اشبہ حکم یہ ہے کہ اس کی اذان لوٹائی جائے اور اس کی اقامت نہ لوٹائی جائے۔	کافی
۲۷-	ظاہر روایت میں بے وضو کی اذان مکروہ نہیں۔	کافی
۲۸-	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	جوہرہ نیرہ
۲۹-	بے وضو شخص کا اقامت کہنا مکروہ ہے لیکن اس کی اقامت نہ لوٹائی جائے۔	محیط سرخسی
۳۰-	اگر کوئی موذن اذان کہنے کے بعد مرتد ہو گیا تو (ا) اس کی اذان کا لوٹانا ضروری نہیں۔ (ب) اور اگر لوٹائی جائے تو افضل ہے۔	سراج وہاج
۳۱-	اگر کوئی موذن اذان کے دوران مرتد ہو گیا تو بہتر یہ ہے کہ کوئی دوسرا شخص ابتدا رسے ساری اذان کہے اور اگر دوسرے شخص نے ابتدار سے اذان نہ کہی اور اسی اذان کو پورا کیا تو جائز ہے۔	قاضیخان
۳۲-	(ا) بیٹھ کر اذان کہنا مکروہ ہے (ب) اور اگر کسی نے اپنے لئے اذان بیٹھ کر کہی تو حرج نہیں ہے۔	قاضیخان و خلاصہ
۳۳-	(ا) مسافر اگر سواری پر اذان کہے تو مکروہ نہیں ہے۔ اور اقامت کے لئے اترے۔ (ب) اگر مسافر اقامت کے لئے نہیں اترا اور اقامت کہی تو اسے کافی ہے۔	قاضیخان و خلاصہ، محیط
۳۴-	مسافر نے اگر سواری پر اذان شروع کی اور اس کا منہ قبلہ کی طرف نہ تھا تو جائز ہے۔	قاضیخان و خلاصہ
۳۵-	(ا) ظاہر روایت میں مقیم آدمی کے لئے سواری پر اذان کہنا مکروہ ہے۔ (ب) (اگر مقیم نے سواری پر اذان کہی تو) اس اذان کو لوٹایا نہ جائے گا۔	محیط سرخسی، خلاصہ
۳۶-	(ا) غلام، دیہاتی، جنگل میں رہنے والے، ولد حرام اور اندھے کی اذان جائز ہے۔ مکروہ نہیں ہے۔ اور اس شخص کی اذان بغیر کراہیت کے جائز ہے جو بعض نمازوں کی اذان کہتا ہے اور بعض کی نہیں کہتا۔ مثلاً وہ دن کو بازار میں ہوتا ہو اور رات کو گھر میں ہوتا ہو۔ (ب) لیکن اگر ان (مذکورہ ۳۶ ا) کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اذان کہے تو اولیٰ ہے[1]	محیط
۳۷-	جب اندھے آدمی کے ساتھ کوئی ایسا شخص ہو جو اس کے لئے نماز کے وقتوں کی دیکھ بھال رکھے تو اس اندھے کی اذان اور آنکھوں والے کی اذان برابر ہے۔	نہایہ
۳۸-	مسجد میں اذان اور اقامت کے بغیر باجماعت فرض نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔	قاضیخان
۳۹-	جو شخص شہر میں نماز پڑھے اور اس کے محلہ میں اذان اور اقامت ہو گئی ہو تو اس شخص کے لئے اذان اور اقامت کا چھوڑ دینا مکروہ نہیں ہے۔ اور اس میں کچھ فرق نہیں ہے کہ مذکورہ شخص نے اکیلے نماز پڑھی یا جماعت سے نماز پڑھی۔	تبیین

(۱) قاضیخان میں ہے۔ ویکرہ ان یؤذن فی مسجدین ویصلی فی احدھما الخ فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۷۹ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی الاذان — الفصل الاول فی صفۃ الاذان واحوال المؤذن	حوالہ
۱۰۲ ۔۴۰	والافضل ان یصلی بالاذان والاقامۃ	کذا فی التمرتاشی
۔۴۱	واذا لم یؤذن فی تلک المحلۃ یکرہ لہ ترکھما ولو ترک الاذان وحدہ لایکرہ۔	کذا فی المحیط
۔۴۲	ولو ترک الاقامۃ یکرہ۔	کذا فی التمرتاشی
۔۴۳	ویکرہ للمسافر ترکھما وان کان وحدہ۔	کذا فی المبسوط
۔۴۴	ولو ترک الاقامۃ اجزأہ ولکنہ یکرہ	ھکذا فی شرح الطحاوی
۔۴۵	وان اذن واقام فھو حسن	ھکذا فی المبسوط
۔۴۶	وکذلک ان اقام ولم یؤذن	ھکذا فی المبسوط
۴۷	ولو صلی فی بیتہ فی قریۃ۔ ان کان فی القریۃ مسجد فیہ اذان واقامۃ فحکمہ حکم من صلے فی بیتہ فی المصر۔ وان لم یکن فیھا مسجد فحکمہ حکم المسافر۔	کذا فی الشمنی شرح النقایۃ
۔۴۸	وان کان فی کرم اوضیعۃ یکتفی باذان القریۃ اوالبلدۃ ان کان قریبا والافلا	کذا فی مختار الفتاوی
۔۴۹	وحد القریب ان یبلغ الاذان الیہ منھا	کذا فی مختار الفتاوی
۔۵۰	وان اذنوا کان اولیٰ	کذا فی الخلاصۃ
۔۵۱	وان صلوا بجماعۃ فی المفازۃ وترکوا الاذان لایکرہ وان ترکوا الاقامۃ یکرہ۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۔۵۲	اھل المسجد اذا صلوا باذان وجماعۃ یکرہ تکرار الاذان والجماعۃ فیہ	کذا فی المضمرات
۔۵۳	ولو صلی بعض اھل المسجد باقامۃ وجماعۃ ثم دخل المؤذن والامام وبقیۃ الجماعۃ فالجماعۃ المستحبۃ لھم والکراھۃ للاولی	کذا فی المضمرات
۔۵۴	ولو صلی فیہ غیر اھلہ بالجماعۃ فلا بأس لاھلہ ان یصلوا فیہ بالجماعۃ	کذا فی محیط السرخسی
۔۵۵	جماعۃ من اھل المسجد اذنوا فی المسجد علی وجہ المخافتۃ بحیث لم یسمع غیرھم ثم حضر قوم من اھل المسجد ولم یعلموا ما صنع الفریق الاول فاذنوا	

[1] یعنی اگر کسی مسافر نے اقامت کہی اور اذان نہ کہی تو ہدایہ میں ہے کہ جائز ہے ۔ اور البحر الرائق میں ہے کہ مکروہ نہیں ہے جیسا کہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ لو اکتفی (المسافر) بالاقامۃ جاز الخ ھدایہ ج ۱ ص ۔ اور البحر الرائق میں ہے کہ لو ترک

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب اذان کے احکام — پہلی فصل اذان کے مسائل اور مؤذن کے حالات	حوالہ
۱۰۲ ۴۰-	اور (مذکورہ صورت میں اس کے لئے) افضل یہ ہے کہ وہ اذان اور اقامت کے ساتھ نماز پڑھے	تمرتاشی
۴۱-	(ا) اگر (صورتِ مذکورہ ۳۹/۱۰۲ میں) اس کے محلہ میں اذان نہیں ہوئی تھی تو اس شخص کے لئے اذان اور اقامت چھوڑ دینا مکروہ ہے۔ (ب) اور اگر اس نے صرف اذان کو چھوڑا تو یہ مکروہ نہیں ہے۔	محیط
۴۲-	اگر (صورت مذکورہ ۴۱/۱۰۲ میں) صرف اقامت چھوڑ دی تو مکروہ ہے۔	تمرتاشی
۴۳-	مسافر خواہ اکیلے نماز پڑھتا ہو اسے اذان واقامت چھوڑ دینا مکروہ ہے۔	مبسوط
۴۴-	اگر (مذکورہ صورت میں) مسافر نے صرف اقامت چھوڑ دی تو کفایت کر جائے گی مگر مکروہ ہے۔	شرح طحاوی
۴۵-	اگر (صورت مذکورہ ۴۳/۱۰۲ میں) مسافر اذان واقامت دونوں کہے تو یہ بہتر ہے۔	مبسوط
۴۶-	اس طرح اگر صورتِ مذکورہ (۴۳/۱۰۲ میں) مسافر نے اقامت کہی اور اذان نہیں کہی۔	مبسوط
۴۷-	کسی شخص نے گاؤں میں اپنے گھر نماز پڑھی تو (اذان واقامت کے متعلق اس کا حکم یہ ہے کہ (ا) اگر اس گاؤں میں ایسی مسجد ہے جس میں اذان اور اقامت ہوئی ہے تو اس کا حکم وہی (۳۹ تا ۴۲/۱۰۲) ہے جو شہر کے اندر گھر میں نماز پڑھنے والے کے لئے ہے۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس گاؤں میں مسجد نہیں ہے تو اس کا حکم وہی (۴۳ تا ۴۶/۱۰۲) ہے جو مسافر کے لئے ہے۔	شمنی
۴۸-	اگر کوئی شخص انگوروں کے باغ یا کھیت میں تھا اس کے لئے حکم یہ ہے کہ (ا) اگر گاؤں یا شہر قریب ہے تو وہاں کی اذان ہی اس کے لئے کافی ہے (ب) اور اگر گاؤں یا شہر قریب نہیں ہے تو پھر اس گاؤں یا شہر کی اذان اس کے لئے کافی نہیں ہے	مختار الفتاویٰ
۴۹-	(مذکورہ صورت میں) گاؤں یا شہر کے قریب ہونے کی حد یہ ہے کہ وہاں کی اذان کی آواز اسے پہنچتی ہو	مختار الفتاویٰ
۵۰-	اگر (صورت ۴۸/۱۰۲ میں) وہ اذان کہہ لیں تو بہتر ہے۔	خلاصہ
۵۱-	اگر جنگل میں جماعت سے نماز پڑھیں اور اذان چھوڑ دیں تو مکروہ نہیں ہے۔ اور اگر وہ اقامت چھوڑ دیں تو مکروہ ہے۔	قاضیخان
۵۲-	اگر مسجد والوں نے اذان کہہ کر جماعت سے نماز پڑھ لی تو اس مسجد میں دوبارہ اذان وجماعت مکروہ ہے	مضمرات
۵۳-	اور اگر مسجد والوں سے بعض نے اقامت اور جماعت سے نماز پڑھ لی۔ اس کے بعد مؤذن، امام اور جماعت کے باقی لوگ داخل ہوئے تو مستحب جماعت یہی (دوسری) ہوگی اور پہلی جماعت مکروہ ہوگی۔	مضمرات
۵۴-	اگر ایسے لوگوں نے جو اس مسجد والے نہیں ہیں اس مسجد میں جماعت سے نماز پڑھ لی تو اس مسجد والوں کے لئے اس مسجد میں دوبارہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں	محیط سرخسی
۵۵-	مسجد والوں سے ایک گروہ نے اتنی آہستہ اذان کہی کہ ان کے سوا دوسروں نے نہ سنا۔ پھر مسجد والوں کا دوسرا گروہ آیا اور انہیں پہلے فریق کے اس حال کی خبر نہ تھی۔ چنانچہ دوسرے گروہ نے زور سے اذان کہی	

(المسافر) الاذان واتی بالاقامۃ لایکرہ لاثر علی رضہ ولو عکس یکرہ کما فی شرح النقایۃ الخ البحر الرائق ج ۱ ص ۲۶۵۔ وھکذا فی الدر المختار ج ۱ ص ۳۶۶ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی الاذان — الفصل الاول فی صفۃ الاذان و احوال المؤذن	حوالہ
۱۰۲	علی وجہ الجہر ثم علموا ما صنع الفریق الاوّل فلہم ان یصلوا بالجماعۃ علیٰ وجہہا ولا عبرۃ للجماعۃ الاولیٰ۔	کذا فی فتاوی قاضیخان فی فصل الاذان
۵۶۔	مسجد لیس لہ مؤذن ولا امامٌ معلوم یصلی فیہ الناس فوجا فوجا بجماعۃ فالافضل ان یصلی کل فریق باذان واقامۃ علیٰحدۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان فی فصل المسجد
۵۷۔	قوم ذکروا فساد صلوٰۃ صلوہا فی المسجد فی الوقت قضوہا بجماعۃ فیہ ولا یعیدون الاذان ولا الاقامۃ وان قضوہا بعد الوقت قضوہا[1] فی غیر ذلک المسجد باذان واقامۃ۔	کذا فی الزاہدی
۵۸۔	ومن فاتتہ صلوٰۃ فی وقتہا فقضاہا اذن لہا واقام واحدا کان اوجماعۃ۔	ہکذا فی المحیط
۵۹۔	وان فاتتہ صلوات اذن للاولی واقام وکان مخیرا فی الباقی ان شاء اذن واقام وان شاء اقتصر علی الاقامۃ۔	کذا فی الہدایۃ
	وان اذن واقام لکل صلوٰۃ فحسن لیکون القضاء علی سنن الاداء	کذا فی الکافی وہکذا فی شرح المبسوط للامام السرخسی
	والتخییر فی البواقی انما ہو اذا قضاہا فی مجلس واحد اما اذا قضاہا فی مجالس فیشترط کلاہما۔	ہکذا فی البحر الرائق
۶۰۔	والضابطۃ عندنا ان کل فرض اداءً کان او قضاءً یؤذن لہ ویقام سواء اداہ منفردا اوبجماعۃ الا الظہر یوم الجمعۃ فی المصر فان اداءہ باذان واقامۃ مکروہ۔	کذا فی التبیین
۶۱۔	وفی الجمع بین الصلوتین بعرفۃ ومزدلفۃ یؤذن ویقیم للاولیٰ ویقیم للثانیۃ ولا یؤذن۔	ہکذا فی فتاوی قاضیخان
۶۲۔	واذا غشی علی المؤذن فی الاذان والاقامۃ یستقبل غیرہ	ہکذا فی فتاوی قاضیخان
۶۳۔	وکذا اذا مات فی احدہما۔	ہکذا فی فتاوی قاضیخان
۶۴۔	ولو سبقہ الحدث فی احدہما فذہب لیتوضأ یستقبل غیرہ او ہو	

[1] بحرالرائق میں یہی صورت بحوالہ مجتبیٰ درج ہے اور قولہ قضوہا فی غیر ذلک المسجد الخ کے متعلق حاشیہ پر لکھا ہے کہ اس حکم میں "اس مسجد کے علاوہ" کے مفہوم کی بجائے "مسجد کے علاوہ" کا مفہوم ہونا چاہیئے جیسا کہ حاشیہ بحرالرائق میں ہے کہ قال الرملی ظاہرہ انہم

دفعات و شق نمبر	دوسرا باب اذان کے احکام — پہلی فصل اذان کے مسائل اور مؤذن کے حالات	حوالہ
۱۰۲	پھر انہیں پہلے گروہ کے حال کا علم ہوا تو دوسرے فریق کو چاہیئے کہ حسب طریقہ جماعت سے نماز پڑھیں اور پہلی جماعت کا اعتبار نہیں۔	قاضیخان
۵۶-	کسی مسجد میں مؤذن اور امام مقرر نہیں۔ اس میں گروہ گروہ لوگ جماعت سے نماز پڑھتے ہیں تو افضل یہ ہے کہ ہر ہر گروہ علیحدہ اذان اور اقامت سے نماز پڑھے۔	قاضیخان
۵۷-	کسی گروہ نے جماعت کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھی۔ پھر ابھی وقت باقی تھا کہ ان کو اس نماز کے فساد (نماز صحیح نہ ہونے) کا علم ہوا۔ پھر انہوں نے اُسی وقت کے اندر اسی مسجد میں اس نماز کو جماعت سے قضا کیا تو وہ اذان اور اقامت کو نہ لوٹائیں گے۔ اور اگر انہوں نے مذکورہ صورت میں اس وقت کے بعد اس نماز کو قضا کیا تو اس مسجد کے سوا کسی اور جگہ میں اذان اور اقامت سے قضا کریں[1]۔	زاہدی
۵۸-	جس شخص کی نماز اپنے وقت سے فوت ہو جائے۔ پھر وہ اس نماز کو قضا کرے تو اذان اور اقامت کہے۔ اکیلا ہو یا جماعت سے پڑھے۔	محیط
۵۹-	(ا) اگر (مذکورہ صورت میں) اس شخص کی کئی نمازیں فوت ہوگئیں۔ تو (اکٹھی) قضا کرتے وقت پہلی نماز کے لئے اذان اور اقامت کہے اور باقی نمازوں میں اسے اختیار رہے۔ چاہے تو اذان اور اقامت دونوں کہے اور چاہے تو صرف اقامت کہے۔	ہدایہ
	(ب) اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے ہر نماز کی قضا کے لئے اذان اور اقامت کہی تو بہتر ہے تاکہ نمازوں کا قضا کرنا ان کے ادا کرنے کے طریقوں کے مطابق ہو جائے۔	کافی شرح مبسوط سرخسی
	(ج) اور یہ (مذکورہ ۵۹ ب) اختیار اس وقت ہے جب کہ ایک ہی مجلس میں ان سب نمازوں کو قضا کرے۔ اور اگر ان قضا شدہ نمازوں کو بہت سی مجلسوں میں قضا کرے تو اذان و اقامت دونوں شرط ہیں۔	بحر الرائق
۶۰-	(ان مسائل میں) ہمارے ہاں ضابطہ یہ ہے کہ ہر فرض نماز خواہ ادا کی جارہی ہو یا قضا کی جارہی ہو اس کے لئے اذان اور اقامت کہے خواہ وہ اس نماز کو اکیلے ادا کرے یا جماعت سے ادا کرے لیکن جمعہ کے دن اگر شہر میں ظہر پڑھے تو اس ظہر کا اذان و اقامت کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے۔	تبیین
۶۱-	عرفہ اور مزدلفہ میں جب دو نمازوں کے جمع کرنے کی صورت میں پہلی نماز کے لئے اذان اور اقامت کہے اور دوسری نماز کے لئے اقامت کہے اور اذان نہ کہے	قاضیخان
۶۲-	اگر کسی مؤذن کو اذان یا اقامت کے دوران غشی آجائے تو دوسرا شخص ان کو ابتداء سے پھر کہے۔	قاضیخان
۶۳-	یہی مذکورہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ کوئی مؤذن اذان یا اقامت کے دوران وفات پا جائے۔	قاضیخان
۶۴-	اگر کسی مؤذن کا اذان یا اقامت کے دوران وضو ٹوٹ گیا اور وہ وضو کرنے چلا گیا تو دوسرا شخص انہیں از سر نو	

[1] یقضونها فی مسجد غیرہ وقد تقدم انهم صرحوا بان الفائتة لا تقضی فی المسجد لما فیه من اظهار التکاسل فینبغی تخصیصه بغیر مسجد فتامل الخ حاشیۃ البحر الرائق ج ۱ ص ۲۶۲ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی الاذان — الفصل الثانی کلمات الاذان والاقامۃ وکیفیتہما	حوالہ
۱۰۲	اذا رجع -	هكذا فی فتاوٰی قاضیخان
۶۵-	قال مشائخنا رحمهم الله تعالی الاولیٰ ان یتم الاذان ان احدث فیه وان یتم الاقامة ان احدث فیها ثم یذهب ویتوضأ -	كذا فی المحیط
۶۶-	اذا حصر المؤذن فی خلال الاذان او الاقامة ولم یکن هناك من یلقنه یجب الاستقبال	كذا فی فتاوٰی قاضیخان
۶۷-	وكذا اذا خرس فی احدهما و عجز عن الاتمام یستقبل غیره	كذا فی فتاوٰی قاضیخان
۶۸-	اذا وقف خلال الاذان یعیده اذا كانت الوقفة بحیث تعد فاصلة وان كانت یسیرة مثل التنحنح والسعال لا یعید	هكذا فی التتارخانیة ناقلا عن الیتیمة
۶۹-	ویکره التنحنح فی الاذان بغیر عذر فان كان بعذر فلا بأس به	هكذا فی السراج الوهاج
۷۰-	ویکره رد السلام فی الاذان والاقامة ولا یجب الرد بعده علی الاصح	كذا فی الزاهدی
۷۱-	ولا ینبغی للمؤذن ان یتکلم فی الاذان او فی الاقامة او یمشی فان تکلم بکلام یسیر لا یلزمه الاستقبال	كذا فی فتاوٰی قاضیخان والمحیط
۷۲-	و اذا انتهی المؤذن فی الاقامة الی قوله قد قامت الصلوٰة[1] له الخیار ان شاء اتمها فی مكانه وان شاء مشی الی مكان الصلوٰة -	كذا فی فتاوٰی قاضیخان والمحیط

الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامۃ وکیفیتہما

دفعات ۱۰۳ تا ۱۰۴ عنوانات ۲ تعداد شق ۶۲

۱۰۳- کلمات الاذان والاقامۃ وکیفیتہما تعداد شق ۵۲

دفعات وشق نمبر		حوالہ
۱-	الاذان خمسة عشر كلمة وآخره عندنا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ -	كذا فی فتاوٰی قاضیخان
۲-	وهی ۱- الله اكبر - ۲- الله اكبر - ۳- الله اكبر - ۴- الله اكبر - ۵- اشهد ان لا اله الا الله - ۶- اشهد ان لا اله الا الله - ۷- اشهد ان محمدا	

[1] چونکہ موذن کے لئے اقامت کے دوران چلنے کو بعض نے مطلقاً مکروہ کہا ہے۔ بعض نے کہا ہے اگر مؤذن امام کے علاوہ ہے تو اقامت جہاں شروع کی ہے اسی جگہ پوری کرے جیسا کہ البحر الرائق ج ۱ ص ۲۵۷ میں ہے۔ مگر فتاوٰی ہذا میں بحوالہ قاضیخان اور محیط حکم نمبر ۱۰۲/۷۱ یہ ہے کہ مؤذن کو اقامت کے دوران چلنا نہیں چاہیئے مگر اگر وہ "قد قامت الصلوٰۃ" تک پہنچ گیا ہے تو بموجب حکم نمبر ۱۰۲/۷۲ اسے اختیار ہے کہ اقامت کے بقیہ کلمات اسی جگہ پورا

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب اذان کے احکام — دوسری فصل اذان اور اقامت کے الفاظ اور کیفیت	حوالہ
۱۰۲	ابتداء سے کہے۔ یا وہ خود جب لوٹ کر آئے تو از سرِ نو ابتداء سے کہے۔	قاضیخان
۶۵-	ہمارے مشائخ رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ (مذکورہ صورت میں) بہتر یہ ہے کہ اگر اذان کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو اس اذان کو پورا کرلے اور اگر اقامت کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو اقامت کو پورا کرے۔ پھر جائے اور وضو کرے۔	محیط
۶۶-	اگر موذن اذان یا اقامت کے دوران رک جائے اور وہاں کوئی دوسرا اسے بتانے والا نہ تھا تو از سرِ نو ابتداء سے اذان یا اقامت کہنا واجب ہے۔	قاضیخان
۶۷-	اسی طرح اگر موذن اذان یا اقامت کے دوران گونگا ہوگیا اور وہ اس اذان یا اقامت کو پورا کرنے سے عاجز ہوگیا تو اس اذان یا اقامت کو دوسرا شخص از سرِ نو ابتداء سے کہے۔	فتاوی قاضیخان
۶۸-	اگر کوئی موذن اذان کے درمیان ٹھہر گیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر ٹھہرنے کا وقفہ ایسا ہے کہ وہ فاصلہ شمار ہوتا ہے تو اسے لوٹائے گا (ب) اور اگر ٹھہرنے کا وقفہ تھوڑا ہے جیسا کہ کھنکارنا اور کھانسنا تو نہ لوٹائے گا۔	تاتارخانیہ
۶۹-	اذان میں بغیر عذر کھنکارنا مکروہ ہے اور اگر کسی عذر سے کھنکارے تو کوئی حرج نہیں ہے۔	سراج وہاج
۷۰-	اذان اور اقامت کے دوران سلام کا جواب دینا مکروہ ہے۔ اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اذان کے بعد بھی اس سلام کا جواب دینا واجب نہیں ہے۔	زاہدی
۷۱-	موذن کو اذان یا اقامت کے دوران بات چیت کرنا یا چلنا نہیں چاہیئے۔ اور اگر تھوڑی سی بات کی تو اس سے اذان یا اقامت کا پھر شروع سے کہنا ضروری نہیں۔	قاضیخان۔ محیط
۷۲-	جب موذن اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ تک پہنچے تو اسے اختیار ہے کہ اسی جگہ اسے پورا کرے یا نماز کی جگہ چلا جائے[1]۔	قاضیخان ومحیط

دوسری فصل اذان اور اقامت کے الفاظ اور کیفیت

دفعات ۱۰۳ تا ۱۰۴ عنوانات ۲ تعداد شق ۶۲

۱۰۳- اذان اور اقامت کے الفاظ اور کیفیت

اور اس میں ۵۲ شقیں ہیں۔

۱-	اذان کے کل پندرہ الفاظ ہیں۔ اور ہمارے ہاں آخری کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" ہے۔	قاضیخان
۲-	اذان کے پندرہ کلمے یہ ہیں۔ (۱) اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۲۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۴۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۵۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۶۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۷۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا	

[1] کرے یا اپنی نماز کی جگہ چلا جائے خواہ وہ امام ہو یا غیر امام۔ جیسا کہ فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۷۴ میں ہے اور جیسا کہ بحوالہ خلاصہ البحر الرائق ج ۱ ص ۲۵۷ میں ہے۔ اپنی نماز کی جگہ پر جانے کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ مثلاً موذن امام تھا اور وہ قد قامت الصلوٰۃ پر پہنچنے کے بعد امام کے مصلی پر چلا گیا یا موذن مقتدی تھا اور قد قامت الصلوٰۃ پر پہنچنے کے بعد صف پوری کرنے کے لئے دوسری جگہ چلا گیا (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانى فى الاذان — الفصل الثانى فى كلمات الاذان والاقامة وكيفيتهما	حوالہ
١٠٣	رسول الله - ٨ - اشهد ان محمدا رسول الله - ٩ - حیّ على الصلوٰة - ١٠ - حی على الصلوٰة - ١١ - حیّ على الفلاح - ١٢ - حی على الفلاح - ١٣ - الله اكبر - ١٤ - الله اكبر - ١٥ - لا اله الا الله -	هكذا فى الزاهدى
٣ -	والاقامة سبع عشرة كلمة	كذا فى فتاوى قاضيخان
٤ -	خمس عشرة منها كلمات الاذان وكلمتان قوله قَدْ قامت الصَّلوٰةُ مرّتين	كذا فى فتاوى قاضيخان
٥ -	ويزيد بعد فلاح اذان الفجر " الصَّلوٰة خير من النوم " مرتين	كذا فى الكافى
٦ -	ولا يؤذن بالفارسية ولا بلسان آخر غير العربية	كذا فى فتاوىٰ قاضيخان
٧ -	وهو الاظهر والاصح	كذا فى الجوهرة النيرة
٨ -	ومن السنة ان ياتى بالاذان والاقامة جهرا رافعا بهما صوته الا انّ الاقامة اخفض منه	هكذا فى النهاية والبدائع
٩ -	وينبغى ان يؤذن على المأذنة او خارج المسجد ولا يؤذن فى المسجد	كذا فى فتاوىٰ قاضيخان
١٠ -	والسنة ان يؤذن فى موضع عال يكون اسمع لجيرانه ويرفع صوته ولا يجهد نفسه -	كذا فى البحر الرائق
١١ -	ويكره للمؤذن ان يرفع صوته فوق الطاقة	كذا فى المضمرات
١٢ -	ويقيم على الارض	هكذا فى القنية
١٣ -	وفى المسجد	هكذا فى البحر الرائق
١٤ -	ولا ترجيع فى الاذان - وهو ان ياتى بالشهادتين مرتين مخافتة ثم يرجع بعد قوله فى المرّة الثانية اشهد ان محمدا رسول الله خفيا الى قول اشهد ان لا اله الا الله رافعا صوته فيكرر الشهادتين فيقول كلا من الشهادتين اربع مرّات - مرتين على سبيل الاخفاء ومرتين على سبيل الجهر -	كذا فى الكفاية
١٥ -	ويترسل فى الاذان ويحدر فى الاقامة - وهذا بيان الاستحباب -	كذا فى الهداية

لہ ترجمہ :- ١- اللہ سب سے بڑا ہے - ٢- اللہ سب سے بڑا ہے - ٣- اللہ سب سے بڑا ہے - ٤- اللہ سب سے بڑا ہے - ٥- میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں - ٦- میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں - ٧- میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں - ٨- میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں - ٩- نماز کی طرف آؤ - ١٠- نماز کی طرف آؤ - ١١- کامیابی کی طرف آؤ - ١٢- کامیابی کی طرف آؤ - ١٣- اللہ سب سے بڑا ہے - ١٤- اللہ سب سے

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب اذان کے احکام — دوسری فصل اذان اور اقامت کے الفاظ اور کیفیت	حوالہ
۱۰۳	رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ ۸۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ ۹۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ۔ ۱۰۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ۔ ۱۱۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ۔ ۱۲۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ۔ ۱۳۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ ۱۴۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۱۵۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔[1]	زاہدی
۳۔	اقامت کے سترہ الفاظ ہیں۔	قاضیخان
۴۔	اقامت کے سترہ کلمے یہ ہیں۔ پندرہ کلمے اذان والے ہیں اور دو کلمے یہ ہیں۔ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ ۔ دوبار کہنا۔[2]	قاضیخان
۵۔	فجر کی اذان میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد دوبار اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ زیادہ کرے[3]۔	کافی
۶۔	عربی زبان کے علاوہ فارسی یا کسی اور زبان میں اذان نہ کہے۔	قاضیخان
۷۔	یہی (مذکورہ حکم) زیادہ ظاہر اور زیادہ صحیح ہے۔	جوہرہ نیرّہ
۸۔	یہ سنت ہے کہ اذان اور اقامت اونچی آواز سے کہے اور ان دونوں میں آواز بلند کرے مگر اقامت کی آواز اذان کی آواز سے دھیمی رہے۔	نہایہ۔ بدائع
۹۔	(ا) اذان کہنے والا اذان کہنے کی مخصوص جگہ (مینار یا چبوترہ) پر اذان کہے (ب) یا مسجد سے باہر اذان کہے (ج) مسجد کے اندر اذان نہ کہے[4]۔	قاضیخان
۱۰۔	سنت یہ ہے کہ (ا) ایسی بلند جگہ میں اذان کہے کہ پڑوسی اچھی طرح اذان سنیں۔ (ب) اور آواز اونچی کرے اور اپنے آپ کو زیادہ مشقت میں نہ ڈالے۔	بحر رائق
۱۱۔	مؤذن اپنی طاقت سے زیادہ اونچی آواز کرے تو یہ مکروہ ہے۔	مضمرات
۱۲۔	اقامت (نیچے اتر کر) زمین پر کہے۔	قنیہ
۱۳۔	اور اقامت مسجد کے اندر کہے۔	بحر رائق
۱۴۔	اذان میں ترجیع نہیں ہے اور ترجیع اس کو کہتے ہیں کہ مؤذن اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ دو بار دھیمی آواز سے کہے اور جب دوسری بار اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ دھیمی آواز سے کہہ چکے تو پھر بلند آواز سے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو لوٹائے اور شہادت کے دونوں کلموں کو دو دو بار (اونچی آواز سے) کہے۔ اسی طرح شہادت کا ہر کلمہ چار بار کہے۔ یعنی دو بار دھیمی آواز سے کہے اور دو بار اونچی آواز سے کہے۔	کفایہ
۱۵۔	اذان کے کلمے خوش الحانی۔ آہستگی اور وقفہ وقفہ سے کہے اور اقامت کے کلمے جلدی سے کہے۔ اور اس حکم میں مستحب طریقہ کا بیان ہے۔	ہدایہ

بڑا ہے۔ ۱۵۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (مترجم) [2] قد قامت الصلوٰۃ البتہ نماز کھڑی ہوگئی ہے۔ قد قامت الصلوٰۃ، حی علی الفلاح دوبار کہنے کے بعد کہے گا۔ جیسا کہ درمختار اور بحر الرائق میں ہے ویزید بعد فلاحھا مرتین قد قامت الصلوٰۃ" درمختار ص ۳۶۱ ج ۱ و بحر الرائق ج ۱ ص ۲۵۷ (مترجم) [3] الصلوٰۃ خیر من النوم۔ نماز نیند سے بہتر ہے (مترجم) [4] جیسا کہ البحر الرائق میں بحوالہ خلاصہ لکھا ہے کہ و فی الخلاصۃ ولا یؤذن فی المسجد الخ البحر الرائق ج ۱ ص ۲۵۵ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فی الاذان — الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامۃ وکیفیتہما	حوالہ
۱۰۳	حتّٰی لو ترسّل فیہما او حدر فیہما او ترسل فی الاقامۃ وحدر فی الاذان جاز۔	کذا فی الکافی
	وقیل یکرہ وھو الحق۔	ھکذا فی فتح القدیر
۱۶۔	والترسّل ان یقول اللہ اکبر اللہ اکبر ویقف ثم یقول مرۃ اخریٰ مثلہ وکذلك یقف بین کل کلمتین الیٰ اٰخر الاذان والحدر الوصل والسرعۃ	کذا فی التاتارخانیۃ ناقلا عن الینابیع
۱۷۔	ویسکن کلماتہما علی الوقف لکن فی الاذان حقیقۃ و فی الاقامۃ ینوی الوقف۔	کذا فی التبیین
۱۸۔	والمدّ فی اول التکبیر کفر و فی اٰخرہ خطأ فاحش	کذا فی الزاہدی
۱۹۔	ویرتب بین کلمات الاذان والاقامۃ کما شرع	کذا فی محیط السرخسی
۲۰۔	واذا قدّم فی اذانہ او فی اقامتہ بعض الکلمات علی بعض نحو ان یقول اشھد ان محمدا رسول اللہ قبل قولہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ فالافضل فی ھذا ان ما سبق علی اوانہ لا یعتد بہ حتی یعیدہ فی اوانہ وموضعہ وان مضی علی ذلك جازت صلوٰتہ	کذا فی المحیط
۲۱۔	ویوالی بین کلمات الاذان والاقامۃ حتی لو اذن فظن انہ اقامۃ ثم علم بعد ما فرغ فالافضل ان یعید الاذان ویستقبل الاقامۃ مراعاۃ للموالات	کذا فی البدائع والغایۃ للسروجی
۲۲۔	وکذا اذا اخذ فی الاقامۃ فظن انہ اذان ثم علم فالافضل ان یبتدئ بالاقامۃ	کذا فی البدائع والغایۃ للسروجی
۲۳۔	ویستقبل بہما القبلۃ ولو ترك الاستقبال جاز ویکرہ	کذا فی الہدایۃ
۲۴۔	واذا انتہی الی الصلوٰۃ والفلاح حوّل وجہہ یمینا وشمالا وقدماہ مکانہما سواء صلی وحدہ او مع الجماعۃ وھو الصحیح	ھکذا فی المحیط
۲۵۔	حتی قالوا فی الذی یؤذن للمولود ینبغی ان یحوّل وجہہ یمنۃ و یسرۃ عند ھاتین الکلمتین	ھکذا فی المحیط
۲۶۔	وکیفیتہ ان یکون الصلوٰۃ فی الیمین والفلاح فی الشمال	

۱؎ کیونکہ اقامت کے گمان میں قد قامت الصلوٰۃ کہنے سے اذان کے کلمے پے در پے نہیں رہیں گے۔ اور صرف آخری کلمے یعنی حی علی الفلاح اور اللہ اکبر دہرا دینے سے بھی مسلسل کلموں کے ساتھ مسنون اذان ادا نہ ہوگی۔ پس افضل یہ ہے کہ پوری اذان

دفعات و شق نمبر	دوسرا باب اذان کے احکام — دوسری فصل اذان اور اقامت کے الفاظ اور کیفیت	حوالہ
۱۰۳	(ب) حتیٰ کہ اگر کسی نے اذانؔ اور اقامت دونوں میں وقفے کئے یا دونوںؔ کو وقفوں کے بغیر کہا یا اذانؔ وقفوں کے بغیر اور اقامت وقفوں سے کہی تو جائز ہے۔	کافی
	(ج) بعض اہل علم کا قول ہے کہ یہ طریقہ (مذکورہ ۱۵-ب/۱۰۳) مکروہ ہے۔ اور یہی حکم حق ہے۔	فتح القدیر
۱۶	(ا) وقفہ وقفہ سے کہنا یوں ہوتا ہے کہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور کچھ ٹھہرے۔ پھر دوسری بار ایسے ہی کہے۔ اسی طرح آخر اذان تک ہر دو کلموں کے درمیان وقفہ کرے۔ (ب) اور وقفہ کے بغیر جلدی جلدی کہنا یوں ہوتا ہے کہ ملا کر کہنا اور جلدی سے کہنا۔	تاتارخانیہ
۱۷-	اذان اور اقامت کے ہر کلمہ پر وقف کا سکون کرے (آخر سے ساکن پڑھے) لیکن اذان میں حقیقتاً ساکن پڑھے اور اقامت میں ساکن پڑھنے کی نیت رکھے۔	تبیین
۱۸-	اللہ اکبر کے اول میں مد پڑھنا (آاللّٰہُ پڑھنا) کفر ہے۔ اور اس کے آخر میں مد پڑھنا (اکبار پڑھنا) فحش غلطی ہے۔	زاہدی
۱۹-	اذان اور اقامت کے کلموں کی ترتیب مشروع طریقہ کے مطابق رکھے۔	محیط سرخسی
۲۰-	اگر اذان اور اقامت میں مقررہ ترتیب کی بجائے بعض کلموں کو بعض سے پہلے کہہ دے۔ مثلاً اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کو اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے پہلے کہہ دے تو افضل یہ ہے کہ جو کلمہ اپنے وقت سے پہلے کہہ دے اس کا شمار نہیں ہوگا حتیٰ کہ اس کلمہ کو اپنے وقت اور مقام پر لوٹائے گا۔ اور اگر نہ لوٹایا (اس اذان سے) نماز جائز ہو گی۔	محیط
۲۱-	اذان اور اقامت کے کلموں کو پے در پے کہے حتیٰ کہ اگر کسی نے اذان کہی اور اسے یہ گمان ہوا کہ یہ اقامت ہے پھر فارغ ہونے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ اذان تھی تو افضل یہ ہے کہ اذان کا اعادہ کرے اور اقامت از سر نو کہے تاکہ پے در پے کی رعایت رہے۔[۱]	بدائع، غایۃ سروجی
۲۲-	اسی طرح (مذکورہ حکم کی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر کسی نے اقامت شروع کی اور اسے یہ گمان ہوا کہ یہ اذان ہے پھر بعد میں معلوم ہوا اقامت تھی تو افضل یہ ہے کہ اقامت ابتدا سے پھر کہے۔	بدائع، غایۃ سروجی
۲۳-	(ا) اذان اور اقامت میں قبلہ کی طرف منہ کرے (ب) اور اگر قبلہ رُو نہ ہوا تو جائز ہے مگر مکروہ ہے۔	ہدایہ
۲۴-	(ان دونوں میں) جب حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر پہنچے تو اپنا منہ دائیں طرف اور بائیں طرف پھیرے اور پاؤں اسی جگہ قائم رکھے خواہ اکیلا نماز پڑھتا ہو یا جماعت سے پڑھتا ہو۔ یہی حکم صحیح ہے۔	محیط
۲۵-	حتیٰ کہ فقہاء رح نے یہاں تک کہا ہے کہ جو شخص نومولود بچہ کے لئے اذان دے تو اس میں بھی اسے ان دو کلموں (مذکورہ ۲۴/۱۰۳) کے وقت دائیں اور بائیں طرف منہ پھیر لینا چاہیئے۔	محیط
۲۶	(ا) (منہ پھیرنے کا) طریقہ یہ ہے کہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ پر دائیں طرف منہ پھیرے اور حی علی الفلاح پر بائیں	

[۱] کو لوٹائے۔ اسی طرح حکم نمبر ۲۲/۱۰۳ میں اقامت کا حکم ہے؛ نیز اس سے حدر اور ترسیل کی سنت بھی ادا نہ ہو گی۔ قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۷۹ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی الاذان — الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامۃ وکیفیتھما	حوالہ
١٠٣	وقیل الصلوٰۃ فی الیمین والشمال والفلاح کذلک والصحیح الاول۔	کذا فی التبیین ھکذا فی البدائع
٢٧۔	وان استدار فی صومعتہ عند اتساعھا فحسن فیستدیر المؤذن فی المأذنۃ عند الحیعلتین ویخرج رأسہ من الکوۃ الیمنٰی ویقول حی علی الصلوٰۃ مرتین ثم من الکوۃ الیسرٰی ویقول حیّ علی الفلاح مرتین۔ وھذا اذا لم یتم الاعلام مع بقاء المؤذن فی مقامہ۔ واما اذا تمّ بتحویل الرأس یمینا وشمالا فیکتفی بذلک فلا یزال القدمان عن مکانھما۔	کذا فی شرح النقایۃ للشیخ ابی المکارم کذا فی شاھان شرح الھدایۃ
٢٨۔	ویکرہ التلحین وھو التغنی بحیث یؤدی الی تغیّر کلماتہ	کذا فی شرح المجمع لابن الملک۔
٢٩۔	وتحسین الصوت للاذان حسن ما لم یکن لحنا	کذا فی السراجیۃ وھکذا فی شرح الوقایۃ۔
٣٠۔	ویجعل اصبعیہ فی اذنیہ وان لم یفعل فحسن لانہ لیس بسنۃ اصلیۃ وانما شرع لاجل المبالغۃ فی الاعلام	ھکذا فی التبیین ھکذا فی التبیین
٣١۔	وان جعل یدیہ علی اذنیہ فحسن	کذا فی القنیۃ
٣٢۔	وجعل اصبعیہ فی اذنیہ سنۃ الاذان لیرفع صوتہ بخلاف الاقامۃ	ھکذا فی شرح النقایۃ للشیخ ابی المکارم
٣٣۔	والتثویب حسن عند المتأخرین فی کل صلوٰۃ الا فی المغرب	کذا فی الکافی
٣٤۔	وھو رجوع المؤذن الی الاعلام بالصلوٰۃ بین الاذان والاقامۃ۔	
٣٥۔	وتثویب کل بلدۃ علی ما تعارفوہ اما بالتنحنح او بالصلوٰۃ الصلوٰۃ۔ او قامت قامت لانہ للمبالغۃ فی الاعلام۔ وانما یحصل ذلک بما تعارفوہ۔	کذا فی الکافی
٣٦۔	ویؤذن للفجر ثم یقعد قدر ما یقرأ عشرین اٰیۃ ثم یثوب ثم یقعد مثل ذلک ثم یقیم۔	کذا فی التبیین
٣٧۔	ویفصل بین الاذان والاقامۃ مقدار رکعتین او اربع یقرأ فی کل رکعۃ نحوا من عشر اٰیات۔	کذا فی الزاھدی

لہ حکم نمبر ٣٠/١٠٣ میں اذان کے دوران کانوں میں انگلیاں رکھنے کا حکم ہے اور بموجب حکم نمبر ٣٢/١٠٣ ایسا کرنا اذان کی سنت ہے اس کے باوجود حکم نمبر ٣٠/١٠٢ میں ہے کہ اگر ایسا نہ کرے تو بہتر ہے تو اس کی وضاحت یہ ہے کہ اذان کے دوران کانوں میں انگلیاں رکھے تو بہترین ہے نہ رکھے تو بہتر ہے جیسا کہ رد المحتار میں ہے کہ فان قیل ترک السنۃ کیف یکون حسنا قلنا ان الاذان معہ احسن فاذا ترکہ بقی الاذان حسنا کذا فی الکافی الخ رد المحتار ج ١ ص ٣٦١ والبحر الرائق ج ١ ص ٢٦١ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب اذان کے احکام — دوسری فصل اذان اور اقامت کے الفاظ اور ان کی کیفیت	حوالہ
۱۰۳	طرف منہ پھیرے۔ (ب) بعض اہل علم کا قول یہ ہے کہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ پر دائیں اور بائیں دونوں طرف منہ پھیرے اور اسی طرح حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر بھی دونوں طرف منہ پھیرے۔ (ج) صحیح قول پہلا (مذکورہ ۱۰۳/۲۶ الف) ہے۔	تبیین
۲۷-	(د) اگر اذان کے لئے مخصوص بلند عمارت میں گنجائش ہو اور اس میں مؤذن پھر جائے، تو بہتر ہے۔ پس مؤذن اذان کی جگہ میں حیّ علی الصلوٰۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے وقت پھرے اور دائیں طرف کے طاق سے سر نکال کر حی علی الصلوٰۃ دوبار کہے۔ پھر بائیں طرف کے طاق سے سر نکال کر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ دوبار کہے۔ یہ حکم (مذکورہ ۱۰۳/۲۷ الف) اس وقت ہے جب ایک جگہ کھڑے ہو کر اذان کہنے میں اچھی طرح اطلاع نہ کی جا سکتی ہو (ب) اور اگر دائیں اور بائیں سر گھما لینے سے اچھی طرح اطلاع ہو سکتی ہو تو اسی کو کافی سمجھے اور پاؤں اپنی جگہ سے نہ ہٹائے۔	بدائع، شرح نقایہ، شاہان شرح ہدایہ
۲۸-	تلحین مکروہ ہے۔ اور تلحین ایسے ترنم کو کہتے ہیں جس سے الفاظ بدل جائیں۔	شرح المجمع
۲۹-	خوش آوازی سے اذان کہنا بہتر ہے بشرطیکہ اس میں الفاظ تبدیل کر دینے والا ترنم نہ ہو۔	سراجیہ، شرح وقایہ
۳۰-	(مؤذن) دونوں انگلیاں دونوں کانوں میں رکھ لے اور اگر ایسا نہ کرے تو بہتر ہے اس لئے کہ ایسا کرنا دراصل سنت نہیں ہے۔ یہ طریقہ صرف اس لئے شروع کیا گیا ہے کہ اطلاع اچھی طرح ہو سکے۔	تبیین
۳۱-	اگر (مؤذن) دونوں ہاتھ دونوں کانوں پر رکھ لے تو بہتر ہے۔	تبیین
۳۲-	دونوں انگلیاں دونوں کانوں میں رکھنے کا معمول اذان میں ہے تاکہ مؤذن کی آواز بلند ہو۔ ایسا کرنا اقامت میں نہیں ہے۔	قنیہ
۳۳-	تثویب (جس کا مطلب ۱۰۳/۳۴ میں درج ہے) متاخرین کے ہاں مغرب کے سوا باقی سب نمازوں کے لئے بہتر ہے۔	شرح نقایہ
۳۴-	تثویب اسے کہتے ہیں کہ مؤذن اذان اور اقامت کے درمیان پھر اطلاع کرے۔	کافی
۳۵-	ہر شہر کی تثویب وہاں کے دستور کے مطابق ہوتی ہے۔ مثلاً کھنکارنا۔ الصلوٰۃ الصلوٰۃ کہنا۔ قامت قامت کا لفظ کہنا۔ اس لئے کہ تثویب اچھی طرح اطلاع کر دینے کے لئے ہے اور یہ بات اس طرح حاصل ہوتی ہے جس طرح وہاں کا دستور ہو[۲]	کافی
۳۶-	فجر کی اذان کے بعد اتنا ٹھہرے جتنی دیر میں بیس آیتیں پڑھ سکے۔ پھر تثویب (مذکورہ ۱۰۳/۳۴) کہے۔ پھر اسی قدر (جس میں بیس آیتیں پڑھ سکے) بیٹھے۔ پھر اقامت کہے۔	تبیین
۳۷-	اذان اور اقامت کے درمیان بقدر دو رکعتوں یا چار رکعتوں کے فاصلہ کرے۔ ایسی رکعتیں جن میں سے ہر ایک میں دس آیتوں کے بقدر پڑھ سکے۔	زاہدی

[۲] اس صورت میں روا ہوگا کہ ہر خطہ کی زبان میں تثویب ہو۔ کیونکہ عربی کی خصوصیت تو صرف اذان کے کلموں میں ہے (اردو حاشیہ نسخہ علمی پریس) اور رد المحتار میں ہے کہ علم اور مرتبہ میں اپنے سے بڑے کے لئے تثویب کرنے میں اپنے آپ کو بڑا بنانا ہے ایسا نہیں چاہیئے مگر مؤذن کو اجازت ہے جیسا کہ رد المحتار میں ہے کہ لا ینبغی لاحد ان یقول لمن فوقہ فی العلم والجاہ حان وقت الصلوٰۃ سوی المؤذن لانہ استفضال لنفسہ الخ رد المحتار ج ۱ ص ۲۶۱ والبحر الرائق ج ۱ ص ۲۶۱ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی الاذان — الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامة وکیفیتهما	حوالہ
١٠٣ ٣٨-	والوصل بین الاذان والاقامة مکروه بالاتفاق	کذا فی معراج الدرایة
٣٩-	والاولیٰ للمؤذن فی الصلوٰة التی قبلها تطوّع مسنون او مستحب ان یتطوّع بین الاذان والاقامة۔	هکذا فی محیط السرخسی
٤٠-	فان لم یصل یجلس بینهما	هکذا فی النهایة
٤١-	اما اذا کان فی المغرب فالمستحب ان یفصل بینهما بسکتة یسکت قائما مقدار ما یتمکن من قراءة ثلاث آیات قصار۔	هکذا فی النهایة
٤٢-	فقد اتفقوا علیٰ ان الفصل لابد منه فیه ایضا۔	کذا فی العنایة
٤٣-	واختلفوا فی مقدار الفصل فعند ابی حنیفة رح المستحب ان یفصل بینهما بسکتة یسکت قائما ساعة ثم یقیم ومقدار السکتة عنده قدر ما یتمکن فیه من قراءة ثلاث آیات قصار او آیة طویلة۔ وعندهما یفصل بینهما بجلسة خفیفة مقدار الجلسة بین الخطبتین وذکر الامام الحلوانی رح الخلاف فی الافضلیة حتیّٰ ان عند ابی حنیفة رح ان جلس جاز والافضل ان لا یجلس وعندهما علی العکس	کذا فی النهایة
٤٤-	ویستحب ان یدعو بین الاذان والاقامة	کذا فی السراج الوهّاج
٤٥-	وینتظر المؤذن الناس ویقیم للضعیف المستعجل ولا ینتظر رئیس المحلة وکبیرها۔	کذا فی معراج الدرایة
٤٦-	ینبغی ان یؤذن فی اول الوقت ویقیم فی وسطه حتے یفرغ المتوضئ من وضوئه والمصلی من صلوته والمعتصر من قضاء حاجته	کذا فی التاتارخانیة ناقلا عن الحجة
٤٧-	اذا دخل الرجل عند الاقامة یکره له الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قوله حیّ علی الفلاح	کذا فی المضمرات
٤٨-	ان کان المؤذن غیر الامام وکان القوم مع الامام فی المسجد فانه یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حیّ علی الفلاح عند علمائنا الثلاثة وهو الصحیح	هکذا فی المحیط
٤٩-	فامّا اذا کان الامام خارجا المسجد فان دخل المسجد من قبل الصفوف فکلّما جاوز صفا قام ذلک الصف والیه مال شمس الائمّة الحلوانی رح والسرخسی رحمه الله	

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب اذان کے احکام — دوسری فصل اذان اور اقامت کے الفاظ اور ان کی کیفیت	حوالہ
۱۰۳ ۳۸-	اذان اور اقامت کو ملا دینا (فاصلہ نہ کرنا) بالاتفاق مکروہ ہے۔	معراج الدرایہ
۳۹-	مؤذن کے لئے یہ اولیٰ ہے کہ جس نماز سے پہلے وہ سنتیں یا نفل پڑھے جاتے ہیں وہ اذان اور اقامت کے درمیان پڑھے۔	محیط سرخسی
۴۰-	اگر مؤذن اذان اور اقامت کے درمیان سنتیں یا نفل نہ پڑھے تو اذان اور اقامت کے درمیان بیٹھ جائے	نہایہ
۴۱-	اگر مغرب کا وقت ہو تو مستحب یہ ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان کھڑے کھڑے اتنا وقفہ کرے جس میں تین چھوٹی آیتیں پڑھی جاسکیں۔	نہایہ
۴۲-	فقہاء رح کا اس پر اتفاق ہے کہ مغرب میں بھی اذان اور اقامت کے درمیان وقفہ ضرور رہے۔	عنایہ
۴۳-	(مغرب کی اذان اور اقامت) میں وقفہ کے متعلق اختلاف ہے (ا) حضرت امام ابوحنیفہ رح کے ہاں مستحب یہ ہے کہ اس اذان اور اقامت میں ایک ساعت چپ کا کھڑا رہ کر وقفہ کردے پھر اقامت کہے۔ اور امام ابوحنیفہ رح کے ہاں ایک ساعت کی مقدار یہ ہے کہ جس میں تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت پڑھی جاسکے (ب) اور امام محمد رح اور امام ابویوسف رح کے ہاں اس اذان اور اقامت کے درمیان اتنی دیر بیٹھ جائے جتنی دیر دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھا کرتے ہیں۔ (ج) حضرت امام حلوانی رح نے لکھا ہے کہ امام صاحب رح اور صاحبین رح میں مذکورہ اختلاف (مندرجہ ۴۳ الف/۱۰۳) افضلیت میں ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی مؤذن نے مغرب کی اذان اور اقامت کے درمیان بیٹھ کر مذکورہ وقفہ کیا تو امام ابوحنیفہ رح کے ہاں جائز ہے اور افضل یہ ہے کہ یہ وقفہ کھڑے کھڑے کرے اور امام محمد رح وابویوسف رح کے ہاں بھی اگر مذکورہ وقفہ کھڑے کھڑے کرے تو جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ مذکورہ وقفہ بیٹھ کر کرے۔	نہایہ
۴۴-	اذان اور اقامت کے درمیان دعا مانگنا مستحب ہے۔	سراج وہاج
۴۵-	(ا) مؤذن (اقامت کہنے کیلئے) لوگوں کا انتظار کرے (ب) اور جو ضعیف جلدی چاہتا ہے اس کی رعایت کے لئے اقامت کہے (ج) محلہ کے بڑے آدمی اور سردار کا انتظار نہ کرے۔	معراج الدرایہ
۴۶-	اذان اول وقت میں کہنی چاہیئے اور اقامت درمیانے وقت میں کہنی چاہیئے۔ تاکہ وضو کرنے والا اپنے وضو سے۔ نماز پڑھنے والا اپنی نماز سے اور ضرورت والا قضائے حاجت سے فارغ ہو جائے۔[1]	تتارخانیہ
۴۷-	جب کوئی شخص اقامت کے وقت داخل ہو تو اس کے لئے مکروہ ہے کہ کھڑے ہو کر انتظار کرے بلکہ بیٹھ جائے پھر جب مؤذن حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ پر پہنچ جائے تب کھڑا ہو۔	مضمرات
۴۸-	اگر مؤذن امام کے سوا کوئی اور شخص ہو اور نمازی بھی امام کے ساتھ مسجد کے اندر ہوں تو ہمارے تینوں اماموں رح کے ہاں جس وقت مؤذن (اقامت میں) حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے اس وقت امام اور نمازی کھڑے ہوں اور یہی حکم صحیح ہے۔	محیط
۴۹-	اور اگر (مذکورہ صورت میں) امام مسجد سے باہر ہے تو (اس کا حکم یہ ہے) (ا) اگر امام صفوں کی طرف سے مسجد میں داخل ہو تو جس صف سے وہ بڑھے وہ صف کھڑی ہوتی جائے اسی حکم کی طرف شمس الائمہ حلوانی رح امام	

[1] یعنی یہ لوگ اذان سنیں تو اپنی مذکورہ مصروفیتوں سے فارغ ہو کر باجماعت نماز میں شامل ہو سکیں مگر مغرب میں وقفہ کم ہے جیسا کہ حکم ۴۱ تا ۴۳/۱۰۳ میں مذکور ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی الاذان — الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامۃ وکیفیتھما	حوالہ
۱۰۳	وشیخ الاسلام خواھر زادہ۔ وان کان الامام دخل المسجد من قدامھم یقومون کما رأوا الامام	ھکذا فی المحیط
۵۰۔	وان کان الامام والمؤذن واحدا فان اقام فی المسجد فالقوم لا یقومون مالم یفرغ من الاقامۃ	ھکذا فی المحیط
۵۱۔	وان اقام خارج المسجد مشائخنا رحمہم اللہ اتفقوا علی انھم لا یقومون مالم یدخل الامام المسجد	ھکذا فی المحیط
۵۲۔	ویکبر الامام قبیل قولہ قد قامت الصلوٰۃ۔ قال الشیخ الامام شمس الاسلام الحلوانی رحمہ اللہ وھو الصحیح۔	ھکذا فی المحیط

ومما یتصل بذلک اجابۃ المؤذن

۱۰۴۔ اجابۃ المؤذن

تعداد شق ۶

۱۔	یجب علی السامعین عند الاذان الاجابۃ وھی ان یقول مثل ما قال المؤذن الا فی قولہ حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح فانہ یقول مکان حیّ علی الصلوٰۃ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیّ العظیم ومکان قولہ حی علی الفلاح ما شاء اللہ کان ومالم یشأ لم یکن۔	کذا فی محیط السرخسی
۲۔	وھو الصحیح	کذا فی فتاوی الغرائب
۳۔	وکذا فی قول المؤذن الصلوٰۃ خیر من النوم لا یقول السامع مثلہ ولکن یقول صدقت وبررت۔	کذا فی محیط السرخسی
۴۔	سمع الاذان وھو یمشی فالاولی ان یقف ساعۃ ویجیب	کذا فی القنیۃ
۵۔	واجابۃ الاقامۃ مستحبۃ	ھکذا فی فتح القدیر
۶۔	واذا بلغ قولہ قد قامت الصلوٰۃ یقول السامع اقامھا اللہ وادامھا اللہ مادامت السمٰوٰت والارض۔	کذا فی فتاوی الغرائب

[1] اقامت اور نماز میں فصل ہو جائے تو تھوڑے فصل سے اقامت کالعدم نہیں ہوگی جیسا کہ بحر رائق میں ہے وینبغی انہ ان طال الفصل تبطل والافلا الخ البحر الرائق ج ا صفحہ ۲۶۳ نیز اس کے متعلق حکم ۱۰۲/۱۳ ملاحظہ ہو (مترجم)، [2] ھو الصحیح سے معلوم ہوا کہ اس میں اختلاف ہے۔ بعض فقہاء کے ہاں اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ سے ذرا پہلے امام تکبیر کہدے تاکہ اقامت کہنے والے کا قول قد قامت الصلوٰۃ (نماز کھڑی ہو چکی ہے) سچ رہے اور بعض فقہاء کے ہاں امام قد قامت الصلوٰۃ کے بعد تکبیر کہے تاکہ اقامت کہنے والا بھی نماز کے شروع میں شامل ہو سکے اور اقامت کی اجابت بھی ہو سکے جیسا کہ ۵/۱۰۴ میں ہے) اور یہ اختلاف افضلیت میں ہے حتی کہ اگر اقامت پوری ہونے کے بعد امام نے تکبیر کہی تب بھی سب کے ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ شرح وقایہ میں ہے۔ ویقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوٰۃ ویشرع عند قد قامت الصلوٰۃ الخ اور اس کے حاشیہ میں ہے کہ قولہ قد قامت الصلوٰۃ ای قبیلہ عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ ومحمد رحمہ اللہ

دفعات ذیلی نمبر	دوسرا باب اذان کے احکام — دوسری فصل اذان اور اقامت کے الفاظ اور انکی کیفیت	حوالہ
۱۰۳	سرخسیؒ اور شیخ الاسلام خواہرزادہؒ کا میلان ہے	
	(ب) اور اگر امام مسجد میں سامنے سے داخل ہوا تو سبھی نمازی امام کو دیکھتے ہی نماز کے لئے کھڑے ہو جائیں۔	محیط
۵۰-	اگر مؤذن اور امام ایک ہی شخص ہو تو (دیکھیں گے) اگر اس نے اقامت مسجد کے اندر کہی تو جب تک وہ اقامت سے فارغ نہ ہولے تب تک نمازی نماز کے لئے کھڑے نہ ہوں۔	محیط
۵۱-	(صورت مذکورہ ۱۰۳ ب میں) اس نے مسجد سے باہر اقامت کہی تو ہمارے مشائخؒ کا اس پر اتفاق ہے کہ جبتک امام مسجد میں داخل نہ ہو تب تک نمازی نماز کے لئے کھڑے نہ ہوں[۱]	محیط
۵۲-	امام قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ سے کچھ دیر پہلے تکبیر کہہ دے۔ الشیخ الاسلام شمس الائمۃ الحلوانیؒ نے کہا ہے کہ یہی حکم صحیح ہے[۲]	محیط

مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مسائل مؤذن کو جواب دینا

۱۰۴	**مؤذن کو جواب دینا** اس میں دس شقیں ہیں۔	
۱-	اذان کے وقت سننے والوں پر جواب دینا واجب ہے۔ اور جواب دینے سے مراد یہ ہے کہ جو الفاظ مؤذن کہتا ہے وہی الفاظ سننے والا کہے۔ مگر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کے جواب میں وہی لفظ نہ کہے۔ بلکہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ[۳] کہے۔ اور حیّ علی الفلاح کے جواب میں مَاشَاءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ[۴] کہے۔	محیط سرخسی
۲-	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	فتاوی الغرائب
۳-	اسی طرح مؤذن کے اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہنے میں سننے والا وہی لفظ نہ کہے بلکہ صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ کہے[۵]	محیط سرخسی
۴-	کسی نے اذان سنی اور وہ چل رہا تھا تو اولیٰ یہ ہے کہ ایک ساعت ٹھہر جائے اور اذان کا جواب دے	قنیہ
۵-	اقامت کا جواب دینا مستحب ہے۔	فتح القدیر
۶-	جب اقامت کہنے والا قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہے تو سننے والا یہ الفاظ کہے۔ اَقَامَهَا اللّٰہُ وَاَدَامَهَا اللّٰہُ مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ[۶]	فتاوی الغرائب

وبعدہ عند ابی یوسف رح والخلاف فی الافضلیۃ الخ شرح وقایہ مع عمدۃ الرعایۃ ج ۱ ص ۱۲۵ اور بحر الرائق میں ہے وفی الظهيرية ولو اخر حتى يفرغ المؤذن من الاقامة لا بأس به فی قولهم جميعا والله اعلم البحر الرائق ج ۱ ص ۳۰۵ اور اسی طرح درمختار میں ہے کہ (وشرع الامام) فی الصلوٰۃ (مذ قیل قد قامت الصلوٰۃ) ولو اخر حتى اتمها لا بأس به اجماعا الخ درمختار ج ۱ ص ۳۴۷۔ اور ردالمحتار میں ہے کہ اختلاف فضلیت میں ہے ردالمحتار ج ۱ ص ۳۴۷ (مترجم) [۳] ترجمہ:- اللہ تعالیٰ جو بلند مرتبہ اور بزرگ ہے اس کی مدد کے بغیر نہ گناہوں سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے کی طاقت ہے (مترجم) [۴] ترجمہ:- اللہ تعالیٰ نے جو چاہا وہ ہوگیا اور جو اس نے نہ چاہا نہ ہوا۔ (مترجم) [۵] ترجمہ:- (ل) نماز نیند سے بہتر ہے (ب) تو نے سچ کہا اور تو نے نیکی کی بات کہی (مترجم) [۶] ترجمہ:- جب تک زمین و آسمان قائم ہیں اللہ تعالیٰ نماز کو قائم اور دائم رکھے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی الاذان — الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامۃ وکیفیتہما	حوالہ
۱۰۴ ۷-	وفی سائر الکلمات یجیب کما یجیب فی الاذان	کذا فی فتاوی الغرائب
۸-	ولا ینبغی ان یتکلم السامع فی خلال الاذان والاقامۃ ولا یشتغل بقرآءۃ القرآن ولا بشئ من الاعمال سوی الاجابۃ ولو کان فی القرأۃ ینبغی ان یقطع ویشتغل بالاستماع والاجابۃ	کذا فی البدائع
۹-	ولا بأس بان یشتغل بالدعاء عند الاقامۃ	کذا فی الخلاصۃ
۱۰-	اذا کان فی المسجد اکثر من مؤذن واحد اذنوا واحدا بعد واحد فالحرمۃ للاول	کذا فی الکفایۃ

لہ یعنی اگر ایک ہی مسجد میں ایک ہی نماز کے لئے کئی مؤذن یکے بعد دیگرے اذان دیں جیسا کہ بعض بڑی مسجدوں میں (لاؤڈ اسپیکر سے پہلے) ایسا ہوتا رہا ہے اور جیسا کہ قاضیخان میں ہے کہ اذان کا تکرار ہو جائے تو کچھ حرج نہیں۔ اذن مرتین فلا بأس بہ الخ فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ صـ۷۹ اور بحرالرائق میں ہے کہ تکرار الاذان مشروع دون الاقامۃ الخ البحرالرائق ج ۱ صـ۲۵۷ تو یکے بعد دیگرے کئی اذانوں کی صورت میں اذان کے احترام کے متعلقہ احکام مثلاً کلمات کا جواب دینا اور جمعہ کے دن خرید و فروخت چھوڑ دینا وغیرہ کا تعلق پہلے موذن کی اذان سے ہوگا۔ اور اگر کئی مؤذن مل کر

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب اذان کے احکام — دوسری فصل اذان واقامت کے الفاظ اور ان کی کیفیت	حوالہ
۱۰۴ ۷ -	اقامت کے باقی کلموں میں اسی طرح جواب دے جس طرح اذان میں جواب دیتا ہے۔	فتاویٰ الغرائب
۸ -	اذان اور اقامت کے دوران سننے والے کو چاہیئے کہ (ل) بات چیت نہ کرے۔ (ب) اور نہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ (ج) اور نہ اذان واقامت کا جواب دینے کے سوا کوئی اور کام کرے۔ (د) اور پہلے سے قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہے تو اذان اور اقامت کے دوران اسے چھوڑ کر اذان اور اقامت سننے اور جواب دینے میں مشغول ہو۔	بدائع
۹ -	اگر اقامت کے وقت دعا میں مشغول ہو تو کوئی حرج نہیں۔	خلاصہ
۱۰ -	اگر کسی مسجد کے کئی مؤذّن ہوں جنہوں نے یکے بعد دیگرے اذانیں کہیں تو حرمت پہلی اذان کیلئے ہے[1]	کفایہ

[1] اکٹھے اذان دیں تو ردالمحتار میں بحوالہ سیوطی لکھا ہے کہ دو آدمیوں کی اکٹھی اذان بنوامیہ کے دور میں شروع ہوئی ہے۔ اور ردالمحتار میں بحوالہ نہایہ ہے کہ کئی مؤذن مل کر جمعہ کی پہلی اذان دیں تو اسے متوارث طور پر ذکر کیا ہے پس یہ مکروہ نہیں ہے بدعتِ حسنہ ہے اور خطیب کے سامنے کئی آدمی مل کر اذان دیں یا پانچوں نماز وں کے لئے کئی مؤذن مل کر اذان دیں تو یہی حکم ہے۔ سید عبدالغنی رحمۃ اللہ نے بھی یوں ہی لکھا ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ صـ ۳۶۲ (مترجم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب الثالث فی شروط الصلٰوۃ

دفعات ۱۰۵ تا ۱۱۲ عنوانات ۸ تعداد شق ۲۵۵

۱۰۵۔ شروط الصلٰوۃ تعداد شق ۱

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱۔	وھی عندنا سبعۃ الطہارۃ من الاحداث والطہارۃ من الانجاس و ستر العورۃ واستقبال القبلۃ والوقت والنیۃ والتحریمۃ	کذا فی الزاھدی

وفیہ فصول اربعۃ

الفصل الاول فی الطہارۃ وستر العورۃ

دفعات ۱۰۶ تا ۱۰۶ عنوان ۱ تعداد شق ۶۲

۱۰۶۔ الطہارۃ وستر العورۃ تعداد شق ۶۲

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱۔	تطہیر النجاسۃ من بدن المصلی وثوبہ والمکان الذی یصلی علیہ واجب ھذا اذا کانت النجاسۃ قدرا مانعا و امکن ازالتہا من غیر ارتکاب ما ھو اشد حتی لو لم یتمکن من ازالتہا الا بابداء عورتہ للناس یصلی معہا۔	ھکذا فی الزاھدی فی باب الانجاس
	ولو ابداہا للازالۃ فسق	ھکذا فی البحر الرائق
۲۔	و یعتبر ظاہر البدن حتی لو اکتحل بکحل نجس لایجب علیہ غسل عینیہ۔	کذا فی السراج الوھاج
۳۔	النجاسۃ ان کانت غلیظۃ وھی اکثر من قدر الدرہم فغسلہا فریضۃ	

ے یعنی ان امور کا بیان جو نماز میں شامل تو نہیں مگر نماز کی صحت ان پر موقوف ہے۔ (مترجم) ۲ے طہارت کے دیگر مسائل از وضو، غسل۔ پانیوں کے

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — پہلی فصل طہارت اور ستر ڈھانکنے کے احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیسرا باب نماز کی شرطیں

دفعات ۱۰۵ تا ۱۱۲ عنوانات ۸ تعداد شق ۲۵۵

۱۰۵ - نماز کی شرطوں کے احکام [۱] تعداد شق ۱

۱- ہمارے ہاں نماز کی شرطیں سات ہیں (۱) حدث (بے وضو و بے غسل ہونے کی حالت) سے پاک ہونا۔ (۲) نجاستوں (یعنی بدن، لباس اور نماز کی جگہ کا نجاستوں) سے پاک ہونا (۳) ستر ڈھانکنا (۴) قبلہ کی طرف منہ کرنا (۵) نماز کا وقت ہونا (۶) نماز کی نیت کرنا (۷) تکبیر تحریمہ کہنا۔ — زاہدی

اس باب میں چار فصلیں ہیں،

پہلی فصل طہارت اور ستر ڈھانکنے کے احکام کا بیان

دفعات ۱۰۶ تا ۱۰۶ عنوان ۱ تعداد شق ۶۲

۱۰۶- پاک ہونا اور ستر ڈھانکنا۔ اور اس میں ۶۲ شقیں ہیں۔

۱- (۱) نمازی کا بدن، نمازی کا لباس اور نماز کی جگہ نجاست سے پاک کرنا واجب ہے[۲]۔ — زاہدی

(ب) یہ حکم (۱۰۶/۱) اس صورت میں ہے جب کہ نجاست اتنی لگ جائے کہ اس کی موجودگی میں نماز جائز نہ ہو سکے۔ اور اس نجاست کا دور کرنا اس طرح ممکن ہو کہ نجاست سے بڑھ کر کسی خرابی میں مبتلا نہ ہونا پڑے حتیٰ کہ اگر لوگوں کے سامنے ستر کھولے بغیر اس نجاست کا دور کرنا ممکن نہ ہو تو اس نجاست کے باوجود نماز پڑھ لے

(ج) اگر کسی نے نجاست دور کرنے کے لئے (لوگوں کے سامنے) ستر کھولا تو فسق کیا [۳]۔ — بحر رائق

۲- (نجاست دور کرنے میں) ظاہر بدن کا اعتبار ہے حتیٰ کہ اگر کسی نے آنکھوں میں ناپاک سرمہ لگایا تو آنکھوں کا دھونا واجب نہیں۔ — سراج وہاج

۳- (۱) اگر نجاست غلیظہ ایک درہم کے قدر سے زیادہ ہے تو اس کا دھونا فرض ہے اور اس کے ساتھ

[۱] احکام تیمم۔ موزوں پر مسح۔ عورتوں کے مخصوص احکام اور نجاستوں کے احکام) جلد اول طہارت کی بحث میں دفعات ۱ تا ۱۰۴ میں مذکور ہیں (مترجم)

[۳] جیسا کہ حکم نمبر ۱۰۶/۵ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الاول فی الطهارة وستر العورة	حوالہ
١٠٦	والصلوٰة بها باطلة	
	وان كانت مقدار درهم فغسلها واجب والصلوٰة معها جائزة	
	وان كانت اقل من قدر الدرهم فغسلها سنة	
	وان كانت خفيفة فانها لا تمنع جواز الصلوٰة حتى تفحش	كذا فى المضمرات
٤-	ستر العورة شرط لصحة الصلوٰة اذا قدر عليه	كذا فى محيط السرخسى
٥-	العورة للرجل من تحت السرة حتى تجاوز ركبتيه	
	فسرته ليست بعورة عند علمائنا الثلاثة	
	وركبته عورة عند علمائنا جميعا۔	هكذا فى المحيط
٦-	بدن الحرة عورة الا وجهها وكفيها وقدميها	كذا فى المتون
٧-	وشعر المرأة ما على رأسها عورة	
	واما المسترسل ففيه روايتان الاصح انه عورة	كذا فى الخلاصة
٨-	وهو الصحيح وبه أخذ الفقيه ابو الليث رح وعليه الفتوى	كذا فى معراج الدراية
٩-	والامة كالرجل وبطنها وظهرها عورة	
	ويدخل فى هذا الجواب ام الولد والمدبرة والمكاتبة	كذا فى التبيين
١٠-	والمستسعاة بمنزلة المكاتبة عند ابى حنيفة رح	كذا فى الظهيرية
١١-	والخنثى المشكل اذا كان رقيقا فعورته عورة الامة وان كان حرا	
	امرناه ان يستر جميع بدنه - فان ستر ما بين سرته الى ركبتيه	
	قال بعضهم تلزمه الاعادة	
	وقال بعضهم لا تلزمه	كذا فى السراج الوهاج
١٢-	مراهقة صلت عريانة او بغير وضوء تؤمر بالاعادة	
	وان صلت بغير قناع فصلاتها تامة استحسانا	كذا فى محيط السرخسى

[1] امّ الولد وہ باندی ہے جس کے پیٹ سے اس کے مالک کی اولاد ہوا اور مدبّرہ وہ باندی ہے جسے اس کا مالک یہ کہہ دے کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے اور مکاتبہ وہ باندی ہے جس کو اس کا مالک یہ لکھ دے کہ اس قدر مال دیدے تو پھر تو آزاد ہے (حاشیہ فتاویٰ ہذا از مولانا امیر علی رح مطبوعہ علمی پریس) [2] مستسعاۃ وہ باندی ہے،

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — پہلی فصل طہارت اور ستر ڈھانکنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۶	نماز پڑھنا باطل ہے۔	
	(ب) اگر نجاستِ غلیظہ ایک درہم کے بقدر ہے تو اس کا دھونا واجب ہے۔ اور اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے۔	
	(ج) اگر نجاست غلیظہ قدرِ درہم سے کم ہے تو اس کا دھونا سنت ہے۔	
	(د) اور اگر نجاستِ خفیفہ ہے تو جب تک وہ زیادہ نہ ہو نماز جائز ہونے میں مانع نہیں ہوتی۔	مضمرات
۴۔	نماز صحیح ہونے کے لئے ستر ڈھانکنا شرط ہے بشرطیکہ نمازی اس پر قادر ہو۔	محیط سرخسی
۵۔	(ل) مرد کے لئے ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں سمیت تک ستر ہے۔	
	(ب) مرد کی ناف ہمارے تینوں اماموں کے ہاں ستر نہیں ہے۔	
	(ج) گھٹنے ہمارے سب علماء کے ہاں ستر میں شامل ہیں۔	محیط
۶۔	آزاد عورت کے چہرہ، ہتھیلیوں اور پاؤں کے سوا اس کا تمام بدن ستر میں شامل ہے۔ ✻	متون
۷۔	(ل) عورت کے وہ بال جو اس کے سر پر ہیں وہ ستر میں شامل ہیں۔	
	(ب) عورت کے وہ بال جو لٹکے ہوئے ہیں ان کے متعلق دو روایتیں ہیں۔ زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ وہ بھی ستر میں شامل ہیں۔	خلاصہ
۸۔	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے اور اسی حکم کو فقیہ ابو اللیث رح نے اختیار کیا ہے۔ اور اسی حکم پر فتویٰ ہے۔	معراج الدرایہ
۹۔	(ل) باندی کے لئے ستر کے احکام وہی ہیں جو مرد کے لئے ہیں (ب) اور باندی کا پیٹ اور پیٹھ بھی ستر میں شامل ہیں۔	
	(ج) اس مذکورہ حکم میں ہر قسم کی باندیوں کا حکم شامل ہے خواہ وہ ام الولد ہو یا مدبّرہ ہو یا مکاتبہ ہو۔	تبیین
۱۰۔	امام ابو حنیفہ رح کے ہاں مستسعاۃ[1] باندی کا حکم مکاتبہ باندی کی طرح ہے۔[2]	ظہیریہ
۱۱۔	خنثیٰ مشکل کے متعلق حکم یہ ہے کہ (ل) وہ اگر غلام ہے تو اس کے لئے ستر کے احکام باندی کے ستر کے احکام کی طرح ہیں (ب) اور اگر وہ آزاد ہے تو اس کے ستر کے لئے ہمارے فقہاء کا حکم یہ ہے کہ وہ سارا بدن ڈھانکے۔ پس اگر اس نے صرف ناف سے گھٹنوں تک بدن ڈھانکا اور نماز پڑھی) تو بعض فقہاء کے ہاں اس نماز کا لوٹانا ضروری ہے۔ اور بعض فقہاء کے ہاں اس نماز کا لوٹانا ضروری نہیں۔	سراج وہاج
۱۲۔	جو لڑکی بالغ ہونے کے قریب ہے (ل) اگر اس نے ننگے ہو کر یا وضو کے بغیر نماز پڑھی تو اسے اس نماز کے لوٹانے کا حکم دیا جائے گا۔	
	(ب) اور اگر مذکورہ لڑکی نے اوڑھنی کے بغیر نماز پڑھی تو از روئے استحسان اس کی نماز پوری ہوگئی۔	محیط سرخسی

[1] جس کا کچھ حصہ آزاد ہو چکا ہو اور باقی حصہ کی آزادی کے لئے وہ قیمت دینے کی کوشش کرتی ہو (حاشیہ فتاویٰ ہذا از مولانا امیر علی رح مطبوعہ علمی پریس) [2] خنثیٰ مشکل وہ ہے جس میں مرد اور عورت دونوں کی علامتیں موجود ہوں (حاشیہ فتاویٰ ہذا از مولانا امیر علی رح مطبوعہ علمی پریس)

✻ یہ حکم نماز صحیح ہونے کے لئے ہے جیسا کہ ۱۰۶ میں ہے۔ نماز کے علاوہ جوان عورت کے لئے غیر محرم کے سامنے چہرہ ننگا کرنا منع ہے (باستثناء ضرورتِ معتبرہ) (ردالمحتار ج ا ص ۳۷۷ و ہکذا فی البحر الرائق ج ا ص ۲۸۲ ... ۲۰۲ ... ۹۶ ...)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الاول فی الطہارۃ وستر العورۃ	حوالہ
۱۰۶ -۱۳	وستر العورۃ فی الصلوٰۃ من الغیر فرض بالاجماع ومن نفسہ غیر فرض عند عامۃ المشائخ رح	کذا فی شاہان
-۱۴	فاذا صلی فی قمیص بغیر ازار وکان لو نظر رأی عورتہ من زیقہ فعند عامۃ المشائخ رح لا تفسد وھو الصحیح۔	کذا فی السراج الوہاج
-۱۵	وان صلی فی بیت مظلم عریانا ولہ ثوب طاہر لا تجوز صلوٰتہ بالاجماع	کذا فی السراج الوہاج
-۱۶	والثوب الرقیق الذی یصف ما تحتہ لا تجوز الصلوٰۃ فیہ	کذا فی التبیین
-۱۷	ولو کان علیہ قمیص لیس علیہ غیرہ وکان اذا سجد لا یری احد عورتہ لکن لو نظر الیہ انسان من تحتہ رأی عورتہ فھذا لیس بشیٔ	ھکذا فی المحیط
۱۸	قلیل الانکشاف عفو لان فیہ بلوی ولا بلوی فی الکبیر فلا یجعل عفوا	ھکذا فی المحیط
۱۹	الربع فما فوقہ کثیر وما دون الربع قلیل وھو الصحیح	ھکذا فی المحیط
-۲۰	والاصح ان التقدیر فی العورۃ الغلیظۃ والخفیفۃ بالربع	ھکذا فی الخلاصۃ
-۲۱	انکشاف ما دون الربع معفو اذا کان فی عضو واحد	کذا فی شرح المجمع لابن الملک
-۲۲	وان کان فی عضوین او اکثر وجمع وبلغ ربع ادنی عضو منہا یمنع جواز الصلوٰۃ	کذا فی شرح المجمع لابن الملک
-۲۳	ولا یعتبر الجمع بالاجزاء کالاسداس والاتساع بل بالقدر حتی لو انکشفت من الاذن تسعہا ومن الساق تسعہا یمنع لان المکشوف قدر ربع الاذن	ھکذا فی القنیۃ
-۲۴	ان انکشفت عورتہ فی الصلوٰۃ فسترہا بلا مکث جازت صلوٰتہ اجماعا	کذا فی شرح النقایۃ للشیخ ابی المکارم
-۲۵	وان ادی رکنا مع الانکشاف فسدت اجماعا	کذا فی شرح النقایۃ للشیخ ابی المکارم
۲۶	وان لم یؤدہ لکن مکث قدر ما یمکن الاداء تفسد عند ابی یوسف رح	

ل یعنی اس باریک کپڑے میں سے بدن کے اعضائے ستر کا بشرہ (چمڑا) دکھائی دیتا ہو تو اس میں نماز جائز نہیں (مترجم)

ل چوتھائی سے مراد عضو کی چوتھائی ہے جیسا کہ حکم نمبر ۲۲ میں ہے (مترجم) ل کسی کے ستر غلیظ کو دیکھنے کی حرمت ستر خفیف کی نسبت زیادہ سخت ہے اور ستر غلیظ سے مراد پیشاب

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — پہلی فصل طہارت اور ستر ڈھانکنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۶ ۱۳-	(ا) نماز میں دوسروں سے ستر چھپانا بالاجماع فرض ہے۔	
	(ب) اور نماز میں اپنے آپ سے ستر چھپانا عام مشائخ رح کے ہاں فرض نہیں ہے۔	شاہان
۱۴-	اگر کسی نے تہ بند کے بغیر صرف قمیص پہن کر نماز پڑھی اور قمیص ایسی تھی کہ اگر قمیص کے گریبان میں سے دیکھے تو اسے اپنا ستر نظر آئے تو عام مشائخ کے ہاں اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اور یہی حکم صحیح ہے۔	سراج وہاج
۱۵-	اگر کسی نے اندھیرے گھر میں ننگا ہو کر نماز پڑھی اور اس کے پاس پاک کپڑا موجود ہے تو اس کی نماز بالاجماع جائز نہ ہوگی۔	سراج وہاج
۱۶-	ایسا باریک کپڑا جس میں سے اس کے نیچے کا بدن نظر آتا ہو اس میں نماز جائز نہیں ہے[1]۔	تبیین
۱۷-	اگر کسی شخص پر ایک قمیص ہے اس پر اس قمیص کے سوا اور کوئی کپڑا نہیں ہے اور اس قمیص کے پہننے کی حالت میں جب وہ سجدہ کرے تو کوئی شخص اس کا ستر نہیں دیکھ سکتا لیکن اگر کوئی اور آدمی اس کے نیچے سے دیکھے تو اس کا ستر دیکھ سکتا ہے تو اس سے کچھ حرج نہیں۔	محیط
۱۸-	تھوڑا سا ستر کھل جانا معاف ہے اس لئے کہ اس میں عام ضرورت ہے اور بہت ستر کھلنے میں عام ضرورت نہیں ہے پس وہ معاف نہیں ہے۔	محیط
۱۹-	چوتھائی اور اس سے زیادہ بہت میں داخل ہے اور چوتھائی سے کم تھوڑے میں داخل ہے۔ یہی حکم صحیح ہے[2]۔	محیط
۲۰-	زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ ستر غلیظ ہو یا ستر خفیف ہو[3] اس کا حساب چوتھائی سے ہی کیا جاتا ہے۔	خلاصہ
۲۱-	ایک عضو میں اس کی چوتھائی کی مقدار سے کم کھل جانا معاف ہے	شرح المجمع
۲۲-	اگر دو یا دو سے زیادہ اعضاء میں سے اتنا ستر کھل گیا کہ اگر ننگے حصے جمع کئے جائیں تو ان اعضاء میں سب سے چھوٹے عضو کی چوتھائی جتنے ہو جائیں تو نماز جائز نہ ہوگی۔	شرح المجمع
۲۳-	ستر میں سے سب ننگی جگہوں کو جمع کرنے کا حساب حصوں سے معتبر نہیں۔ مثلاً چھٹا حصہ یا نواں حصہ بلکہ مقدار کا حساب ہوگا یہاں تک کہ اگر کان کا نواں حصہ ننگا ہو جائے اور پنڈلی کا نواں حصہ بھی ننگا ہو جائے تو نماز جائز نہ ہوگی اس لئے کہ ننگی جگہیں کان کی چوتھائی کی مقدار جتنی ہو جاتی ہیں۔	قنیہ
۲۴-	اگر کسی کا ستر نماز میں کھل گیا اور اس نے فوراً ڈھانک لیا تو نماز جائز ہوگی۔ اس پر فقہاء رح کا اجماع ہے۔	شرح نقایہ
۲۵-	اور اگر (نماز میں کسی کا ستر کھل گیا اور) اس نے ننگا ہونے کی حالت میں نماز کا کوئی رکن ادا کیا تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ اس پر فقہاء رح کا اجماع ہے۔	شرح نقایہ
۲۶-	اور اگر (نماز میں کسی کا ستر کھل گیا اور) اس نے ستر ننگا ہونے کی حالت میں نماز کا کوئی رکن ادا نہ کیا لیکن وہ اس حالت میں اس قدر رہا کہ اس میں کوئی رکن ادا کرنا ممکن تھا تو (ا) امام ابو یوسف رح کے ہاں وہ نماز ٹوٹ	

کرنے کا عضو اور اس کے اردگرد کی جگہ اور پاخانہ کرنے کا عضو اور اس کے اردگرد کی جگہ ہے اور ران کے علاوہ ستر کے اعضاء ستر خفیف میں شامل ہیں جیسا کہ درمختار میں ہے
کہ الغلیظۃ قبل ودبر وحولهما والخفیفۃ ماعدا ذلک من الرجل والمرأۃ الخ الدر المختار ورد المحتار ج ۱ ص ۳۷۹ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الاول فی الطهارة وستر العورة	حوالہ
۱۰۶	خلافاً لمحمد رح ولا نص عن ابی حنیفۃ رح	کذا فی شرح النقایۃ للشیخ ابی المکارم
۲۷-	امة صلت بغیر قناع فاعتقت فی صلوٰتها فان لم تستر من ساعتها فسدت صلوٰتها۔	
	وان سترت من ساعتها بعمل قلیل جازت	کذا فی محیط السرخسی
۲۸-	والعمل القلیل ان تأخذه بید واحدة	کذا فی السراج الوهاج
۲۹-	والذکر یعتبر بانفراده وکذا الانثیان هو الصحیح	هکذا فی الهدایۃ
۳۰-	والالیتان کل واحدة منهما عورة علی حدة والدبر ثالثهما هو الصحیح	کذا فی شرح المجمع لابن الملک وهکذا فی التبیین
۳۱-	والرکبة الی آخر الفخذ عضو واحد حتی لو صلے والرکبتان مکشوفتان و الفخذ مغطی جازت صلوٰته وهو الاصح۔	هکذا فی التجنیس
۳۲-	وکذا کعب المرأة مع ساقها	کذا فی شرح المجمع لابن الملک
۳۳-	وما بین سرته وعانته عضو علی حدة والمراد ما حوله من جمیع البدن فاذا انکشف ربعه فسدت صلوٰته۔	کذا فی الخلاصۃ
۳۴-	والظهر بانفراده عورة ۔ والبطن کذلک۔ وکذا الصدر	کذا فی التتارخانیۃ ناقلا عن العتابیۃ
۳۵-	والجنب تبع للبطن	کذا فی القنیۃ
۳۶-	وثدی المرأة ان کانت صغیرة ناهدة فهو تبع لصدرها وان کانت کبیرة فهو عضو علی حدة	کذا فی الخلاصۃ
۳۷-	ویعتبر کل واحد عورة بانفراده وکذا الاذنان حتی لو انکشف ربع واحد منهما فسدت۔	کذا فی الزاهدی
۳۸-	ومن لم یجد ثوبا صلے قاعدا یؤمی بالرکوع والسجود او قائما برکوع و سجود۔ والاول افضل	هکذا فی الکافی
۳۹-	لیلا کان او نهارا فی بیت او صحراء وهو الصحیح	کذا فی البحر الرائق
۴۰-	والمراد بالوجود القدرة فان ابیح له فالاصح انه یجب علیه استعماله	هکذا فی الجوهرة النیرة
۴۱-	العاری اذا کان بحضرته من له کسوة فانه یسأله فان لم یعط صلی عریانا	کذا فی التتارخانیۃ ناقلا عن الحجۃ

لہ ۔ ردالمحتار ج ۱ ص ۳۸۰ میں مرد کے ستر کے اعضا آٹھ لکھے ہیں (۱) پیشاب کا عضو اور اس کا ارد گرد (۲) خصیتین اور ان کا ارد گرد (۳) پاخانہ کی جگہ اور اس کا ارد گرد (۴) ایک سرین (چوتڑ)

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — پہلی فصل طہارت اور ستر ڈھانکنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۶	جائے گی (ب) اور امام محمد رح کے ہاں نماز نہیں ٹوٹے گی (ج) اور امام ابوحنیفہ رح کے ہاں اس مسئلہ کا کوئی صریح حکم منقول نہیں ہے۔	شرح نقایہ
۲۷-	کسی باندی نے اوڑھنی کے بغیر نماز پڑھی اور نماز کے دوران ہی وہ آزاد کر دی گئی تو اس کا حکم یہ ہے کہ (ل) اگر اس نے اسی وقت اوڑھنی نہ اوڑھی تو اس کی نماز ٹوٹ گئی۔	
	(ب) اور اگر اس نے تھوڑے عمل سے اوڑھنی اوڑھ لی تو اس کی نماز جائز ہو گی۔	محیط سرخسی
۲۸-	تھوڑا عمل یہ ہے کہ وہ اوڑھنی کو ایک ہاتھ سے پکڑے۔	سراج وہاج
۲۹-	ذکر ایک جدا عضو ہے۔ اسی طرح دونوں خصیے (خایے) ملکر ایک جدا عضو ہیں اور یہی حکم صحیح ہے۔[۵]	ہدایہ
۳۰-	ہر ایک سرین ایک علیحدہ ستر ہے اور دبر ان میں تیسرا علیحدہ ستر ہے اور یہی حکم صحیح ہے۔	شرح المجمع۔ تبیین
۳۱-	گھٹنا ران کے آخر تک ایک عضو ہے حتی کہ اگر کسی نے نماز پڑھی اور گھٹنے کھلے تھے اور ران ڈھکے ہوئے تھے تو نماز جائز ہو گی۔ یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	تجنیس
۳۲-	اسی طرح عورت کا ٹخنہ اور اس کی پنڈلی ایک عضو ہے۔	شرح المجمع
۳۳-	مرد کی ناف کے نیچے سے عانہ (ابھری ہوئی ہڈی) تک ایک علیحدہ عضو ہے اور اس سے مراد سارے بدن سے جسم کے اس حصہ کا چاروں طرف ہے۔ پس اگر اس حصہ کی چوتھائی کھل گئی تو نماز ٹوٹ جائے گی۔	خلاصہ
۳۴-	(ل) پیٹھ ایک جدا عضو ستر ہے (ب) اسی طرح پیٹ جدا عضو ستر ہے (ج) اور اسی طرح سینہ جدا عضو ستر ہے۔	تاتارخانیہ
۳۵-	پہلو پیٹ میں شامل ہیں۔	قنیہ
۳۶-	(ل) عورت کا پستان اگر چھوٹا ہے اور ابھرا ہوا ہے تو وہ سینہ میں شامل ہے۔	
	(ب) اور اگر عورت کا پستان بڑا ہے تو وہ علیحدہ عضو ہے۔	خلاصہ
۳۷-	(ل) عورت کا ہر پستان علیحدہ عضو ستر قرار دیا جاتا ہے۔	
	(ب) اسی طرح ہر کان علیحدہ عضو ستر ہے حتی کہ اگر ان دونوں میں سے کسی ایک کا چوتھائی حصہ ننگا ہو گیا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔	زاہدی
۳۸-	جس شخص کو کپڑا نہ ملے (ننگا ہو) تو وہ (ل) بیٹھ کر نماز پڑھے وہ رکوع وسجود اشارے سے کرے (ب) یا وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور رکوع وسجود کرے (ج) اول صورت افضل ہے۔	کافی
۳۹-	رات کا وقت ہو یا دن ہو گھر ہو یا جنگل ہو، سب صورتوں میں یہی حکم (مذکورہ ۳۸/۱) ہے۔	بحر الرائق
۴۰-	کپڑا ملنے سے مراد یہ ہے کہ وہ کپڑے پر قادر ہو۔ پس اگر کسی نے اس کے لئے کپڑے کے استعمال کی اجازت دے دی تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اس پر اس کا استعمال واجب ہے۔	جوہرہ نیرہ
۴۱-	ننگے آدمی کے سامنے اگر کوئی ایسا شخص موجود ہو جس کے پاس لباس ہو تو ننگا آدمی اس سے مانگے۔ اگر وہ	

(۵) دوسری سرین (۶) ایک ران گھٹنوں سمیت (۷) دوسری ران گھٹنوں سمیت (۸) ناف کے نیچے سے لیکر عانہ یعنی ابھری ہوئی ہڈی تک مع پیٹھ اور پیٹ میں سے دو جانبوں سمیت (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الاول فی الطهارة وستر العورة	حوالہ
۱۰۶ ۴۲-	ولو وجد فی خلال صلوته ثوبا استقبل	کذا فی التتارخانیة ناقلا عن السراجیة
۴۳-	وان کان یرجو وجود الثوب یؤخر ما لم یخف فوت الوقت کطهارة المکان	کذا فی القنیة
۴۴-	ویصلی العراة وحدانا متباعدین وان صلوا بجماعة یتوسطهم الامام ویرسل کل واحد رجلیه الی القبلة ویضع یدیه بین فخذیه یؤمی ایماء۔ وان اومأ القائما و رکع او سجد القاعد جاز	کذا فی الزاهدی
۴۵-	فی الحجة اذا وجد العاری حصیرا او بساطا صلی فیه ولا یصلی عریانا۔ وکذا ان امکنه ان یستر عورته بالحشیش۔	کذا فی التتارخانیة
۴۶-	عریان قدر علی طین یلطخ به عورته ان علم انه یبقی علیه لم یجز الا ذلك کما لو قدر ان یخصف علیه ورق الشجرة	کذا فی القنیة
۴۷-	ولو وجد ما یستر به بعض العورة وجب استعماله و یستر به القبل والدبر بالاتفاق	هکذا فی معراج الدرایة
۴۸-	وان لم یجد الا ما یستر به احدهما قال بعضهم یستر به الدبر لانه افحش فی حالة الرکوع وقال بعضهم یستر به القبل لانه یستقبل به القبلة۔	کذا فی السراج الوهاج
۴۹-	ولا تجوز الصلوٰة فی ثوب الحریر للرجال وتصح للنساء ولو لم یجد غیره یصلی فیه لا عریانا۔	کذا فی فتح القدیر

ل یعنی ننگے شخص کے لئے نماز میں چار صورتیں ہیں (۱) بیٹھ کر رکوع وسجود اشارہ سے کرے تو یہ افضل ہے جیسا ۳۸ د / ۱۰۶ میں ہے اور ۴۴ / ۱۰۶ میں ہے کہ پاؤں قبلہ کیطرف لمبے کردیں (۲) کھڑے ہوکر رکوع وسجود کرکے نماز پڑھے تو جائز ہے جیسا کہ ۳۸ ب / ۱۰۶ میں ہے (۳) کھڑے ہوکر رکوع وسجود اشارہ سے کرے تو یہ بھی جائز ہے جیسا کہ ۴۴ ج / ۱۰۶ میں ہے (۴) اور بیٹھ کر رکوع وسجود سے نماز پڑھے تو یہ بھی جائز ہے جیسا کہ ۴۴ ج / ۱۰۶ میں ہے۔ انہیں جملہ صورتوں کو الدر المختار میں یوں لکھا ہے کہ (ویصلی قاعدا)

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — پہلی فصل طہارت اور ستر ڈھانکنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۶	کپڑا نہ دے تو پھر ننگے ہی نماز پڑھ لے۔	تتارخانیہ
۴۲	اگر کسی (ننگے) کو نماز کے درمیان کپڑا ملے تو وہ اس نماز کو از سر نو پڑھے۔	تتارخانیہ
۴۳	اگر کسی (ننگے) کو کپڑا ملنے کی امید ہو تو نماز میں اس وقت تک تاخیر کرے جب تک نماز کا وقت فوت ہونے کا خوف نہ ہو۔ جیسا کہ جس شخص کو نماز پڑھنے کے لئے پاک جگہ نہ ملے تو اس صورت میں بھی اس وقت تک نماز کے لئے تاخیر کرے جب تک کہ نماز کا وقت فوت ہونے کا خوف نہ ہو۔	قنیہ
۴۴	(ا) ننگے لوگ اکیلے اکیلے دور دور (ایک دوسرے سے ہٹ کر) نماز پڑھیں (ب) اگر وہ جماعت سے نماز پڑھیں تو امام ان کے درمیان میں ہو۔ اور ان میں سے ہر شخص اپنے پاؤں قبلہ کی طرف لمبے کر دے اور دونوں ہاتھ دونوں رانوں کے درمیان رکھ دے اور اشارہ سے نماز پڑھے۔ (ج) اور اگر کھڑے ہو کر اشارہ سے نماز پڑھے یا بیٹھ کر رکوع یا سجدہ سے نماز پڑھے تب بھی جائز ہے[۱]۔	زاہدی
۴۵	(ا) کتاب حجہ میں ہے کہ اگر کسی ننگے کو بوریا یا بچھونا مل جائے تو اس سے ستر ڈھانک کر نماز پڑھے ننگا ہونے کی حالت میں نماز نہ پڑھے (ب) اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جب کہ ننگا آدمی گھاس سے ستر ڈھانک سکتا ہو تو اس سے ستر ڈھانک لے اور وہ ننگے ہو کر نماز نہ پڑھے۔	تتارخانیہ
۴۶	(ا) ننگا آدمی اگر اس پر قادر ہو کہ وہ گارے سے اپنے ستر کو لیپ لے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر اسے معلوم ہے کہ وہ گارا اس کے بدن پر ٹھہرا رہے گا تو لیپ لے اور ایسا کرنے کے بغیر اس کی نماز جائز نہ ہوگی (ب) جیسا کہ اگر کوئی ننگا اس پر قادر ہے کہ اپنے ستر پر پتے لپیٹ لے تو اس کا حکم بھی یہی ہے کہ پتے لپیٹ لے اور ایسا کئے بغیر اس کی نماز جائز نہ ہوگی۔	قنیہ
۴۷	اگر کسی ننگے نے صرف اس قدر (چھوٹی) چیز پائی جس سے وہ ستر کا بعض حصہ ڈھانک سکتا ہے تو اس چیز کا استعمال واجب ہے، اور وہ اس سے پیشاب و پاخانہ کا مقام ڈھک لے اس پر فقہاء کا اتفاق ہے۔	معراج الدرایہ
۴۸	اگر کسی ننگے نے صرف اس قدر چیز پائی جس سے وہ پیشاب یا پاخانہ کی جگہوں سے صرف ایک جگہ کو ڈھانک سکتا ہے تو (ا) اس کے لئے بعض فقہاء کے ہاں حکم یہ ہے کہ وہ پاخانہ کی جگہ کو ڈھانک لے اس لئے کہ اس جگہ کا ننگا ہونا رکوع کی حالت میں زیادہ فحش ہے[۲] (ب) اور بعض فقہاء کے ہاں اس کا حکم یہ ہے کہ وہ پیشاب کی جگہ کو ڈھانک لے اس لئے کہ وہ جگہ قبلہ کی طرف ہوتی ہے۔	سراج وہاج
۴۹	(ا) ریشمی کپڑوں میں مردوں کے لئے نماز جائز نہیں (ب) البتہ ریشمی کپڑوں میں عورتوں کی نماز جائز ہے (ج) اگر کسی ننگے مرد کو ریشمی کپڑے کے سوا کوئی اور کپڑا نہ ملے تو اسی (ریشمی) کپڑے سے نماز پڑھ لے اور (اس صورت میں) ننگا نماز نہ پڑھے۔	فتح قدیر

[۱] کما فی الصلوٰۃ وقیل مادا رجلیہ (متمیا برکوع وسجود وھو افضل من صلوٰتہ) قاعدا یرکع ویسجد و(قائما) بایماء او برکوع وسجود لان الستر اھم من اداء الارکان الخ الدر المختار ج ا ص۳۸۲ (مترجم) [۲] اور الدر المختار میں مذکور صورت میں حالت رکوع کے ساتھ حالت سجدہ کا بھی ذکر ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ قیل (یستر الدبر) لانہ افحش فی الرکوع والسجود وقیل (القبل) حکاھما فی البحر بلا ترجیح الخ الدر المختار ج ا ص۳۸۴ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰة — الفصل الاول فی الطهارة وستر العورة	حوالہ
١٠٦ ٥٠-	ولو ان امرأة صلت قائمة ينكشف من عورتها ما يمنع جواز الصلوٰة - و لو صلت قاعدة لا ينكشف شئ منها فانها تصلی قاعدة	كذا فی التبيين
٥١-	فی العتابية اذا انكشف ربع عورتها عند السجود تركت السجود	كذا فی التاتارخانية
٥٢-	والمستحب ان يصلی الرجل فی ثلاثة اثواب، قميص وازار وعمامة	كذا فی الخلاصة
٥٣-	اما لو صلی فی ثوب واحد متوشحا به تجوز صلوٰته من غير كراهة	كذا فی الخلاصة
٥٤-	وان صلّٰی فی ازار واحد يجوز ويكره-	كذا فی الخلاصة
٥٥-	واما المرأة فالمستحب لها ان تصلی فی ثلاثة اثواب ايضا قميص وازار ومقنعة	كذا فی الخلاصة
٥٦-	فان صلت فی ثوبين جازت صلوٰتها-	كذا فی الخلاصة
٥٧-	وان صلت فی ثوب واحد متوشحة به لا يجوز الا اذا سترت به رأسها وجميع جسدها-	كذا فی محيط السرخسی
٥٨-	ولو صلّٰی رجلان فی ثوب واحد واستتر كل واحد بطرف منه اجزأه- وكذا لو القى احد طرفيه على نائم اجزأه-	كذا فی الجوهرة النيرة
٥٩-	ولو كان الثوب يغطی جسدها وربع رأسها وتركت تغطية الرأس لا يجوز-	كذا فی التبيين
٦٠-	ولو كان يغطی اقل من الربع لا يضرها تركها والستر افضل	كذا فی التبيين
٦١-	عريان وجد قطعة تستر ربع اصغر العورات فلم يستر فسدت و الا فلا-	كذا فی القنية
٦٢-	وان صلی فی الماء ان كان كدرا صحت وان كان صافيا يمكن رؤية عورته لا تصح-	كذا فی السراج الوهاج

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — پہلی فصل طہارت اور ستر ڈھانکنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۶ ۵۰-	اگر کسی عورت کی حالت یہ ہے کہ اگر وہ کھڑی ہو کر نماز پڑھے تو اس کا اتنا ستر کھل جاتا ہے جس کے کھلنے سے نماز جائز نہیں ہوتی اور اگر وہ عورت بیٹھ کر نماز پڑھے تو اس کا وہ ستر بالکل نہیں کھلتا تو (اس کے لئے حکم یہ ہے کہ) وہ بیٹھ کر نماز پڑھے گی۔	تبیین
۵۱-	عتابیہ کتاب میں ہے کہ اگر سجدہ کرنے میں عورت کے ستر والے عضو میں سے چوتھائی حصہ کھل جاتا ہے تو وہ سجدہ چھوڑ دے۔	تتارخانیہ
۵۲-	مستحب یہ ہے کہ مرد تین کپڑے پہن کر نماز پڑھے۔ تہبند، قمیص اور پگڑی۔	خلاصہ
۵۳-	اگر کسی (مرد) نے اپنے (جسم) پر ایک کپڑا لپیٹ کر (بغل سے نکال کر اور پھر کندھے پر ڈال کر) نماز پڑھی تو کراہیت کے بغیر نماز جائز ہے۔	خلاصہ
۵۴-	اگر کسی (مرد) نے صرف تہبند میں نماز پڑھی تو جائز ہے مگر مکروہ ہے۔	خلاصہ
۵۵-	اور عورت کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ تین کپڑے پہن کر نماز پڑھے۔ قمیص۔ تہبند اور اوڑھنی۔	خلاصہ
۵۶-	اگر عورت نے دو کپڑوں میں نماز پڑھی تو نماز جائز ہے۔	خلاصہ
۵۷-	اگر عورت نے ایک کپڑا لپیٹ کر (بغل سے نکال کر کندھے پر ڈال کر) نماز پڑھی تو یہ جائز نہ ہوگا لیکن اگر اس نے اس کپڑے سے اپنے سر کو اور تمام بدن کو ڈھانک لیا تو نماز جائز ہوگی۔	محیط سرخسی
۵۸-	(ا) اگر دو شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھیں اور ہر شخص اس کپڑے کے ایک کنارے سے اپنا ستر ڈھانک لے تو نماز جائز ہونے کے لئے کافی ہے (اسی طرح اگر کوئی شخص کپڑے کے ایک کنارے سے اپنا ستر ڈھانک لے) اور دوسرا کنارہ کسی سوئے ہوئے پر ڈال دے تو نماز جائز ہونے کے لئے کافی ہے۔	جوہرہ نیرہ
۵۹-	اگر کسی عورت کو (صرف) اسی قدر کپڑا ملے کہ وہ اس سے اپنا بدن اور چوتھائی سر ڈھانک سکتی ہے مگر اس نے سر ڈھانکنا چھوڑ دیا تو یہ جائز نہیں ہے۔	تبیین
۶۰-	(ا) اگر (مذکورہ صورت میں) اس عورت کے پاس اسی قدر کپڑا تھا کہ اس کے بدن کو چوتھائی سر سے کم کو ڈھانکتا تھا اور اس نے (اس صورت میں) اس کپڑے سے سر نہ ڈھانکا تو اس میں حرج نہیں ہے اور (ب) مگر پھر بھی اگر وہ عورت وہ کپڑا سر پر رکھ لے تو ایسا کرنا افضل ہے۔	تبیین
۶۱-	(ا) کسی ننگے کو کپڑے کا صرف اتنا ٹکڑا ملا کہ اعضائے ستر میں جو عضو سب سے چھوٹا ہے اس کی چوتھائی کو ڈھانک سکتا ہے مگر اس ننگے نے اس عضو کو (اس قدر) نہ ڈھانکا تو اس کی نماز صحیح نہ ہوگی (ب) اور اگر اس ننگے نے اس ٹکڑے سے ستر کے چھوٹے عضو کی چوتھائی کو ڈھانک لیا تو اس کی نماز صحیح ہوگی۔	قنیہ
۶۲-	اگر کسی (ننگے) نے پانی کے اندر نماز پڑھی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر پانی گدلا ہے تو اس کی نماز صحیح ہوگی (ب) اور اگر پانی ایسا صاف ہے کہ اس سے اس کا ستر دیکھنا ممکن ہے تو اس کی نماز صحیح نہ ہوگی۔	سراج وہاج

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شرط الصلوٰۃ — الفصل الثانی فی طهارة مایستر به العورة وغیره	حوالہ
	الفصل الثانی فی طهارة مایستر به العورة وغیره	
	دفعات ۱۰۷ تا ۱۰۹ عنوانات ۳ تعداد شق ۴۷	
۱۰۷۔	**طهارة مایستر به العورة وغیره**[1] تعداد شق ۲۶	
۱۔	وجد ثوبا ربعه طاهر وصلى عاريا لم يجز۔	
	وان كان اقل من ربعه طاهرا اوكله نجسا خيّر بين ان يصلّى عاريا قاعدا بايماء وبين ان يصلى فيه قائما بركوع وسجود وهو افضل۔	كذا فی الكافی
۲۔	ولو لم يجد الا جلد ميتة غير مدبوغ لا يجوز ان يستر به عورته ولم تجز صلوته فيه۔	كذا فی السراج الوهاج
۳۔	ولو كان معه ثوبان نجاسة كل واحد منهما اكثر من قدر الدرهم يتخيّر ما لم يبلغ احدهما ربع الثوب لاستوائهما فی المنع	كذا فی التبيين
۴۔	والمستحب الصلوٰة فی اقلهما نجاسة	كذا فی الخلاصة
۵۔	ولو كان دم احدهما قدر الربع ودم الآخر اقل يصلى فی اقلهما دما ولا يجوز عكسه۔	هكذا فی التبيين
۶۔	ولو كان فی كل واحد منهما قدر الربع او كان فی احدهما اكثر لكن لا يبلغ ثلاثة ارباع وفی الآخر قدر الربع صلى فی ايّهما شاء۔	
	والافضل ان يصلى فی اقلهما نجاسة۔	هكذا فی التبيين
۷۔	ولو كان ربع احدهما طاهرا والآخر اقل من الربع يصلى فی الذی ربعه طاهر ولا يجوز العكس۔	هكذا فی التبيين
۸۔	ولو كان الدم فی ناحية من الثوب والطاهر منه بقدر ما يمكنه ان يتزر به لم يجزا لا ان يصلى فيه لانه يمكنه ستر العورة بثوب طاهر۔ ولم يفصل بينما اذا تحرك الطرف الآخر اولم يتحرك	كذا فی محيط السرخسی

[1] اس عنوان میں وغیرہ کی گنجائش سے ستر ڈھانکنے والی چیزوں اور دیگر چیزوں (مثلاً نمازی کی جگہ اور نمازی کی اٹھائی ہوئی چیز کی طہارت کا ذکر ہے چنانچہ شق ۱ تا ۲۶ میں ستر ڈھانکنے والی چیزوں کی طہارت کا ذکر ہے اور شق ۲۹ تا ۵۵ میں مکان کی طہارت کا بیان ہے اور باقی مما یتصل بذلك سے متعلق ہے۔ (مترجم)

دوسری فصل ستر ڈھانکنے والی چیزوں وغیرہ کی طہارت کے احکام کا بیان

دفعات ۱۰۷ تا ۱۰۹ عنوانات ۳ تعداد شق ۷۸

۱۰۷- ستر ڈھانکنے والی چیزوں اور نمازی کی دیگر چیزوں کا پاک ہونا[۱] اور اس میں ۲۶ شقیں ہیں

دفعات و شق نمبر	متن	حوالہ
۱-	(ل) کسی کو ایسا کپڑا ملا کہ اس کا چوتھائی حصہ پاک تھا اس نے ایسے کپڑے کی موجودگی میں ننگے نماز پڑھی تو یہ جائز نہیں ہے۔ (ب) اگر کسی کو ایسا کپڑا ملا جو چوتھائی سے کم پاک تھا یا وہ کپڑا سارا نجس تھا تو اس شخص کو اختیار ہے چاہے ننگا ہونے کی حالت میں بیٹھ کر اشاروں سے نماز پڑھے یا اس کپڑے کو پہن کر کھڑے ہو کر رکوع اور سجدے سے نماز پڑھے۔ اور یہی صورت افضل ہے۔	کافی
۲-	اگر کسی شخص کو ستر ڈھانکنے کے لئے کوئی چیز نہ ملی مگر اسے مردار کی ایسی کھال ملی جسے دباغت نہ دی گئی تھی تو اس کھال سے ستر ڈھانکنا جائز نہیں اور اس کھال میں اس کی نماز جائز نہ ہوگی۔	سراج وہاج
۳-	اگر کسی شخص کے پاس (صرف) دو (نجس) کپڑے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی نجاست قدر درہم سے زیادہ ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر ان میں سے کوئی کپڑا بھی چوتھائی حصہ تک نجس نہیں تو اسے اختیار ہے جس کپڑے سے چاہے نماز پڑھے۔ اس لئے کہ نماز کے لئے مانع میں دونوں برابر ہیں۔[۲]	تبیین
۴-	مستحب یہ ہے کہ جس کپڑے میں نجاست کم ہو اس میں نماز پڑھے۔	خلاصہ
۵-	اگر (مذکورہ صورت ۱۰۷/۳ میں) ایک کپڑے میں کپڑے کی چوتھائی کے بقدر خون لگا ہے اور اس کے دوسرے کپڑے میں کپڑے کی چوتھائی سے کم خون لگا ہو تو جس میں خون کم لگا ہو اس میں نماز پڑھے اور اس کا عکس جائز نہیں۔	تبیین
۶-	اگر (مذکورہ صورت ۱۰۷/۳ میں) (ل) کسی کے دونوں کپڑوں میں سے ہر ایک میں بقدر چوتھائی کے خون لگا ہو یا ایک کپڑے میں کپڑے کی چوتھائی سے زیادہ خون لگا ہو مگر کپڑے کی تین چوتھائی (پونے حصہ کے بقدر) تک نہ ہو اور دوسرے کپڑے میں کپڑے کی چوتھائی کے بقدر خون لگا ہو تو دونوں میں سے جس کپڑے میں چاہے نماز پڑھے۔ (ب) اور افضل یہ ہے کہ اس کپڑے میں نماز پڑھے جس میں نجاست کم ہو۔	تبیین
۷-	اگر (مذکورہ صورت ۱۰۷/۳ میں) کسی کے ایک کپڑے کا چوتھائی حصہ پاک ہے۔ اور دوسرے کپڑے کا چوتھائی سے کم حصہ پاک ہے تو جس کپڑے کا چوتھائی حصہ پاک ہے اس میں نماز پڑھے اور اس کا عکس جائز نہیں۔	تبیین
۸-	اگر (کسی کے پاس ایک ہی کپڑا ہے) اس کپڑے کی ایک طرف خون لگا ہے اور اس کپڑے میں سے اس قدر حصہ پاک ہے کہ اس سے تہبند باندھ سکتا ہے تو اگر اس نے پاک حصہ سے تہبند باندھے بغیر نماز پڑھی تو نماز جائز نہ ہوگی۔ اس لئے کہ وہ پاک کپڑے سے ستر ڈھانکنے پر قادر ہے۔ اور اس صورت میں یہ فرق نہیں کیا گیا کہ (ایک طرف کے ہلانے سے) کپڑے کی دوسری طرف ہلتی ہو یا نہ ہلتی ہو۔	محیط سرخسی

۱؎ حکم نمبر ۱۰۷/۱ تا ۳ کی صورتوں میں اگر کوئی کپڑا اتنا بڑا ہے کہ اس کی پاک طرف سے تہبند بنایا جا سکتا ہو تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱۰۷/۸، ۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات نوشتی نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الثانی فی طهارة ما یستر به العورة وغیرہ	حوالہ
۱۰۷ ۹۔	ولوکان طرف احدهما یمکنه ان یتزر به فانه یتزر به ویصلی له یجز الا ذلك سواء کان بحال یتحرك الطرف الآخر اولا یتحرك ۔	کذا فی الخلاصة
۱۰۔	الاصل فی جنس هذه المسائل ان من ابتلی ببلیتین وهما متساویان یأخذ بایهما شاء وان اختلفتا فعلیه ان یختار اهونهما۔	کذا فی البحر الرائق
۱۱۔	اذا اشتبه علیه الثوب الطاهر من النجس تحرّی وصلی وان کانت الغلبة للثیاب النجسة ۔	کذا فی السراجیة
۱۲۔	ولو وقع تحریه علی ثوب وصلے فیه الظهر ثم وقع تحریه علی ثوب آخر فصلی فیه العصر فالعصر فاسدة ۔	کذا فی الخلاصة
۱۳۔	ولوکان معه ثوبان لایعلم فیهما نجاسة فصلے الظهر فی احدهما ثم صلی العصر فی الآخر ثم المغرب فی الاول ثم العشاء فی الثانی ثم رأی فی احدهما نجاسة اکثر من قدر الدرهم ولا یدری ایهما الاول او الثانی فالظهر والمغرب جائزان والعصر والعشاء فاسدان ۔	کذا فی الخلاصة
۱۴۔	وهذا ومالو صلی الظهر فی الاول بالتحری والعصر فی الثانی وفی الاول المغرب وفی الثانی العشاء سواء۔ ذکره الامام السرخسی۔	کذا فی الخلاصة
۱۵۔	واذا صلی وهو لابس مندیلا او ملاءة واحد طرفیه نجس والطرف الذی فیه النجاسة علی الارض ان کان النجس یتحرك بتحرك المصلی لم تجز صلوٰته وان کان لا یتحرك تجوز صلوٰته۔	کذا فی المحیط
۱۶۔	واذا صلے فی ثوب وعنده انه نجس فلما فرغ من صلوٰته تبین انه	

۱ مطلب یہ ہے کہ حکم نمبر ۱۰۲ میں گذرا ہے کہ اگر کسی کے پاس صرف دو نجس کپڑے ہیں ایک کا چوتھائی حصہ پاک ہے، دوسرے کا چوتھائی سے کم حصہ پاک ہے تو وہ اس میں نماز پڑھ لے جس کا چوتھائی حصہ پاک ہے۔ اب حکم نمبر ۱۰۷ میں یہ بتایا گیا ہے کہ دو نجس کپڑوں کی صورت میں اگر ایک کپڑے کی پاک طرف سے تہبند بنا کر ستر ڈھانک سکتا ہے تو اس طرف کا تہبند بنا کر لپیٹ لے خواہ یہ کپڑا وہ تھا جس کا ربع پاک تھا یا وہ تھا جس کا ربع سے بھی کم پاک تھا (مترجم) ۲ مثلاً زخمی سجدہ کرے تو خون بہہ پڑتا ہے تو وہ بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھے کیونکہ

دفعات دستی نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — دوسری فصل ستر ڈھانکنے والی چیزوں وغیرہ کی طہارت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷ ۹۔	(صرف دو نجس کپڑوں کی صورت میں) اگر ان میں سے ایک کپڑے کی (پاک) طرف سے تہبند بنا کر لپیٹا جا سکتا ہے تو اس طرف کا تہبند بنا کر لپیٹ لے اور اسی میں نماز پڑھے اور اگر اس نے اس ایک طرف سے تہبند باندھے بغیر نماز پڑھی تو نماز جائز نہ ہوگی۔ اس صورت میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس کپڑے کی دوسری طرف حرکت کرتی ہے یا نہیں[1]۔	خلاصہ
۱۰۔	اس قسم کے مسئلوں میں اصل قاعدہ یہ ہے کہ جو شخص دو مصیبتوں میں مبتلا ہو (ا) اور دونوں برابر ہوں تو وہ جس مصیبت کو چاہے اختیار کرے۔ (ب) اور اگر وہ دونوں مصیبتیں مختلف ہوں تو آسان کو اختیار کرے[2]۔	بحر رائق
۱۱۔	اگر کسی کو پاک اور نجس کپڑوں میں شبہ پڑ گیا (کہ کونسا پاک ہے اور کونسا ناپاک ہے) تو غور کرے اور ظن غالب پر عمل کرے اگرچہ نجس کپڑوں کی تعداد پاک کپڑوں سے زیادہ ہو[3]۔	سراجیہ
۱۲۔	اگر (مذکورہ صورت میں) اس کے گمانِ غالب میں جو کپڑا پاک قرار پایا اس کے ساتھ اس نے ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر اس کا گمانِ غالب دوسرے کپڑے کے پاک قرار پانے پر ہوا اور اس دوسرے کپڑے کے ساتھ اس نے عصر کی نماز پڑھی تو اس کی وہ عصر کی نماز صحیح نہ ہوگی۔	خلاصہ
۱۳۔	اگر کسی کے پاس دو کپڑے تھے وہ ان دونوں کپڑوں میں نجاست نہیں جانتا تھا اس نے ان میں سے ایک کپڑا پہن کر ظہر کی نماز پڑھی پھر دوسرا کپڑا پہن کر عصر کی نماز پڑھی پھر پہلا کپڑا پہن کر مغرب کی نماز پڑھی۔ پھر دوسرا کپڑا پہن کر عشاء کی نماز پڑھی پھر اس نے ایک کپڑے میں قدرِ درہم سے زیادہ نجاست دیکھی اور وہ یہ نہیں جانتا کہ نماز پڑھنے میں ان کپڑوں میں سے پہلے کونسا پہنا تھا اور پھر کونسا پہنا تھا تو (اس کے لئے حکم یہ ہے کہ) اس کی نماز ظہر اور مغرب جائز ہوگی اور عصر اور عشاء کی نماز صحیح نہ قرار پائے گی۔	خلاصہ
۱۴۔	اس مذکورہ صورت کا حکم اور اس صورت کا حکم برابر ہے جب کہ اس نے ظہر کی نماز سوچ کر اور ظنِ غالب پر عمل کر کے پہلا کپڑا پہن کر پڑھی اور عصر کی نماز دوسرے کپڑے میں پڑھی اور مغرب کی نماز پہلے کپڑے میں پڑھی اور عشا کی نماز دوسرے کپڑے میں پڑھی (یعنی اس صورت میں ظہر اور مغرب کی نماز جائز ہوگی اور عصر اور عشاء کی نماز صحیح نہ قرار پائے گی۔) اس حکم کو امام سرخسی رح نے ذکر کیا ہے۔	خلاصہ
۱۵۔	اگر کسی نے نماز پڑھی اور اس نے رومال یا چادر پہن رکھی تھی جس کا ایک کنارہ ناپاک تھا اور ناپاک کنارہ زمین پر تھا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر نمازی کی حرکت سے ناپاک کنارہ حرکت کرتا ہے تو نماز جائز نہیں ہے (ب) اور اگر نمازی کی حرکت سے اس کپڑے کا ناپاک کنارہ حرکت نہیں کرتا تو نماز جائز ہے۔	محیط
۱۶۔	اگر کسی نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی اور وہ اس کے خیال میں ناپاک تھا۔ جب نماز سے فارغ ہوا تو اُسے	

بے وضو ہونے سے ترکِ سجدہ ہلکا ہے اور ترکِ سجدہ تو حالتِ اختیار میں بھی ہوتا ہے جیسا کہ سواری پر نفل اشارے سے درست ہیں تو حالتِ عذر میں ترکِ سجدہ کا مضائقہ نہیں۔ (حاشیہ اردو ترجمہ فتاوی ہذا مطبوعہ علمی پریس لاہور) [3] لیکن اگر مذکورہ صورت میں کپڑوں کی بجائے پاک پانی کے برتنوں اور ناپاک پانی کے برتنوں میں اشتباہ ہو جائے اور ناپاک پانی کے برتن پاک پانی کے برتنوں سے زیادہ ہوں تو اس صورت میں یہ حکم نہیں ہے جیسا کہ البحر الرائق ج ۱ صـ ۲۴۸ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ الفصل الثانی فی طہارۃ مایستر بہ العورۃ وغیرہ	حوالہ
۱۰۷	طاهر تجوز صلوته	كذا في المحيط
۱۷-	اذا كان مع العريان ثوب ديباج وثوب كرباس فيه نجاسة اكثر من قدر الدرهم يصلي في الديباج	كذا في الخلاصة
۱۸-	المصلي اذا رأى على ثوبه نجاسة هي اقل من قدر الدرهم ان كان في الوقت سعة فالافضل ان يغسل الثوب ويستقبل الصلوٰة - وان كان تفوته الصلوٰة بجماعة ويجد في موضع آخر فكذلك -	
	وان خاف ان لا يجد الجماعة او يفوته الوقت مضى على صلوته	كذا في الذخيرة
۱۹-	هذا اذا كان في الصلوٰة وان لم يكن فيها لكن انتهى الى القوم وهم في الصلوٰة وهو يخشى ان غسله تفوته الجماعة - احبّ اليّ ان يدخل في الصلوٰة ولا يغسله -	كذا في الخلاصة
۲۰-	ان وجد في ثوبه نجاسة مغلظة اكثر من قدر الدرهم ولا يدري متى اصابته لا يعيد شيئا من صلوته بالاجماع وهو الاصح	كذا في محيط السرخسي والجوهرة النيرة
۲۱-	ولو رأى في ثوب امامه نجاسة اقل من قدر الدرهم فان كان مذهب المقتدي ان النجاسة القليلة لا تمنع الصلوٰة ومذهب الامام انها تمنع فصلى الامام وهو لا يعلم جازت صلوٰة المقتدي ولا تجوز صلوٰة الامام وان كان مذهبهما على العكس فحكمهما على العكس[1]	كذا في فتاوى قاضيخان في باب النجاسات
۲۲-	قال نصير رح وبه نأخذ -	كذا في الذخيرة
۲۳-	النجاسة لو كانت على خفين وعلى الثوب وكل واحدة منهما اقل من قدر الدرهم لكن لو جمع بينهما صارتا اكثر من قدر الدرهم يجمع ويمنع جواز الصلوٰة -	
	وكذا لو كانت في ثوب المصلي في مواضع	كذا في الخلاصة
۲۴-	ولو صلى في ثوب ذي طاق واحد كالقميص ونحوه وعليه نجاسة اقل من قدر الدرهم قد نفذت النجاسة الى الجانب الآخر فلو جمعتا تكونان	

[1] اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر مقتدی کے مذہب میں یہ ہے کہ نجاستِ غلیظہ تھوڑی ہو تو نماز کے لئے مانع ہے اور امام کے مذہب میں نجاست تھوڑی ہو تو نماز کے لئے مانع نہیں ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ مقتدی کی نماز جائز نہیں ہے اور امام کی نماز جائز ہے۔ (مترجم) [2] اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر کسی کے ایک کپڑے پر

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — دوسری فصل ستر ڈھانکنے والی چیزوں وغیرہ کی طہارت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷	معلوم ہوا کہ وہ کپڑا پاک ہے تو اس کی نماز جائز ہوگی۔	محیط
۱۷-	اگر کسی ننگے کے پاس ایک (پاک) ریشمی کپڑا ہے اور اس کے پاس ایک سوتی کپڑا ہے جس میں قدرِ درہم سے زیادہ نجاست لگی ہوئی ہے تو وہ ریشمی کپڑے میں نماز پڑھ لے۔	خلاصہ
۱۸-	اگر کسی نماز پڑھنے والے نے (نماز کے دوران) اپنے کپڑے میں قدرِ درہم سے کم نجاست دیکھی تو اس کا حکم یہ ہے کہ (ال) اگر نماز کے وقت میں گنجائش ہے تو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ اس کپڑے کی نجاست والی جگہ کو دھوئے اور وہ نماز شروع سے پھر پڑھے (ب) اگر نماز کے وقت میں تو گنجائش ہے مگر کپڑا دھوئے تو اس کی جماعت فوت ہوتی ہے البتہ اسے کسی دوسری جگہ جماعت مل سکتی ہے تب بھی اس کے لئے یہی حکم (مذکورہ ۱۸/ال) ہے۔ (ج) اور اگر اسے یہ ڈر ہے کہ وہ کپڑا دھونے میں لگ گیا تو پھر جماعت کہیں نہیں مل سکے گی یا نماز کا وقت ہی جاتا رہے گا تو وہ اس کپڑے میں نماز پڑھتا رہے۔	ذخیرہ
۱۹	یہ حکم (مذکورہ ۱۸/ج) اس صورت میں ہے جب وہ نماز میں ہو اور اگر وہ نماز میں نہیں لیکن جماعت کے قریب پہنچ گیا اور جماعت کھڑی ہے اور اسے ڈر ہے کہ اگر وہ کپڑا دھونے میں لگ گیا تو اسے جماعت نہیں مل سکے گی تو میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ وہ نماز میں شامل ہو جائے اور اس (قدرِ درہم سے کم نجاست) کو نہ دھوئے۔	خلاصہ
۲۰-	اگر کسی نے اپنے کپڑے میں قدرِ درہم سے زیادہ نجاستِ غلیظہ لگی ہوئی دیکھی اور اسے یہ معلوم نہیں ہے کہ اسے یہ نجاست کب سے لگی ہے تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ (سابقہ پڑھی ہوئی) کسی نماز کا اعادہ نہ کرے۔ اس حکم پر فقہاء کا اجماع ہے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	محیط سرخسی، جوہرہ نیرہ
۲۱-	اگر کسی نے امام کے کپڑے میں قدرِ درہم سے کم نجاستِ غلیظہ لگی ہوئی دیکھی تو اگر مقتدی کے مذہب میں یہ ہو کہ نجاستِ غلیظہ تھوڑی ہو تو نماز کے لئے مانع نہیں ہے اور امام کا مذہب یہ ہو کہ نجاستِ غلیظہ تھوڑی ہو تب بھی نماز کے لئے مانع ہے اور اس کے باوجود امام نے بے خبری میں اس کپڑے میں نماز پڑھ لی تو مقتدی کی نماز جائز ہے اور امام کی نماز جائز نہیں ہے۔ اگر مقتدی اور امام کا مذہب اس (مذکورہ صورت) کے برعکس ہے تو اس کا حکم بھی برعکس ہے۔	قاضیخان
۲۲-	حضرت نصیرؒ کا قول ہے کہ ہم اس (مذکورہ) حکم کو اختیار کرتے ہیں۔	ذخیرہ
۲۳-	(ل) اگر کسی کے موزوں پر اور کپڑے پر نجاست (غلیظہ) لگی ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک میں قدرِ درہم سے کم نجاست لگی ہے لیکن اگر دونوں کی نجاستیں جمع کی جائیں تو قدرِ درہم سے زیادہ ہو جائیں تو ان دونوں نجاستوں کو جمع کیا جائے گا۔ اور اس سے نماز جائز نہ ہوگی۔ (ب) اور یہی حکم اس صورت میں ہے جب کپڑے میں کئی جگہ پر نجاست لگی ہو[1]۔	خلاصہ
۲۴-	اگر کسی نے ایک تہ والے کپڑے میں نماز پڑھی مثلاً قمیص وغیرہ اور اس پر نجاستِ غلیظہ قدرِ درہم سے کم لگی ہے اور وہ نجاست کپڑے کی دوسری طرف پھوٹ نکلی ہے۔ اگر دونوں طرفوں کی نجاستیں جمع کی جائیں تو قدرِ درہم سے زیادہ	

[1] متفرق جگہ نجاستِ غلیظہ لگی ہے۔ ان نجاستوں میں سے ہر ایک قدرِ درہم سے کم ہے لیکن اگر وہ سب نجاستیں جمع کی جائیں تو قدرِ درہم سے زیادہ ہو جاتی ہیں تو ان نجاستوں کو جمع کیا جائے گا اور ان کی وجہ سے نماز جائز نہ ہوگی۔ اور اگر مذکورہ حالت نمازی کے دو کپڑوں کی صورت میں ہے، تو اس کے لئے حکم نمبر ۲۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الثانی فی طہارۃ ما یستر بہ العورۃ وغیرہ	حوالہ
۱۰۷	اکثر من قدر الدرهم لا تمنع جواز الصلوٰة فی قولهم ولیست کالنجاسة المتفرقة فی ثوب واحد	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۵-	ولو صلی فی ثوبین علی کل واحد منهما نجاسة اقل من قدر الدرهم ولو جمعت تکونان اکثر من قدر الدرهم فانه یجمع بینهما ویمنع جواز الصلوٰة -	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۶-	ولو صلی فی ثوب ذی طاقین فاصابت النجاسة احد الطاقین ونفذت الی الاخر علی قول ابی یوسف رح هو کثوب واحد لا تمنع جواز الصلوٰة وعلی قول محمد رح تمنع وقول ابو یوسف رح اوسع وقول محمد رح احوط	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۷-	ولو صلی ومعه درهم تنجس جانباه المختار انه لا یمنع الجواز	کذا فی الخلاصة
۲۸-	وهو الصحیح لان الکل درهم واحد۔	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۲۹-	اذا کان موضع انفه نجسا وموضع جبهته طاهرا تجوز صلوٰته بلا خلاف وکذلک اذا کان موضع انفه طاهرا وموضع جبهته نجسا وسجد علی انفه تجوز صلوٰته بلا خلاف وان کان موضع انفه وجبهته نجسا ذکر الزندویستیؒ فی نظمه قال ابو حنیفة رح سجد علی انفه دون جبهته وتجوز صلوته وان لم یکن بجبهته عذر وعندهماؒ لا تجوز صلوته الا اذا کان بجبهته عذر۔	کذا فی المحیط
	وان سجد بهما لا یجوز علی الاصح۔	هکذا فی محیط السرخسی
۳۰-	وان کانت النجاسة تحت قدمی المصلی منع الصلوٰة	کذا فی الوجیز للکردری
۳۱-	ولا یفترق الحال بین ان یکون جمیع موضع القدمین نجسا وبین ان یکون موضع الاصابع نجسا۔	کذا فی المحیط

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — دوسری فصل ستر ڈھانکنے والی چیزوں وغیرہ کی طہارت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷	ہو جاتی ہیں تو فقہا رحمہ کے قول کے مطابق وہ نجاست نماز کے لئے مانع نہیں ہوگی اور اس صورت کا حکم اس نجاست کے حکم (مذکورہ ۱۰۷/۲۳ب) کی طرح نہیں ہے جو ایک کپڑے میں متفرق جگہ پر ہو۔	قاضیخان
۲۵۔	اگر کسی نے دو کپڑوں میں نماز پڑھی ہر ایک میں نجاستِ غلیظہ قدرِ درہم سے کم لگی ہے اور اگر دونوں کی نجاستیں جمع کی جائیں تو قدرِ درہم سے زیادہ ہو جاتی ہے تو اس صورت میں ان دونوں کپڑوں کی نجاستوں کو جمع کیا جائے گا اور اس نجاست کی وجہ سے نماز جائز نہ ہوگی۔	قاضیخان
۲۶۔	اگر کسی نے دو تہہ والے کپڑے میں نماز پڑھی۔ اس کپڑے کی ایک تہہ میں نجاست لگی اور دوسری تہہ تک پھوٹ نکلی تو (ل) امام ابو یوسف رحمہ کے ہاں وہ ایک کپڑے کے حکم میں ہے (اگر نجاستِ غلیظہ ایک طرف قدرِ درہم سے کم ہے تو) اس کی وجہ سے نماز منع نہ ہوگی (ب) اور امام محمد رحمہ کے ہاں (وہ دو کپڑوں کے حکم میں ہے۔ اگر دونوں کی نجاستوں کا مجموعہ قدرِ درہم سے زیادہ ہو گیا تو) اس کی وجہ سے نماز منع ہوگی۔ (ج) امام ابو یوسف رحمہ کے قول میں آسانی زیادہ ہے اور امام محمد رحمہ کے قول میں احتیاط زیادہ ہے۔	قاضیخان
۲۷۔	اگر کسی نے نماز پڑھی اور اس کے پاس ایسا درہم تھا جس کی دونوں طرفیں نجس تھیں تو مختار حکم یہ ہے کہ نماز جائز ہے۔	خلاصہ
۲۸۔	اور یہی حکم صحیح ہے اس لئے کہ وہ کل ایک درہم ہے۔	قاضیخان
۲۹۔	(ل) اگر کسی نمازی کے ناک رکھنے کی جگہ ناپاک ہے اور ماتھا رکھنے کی جگہ پاک ہے تو اس کی نماز جائز ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ (ب) اسی طرح اگر کسی نمازی کے ناک رکھنے کی جگہ پاک ہے اور پیشانی رکھنے کی جگہ ناپاک ہے اور اس نے ناک سے ہی سجدہ کیا تو اس کی نماز جائز ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں (ج) اور اگر کسی نمازی کے ناک رکھنے کی جگہ اور ماتھا رکھنے کی جگہ دونوں جگہیں ناپاک ہیں تو اس کا حکم حضرت زندویسی رحمہ نے اپنی نظم میں یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ کے ہاں ناک سے سجدہ کرے پیشانی سے سجدہ نہ کرے اور اس کی نماز جائز ہوگی خواہ اس کی پیشانی میں کوئی عذر نہ ہو۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اور امام محمد رحمہ کے ہاں اس صورت میں اس کی نماز جائز نہ ہوگی لیکن اگر اس کی پیشانی میں کوئی عذر ہو تو اس کی نماز جائز ہوگی	محیط
	(د) اگر اس صورتِ مذکورہ (۱۰۷/۲۹ج میں) اس نے ناک اور پیشانی دونوں پر سجدہ کیا تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اس کی نماز جائز نہ ہوگی۔	محیط سرخسی
۳۰۔	اگر کسی نمازی کے دونوں پاؤں تلے نجاست ہو تو اس کی نماز جائز نہ ہوگی[1]۔	وجیز
۳۱۔	اور مذکورہ صورت میں اس میں کچھ فرق نہیں پڑتا کہ دونوں پاؤں کی تمام جگہ ناپاک ہو یا صرف پاؤں کی انگلیوں کی جگہ ناپاک ہو۔	محیط

[1] کیونکہ دونوں پاؤں کی جگہ کی طہارت امام ابو حنیفہ رحمہ اور صاحبین رحمہ کے نزدیک شرط ہے (اردو حاشیہ ترجمہ فتاوٰی ہذا مطبوعہ علمی پریس لاہور)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الثانی فی طہارۃ مایستر بہ العورۃ وغیرہ	حوالہ
۱۰۷ ۳۲-	واذا کان موضع احدی القدمین طاھرا وموضع الاخری نجسا فوضع قدمیہ اختلف المشائخ فیہ۔ الاصح انہ لا تجوز صلوٰتہ فان وضع احدی القدمین التی موضعہا طاھر ورفع القدم الاخری التی موضعہا نجس وصلی فان صلوٰتہ جائزۃ	کذا فی المحیط
۳۳-	وان کانت النجاسۃ تحت یدیہ او رکبتیہ فی حالۃ السجود لم تفسد صلوٰتہ فی ظاھر الروایۃ واختار ابو اللیث رح انہا تفسد وصححہ فی العیون	کذا فی السراج الوھاج
۳۴-	اذا صلی علی مکان طاھر وسجد علیہ الا انہ اذا سجد تقع ثیابہ علی ارض نجسۃ یابسۃ او ثوب نجس جازت صلوٰتہ	کذا فی المحیط
۳۵-	ان کانت النجاسۃ تحت کل قدم اقل من قدر الدرھم ولو جمعت تصیر اکثر من قدر الدرھم فانہا تجمع وتمنع جواز الصلوٰۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان فی فصل النجاسۃ التی تصیب الثوب
۳۶-	وفی المضمرات ھو المختار۔	مضمرات
۳۷-	وفی الفتاوی العتابیۃ وکذا یجمع نجاسۃ موضع السجود وموضع القدم	کذا فی التاتارخانیۃ
۳۸-	واذا کان فی ثوب المصلی اقل من قدر الدرھم وتحت قدمیہ اقل من قدر الدرھم لکن لو جمع یبلغ اکثر من قدر الدرھم لا یجمع	کذا فی الخلاصۃ
۳۹-	اذا قام المصلی علی مکان طاھر ثم تحول الی مکان نجس ثم عاد الی الاول ان لم یمکث علی النجاسۃ مقدار ما یمکنہ فیہ اداء ادنی رکن جازت صلوٰتہ والا فلا۔	کذا فی فتاوی قاضیخان فی فصل النجاسۃ التی تصیب الثوب والمکان
۴۰-	ولو افتتح الصلوٰۃ علی مکان نجس ثم انتقل الی مکان طاھر لا یصیر شارعا فی الصلوٰۃ	کذا فی الخلاصۃ
۴۱-	ولو صلی علی الدابۃ وعلی سرجہا نجاسۃ مثل الدم والعذرۃ اکثر من قدر الدرھم فصلوٰتہ فاسدۃ والصحیح انہ یجزیہ۔	کذا فی محیط السرخسی
۴۲-	ولو صلی علی بساط وفی ناحیۃ منہ نجاسۃ ان لم تکن فی موضع قدمیہ ولا فی موضع سجودہ لا تمنع اداء الصلوٰۃ سواء کان البساط کبیرا او صغیرا بحیث لو حرک احد طرفیہ یتحرک الطرف الاخر ھو المختار۔	کذا فی الخلاصۃ فی الفصل الرابع فی مسح الراس ھکذا فی السراج الوھاج
۴۳-	وکذا الثوب والحصیر۔	

لہ چنانچہ حاشیہ البحر الرائق اور رد المحتار میں ہے کہ سجدہ کی حالت میں ہاتھوں اور گھٹنوں کی جگہوں کا پاک ہونا اس صورت میں ضروری نہیں ہے جب کہ سجدہ انہیں رکھے بغیر کرے (جیسا کہ بموجب سم ۱۲۷/۲۶ میں ان کے رکھے بغیر سجدہ ہو جاتا ہے) اور اگر انہیں سجدہ میں رکھے تو ان کی طہارت ضروری ہے اس لئے کہ نماز میں کسی عضو کا رکھنا فرض نہ بھی

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — دوسری فصل ستر ڈھانکنے والی چیزوں وغیرہ کی طہارت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷ ۳۲-	(ا) اگر کسی نمازی کے ایک پاؤں کی جگہ پاک ہو اور دوسرے پاؤں کی جگہ ناپاک ہو اور اس نے دونوں پاؤں رکھے تو اس کے حکم میں مشائخ کا اختلاف ہے اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اس کی نماز جائز نہ ہوگی۔ (ب) اگر اس نے وہ پاؤں رکھا جس کی جگہ پاک ہے اور وہ پاؤں اٹھا لیا جس کی جگہ ناپاک ہے تو اس کی نماز جائز ہے۔	محیط
۳۳-	اگر کسی نمازی کے سجدہ کی حالت میں ہاتھوں یا گھٹنوں کے نیچے نجاست ہو تو (ا) ظاہر روایت کی رُو سے اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ (ب) اور فقیہ ابو اللیث رح نے یہ اختیار کیا ہے کہ اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اس حکم کو عیون میں صحیح کہا ہے[۱]	سراج وہاج
۳۴-	کسی نمازی نے پاک جگہ پر نماز پڑھی اور سجدہ کیا مگر سجدہ کرتے وقت اس کے کپڑے ایسی زمین پر پڑتے ہیں جو ناپاک ہے اور خشک ہے یا اس کے کپڑے ناپاک کپڑے پر پڑتے ہیں تو اس صورت میں اس کی نماز جائز ہے	محیط
۳۵-	اگر کسی نمازی کے ہر پاؤں کے نیچے قدرِ درہم سے کم نجاست ہے اور اگر جمع کی جائے تو نجاستِ غلیظہ قدرِ درہم سے زیادہ ہو جاتی ہے تو اس صورت میں وہ نجاستیں جمع کی جائیں گی اور ان کی وجہ سے نماز جائز نہ ہوگی۔	قاضیخان
۳۶-	مضمرات میں لکھا ہے کہ یہی حکم (مذکورہ $\frac{۳۵}{۱۰۷}$) مختار ہے۔	مضمرات
۳۷-	اور فتاوٰی عتابیہ میں لکھا ہے کہ اسی طرح سجدہ کی جگہ اور پاؤں کی جگہ کی نجاستیں جمع کی جائیں گی۔	تتارخانیہ
۳۸-	اگر کسی نمازی کے کپڑے میں قدرِ درہم سے کم نجاستِ غلیظہ لگی ہے اور اس کے دونوں پاؤں کے نیچے بھی قدرِ درہم سے کم نجاست لگی ہے لیکن اگر دونوں نجاستیں جمع کی جائیں تو قدرِ درہم سے زیادہ ہو جاتی ہیں تو اس صورت میں جمع نہ کی جائیگی	خلاصہ
۳۹-	اگر نمازی پاک جگہ پر کھڑا ہوا پھر (نماز میں ہی) ناپاک جگہ کی طرف ہو گیا۔ پھر پہلی پاک جگہ پر آ گیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر ناپاک جگہ میں اتنی دیر نہیں ٹھہرا جتنی دیر میں نماز کا کوئی چھوٹا رکن ادا ہو سکتا ہو تو اس کی نماز جائز ہے اور اگر ناپاک جگہ میں اتنی دیر ٹھہرا جتنی دیر میں نماز کا کوئی چھوٹا رکن ادا ہو سکتا ہے تو پھر اس کی نماز جائز نہیں ہے۔	قاضیخان
۴۰-	اگر کسی نے ناپاک جگہ نماز شروع کی پھر پاک جگہ کی طرف ہو گیا تو اس کی نماز شروع ہی نہیں ہوئی۔	خلاصہ
۴۱-	(ا) اگر کسی نے جانور کی پیٹھ پر نماز پڑھی اور اس کی زین پر خون یا گندگی کی مانند قدر درہم سے زیادہ نجاستِ غلیظہ تھی تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ (ب) اور صحیح حکم یہ ہے کہ اس کی نماز کے جائز ہونے کے لئے کفایت کر جائے گی۔	محیط سرخسی
۴۲-	اگر کسی نے ایسے بچھونے پر نماز پڑھی جس کے ایک کنارے پر نجاست تھی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر اس کے دونوں پاؤں اور سجدے کی جگہ میں نجاست نہ تھی تو نماز جائز ہے خواہ بچھونا بڑا ہو یا ایسا چھوٹا ہو کہ ایک طرف کے ہلانے سے دوسری طرف ہلتی ہو۔ یہی حکم مختار ہے[۲]	خلاصہ
۴۳-	اور یہی حکم (مذکورہ حکم) کپڑے اور چٹائی کا ہے۔	سراج وہاج

[۱] جب اسے نجاست متصل ہو گئی تو وہ بمنزلہ نجاست اٹھانے کے ہے جیسا کہ حاشیہ بحر الرائق میں ہے کہ وھو یفید ان عدم اشتراط طھارۃ مکان الیدین او الرکبتین اذا لم یضعھما اما ان وضعھما اشترطت فلیحفظ ھذا کذا فی فتح القدیر الخ لان اتصال العضو بالنجاسۃ بمنزلۃ حملھا وان کان وضع ذلک العضو لیس بفرض الخ حاشیہ البحر الرائق ج ۱ ص ۲۶۷ وھکذا فی رد المحتار ج ۱ ص ۳۷۲ (مترجم) [۲] نیز یہ حاشیہ ص ۳۵۲ نمبر ۲ میں ملاحظہ ہو)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الثانی فی طهارة ما يستر به العورة وغيره	حوالہ
۱۰۷ — ۴۴	وفی الحجة البساط اذا اصابته نجاسة ولا يدری فی ای موضع هی فانه يجوز ان يتحری فيصلی فی الموضع الذی يطمئن قلبه انه طاهر۔	كذا فی التتارخانية
۴۵	ولو كانت النجاسة علی بطانة مصلاه او فی حشوها جازت الصلوٰة عليها اذا لم يكن احدهما مخيطا علی صاحبه ولا مضرّبا۔	هكذا فی محيط السرخسی
۴۶	وان كان احدهما مخيطا علی صاحبه يجوز علی قول محمد رح لانه بالخياطة والتضريب لم يصر ثوبا واحدا۔	
	وعند ابی يوسف رح لا يجوز۔	هكذا فی محيط السرخسی
۴۷	وقول ابی يوسف رح اقرب الی الاحتياط	كذا فی فتاوی قاضيخان
۴۸	ولو كانت النجاسة رطبة فالقی عليها ثوبا وصلی ان كان ثوبا يمكن ان يجعل من عرضه ثوبان كالنهالی يجوز عند محمد رح وان كان لا يمكن لا يجوز	كذا فی الخلاصة
۴۹	وان كانت يابسة جازت اذا كان يصلح ساترا۔	كذا فی الخلاصة
۵۰	وفی الفتاوی اذا ثنی ثوبه والاعلی طاهر دون الاسفل يجوز۔	كذا فی السراج الوهاج و شرح المنية لابن امير الحاج ناقلا عن المبتغی
۵۱	ولو قام علی النجاسة وفی رجليه نعلان او جوربان لم تجز صلوٰته	كذا فی محيط السرخسی
۵۲	ولو خلع نعليه وقام عليهما جاز سواء كان ما يلی الارض منه نجسا او طاهرا اذا كان ما يلی القدم طاهرا۔	هكذا فی فتاوی قاضيخان
۵۳	والآجرّ اذا كان احد وجهيها نجسا فقام علی الوجه الطاهر وصلی جاز مفروشة كانت او موضوعة	هكذا فی فتاوی قاضيخان
۵۴	واذا صلی علی حجر الرحی او علی باب او بساط غليظ او علی مكعب ظاهره طاهر وباطنه نجس يجوز عند محمد رح وبه كان يفتی الشيخ ابوبكر الاسكاف رح وهو الاشبه بالترجيح۔	هكذا فی شرح منية المصلی لابن امير الحاج۔ هكذا فی المحيط
۵۵	وكذا اللبد	هكذا فی الخلاصة
۵۶	وكذا الخشب اذا كان غلظه بحيث يقبل القطع	
۵۷	اذا اراد ان يصلی علی ارض عليها نجاسة فكبسها بالتراب ينظر ان	

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۱) ایسی قدموں اور سجدہ کی جگہ کے علاوہ مثلاً ہاتھوں یا گھٹنوں کی جگہ کا ذکر نہیں ہے اس کے حکم کے متعلق حکم نمبر $\frac{۳۳}{۱۰۷}$ اور اس کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۱ نہالی جیسے دو تہی اور دوہرا کھیس وغیرہ (مترجم) ؎۲ کپڑے کی دو تہوں کے درمیان نجاست ہو تو اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{۴۵}{۱۰۷}$ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — دوسری فصل ستر ڈھانکنے والی چیزوں وغیرہ کی طہارت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷ ۴۴-	حجہ میں ہے کہ اگر بچھونے پر نجاست لگ جائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ کس جگہ لگی ہے تو اس کے لئے جائز ہے کہ غور کرے اور گمانِ غالب میں جس جگہ کے پاک ہونے کے متعلق اس کا دل مطمئن ہو اس میں نماز پڑھے۔	تتارخانیہ
۴۵-	اگر کسی مصلّی (جائے نماز) کے استر پر یا اس کے درمیان میں نجاست ہو تو اس پر نماز جائز ہے بشرطیکہ وہ استر یا درمیانی حصہ اور اوپر کا چھاڑ، ایک دوسرے سے سلا ہوا اور جڑا ہوا نہ ہو۔	محیط سرخسی
۴۶-	اور اگر (صورت مذکورہ میں) وہ ایک دوسرے سے سلے ہوئے اور جڑے ہوں (ل) تو امام محمد رح کے ہاں اس پر نماز جائز ہے اس لئے کہ وہ سل جانے اور مل جانے کی وجہ سے ایک کپڑا نہیں ہو جاتا۔ (ب) اور امام ابو یوسف رح کے ہاں اس پر نماز جائز نہیں ہے۔	محیط سرخسی
۴۷-	اور حضرت امام ابو یوسف رح کا قول احتیاط کے زیادہ قریب ہے۔	قاضیخان
۴۸-	اگر کسی جگہ تر نجاست تھی کسی نے اس پر کپڑا ڈال کر نماز پڑھی تو اس کا حکم یہ ہے کہ (ل) اگر وہ کپڑا ایسا ہے کہ اس کے عرض سے دو کپڑے بن سکتے ہیں جیسا کہ تہائی سے بن سکتے ہیں تو امام محمد رح کے ہاں نماز جائز ہے (ب) اور اگر اس کپڑے کے عرض سے دو کپڑے نہیں بن سکتے تو پھر اس پر نماز جائز نہیں۔	خلاصہ
۴۹-	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ نجاست خشک تھی اور اس پر جو کپڑا ڈالا وہ نجاست چھپانے کی صلاحیت رکھتا تھا تو اس پر نماز جائز ہے۔	خلاصہ
۵۰-	فتاویٰ میں ہے کہ اگر کسی نے کپڑے کو دوہرا کر لیا اور اس کپڑے کی اوپر کی تہ پاک ہے نیچے کی تہ ناپاک ہے تو اس پر نماز جائز ہے۔	سراج وہاج بشرح منیہ
۵۱-	اگر کوئی شخص نجاست پر کھڑا ہوا اور وہ پاؤں میں جوتے یا جرابیں پہنے ہوئے ہے تو نماز جائز نہ ہوگی۔	محیط سرخسی
۵۲-	اور اگر کسی نے جوتے اتار دئے اور ان پر کھڑا ہو گیا تو جوتوں کے اوپر کی جانب جو پاؤں سے ملتی ہے اگر پاک ہے تو نماز جائز ہے خواہ جوتوں کے نیچے کی جانب جو زمین سے ملتی ہے پاک ہو یا ناپاک ہو۔	قاضیخان
۵۳-	پکی اینٹیں جن کی ایک طرف ناپاک ہو تو کوئی شخص ان کی دوسری طرف پر جو پاک ہے کھڑا ہوا اور نماز پڑھی تو جائز ہے خواہ ان اینٹوں کا فرش بنا ہو یا وہ زمین پر ویسے ہی رکھی ہوں۔	قاضیخان
۵۴-	اگر کسی نے چکی کے پتھر پر نماز پڑھی یا دروازے (کے تختہ پر) یا موٹے بچھونے پر یا مکعب[۵۳] پر نماز پڑھی جو اوپر سے پاک ہے اور نیچے سے ناپاک ہے تو امام محمد رح کے ہاں نماز جائز ہوگی۔ اور شیخ ابوبکر اسکاف اسی حکم پر فتویٰ دیتے تھے اور یہی حکم ترجیح کے مشابہ ہے۔	شرح منیۃ المصلی
۵۵-	اور یہی (مذکورہ) حکم نمدے کا ہے[۵۴]۔	محیط
۵۶-	اور یہی حکم مذکورہ (۵۴/۱) اس لکڑی کا ہے جس کی موٹائی اتنی ہو کہ موٹائی کی طرف سے چر سکے۔	خلاصہ
۵۷-	کسی شخص نے ناپاک زمین پر نماز پڑھنا چاہی تو اس نے اس نجاست کو مٹی سے چھپا دیا تو اس کا حکم یہ ہے	

[۵۳] مکعب چھ سطحوں والے جسم کو کہتے ہیں۔ (مترجم) [۵۴] اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر نمدہ اوپر سے پاک ہے اور اندر سے ناپاک ہے۔ کسی نے اس نمدے پر نماز پڑھی تو امام محمد رح اور شیخ ابوبکر اسکاف رح کے ہاں اس پر نماز جائز ہے۔ (مترجم)

حوالہ	ومما یتصل بذلک مسائل — الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ	دفعات وشق نمبر
هکذا فی التتارخانیة	کان التراب قلیلا بحیث لو استشمه یجد رائحة النجاسة لایجوز وان کان کثیرا لایجد الرائحة یجوز -	۱۰۷
هکذا فی السراج الوهاج	اذا کان علی الثوب المبسوط نجاسة وفرش علیه التراب لایجوز -	۵۸-
هکذا فی التتارخانیة	ولو بسط کمه علی موضع النجاسة وسجد علیه الصحیح انه لایجوز	۵۹-
کذا فی السراج الوهاج	ولو صلی فی جبة محشوّة فوجد فی حشوها بعد الفراغ فأرة میتة یابسة ان کان للجبة ثقب اوخرق اعاد صلوٰة ثلاثة ایام - وان لم یکن اعاد جمیع ما صلی فی تلک الجبة -	۶۰-

۱۰۸- مما یتصل بذلک مسائل — تعداد شق ۱۳

حوالہ	(ومما یتصل بذلک مسائل)	دفعات وشق نمبر
کذا فی فتاوی قاضیخان	اذا صلی وفی کمه بیضة مذرة قد حال محها دما جازت صلوٰته	۱-
کذا فی فتاوی قاضیخان	وکذا البیضة التی فیها فرخ میت	۲-
کذا فی المضمرات	فی النصاب رجل صلی وفی کمه قارورة فیها بول لاتجوز الصلوٰة سواء کانت ممتلئة اولم تکن لان هذا لیس فی مظانه ومعدنه بخلاف البیضة المذرة لانه فی معدنه ومظانه وعلیه الفتوی -	۳-
کذا فی الخلاصة	ولو صلی والشهید علی عاتقه وعلی ثوبه دم کثیر تجوز صلوٰته	۴-
کذا فی الخلاصة	ولو کان ثوب الشهید علی عاتقه دون الشهید لاتجوز	۵-
کذا فی الخلاصة	رجل دخل فی الصلوٰة وفی کمه فرخة حیة فلما فرغ من صلوٰته رآها میتة فان کان غالب ظنه انها ماتت فی صلوٰته تجب اعادة الصلوٰة وان لم یکن غالب ظنه ذلک بان کان مشکلا لاتجب علیه الاعادة	۶-
هکذا فی الکافی	اعاد سنه جازت صلوٰته وان زاد علی قدر الدرهم - لاخلاف بین علمائنا علی ظاهر المذهب وهو الصحیح لان سن الآدمی طاهر	۷-
کذا فی فتاوی قاضیخان	ولو صلی وفی عنقه قلادة فیها سن کلب او ذئب تجوز صلوٰته -	۸-

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — دوسری فصل ستر ڈھانکنے والی چیزوں وغیرہ کی طہارت کے احکام کے بیان	حوالہ
۱۰۷	کہ دیکھیں گے (ل) اگر اس زمین پر مٹی اتنی تھوڑی ہے کہ اگر اسے سونگھے تو نجاست کی بُو پاتا ہے تو اس زمین پر نماز جائز نہیں ہے (ب) اور اگر اس زمین پر مٹی اتنی زیادہ ہے کہ سونگھے تو نجاست کی بُو نہیں پاتا تو اس زمین پر نماز جائز ہے۔	تتارخانیہ
۵۸۔	اگر بچھے ہوئے کپڑے پر نجاست تھی کسی نے اس پر مٹی بچھا کر نماز پڑھی تو یہ جائز نہیں ہے۔	سراج وہاج
۵۹۔	اگر کسی نے نجاست کی جگہ پر اپنی آستین بچھا کر اس پر سجدہ کر لیا تو صحیح حکم یہ ہے کہ جائز نہیں ہے۔	تتارخانیہ
۶۰۔	اگر کسی نے ایسا جبہ پہن کر نماز پڑھی جو جبّہ اندر سے بھرا ہوا تھا جب نماز سے فارغ ہوا تو جبّہ کے اندر بھرا ہوا میں مرا ہوا چوہا پایا جو سوکھ چکا تھا تو اس کا حکم یہ ہے کہ دیکھیں گے (ل) اگر اس جبہ میں سوراخ یا پھٹن تھی تو تین دن کی نمازیں لوٹائے گا۔ (ب) اور اگر جبہ میں کوئی سوراخ یا پھٹن نہ تھی تو جتنی نمازیں اس جبّہ کے ساتھ پڑھی ہیں وہ سب لوٹائے۔	سراج وہاج
۱۰۸۔	**اس فصل سے ملتے جلتے مزید مسائل۔** اور اس میں ۱۳ شقیں ہیں۔	
	اور ان مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مزید مسائل یہ ہیں۔	
۱۔	کسی نے نماز پڑھی اور اس کی آستین میں گندا انڈہ ہے جس کی زردی خون بن چکی ہے تو نماز جائز ہے۔	قاضیخان
۲۔	اسی طرح اس انڈے کے ساتھ بھی نماز جائز ہے جس میں مرا ہوا بچہ ہو۔	قاضیخان
۳۔	نصاب میں ہے اگر کسی نے نماز پڑھی اور اس کی آستین میں شیشی ہے جس میں پیشاب ہے تو نماز جائز نہ ہو گی خواہ وہ بھری ہوئی ہو یا بھری ہوئی نہ ہو۔ اس لئے کہ وہ پیشاب اپنی اصل جگہ اور منبع پر نہیں ہے۔ اور انڈے کا حکم اس لئے اس کے خلاف ہے کہ اس کی وہ نجاست اپنے منبع اور اصل جگہ پر ہے اور اسی حکم پر فتوٰی ہے۔	مضمرات
۴۔	اگر کسی نے نماز پڑھی اور شہید اس کے کندھے پر ہے اور شہید کے کپڑوں پر بہت سا خون لگا ہے تو اس کی نماز جائز ہے۔	خلاصہ
۵۔	اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس کے کندھوں پر شہید کے کپڑے ہوں (جن کپڑوں پر شہید کا بہت سا خون لگا ہے) اور خود شہید اس کے کندھوں پر نہ ہو تو اس کی نماز جائز نہ ہو گی۔	خلاصہ
۶۔	کسی آدمی نے نماز پڑھی اور اس کی آستین میں کسی پرندے کا زندہ بچہ تھا جب نماز سے فارغ ہوا تو اسے مردہ پایا تو اس کا حکم یہ ہے کہ (ل) اگر اس کا غالب **گمان** یہ ہے کہ وہ بچہ نماز کے اندر مرا ہے تو اس پر نماز کا لوٹانا واجب ہو گا۔ (ب) اور اگر اس کا غالب گمان ایسا نہ ہو یا شک ہو تو اس پر اس نماز کا لوٹانا واجب نہ ہو گا۔	خلاصہ
۷۔	کسی نے اکھڑے ہوئے دانت کو پھر منہ میں رکھ لیا تو اس کی نماز جائز ہے اگرچہ وہ دانت قدرِ درہم سے زیادہ ہو۔ اس حکم میں ظاہر مذہب کے بموجب ہمارے علماء میں اختلاف نہیں اور یہی حکم صحیح ہے اس لئے کہ آدمی کے دانت پاک ہیں۔	کافی
۸۔	اگر کسی نے نماز پڑھی اور اس کی گردن میں ہار تھا جس میں کتّے یا بھیڑئیے کے دانت تھے تو اس کی نماز جائز ہے	قاضیخان

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ ومما یتصل بذلك مسائل	حوالہ
۱۰۸ ۹-	اذا صلی ومعه فأرة او هرة او حیة تجوز صلوته وقد اساء	
	وکذا کل ما یجوز التوضؤ بسؤرہ[1]۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۰-	وان کان فی کمه ثعلب او جرو کلب او خنزیر لا تجوز صلوته لان سؤرہ نجس۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۱-	اذا وضع فی حجر المصلی الصبی الغیر المستمسك وعلیه نجاسة مانعة ان لم یمکث قدر ما امکنه اداء رکن لا تفسد صلوته وان مکث تفسد۔	
	بخلاف ما لو استمسك وان طال مکثه[2]۔	هکذا فی الخلاصة وفتح القدیر
۱۲-	وکذا الحمامة المتنجسة اذا جلست علیه۔	هکذا فی الخلاصة وفتح القدیر
۱۳-	وکذا الجنب والمحدث اذا حمله المصلی جازت صلوته[3]	کذا فی السراج الوهاج
۱۰۹-	**تکرہ الصلوٰۃ فی تسع مواطن** تعداد شق ۵	
۱-	(وتکرہ الصلوٰۃ فی تسع مواطن) فی قوارع الطریق[4] ومعاطن الابل والمزبلة والمجزرة والمخرج والمغتسل والحمام والمقبرة وسطح الکعبة۔	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۲-	ولا بأس بالصلوٰۃ والسجود علی الحشیش والحصیر والبساط والبواری	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۳-	ولو کان الثوب المتنجس معلقا فوق رأسه اذا قام المصلی یصیر علی کتفه فصلی رکنا معه تفسد صلوته	هکذا فی الخلاصة
۴-	وکذا لو وضع علیه قباء نجس۔	هکذا فی الخلاصة

[1] کیونکہ اگر وہ بچہ نمازی کے تھامنے کا محتاج ہے تو گویا نمازی نے اسے اٹھایا ہوا ہے (مترجم) [2] اس لئے کہ حدث اور جنابت کی نجاست محدث اور جنبی کی طرف منسوب ہوگی نمازی حامل نجاست نہیں ہوگا اور ان کی نجاست بھی حقیقی نہیں حکمی ہے ماخوذ از ردالمحتار ج ا صـ ۲۷۳ (مترجم) [3] عام گذرگاہ کا مفہوم یہ ہے کہ جہاں سامنے سے کسی کے گذرنے کا گمان غالب ہو (مترجم)

دفعات دشتی نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مسائل کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸ ۔۹	(د) کسی نے نماز پڑھی اور اس کے پاس چوہا۔ بلی یا سانپ تھا تو اس کی نماز جائز ہے البتہ اس نے گناہ کیا ہے۔	
۔۱۰	(ب) اور یہی حکم ان سب جانوروں کو پاس رکھ کر نماز پڑھنے کا ہے جن کے جھوٹے پانی سے وضو جائز ہے (کسی نے نماز پڑھی) اور اس کی آستین میں لومڑی ہو یا کتے یا خنزیر کا پلا ہو تو اس کی نماز جائز نہ ہوگی اس لئے کہ ان جانوروں کا جھوٹا پانی نجس ہے۔	قاضیخان قاضیخان
۔۱۱	(د) اگر کسی نمازی کی گود میں آدمی کا ایسا بچہ رکھا گیا جو خود سنبھلنے کے قابل نہیں۔ اور بچے پر ایسی نجاست لگی ہے جس کے ہوتے ہوئے نماز جائز نہیں ہوتی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر وہ بچہ اس کی گود میں اتنی دیر نہیں رہا جتنی دیر میں وہ نماز کا کوئی رکن ادا کر سکے تو اس کی نماز نہ ٹوٹے گی (۱) اور اگر وہ بچہ اس کی گود میں اتنی دیر ٹھہرا رہا جتنی دیر میں نماز کا کوئی رکن ادا ہو سکتا ہے تو پھر اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ (ب) اور اگر نمازی کی گود میں ایسا بچہ آ گیا جو خود سنبھلنے کے قابل ہے تو اس سے اس کی نماز نہ ٹوٹے گی خواہ وہ بچہ اس کی گود میں زیادہ دیر ٹھہرا رہا۔	خلاصہ فتح القدیر
۔۱۲	اور یہی حکم اس صورت میں ہے جب کہ نمازی پر کوئی ایسا کبوتر آ کر بیٹھ گیا جس پر ایسی نجاست لگی ہے جس کے ہوتے ہوئے نماز جائز نہیں ہوتی تو اس کبوتر کے خود بیٹھ جانے کی وجہ سے اس کی نماز نہیں ٹوٹے گی خواہ وہ کبوتر اس پر زیادہ دیر ٹھہرا رہے۔	خلاصہ فتح القدیر
۔۱۳	اسی طرح اگر نمازی نے نماز کے دوران جنبی یا بے وضو کو اٹھایا تو اس کی نماز جائز رہے گی۔	سراج وہاج
۱۰۹	**نو جگہوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔** اس میں ۵ شقیں ہیں۔	
۔۱	نو جگہوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے (۱) عام گذرگاہ میں (۲) اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ میں (۳) گندگی اور کوڑا کرکٹ والی جگہ میں (۴) بوچڑ خانہ (جانوروں کے ذبح ہونے کی جگہ) میں (۵) بیت الخلاء میں (۶) غسلخانہ میں (۷) حمام میں (۸) مقبرہ میں (۹) اور کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔	قاضیخان
۔۲	گھاس پر، چٹائی پر، بچھونے پر اور بوریے پر نماز پڑھنے اور سجدہ کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔	قاضیخان
۔۳	اگر کسی نماز پڑھنے والے کے سر پر ناپاک کپڑا لٹکا تھا جب وہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ ناپاک کپڑا اس کے کندھے پر آ جاتا ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس نے ایک رکن وہ ناپاک کپڑا کندھے پر ہونے کی حالت میں ادا کیا تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔	خلاصہ
۔۴	اور یہی (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی نمازی پر نماز کی حالت میں نجس قبا (شیروانی) ڈال دی گئی اور اس نمازی نے ایک رکن اس ناپاک قبا کے اٹھائے ہوئے ہونے کی حالت میں ادا کیا۔ تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔	خلاصہ

۱؎ یہی حکم ناپاک چھت یا چھپر اور نجس خیمہ کا ہے جب کہ نمازی کے کھڑا ہونے سے اس کا سر اس سے لگتا ہو۔ تو اگر اس سے سر لگا ہونے کی حالت میں کسی نے نماز کا ایک رکن ادا کیا تو اس کی نماز نہ ہوگی (حاشیہ اردو ترجمہ فتاویٰ ہذا مطبوعہ علمی پریس لاہور بحوالہ طحاوی) و ہکذا فی البحر الرائق ج ۱ ص ۲۶۷ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الثالث فی استقبال القبلۃ	حوالہ
۱۰۹-۵-	اذا رأى الرجل فى ثوب غيره نجاسة اكثر من قدر الدرهم ان كان فى قلبه انه لو اخبره بذلك يغسل النجاسة فانه يخبره۔ وان كان فى قلبه انه لا يلتفت الى قوله وسعه ان لا يخبره۔ والامر بالمعروف على هذا۔	كذا فى فتاوى قاضيخان
	قال الامام السرخسى رح الامر بالمعروف واجب مطلقا من غير هذا التفصيل	كذا فى الخلاصه

الفصل الثالث فى استقبال القبلة

دفعات ۱۱۰ تا ۱۱۱ عنوانات ۲ تعداد شق ۱۵

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱۱۰-	**استقبال القبلة۔** تعداد شق ۱۲ ـلہ	
۱-	لا يجوز لاحد اداء فريضة ولا نافلة ولا سجدة تلاوة ولا صلوة جنازة الا متوجها الى القبلة	كذا فى السراج الوهاج
۲-	اتفقوا على ان القبلة فى حق من كان بمكة عين الكعبة فيلزمه التوجه الى عينها	كذا فى فتاوى قاضيخان
۳-	ولا فرق بين ان يكون بينه وبينها حائل من جدار او لم يكن	كذا فى التبيين
۴-	حتى لو صلى مكى فى بيته ينبغى ان يصلى بحيث لو ازيلت الجدران يقع استقباله على شطر الكعبة۔	كذا فى الكافى
۵-	ولو صلى مستقبلا بوجهه الى الحطيم لا يجوز ـٰ	كذا فى المحيط
۶-	ومن كان خارجا عن مكة فقبلته جهة الكعبة وهو قول عامة المشائخ هو الصحيح	هكذا فى التبيين
۷-	وجهة الكعبة تعرف بالدليل والدليل فى الامصار والقرى المحاريب التى نصبها الصحابة رض والتابعون رح فعلينا اتباعهم۔ فان لم تكن فالسؤال من اهل ذلك الموضع۔ واما فى البحار والمفاوز فدليل القبلة النجوم	هكذا فى فتاوى قاضيخان
۸-	والمعتبر التوجه الى مكان البيت دون البناء	
	وفى فتاوى الحجة الصلوة فى الآبار العميقة والجبال والتلال الشامخة	

ـلہ قبلہ کی طرف منہ کرنا خواہ حقیقۃً ہو یا حکماً مثلاً جو کعبہ کی طرف منہ کرنے سے عاجز ہو۔ اور یہ ایک امتحانی شرط ہے کہ باوجود اس اعتقاد کے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی جہت نہیں ہو سکتی کعبہ کو جہت مقرر کیا گیا (فولوا وجوهكم الآیہ) اور سجدہ صرف خدا کو ہے حتیٰ کہ اگر کوئی کعبہ کو ہی سجدہ کرے تو کفر ہوگا اور اگر کوئی شخص عمداً غیر قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے خواہ وہ رُخ قبلہ کا ہی ہو تو امام صاحب کے ہاں کافر ہے اور فقیہ ابو اللیث رح نے کہا ہے کہ یہ صحیح ہے بشرطیکہ بطریقِ اعتقاد ایسا کیا ہو (حاشیہ اردو ترجمہ فتاوی ہذا مطبوعہ علمی پریس بحوالہ شرحِ طحاوی) ـٰ حطیم۔ خانہ کعبہ کی جگہ کا وہ حصہ ہے جو کعبہ کی چھت والی جگہ سے متصل شمالی جانب بغیر چھت کے ہے جسے قریش نے کعبہ کی عمارت

دفعات دشق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — تیسری فصل قبلہ کی طرف رخ کرنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹ ۵۔	اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کے کپڑے میں قدر درہم سے زیادہ نجاست دیکھی تو اس کا حکم یہ ہے کہ (ل) اگر اس کا دل مانتا ہے کہ اگر اسے بتائے تو وہ شخص اپنے کپڑے سے نجاست دھولے گا تو اسے بتا دے (ب) اور اگر اس کا دل یہ کہتا ہے کہ وہ شخص اس کے بتانے کی پرواہ نہیں کرے گا تو (ا) اسے گنجائش حاصل ہے کہ اس شخص کو نہ بتائے اور امر بالمعروف (تبلیغ) کا حکم یہی ہے۔	قاضیخان
	(۲) اور امام سرخسی رح نے کہا ہے کہ امر بالمعروف بہرحال واجب ہے۔ اور اس میں مذکورہ تفصیل نہیں ہے۔	خلاصہ

تیسری فصل قبلہ کی طرف منہ کرنے کے احکام کا بیان

دفعات ۱۱۰ تا ۱۱۱ عنوانات ۲ تعداد دشق ۵۱

۱۱۰۔ قبلہ کی طرف منہ کرنا

اور اس میں ۲۴ شقیں ہیں

دفعات دشق نمبر	متن	حوالہ
۱۔	کسی شخص کے لئے فرض نماز، نفل نماز، سجدۂ تلاوت اور نمازِ جنازہ، قبلہ کی طرف منہ کئے بغیر جائز نہیں ہے[1]	سراج وہاج
۲۔	اس حکم پر فقہاء رح کا اتفاق ہے کہ جو شخص مکہ میں ہو اس کا قبلہ عین خانہ کعبہ کا رُخ ہے پس اسے عین خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہے۔	قاضیخان
۳۔	اس میں کچھ فرق نہیں کہ نماز پڑھنے والے اور کعبہ کے درمیان کوئی دیوار حائل ہو یا نہ ہو۔	تبیین
۴۔	حتیٰ کہ اگر مکہ میں کسی شخص نے اپنے گھر میں نماز پڑھی تو اس طرف رُخ کر کے پڑھنی چاہیئے کہ اگر درمیان سے دیواریں ہٹا دی جائیں تو خانۂ کعبہ کا کوئی حصہ اس کے سامنے ہو۔	کافی
۵۔	اگر کسی (مکی) نے حطیم[2] کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی تو جائز نہیں ہے۔	محیط
۶۔	جو شخص مکہ سے باہر ہو تو اس کا قبلہ خانۂ کعبہ کی طرف کا رُخ ہے۔ عام مشائخ رح کا قول یہی ہے۔ اور یہی صحیح ہے[1]	تبیین
۷۔	کعبہ کی طرف دلیل سے معلوم ہوتی ہے (ل) اور شہروں اور بستیوں میں جہت کعبہ کی دلیل وہ محرابیں ہیں جو صحابہ رض اور تابعین رح نے بنائی تھیں پس ہم پر ان کی پیروی ضروری ہے (ب) اور اگر وہ محراب نہ ہوں تو اس بستی کے لوگوں سے پوچھ لیا جائے۔	
	(ج) سمندروں اور جنگلوں میں جہت قبلہ کی دلیل ستارے ہیں۔	قاضیخان
۸۔	(ل) خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنے میں کعبہ کے کوٹھے کی اس جگہ کی طرف رخ کرنا معتبر ہے نہ کہ خانۂ کعبہ کی اس عمارت کی طرف رُخ کرنا[3]۔	
	(ب) فتاویٰ حجہ میں ہے کہ گہرے کنوؤں میں۔ پہاڑوں اور اونچے ٹیلوں پر اور خانہ کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنا	

کا تجدید کے وقت مال کم ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا اور کئی تبدیلیوں کے باوجود آجکل بھی وہ حصہ بغیر چھت کے ہے (مترجم) [3] جیسا کہ درمختار میں ہے۔ (والمعتبر) فی القبلۃ (العرصۃ لا البناء) الخ الدر المختار ج ۱ ص ۲۸۲ یعنی قبلہ کی طرف رُخ کرنے میں کعبہ کی جگہ کی طرف رُخ کرنا ہے۔ خواہ اس پر عمارت نہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الثالث فی استقبال القبلة	حوالہ
۱۱۰	وعلیٰ ظهر الکعبة جائزة لان القبلة من الارض السابعة الی السماء السابعة بحذاء الکعبة الی العرش	کذا فی المضمرات
۹-	ولو صلی فی جوف الکعبة او علیٰ سطحها جاز الی ای جهة توجه۔	هکذا فی المحیط
۱۰-	ولو صلے علیٰ جدار الکعبة فان کان وجهه الی سطح الکعبة یجوز والا فلا۔	هکذا فی المحیط
۱۱-	مریض صاحب فراش لا یمکنه ان یحول وجهه ولیس بحضرته احد یوجهه یجزیه صلوٰته الیٰ حیثما شاء	کذا فی الخلاصة
۱۲-	وکذا اذا کان یجد من یحوله ولکن یضره التحویل	هکذا فی الظهیریة
۱۳-	ومن کان خائفا یصلی الیٰ ای جهة قدر۔	کذا فی الهدایة
۱۴-	ویستوی فیه الخوف من عدو او سبع او لص	هکذا فی التبیین
۱۵-	وکذا اذا کان علیٰ خشبة فی البحر وهو یخاف الغرق اذا انحرف الی القبلة۔	هکذا فی التبیین
۱۶-	وکذلك اذا صلی الفریضة بالعذر علیٰ دابة والنافلة بغیر عذر فله ان یصلی الیٰ ای جهة توجه۔	کذا فی منیة المصلی
۱۷-	ومن اراد ان یصلی فی سفینة تطوعا او فریضة فعلیه ان یستقبل القبلة ولا یجوز له ان یصلی حیثما کان وجهه	کذا فی الخلاصة
۱۸-	حتی لو دارت السفینة وهو یصلی توجه الی القبلة حیث دارت	کذا فی شرح منیة المصلی لابن امیر الحاج
۱۹-	وان اشتبهت علیه القبلة ولیس بحضرته من یسأله عنها اجتهد وصلی۔	کذا فی الهدایة
۲۰-	فان علم انه اخطأ بعد ما صلی لا یعیدها	کذا فی الزاهدی
۲۱-	وان علم وهو فی الصلوٰۃ استدار الی القبلة وبنی علیها۔	کذا فی الزاهدی

[1] کیونکہ قبلہ رُو ہونا نمازی کے لئے ایک زائد امتحانی شرط ہے جو عجز کے وقت ساقط ہے البحر الرائق ج ا ص ۲۸۶ لیکن اگر کسی نمازی نے کسی شخص کے ڈرانے کی وجہ سے قبلہ کے رُخ کے علاوہ نماز پڑھی یا کسی کے ڈرانے کی وجہ سے بیٹھ کر فرض نماز پڑھی یا قید ہونے کی وجہ سے اسے ایسا کرنا پڑا تو یہ مجبوری بندوں کی طرف سے ہے قدرت پانے کے بعد اسے اس نماز کو دوہرانا چاہیئے ماخوذ از ردالمحتار ج ا ص ۳۰۳ ۔ نیز اس کے متعلق حکم نمبر ۲۳/۹م اور اس کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [2] عذر کی وجہ سے سواری کے جانور پر فرض نماز پڑھنا مثلاً سواری کا جانور سرکش ہے یا خود دکمزور ہے اترنے کے بعد کسی مددگار کے بغیر سوار نہیں ہوسکتا اور مددگار نہیں ہے ۔ یا نیچے کیچڑ اور دلدل کی

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — تیسری فصل قبلہ کی طرف رخ کرنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۰	جائز ہے اس لئے کہ قبلہ خانہ کعبہ کی سیدھ سے عرش کی طرف ساتویں زمین سے ساتویں آسمان تک ہے۔	مضمرات
۹۔	اگر کسی نے کعبہ کے اندر یا کعبہ کی چھت پر نماز پڑھی تو جس طرف کو منہ کر کے نماز پڑھے جائز ہے۔	محیط
۱۰۔	اگر کسی نے خانہ کعبہ کی دیوار پر نماز پڑھی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر اس کا منہ کعبہ کی چھت کی طرف ہے تو نماز جائز ہے ورنہ جائز نہیں ہے۔	محیط
۱۱۔	کوئی شخص بستر پر بیمار پڑا ہے، قبلہ کی طرف منہ نہیں کر سکتا اور اس کے پاس کوئی اور ایسا شخص بھی نہیں ہے جو اس کا منہ قبلہ کے رُخ پر کر دے تو وہ جدھر چاہے منہ کر کے نماز پڑھ لے تو اسے کفایت کر جائیگا۔	خلاصہ
۱۲۔	اسی طرح اگر مذکورہ صورت میں اس مریض کے پاس ایسا شخص موجود ہے جو اس کا منہ قبلہ کی طرف کر دے مگر اس سے مریض کے لئے ضرر ہے تو وہ جدھر منہ کر کے نماز پڑھ لے۔ کفایت کر جائے گا۔	ظہیریہ
۱۳۔	جس شخص کو قبلہ کی طرف منہ کرنے میں خوف ہو تو جس طرف منہ کر سکتا ہے اس طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے[۱]	ہدایہ
۱۴۔	خواہ اسے دشمن کا خوف ہو یا درندے کا یا چور کا خوف ہو تو وہ جس طرف منہ کر کے نماز پڑھ سکتا ہے پڑھ لے۔	تبیین
۱۵۔	اسی طرح اگر کوئی شخص سمندر میں لکڑی پر ہو اور اسے قبلہ کی طرف منہ کرنے سے ڈوب جانے کا ڈر ہے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ جس طرف منہ کر کے نماز پڑھ سکتا ہے اس طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے۔	تبیین
۱۶۔	اسی طرح اگر کوئی شخص فرض نماز کسی عذر کی وجہ سے سواری کے جانور پر پڑھے[۲] یا نفل نماز بغیر عذر کے سواری کے جانور پر پڑھے تو اس کے لئے جائز ہے کہ جس طرف اس کا منہ ہے اسی رُخ پر نماز پڑھ لے۔	منیۃ المصلی
۱۷۔	اگر کسی شخص نے کشتی میں نماز پڑھنا چاہی، نماز فرض ہو یا نفل ہوں اس پر لازم ہے کہ قبلہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھے اور اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ جس طرف کو اس کا منہ ہے اسی رخ کو نماز پڑھ لے[۳]	خلاصہ
۱۸۔	حتیٰ کہ اگر کسی نے کشتی میں قبلہ رُخ ہو کر نماز شروع کی اور پھر کشتی گھوم گئی اور وہ نماز پڑھ رہا ہے تو وہ کشتی کے گھومتے ہی قبلہ کی طرف منہ کرے۔	شرح منیہ
۱۹۔	اگر کسی کو قبلہ کا رخ مقرر کرنے میں شبہ پڑ گیا اور اس کے سامنے کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس سے پوچھ لے تو وہ غور اور کوشش سے قبلہ کا رُخ مقرر کر کے نماز پڑھ لے۔	ہدایہ
۲۰۔	اگر مذکورہ صورت میں کسی کو نماز پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس نے اپنی کوشش سے قبلہ کا جو رُخ مقرر کیا تھا وہ غلط تھا تو اس نماز کو نہ لوٹائے۔	زاہدی
۲۱۔	اور اگر صورتِ مذکورہ (۱۹/۱۱۰) میں کسی کو نماز کے دوران ہی معلوم ہو گیا کہ اس کا مقرر کردہ رُخ دُرست نہیں ہے	

[۱] وجہ نماز پڑھنے کی جگہ نہیں ہے تو ان صورتوں میں اگر استقبال قبلہ ممکن نہ ہو تو دوسرے ارکان کی طرح یہ بھی ساقط ہو جاتا ہے۔ اور ان صورتوں میں سواری کا جانور ٹھہرا لینا ممکن ہو تو ٹھہر لے اور قافلہ سے بچھڑ جانے کے ضرر کا خوف ہو تو استقبال قبلہ کی طرح سواری ٹھہرانا بھی ضروری نہیں ہے اور قدرت حاصل ہونے کے بعد ان نمازوں کا اعادہ بھی نہیں ہے اس لئے کہ یہ خوفِ سماوی ہے کسی کے ڈرانے سے نہیں ہے الخ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ صفحہ ۴۰۲ والبحرالرائق ج ۱ صفحہ ۲۸۶ (مترجم) [۲] کیونکہ کشتی میں آدمی چاروں طرف منہ کر سکتا ہے اور جانور پر سواری کی حالت میں ایسا کرنا مشکل ہے۔ ردالمحتار ج ۱ صفحہ ۴۱۷۔ ریل میں نماز کا حکم بھی کشتی میں نماز کے حکم کی طرح ہے البتہ اگر ریل میں کھڑا ہو کر نماز پڑھنے میں گر جانے کا خوف

[illegible]

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الثالث فی استقبال القبلۃ	حوالہ
۱۱۰ ۲۲-	واذا كان بحضرته من يسأله عنها وهو من اهل المكان عالم بالقبلة فلا يجوز له التحرى	كذا فى التبيين
۲۳-	ولو كان بحضرته من يسأله عنها فلم يسأله وتحرى وصلى فان اصاب القبلة جاز والا فلا	كذا فى منية المصلى وهكذا فى شرح الطحاوى
۲۴-	وحد الحضرة ان يكون بحيث لو صاح به سمعه	كذا فى الجوهرة النيرة
۲۵-	ولو اشتبهت القبلة فى المفازة فوقع اجتهاده الى جهة فاخبره عدلان ان القبلة الى جهة اخرى فان كانا مسافرين لا يلتفت الى قولهما - اما اذا كانا من اهل ذلك الموضع لا يجوز له الا ان يأخذ بقولهما	كذا فى الخلاصة
۲۶-	فان تحرى وصلى الى غير جهة التحرى يعيدها وان اصاب القبلة	كذا فى منية المصلى
۲۷-	ولو صلى الى جهة من غير ان يشك فى امر القبلة ثم شك بعد ذلك فهو على الجواز حتى يعلم فساده بيقين فيجب عليه الاعادة - فان ظهر فى خلال الصلوٰة انه اخطأ يلزمه الاستقبال - وان ظهر انه اصاب القبلة اختلفوا فيه والصحيح انه يتم ولا يستقبل	كذا فى الخلاصة هكذا فى فتاوى قاضيخان
۲۸-	ولو شك ولم يتحر وصلى من غير تحر فان زال الشك فى الصلوٰة بان اصاب او اخطأ يستقبل الصلوٰة والا فان ظهر الخطأ بعد الفراغ او لم يظهر شئ يعيد وان ظهرت الاصابة مضى الامر	هكذا فى الخلاصة
۲۹-	تحرّى ولم يقع تحريه على شئ قيل يؤخر وقيل يصلى الى اربع جهات	

لہ یہ صورت بحرائق میں یوں بیان کی گئی ہے ثم مسائل حسن التحری فی القبلة علی عشرین وجها لانه لا یخلو اما ان لم یشك ولم یتحر او شك وتحری الخ اما الاول فان ظهر انه اخطأ لزمه الاستقبال سواء كان فی الصلوٰة او بعد الفراغ منها - وان

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — تیسری فصل قبلہ کی طرف رُخ کرنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۰	تو نماز میں ہی رُخ قبلہ کی طرف درست کر کے باقی نماز پڑھ لے۔	زاہدی
۲۲-	اگر کسی کو قبلہ کا رخ مقرر کرنے میں شبہ پڑ گیا اور) اس کے سامنے ایسا شخص موجود تھا جس سے پوچھ سکتا تھا اور وہ شخص وہیں کا رہنے والا اور قبلہ کا رُخ جاننے والا تھا تو اس کے لئے محض اپنے غور اور گمانِ غالب سے قبلہ کا رخ مقرر کر کے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔	تبیین
۲۳-	اگر (کسی کو قبلہ کا رُخ مقرر کرنے میں شبہ پڑ گیا اور) اس کے سامنے ایسا شخص موجود تھا جس سے قبلہ کا رُخ پوچھ سکتا تھا۔ پھر اس نے اس سے نہ پوچھا اور محض اپنے غور اور گمانِ غالب سے قبلہ کا رُخ مقرر کر کے نماز پڑھ لی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (د) اگر اس نے قبلہ کے ٹھیک رُخ پر نماز پڑھی ہے تو جائز ہے (ب) اور اگر قبلہ کے ٹھیک رُخ پر نماز نہیں پڑھی ہے تو وہ نماز جائز نہیں ہے۔	منیہ، شرح طحاوی
۲۴-	کسی شخص کے سامنے ہونے کی حد یہ ہے کہ اگر اسے چلا کر پکارے تو وہ سن لے۔	جوہرہ نیرہ
۲۵-	اگر کسی شخص کو جنگل میں قبلہ کا رُخ مقرر کرنے میں شبہ پڑ گیا اور اس نے اپنے گمانِ غالب میں ایک طرف قبلہ کا رُخ مقرر کیا پھر اسے دو معتبر آدمیوں نے بتایا کہ قبلہ کا رخ دوسری طرف ہے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (د) اگر وہ دونوں بھی مسافر ہیں تو ان کی بات پر توجہ نہ دے۔ (ب) اور اگر وہ دونوں اسی جگہ کے رہنے والے ہیں تو قبلہ کا رُخ مقرر کرنے میں ان کی بات مان لے ورنہ دوسرے رُخ پر نماز جائز نہ ہو گی۔	خلاصہ
۲۶-	اور اگر کسی کے گمانِ غالب میں قبلہ کا رخ ایک طرف تھا اس نے دوسری طرف منہ کر کے نماز پڑھی تو وہ اس نماز کو لوٹائے گا اگرچہ اس کا رخ قبلہ کی طرف ٹھیک ہوا تھا۔	منیہ
۲۷-	کسی کو قبلہ کے رخ میں کوئی شک نہ تھا (د) اس نے قبلہ کے رُخ پر نماز پڑھی پھر اسے نماز پڑھ چکنے کے بعد قبلہ کے رُخ میں شک ہو گیا تو وہ نماز جائز ہے لیکن اگر اسے یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ اس کا رخ غلط تھا تو پھر وہ نماز لوٹانا واجب ہے۔	خلاصہ
	(ب) اگر اسے نماز کے دوران ہی معلوم ہوا کہ اس نے قبلہ کے رُخ میں غلطی کی ہے تو اس نماز کو از سرِ نو پڑھنا ضروری ہے (ج) اور اگر نماز کے دوران ہی اسے معلوم ہو گیا کہ اس نے قبلہ کی طرف ٹھیک رخ کیا ہے تو اس کے حکم میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ اور صحیح حکم یہ ہے کہ اس نماز کو پورا کرے اور نہ لوٹائے[1]	قاضیخان
۲۸-	اگر کسی کو قبلہ کے رُخ میں شک ہوا اور اس نے غور و گمانِ غالب سے کام لئے بغیر کسی رخ کو نماز پڑھ لی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (د) اگر نماز کے دوران ہی قبلہ کے رُخ کے ٹھیک ہونے یا غلط ہونے کا شک دُور ہو گیا تو نماز از سرِ نو پڑھے (ب) اور اگر نماز سے فارغ ہونے کے بعد قبلہ کی سمت کی غلطی معلوم ہوئی یا کچھ معلوم نہ ہوا تو نماز لوٹائے (ج) اور اگر نماز سے فارغ ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ قبلہ کی سمت ٹھیک تھی تو وہ نماز جائز ہے۔	خلاصہ
۲۹-	کسی نے قبلہ کا رُخ معلوم کرنے کے لئے غور کیا مگر گمانِ غالب کسی طرف نہ ہوا تو اس کے حکم میں اختلاف ہے	

[1] ظهر انه اصاب قبل الفراغ ففيه اختلاف الخ والصحيح كما في المبسوط والخانية انه لا يلزمه الاستقبال الخ وان تبين بعد الفراغ انه اصاب بيقين او باكبر رأيه او لم يظهر من حاله شئ حتى غاب عن ذلك الموضع فصلوته جائزة الخ البحر الرائق ج ۱ ص ۲۸۹ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الثالث فی استقبال القبلۃ	حوالہ
۱۱۰	وقیل یخیر۔	کذا فی البحر الرائق
	والاصوب الاداء	کذا فی المضمرات
	فان صلی الی جہۃ ان ظہر انہ اصاب القبلۃ جاز۔ وکذا ان ظہر انہ اخطأ او لم یظہر بشیٔ	ھکذا فی الظہیریۃ
۳۰۔	لو دخل بلدۃ وعاین المحاریب المنصوبۃ یصلی الیہا ولا یتحرّی	کذا فی محیط السرخسی
۳۱۔	وکذا لو کان فی المفازۃ والسماء مصحیۃ ولہ علم باستدلال النجوم علی القبلۃ لا یتحری۔	کذا فی محیط السرخسی
۳۲۔	رجل دخل مسجدا لا محراب لہ وقبلتہ مشکلۃ فصلی بالتحری ثم ظہر انہ اخطأ کان علیہ الاعادۃ لانہ قادر علی السؤال من الاہل وان تبین انہ اصاب جازت صلوتہ۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۳۔	ولو سألہم فلم یخبروہ وتحری وصلی جاز۔ وان تبین انہ اخطأ۔	کذا فی محیط السرخسی
۳۴۔	رجل صلی فی المسجد فی لیلۃ مظلمۃ بالتحری فتبین انہ صلی الی غیر القبلۃ جازت صلوتہ لانہ لیس علیہ ان یقرع ابواب الناس للسؤال عن القبلۃ۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۵۔	ولو صلی رکعۃ بالتحری ثم تحول رأیہ الی جہۃ اخری فصلی الرکعۃ الثانیۃ الی الجہۃ الثانیۃ ثم تحول رأیہ الی الجہۃ الاولی اختلف فیہ المشائخ منہم من قال یتم صلوتہ الی الجہۃ الاولی ومنہم من قال یستقبل الصلوٰۃ۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۶۔	رجل صلی فی مفازۃ بالتحری فاقتدی بہ رجل من غیر تحر ان اصاب الامام القبلۃ جازت صلوتہما وان اخطأ جازت صلوٰۃ الامام دون المقتدی	کذا فی الخلاصۃ

لہ یعنی ایسی رات میں گھروں کے وہ حاضر لوگ جو آواز سننے کی حد میں ہیں بمنزلہ غائب کے ہیں۔ پس گمان غالب سے نماز

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — تیسری فصل قبلہ کی طرف رُخ کرنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۰	(ا) بعض کا قول ہے کہ وہ نماز میں تاخیر کرے۔ بعض کے ہاں وہ چاروں طرف نماز پڑھے۔ بعض کے ہاں اسے اختیار ہے جس طرف رخ کرکے چاہے نماز پڑھ لے۔ (ب) اور زیادہ ٹھیک حکم یہ ہے کہ وہ نماز ادا کرے۔ (ج) پس اگر اس نے کسی طرف رُخ کرکے نماز پڑھ لی تو اس کا حکم یہ ہے کہ (ا) اگر معلوم ہوگیا کہ اس نے قبلہ کی طرف رُخ کیا تھا تو نماز جائز ہے (ب) اسی طرح اگر اسے یہ معلوم ہوا کہ اس نے قبلہ کی طرف رُخ ٹھیک نہیں کیا تھا یا کچھ معلوم نہ ہوا تو بھی وہ نماز جائز ہے۔	بحر رائق مضمرات ظہیریہ
۳۰-	اگر کوئی شخص کسی شہر میں داخل ہوا اس نے وہاں بنی ہوئی محرابیں دیکھیں تو اسی رخ پر نماز پڑھے اور گمانِ غالب سے رُخ مقرر نہ کرے۔	محیط سرخسی
۳۱-	اسی طرح (یہی مذکورہ حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر کوئی شخص جنگل میں ہے۔ آسمان صاف ہے اور وہ ستاروں کی رہنمائی سے قبلہ کا رُخ پہچان سکتا ہے تو وہ گمانِ غالب سے رُخ مقرر نہ کرے گا (بلکہ ستاروں کی رہنمائی سے قبلہ کا رُخ پہچانے گا۔)	محیط سرخسی
۳۲-	کوئی شخص مسجد میں داخل ہوا۔ اس مسجد میں قبلہ کے رخ کی رہنمائی کے لئے محراب نہ تھی اور اس کا قبلہ معلوم نہیں ہوتا (ا) پس اس نے غور کیا اور گمانِ غالب سے قبلہ کا رخ مقرر کرکے نماز پڑھ لی۔ پھر اسے معلوم ہوا کہ اس نے قبلہ کا رُخ مقرر کرنے میں غلطی کی ہے تو اس پر اس نماز کا لوٹانا ضروری ہے اس لئے کہ وہ وہاں کے رہنے والوں سے پوچھ سکتا تھا (ب) اور اگر اسے معلوم ہوا کہ اس نے قبلہ کے ٹھیک رخ پر نماز پڑھی ہے تو اس کی نماز جائز ہے۔	قاضیخان
۳۳-	اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے ان لوگوں سے پوچھا اور انہوں نے نہ بتایا تو اس نے گمانِ غالب سے قبلہ کا رُخ مقرر کرکے نماز پڑھ لی تو نماز جائز ہے اگرچہ بعد میں معلوم ہو جائے کہ اس کا رُخ قبلہ کی طرف ٹھیک نہ تھا۔	محیط سرخسی ٥
۳۴-	کسی شخص نے اندھیری رات میں مسجد میں گمانِ غالب سے قبلہ کا رخ مقرر کرکے نماز پڑھی پھر معلوم ہوا کہ اس کا رخ قبلہ کی طرف نہ تھا تو اس کی نماز جائز ہوگی اس لئے کہ اس پر یہ لازم نہیں ہے کہ قبلہ کا رُخ معلوم کرنے کے لئے لوگوں کے دروازے کھٹکھٹائے [۱]۔	قاضیخان
۳۵-	اگر کسی نے گمانِ غالب سے قبلہ کی سمت مقرر کرکے نماز شروع کی۔ ایک رکعت پڑھنے کے بعد اس کی رائے دوسری سمت کو بدل گئی تو اس نے دوسری رکعت دوسری سمت کو منہ کرکے پڑھی۔ پھر اس کی رائے پہلی سمت کی طرف بدل گئی تو اس کے حکم میں مشائخ رح کا اختلاف ہے (ا) بعض مشائخ رح کا قول ہے کہ وہ پہلی سمت کی طرف باقی نماز پوری کرے۔ (ب) اور بعض مشائخ رح کا قول ہے کہ از سرِ نو نماز پڑھے۔	قاضیخان
۳۶-	کسی شخص نے گمانِ غالب سے قبلہ کا رُخ مقرر کرکے نماز شروع کی۔ ایک اور شخص نے گمانِ غالب سے قبلہ کا رخ مقرر کئے بغیر اس کے پیچھے اقتدا کرلی تو اس کا حکم یہ ہے کہ (ا) اگر امام کا رخ قبلہ کی طرف ٹھیک تھا تو دونوں کی نماز جائز ہے (ب) اور اگر امام کا رخ قبلہ کی طرف ٹھیک نہ تھا تو امام کی نماز جائز ہے اور مقتدی کی نماز جائز نہیں ہے	خلاصہ

[۱] جائز ہوگی (حاشیہ اردو ترجمہ فتاوی ہذا مطبوعہ علمی پریس)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث في شروط الصلوة — الفصل الثالث في استقبال القبلة	حوالہ
١١٠ ٣٧-	رجل اشتبهت عليه القبلة بمكة بان كان محبوسا ولم يكن بحضرته من يسأله فصلى بالتحري ثم تبين انه أخطأ روى عن محمد رح انه لا اعادة عليه وهو اقيس وكذلك اذا كان بالمدينة -	هكذا في الظهيرية
٣٨-	ولو اشتبهت عليه القبلة فصلى ركعة بالتحري فتحول رأيه الى جهة فصلى الثانية الى تلك الجهة هكذا صلى اربع ركعات الى اربع جهات، عن محمد رح انه يجوز -	كذا في فتاوى قاضيخان
٣٩-	ولو صلى ركعة بالتحري الى جهة ثم تحول رأيه الى جهة اخرى فصلى الركعة الثانية الى الجهة الثانية ثم تذكر انه ترك سجدة من الركعة الاولى اختلف المشائخ فيه والصحيح انه تفسد صلوته -	كذا في القنية
٤٠-	رجل دخل في الصلوة بالتحري واجتهاده كان خطأ ولم يعلم بذلك ثم علم في الصلوة فحول وجهه الى القبلة فجاء رجل قد علم بحاله الاول ودخل في صلوته فصلوة الاول جائزة وصلوة الداخل فاسدة	كذا في فتاوى قاضيخان
٤١-	الاعمى اذا صلى ركعة الى غير القبلة فجاء رجل وحوله الى القبلة و اقتدى به ان كان الاعمى حين افتتح الصلوة وجد من يسأله عن القبلة فلم يسأل فسدت صلوة الامام والمقتدى	
	وان لم يجد من يسأله جازت صلوة الامام وفسدت صلوة المقتدى	كذا في فتاوى قاضيخان
٤٢-	ولو ان قوما اشتبهت عليهم القبلة في ليلة مظلمة وهم في بيت ليس بحضرتهم احد عدل يسألونه وليس ثمه علامة يستدل بها على جهة القبلة او كانوا في المفازة فتحروا جميعا وصلوا ان صلوا وحدانا جازت صلوتهم اصابوا القبلة اولا	
	ولو صلوا بجماعة يجزيهم ايضا الا صلوة من تقدم على امامه او علم بمخالفة امامه في الصلوة	

له جیسا کہ درمختار میں ہے کہ (وان علم به في صلوته او تحول رأيه) ولو في سجود سهو استدار (وبنى)

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — تیسری فصل قبلہ کی طرف رُخ کرنے کے احکام کا بیان	حوالہ
١١٠ ۳۷۔	(ل) کسی شخص کو مکہ میں قبلہ کے رُخ مقرر کرنے میں شبہ پڑ گیا مثلاً وہ قید تھا اور اس کے سامنے کوئی ایسا شخص بھی نہ تھا جس سے پوچھتا تو اس نے گمانِ غالب سے قبلہ کا رُخ مقرر کر کے نماز پڑھی پھر واضح ہوا کہ اس نے قبلہ کا رُخ مقرر کرنے میں غلطی کی تو اس کا حکم امام محمد رح کی روایت میں یہ ہے کہ اس پر اعادہ ضروری نہیں اور یہی روایت قیاس کے زیادہ موافق ہے۔ (ب) اور یہی حکم اس شخص کے لئے ہے جو مدینہ میں ہو۔	ظہیریہ
۳۸۔	کسی شخص کو قبلہ کے رُخ میں شبہ پڑ گیا اس نے گمانِ غالب سے ایک سمت مقرر کر کے نماز شروع کی ایک رکعت پڑھی تو اس کی رائے دوسری سمت کو بدل گئی تو اس نے دوسری رکعت اس دوسری سمت کو رُخ کر کے پڑھی اسی طرح چار رکعتیں چار سمتوں کو پڑھیں تو امام محمد رح کے ہاں اس کا حکم یہ ہے کہ نماز جائز ہے[1]۔	قاضیخان
۳۹۔	کسی شخص نے گمانِ غالب سے قبلہ کا رُخ مقرر کر کے ایک رکعت پڑھی تو پھر اس کی رائے دوسری سمت کو بدل گئی تو اس نے دوسری رکعت دوسری سمت کو رُخ کر کے پڑھی۔ پھر اسے یاد آیا کہ پہلی رکعت سے اس کا ایک سجدہ چھوٹ گیا ہے تو اس کے حکم میں مشائخ کا اختلاف ہے اور صحیح حکم یہ ہے کہ اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔	قنیہ
۴۰۔	کسی شخص نے گمانِ غالب سے قبلہ کا رُخ مقرر کر کے نماز شروع کی اور اس کا گمانِ غالب غلط رُخ پر تھا اور یہ اس غلطی کو نہیں جانتا تھا پھر اسے نماز میں ہی رُخ کی غلطی معلوم ہو گئی تو اس نے قبلہ کے ٹھیک رُخ کی طرف منہ پھیر لیا۔ پھر ایک اور شخص آیا جسے اس پہلے آدمی کی پہلی رکعت میں رُخ کی غلطی معلوم تھی اور یہ دوسرا شخص پہلے کے ساتھ (اقتدا کر کے) نماز میں داخل ہو گیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) پہلے کی نماز جائز ہے اور نماز میں داخل ہونے والے مقتدی کی نماز جائز نہیں ہے۔	قاضیخان
۴۱۔	اندھے آدمی نے ایک رکعت قبلہ کے رُخ کی بجائے دوسری طرف منہ کر کے پڑھی پھر ایک آدمی نے اس کا رُخ قبلہ کی طرف کر دیا اور اس کی اقتدا کر لی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ل) اگر اندھے نے نماز شروع کرتے وقت کوئی ایسا شخص پایا تھا جس سے وہ قبلہ کا رُخ پوچھ سکتا تھا مگر اس اندھے نے نہ پوچھا تو امام اور مقتدی دونوں کی نماز نہیں ہوئی۔ (ب) اور اگر اندھے نے ایسا کوئی شخص نہیں پایا تھا تو امام کی نماز جائز ہے اور مقتدی کی نماز جائز نہیں ہے۔	قاضیخان
۴۲۔	اگر کسی گروہ کو اندھیری رات میں قبلہ کا شبہ پڑ گیا اور وہ ایک ایسے گھر میں تھے کہ ان کے سامنے کوئی ایک معتبر آدمی ایسا نہ تھا جس سے پوچھ لیں اور وہاں کوئی ایسی علامت بھی نہ تھی جس سے قبلہ کی سمت معلوم ہو سکے۔ یا وہ گروہ کسی جنگل میں تھا تو انہوں نے گمانِ غالب سے قبلہ کا رُخ مقرر کر لیا اور نماز پڑھ لی تو (ان کا حکم یہ ہے کہ) (ل) اگر انہوں نے علیحدہ علیحدہ نمازیں پڑھیں تو ان کی نماز جائز ہے خواہ قبلہ کے رُخ پر نماز پڑھی ہو یا کسی دوسرے رُخ پر پڑھی ہو۔ (ب) اور اگر انہوں نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی تب بھی ان کی نماز جائز ہے مگر اس[1] شخص کی نماز جائز نہیں ہے جو امام سے آگے کھڑا تھا یا وہ[2] شخص جسے نماز میں معلوم ہو گیا کہ امام کا رخ اس کے رُخ کے خلاف ہے۔	

حتیٰ لو صلی کل رکعۃ لجہۃ جاز الخ الدر المختار ج ۱ ص ۴۰۳ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — مما یتصل بذلک الصلوٰۃ فی الکعبۃ	حوالہ
۱۱۰	وکذا لو کان عندہ انہ تقدم علی الامام وصلی الی جانب آخر غیر ما صلی امامہ۔	کذا فی الخلاصۃ
۴۳۔	قوم صلوا فی مفازۃ بالتحری وفیہم مسبوق ولاحق فلما فرغ الامام من صلوتہ قاما یقضیان فظہر لہما القبلۃ خلاف ما رأی الامام امکن للمسبوق اصلاح صلوتہ بان یحول الی القبلۃ دون اللاحق۔	کذا فی الخلاصۃ
۴۴۔	ویجوز التحرّی لسجدۃ التلاوۃ کما یجوز للصّلوٰۃ	ھکذا فی السراج الوھاج
۱۱۱۔	**مما یتصل بذلک الصلوٰۃ فی الکعبۃ۔** تعداد شق ۷	
	(ومما یتصل بذلک الصلوٰۃ فی الکعبۃ)	
۱۔	صح فرض الصلوٰۃ ونفلہا فی الکعبۃ۔	ھکذا فی الجوھرۃ النیرۃ و السراج الوھاج
۲۔	ولو صلوا فی جوف الکعبۃ بجماعۃ واستداروا حول الامام فمن جعل ظہرہ الی ظہر الامام اوجعل وجہہ الی ظہرہ جازت صلوتہ۔ وکذا ان جعل وجہہ الی وجہہ الا انہ یکرہ اذا لم یکن بینہ وبین الامام سترۃ۔ ومن جعل ظہرہ الی وجہ الامام لم یجز	ھکذا فی الجوھرۃ النیرۃ والسراج الوھاج
۳۔	ومن کان عن یمین الامام اویسارہ جاز اذا لم یکن اقرب الی الجدار الذی توجہ الیہ الامام من الامام۔	کذا فی الزاد وھکذا فی شرح المبسوط للامام السرخسی
۴۔	واذا صلی الامام فی المسجد الحرام وتحلق الناس حول الکعبۃ وصلوا صلوٰۃ الامام فمن کان منہم اقرب الی الکعبۃ من الامام جازت صلوتہ اذا لم یکن فی جانب الامام	کذا فی الھدایۃ
۵۔	ولو قام الامام فی الکعبۃ وتحلق المقتدون حولہا جاز اذا کان الباب مفتوحا	کذا فی التبیین
۶۔	وان وقفت امرأۃ بحذاء الامام ونوی الامام امامتہا فان استقبلت الجہۃ التی استقبلہا الامام فسدت صلوتہ وان استقبلت الجہۃ الاخری لا تفسد۔	کذا فی الظہیریۃ

لہ مسبوق وہ ہے جو امام کے ساتھ اس وقت نماز میں شامل ہوا جب امام کوئی رکعت پڑھ چکا تھا اور لاحق وہ ہے جو امام کے ساتھ نماز میں شامل ہوا لیکن پھر کسی حدث وغیرہ کی وجہ سے کوئی رکعت امام کے ساتھ نہ مل سکی اور چونکہ مقتدی امام کی فراغت کے بعد اپنی بقیہ نماز پڑھنے میں اکیلے نماز پڑھنے والے کی طرح ہوتا ہے اسلئے اس پر قرأت ہے چنانچہ اس کے لئے رخ کی اصلاح

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مسائل۔ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۰	اور یہی حکم اس صورت میں ہے جس کے گمان میں یہ تھا کہ وہ امام سے آگے ہے۔ یا یہ کہ اس نے امام کے رُخ کی بجائے دوسرے رُخ پر نماز پڑھی ہے۔	خلاصہ
۴۳	کسی گروہ نے جنگل میں گمانِ غالب سے قبلہ کا رُخ مقرر کرکے نماز پڑھی اور ان میں مسبوق اور لاحق بھی تھے جب امام نماز سے فارغ ہوا یہ دونوں کھڑے ہو کر اپنی بقیہ نماز پڑھنے لگے اس وقت ان دونوں کو معلوم ہوا کہ قبلہ امام کی رائے کے خلاف رُخ پر تھا تو مسبوق اگر قبلہ کی درست سمت کی طرف پھر گیا تو اس کی نماز جائز ہوگی مگر لاحق کی نماز جائز نہ ہوگی۔[1]	خلاصہ
۴۴	(قبلہ کا رُخ متعین کرنے کے لئے) جس طرح نماز کے لئے سوچ کر اور گمانِ غالب کی رُو سے قبلہ کا رُخ متعین کرنا جائز ہے اسی طرح سجدۂ تلاوت کے لئے بھی جائز ہے۔	سراج وہاج
۱۱۱	**مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مسائل۔ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کے مسائل۔** اس میں ۷ شقیں ہیں اور مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مزید مسائل کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کے مسائل ہیں۔	
۱	کعبہ کے اندر فرض نماز اور نفل نماز صحیح ہے۔	جوہرہ نیرہ، سراج وہاج
۲	اور اگر خانہ کعبہ کے اندر جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں اور امام کے اردگرد ہو جائیں تو اس کا حکم یہ ہے کہ (ا) جس نے اپنی پیٹھ امام کی پیٹھ کی طرف کی یا جس نے اپنا منہ امام کی پیٹھ کی طرف کیا اس کی نماز جائز ہے (ب) اسی طرح جس نے اپنا منہ امام کے منہ کی طرف کیا۔ اور امام کے اور اس کے درمیان کوئی سترہ (پردہ) نہ تھا تو اس کی نماز جائز ہوگی مگر مکروہ ہوگی۔ (ج) اور جس نے اپنی پیٹھ امام کے منہ کی طرف کی اس کی نماز جائز نہ ہوگی۔	زادُ جوہرہ نیرہ، سراج وہاج
۳	اور (خانہ کعبہ کے اندر جماعت سے نماز پڑھنے کی صورت میں) جو شخص امام کے دائیں یا بائیں جانب ہو اس کی نماز جائز ہے بشرطیکہ وہ امام کی نسبت اس دیوار سے زیادہ قریب نہ ہو جس دیوار کی طرف امام کا منہ ہے	زادُ شرح مبسوط سرخسی
۴	اگر امام نے مسجدِ حرام میں نماز پڑھائی اور جماعت کے لوگ کعبہ کے اردگرد حلقہ باندھ کر کھڑے ہوئے اور امام کی نماز میں شریک ہوئے تو جو شخص امام کی نسبت کعبہ سے زیادہ قریب ہوگا اس کی نماز جائز ہے بشرطیکہ وہ امام والی طرف میں نہیں ہے۔	ہدایہ
۵	اگر امام کعبہ کے اندر کھڑا ہوا اور مقتدی کعبہ کے باہر کعبہ کے اردگرد حلقہ میں کھڑے ہوئے تو جائز ہے بشرطیکہ کعبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہو۔	تبیین
۶	اگر کوئی عورت امام کے ساتھ برابر کھڑی ہوئی اور امام نے اس کی امامت کی نیت کر لی تو: اگر اس عورت نے بھی اس طرف منہ کر لیا جس طرف امام کا منہ ہے تو امام کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر عورت نے دوسری طرف منہ کیا تو امام کی نماز نہ ٹوٹے گی۔	ظہیریہ

[1] ممکن ہے کہ لاحق اپنی بقیہ نماز میں مقتدی کی طرح ہوتا ہے اسلئے اس پر قرأت نہیں ہے چنانچہ اس کے لئے بحیثیت مقتدی عمدًا امام کے رخ کی مخالفت لازم آتی ہے یا قبلہ کی صحیح سمت کے خلاف نماز پڑھنا لازم آتا ہے اور ان دونوں صورتوں میں نماز نہیں ہوتی پس لاحق کے لئے رخ کی اصلاح ممکن نہیں ہے وہ ازسرِنو نماز پڑھے گا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ا ص ۴۴۳ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الرابع فی النیۃ	حوالہ
۱۱۱ -۷	من صلی فی جوف الکعبۃ رکعۃ الی جهۃ ورکعۃ اخری الی جهۃ اخری لایجوز لانہ صار مستدبرا عن الجهۃ التی صارت قبلۃ بیقین من غیر ضرورۃ	کذا فی البدائع

الفصل الرابع فی النیّۃ

دفعات ۱۱۲ تا ۱۱۲ عنوان ۱ تعداد شق ۶۳

۱۱۲- النیۃ

تعداد شق ۶۳

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
-۱	النیۃ ارادۃ الدخول فی الصلوٰۃ والشرط ان یعلم بقلبہ ای صلوٰۃ یصلی وادناها انہ لو سئل لامکنہ ان یجیب علی البدیهۃ۔ وان لم یقدر علی ان یجیب الا بتأمل لم تجز صلوٰتہ	کذا فی الکافی
-۲	ولا عبرۃ للذکر باللسان فان فعلہ لتجتمع عزیمۃ قلبہ فهو حسن	کذا فی الکافی
-۳	ومن عجز عن احضار القلب یکفیہ اللسان	کذا فی الزاهدی
-۴	ویکفیہ مطلق النیۃ للنفل والسنۃ والتراویح۔ هو الصحیح	کذا فی التبیین
-۵	وهو ظاهر الجواب واختیار عامۃ المشائخ رح	کذا فی التجنیس
-۶	والاحتیاط فی التراویح ان ینوی التراویح او سنۃ الوقت او قیام اللیل	کذا فی منیۃ المصلی
-۷	والاحتیاط فی السنن ان ینوی الصلوٰۃ متابعا لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم	کذا فی الذخیرۃ
-۸	الواجبات والفرائض لا تتأدی بمطلق النیۃ اجماعا	کذا فی الغیاثیۃ
-۹	فلا بد من التعیین فیقول نویت ظهر الیوم او عصر الیوم او فرض الوقت او ظهر الوقت	کذا فی شرح مقدمۃ ابی اللیث رح
-۱۰	ولا یکفیہ نیۃ الفرض	کذا فی السراج الوهاج
-۱۱	واذا نوی فرض الوقت جاز الا فی الجمعۃ ولو نوی الظهر فی غیر الجمعۃ قیل یجوز هو الصحیح وانما یجزیہ ان ینوی فرض الوقت اذا کان یصلی فی الوقت۔ اما بعد خروج الوقت اذا صلی وهو لا یعلم بخروجہ فنوی فرض الوقت فانہ لا یجوز۔	کذا فی السراج الوهاج
-۱۲	ولو نوی ظهر یومہ یجوز ولو کان الوقت قد خرج وهو مخلص لمن	

ﮯ اس وقت کے فرض کی نیت تب ہے جب وہ نماز اس نماز کے وقت میں پڑھ رہا ہو جیسا کہ حکم نمبر ۱۱/۱۱۲ میں بیان ہے (مترجم) ﮯ فرض معین کی نیت (مثلاً ظہر کے فرض یا عصر کے فرض) ایسی

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — چوتھی فصل نیت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱ ' ۷ -	جس شخص نے کعبہ کے اندر ایک رکعت ایک سمت کو اور دوسری رکعت دوسری سمت کو پڑھی تو جائز نہیں اس لئے کہ وہ بغیر کسی ضرورت کے اس سمت سے پھر گیا جو سمت یقین کے ساتھ قبلہ تھی۔	بدائع

چوتھی فصل نیت کے احکام کا بیان

دفعات ۱۱۲ تا ۱۲۱ عنوان ۱ تعداد شق ۶۳

۱۱۲ - نیت کرنا

اس میں ۶۳ شقیں ہیں

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱ -	(ل) نیت کرنا نماز میں داخل ہونے کے ارادہ کو کہتے ہیں (ب) اس کی شرط یہ ہے کہ دل میں جانتا ہو کہ کونسی نماز پڑھ رہا ہے (ج) اور کم سے نیت کا درجہ یہ ہے کہ اگر اس سے پوچھا جائے کہ کونسی نماز پڑھ رہا ہے تو بغیر سوچے فوراً جواب دے سکے۔ اور اگر بغیر سوچے فوراً جواب نہ دے سکا تو نماز جائز نہ ہوگی۔	کافی
۲ -	(ل) نیت میں زبان سے کہنے کا اعتبار نہیں (ب) اگر کسی نے زبان سے بھی کہہ لیا تا کہ دل کے ارادے کے ساتھ زبان کا عمل بھی جمع ہو جائے تو اچھا ہے۔	کافی
۳ -	جو شخص دل میں نیت حاصل کرنے سے عاجز ہے تو اس کے لئے یہ کافی ہے کہ زبان سے کہدے۔	زاہدی
۴ -	نفل، سنت اور تراویح کے لئے فقط نماز کی نیت کر لینا کافی ہے۔ یہی حکم صحیح ہے۔	تبیین
۵ -	یہی جواب ظاہر حکم کے مطابق ہے اور اسی حکم کو عام مشائخ نے اختیار کیا ہے۔	تجنیس
۶ -	نماز تراویح کی نیت میں احتیاط یہ ہے کہ تراویح یا سنتِ وقت یا قیام لیل (رات کی نماز) کی نیت کرے	منیۃ المصلی
۷ -	سنتوں کی نیت میں احتیاط یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں نماز پڑھنے کی نیت کرے۔	ذخیرہ
۸ -	واجب اور فرض نمازیں فقط نماز کی نیت سے ادا نہیں ہوتیں۔ اس حکم پر اجماع ہے۔	غیاثیہ
۹ -	پس دل میں مقرر کرنا ضروری ہے تو وہ یوں کہیگا کہ میں نے آج کی ظہر کی یا آج کی عصر کی نیت کی یا اس وقت کے فرض کی یا اس[۱] وقت کی ظہر کی نیت کی۔	شرح مقدمہ ابی اللیث
۱۰ -	اس کے لئے صرف فرض نماز کی نیت کرنا کافی نہیں ہوگا۔[۲]	سراج وہاج
۱۱ -	(ل) اور اگر کسی نے وقت کے فرض کی نیت کی تو جائز ہے مگر جمعہ کی نماز کے لئے صرف وقت کے فرض کی نیت کرنا جائز نہیں ہے۔[۳] (ب) اور اگر کسی نے جمعہ کے سوا محض ظہر کی نیت کی تو بعض کا قول ہے کہ جائز ہے اور یہی حکم صحیح ہے۔ (ج) اس وقت کے فرض کی نیت کرنا تب جائز ہے جب وہ نماز اس نماز کے وقت میں پڑھ رہا ہو (د) لیکن اگر کسی نے وقت نکل جانے کے بعد نماز پڑھی اور وہ وقت کا نکل جانا نہیں جانتا چنانچہ اس نے اس وقت کے فرض کی نیت کی تو جائز نہیں[۴] ہے۔	سراج وہاج
۱۲ -	اگر کسی نے اس دن کی ظہر کی نیت کی تو جائز ہوگی اگرچہ (ظہر کا) وقت نکل چکا ہو۔ اور یہ (مذکورہ نیت کرنا)	

کہ نز قضا واجب، دحاشیہ اردو ترجمہ فتاوی ہذا مطبوعہ علمی پریس بحوالہ الطحاوی) [۳] نماز جمعہ ظہر کی نماز کا عوض ہے اس وقت کا فرض نماز ظہر ہے پس فرض جمعہ کی نیت کرے (اردو حاشیہ فتاوی ہذا مطبوعہ علمی پریس)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الرابع فی النیۃ	حوالہ
۱۱۲	یشك فی خروج الوقت	کذا فی التبیین
۱۳-	وفی صلوٰۃ الجنازۃ بنوی الصلوٰۃ للہ تعالی والدعاء للمیت	کذا فی الزاہدی
۱۴-	وفی العیدین ینوی صلوٰۃ العید	کذا فی الزاہدی
۱۵-	وفی الوتر ینوی صلوٰۃ الوتر	کذا فی الزاہدی
	وفی الغایۃ انہ لا ینوی فیہ انہ واجب للاختلاف فیہ	کذا فی التبیین
۱۶-	وکذا یشترط التعیین فی المنذور ورکعتی الطواف	ھکذا فی البحر الرائق
۱۷-	ولا یشترط نیۃ عدد الرکعات	ھکذا فی شرح الوقایۃ
۱۸-	حتی لو نواھا خمس رکعات وقعد علی رأس الرابعۃ اجزأہ وتلغو نیۃ الخمس	کذا فی شرح منیۃ المصلی لابن امیر الحاج
۱۹-	ونیۃ الکعبۃ لیست بشرط ھو الصحیح وعلیہ الفتوی	ھکذا فی المضمرات
۲۰-	ویحتاج الی التعیین فی القضاء ایضا	ھکذا فی فتح القدیر
۲۱-	ولو کانت الفوائت کثیرۃ فاشتغل بالقضاء یحتاج الی تعیین الظھر والعصر ونحوھما وینوی ایضا ظھر یوم کذا وعصر یوم کذا	کذا فی فتاوی قاضیخان والظہیریۃ
۲۲-	وھو الاصح	کذا فی التبیین فی مسائل شتی
۲۳-	فان اراد تسھیل الامر ینوی اول ظھر علیہ	کذا فی فتاوی قاضیخان والظہیریۃ وھکذا فی التبیین فی مسائل شتی
۲۴-	ویعین قضاء ما شرع فیہ من النفل ثم افسدہ	کذا فی التبیین
۲۵-	وفی القضاء نوی انھا سبتیۃ فاذا ھی احدیۃ او علی عکسہ اختلاف المشائخ وفی الوقت یجوز	کذا فی الزاہدی
۲۶-	عزم علی الظھر وجری علی لسانہ العصر یجزیہ	کذا فی شرح مقدمۃ ابی اللیث
۲۷	رجل افتتح المکتوبۃ فظن انھا تطوع فصلی علی نیۃ التطوع حتی فرغ فالصلوٰۃ ھی المکتوبۃ۔	وھکذا فی القنیۃ

(بقیہ حاشیہ از صفحہ ۳۷۱) اور اگر اس صورت میں اسے وقت نکل جانے کا علم تھا تو فرض الوقت یا ظہر الوقت کی نیت سے نماز جائز ہو سکے گی۔ ماخوذ از الدر المختار و رد المحتار ج ا ص ۲۹۲ (مترجم)

لہ کیونکہ اس صورت میں خواہ ظہر کا وقت باقی ہو یا نہ ہو دونوں حالتوں میں اس دن کی ظہر کی نیت سے ظہر کی نماز پڑھنا جائز ہوگا۔

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — چوتھی فصل نیت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۲	اس شخص کے لئے (باعث) خلاصی ہے جسے وقت نکلنے میں شک ہو۔[۱]	تبیین
-۱۳	جنازہ کی نماز میں یہ نیت کرے کہ نماز اللہ تعالیٰ کے لئے اور دعا میت کے لئے ہے۔	زاہدی
-۱۴	اور عیدوں کی نماز میں عید کی نماز کی نیت کرے۔	زاہدی
-۱۵	(ا) اور وتر کی نماز میں وتر کی نماز کی نیت کرے۔	زاہدی
	(ب) اور الغایہ میں ہے کہ وتر کی نماز میں یہ نیت کرے کہ وہ واجب ہے اس لئے کہ اس کے واجب ہونے میں اختلاف ہے۔	تبیین
-۱۶	اسی طرح نذر کی نماز میں اور طواف کی دو رکعتوں کی نماز میں اس نماز کو متعین (مقرر) کرنے کی نیت کرنا شرط ہے	بحرالرائق
-۱۷	نیت کرنے میں رکعتوں کی تعداد کی نیت شرط نہیں ہے۔	شرح وقایہ
-۱۸	حتیٰ کہ اگر کسی نے پانچ رکعتوں کی نیت کی اور چوتھی رکعت پڑھ کر بیٹھ گیا تو اسے کافی ہوا اور پانچویں رکعت کی نیت بے کار ہوگی۔	شرح منیہ
-۱۹	کعبہ کی طرف منہ کرنے کی نیت شرط نہیں ہے۔ یہی حکم صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔[۲]	مضمرات
-۲۰	قضا کی نماز میں بھی اس نماز کے متعین کرنے کی نیت شرط ہے۔	فتح القدیر
۲۱	اگر کسی کی بہت سی نمازیں فوت ہوگئیں پھر اس نے ان کی قضا شروع کی تو اس کے لئے ظہر اور عصر وغیرہ متعین کرنے کی نیت بھی ضروری ہے۔ اور یہ بھی نیت کرے کہ فلاں دن کی ظہر اور فلاں دن کی عصر قضا کرتا ہوں[۳]	قاضیخان وظہیریہ
-۲۲	یہی (مذکورہ) حکم زیادہ صحیح ہے۔	تبیین
-۲۳	اگر (صورتِ مذکورہ ۲۱/۱۱۲ میں) قضا کرنے میں کوئی شخص آسانی چاہے تو یوں نیت کرے کہ پہلی ظہر جو اس کے ذمہ ہے اس کی نیت کرتا ہوں[۴]	قاضیخان، ظہیریہ، تبیین
-۲۴	اگر کسی نے نفل کی نماز شروع کر کے توڑ دی تھی تو اس کی قضا کرنے میں بھی اس نماز کو متعین کر کے نیت کرے۔	تبیین
-۲۵	اگر کسی نے قضا میں ہفتہ کے دن کی نماز کی قضا کی نیت کی تھی پھر اسے معلوم ہوا کہ اس پر اتوار کے دن کی نماز قضا کرنا تھی یا صورتِ حال اس کے الٹ تھی تو اس کے حکم میں مشائخ رح کا اختلاف ہے۔ (ب) اور اگر وقت کی نماز میں ایسی صورت پیش آئی تو جائز ہے	زاہدی
-۲۶	کسی شخص کے دل میں ظہر کی نماز کی نیت تھی اور اس کی زبان سے عصر کی نماز جاری ہوا تو نیت کفایت کر جائے گی[۵]	شرح مقدمہ ابی اللیث وغیرہ
-۲۷	کسی شخص نے فرض نماز شروع کی۔ پھر اسے گمان ہوا کہ نفل ہیں۔ پس اس نے نفل نماز کی نیت سے نماز مکمل کی تو وہ نماز فرض ادا ہوئی ہے۔	

[۲] کعبہ کی طرف منہ کرنے کی نیت شرط نہیں فتویٰ اسی پر ہے اور اگر اختلاف سے بچنا چاہے تو کعبہ کی طرف منہ کرنے کی نیت کی ضرورت ہے (ملاحظہ ہو حکم نمبر ۳۱/۱۱۲) (مترجم) [۳] یعنی قضا نماز میں فقط ظہر یا عصر کی نیت کرنا کافی نہیں بلکہ معتمد قول یہ ہے کہ یہ نیت بھی کرے کہ فلاں دن کی ظہر پڑھتا ہوں خواہ قضا نمازوں کی کثرت سے اس کی ترتیب ساقط ہوگئی ہو یا نہ اور غیر معتمد قول یہ ہے کہ قضا نمازیں زیادہ ہو جائیں تو پھر ان دنوں کی تعیین ضروری نہیں (حاشیہ اردو ترجمہ فتاویٰ ہذا مطبوعہ علمی پریس بحوالہ الطحاوی ۱۲ مترجم) [۴] اس نیت میں آسانی کی وجہ یہ ہے کہ شاید اسے دن اور تاریخ یاد نہ ہو (حاشیہ اردو ترجمہ فتاویٰ ہذا مطبوعہ علمی پریس ۱۲ مترجم) [۵] کیونکہ نیت کے لئے اصل میں دل کا عمل معتبر ہے۔ ملاحظہ ہو حکم نمبر ۲/۱۱۲ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الرابع فی النیۃ	حوالہ
۱۱۲	ولو کان الامر بالعکس فالجواب بالعکس	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
-۲۸	ولو افتتح الظهر ثم نوی التطوع او العصر او الفائتة او الجنازة وکبّر یخرج عن الاول ویشرع فی الثانی والنية بدون التكبير ليس بمخرج	کذا فی التاتارخانیۃ ناقلا عن العتابیۃ
-۲۹	واذا صلی رکعة من الظهر ثم کبّر ینوی الظهر فهی هی ویجتزئ بتلك الرکعة هذا اذا نوی بقلبه اما اذا نوی بلسانه وقال نویت ان اصلی الظهر انتقض ظهره ولا یجتزئ بتلك الرکعة۔	کذا فی الخلاصۃ
-۳۰	ولو کبّر للتطوع ثم کبّر ینوی به الفرض یصیر شارعا فی الفریضة	کذا فی فتاوی قاضیخان
-۳۱	والمنفرد یحتاج الی ثلاث نیات الصلوٰة لله تعالی وتعیین انها ایة صلوٰة وینوی القبلة حتی یکون جائزا عند الکل	کذا فی الخلاصۃ
-۳۲	والامام ینوی ما ینوی المنفرد ولا یحتاج الی نیة الامامة حتی لو نوی ان لا یؤم فلانا فجاء فلان واقتدی به جاز	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
-۳۳	ولا یصیر اماما للنساء الا بالنیة	ھکذا فی المحیط
-۳۴	ولو کان مقتدیا ینوی ما ینوی المنفرد وینوی الاقتداء ایضا لان الاقتداء لا یجوز بدون النیة۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
-۳۵	لو نوی الشروع فی صلوٰة الامام او الاقتداء به فی صلوته یجزیه	ھکذا فی معراج الدرایۃ
-۳۶	وکذا لو نوی الاقتداء به لا غیر وهو الاصح	ھکذا فی معراج الدرایۃ
-۳۷	ولو نوی صلوٰة الامام او فرض الامام لا یجزیه	ھکذا فی التبیین
-۳۸	والافضل ان ینوی الاقتداء بعد ما قال الامام الله اکبر حتی یکون مقتدیا بالمصلی	کذا فی المحیط
-۳۹	ولو نوی الاقتداء حین وقف الامام موقف الامامة تجوز نيته عند عامة العلماء رح وبه کان یفتی الشیخ الامام الزاهد اسمٰعیل رح والحاکم عبد الرحمٰن الکاتب رح وهو اجود۔	کذا فی المحیط
-۴۰	ولو نوی الشروع فی صلوٰة الامام والامام لم یشرع بعد وهو یعلم بذلك	

ؔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ کسی نے نفل نماز شروع کی پھر اسے گمان ہوا کہ فرض ہیں پس فرض کی نیت سے پڑھ کر مکمل کی تو وہ نماز نفل ادا ہوئی ہے (مترجم) ؔ بشرطیکہ نیت صرف دل میں ہو اور اگر زبان

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — چوتھی فصل نیت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۲	(ب) اور اگر صورتِ حال اس کے الٹ پر تھی تو اس کا حکم بھی برعکس ہے۔[۱]	قاضیخان
۲۸-	(ل) اگر کسی نے ظہر کی نماز شروع کی پھر اس نے نفل کی نماز یا عصر کی نماز یا قضا کی نماز یا جنازہ کی نماز کی نیت کر لی اور تکبیر کہی تو وہ پہلی نماز سے نکل گیا اور دوسری نماز شروع ہو گئی۔ (ب) بغیر تکبیر کے (نئی) نیت کرنا پہلی نماز سے خارج نہیں کرتا۔[۲]	تتارخانیہ
۲۹-	(ل) کسی شخص نے ظہر کی ایک رکعت پڑھ لی پھر ظہر کی نماز کی نیت سے تکبیر کہی تو وہ نماز اسی طرح رہے گی اور وہ رکعت جائز شمار ہوگی۔ اور یہ حکم تب ہے، جب نیت صرف دل سے کرے۔ (ب) اور اگر اس نے زبان سے بھی کہا کہ میں ظہر کی نماز کی نیت کرتا ہوں تو اس کی وہ نماز ٹوٹ جائے گی اور وہ رکعت جائز شمار نہ ہوگی۔	خلاصہ
۳۰-	اگر کسی نے نفل نماز کی نیت سے تکبیر کہی پھر فرض نماز کی نیت سے تکبیر کہی تو اس کی فرض نماز شروع ہو جائے گی	قاضیخان
۳۱-	اکیلے نماز پڑھنے والے کو تین امور کی نیت کی ضرورت ہے ۔ اللہ کے لئے نماز پڑھتا ہے۔ یہ متعین کرنا کہ کونسی نماز پڑھتا ہے۔ قبلہ[۲] کی طرف منہ کرنے کی نیت کرنا۔ تاکہ سب کے نزدیک (بلا اختلاف) نماز جائز ہو جائے۔[۳]	خلاصہ
۳۲-	(ل) امام بھی نماز کی ویسی ہی نیت کرے جیسے اکیلے نماز پڑھنے والا نیت کرتا ہے (ب) اور اسے امامت کی نیت کی ضرورت نہیں۔ حتیٰ کہ اگر کسی امام نے یہ نیت کی کہ وہ فلاں شخص کا امام نہیں ہے اور اس شخص نے اگر اس کے پیچھے اقتدار کر لی تو اقتدار جائز ہے۔	قاضیخان
۳۳-	عورتوں کا امام نیت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔	محیط
۳۴-	اگر کوئی شخص مقتدی ہے تو وہ ویسی ہی نیت کرے جیسے اکیلے نماز پڑھنے والا نیت کرتا ہے اور اقتدار کی نیت بھی کرے اس لئے کہ کسی کی اقتدار کرنا نیت کے بغیر جائز نہیں ہے۔	قاضیخان
۳۵-	اگر کسی نے امام کی نماز میں شروع ہونے کی نیت کی یا امام کی نماز میں امام کی اقتدار کی نیت کی تو یہ نیت اقتدار جائز ہونے کے لئے کافی ہے۔	معراج الدرایہ
۳۶-	اسی طرح اگر کسی نے صرف امام کی اقتدار کی نیت کی تو یہ نیت اقتدار جائز ہونے کے لئے کافی ہے! در یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	معراج الدرایہ
۳۷-	اور اگر کسی نے امام کی نماز یا امام کے فرض کی نیت کی تو یہ نیت اقتدار کے لئے کافی نہیں ہے	تبیین
۳۸-	افضل حکم یہ ہے کہ اقتدار کی نیت اس وقت کرے جب امام اللہ اکبر کہہ چکے تاکہ اس کی اقتدار اس وقت موجب کر امام نماز میں ہے۔	محیط
۳۹-	اور اگر کسی نے اقتدار کی نیت اس وقت کی جب امام امامت کی جگہ کھڑا ہوا تو عام علماء کے ہاں جائز ہے اور اسی حکم پر شیخ امام زاہد اسمٰعیل رح اور حاکم عبدالرحمٰن کاتب رح فتوٰی دیتے تھے اور یہی حکم عمدہ ہے۔	محیط
۴۰-	اگر کسی نے امام کی نماز میں شروع ہونے کی نیت کی اور امام نے ابھی تک نماز نہیں شروع کی تھی اور مقتدی اس	

بمعنی کہ تو اس کے متعلق حکم نمبر ۲۹ب/۱۱۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] ۳۱/۱۱۲ کا تیسرا حکم اختلاف سے بچنے کے لئے ہے ورنہ کعبہ کی طرف منہ کرنے کی نیت کرنا شرط نہیں اور اسی پر فتوٰی ہے ملاحظہ ہو حکم نمبر ۱۹/۱۱۵ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰة — الفصل الرابع فی النية	حوالہ
۱۱۲	يصير شارعا فی صلوٰة الامام اذا شرع۔	كذا فی المحيط وهكذا فی فتاوی قاضيخان
۴۱-	ولو نوى الشروع فی صلوٰة الامام على ظن ان الامام قد شرع وهو لم يشرع لم يجز	كذا اختاره قاضيخان۔ كذا فی شرح المنية لابن امير الحاج
۴۲	اذا اقتدى بالامام ينوى صلوٰة الامام ولا يعلم ان الامام فی أية صلوٰة فی الظهر او الجمعة اجزأه ايتهما كانت ولو نوى الاقتداء بالامام ولكن لم ينو صلوٰة الامام وانما نوى الظهر فاذا هی الجمعة لا يجوز۔ واذا اراد المقتدى تيسر الامر على نفسه ينبغی ان ينوى صلوٰة الامام والاقتداء به او ينوى ان يصلی مع الامام ما يصلی الامام	كذا فی المحيط
۴۳-	ولو نوى الاقتداء فی صلوٰة الجمعة ونوى الظهر والجمعة جميعا بعضهم جوزوا ذلك ورجحوا نية الجمعة بحكم الاقتداء	كذا فی فتاوی قاضيخان
۴۴-	ولو نوى الاقتداء بنية الامام ولم يخطر بباله انه زيد او عمرو او يرى انه زيد فاذا هو عمرو صح اقتداءه	كذا فی فتاوی قاضيخان
۴۵-	ولو كان المقتدى يرى شخص الامام فقال اقتديت بهذا الامام الذى هو عبد الله او لا يرى شخص الامام فقال اقتديت بالامام الذى هو قائم فی المحراب الذى هو عبد الله فاذا هو جعفر جاز	كذا فی المحيط
۴۶-	واذا نوى الاقتداء بزيد فاذا هو عمرو لم يجز	كذا فی التبيين
۴۷-	وينبغی للمقتدى ان لا يعين الامام عند كثرة القوم	كذا فی الظهيرية
۴۸-	وكذلك فی صلوٰة الجنازة ينبغی ان لا يعين الميت	كذا فی الظهيرية
۴۹-	المصلون ستة۔ من علم الفرائض منها والسنن وعلم معنى الفرض انه ما يستحق الثواب بفعله والعقاب بتركه۔ والسنة ما يستحق الثواب بفعلها ولا يعاقب بتركها، فنوى الظهر والفجر اجزأته واغنت نية الظهر عن نية الفرض۔ والثانی من يعلم ذلك وينوى الفرض فرضا ولكن لا يعلم ما فيه من	

لہ حکم: ۴۴-۴۵ / ر ۱۱۲ میں اس نے امام موجود کی اقتدار کی نیت کی تھی اس کا نام اور رکھا تو اس سے نقصان نہیں کیونکہ اعتبار نیت کا ہے (حاشیہ اردو ترجمہ فتاوی ہذا مطبوعہ علمی پریس)

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — چوتھی فصل نیت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۲	بات کو جانتا ہے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) جب امام نماز شروع کرے گا تو مقتدی کی نماز اس کی اقتدا ء میں شروع ہو جائے گی۔	محیط و قاضیخان
-۴۱	اگر کسی نے امام کی نماز میں شروع ہونے کی نیت کی اور اس کے گمان میں امام نماز شروع کر چکا ہے اور در حقیقت امام نے ابھی نماز شروع نہ کی تھی تو یہ اقتدار جائز نہ ہوگی۔	قاضیخان و شرح منیہ
-۴۲	(الف) اگر کسی نے امام کی اقتدار کی اور اس میں امام والی نماز کی نیت کی اور مقتدی نہیں جانتا کہ امام ظہر یا جمعہ کی نماز میں سے کونسی نماز پڑھ رہا ہے تو امام جونسی نماز بھی پڑھ رہا ہو مقتدی کی اقتدار کی مذکورہ نیت اقتدار جائز ہونے کے لئے کفایت کر جائے گی۔ (ب) اگر کسی نے امام کی نماز میں امام کی اقتدار کی نیت نہیں کی بلکہ مقتدی نے ظہر کی نماز کے لئے اقتدار کی نیت کی اور امام جمعہ کی نماز میں تھا تو اقتدار جائز نہیں ہے۔ (ج) اگر مقتدی اپنے لئے آسانی چاہے تو یہ نیت کرے کہ میں امام کے پیچھے امام والی نماز پڑھتا ہوں یا یہ نیت کرے کہ امام کے ساتھ وہی نماز پڑھتا ہوں جو امام پڑھتا ہے۔	محیط
-۴۳	اگر کسی نے جمعہ کی نماز میں امام کی اقتدار کی نیت کی تو اس نے ظہر اور جمعہ کی ایک ساتھ نیت کر لی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) بعض فقہاء نے اسے جائز قرار دیا ہے اور اقتدار کی وجہ سے جمعہ کی نیت کو ترجیح دی ہے۔	قاضیخان
-۴۴	اور اگر کسی نے امام کی اقتدار کی نیت کی اور اس کے دل میں یہ خیال نہیں آیا کہ امام زید ہے یا عمر ہے یا اس کا گمان ہے کہ امام زید ہے حالانکہ وہ عمر تھا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اقتدار صحیح ہے۔	قاضیخان
-۴۵	اگر کسی مقتدی کو امام نظر آتا تھا اور اس نے کہا کہ میں اس امام کی اقتدار کی نیت کرتا ہوں جو کہ وہ عبداللہ ہے یا اسے امام نظر نہ آتا تھا اور اس نے کہا کہ میں اس امام کی اقتدار کی نیت کرتا ہوں جو محراب میں کھڑا ہے جو کہ وہ عبداللہ ہے اور حقیقت میں امام عبداللہ نہ تھا جعفر تھا تو اقتدار جائز ہے۔	محیط
-۴۶	اگر کسی نے نیت کی کہ میں زید کی اقتدار کرتا ہوں اور در اصل امام عمر تھا تو اقتدار جائز نہیں[1]۔	تبیین
-۴۷	مقتدی کو چاہیئے کہ جب جماعت بڑی ہو تو اقتدار کی نیت میں امام متعین نہ کرے۔	ظہیریہ
-۴۸	اسی طرح جنازہ کی نماز پڑھنے والے کو چاہیئے کہ نمازِ جنازہ میں میت کو متعین نہ کرے (حاضر میت کی نیت کرے)۔	ظہیریہ
-۴۹	نمازی چھ طرح کے ہیں (۱) ایک وہ جو فرضوں اور سنتوں کا مطلب جانتا ہے۔ اور فرض کا مطلب جاننے سے مراد یہ ہے کہ وہ یہ جانے کہ فرض ادا کرنے سے ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور فرض چھوڑ دینے سے عذاب کے لائق ہے۔ اور سنت کا مطلب جاننے سے مراد یہ ہے کہ وہ یہ جانے کہ سنت ادا کرنے سے ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور سنت چھوٹ جانے سے اسے عذاب نہیں دیا جائے گا تو ایسے شخص نے ظہر یا فجر کی نیت کی تو کافی ہے۔ اور اس کے لئے صرف ظہر کی نیت ہی فرض کی نیت کے قائم مقام ہو جائے گی۔ (۲) نمازی کی دوسری قسم وہ ہے جو فرض و سنت کا مذکورہ علم رکھتا ہے۔ اور فرض نماز کی نیت میں فرض کی	

[1] دفعہ ۱۱۲ شق ۴۶ میں اس نے امام موجود کی اقتدار کی بجائے امام کو نام سے معین کیا اس طرح اس نے امام حاضر کے غیر کی نیت کی اس لئے اقتدار صحیح نہ ہوئی۔ حاشیہ اردو ترجمہ فتاوی ہذا مطبوعہ ... (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فى شروط الصّلوٰة — الفصل الرابع فى النـيّة	حوالـه
١١٢	الفرائض والسنن يجزيه والثالث ينوى الفرض ولا يعلم معناه لايجزيه والرابع علم ان فيما يصليها الناس فرائض ونوافل فيصلى كما يصلى الناس ولايميز الفرائض من النوافل لايجزيه والخامس اعتقد ان الكل فرض جازت صلوٰته والسادس لايعلم ان لله على عباده صلوٰات مفروضة ولكنه كان يصليها لاوقاتها لم يجزيه	كذا فى القنية
٥٠-	من لايعلم الفرض من النفل وينوى الفرض فى كل ما يصلى يصح الاقتداء به فى صلوٰة ليس لها سنة قبلها مثلها كصلوٰة العصر والمغرب والعشاء ولا يصح فى كل صلوٰة قبلها سنة مثلها كصلوٰة الفجر والظهر	هكذا فى شرح المنية لابن امير الحاج وفتاوى قاضيخان
٥١-	اجمع اصحابنا على ان الافضل ان تكون النية مقارنة للشروع	هكذا فى فتاوى قاضيخان
٥٢-	والنية المقدمة على التكبير كالقائمة عند التكبير اذا لم يوجد ما يقطعه وهو عمل لايليق بالصلوٰة	كذا فى الكافى
٥٣-	حتى لو نوى ثم توضأ ومشى الى المسجد فكبّر ولم يحضره النية جاز ولا يعتد بالنية المتأخرة عن التكبير	كذا فى التبيين
٥٤-	الرياء لايدخل فى الفرائض	كذا فى الخلاصة
٥٥-	لو افتتح خالصا لله تعالى ثم دخل فى قلبه الرياء فهو على ما افتتح	كذا فى المضمرات فى باب النوافل ناقلا عن العتابية
٥٦-	والرياء انه لو خلا عن الناس لايصلى ولو كان مع الناس يصلى لِيرائى الناس	كذا فى المضمرات فى باب النوافل ناقلا عن العتابية
٥٧-	فاما لو صلى مع الناس يحسنها ولو صلى وحده لايحسنها فله ثواب اصل الصلوٰة دون الاحسان	كذا فى المضمرات فى باب النوافل ناقلا عن العتابية
٥٨-	رجل انتهى الى المسجد ليصلى الظهر فوجد الامام فى القعدة ولم يدر انها القعدة الاولى او الاخيرة فاقتدى به ونوى انه ان كانت الاولى	

لـه ولكن لايعلم ما فيه ـ میں ضمیر ما فیہ نماز فرض کو راجع ہے یعنی اتنا جانتا ہو کہ یہ نماز فرض ہے لیکن اس نماز میں جتنے فرائض، واجبات اور سنتیں وغیرہ ہیں ان سے ناواقف ہو تو اس کے لئے یہ نیت

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — چوتھی فصل نیت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۲	نیت کرتا ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ اس[۱] فرض نماز میں کتنے فرض اور سنتیں ہیں تو اس کے لئے یہ نیت کفایت کر جائے گی (۳) نمازی کی تیسری قسم وہ ہے جو فرض کی نیت کرتا ہے اور فرض کا مطلب نہیں جانتا تو اس کی یہ نیت کفایت نہیں کرے گی۔ (۴) نمازی کی چوتھی قسم وہ ہے جسے یہ معلوم ہے کہ لوگ جو کچھ نماز پڑھتے ہیں اس میں کچھ فرض ہیں اور کچھ سنتیں ہیں پس وہ جس طرح اور لوگ نماز پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتا ہے لیکن وہ فرضوں اور نفلوں میں تمیز نہیں کر پاتا تو اس کے لئے یہ نیت کفایت نہ کرے گی۔ (۵) نمازی کی پانچویں قسم وہ ہے جس کا یہ اعتقاد ہے کہ سب نمازیں فرض ہیں تو اس نیت سے اس کی نماز جائز ہے (۶) نمازی کی چھٹی قسم وہ ہے جو یہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں پر نمازیں فرض کی ہیں لیکن وہ نماز کے وقتوں میں نماز پڑھتا ہے تو اس کے لئے اس نیت سے نماز پڑھنا کافی نہیں۔	قنیہ
۵۰۔	(ل) جو شخص فرض و نفل میں فرق نہیں جانتا اور ہر نماز میں فرض کی نیت کر لیتا ہے تو اس کے پیچھے ان نمازوں میں اقتدار جائز ہے جن سے پہلے اس فرض نماز سے (تعداد میں) ملتی جلتی سنتیں نہیں ہیں۔ جیسے عصر، مغرب اور عشا کی نماز ہے (ب) اور ان نمازوں میں اس کے پیچھے اقتدار جائز نہیں جن سے پہلے فرضوں سے (تعداد میں) ملتی جلتی سنتیں ہیں جیسے فجر اور ظہر کی نماز ہے۔	شرح منیہ، قاضیخان
۵۱۔	ہمارے فقہار کا اس پر اجماع ہے کہ افضل یہ ہے کہ نماز کی نیت نماز شروع کرنے کے ساتھ ساتھ ہو۔	قاضیخان
۵۲۔	نماز کی جو نیت تکبیر سے پہلے ہو تو وہ اس نیت کی طرح ہے جو تکبیر کے ساتھ ہوتی ہے بشرطیکہ اس نیت کے بعد کوئی ایسا عمل نہ پایا جائے جو اس نیت کو کاٹ دے۔ اور کاٹ دینے والے عمل سے مراد ایسا عمل ہے جو نماز سے مناسبت نہیں رکھتا۔	کافی
۵۳۔	(ل) حتیٰ کہ اگر کسی نے نماز کی نیت کی پھر وضو کیا اور مسجد کی طرف چلا پھر تکبیر کہی اور اس کے دل میں نیت کا استحضار نہ تھا تو جائز ہے (ب) اور جو نیت تکبیر کے بعد ہو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔	تبیین
۵۴۔	ریاکاری فرض میں داخل نہیں ہوتی۔	خلاصہ
۵۵۔	اگر کسی نے خالص اللہ کے لئے نماز شروع کی پھر اس کے دل میں ریا کا دخل ہوا تو اس کی نماز اسی طرح ہو گی جس طرح شروع کی تھی۔	مضمرات
۵۶۔	اور ریاکاری یہ ہے کہ اگر اکیلا ہو تو نماز نہ پڑھے اور اگر لوگوں کے سامنے ہو تو نماز پڑھے تاکہ لوگ دیکھیں۔	مضمرات
۵۷۔	اور اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ اگر لوگوں کے سامنے نماز پڑھتا ہے تو اچھی طرح پڑھتا ہے اور اگر اکیلے پڑھتا ہے تو اچھی طرح سے نہیں پڑھتا تو اس کے لئے اصل نماز کا ثواب تو ہے مگر اچھی طرح نماز پڑھنے کا ثواب نہیں ملتا۔	مضمرات
۵۸۔	کوئی شخص مسجد میں ظہر کی نماز پڑھنے گیا اور امام کو قعدہ (یا التحیات پڑھنے کی حالت) میں پایا اور اسے یہ معلوم نہ ہوا کہ امام پہلے قعدہ میں ہے یا آخری قعدہ میں ہے پس اس نے امام کی اقتدار کی اور نیت یہ کی کہ اگر پہلا قعدہ ہے	

[۱] کفایت کر جائے گی جیساکہ درمختار میں ہے ولولم یعلم ما فی الصلوٰۃ من الفرائض والسنن اجزأہ۔ قنیہ الخ درمختار ج ۱ ص ۲۴۷ والبحرالرائق ج ۱ ص ۲۸۱ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰة — الفصل الرابع فی النیّة	حوالہ
۱۱۲	اقتدیت به وان کانت الاخیرة ما اقتدیت لا یصح الاقتداء	کذا فی التجنیس
۵۹-	وکذا لو نوی ان کانت الاولی اقتدیت به فی الفریضة وان کانت الاخیرة اقتدیت به فی التطوع لا یصح اقتداءه فی الفریضة	کذا فی التجنیس
۶۰-	ولو انتهی الیه ولم یدر انه فی العشاء او فی التراویح فاقتدی به ونوی انه ان کان فی الفریضة اقتدیت به. وان کان فی التراویح ما اقتدیت لا یصح۔	کذا فی التجنیس
۶۱-	ولو نوی انه ان کان فی الفریضه اقتدیت به وان کان فی التراویح اقتدیت به فظهر انه فی التراویح صح اقتداءه	کذا فی التجنیس
۶۲-	لو وجد الامام فی الصلوٰة ولم یدر انها الفریضة او التراویح فقال ان کانت العشاء اقتدیت به وان کانت التراویح ما اقتدیت به لا یصح الاقتداء سواء کان فی العشاء او فی التراویح	کذا فی الخلاصة
۶۳-	ولو قال ان کان فی العشاء اقتدیت به وان کان فی التراویح اقتدیت به فظهر انه فی التراویح او فی العشاء صح الاقتداء	کذا فی الخلاصة

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام چوتھی فصل نیت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۲	تو امام کے پیچھے میری اقتدار ہے اور اگر آخری قعدہ ہے تو پھر میری اقتدار نہیں ہے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اس نیت سے اقتدار صحیح نہیں ہوگی۔	تجنیس
۵۹.	اسی طرح اگر (مذکورہ صورت میں) کسی نے یہ نیت کی کہ اگر امام کی پہلی رکعت ہے تو امام کے پیچھے میری اقتدار فرض نماز میں ہے اور اگر آخری رکعت ہے تو امام کے پیچھے میری اقتدار نفل نماز میں ہے تو اس نیت سے اس کی اقتدار فرض نماز میں صحیح نہیں ہوگی۔	تجنیس
۶۰.	کسی شخص نے امام کو نماز میں پایا اور وہ نہیں جانتا کہ آیا وہ عشار کی نماز میں ہے یا تراویح کی نماز میں ہے۔ پس اس نے امام کی اقتدار کی اور نیت یہ کی کہ اگر وہ عشار کی نماز میں ہے تو میں نے اس کی اقتدار کی اور اگر وہ تراویح کی نماز میں ہے تو پھر میری اقتدار نہیں ہے تو اس نیت سے اس کی اقتدار صحیح نہ ہوگی۔	تجنیس
۶۱.	اگر کسی شخص نے (مذکورہ صورت میں) یہ نیت کی کہ اگر امام عشا کی نماز میں ہے تو میں نے اس کی اقتدار کی اور اگر امام تراویح کی نماز میں ہے تب بھی میں نے اقتدار کی پھر معلوم ہوا کہ امام تراویح کی نماز میں تھا تو اس نیت سے اس کی اقتدار صحیح ہے۔	تجنیس
۶۲.	اگر کسی شخص نے امام کو نماز میں پایا اور وہ نہیں جانتا کہ آیا وہ عشا کی فرض نماز میں ہے یا وہ تراویح کی نماز میں ہے پس اس نے کہا کہ اگر امام عشا کی نماز میں ہے تو میں نے اس کی اقتدار کی اور اگر امام تراویح کی نماز میں ہے تو میری اقتدار نہیں ہے تو اس نیت سے اقتدار صحیح نہیں ہے خواہ امام عشار کی نماز میں تھا یا تراویح کی نماز میں تھا۔	خلاصہ
۶۳.	اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) یہ کہا کہ اگر امام عشار کی نماز میں ہے تو میں نے اس کی اقتدار کی اور اگر امام تراویح کی نماز میں ہے تب بھی میں نے اس کی اقتدار کی۔ پھر معلوم ہوا کہ امام تراویح کی نماز میں تھا یا یہ معلوم ہوا کہ وہ عشا کی نماز میں تھا تو اس نیت سے اقتدار صحیح ہے۔	خلاصہ

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ — الفصل الاول فی فرائض الصلوٰۃ	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	# الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ، ھذا الباب مشتمل علی خمسۃ فصول	
	دفعات ۱۱۳ تا ۱۵۶ عنوانات ۴۴ تعداد شق ۳۶۲	
	## الفصل الاول فی فرائض الصلوٰۃ۔ وھی ست	
	دفعات ۱۱۳ تا ۱۱۸ عنوانات ۶ تعداد شق ۷۹	
۱۱۳۔	### التحریمۃ — تعداد شق ۳۲	
۱۔	(منھا التحریمۃ) وھی شرط عندنا حتی ان من یحرم للفرائض کان لہ ان یؤدی بھا التطوع۔	ھکذا فی الھدایۃ
	ولکنہ یکرہ لترک التحلل عن الفرض بالوجہ المشروع	کذا فی السراج الوھاج
۲۔	وآما بناء الفرض علی تحریمۃ فرض آخر فلا یجوز اجماعًا۔	کذا فی السراج الوھاج
۳۔	وکذا بناء الفرض علی تحریمۃ النفل	کذا فی السراج الوھاج
۴۔	ولو احرم حاملا للنجاسۃ فالقاھا عند فراغہ منھا او مکشوف العورۃ فسترھا عند فراغہ من التکبیر بعمل یسیرا وشرع فی التکبیر قبل ظھور الزوال ثم ظھر عند فراغہ منھا او منحرفا عن القبلۃ فاستقبل عند فراغہ منھا جاز	ھکذا فی البحر الرائق
۵۔	ولو شرع بالتسبیح او بالتھلیل صح ولکن الاولی ان یشرع بالتکبیر	کذا فی التبیین

ـلہ یہاں صفت سے مراد نماز کے ذاتی اوصاف ہیں جن میں فرض، واجب اور سنت وغیرہ سب شامل ہیں (حاشیہ اردو ترجمہ فتاوی ہذا مطبوعہ علمی پریس لاہور) ـلہ تکبیر تحریمہ سے مراد نماز میں اپنے اوپر ان مباح چیزوں کو حرام کر لینا ہے جو نماز میں منع ہیں یہ تکبیر نماز جنازہ میں رکن ہے مگر نماز میں عام مشائخ کے ہاں شرط ہے پس نفل یا فرض نماز کے لئے تکبیر تحریمہ کہی تو اس نماز پر نفل کی بنا کرنا درست ہے، البتہ مکروہ ہے جیسا کہ درمختار میں ہے (التحریمۃ) فاما دوھی شرط) فی غیر جنازۃ علی القادر بہ یفتی فیجوز بناء النفل علی النفل وعلی الفرض وان کرہ لا فرض علی فرض او نفل علی الظاہر الخ الدر المختار ج ا ص ۲۱۲ (مترجم) ـلہ بنا کرنا مثلاً ظہر کی ادا نماز کے لئے تکبیر تحریمہ کہی اور وہ نماز پڑھی اور اسی کے ساتھ بغیر نئی تکبیر تحریمہ کہے ظہر کی قضا نماز شروع کردی تو یہ

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — پہلی فصل نماز کے فرضوں کے احکام کا بیان	حوالہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

چوتھا باب نماز کی صفات کے احکام۔ اور اس باب میں پانچ فصلیں ہیں

دفعات ۱۱۳ تا ۱۵۶ عنوانات ۴۴ تعداد شق ۳۶۲

پہلی فصل نماز کے فرضوں کا بیان۔ اور یہ چھ ہیں۔

دفعات ۱۱۳ تا ۱۱۸ عنوانات ۶ تعداد شق ۷۹

۱۱۳۔ تکبیر تحریمہ کہنا۔ اور اس میں ۳۲ شقیں ہیں۔

شق	متن	حوالہ
۱۔	(نماز کے چھ فرضوں میں سے) پہلا فرض تکبیر تحریمہ کہنا ہے (ل) اور یہ ہمارے ہاں شرط ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی شخص نے فرض نماز کے لئے تکبیرِ تحریمہ کہی تو اس کے لئے گنجائش ہے کہ وہ اس تکبیر سے نفل ادا کرے۔	ہدایہ
	(ب) لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ فرض سے نکلنے کا جو طریقہ مقرر تھا وہ چھوٹ گیا۔[۳۰]	سراج وہاج
۲۔	ایک فرض نماز کی تکبیر تحریمہ پر دوسری فرض نماز کی بنا کرنا بالاجماع جائز نہیں ہے۔[۳۰]	سراج وہاج
۳۔	اسی طرح نفل نماز کے لئے تکبیر تحریمہ پر فرض نماز کی بنا کرنا جائز نہیں ہے۔	سراج وہاج
۴۔	(ل) اگر کسی نے تکبیر تحریمہ کہی تو اس پر (مانع نماز) نجاست تھی اور اس نے تکبیر سے فارغ ہونے ہی اس نجاست کو پھینک دیا (ب)، یا اس نے تکبیر کہی تو اس کا ستر کھلا ہوا تھا اور تکبیر سے فارغ ہوتے ہی اس نے معمولی عمل سے ستر ڈھانک لیا (ج) یا اس نے زوال کا وقت ظاہر ہونے سے پہلے تکبیر کہی اور تکبیر سے فارغ ہوتے ہی زوال کا وقت ظاہر ہو گیا (د) یا تکبیر کہتے وقت اس کا رُخ قبلہ رُو نہ تھا اور تکبیر کہتے ہی وہ قبلہ رو ہو گیا تو (ان سب صورتوں میں) نماز جائز ہوگی۔	بحر رائق
۵۔	(ل) اگر کسی نے نماز کو (اللہ اکبر کی بجائے) سبحان اللہ یا لا الٰہ الّا اللہ کہہ کر شروع کیا تو نماز درست ہو جائے گی۔[۴۵]	

جائز نہیں ہے بلکہ دوسرے فرضوں کے لئے از سرِ نو تکبیر تحریمہ کہے۔ (مترجم) [۴۵] نماز درست ہو جائیگی اس لئے کہ نماز شروع کرنے کیلئے بطورِ تعظیم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا منصوص ہے اور یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کیلئے ہیں مگر چونکہ آنحضرت ؐ سے اس موقع پر اللہ اکبر کے الفاظ کہنے پر مداومت ثابت ہے، لہٰذا بغیر عذر ان الفاظ کے علاوہ سے نماز شروع کرنا مکروہ ہے۔ (جیسا کہ حکم نمبر ۵ ب / ۱۱۳ میں ہے) اور کراہت تحریمی ہے جو چھوڑنے میں واجب کے زیر ہے (ماخوذ از البحر الرائق ج ۱ ص ۳۰۶) اور رد المختار میں ہے کہ تحریمہ میں اللہ اکبر کے متوارث الفاظ سنت یا واجب ہیں رد المختار ج ۱ ص ۴۴۷ (نوٹ) تکبیر تحریمہ بموجب حکم نمبر ۱/۱۱۳ نماز کیلئے شرط ہے رکن نہیں ہے پس تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کے مخصوص لفظ اگر واجب کے مرتبہ میں ہی ہوں تب بھی چونکہ تحریمہ رکن نہیں شرط ہے نماز میں نہیں اس سے نماز شروع ہوتی ہے

لہٰذا اگر کسی نے ان مخصوص الفاظ کے علاوہ سے نماز شروع کی تو مکروہ تحریمی ہوگی اس کا اعادہ واجب ہوگا۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ — الفصل الاول فی فرائض الصلوٰۃ	حوالہ
۱۱۳		
	وہل یکرہ الشروع بغیرہ اختلف المشائخ بعضہم قالوا یکرہ وھو الاصح	ھکذا فی الذخیرۃ والمحیط والظہیریۃ
۶-	ثمّ الاصل عند ابی حنیفۃ رح ان ما تجرد للتعظیم من اسماء اللہ تعالیٰ جاز الافتتاح بہ نحو اَللّٰہُ اِلٰہٌ و سُبْحَانَ اللّٰہِ ولَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔	کذا فی التبیین
۷-	وکذا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ و لَا اِلٰہَ غَیْرُہٗ وتَبَارَکَ اللّٰہُ۔	ھکذا فی المحیط
۸-	وکذا اذا قال اَللّٰہُ اَجَلُّ او اَعْظَمُ او اَلرَّحْمٰنُ اَکْبَرُ اجزأہ عندھما رح	ھکذا فی الجوھرۃ النیرۃ والسراج الوھاج
۹-	اما اذا قال ابتداء اَجَلُّ او اَعْظَمُ او اَکْبَرُ ولم یقرن اسم اللہ بھذہ الصفات لایصیر شارعا بالاجماع۔	ھکذا فی الجوھرۃ النیرۃ و السراج الوھاج
۱۰-	ولو قال اَللّٰھُمَّ یصیر شارعا عند الفقھاء رح	کذا فی الخلاصۃ وفتاوی قاضیخان
۱۱-	وھو الاصح۔	کذا فی المحیطین
۱۲-	ولو ذکر الاسم دون الصفۃ بان قال اللہ او الرّحمٰن او الرّبّ ولم یزد علیہ یصیر شارعا عند ابی حنیفۃ رح	کذا فی التبیین
۱۳-	وھو الصحیح ثم اختلفت الروایات والمشائخ ان الشروع عندہ بالاسماء الخاصۃ اوبھا و بالمشترکۃ کالرحیم و الکریم و الاظھر والاصح انہ بکل اسم من اسمائہ۔ کذا ذکرہ الکرخیؒ وافتی بہ المرغینانی رح	ھکذا فی الزاھدی
۱۴-	ولو افتتح باللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ لایصح لانہ لیس بتعظیم خالص بل ھو مشوب بحاجۃ العبد	کذا فی محیط السرخسی
۱۵-	و اذا قال اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ او اَعُوْذُ بِاللّٰہِ او اِنَّا لِلّٰہِ او لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ او مَاشَاءَ اللّٰہُ کان لایصیر شارعًا۔	ھکذا فی المحیط

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — پہلی فصل نماز کے فرضوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۳	لیکن اولیٰ یہی ہے کہ نماز اللہ اکبر سے شروع کرے۔	تبیین
	(ب) اور کیا اللہ اکبر کے لفظ کے علاوہ کسی اور کلمہ سے نماز شروع کرنا مکروہ ہے یا نہیں اس کے حکم کے متعلق مشائخ کا اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اللہ اکبر کے کلمہ کے علاوہ کسی اور کلمہ سے نماز شروع کرنا مکروہ ہے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	ذخیرہ، محیط، ظہیریہ
۶۔	حضرت امام ابوحنیفہ رح کے ہاں اس میں اصل قاعدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے جو نام صرف تعظیم کے لئے ہیں ان سے نماز شروع کرنا جائز ہے جیسے اَللّٰہُ اِلٰہٌ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے کلمات (سے نماز شروع کرنا جائز ہے)	تبیین
۷۔	اسی طرح (یہی مذکورہ حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی نے تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کی بجائے) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَا اِلٰہَ غَیْرُہٗ اور تَبَارَکَ اللّٰہُ کے کلمات (سے نماز شروع کی تو جائز ہے)۔	محیط
۸۔	اسی طرح اگر کسی نے (تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کی بجائے) اَللّٰہُ اَجَلُّ یا اَللّٰہُ اَعْظَمُ یا اَلرَّحْمٰنُ اَکْبَرُ کہا تو ان دونوں کے ہاں کفایت کر جائے گا[1]	جوہرنیرہ، سراج وہاج
۹۔	لیکن اگر کسی نے (تکبیر تحریمہ کی بجائے) ابتداء میں صرف اَجَلُّ یا اَعْظَمُ یا اَکْبَرُ کہا اور اللہ کا نام ان صفتوں کے ساتھ نہ ملایا تو ان کلموں سے نماز شروع نہ ہوگی۔ اس حکم پر اجماع ہے۔	جوہرنیرہ، سراج وہاج
۱۰۔	اگر کسی نے (تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کی بجائے) اَللّٰھُمَّ کہا تو اس کلمہ سے فقہاء رح کے ہاں نماز شروع ہو جائے گی۔	خلاصہ، قاضیخان
۱۱۔	اور یہی (مذکورہ) حکم زیادہ صحیح ہے۔	محیطین
۱۲۔	اگر کسی نے (تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کی بجائے) صرف اللہ کا نام ذکر کیا صفت کا ذکر نہ کیا جیسا کہ اس نے صرف اللہ یا صرف الرحمٰن یا صرف ربّ کا کلمہ کہا اور اس پر کوئی اور کلمہ نہ بڑھایا تو ان کلموں سے امام ابوحنیفہ رح کے ہاں نماز شروع ہو جائے گی۔	تبیین
۱۳۔	(ا) اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔ (ب) پھر اس میں روایتوں اور فقہاء رح کا اختلاف ہے۔ کہ امام ابوحنیفہ رح کے ہاں (تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کی بجائے) اللہ کے ناموں میں سے صرف انہیں ناموں کے ساتھ نماز شروع ہو سکتی ہے جو اللہ سے مخصوص ہیں یا مخصوص اور مشترک دونوں ناموں سے نماز شروع ہو سکتی ہے جیسے رحیم، کریم۔ تو زیادہ ظاہر اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اللہ کے ہر نام سے نماز شروع ہو سکتی ہے۔ یہ حکم امام کرخی رح نے ذکر کیا ہے اور اسی پر حضرت مرغینانی رح نے فتویٰ دیا ہے۔	زاہدی
۱۴۔	اگر کسی نے (تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کی بجائے) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ کہہ کر نماز شروع کی تو یہ صحیح نہ ہوگا اس لئے کہ یہ اللہ کی خالص تعظیم نہیں بلکہ بندے کی حاجت بھی ملی ہوئی ہے۔	محیط سرخسی
۱۵۔	اگر کسی نے (تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کی بجائے) یوں کہا اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ۔ یا کہا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ۔ یا کہا اِنَّا لِلّٰہِ۔ یا کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ یا کہا مَا شَاءَ اللّٰہُ تو ان کلموں سے نماز شروع نہ ہوگی۔	محیط

[1] ان دونوں سے مراد امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح ہیں کیونکہ امام ابو یوسف رح کے ہاں تو تکبیر میں پانچ مخصوص الفاظ سے ہی کسی کے ساتھ نماز شروع کیا جا سکتی ہے۔ ماخوذ از بحر الرائق ج ۱ ص ۳۰۶

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ — الفصل الاول فی فرائض الصلوٰۃ	حوالہ
۱۱۳ -۱۶	ولو کبر متعجبا او لم یرد به التعظیم او اراد به جواب المؤذن لم یجزئه و ان نوی	کذا فی التتارخانیة
-۱۷	ولو قال بسم الله الرحمٰن الرحیم لا یصیر شارعا۔	کذا فی التبیین
-۱۸	ولو قال الله آکبر مع الف الاستفهام لا یصیر شارعا بالاتفاق	کذا فی التتارخانیة ناقلا عن الصیرفیة
-۱۹	ولو قال الله اکبر بالکاف الفارسیة یصیر شارعا	کذا فی المحیط
-۲۰	ولا یصیر شارعا بالتکبیر الا فی حالة القیام او فیما هو اقرب الیه من الرکوع۔	هکذا فی الزاهدی
-۲۱	حتی لو کبر قاعدا ثم قام لا یصیر شارعا فی الصلوٰة ویجوز افتتاح التطوع قاعدا مع القدرة علی القیام	کذا فی محیط السرخسی
-۲۲	ویحرم مقارنا لتحریمة الامام عند ابی حنیفة رح وعندهما بعد ما احرم والفتوی علی قولهما	هکذا فی المعدن
	قیل لا خلاف فی الجواز وهو الصحیح وانما الخلاف فی الاولویة	هکذا فی التبیین
-۲۳	والمقارنة علی قوله کمقارنة حرکة الخاتم والاصبع والبعدیة علی قولهما ان یوصل المقتدی همزة الله براء اکبر	کذا فی المصفی فی باب الحنفیة
-۲۴	فان قال المقتدی الله اکبر ووقع قوله الله مع الامام وقوله اکبر وقع قبل قول الامام ذلک۔ قال الفقیه ابو جعفر رح الاصح انه لا یکون شارعا عندهم۔	کذا فی الخلاصة
-۲۵	وکذا لو ادرک الامام فی الرکوع فقال الله اکبر الا ان قوله الله کان فی قیامه وقوله اکبر وقع فی رکوعه لا یکون شارعا فی الصلوٰة	کذا فی الخلاصة
-۲۶	واجمعوا علی ان المقتدی لو فرغ من قوله الله قبل فراغ الامام من ذلک	

دفعات دستی نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — پہلی فصل نماز کے فرضوں کا بیان	حوالہ
۱۱۳ ۔۱۶	اگر کسی نے (تکبیر تحریمہ کے وقت) تعجب سے اللہ اکبر کہا اور اس اللہ اکبر کہنے میں اللہ کی تعظیم کا ارادہ نہ کیا یا اس نے مؤذن کے جواب کے ارادہ سے اللہ اکبر کہا تو اس کے لئے یہ اللہ اکبر کہنا نماز شروع ہونے کے لئے کافی نہیں ہے اگرچہ اس نے نماز کی نیت کی ہو۔	تتارخانیہ
۔۱۷	اگر کسی نے (تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کی بجائے) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا تو اس سے نماز شروع نہ ہوگی۔	تبیین
۔۱۸	اگر کسی نے (تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کی بجائے) الفِ استفہام لگا کر (آ اللہ اکبر) کہا تو بالاتفاق نماز شروع نہ ہوگی یہ صیرفیہ سے نقل ہے۔[1]	تتارخانیہ
۔۱۹	اگر کسی نے (تکبیر تحریمہ میں) اللہ اکبر فارسی کاف (اگبر) سے کہا تو نماز شروع ہو جائے گی۔	محیط
۔۲۰	(تکبیر تحریمہ سے) نماز تب شروع ہوگی کہ تکبیر کھڑے ہو کر کہے یا ایسی حالت میں تکبیر کہے کہ وہ حالت رکوع کی نسبت قیام کے زیادہ قریب ہو۔	زاہدی
۔۲۱	(الف) حتیٰ کہ اگر کسی نے بیٹھ کر تکبیر تحریمہ کہی پھر کھڑا ہوا تو نماز شروع نہ ہوگی۔ (ب) نفل نماز بیٹھ کر شروع کرنا جائز ہے خواہ کھڑا ہونے پر قادر ہو۔	محیط سرخسی
۔۲۲	(ل) امام ابو حنیفہ رح کے ہاں (مقتدی) امام کی تحریمہ کے ساتھ ساتھ تحریمہ کہے۔ (ب) اور امام محمد رح اور امام ابو یوسف رح کے ہاں (مقتدی) امام کی تحریمہ کے بعد تحریمہ کہے۔ (ج) اور فتویٰ صاحبین رح کے قول پر ہے۔ (د) بعض فقہاء رح کا قول ہے کہ جائز ہونے میں (امام صاحب اور صاحبین رح کا) کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور یہی حکم صحیح ہے۔ البتہ اختلاف اس میں ہے کہ کونسا طریقہ بہتر ہے۔	معدن تبیین
۔۲۳	(ل) امام ابو حنیفہ رح کے ہاں مقتدی کی تحریمہ امام کی تحریمہ کے ساتھ اس طرح ساتھ ساتھ ہونی چاہیئے جس طرح انگوٹھی اور انگلی کی حرکت ساتھ ساتھ ہوتی ہے۔ (ب) اور امام محمد رح اور امام ابو یوسف رح کے ہاں مقتدی کی تحریمہ امام کی تحریمہ کے بعد ہونے سے مراد یہ ہے کہ جب امام اللہ اکبر کا کلمہ کہے تو اس کے (حرف) ر سے مقتدی اپنے کلمہ اللہ اکبر کے (حرف) ہمزہ کو ملا دے۔	مصفّی
۔۲۴	اگر مقتدی نے اللہ اکبر کہا تو اس کا لفظ اللہ تو امام کے لفظ اللہ کہنے کے ساتھ واقع ہوا اور (مقتدی کا لفظ اکبر امام کے اس لفظ اکبر کہنے سے پہلے واقع ہوا تو فقیہ ابو جعفر رح کے قول کے مطابق اس کا زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ (اس صورت میں) فقہاء رح کے ہاں نماز شروع نہ ہوگی۔	خلاصہ
۔۲۵	اسی طرح اگر کسی (مقتدی) نے امام کو رکوع میں پایا تو مقتدی نے اللہ اکبر کہا مگر مقتدی کا لفظ "اللہ" مقتدی کے کھڑا ہونے کی حالت میں واقع ہوا اور اس کا لفظ "اکبر" اس کے رکوع میں واقع ہوا تو (اس صورت میں) مقتدی کی نماز شروع نہ ہوگی۔[2]	خلاصہ
۔۲۶	اور اس حکم پر فقہاء رح کا اجماع ہے کہ اگر مقتدی (تکبیر تحریمہ میں) "اللہ" کا لفظ کہنے میں امام کے اس لفظ کے کہنے	

[1] اس کی مزید تفصیل کے متعلق حکم نمبر ۱۵/۱۶ ۱۲۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [2] یعنی پورا جملہ یعنی اللہ اکبر کہنے کی صورت میں پورا جملہ حالتِ قیام میں کہے اور صرف لفظ اللہ کہنے کی صورت

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوٰة — الفصل الاول فی فرائض الصلوٰة	حوالہ
۱۱۳	لا یکون شارعا فی الصلوٰة فی اظہر الروایات	کذا فی الخلاصة
۲۷-	ان کبر قبل امامه فالصحیح انه ان نوی الاقتداء به لا یصیر شارعا۔ و ان لم ینو الاقتداء به یصیر شارعا فی صلوٰة نفسه	ھکذا فی محیط السرخسی
۲۸-	اما فضیلة تکبیرة الافتتاح فتکلموا فی وقت ادراکها والصحیح ان من ادرك الرکعة الاولی فقد ادرك فضیلة تکبیرة الافتتاح	کذا فی الحصر فی باب ابی یوسف
۲۹-	ولو ادرك الامام وهو راکع فکبر قائما وهو یرید تکبیرة الرکوع جازت صلوٰته ولغت نیته۔	ھکذا فی محیط السرخسی
۳۰-	ولو کبر بالفارسیة جاز۔	ھکذا فی المتون
	سواء کان یحسن العربیة اولا الا انه اذا کان یحسنها یکره	
	وعلی قول ابی یوسف رح ومحمد رح لا یجوز اذا کان یحسن العربیة۔	ھکذا فی المحیط
۳۱	وعلی هذا الخلاف جمیع اذکار الصلوٰة من التشهد والقنوت والدعاء وتسبیحات الرکوع والسجود	
	وکذا کل ما لیس بعربیة کالترکیة والزنجیة والحبشیة والنبطیة	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
۳۲-	وفی المبسوط الوبری والاخرس والامی الذی لا یحسن شیئا یصیر شارعا بالنیة ولا یلزمه التحریك باللسان	کذا فی التبیین
۱۱۴-	**القیام**۔ تعداد شق ۴	
۱-	(ومنها القیام) وهو فرض فی صلوٰة الفرض والوتر	ھکذا فی الجوهرة النیرة و السراج الوهاج
۲-	وفرضه یتأدی بادنی ما ینطلق علیه الاسم۔	کذا فی الکافی فی آخر فصل القراءة۔
۳-	وحد القیام ان یکون بحیث اذا مد یدیه لا ینال رکبتیه۔	کذا فی الجوهرة النیرة و السراج الوهاج
۴-	ویکره القیام علی احدی القدمین من غیر عذر وتجوز الصلوٰة وللعذر[4] لا یکره۔	کذا فی الجوهرة النیرة و السراج الوهاج
۱۱۵-	**القراءة** تعداد شق ۱۵	
۱-	(ومنها القراءة) وفرضها عند ابی حنیفة رح یتأدی بآیة واحدة و ان	

۱؎ اس کے متعلق ۱۳/۱۱۵ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۲؎ اسی طرح خطبہ کا حکم بھی یہی ہے جیسا کہ ہدایہ میں ہے والخطبة والتشهد علی هذا الاختلاف الخ ہدایہ ج ۱ ص ۹۸ (مترجم) ۳؎ زنجی یعنی زنگی زبان جو حبشی سے ملتی جلتی زبان ہے اور نبطی یعنی شام کی دیہاتی زبان (حاشیہ اردو ترجمہ فتاوی ہذا مطبوعہ علمی پریس لاہور) ۴؎ درمختار میں یہ دو حکم بھی درج ہیں (۱) جو نمازی

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب نماز کے فرضوں کا بیان — پہلی فصل نماز کے احکام	حوالہ
۱۱۳	سے پہلے فارغ ہوگیا تو روایتوں میں زیادہ ظاہر روایت کے مطابق اس کی نماز شروع نہ ہوگی۔	خلاصہ
۲۷۔	اگر کسی مقتدی نے امام سے پہلے تکبیر کہہ لی تو صحیح حکم یہ ہے کہ (ل) اگر اس نے امام کی اقتدار کی نیت کی ہے تو نماز شروع نہ ہوگی۔ (ب) اور اگر اس نے امام کی اقتدار کی نیت نہیں کی تو اس کی اپنی الگ نماز شروع ہوجائیگی	محیط سرخسی
۲۸۔	تکبیر اولیٰ (تکبیر تحریمہ) کی فضیلت ملنے کے وقت میں فقہاء رح نے کلام کیا ہے۔ صحیح حکم یہ ہے کہ جس (مقتدی) نے (امام کے ساتھ) پہلی رکعت پالی اس نے تکبیر اولیٰ کی فضیلت پالی۔	الحصر
۲۹۔	اگر کسی (مقتدی) نے امام کو رکوع میں پایا تو اس نے کھڑے ہو کر رکوع کی تکبیر کے ارادہ سے تکبیر کہی تو اس کی نماز ہوگئی اور اس کی (رکوع کی تکبیر کی) نیت بے کار رہے گی۔	محیط سرخسی
۳۰۔	(ل) اگر کسی نے فارسی میں تکبیر تحریمہ کہی تو (نماز) جائز ہوجائے گی۔ (ب) خواہ عربی میں اچھی طرح تکبیر کہہ سکتا ہو یا نہ لیکن اگر عربی میں اچھی طرح کہہ سکتا ہو تو فارسی میں تکبیر تحریمہ کہنا مکروہ ہے[۱]۔ (ج) اور امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے ہاں اگر عربی میں اچھی طرح تکبیر تحریمہ کہہ سکتا ہو تو فارسی میں تکبیر تحریمہ کہنا جائز نہیں ہے۔	متون / محیط
۳۱۔	(مذکورہ صورت میں) (ل) امام ابو حنیفہ رح اور صاحبین کا یہ اختلاف نماز کے تمام اذکار مثلاً التحیات، قنوت، دعا، رکوع اور سجود کی تسبیحات میں بھی ہے[۲]۔ (ب) اسی طرح وہ تمام زبانیں جو عربی نہیں ہیں مثلاً ترکی، زنجی، حبشی اور نبطی زبان ان سب کا حکم بھی وہی ہے جو فارسی زبان کا ہے[۳]۔	قاضیخان
۳۲۔	مبسوط میں ہے کہ گنوار اور گونگا اور ایسا ان پڑھ جو اچھی طرح کچھ بھی نہیں کہہ سکتا۔ اس کی نماز صرف نیت سے شروع ہوجاتی ہے۔ اس کے لئے زبان ہلانا ضروری نہیں ہے*۔	تبیین

۱۱۴۔ قیام کرنا۔

اور اس میں ۴ شقیں ہیں۔

دفعات و شق نمبر	متن	حوالہ
۱۔	نماز کے چھ فرضوں میں سے دوسرا فرض قیام کرنا یعنی کھڑا ہونا ہے۔ اور یہ فرضوں کی نماز اور وتر کی نماز میں فرض ہے[۴]۔	جوہرہ نیرہ، سراج وہاج
۲۔	قیام کی وہ تھوڑی سی مقدار جسے کھڑا ہونا کہا جاسکتا ہو اس سے نماز میں قیام کا فرض ادا ہوجاتا ہے۔	کافی
۳۔	قیام کی حد یہ ہے کہ وہ کھڑا ہونے کی حالت میں اگر ہاتھ لمبے کرے تو گھٹنوں تک نہ پہنچیں۔	جوہرہ نیرہ، سراج وہاج
۴۔	(ل) کسی عذر کے بغیر (نماز میں) ایک پاؤں پر کھڑا ہونا مکروہ ہے اور نماز جائز ہوجاتی ہے۔ (ب) اور اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے (نماز میں) ایک پاؤں پر کھڑا ہو تو مکروہ نہیں ہے۔	جوہرہ نیرہ، سراج وہاج

۱۱۵۔ قراءت کرنا۔

اور اس میں ۱۵ شقیں ہیں۔

دفعات و شق نمبر	متن	حوالہ
۱۔	(ل) نماز کے چھ فرضوں میں تیسرا فرض قراءت ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رح کے ہاں (نماز میں) ایک آیت پڑھنے کی	

[۴] فرضوں کے ملحق ہیں جیسا کہ فجر کی سنتیں اور نذر مانی ہوئی نماز تو زیادہ صحیح حکم کے مطابق ان میں بھی قیام فرض ہے (۲) اور اگر کوئی شخص جماعت کے لئے جائے تو تھک کر نماز میں قیام نہیں کرسکتا تو وہ گھر میں ہی قیام کے ساتھ نماز پڑھے جیسا کہ لکھا ہے کہ (منها القیام فی فرض) وملحق به كنذر وسنة فجر فی الاصح الخ ولو اضعفه عن القیام الخروج لجماعة صلی فی بیته

[۱] تاتارخانیہ، فتح القدیر، الدر المختار ج ۱ ص ۲۱۵-۲۱۶ (مترجم) * ... البحر الرائق ج ۱ ص ۲۹۱، رد المختار ج ۱ ص ۴۱۶ ... (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ — الفصل الاول فی فرائض الصلوٰۃ	حوالہ
۱۱۵	کانت قصیرۃ	کذا فی المحیط
	وفی الخلاصۃ وهو الاصح۔	کذا فی التاتارخانیۃ
	والمکتفی بها مسیئ	کذا فی الوقایۃ
	ثم عندہ اذا قرأ اٰیۃ قصیرۃ هی کلمات او کلمتان نحو قوله تعالٰی ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ وثُمَّ نَظَرَ یجوز بلاخلاف بین المشائخ رح	
	فلو قرأ اٰیۃ هی کلمۃ واحدۃ کمُدْهَآمَّتَانِ او اٰیۃ هی حرف۔ کصاد، نون، قاف۔ فیه اختلاف بین المشائخ رح۔	کذا فی المصفّٰی
	والاصح انه لا یجوز۔ کذا فی شرح المجمع لابن الملک وهکذا فی الظهیریۃ والسراج الوهّاج و	فتح القدیر
۲-	اذا قرأ اٰیۃ طویلۃ فی الرکعتین نحو اٰیۃ الکرسی واٰیۃ المداینۃ البعض فی رکعۃ والبعض فی اخرٰی عامتهم علی انه یجوز	کذا فی المحیط
۳-	وهو الاصح۔	کذا فی الکافی ومنیۃ المصلی
۴-	واما حد القرأۃ فنقول تصحیح الحروف امر لابد منه فان صحح الحروف بلسانه ولم یسمع نفسه لا یجوز۔ وبه اخذ عامۃ المشائخ رح	هکذا فی المحیط
۵-	وهو المختار	هکذا فی السراجیۃ
۶-	وهو الصحیح	هکذا فی النقایۃ
۷-	وعلی هذا نحو التسمیۃ علی الذبیحۃ والاستثناء فی الیمین والطلاق والعتاق والایلاء والبیع	هکذا فی المحیط
۸-	واما محل القرأۃ ففی الفرائض الرکعتان	هکذا فی المحیط
۹-	ثنائیا کان او ثلاثیا او رباعیا وسواء کانتا اولیین او اخریین او مختلفین	هکذا فی شرح النقایۃ للشیخ ابی المکارم رح
۱۰-	حتی لو لم یقرأ فی واحدۃ منه او قرأ فی واحدۃ فقط فسدت صلوته	کذا فی الشمنی شرح النقایۃ
۱۱-	وفی الوتر والنفل الرکعات کلها	هکذا فی المحیط
۱۲-	ولو قرأ فی حالۃ النوم الاصح انه لا یجوز۔	کذا فی الظهیریۃ
۱۳-	ولا تجوز القرأۃ بالفارسیۃ الا بعذر عند ابی یوسف رح ومحمد رح وبه	

لہ یعنی اگر کسی نے بیوی کو طلاق دی یا غلام کو آزاد کیا یا ایلاء کیا اور اتنا آہستہ کہا کہ وہ خود بھی ان الفاظ کو نہ سن سکا تو طلاق وغیرہ واقع نہ ہوگی یا اس نے قسم انہی الفاظ میں اٹھائی

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام　　پہلی فصل نماز کے فرضوں کا بیان	حوالہ
۱۱۵	بھی فرض ادا ہو جاتا ہے اگرچہ وہ آیت چھوٹی ہو۔	محیط
	(ب) خلاصہ میں ہے کہ یہی (مذکورہ) حکم زیادہ صحیح ہے۔	تتارخانیہ
	(ج) جو شخص صرف اسی قدر (یعنی بقدر فرض ایک آیت) ہی پڑھتا ہے وہ گنہگار ہے۔	وقایہ
	(د) پھر امام ابوحنیفہ رح کے ہاں جب کسی نے ایسی چھوٹی آیت پڑھی جس میں کئی کلمے یا دو کلمے ہیں مثلاً قرآن کی یہ آیت ثُمَّ قُتِلَ کَیْفَ قَدَّرَ اور یہ آیت ثُمَّ نَظَرَ تو (ایسی آیت کی قرأت سے) نماز جائز ہوگی۔ اس میں مشائخ کا اختلاف نہیں ہے۔	
	(س) اور اگر کسی نے ایسی چھوٹی آیت پڑھی جس میں صرف ایک کلمہ ہے جیسے مُدْهَآمَّتَانِ۔ یا ایسی آیت پڑھی جو صرف ایک ہی حرف ہے جیسے صٓ۔ نٓ۔ قٓ تو اس کے حکم میں مشائخ رح کا اختلاف ہے۔	مصفی
	(ص) اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ نماز جائز نہ ہوگی۔	شرح المجمع، ظہیریہ، سراج وہاج، فتح القدیر
-۲	اگر کسی نے ایک بڑی آیت دو رکعتوں میں پڑھی۔ مثلاً آیت الکرسی اور آیتِ مداینہ کا کچھ حصہ ایک رکعت میں پڑھا اور کچھ حصہ دوسری رکعت میں پڑھا تو اس کے متعلق عام فقہاء رح کا قول یہ ہے کہ جائز ہے۔	محیط
-۳	اور یہی (مذکورہ) حکم زیادہ صحیح ہے۔	کافی، منیۃ المصلی
-۴	قرأت کی حد کے متعلق ہمارا قول یہ ہے کہ حرفوں کا صحیح ادا ہونا ضروری ہے۔ اگر کسی نے زبان سے (بغیر آواز کے) حروف صحیح کہے اور وہ حروف خود اپنے آپ کو نہ سنائے تو جائز نہ ہوگا۔ عام مشائخ رح نے اسی حکم کو اختیار کیا ہے۔	محیط
-۵	یہی (مذکورہ) حکم مختار ہے۔	سراجیہ
-۶	اور یہی حکم (مذکورہ ۴/۱۱۵) صحیح ہے۔	نقایہ
-۷	(الف) اور یہی حکم (مذکورہ ۴/۱۱۵) ذبح میں بسم اللہ پڑھنے کا ہے (ب) اور یہی حکم قسم میں استثناء کا ہے (ج) اور یہی حکم طلاق، عتاق، ایلاء اور بیع کا ہے[1]۔	محیط
-۸	فرض نمازوں میں قرأت کا مقام دو رکعتیں ہیں۔	محیط
-۹	خواہ وہ فرض نماز دو رکعت والی ہو یا تین رکعت والی یا چار رکعت والی نماز ہو اور خواہ پہلی دو رکعتیں ہوں یا آخر کی دو رکعتیں ہوں۔ یا (دو رکعت اس طرح ہوں کہ) پہلے دوگانہ سے ایک رکعت ہو اور آخری دوگانہ سے ایک رکعت ہو[2]۔	شرح نقایہ
-۱۰	حتیٰ کہ اگر کسی نے (فرض نماز کی کسی) ایک رکعت میں بھی قرأت نہ کی یا صرف ایک رکعت میں قرأت کی تو نماز فاسد ہو جائے گی۔	شمنی
-۱۱	وتر اور نفل نماز کی سب رکعتوں میں قرأت فرض ہے	محیط
-۱۲	اگر کسی نے نیند کی حالت میں قرأت کی تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ جائز نہ ہوگی	ظہیریہ
-۱۳	(ل) فارسی میں قرأت کرنا امام ابویوسف رح اور امام محمد رح کے ہاں بغیر عذر کے جائز نہیں ہے۔ اور اسی پر	

[1] اور اس میں سے کسی چیز کا اتنا آہستہ استثناء کیا کہ وہ خود بھی نہ سن سکا تو وہ استثناء جائز نہ ہوگا۔ (ماخوذ از حاشیۂ ہدایہ ج ۱ ص ۱۰۰ علی قول ابی جعفر رح) (مترجم)

[2] اسکے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۱ بھی ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوٰۃ — الفصل الاول فی فرائض الصلوٰۃ	حوالہ
۱۱۵	يفتى	هكذا فى شرح النقاية للشيخ ابى المكارم رح
	وتجوز عند ابى حنيفة رح بالفارسية وباى لسان كان وهو الصحيح	
	ويروى رجوعه الى قولهما وعليه الاعتماد۔	هكذا فى الهداية
۱۴-	وفى الاسرار هو اختيارى	
	وفى التحقيق هو مختار عامة المحققين وعليه الفتوى	كذا فى شرح النقاية للشيخ ابى المكارم رح
۱۵-	وهو الاصح	هكذا فى مجمع البحرين
۱۱۶-	**الركوع** تعداد شق ۴	
۱-	(ومنها الركوع) وقدر الواجب من الركوع ما يتناوله الاسم بعد ان يبلغ حده۔	
	وهو ان يكون بحيث اذا مد يديه نال ركبتيه۔	كذا فى السراج الوهاج
۲-	اذا لم يركع وذهب من القيام الى السجود بغير السنة بان خر كالجمل فذلك الانحناء يجزى عن الركوع۔	كذا فى الخلاصة والتجنيس
۳-	والاحدب اذا بلغت حدوبته الركوع يشير برأسه للركوع	كذا فى الخلاصة والتجنيس
۴-	واما وقته فبعد ما فرغ من القرأة وهو الاصح	هكذا فى المحيط
۱۱۷-	**السجود** تعداد شق ۲	
۱-	(ومنها السجود) السجود الثانى فرض كالاول باجماع الامة	كذا فى الزاهدى
۲-	وكمال السنة فى السجود وضع الجبهة والانف جميعا ولو وضع احدهما فقط ان كان من عذر لا يكره۔ وان كان من غير عذر فان وضع جبهته دون انفه جاز اجماعا ويكره۔ وان كان بالعكس فكذلك عند ابى حنيفة رح وقالا لا يجوز وعليه الفتوى۔	
	ولو وضع خده او ذقنه لا يجوز لا فى حالة العذر ولا فى غيرها۔ الا انه فى حالة العذر بهما يؤمى ايماء ولا يسجد۔	كذا فى خزانة المفتين

۱؎ اگر فارسی میں قرآن کے ترجمہ کے علاوہ بطور تفسیر کچھ بھی اضافہ پڑھا تو اس سے امام صاحب اور صاحبین کے ہاں بالاتفاق نماز فاسد ہو جائے گی (حاشیہ ہدایہ ص۹۸ ج۱ بحوالہ مبسوط) اور اگر فارسی میں صرف قرآن کا ترجمہ پڑھا تو بوجہ انہ لفی زبر الاولین یہ قرآن پہلے صحیفوں میں بھی تھا حالانکہ وہ عربی میں نہ تھے) امام صاحب کے ہاں فرض قرأت ادا ہو جائے گا۔ اور صاحبینؒ کے ہاں عذر کی وجہ سے فارسی میں قرأت کی تو فرض قرأت ادا ہوگا اور بغیر عذر

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — پہلی فصل نماز کے فرضوں کا بیان	حوالہ
۱۱۵	فتوٰی دیا جاتا ہے۔[۱]	شرح نقایہ
	(ب) اور امام ابوحنیفہ رح کے ہاں فارسی یا کسی اور زبان میں قرأت جائز ہے اور یہی حکم صحیح ہے۔	
	(ج) اور روایت کیا گیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رح نے صاحبین رح کے قول کی طرف رجوع کیا ہے اور اسی حکم پر اعتماد ہے۔	ہدایہ
-۱۴	(ا) اسرار میں ہے کہ یہی حکم (مذکورہ ۱۳ج/۱۱۵) میرا اختیار کردہ ہے۔	
	(ب) تحقیق میں ہے کہ یہی حکم (۱۳ج/۱۱۵) عام محققین کے ہاں مختار ہے اور اسی حکم پر فتوٰی ہے۔	شرح نقایہ
-۱۵	اور یہی حکم (۱۳ج/۱۱۵) زیادہ صحیح ہے۔	مجمع البحرین
-۱۱۶	**رکوع کرنا۔** اور اس میں ۴ شقیں ہیں۔	
-۱	(ا) نماز کے چھ فرضوں میں چوتھا فرض رکوع کرنا ہے (ب) رکوع کی حد کو پہنچنے کے بعد اتنی مقدار رکوع کرنا واجب ہے کہ جسے رکوع کہا جا سکے۔	
	(ج) اور رکوع کی حد یہ ہے کہ وہ رکوع کی حالت میں اگر ہاتھ لمبے کرے تو گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔[۲]	سراج وہاج
-۲	اگر کسی شخص نے رکوع نہ کیا اور قیام سے سیدھا سجدہ میں چلا گیا اور سجدہ میں سنت کے خلاف اونٹ کی طرح گر پڑا تو ایسا جھکنا رکوع کے قائم مقام ہو جائے گا۔[۳]	خلاصہ تجنیس
-۳	اگر کسی کبڑے کا کبڑا پن رکوع کی حد تک پہنچ گیا ہو تو وہ رکوع کے لئے اپنے سر سے اشارہ کرے۔	خلاصہ تجنیس
-۴	رکوع کا وقت قرأت سے فارغ ہونے کے بعد ہے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	محیط
-۱۱۷	**سجدے کرنا۔** اور اس میں ۲ شقیں ہیں۔	
-۱	نماز کے چھ فرضوں میں سے پانچواں فرض سجدے کرنا ہے۔ اور دوسرا سجدہ بھی پہلے سجدہ کی طرح فرض ہے کیونکہ اس پر امت کا اجماع ہے۔	زاہدی
-۲	(ا) سجدہ میں پورا مسنون طریقہ یہ ہے کہ ماتھا اور ناک دونوں رکھے۔ (ب) اگر کسی نے ماتھا اور ناک میں سے صرف کوئی ایک رکھا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (۱) اگر کسی عذر کی وجہ سے ایسا کیا تو مکروہ نہیں ہے۔ (۲) اور اگر عذر کے بغیر ایسا کیا تو (دیکھیں گے) (ا) اگر اس نے ماتھا رکھا اور ناک نہ رکھی تو بالاجماع جائز ہے مگر مکروہ ہے (ب) اور اگر ناک رکھی ماتھا نہ رکھا تو امام ابوحنیفہ رح کے ہاں پھر بھی جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ اور صاحبینؒ کے ہاں جائز نہیں ہے۔ اور اسی حکم پر فتوٰی ہے۔	
	(ج) اگر کسی نے (سجدہ میں) رخسار یا ٹھوڑی رکھی تو یہ جائز نہیں ہے نہ عذر کی حالت میں نہ عذر کے بغیر۔ لیکن اگر پیشانی اور ناک دونوں میں عذر ہے تو اشارہ کرے اور سجدہ نہ کرے۔	خزانۃ المفتین

[۱] فرض قرأت ادا نہ ہوگا گو فارسی میں قرأت سے صاحبینؒ کے ہاں بھی نماز فاسد نہیں ہوتی - ہدایہ ج ۱ ص۸۸ و حاشیہ ہدایہ بحوالہ نہایہ (مترجم) [۲] رکوع کی یہ حد کھڑا ہو کر رکوع کرنے میں ہے اور بیٹھ کر رکوع کرنے کی پوری حد یہ ہے کہ پیشانی گھٹنوں کے مقابل ہو جائے - اور اگر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں پیٹھ جھکا کر سر پست کردے تو بھی رکوع ہو جائے گا - ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص۴۱۶ (مترجم) [۳] نیز حکم نمبر ۱۷/۱۹۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ — الفصل الاول فی فرائض الصلوٰۃ	حوالہ
۱۱۷	وانما یجوز الاقتصار علی الانف اذا سجد علی ما صلب منه - واما اذا سجد علی ما لان منه وهو الارنبة فلا یجوز	کذا فی السراج الوهاج والجوهرة النیرة
۳-	ولو سجد علی الحشیش او التبن او علی القطن او الطنفسة او الثلج ان استقرت جبهته وانفه ویجد حجمه یجوز وان لم تستقر لا	هکذا فی الخلاصة
۴-	ولو سجد علی العجلة ان کانت علی البقرة لا یجوز وان کانت علی الارض یجوز کالسجدة علی السریر	هکذا فی الخلاصة
۵-	ولو سجد علی العزال[له] وهو بالفارسية کازه یجوز کالسریر	هکذا فی الخلاصة
۶-	اذا سجد علی الحنطة او الشعیر جاز	کذا فی السراج الوهاج
۷-	وان سجد علی الذرة او الجاورس او الدخن او الارز لا یجوز فان کان الارز او الجاورس او الذرة او الدخن او المحلوج فی الجوالق جاز-	کذا فی السراج الوهاج
۸-	ولو سجد علی ظهر رجل هو فی الصلوٰة جاز فان لم یکن ذلك الرجل فی الصلوة او لیس فی صلوته لا یجوز	کذا فی الخلاصة
۹-	ولو سجد علی فخذه ان کان بغیر عذر المختار انه لا یجوز - وان کان بعذر المختار انه یجوز	کذا فی الخلاصة
۱۰-	ولو سجد علی رکبتیه لا یجوز بعذر وبغیر عذر	کذا فی الخلاصه
۱۱-	ولو سجد علی کفه وهی علی الارض جاز علی الاصح	کذا فی التبیین
۱۲-	ولو سجد علی ظهر المیت وعلیه لبد ان وجد حجم المیت لم یجز- وان لم یجد حجمه جاز	کذا فی محیط السرخسی
۱۳-	اذا کان موضع السجود ارفع من موضع القدمین بقدر لبنة او لبنتین منصوبتین جاز وان زاد لم یجز	کذا فی الزاهدی
۱۴-	وحد اللبنة ربع ذراع	کذا فی السراج الوهاج
۱۵-	فی الحجة لو کان بموضع سجوده شوك کثیر او قراضات زجاجة فرفع رأسه من موضع السجود ووضع بموضع اخر جاز- ولا یکون ذلك	

له قوله العزال هو بالکسر شبه الجوالق کما فی القاموس عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی عزال زیر کے ساتھ پڑھا جاتا ہے وہ جوالق سے ملتی جلتی

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — پہلی فصل نماز کے فرضوں کا بیان	حوالہ
۱۱۷	(د) صرف ناک پر سجدہ کرنا تب جائز ہوگا جب کہ ناک کے سخت حصہ سے سجدہ کرے۔ اور اگر ناک کے نرم حصہ جو کہ ناک کا سرا ہے اس سے (صرف ناک پر) سجدہ کیا تو جائز نہ ہوگا۔	سراج وہاج، جوہرہ نیرہ
۳-	اگر کسی نے گھاس پر یا بھوسہ پر یا روئی پر یا کھجور کی چٹائی پر یا برف پر سجدہ کیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ل) اگر اس کے ماتھے اور ناک نے قرار پکڑا اور اس چیز (جس پر سجدہ کر رہا ہے) کی جسامت کی سختی محسوس کر رہا ہے تو جائز ہے۔	
	(ب) اور اگر ناک اور ماتھے نے ان چیزوں پر قرار نہ پکڑا تو پھر ان پر سجدہ جائز نہیں ہے۔	خلاصہ
۴-	اور اگر کسی نے عجلۃ (چھکڑا یا گھرنی) پر سجدہ کیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ل) اگر وہ گائے (بیل) کے اوپر بچھی ہو تو اس پر سجدہ جائز نہیں ہے (ب) اور اگر وہ زمین پر بچھی تو اس پر سجدہ جائز ہے جیسا کہ تخت پر سجدہ[1] جائز ہے۔	خلاصہ
۵-	اور اگر کسی نے عزرال پر جسے فارسی میں کازہ (مچان) کہتے ہیں سجدہ کیا تو جائز ہے جیسا کہ تخت پر جائز ہے	خلاصہ
۶-	اگر کسی نے گیہوں یا جو پر سجدہ کیا تو جائز ہے۔	سراج وہاج
۷-	(ل) اور اگر کسی نے مکی یا باجرہ یا کنگنی یا چاولوں پر سجدہ کیا تو جائز نہیں ہے۔	
	(ب) اور اگر چاول، باجرہ، مکی اور کنگنی یا بنولے نکالی ہوئی روئی تھیلیوں میں بھری ہو تو ان پر سجدہ جائز ہے۔	سراج وہاج
۸-	(ل) اگر کسی شخص نے دوسرے آدمی کی پیٹھ پر سجدہ کیا جو نماز پڑھ رہا ہے تو جائز ہے۔	
	(ب) اور اگر وہ دوسرا آدمی نماز میں نہیں ہے یا وہ نماز میں تو ہے مگر اس شخص کے ساتھ جماعت میں نہیں ہے تو پھر اس کی پیٹھ پر سجدہ جائز نہیں ہے۔	خلاصہ
۹-	اور اگر کسی شخص نے اپنی ران پر سجدہ کیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ل) اگر کسی عذر کے بغیر ایسا کیا تو مختار یہی ہے کہ جائز نہ ہوگا (ب) اور اگر کسی عذر کی وجہ سے ایسا کیا تو مختار یہی ہے کہ جائز ہوگا۔	خلاصہ
۱۰-	اور اگر کسی شخص نے اپنے دونوں گھٹنوں پر سجدہ کیا تو جائز نہ ہوگا خواہ کسی عذر سے ایسا کیا یا عذر کے بغیر کیا	خلاصہ
۱۱-	اگر کسی شخص نے اپنی ہتھیلی پر سجدہ کیا اور وہ ہتھیلی زمین پر پڑی تو زیادہ صحیح حکم کے مطابق یہ جائز ہے۔	تبیین
۱۲-	اگر کسی شخص نے میت کی پیٹھ پر سجدہ کیا اور اس پر نمدہ پڑا ہوا ہے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ل) اگر اسے میت کی جسامت کی سختی محسوس ہوتی ہے تو جائز نہیں (ب) اور اگر اسے میت کی جسامت کی سختی محسوس نہیں ہوتی تو جائز ہے	محیط سرخسی
۱۳-	(ل) اگر کسی شخص کے سجدہ کی جگہ اس کے پاؤں کی جگہ سے ایک یا دو کھڑی اینٹوں کے بقدر اونچی ہو تو سجدہ جائز ہے (ب) اور اگر سجدہ کی جگہ پاؤں کی جگہ کی نسبت ایک یا دو کھڑی اینٹوں کے بقدر بلندی سے بھی اونچی ہو تو پھر سجدہ جائز نہیں	زاہدی
۱۴-	اینٹ کی حد (شرعی) گز کی چوتھائی کے بقدر ہے۔	سراج وہاج
۱۵-	حجہ میں ہے کہ اگر کسی شخص کے سجدہ کی جگہ میں بہت سے کانٹے تھے یا شیشے کے ٹکڑے تھے تو اس نے سجدہ کی جگہ سے سر اٹھایا اور دوسری جگہ رکھا تو جائز ہے اور ایسا کرنے سے اس کا یہ سجدہ دوسرا سجدہ نہیں قرار	

چیز ہے (مترجم) [1] سریر میں چارپائی بھی داخل ہے۔ پس اگر چارپائی بہت ڈھیلی نہ ہو تو اس پر نماز جائز ہو جائے گی (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوٰة — الفصل الثانی فی واجبات الصلوٰة	حوالہ
۱۱۷	سجدة اخری بل الكل سجدة واحدة	كذا فی التتارخانیة
۱۶-	ولو ترك وضع اليدين والركبتين جازت صلوٰته بالاجماع	كذا فی السراج الوهاج
۱۷-	ولو سجد ولم يضع قدميه على الارض لايجوز۔ ولو وضع احداهما جاز مع الكراهة ان كان بغير عذر	كذا فی شرح منية المصلی لابن امير الحاج
۱۸-	ووضع القدم بوضع اصابعه وان وضع اصبعا واحدة فلو وضع ظهر القدم دون الاصابع بان كان المكان ضيقا ان وضع احدهما دون الاخرى تجوز صلوٰته كما لو قام على قدم واحدة	كذا فی الخلاصة
۱۹-	لو سجد وهو نائم اعاد السجدة ولو نام فی ركوعه وسجوده لايعيد شيئاً۔	كذا فی محيط السرخسی
۲۰-	ولو وضع جبهته على حجر صغير ان وضع اكثر الجبهة على الارض يجوز والافلا	كذا فی التجنيس وهكذا فی المحيط

۱۱۸- القعود الاخیر تعداد شق ۴

۱-	(ومنها القعود الاخير) مقدار التشهد	كذا فی التبيين
۲-	وهو من قوله التحيّات لله الى عبده ورسوله - هو الصحيح حتى لو فرغ المقتدی قبل فراغ الامام فتكلم فصلوٰته تامّة	كذا فی الجوهرة النيرة
۳-	والقعدة الاخيرة فرض فی الفرض والتطوع حتى لو صلى ركعتين ولم يقعد فی آخرهما وقام وذهب تفسد صلوٰته	كذا فی الخلاصة
۴-	واما الخروج بصنع المصلی فليس بفرض هو الصحيح	هكذا فی التبيين والعينی شرح الكنز واكثر الكتب

الفصل الثانی فی واجبات الصلوٰة

دفعات ۱۱۹ تا ۱۱۹ عنوان ۱ تعداد شق ۴۴

۱۱۹- واجبات الصلوٰة تعداد شق ۴۴

۱-	يجب تعيين الاوليين من الثلاثية والرباعية المكتوبتين للقراءة المفروضة حتى لو قرأ فی الاخريين من الرباعية دون الاوليين او فی احدى الاوليين واحدى الاخريين ساهيا وجب عليه سجود السهو	كذا فی البحر الرائق

؎ کل ایک ہی سجدہ ہوگا جب کہ اس نے ابھی تین تسبیحات نہ کہی ہوں اور اگر اس سجدہ میں تین تسبیحات کہنے کے بعد سر اٹھایا تو دوسری جگہ کرنے سے دوسرا سجدہ ہونا چاہیے (حاشیہ اردو

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — دوسری فصل نماز کے واجبوں کا بیان	حوالہ
۱۱۷	پائے گا بلکہ کل ایک ہی سجدہ ہوگا۔[۱]	تاتارخانیہ
۱۶-	اگر کسی نے (سجدہ میں) ہاتھوں اور گھٹنوں کو نہ رکھا تو اس کی نماز جائز ہوگی اس پر اجماع ہے۔[۲]	سراج وہاج
۱۷-	(ا) اگر کسی نے سجدہ کیا اور دونوں پاؤں زمین پر نہ رکھے تو جائز نہیں ہے۔ (ب) اگر کسی نے (سجدہ میں) ایک پاؤں رکھا اور اس نے ایسا کسی عذر کے بغیر کیا تو کراہت کے ساتھ جائز ہے	شرح منیہ
۱۸-	(ا) (سجدہ میں) پاؤں کا رکھنا انگلیوں کے رکھنے سے ہوتا ہے اگرچہ ایک ہی انگلی رکھے۔ (ب) پس اگر کسی نے پاؤں کی پیٹھ رکھی اور انگلیاں نہ رکھیں کہ جگہ تنگ تھی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر ایک پاؤں رکھ لیا ہے اور دوسرا پاؤں نہیں رکھا تو اس کی نماز جائز ہو جائے گی جیسا کہ کوئی شخص قیام میں ایک پاؤں پر کھڑا ہو تو اس کی نماز جائز ہو جاتی ہے۔	خلاصہ
۱۹-	(ا) اگر کسی شخص نے اس حال میں سجدہ کیا کہ وہ سویا ہوا ہے تو اس سجدہ کو لوٹائے۔ (ب) اور اگر کوئی شخص رکوع میں یا سجدہ میں سو گیا تو وہ کسی چیز کو نہیں لوٹائے گا۔	محیط سرخسی
۲۰-	اگر کسی نے (سجدہ میں) چھوٹے پتھر پر ماتھا رکھا (تو دیکھیں گے) اگر اس نے ماتھے کا اکثر حصہ زمین پر رکھا تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں ہے۔	تجنیس و محیط

۱۱۸- آخری التحیات کے لئے بیٹھنا

اور اس میں ۴ شقیں ہیں۔

۱-	نماز کے چھ فرضوں میں سے چھٹا فرض آخری قعدہ (آخری التحیات کے لئے بیٹھنا) ہے۔ اور وہ تشہد پڑھنے کی مقدار تک بیٹھنا ہے	تبیین
۲-	(ا) اور وہ (تشہد) اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ سے لے کر عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تک پڑھنا ہے۔ یہی حکم صحیح ہے۔ (ب) حتیٰ کہ اگر مقتدی امام کے فارغ ہونے سے پہلے فارغ ہو گیا اور بات کی تو اس کی نماز پوری ہو گئی۔	جوہرہ نیرہ
۳-	آخری قعدہ فرض نماز اور نفل نماز دونوں میں فرض ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی نے دو رکعتیں (نفل) پڑھیں اور ان کے آخر میں نہ بیٹھا، کھڑا ہو گیا اور چلا گیا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی۔	خلاصہ
۴-	نمازی کا اپنے اختیار سے نماز سے باہر نکلنا فرض نہیں ہے۔ یہی حکم صحیح ہے۔	تبیین، عینی، اکثر کتب

دوسری فصل نماز کے واجبوں کا بیان

دفعات ۱۱۹ تا ۱۱۹ — عنوان ۱ — تعداد شق ۴۴

۱۱۹- نماز کے واجبات

اس میں ۴۴ شقیں ہیں۔

۱-	فرض نماز خواہ تین رکعت کی ہو یا چار رکعت کی ہو اس میں فرضِ قرأت ادا کرنے کے لئے پہلی دو رکعتوں کو مقرر کرنا واجب ہے، حتیٰ کہ اگر کسی نے چار رکعت والی نماز میں بھول کر پہلی دو رکعتوں کی بجائے آخر کی دو رکعتوں میں یا پہلے دوگانہ میں سے ایک رکعت میں اور دوسرے دوگانہ میں سے ایک رکعت میں قرأت کی تو سجدۂ سہو واجب	

[۱] ترجمہ فتاویٰ ہٰذا مطبوعہ علمی پریس بحوالہ عین الہدایہ [۲] سجدہ میں ہاتھوں یا گھٹنوں کی جگہ پاک نہ ہونے کے حکم کے متعلق حکم ۱۰۷/۳۳ اور ان کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصّلوٰة — الفصل الثانی فی واجبات الصّلوٰة	حوالہ
۱۱۹		
۲-	وتجب قراءة الفاتحة وضم السورة اوما يقوم مقامها من ثلاث آيات قصار او آية طويلة فى الاوليين بعد الفاتحة	كذا فى النهر الفائق
	وفى جميع ركعات النفل والوتر	هكذا فى البحر الرائق
۳-	ويجب تقديم الفاتحة على السورة	كذا فى النهر الفائق
۴-	اذا نسى الفاتحة فى الركعة الاولى او الثانية وقرأ السورة ثم تذكر فانه يبدأ بفاتحة الكتاب ثم يقرأ السورة وهو ظاهر الرواية	هكذا فى المحيط
۵-	ومن قرأ فى العشاء فى الاوليين السورة ولم يقرأ بفاتحة الكتاب لم يعد الفاتحة فى الاخريين۔ وان قرأ الفاتحة ولم يزد عليها قرأ فى الاخريين الفاتحة والسورة يجهر بهما هو الصحيح۔	هكذا فى الهداية
	اذا لم يقرأ بشئ فى الشفع الاول يقرأ فى الشفع الثانى بفاتحة الكتاب وسورة يجهر بهما فى قولهم ويسجد للسهو	كذا فى فتاوى قاضيخان فى فصل سجود السهو
۶-	ويجب الاقتصار فى الركعتين الاوليين على قرأة الفاتحة مرة واحدة فى كل ركعة منهما۔	هكذا فى المنية
۷-	واذا قرأ فى الاوليين او احداهما الفاتحة مرتين على الولاء يلزمه سجود السهو۔ ولو قرأ الفاتحة ثم السورة ثم الفاتحة لا سهو عليه	كذا فى الظهيرية وهكذا فى التجنيس
۸-	وهو الاصح	هكذا فى الزاهدى
۹-	ويجب مراعاة الترتيب فى كل فعل مكرر فى كل ركعة كالسجود او وجميع الصلوٰة كعدد الركعات حتى لو نسى سجدة من الركعة الاولى وقضاها فى آخر الصلوٰة جاز وكذا ما يقضيه المسبوق بعد فراغ الامام اول صلوٰته عندنا ولو كان الترتيب فرضا كان آخرا۔	كذا فى التبيين

ل پس اگر کسی نے ایک رکوع کی مقدار یا اس سے زیادہ قرأت کی مگر سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہے۔ ماخوذ از حاشیہ ترجمہ فتاوی ہذا ج ۱ ص ۱۲۹ از سید امیر علی۔ مطبوعہ علمی پریس لاہور اور اگر اکثر آیات چھوڑ دیں تو اس سے متعلق حکم ۱/۱۹۱ ملاحظہ ہو ترجمہ اور تاخیر واجب کی وجہ سے سجدۂ سہو لازم ہوگا اس کے متعلق حکم ۲/۱۱۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — دوسری فصل نماز کے واجبوں کا بیان	حوالہ
119	ہوگا۔	
۲۔	(ل) (قرأت میں) سورۂ فاتحہ (الحمد شریف) کا پڑھنا واجب ہے [۱ھ]	بحرالرائق
	(ب) (فرضوں کی) پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت یا اس کے قائم مقام چھوٹی تین آیتوں یا ایک بڑی آیت کا ملانا بھی واجب ہے۔	النہرالفائق
	(ج) نفل اور وتر کی سب رکعتوں میں (سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ یا اس کے قائم مقام آیات کا ملانا بھی واجب ہے۔	بحرالرائق
۳۔	سورۂ فاتحہ کو سورت سے پہلے پڑھنا واجب ہے۔	النہرالفائق
۴۔	اگر کوئی شخص پہلی یا دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا بھول گیا اور سورت پڑھ لی پھر اسے یاد آیا تو (اس کے لئے حکم یہ ہے کہ) وہ پہلے سورۂ فاتحہ پڑھے اور پھر کوئی اور سورت پڑھے۔ اور یہ حکم ظاہر روایت کا ہے۔	محیط
۵۔	(ل) جس شخص نے عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں سورت پڑھی اور سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو وہ اخیر کی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ نہ لوٹائے۔	
	(ب) اور اگر کسی نے (عشا کی پہلی دو رکعتوں میں) سورۂ فاتحہ پڑھی اور اس پر اور زیادہ کچھ نہ پڑھا تو وہ آخری دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت پڑھے اور دونوں کی اونچی قرأت کرے۔ یہی حکم صحیح ہے [۲ھ]	ہدایہ
	(ج) اگر کسی نے (عشا کی) پہلی دوگانہ میں کچھ بھی نہ پڑھا تو وہ دوسرے دوگانہ میں فاتحہ اور سورت پڑھے اور دونوں کی قرأت اونچی کرے اور سجدۂ سہو کرے۔	قاضیخان
۶۔	(ل) اور یہ واجب ہے کہ پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ صرف ایک بار پڑھنے پر بس کرے۔	منیہ
۷۔	(ل) اور اگر کسی نے پہلی دو رکعتوں میں یا پہلی دو رکعتوں میں سے کسی ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ دو بار پے در پے پڑھی تو اس پر سجدۂ سہو لازم ہوگا۔	
	(ب) اور اگر کسی نے سورۂ فاتحہ پڑھی پھر سورت پڑھی پھر سورۂ فاتحہ پڑھی تو اس پر سجدۂ سہو نہیں ہے	ظہیریہ۔ تجنیس
۸۔	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	زاہدی
۹۔	(ل) جو کام ہر رکعت میں کئی بار ہوتے ہیں جیسے سجدہ یا جو کام پوری نماز میں کئی بار ہوتے ہیں جیسے رکعتوں کی تعداد، ان میں ترتیب واجب ہے (فرض نہیں ہے) (ب) حتیٰ کہ اگر کوئی شخص پہلی رکعت میں ایک سجدہ بھول گیا اور اسے آخری رکعت میں قضا کیا تو جائز ہے [۳ھ]۔	
	(ج) اسی طرح مسبوق [۴ھ] جو نماز امام کے فارغ ہونے کے بعد پڑھتا ہے وہ ہمارے نزدیک اس کی پہلی رکعت ہے اگر ترتیب فرض ہوتی تو اس کی وہ نماز اخیر نماز ہوتی۔	تبیین

۳ھ یعنی نماز کے لئے جواز کا حکم ہے مگر تاخیر واجب سے سجدۂ سہو لازم ہوگا (ماخوذ از درمختار ج ا ص ۶۹۳) (مترجم)۔ ۴ھ مسبوق کے مفہوم کے متعلق حکم ۳۴۴/۱۱۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصّلوٰة — الفصل الثانی فی واجبات الصلوٰة	حوالہ
۱۱۹ ۱۰-	امّا ما شرع غیر مکرر فی کل رکعة کالقیام والرکوع او فی جمیع الصّلوٰة کالقعدة الاخیرة فالترتیب فیها فرض حتی لو رکع قبل القیام او سجد قبل الرکوع لا یجوز وکذا لو قعد قدر التشهد ثم تذکر ان علیه سجدة او نحوها بطل القعود	کذا فی التبیین
۱۱-	اجمعوا علی ان الاعتدال فی قومة الرکوع لیس بواجب عند ابی حنیفة رح ومحمّد رح	کذا فی الظهیریة
۱۲-	وکذا الطمانینة فی الجلسة	هکذا فی الکافی
۱۳-	وامّا الاعتدال فی الرکوع والسجود وکل رکن هو اصل بنفسه۔ ذکر الکرخی رح انه واجب علی قولهما	هکذا فی الظهیریة
۱۴-	وهو الصحیح	کذا فی شرح المنیة لابن امیر الحاج
۱۵-	وتعدیل الارکان هو تسکین الجوارح حتی تطمئن مفاصله وادناه قدر تسبیحة۔	کذا فی العینی شرح الکنز والنهر الفائق
۱۶-	وتجب القعدة الاولی قدر التشهد اذا رفع رأسه من السجدة الثانیة فی الرکعة الثانیة فی ذوات الاربع والثلاث هو الاصح	هکذا فی الظهیریة
۱۷-	ویجب التشهد فی القعدة الاخیرة۔ وکذا فی القعدة الاولیٰ۔ وهو الصحیح	هکذا فی السراج الوهاج
۱۸-	وهو الاصح	کذا فی محیط السرخسی
۱۹-	والتشهد ان یقول التحیات لله والصلوٰت والطیبات السلام علیك ایّها النبی ورحمة الله وبرکاته السّلام علینا وعلی عباد الله الصالحین اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمّدا عبده ورسوله	کذا فی الزاهدی
۲۰-	وهذا تشهد عبد الله بن مسعود رضی الله عنه والأخذ بها اولی من الأخذ بتشهد ابن عباس رضی الله عنه	کذا فی الهدایة
۲۱-	ولا بد من ان یقصد بالفاظ التشهد معانیها التی وضعت لها من عنده کانه یحیی الله ویسلم علی النبی صلی الله علیه وسلم وعلی نفسه واولیاء الله تعالیٰ	کذا فی الزاهدی

[1] اعتدال کی تشریح کے متعلق حکم نمبر 15/119 ملاحظہ ہو (مترجم) [2] ترجمہ ۱- زبان، بدن اور پاک مال کی سب عبادتیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔ اے اللہ کے نبی آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ اور ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک اللہ تعالیٰ

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام / دوسری فصل نماز کے واجبوں کا بیان	حوالہ
۱۱۹ ۔۱۰	(د) مگر وہ کام جو ہر رکعت میں کئی بار نہیں ایک ہی بار ہوتا ہے جیسے قیام ارکوع یا جو کام پوری نماز میں ایک ہی بار ہوتا ہے جیسے آخری قعدہ تو ان میں ترتیب فرض ہے (ب) حتیٰ کہ اگر کسی شخص نے قیام سے پہلے رکوع کر لیا یا رکوع سے پہلے سجدہ کر لیا تو جائز نہیں ہے۔ (ج) اسی طرح اگر کوئی شخص (آخری) قعدہ میں تشہد کے بقدر بیٹھا پھر اسے یاد آیا کہ اس کے ذمہ کوئی سجدہ یا ایسا ہی کوئی اور رکن باقی رہ گیا ہے تو اس کا وہ قعدہ باطل ہے۔	تبیین
۱۱۔	اس پر فقہاء کا اجماع ہے کہ رکوع کے قومہ میں اعتدال (رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا) امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے ہاں واجب نہیں ہے۔	ظہیریہ
۱۲۔	اسی طرح جلسہ میں طمانیت (دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان وسکون سے بیٹھنا) بھی واجب نہیں ہے۔	کافی
۱۳۔	اور رکوع اور سجود میں اور نماز کا ہر وہ کام جو فی نفسہ ایک اصل ہے ان میں اعتدال کے متعلق امام کرخی رح نے یہ ذکر کیا ہے کہ صاحبین رح کے قول کے بموجب ان میں اعتدال واجب ہے۔	ظہیریہ
۱۴۔	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	شرح منیہ
۱۵۔	تعدیل ارکان (نماز کے ارکان میں اعتدال) سے مراد جسم کے اعضاء کا ایسا سکون ہے کہ ہر عضو کے جوڑ میں ٹھہراؤ آجائے۔ اور کم از کم ٹھہراؤ ایک تسبیح کہہ لینے کی دیر کے بقدر رہے۔	عینی، النہر الفائق
۱۶۔	چار یا تین رکعت والی نماز میں جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے سر اٹھائے تو بقدر تشہد پہلا قعدہ (التحیات سے لے کر عبدہ ورسولہ تک پڑھنے کے بقدر بیٹھنا) واجب ہے۔ یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	ظہیریہ
۱۷۔	آخری قعدہ میں تشہد پڑھنا واجب ہے۔ اور اسی طرح پہلے قعدہ میں بھی تشہد پڑھنا واجب ہے۔ اور یہی حکم صحیح ہے۔	سراج وہاج
۱۸۔	اور یہی (مذکورہ) حکم زیادہ صحیح ہے۔	محیط سرخسی
۱۹۔	اور تشہد میں یہ پڑھے:۔ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ[1]	زاہدی
۲۰۔	تشہد کے یہ (مذکورہ) الفاظ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت والی تشہد کے ہیں۔ اور ان الفاظ کو اختیار کرنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت والی تشہد کے الفاظ سے اولیٰ ہے۔	ہدایہ
۲۱۔	اور تشہد کے لفظوں کے مفرد معنوں کا اپنی طرف سے ارادہ کرنا ضروری ہے۔ گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ پر تحیہ (تعریف) بھیجتا ہے۔ اور اللہ کے نبی پر اپنے آپ پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام بھیج رہا ہے۔	زاہدی

[1] کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم یقیناً اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (مترجم)

دفعہ وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ — الفصل الثانی فی واجبات الصلوٰۃ	حوالہ
۱۱۹ ۲۲-	ویجب لفظ السلام	هکذا فی الکنز
۲۳-	ویجب قرأۃ القنوت فی الوتر وتکبیرات العیدین هو الصحیح حتی یجب سجود السهو بترکها۔	هکذا فی التبیین
۲۴-	ویجب الجهر فی ما یجهر والمخافۃ فیما یخافت	هکذا فی التبیین
۲۵-	ویجهر بالقرأۃ فی الفجر وفی الرکعتین الاولیین من المغرب والعشاء ان کان اماما ویخفیها فیما بعد الاولیین	کذا فی الزاهدی
۲۶-	ویخفیها الامام فی الظهر والعصر وان کان بعرفۃ	کذا فی الهدایۃ
۲۷-	ویجهر فی الجمعۃ والعیدین	کذا فی الهدایۃ
۲۸-	وکذا یجهر فی التراویح والوتر ان کان اماما	کذا فی التبیین
۲۹-	وان کان منفردا ان کانت صلوٰۃ یخافت فیها یخافت حتما هو الصحیح وان کانت صلوٰۃ یجهر فیها فهو بالخیار والجهر افضل ولکن لا یبالغ مثل الامام لانه لا یسمع غیره۔	کذا فی التبیین
۳۰-	ولا یجهد الامام نفسه بالجهر	کذا فی البحر الرائق
۳۱-	واذا جهر الامام فوق حاجۃ الناس فقد اساء لان الامام انما یجهر لاسماع القوم لیدبروا فی قرأته لیحصل احضار القلب	کذا فی السراج الوهاج
۳۲-	والذکر ان کان وجب للصلوٰۃ فانه یجهر به کتکبیرۃ الافتتاح وما لیس بفرض فما وضع للعلامۃ فانه یجهر به کتکبیرات الانتقال عند کل خفض ورفع اذا کان اماما۔ واما المنفرد والمقتدی فلا یجهـ[illegible] به	کذا فی البحر الرائق
۳۳-	وان کان یختص ببعض الصلوٰۃ کـ[illegible]ـات العیدین جهر به۔ وکذا القنوت فی مذهب العراقیین واختار صاحب الهدایۃ الاخفاء	کذا فی البحر الرائق
۳۴-	واما ما سوی ذلک فلا یجهر به مثل التشهد وآمین والتسبیحات	کذا فی البحر الرائق

لہ جیساکہ حکم نمبر ۵/۱۲۸ میں ہے (مترجم) ٢ہ یعنی وہ تکبیریں جو نماز میں ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف جاتے ہوئے کہی جاتی ہیں مثلاً رکوع میں جانے کی تکبیر (مترجم)

حوالہ	چوتھا باب نماز کے احکام — دوسری فصل نماز کے واجبوں کا بیان	دفعات و شق نمبر
کنز	سلام کا لفظ واجب ہے۔	۲۲- (۱۱۹)
تبیین	(ا) نمازِ وتر میں دعائے قنوت پڑھنا واجب ہے۔ (ب) اور دونوں عیدوں کی (زائد) تکبیریں بھی واجب ہیں۔ اور یہی حکم صحیح ہے (ج) حتّٰی کہ انہیں چھوڑ دینے سے سجدۂ سہو واجب ہوگا۔	۲۳-
تبیین	بلند آواز سے قرأت کرنے کے اوقات میں اونچا پڑھنا اور آہستہ آواز سے قرأت کرنے کے اوقات میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔	۲۴-
زاہدی	(ا) فجر کی نماز میں اور مغرب اور عشا کی پہلی دو رکعتوں میں اگر امام ہے تو اونچی آواز سے قرأت کرے (ب) اور پہلی دو رکعت کے بعد کی نماز میں آہستہ قرأت کرے۔	۲۵-
ہدایہ	ظہر اور عصر کی نماز میں امام آہستہ قرأت کرے۔ خواہ عرفہ میں ہو۔	۲۶-
ہدایہ	اور جمعہ اور دونوں عیدوں کی نماز میں اونچی آواز سے قرأت کرے۔	۲۷-
تبیین	اسی طرح تراویح اور وتر کی نماز میں اگر امام ہو تو اونچی آواز سے قرأت کرے۔	۲۸-
تبیین	اگر اکیلے نماز پڑھ رہا ہو تو (اس کے لئے حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر ایسے وقت کی نماز ہے جس میں آہستہ قرأت کی جاتی ہے تو آہستہ قرأت کرنا ضروری ہے۔ یہی حکم صحیح ہے۔ (ب) اگر ایسے وقت کی نماز ہے جس میں اونچی آواز سے قرأت کی جاتی ہے تو اُسے[1] اختیار ہے۔ اور[2] (اس صورت میں اس کے لئے) اونچی آواز سے قرأت کرنا افضل ہے۔ لیکن[3] امام کی طرح زیادہ اونچی قرأت نہ کرے۔ کیونکہ یہ کسی دوسرے کو نہیں سنا رہا ہے۔	۲۹-
بحر رائق	امام اونچی قرأت کرنے میں بہت کوشش نہ کرے۔	۳۰-
سراج وہاج	اگر امام نے لوگوں کی ضرورت سے زیادہ اونچی قرأت کی تو گناہ ہوگا۔ اس لئے کہ امام لوگوں کو سنانے کے لئے اونچی قرأت اس لئے کرتا ہے کہ لوگ اس کی قرأت میں غور و فکر کریں تاکہ حضورِ قلب حاصل ہو۔	۳۱-
بحر رائق	(نماز میں مشروع اذکار کا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر امام ہو تو جو ذکر[1] نماز کے لئے ضروری قرار پایا ہے جیسے نماز کے شروع میں تکبیر تحریمہ کہنا، اسے اونچا کہے گا اور جو[2] ذکر نماز میں فرض نہیں ہے تو ان میں سے جو علامت کے لئے مقرر ہے جیسے جھکتے اور اٹھتے ایک عمل سے دوسرے عمل میں جاتے وقت کی تکبیریں کہنا تو انہیں بھی اونچا کہے گا۔ (ب) اور اگر اکیلے نماز پڑھ رہا ہو یا مقتدی ہو تو پھر تکبیر تحریمہ اور تکبیراتِ انتقال[3] اونچی آواز سے نہیں کہی جائیں گی	۳۲-
بحر رائق	(ا) اور اگر وہ ذکر ایسا ہے کہ بعض نمازوں سے مخصوص ہے جیسے عیدوں[1] کی تکبیریں تو اسے اونچی آواز سے کہا جائے گا (ب) اور اسی طرح قنوت (کا حکم یہ ہے کہ) عراقیوں کے مذہب کے مطابق اونچی آواز سے پڑھا جائے گا اور صاحبِ ہدایہ نے قنوت پڑھنے میں آہستہ پڑھنے کو اختیار کیا ہے۔	۳۳-
بحر رائق	اور ان اذکار (مذکورہ ۳۲-۳۳ / ۱۱۹) کے سوا جو اذکار نماز میں پڑھے جاتے ہیں جیسے تشہد پڑھنا، آمین کہنا اور تسبیحات پڑھنا انہیں اونچی آواز سے نہ کہا جائے گا۔	۳۴-

۱؎ عید کی نماز اکیلے پڑھنا درست نہیں جیسا کہ نماز جمعہ اکیلے پڑھنا درست نہیں ہے۔ بحر رائق ج ۱ ص ۳۴۵۔ اس کے متعلق حکم نمبر کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوٰة — الفصل الثالث فی سنن الصلوٰة وآدابها وكيفيتها	حوالہ
۱۱۹ ۳۵-	اذا ترك صلوٰة الليل ناسيا فقضاها فی النهار وامّ فيها وخافت كان عليه السهو۔	كذا فی فتاوی قاضیخان فی سجود السهو
۳۶-	وان امّ ليلا فی صلوٰة النهار يخافت ولا يجهر فان جهر ساهيا كان عليه السهو	كذا فی فتاوی قاضیخان فی سجود السهو
۳۷-	والمنفرد اذا قضى هذه الصلوات ففی الجهر فيما يجهر اختلاف المشائخ رح والاصح ان الجهر افضل	كذا فی المحيط، هكذا فی الكافی
۳۸-	وهو اختيار شمس الائمة رح وفخر الاسلام رح وجماعة من المتأخرين وقال قاضيخان هو الصحيح وفی الذخيرة وهو الاصح	كذا فی التبيين
۳۹-	وفی الخلاصة عن الاصل رجل يصلی وحده فجاء رجل واقتدى به بعد ما قرأ الفاتحة او بعضها يقرأ الفاتحة ثانيا ويجهر	كذا فی البحر الرائق
۴۰-	واما نوافل النهار فيخفی فيها حتما وفی نوافل الليل يتخيّر	كذا فی الزاهدی
۴۱-	اختلفوا فی حد الجهر والمخافتة قال الفقيه ابوجعفر رح والشيخ الامام ابوبكر محمد بن الفضل رح ادنى الجهر ان يسمع غيره وادنى المخافتة ان يسمع نفسه وعلى هذا يعتمد	كذا فی المحيط
۴۲-	وهو الصحيح	كذا فی الوقاية والنقاية
۴۳-	وبه أخذ عامّة المشائخ رح	كذا فی الزاهدی
۴۴-	ولو كان بحيث تجاوز شفتيه حتى لو قرّب انسان صماخه من فمه يدخل صوته فی اذنه وفهم ما يقرأ فهذه مجمجة[1]	كذا فی الخلاصة

الفصل الثالث فی سنن الصلوٰة وآدابها وكيفيتها

دفعات ۱۲۰ تا ۱۳۸ — عنوانات ۱۹ — تعداد شق ۱۴۵

۱۲۰- سنن الصلوٰة

تعداد شق ۳

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱-	(سننها) رفع اليدين للتحريمة ونشر اصابعه وجهر الامام	

[1] قوله مجمجة فی القاموس مجمج فی خبره لم يبينه والكتاب لم يبين حروفه (حاشیہ عربی فتاوی ہذا) (ترجمہ) قاموس میں مجمج کا معنی یہ لکھا ہے کہ فلاں نے خبر میں مجمجہ کیا یعنی واضح نہ کیا اور لکھنے میں مجمجہ کیا یعنی اس کے حروف واضح نہ کئے۔ نیز حکم نمبر ۱/۱۲۱ کا حاشیہ ۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — تیسری فصل نماز کی سنتوں، آداب اور کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۱۹ -۳۵	اگر کسی نے رات کی نمازوں میں سے کوئی نماز بھول کر چھوڑ دی پھر اسے دن میں قضا کیا اور اس میں امام بنا اور قرأت اونچی آواز سے نہ کی تو اس پر سجدہ سہو لازم ہوگا۔	قاضیخان
-۳۶	اگر کسی نے دن کی نماز رات کے وقت قضا کی اور اس میں امام بنا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) قرأت آہستہ کرے گا اور اونچی آواز سے قرأت نہ کرے گا۔ پس اگر اس نے (اس صورت میں) بھول کر اونچی آواز سے قرأت کی تو اس پر سجدۂ سہو لازم ہوگا۔	قاضیخان
-۳۷	اکیلے نماز پڑھنے والا نمازیں قضا کرے تو جن نمازوں میں قرأت اونچی کی جاتی ہے ان کی قضا کرتے وقت قرأت اونچی پڑھنے میں مشائخ رحؒ کا اختلاف ہے زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اس کے لئے اونچی آواز سے قرأت کرنا افضل ہے	محیط - کافی
-۳۸	اس (مذکورہ) حکم کو شمس الائمہ رحؒ اور فخر الاسلام رحؒ اور متاخرین کی ایک جماعت نے اختیار کیا ہے اور قاضی خان نے کہا ہے کہ یہی حکم صحیح ہے اور ذخیرہ میں ہے کہ یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	تبیین
-۳۹	خلاصہ میں اصل سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص اکیلے نماز پڑھ رہا ہے۔ دوسرا شخص آیا اور اس نے اس وقت اقتدا کی جب وہ پوری سورۂ فاتحہ یا بعض سورۂ فاتحہ پڑھ چکا تھا تو اب وہ سورۂ فاتحہ دوبارہ پڑھے اور قرأت اونچی کرے۔	بحرالرائق
-۴۰	(الف) دن کے نفلوں میں یقینی حکم یہی ہے کہ آہستہ قرأت کرے۔ (ب) اور رات کے نفلوں میں اسے اختیار ہے (کہ اونچی قرأت کرے یا آہستہ کرے)	زاہدی
-۴۱	اونچی قرأت اور آہستہ قرأت کی تعریف میں اختلاف ہے۔ فقیہ ابو جعفر رحؒ اور شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضل رحؒ نے کہا ہے کہ کم از کم اونچی قرأت یہ ہے کہ دوسرے کو سنائے اور کم سے کم آہستہ قرأت یہ ہے کہ اپنے آپ کو سنائے اور اسی تعریف پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ ؎۲	محیط
-۴۲	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	وقایہ - نقایہ
-۴۳	اور اسی حکم (مذکورہ ۱۱۹/۴۱) کو عام مشائخ رحؒ نے اختیار کیا ہے۔	زاہدی
-۴۴	اگر کسی کا پڑھنا اس کے ہونٹوں سے اس طرح نکلا کہ اگر کوئی دوسرا شخص اس کے منہ کے قریب کان لے جائے تو اس کی آواز اس کے کان میں آتی ہے اور جو کچھ وہ پڑھتا ہے اسے سمجھ آتا ہے تو یہ کھسر پھسر ہے۔	خلاصہ

تیسری فصل نماز کی سنتوں، آداب اور نماز کی کیفیت کا بیان

دفعات نمبر ۱۲۰ تا ۱۳۸　　　عنوانات ۱۹　　　تعداد شق ۱۴۵

۱۲۰- نماز کی سنتیں۔

اور اس میں ۳۳ شقیں ہیں۔

۱- | نماز کی سنتیں ؎۳ یہ ہیں۔ تکبیر تحریمہ کے لئے ہاتھ اٹھانا۔ اور (تکبیر میں ہاتھ کی) انگلیاں کھلے رکھنا۔ اور

؎۳ ترک سنت سے نہ نماز فاسد ہوتی ہے نہ سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے البتہ جان بوجھ کر ترکِ سنت گناہ کا [illegible] ب اور نادانستہ ترک ہو جانا معاف ہے لیکن اگر کوئی شخص سنت کو حقیر جانے تو کافر ہوگا اور سنت کو حق نہ جاننا بھی کفر ہے کیونکہ حق نہ جاننا حقیر سمجھنا ہے (حاشیہ اردو ترجمہ فتاویٰ ہذا مطبوعہ علمی پریس ہو بحوالہ نہر الفائق عن البزازیہ)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ — الفصل الثالث فی سنن الصلوٰۃ وآدابها وکیفیتها	حوالہ
۱۲۰-	بالتکبیر والثناء والتعوّذ والتسمیۃ والتامین سرّا - ووضع یمینه علی یساره تحت سرّته وتکبیر الرکوع وتسبیحه ثلاثا واخذ رکبتیه بیدیه وتفریج اصابعه وتکبیر السجود والرفع وکذا الرفع نفسه وتسبیحه ثلاثا ووضع یدیه ورکبتیه وافتراش رجله الیسری ونصب الیمنی والقومة والجلسة -	کذا فی البحر الرائق
۲-	وکذا الطمانینة فیهما قدر تسبیحة -	کذا فی شرح المنیۃ لابن امیر الحاج
۳-	والصلوٰۃ علی النبی صلی الله علیه وسلم والدعاء	هکذا فی البحر الرائق
۱۲۱-	**آدابها** تعداد شق ۴	
۱-	(و آدابها) نظره الی موضع سجوده حال القیام والی ظهر قدمیه حالة الرکوع والی ارنبته حالة السجود والی حجره حالة القعود وعند التسلیمة الاولی الی منکبه الایمن وعند الثانیة الی منکبه الایسر	هکذا فی البحر الرائق
۲-	وکظم فمه عند التثاؤب	هکذا فی البحر الرائق
۳-	واخراج کفیه من کمیه عند التکبیر -	هکذا فی البحر الرائق
۴-	ودفع السعال ما استطاع -	هکذا فی البحر الرائق
۱۲۲-	**کیفیة الصلوٰۃ (کیفیة التحریمة)** تعداد شق ۱۷	
۱-	(وکیفیتها) اذا اراد الدخول فی الصلوٰۃ کبر ورفع یدیه حذاء اذنیه حتّٰی یحاذی بابهامیه شحمتی اذنیه وبروس الاصابع فروع اذنیه	کذا فی التبیین
۲-	ولا یطأطئ رأسه عند التکبیر	کذا فی الخلاصة
۳-	قال الفقیه ابو جعفر رح یستقبل ببطون کفیه القبلة وینشر اصابعه ویرفعهما فاذا استقرتا فی موضع محاذاة الابهامین شحمتی الاذنین یکبر قال شمس الائمة السرخسی رح علیه عامة المشائخ رح	کذا فی المحیط
۴-	والرفع قبل التکبیر هو الاصح	هکذا فی الهدایة
۵-	وهکذا تکبیرات القنوت وصلوٰۃ العیدین ولا یرفعهما فی تکبیرة سواها -	کذا فی الاختیار شرح المختار

لہ ثنا اور تعوّذ کے پورے الفاظ اور ان کے معانی حکم نمبر ۱۲۳ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — تیسری فصل نماز کی سنتوں، آداب اور کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۲۰-	(۱) امام کا اونچی آواز سے تکبیر کہنا۔ (۲) ثناء (سبحنک اللّٰھم) پڑھنا۔ (۳) اعوذ باللہ پڑھنا۔ (۴) بسم اللہ پڑھنا۔ اور (۵) آمین کہنا اور (یہ سب) آہستہ آواز سے کہنا۔ (۶) ناف کے نیچے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھنا۔ (۷) رکوع کی تکبیر کہنا۔ (۸) رکوع میں تین دفعہ تسبیحات کہنا۔ (۹) رکوع میں دونوں گھٹنے دونوں ہاتھوں سے پکڑنا۔ (۱۰) رکوع میں انگلیاں کھلے رکھنا۔ (۱۱) سجدہ کے لئے تکبیر کہنا۔ (۱۲) سجدہ سے اٹھنے کے لئے تکبیر کہنا۔ (۱۳) سجدہ سے اٹھنے کا عمل کرنا۔ (۱۴) سجدہ میں تین دفعہ تسبیحات کہنا۔ (۱۵) اور (سجدہ میں) دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے رکھنا۔ (قعدہ میں) (۱۶) بایاں پاؤں بچھانا اور (۱۷) دایاں پاؤں کھڑا رکھنا۔ (۱۸) قومہ (رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا) (۱۹) جلسہ (دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا)	بحرالرائق
۲-	اسی طرح (۲۰) قومہ اور جلسہ میں بقدر ایک تسبیح کے اطمینان حاصل کرنا۔	شرح منیہ
۳-	(۲۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اور (۲۲) دعا پڑھنا۔	بحرالرائق
۱۲۱-	**نماز کے آداب۔** اس میں ۴ شقیں ہیں۔	
۱-	نماز کے آداب یہ ہیں کہ نمازی قیام کے دوران اپنی نگاہ اپنے سجدہ کی جگہ پر رکھے۔ رکوع کے دوران اپنی نگاہ اپنے دونوں پاؤں کی پیٹھ پر رکھے۔ سجدہ میں ناک کے سرے پر رکھے۔ التحیات کے دوران اپنی نگاہ اپنی گود پر رکھے۔ پہلے سلام کے وقت اپنی نگاہ اپنے دائیں کندھے پر رکھے اور دوسرے سلام کے وقت اپنی نگاہ اپنے بائیں کندھے پر رکھے۔	بحرالرائق
۲-	اور اگر جمائی آئے تو منہ بند رکھے۔	بحرالرائق
۳-	تکبیر تحریمہ کے لئے (ہاتھ اٹھاتے وقت) اپنے دونوں ہاتھ آستینوں سے باہر نکالے۔	بحرالرائق
۴-	اور کھانسی کو جس قدر روک سکے، روکے۔	بحرالرائق
۱۲۲-	**نماز کی کیفیت (تکبیر تحریمہ کی کیفیت)** اس میں ۱۷ شقیں ہیں۔	
۱-	نماز کی کیفیت میں (تکبیر تحریمہ کی کیفیت) یہ ہے کہ جب کوئی شخص نماز میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو تکبیر کہے۔ اور دونوں ہاتھ کانوں تک اس طرح اٹھائے کہ دونوں انگوٹھے دونوں کانوں کی لو کے مقابل ہوں اور انگلیوں کے سرے دونوں کانوں کے اوپر والے حصوں کے مقابل ہوں۔	تبیین
۲-	تکبیر کے وقت سر نہ جھکائے۔	خلاصہ
۳-	فقیہ ابوجعفر رح نے کہا ہے کہ (دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائے کہ) دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں قبلہ کی طرف ہوں انگلیاں کھلی ہوں۔ اور جب دونوں ہاتھ یہاں تک اٹھ جائیں کہ دونوں انگوٹھے دونوں کانوں کی لو کے مقابل ہو جائیں تو تکبیر کہے۔ شمس الائمہ سرخسی رح نے کہا ہے کہ عام مشائخ رح کا قول یہی ہے۔	محیط
۴-	ہاتھوں کا اٹھانا تکبیر سے پہلے ہے۔ یہی حکم صحیح ہے۔	ہدایہ
۵-	(ا) اسی طرح (طریقۂ مذکورہ کے ساتھ) قنوت اور عیدوں کی تکبیروں میں ہاتھ اٹھائے (ب) اور ان مذکورہ جگہوں (تحریمہ، قنوت، عیدین) کے سوا ہاتھ نہ اٹھائے۔	اختیار شرح مختار

۵ تکبیر یعنی اللہ اکبر کہے اس حکم کی تفصیل حاشیہ حکم نمبر ۵/۱۱۳ پر ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فى صفة الصلوٰة — الفصل الثالث فى سنن الصلوٰة وآدابها وكيفيتها	حوالہ
۱۲۲ -۶	فلو رفع عندنا لا تفسد صلوٰته على الصحيح	كذا فى السراج الوهاج
-۷	والمرأة ترفع حذاء منكبيها هو الصحيح	كذا فى الهداية والتبيين
-۸	واذا رفع يديه لا يضم اصابعه كل الضم ولا يفرج كل التفريج بل يتركها على ما كانت عليه بين الضم والتفريج	هكذا فى النهاية
-۹	وهو المعتمد	هكذا فى المحيط
-۱۰	ولو كبر ولم يرفع يديه حتى فرغ من التكبير لم يأت به	كذا فى التبيين
-۱۱	وان ذكره فى اثناء التكبير يرفع	كذا فى التبيين
-۱۲	وان لم يمكنه الى موضع المسنون رفعهما قدر ما يمكن	كذا فى التبيين
-۱۳	وان امكنه رفع احدهما دون الاخرى رفعها.	كذا فى التبيين
-۱۴	وان لم يمكنه الرفع الا بزيادة على المسنون رفعهما	كذا فى التبيين
-۱۵	فى المبسوط لو مد الف الله لا يصير شارعا وخيف عليه الكفر ان كان قاصدا. وكذا لو مد الف اكبر او باءه لا يصير شارعا. ولو مد هاء الله فهو خطأ لغة وكذا لو مد راءه. ومد لام الله صواب وجزم الهاء خطأ	كذا فى فتح القدير
-۱۶	واذا قال الله اكبر بمد همزة الله او همزة اكبر تفسد صلوٰته لمكان الشك.	هكذا فى النهاية
-۱۷	واذا وسط الالف بين الباء والراء قال بعضهم تفسد صلوٰته و قال بعضهم لا تفسد.	هكذا فى النهاية

۱۲۳- كيفية وضع اليد (فى القيام والثناء) تعداد شق ۱۶

-۱	(ووضع يده اليمنى على اليسرى تحت السرة) كما فرغ من التكبير	هكذا فى المحيط ناقلا عن (الامام خواهرزاده وهكذا فى النهاية
-۲	والمرأة تضعهما على ثدييها.	كذا فى المنية

لہ جیساکہ حکم نمبر ۱۲۸/۱ج میں ہے (مترجم) ۲ہ جیسا کہ حکم نمبر ۱۱۳/۱۸ میں ہے (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام　　　تیسری فصل نماز کی سنتوں، آداب و کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۲۲　۶۔	اگر کسی نے مذکورہ جگہ کے علاوہ (نماز میں) ہاتھ اٹھائے تو ہمارے ہاں صحیح قول کے مطابق اس کی نماز نہیں ٹوٹے گی۔	سراج وہاج
۷۔	عورت اپنے کندھوں کے مقابل تک ہاتھ اٹھائے۔ یہی حکم صحیح ہے۔	ہدایہ۔ تبیین
۸۔	(نمازی) جب ہاتھ اٹھائے تو انگلیوں کو بالکل بند نہ کرے اور نہ بالکل کھولے بلکہ معمول کے مطابق بند ہونے اور کھلے ہونے کے درمیان رکھے[1]	نہایہ
۹۔	اسی (مذکورہ) حکم پر اعتماد کیا جاتا ہے۔	محیط
۱۰۔	اگر کسی نے تکبیر تحریمہ کہی اور ہاتھ نہ اٹھائے حتیٰ کہ وہ تکبیر سے فارغ ہوگیا تو پھر ہاتھ نہ اٹھائے۔	تبیین
۱۱۔	اور اگر اسے تکبیر کے درمیان (ہاتھ اٹھانا) یاد آیا تو (اس وقت) ہاتھ اٹھالے۔	تبیین
۱۲۔	اور اگر کوئی شخص مسنون جگہ تک ہاتھ نہیں اٹھا سکتا تو جہاں تک اس سے ممکن ہے وہاں تک اٹھائے	تبیین
۱۳۔	اور اگر کوئی شخص ایک ہاتھ اٹھا سکتا ہے اور دوسرا ہاتھ نہیں اٹھا سکتا تو ایک ہاتھ ہی اٹھالے۔	تبیین
۱۴۔	اور اگر کوئی شخص مسنون جگہ تک ہاتھ نہیں اٹھا سکتا مگر مسنون جگہ سے اوپر تک اٹھا سکتا ہے تو وہ (اسی طرح) ہاتھ اٹھائے۔	تبیین
۱۵۔	مبسوط میں ہے (ل) کہ اگر کسی نے (اللہ اکبر کہنے میں) لفظ "اللہ" کے الف کو مد سے پڑھا تو اس طرح پڑھنے سے نماز شروع نہ ہوگی[2] اور اگر اس نے اس کا ارادہ کرکے ایسا کیا تو اس پر کفر کا خوف ہے۔	
	(ب) اسی طرح اگر کسی نے لفظ "اکبر" کا الف مد سے پڑھا۔ یا لفظ "اکبر" کی با کو مد سے پڑھا تو اس طرح پڑھنے سے نماز شروع نہ ہوگی۔	
	(ج) اور اگر کسی نے لفظ "اللہ" کی ہا کو مد سے پڑھا تو اس نے لغت کی رو سے غلطی کی۔ اور یہی حکم لفظ "اکبر" کی را کو مد سے پڑھنے کا ہے۔	
	(د) اور لفظ "اللہ" میں لام کو مد سے پڑھنا صحیح ہے۔ اور لفظ "اللہ" میں ہا کو جزم سے پڑھنا غلطی ہے	فتح القدیر
۱۶۔	اگر کسی نے اللہ اکبر میں لفظ "اللہ" کے ہمزہ کو مد سے پڑھا۔ یا لفظ "اکبر" کے ہمزہ کو مد سے پڑھا تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی کیونکہ شک کا معنی پیدا ہو جائے گا۔	نہایہ
۱۷۔	اور اگر کسی نے لفظ "اکبر" میں با اور را کے درمیان الف شامل کر دیا تو بعض فقہاءؒ کے ہاں نماز ٹوٹ جائے گی۔ اور بعض فقہاءؒ کے ہاں نہ ٹوٹے گی[3]	نہایہ
۱۲۳	**(قیام میں) ہاتھ باندھنے (اور ثنا پڑھنے) کی کیفیت۔**　　اس میں ۱۶ شقیں ہیں۔	
۱۔	تکبیر تحریمہ سے فارغ ہوتے ہی ناف کے نیچے دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کے اوپر رکھے۔ یہ محیط میں امام خواہرزادہؒ سے نقل ہے۔	محیط۔ نہایہ
۲۔	عورت (نماز میں) اپنے ہاتھ چھاتی پر باندھے گی۔	منیہ

[3] اللہ اکبر کی "ر" پر جزم پڑھنے کے متعلق حکم نمبر ۱۲۸/۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ — الفصل الثالث فی سنن الصلوٰۃ وآدابہا وکیفیتہا	حوالہ
١٢٣ ٣-	کل قیام فیہ ذکر مسنون فالسنۃ فیہ الاعتماد کما فی حالۃ الثناء والقنوت وصلوٰۃ الجنازۃ۔ وکل قیام لیس فیہ ذکر مسنون کما فی تکبیرات العیدین فالسنۃ فیہ الارسال۔	کذا فی النہایۃ
٤-	وھو الصحیح	کذا فی الھدایۃ
٥-	وبہ کان یفتی شمس الائمۃ السرخسی رح والصدر الکبیر برھان الائمۃ رح والصدر الشھید حسام الدین رح	کذا فی المحیط
٦-	ویرسل اتفاقا فی قومۃ الرکوع اذ الذکر سنۃ الانتقال لا القومۃ	کذا فی شرح النقایۃ للشیخ ابی المکارم رح
٧-	استحسن کثیر من مشائخنا رح الجمع بین الأخذ والوضع	کذا فی الخلاصۃ
٨-	وفی المصفی ھو الصحیح۔	کذا فی شرح النقایۃ للشیخ ابی المکارم رح
٩-	وذلک بان یضع باطن کفہ الیمنی علی ظاھر کف الیسری ویأخذ الرسغ بالخنصر والابھام ویرسل الباقی علی الذراع۔	کذا فی الخلاصۃ
١٠-	وینبغی ان یکون بین قدمیہ اربع اصابع فی قیامہ	کذا فی الخلاصۃ
١١-	ثم یقول سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جدک ولا الٰہ غیرک[١]	کذا فی الھدایۃ
١٢-	اماما کان اومقتدیا اومنفردا	کذا فی التاتارخانیۃ
١٣-	ولم یذکر فی الاصل ولا فی النوادر وجل ثناؤک	کذا فی المحیط
١٤-	فلا یأتی بہ فی الفرائض	کذا فی الھدایۃ
١٥-	ولا یوجّہ بعد التحریمۃ ولا بعد الثناء[٢]	کذا فی شرح النقایۃ للشیخ ابی المکارم رح
١٦-	والاولی ان لا یأتی بالتوجیہ قبل التکبیر لتتصل النیۃ بہ وھو الصحیح[٣]	کذا فی الھدایۃ
١٢٤-	**کیفیۃ التعوّذ** تعداد شق ۵	
١-	(ثم یتعوّذ) وصورتہ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم وھو المختار	کذا فی الخلاصۃ
٢-	وبہ یفتی	ھکذا فی الزاھدی
٣-	والسنۃ فیہ الاخفاء وھو المذھب عند علمائنا رح	ھکذا فی الذخیرۃ
٤-	ثم التعوذ تبع للقرأۃ دون الثناء عند ابی حنیفۃ رح ومحمد رح حتی یأتی بہ المسبوق اذا قام الی القضاء دون المقتدی	

١؎ ترجمہ: الٰہی تیری پاکی (کے ساتھ) اور تیری تعریف کے ساتھ (تجھے یاد کرتا ہوں) تیرا نام بابرکت ہے، تیری شان بلند ہے اور تیری تعریف بہت بڑی ہے۔ اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے (مترجم) ٢؎ ترجمہ: میں نے سب سے یکسو ہو کر اپنا منہ اس (اللہ تعالیٰ) کی طرف متوجہ کر لیا جس نے زمین و آسمان بنائے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں (مترجم) ٣؎ جیسا کہ منیۃ المصلی میں ہے کہ تکبیر سے پہلے اور نیت کے بعد انی وجہت پڑھنے پر اجماع ہے اور اس کے حاشیہ میں ہے کہ یہی حکم صحیح ہے تاکہ نیت اور تکبیر میں فاصلہ نہ ہو جائے نیز نہر میں ہے کہ طرفین کے ہاں افتتاح یعنی نیت سے پہلے انی وجہت الخ پڑھے (ماخوذ از منیۃ المصلی ص ٧٢) اور رد المحتار اور البحر الرائق میں ہے کہ انی وجہت پڑھنے کا ثبوت تہجد میں ہے اور وہ نفل نماز پر محمول ہے۔ رد المحتار ج ١ ص ٤٥٦ والبحر الرائق ج ١ ص ٣١٠

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — تیسری فصل نماز کی سنتوں، آداب اور کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۲۳ -۳	(نماز) میں ہر وہ قیام جس میں کوئی مسنون ذکر ہے اس میں ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ جیسے ثنا (سبحٰنک اللّٰھم) پڑھنے کی حالت، قنوت پڑھنے کی حالت اور نمازِ جنازہ پڑھنے کی حالت ہے۔ اور ہر وہ قیام جس میں کوئی مسنون ذکر نہیں ہے جیسے عیدوں کی تکبیریں تو اس میں ہاتھ چھوڑ دینا سنت ہے۔	نہایہ
-۴	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	ہدایہ
-۵	اور اس حکم (مذکورہ ۳/۱۲۲) پر شمس الائمہ سرخسیؒ۔ صدر الکبیر برہان الائمہؒ اور صدر الشہید حسام الدینؒ فتویٰ دیتے تھے۔	محیط
-۶	اور رکوع کے (بعد) قومہ (سیدھے کھڑا ہونا) میں بالاتفاق ہاتھ چھوڑ دے اس لئے کہ اس میں مسنون ذکر انتقال (ایک عمل سے دوسرے عمل کی طرف منتقل ہونا) کے لئے ہے قومہ کے لئے نہیں ہے۔	شرح النقایہ
-۷	ہمارے اکثر مشائخؒ نے ہاتھ پر ہاتھ رکھنے اور پکڑنے میں جمع کرنے کو مستحسن کہا ہے۔	خلاصہ
-۸	اور مصفّی میں ہے کہ یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	شرح نقایہ
-۹	اور (ہاتھ پر ہاتھ رکھنے اور پکڑنے) کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھے اور چھنگلیا اور انگوٹھے سے گٹے کو پکڑے اور باقی انگلیاں کلائی پر چھوڑ دے۔	خلاصہ
-۱۰	اور قیام کی حالت میں دونوں پاؤں کے درمیان چار انگلیوں کے بمقدار فاصلہ ہونا چاہیئے۔	خلاصہ
-۱۱	پھر کہے سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ[۱]	ہدایہ
-۱۲	امام ہو یا مقتدی ہو یا اکیلے نماز پڑھ رہا ہو (ثنا پڑھے)	تاتارخانیہ
-۱۳	اور (الفاظ) جَلَّ ثَنَاءُكَ نہ اصل میں مذکور ہیں اور نہ نوادر میں مذکور ہیں۔	محیط
-۱۴	پس اسے (یعنی جَلَّ ثَنَاءُكَ کے کلمہ کو) فرضوں میں نہ پڑھے۔	ہدایہ
-۱۵	اور تکبیر تحریمہ کے بعد اور ثنا کے بعد یہ دعا نہ پڑھے۔ "اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔"[۲]	شرح نقایہ
-۱۶	اور بہتر یہ ہے کہ یہ دعا (اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ الخ) تکبیر تحریمہ سے پہلے بھی نہ پڑھے تاکہ نیت تکبیر سے متصل رہے[۳]	ہدایہ
۱۲۴	**اعوذ باللہ پڑھنے کی کیفیت** اس میں ۵ شقیں ہیں۔	
-۱	پھر تعوّذ پڑھے اور اس کے الفاظ یہ ہیں اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ[۴] یہی مختار ہے۔	خلاصہ
-۲	اور اسی (مذکورہ) حکم پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔	زاہدی
-۳	(تعوّذ) میں سنت یہ ہے کہ نیچی آواز میں پڑھے ہمارے علماء کا مذہب یہی ہے۔	ذخیرہ
-۴	حضرت امام ابوحنیفہؒ و امام محمدؒ کے ہاں تعوذ (اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھنا) قرأت کے تحت ہے۔ ثنا (سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ الخ) کے تحت نہیں ہے (لہٰذا) حتیٰ کہ مسبوق (جو امام کے ساتھ پہلی رکعت میں نہ مل سکا ہو) جب اپنی بقیہ نماز پڑھنے کھڑا ہو تو تعوذ پڑھے گا اور مقتدی نہیں پڑھے گا[۵]	

[۱] چنانچہ الدر المختار میں ہے کہ فلا یضم وجہت وجہی الا فی النافلۃ الخ الدر المختار ج ۱ ص۳۵۸ (مترجم)
[۲] ترجمہ:- میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان سے جو مردود ہے (مترجم)
[۵] مسبوق کے مفہوم کے متعلق حکم ۱۱۳/۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو اور مقتدی وہ شخص ہے جو امام کے ساتھ اس کی اقتدا میں نماز پڑھ رہا ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوٰۃ — الفصل الثالث فی سنن الصلوٰۃ وآدابها وکیفیتها	حوالہ
۱۲۴	و یوخّر عن تکبیرات العید	هکذا فی الهدایة واکثر المتون
۵-	والتعوّذ عند افتتاح الصلوٰۃ لا غیر۔ فلو افتتح الصلوٰۃ ونسی التعوّذ حتی قرأ الفاتحة لا یتعوّذ بعد ذلك	کذا فی الخلاصة
۱۲۵-	**کیفیة التسمیة** تعداد شق ۶	
۱-	(ثم یاتی بالتسمیة) ویخفیها وهی من القرآن آیة انزلت للفصل بین السور۔	کذا فی الظهیریة فیما یکره فی الصلوٰۃ
۲-	ولا یتادّی بها فرض القرأة	کذا فی الجوهرة النیرة
۳-	ویاتی بها فی اول کل رکعة وهو قول ابی یوسف رح	کذا فی المحیط
۴-	وفی الحجة وعلیه الفتوٰی	هکذا فی التاتارخانیة
۵-	ولا یسمی بین الفاتحة والسورة	هکذا فی الوقایة والنقایة
۶-	وهو الصحیح	هکذا فی البدائع و الجوهرة النیرة
۱۲۶-	**کیفیة قرأة الفاتحة** تعداد شق ۶	
۱-	(ثم یقرأ فاتحة الکتاب)	کذا فی السراج الوهاج
۲-	اذا فرغ من الفاتحة قال آمین۔ والسنة فیه الاخفاء	کذا فی المحیط
۳-	والمنفرد والامام سواء۔ وکذا الماموم اذا سمع۔	هکذا فی الزاهدی
۴-	وفی آمین لغتان۔ المدّ والقصر ومعناه استجب۔ والتشدید خطأ فاحش۔ ولو قال آمین بالمدّ والتشدید لا تفسد صلوٰته وعلیه الفتوٰی لانه موجود فی القرآن	هکذا فی التبیین
۵-	ولو سمع المقتدی من الامام وَلَا الضَّآلِّيْنَ فی صلوٰۃ لا یجهر فیها مثل الظهر والعصر قال بعض مشائخنا رح لا یؤمّن وعن الفقیه ابی جعفر الهندوانی رح یؤمّن	کذا فی المحیط
۶-	وفی صلوٰۃ الجمعة والعیدین اذا سمع المقتدی من المقتدین التأمین قال الامام ظهیر الدین رح یؤمّن۔	کذا فی السراج الوهاج ناقلا عن الفتاوٰی

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — تیسری فصل نماز کی سنتوں، آداب اور کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۲۴	(ب) اور عید کی نماز کے دوران (پہلی رکعت میں) زائد تکبیروں کے بعد تعوذ پڑھے گا۔	ہدایہ و متون
۵-	تعوذ نماز شروع کرتے وقت (قرأت سے پہلے) پڑھی جاتی ہے بعد میں نہیں۔ پس اگر کسی نے نماز شروع کر دی اور تعوذ بھول گیا حتیٰ کہ سورۂ فاتحہ پڑھ لی تو پھر اس کے بعد تعوذ نہ پڑھے۔	خلاصہ
۱۲۵-	**بسم اللہ پڑھنے کی کیفیت** اس میں ۶ شقیں ہیں۔	
۱-	پھر نیچی آواز سے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھے[1]۔ اور بسم اللہ قرآن مجید کی ایک آیت ہے، جو قرآن مجید کی سورتوں کے درمیان امتیاز رکھنے کے لئے اتاری گئی ہے۔	ظہیریہ
۲-	بسم اللہ پڑھنے سے (نماز میں) فرضِ قرأت ادا نہیں ہوتا۔	جوہرہ نیرّہ
۳-	بسم اللہ ہر رکعت کی ابتدا میں پڑھے امام ابو یوسف رح کا قول یہی ہے۔	محیط
۴-	اور حجہ میں ہے کہ اسی (مذکورہ) حکم پر فتویٰ ہے۔	تتارخانیہ
۵-	سورۂ فاتحہ اور (اس کے بعد پڑھی جانے والی) سورت کے درمیان بسم اللہ نہ پڑھے۔	وقایہ - نقایہ
۶-	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے	بدائع - جوہرہ نیرہ
۱۲۶-	**سورۂ فاتحہ پڑھنے کی کیفیت۔** اس میں ۶ شقیں ہیں۔	
۱-	پھر سورۂ فاتحہ (الحمد شریف) پڑھے۔	سراج وہاج
۲-	(ل) جب سورۂ فاتحہ پڑھنے سے فارغ ہو تو آمین کہے (ب) اور آمین کہنے میں سنت طریقہ یہ ہے کہ نیچی آواز سے کہے۔	محیط
۳-	(آمین کہنے میں) اکیلے نماز پڑھنے والا اور امام برابر ہیں (ب) اور مقتدی کے لئے بھی آمین کہنے کا یہی حکم ہے جب کہ وہ قرأت سنتا ہو۔	زاہدی
۴-	(ل) آمین کہنے میں دو لغتیں ہیں۔ مدّ کے ساتھ پڑھنا اور قصر (بغیر مد) سے پڑھنا (ب) آمین کا معنی ہے (اے اللہ) قبول کر (ج) آمین کہنے میں (میم پر) شدّ کے ساتھ پڑھنا واضح غلطی ہے۔ اگر کسی نے آمین کو مدّ اور شدّ (الف پر مد اور میم پر شدّ) سے پڑھا تو اس کی نماز نہ ٹوٹے گی۔ اسی حکم پر فتویٰ ہے۔ اس لئے کہ وہ (آمّین کا لفظ) قرآن میں موجود ہے۔	تبیین
۵-	اگر ایسی نماز جس میں نیچی قرأت پڑھی جاتی ہے جیسے ظہر اور عصر کی نماز میں کسی مقتدی نے امام سے وَلَا الضَّآلِّیۡنَ کا کلمہ سنا تو (اس کے لئے حکم یہ ہے کہ) (ل) ہمارے بعض مشائخ رح نے کہا ہے کہ وہ آمین نہ کہے۔ (ب) فقیہ ابوجعفر ہندوانی رح سے منقول ہے کہ وہ آمین کہے۔	محیط
۶-	جمعہ اور عیدین کی نماز میں اگر کوئی مقتدی دوسرے مقتدیوں کا آمین کہنا سن لے تو (اس کے متعلق) امام ظہیر الدین رح نے کہا ہے کہ وہ بھی آمین کہے۔ یہ فتاویٰ سے نقل ہے۔	سراج وہاج

[1] ترجمہ: شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوٰة — الفصل الثالث فی سنن الصلوٰة وآدابها وکیفیتها	حوالہ
۱۲۷-	**كيفية ضم السورة** — تعداد شق ۲	
۱-	(ثم يضم الى الفاتحة سورة او ثلاث آيات)	هكذا في شرح المنية لابن امير الحاج
۲-	والآية الطويلة تقوم مقامها	كذا في التبيين
۱۲۸-	**كيفية الركوع** — تعداد شق ۱۴	
۱-	(ويركع حين يفرغ من القرأة وهو منتصب) هو المذهب الصحيح	كذا في الخلاصة
۲-	في الجامع الصغير ويكبر مع الانحطاط	كذا في الهداية
۳-	قال الطحاوي وهو الصحيح	كذا في معراج الدراية
۴-	فيكون ابتداء تكبيره عند اول الخرور والفراغ عند الاستواء للركوع۔	كذا في المحيط
۵-	ويجهر الامام بتكبيرة الركوع وغيره وهو ظاهر الرواية	كذا في التاتارخانية
۶-	وهو الاصح	كذا في الخلاصة
۷-	ويجزم الراء من التكبير	كذا في النهاية
۸-	ويعتمد بيديه على ركبتيه۔	كذا في الهداية
۹-	وهو الصحيح	هكذا في البدائع
۱۰-	ويفرج بين اصابعه ولا يندب الى التفريج الا في هذه الحالة ولا الى الضم الا في حالة السجود وفيما وراء ذلك يترك على العادة	كذا في الهداية
۱۱-	ويبسط ظهره حتى لو وضع على ظهره قدح من ماء لاستقر۔ ولا ينكس رأسه ولا يرفع يعني يسوّى رأسه بعجزه	كذا في الخلاصة
۱۲-	ويكره ان يحني ركبتيه شبه القوس	كذا في الزاهدي
۱۳-	والمرأة تنحني في الركوع يسيرا ولا تعتمد ولا تفرج اصابعها ولكن تضم يديها وتضع على ركبتيها وضعا وتحني ركبتيها ولا تجافي عضديها	كذا في الزاهدي
۱۴-	ويقول في ركوعه سبحان ربي العظيم ثلاثا وذلك ادناه فلو ترك التسبيح اصلا او اتى به مرة واحدة يجوز ويكره	هكذا في الخلاصة

؎۱ جیسا کہ حکم نمبر ۳۲/۱۱۹ میں ہے (مترجم) ؎۲ اس کے متعلق مزید احکام حکم نمبر ۱۸/۱۱۳، ۱۵، ۱۶/۱۲۲ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۳ اس مقام پر یندب بمعنی یستحب نہیں ہے کیونکہ رکوع میں انگلیاں کھول کر رکھنا مستحب نہیں سنت ہے جیسا کہ حکم نمبر ۱/۱۲ میں ہے۔ اور یندب بمعنی دعوت دینے اور بلانے کے مستعمل ہے جیسا کہ المنجد ص ۱۲۶۳ میں ہے۔ اس لئے حاشیہ ہدایہ میں بھی ہے کہ یہاں یندب مشہور معنی میں نہیں ہے ورنہ الی کے لفظ کی ضرورت نہ تھی۔ حاشیہ ہدایہ ج ۱ ص ۹۶ مترجم

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — تیسری فصل نماز کی سنتوں، آداب اور کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۲۷-	**فاتحہ کے ساتھ سورت ملانے کی کیفیت** اس میں ۲ شقیں ہیں	
۱-	پھر سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد کوئی سورت یا تین آیتیں ملائے۔	شرح منیہ
۲-	ایک لمبی آیت تین آیتوں کے قائم مقام ہو جاتی ہے	تبیین
۱۲۸-	**رکوع کرنے کی کیفیت** اس میں ۱۴ شقیں ہیں	
۱-	جب کھڑا ہونے کی حالت میں قرأت سے فارغ ہو جائے تو رکوع کرے۔ یہی حکم صحیح مذہب کا ہے۔	خلاصہ
۲-	جامع صغیر میں ہے کہ جھکنے کے ساتھ ہی تکبیر کہے۔	ہدایہ
۳-	طحاوی رح نے کہا ہے کہ یہی حکم صحیح ہے۔	معراج الدرایہ
۴-	پس اس کی تکبیر (رکوع کی تکبیر) کی ابتدا جھکنے کی ابتدا پر ہو اور تکبیر سے فراغت رکوع میں ٹھیک چلا جانے پر ہو۔	محیط
۵-	امام رکوع وغیرہ کی تکبیریں اونچی آواز سے کہے[۱]۔	تاتارخانیہ
۶-	اور یہی (مذکورہ) حکم زیادہ صحیح ہے۔	خلاصہ
۷-	اللہ اکبر کی "ر" پر جزم پڑھے[۲]۔	نہایہ
۸-	دونوں ہاتھوں سے دونوں گھٹنوں پر سہارا دے۔	ہدایہ
۹-	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	بدائع
۱۰-	(ل) انگلیوں کو کھول کر رکھے اور اس حالت (یعنی رکوع) کے علاوہ میں انگلیاں کشادہ رکھنے کی طرف نہ اکسائے[۳] (ب) اور سجدہ کی حالت کے علاوہ میں انگلیاں ملا کر رکھنے کی طرف نہ اکسائے۔ (ج) اور ان دونوں (رکوع و سجدہ کے) موقعوں کے علاوہ میں (انگلیاں) عام عادت کے مطابق رہنے دے[۴]۔	ہدایہ
۱۱-	(ل) پیٹھ کو اس طرح بچھا کر رکھے کہ اگر اس کی پیٹھ پر پانی کا پیالہ رکھا جائے تو ٹھہر جائے (ب) سر کو نہ جھکائے نہ اوپر اٹھائے یعنی اس کا سر اس کی سرین کی سیدھ میں ہو۔	خلاصہ
۱۲-	اگر (کوئی نمازی رکوع میں) اپنے گھٹنے کمان کی طرح جھکائے تو مکروہ ہے۔	زاہدی
۱۳-	عورت رکوع میں تھوڑا جھکے اور ہاتھوں سے سہارا نہ دے۔ انگلیاں کھول کر نہ رکھے بلکہ بند رکھے اور گھٹنوں پر اچھی طرح رکھ لے۔ اور دونوں گھٹنے جھکائے رکھے۔ اور بازو جسم سے ہٹا کر نہ رکھے۔	زاہدی
۱۴-	(ل) رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ تین بار کہے[۵] (ب) اور یہ (تین بار کہنا) کم از کم تعداد ہے (ج) اور اگر کوئی شخص تسبیح بالکل نہ پڑھے یا صرف ایک بار پڑھے تو جائز ہے۔ مگر مکروہ ہے[۶]۔	خلاصہ

[۴] یعنی باقی جگہوں میں انگلیاں کشادہ کر کے رکھنے کی بجائے حسب عادت رہنے دے۔ مثلاً تشہد میں اور تکبیر تحریمہ میں انگلیاں حسب عادت رکھے۔ جیسا کہ حکم نمبر ۳/۱۳۱، ۲۱/۱۳۴ میں ہے (مترجم)

[۵] ترجمہ: پاک ہے میرا پروردگار عظمت والا (مترجم)

[۶] تسبیحات کی تعداد کا مزید بیان حکم نمبر ۳ تا ۵/۱۳۰ میں ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصّلوٰة — الفصل الثالث فی سنن الصلوٰة وآدابها وکیفیتها	حوالہ
۱۲۹-	کیفیة الرفع من الرکوع — تعداد شق ۸	
۱-	فاذا اطمأنّ راکعا رفع رأسه)	
	فان ترك الطمانینة تجوز صلوٰته عند ابی حنیفة رح ومحمّد رح	هکذا فی الخلاصة
۲-	فان کان اماما یقول سمع الله لمن حمده بالاجماع	
	وان کان مقتدیا یاتی بالتحمید ولا یاتی بالتسمیع بلاخلاف	کذا فی المحیط
	وان کان منفردا الاصح انه یاتی بهما	کذا فی التتارخانیة
۳-	وعلیه الاعتماد	هکذا فی الهدایة
۴-	وهو الاصح	
۵-	ثم فی الروایه التی تجمع یاتی بالتسمیع حال الارتفاع واذا استوی قائما قال ربّنا لك الحمد۔	کذا فی الزاهدی
۶-	وهو الصحیح	کذا فی القنیة
۷-	سئل یوسف بن محمّد رح عن من رفع رأسه من الرکوع ولم یقل عند الرفع سمع الله لمن حمده قال لا یاتی به بعد ما استوی قائما وکذا کل ذکر یؤتی به فی حال الانتقال لا یؤتی به فی غیر محله۔ کالتکبیر الذی یؤتی به عند الانحطاط من القیام الی الرکوع او من الرکوع الی السجود	
	وکذا لا یأتی ببقیة تسبیحة السجود بعد رفع رأسه بل الواجب ان یراعی کل شئ فی محله	کذا فی التتارخانیة ناقلا عن الیتیمة
۸-	اذا قال سمع الله لمن حمده یقول الهاء بالجزم ولا یبین الحرکة فی الهاء	کذا فی التتارخانیة ناقلا عن الحجة
۱۳۰-	کیفیة السجدة — تعداد شق ۹	
۱-	ثم اذا استوی قائما کبر وسجد)	کذا فی الهدایة
۲-	ویکبر فی حالة الخرور ویقول فی سجوده سبحان ربی الاعلی ثلاثا وذلك ادناه[1]	کذا فی المحیط
۳-	ویستحب ان یزید علی الثلاث فی الرکوع والسجود بعد ان یختم بالوتر	کذا فی الهدایة
۴-	فالادنی فیهما ثلاث مرّات والاوسط خمس مرّات والاکمل سبع مرّات۔	کذا فی الزاد

[1] ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے سن لیا جس نے اس کی تعریف کی۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — تیسری فصل نماز کی سنتوں، آداب اور کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۲۹-	**رکوع سے اٹھنے کی کیفیت۔** اس میں ۸ شقیں ہیں۔	
۱-	(ل) جب اطمینان سے رکوع کرلے تو رکوع سے سر اٹھائے	
	(ب) اگر طمانینت (اطمینان سے کرنا) نہ ہوئی تو امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے ہاں اس کی نماز جائز ہو جائیگی	خلاصہ
۲-	(ل) اگر امام ہے تو سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے[1]۔ اس پر اجماع ہے۔	
	(ب) اور اگر مقتدی ہے تو رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ[2] کہے اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ نہ کہے۔ اس حکم میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔	
	(ج) اور اگر اکیلے نماز پڑھ رہا ہے تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ دونوں (تسمیع وتحمید) کہے۔	محیط
۳-	اور اس (مذکورہ) حکم پر اعتماد ہے۔	تتارخانیہ
۴-	اور یہی حکم (۱۲۹/۲) زیادہ صحیح ہے۔	ہدایہ
۵-	پھر اس روایت کے بموجب جس میں (تسمیع وتحمید) دونوں کو جمع کرنے کا حکم ہے (اس میں طریقہ یہ ہے کہ) اٹھنے میں سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے اور سیدھا کھڑا ہو جائے تو رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہے	زاہدی
۶-	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	قنیہ
۷-	(ل) یوسف بن محمد رح سے پوچھا گیا کہ کسی شخص نے رکوع سے اٹھتے وقت سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ نہ کہا (تو کیا کرے) انہوں نے جواب دیا کہ سیدھا کھڑا ہو جانے کے بعد سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ نہ کہے۔	
	(ب) اور اسی طرح یہی حکم ہر اس ذکر کے لئے ہے جو حالتِ انتقال (ایک عمل سے دوسرے عمل میں جانا) میں ادا کیا جاتا ہے۔ اسے دوسری جگہ میں ادا نہ کیا جائے گا۔ جیسے وہ تکبیر جو قیام سے رکوع کی طرف جھکتے وقت کہی جاتی ہے یا وہ تکبیر جو رکوع سے سجدہ کی طرف جھکتے وقت کہی جاتی ہے۔ (اگر اپنی اصلی جگہ نہ کہی گئی، تو دوسری جگہوں میں ادا نہ کی جائے گی۔)	
	(ج) اور اسی طرح سجدہ میں جو تسبیح باقی رہ جائے اسے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد نہ کہے۔	
	(د) بلکہ ضروری ہے کہ ہر چیز میں اس کے اپنے مقام کی رعایت کی جائے۔	تتارخانیہ
۸-	سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کی ''ھا'' کو جزم سے پڑھے۔ اور ''ھا'' کی حرکت ظاہر کرکے نہ پڑھے۔	تتارخانیہ
۱۳۰-	**سجدہ کرنے کی کیفیت** اس میں ۹ شقیں ہیں۔	
۱-	پھر جب سیدھا کھڑا ہو چکے تو تکبیر کہے اور سجدہ میں جائے۔	ہدایہ
۲-	تکبیر جھکنے کے دوران کہے اور سجدہ میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی[3] کہے اور یہ (تعداد) کم از کم ہے۔	محیط
۳-	رکوع اور سجود کی تسبیحات میں تین بار سے زیادہ کہہ کر طاق تعداد پر ختم کرنا مستحب ہے۔	ہدایہ
۴-	رکوع اور سجود میں تسبیحات کی کم سے کم مقدار تین بار رہے۔ درمیانی مقدار پانچ بار رہے اور اکمل مقدار سات بار رہے۔	زاد

[1] ترجمہ:۔ [2] اے ہمارے پروردگار سب تعریف تیرے لئے ہے۔ (مترجم) [3] پاک ہے میرا پروردگار جو اعلیٰ ہے۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ — الفصل الثالث فی سنن الصلوٰۃ و آدابها و کیفیتها	حوالہ
۱۳۰- ۵-	وان کان اماماً لا یزید علی وجه یمل القوم	کذا فی الهدایة
۶-	قالوا اذا اراد السجود یضع اولاً ما کان اقرب الی الارض فیضع رکبتیه اولاً ثم یدیه ثم انفه ثم جبهته و اذا اراد الرفع یرفع اولاً جبهته ثم انفه ثم یدیه ثم رکبتیه قالوا هذا اذا کان حافیاً - اما اذا کان متخففاً فلا یمکنه وضع الرکبتین اولاً فیضع الیدین قبل الرکبتین و یقدم الیمنی علی الیسریٰ	کذا فی التبیین
۷-	ویضع یدیه فی السجود حذاء اذنیه ویوجه اصابعه نحو القبلة وکذا اصابع رجلیه و یعتمد علی راحتیه و یبدی ضبعیه عن جنبیه ولا یفترش ذراعیه۔ و یجافی بطنه عن فخذیه	کذا فی الخلاصة کذا فی الهدایة
۸-	والمرأة لا تجافی فی رکوعها و سجودها و تقعد علی رجلیها وفی السجدة تفترش بطنها علی فخذیها۔	کذا فی الخلاصة
۹-	والامة کالحرة الا فی رفع الیدین عند الاحرام فهی کالرجل	کذا فی السراج الوهاج
۱۳۱-	**کیفیة رفع الرأس من السجود** — تعداد شق ۴	
۱-	(ثم یرفع رأسه ویکبر) والسنة فیه ان یرفع رأسه حتی یستوی جالساً ولیس فی الجلوس ذکر مسنون عندنا۔	هکذا فی الجوهرة النیرة
۲-	ولو لم یستو جالساً وسجد اخریٰ اجزأه عند ابی حنیفة و محمد رح	کذا فی الهدایة
۳-	رفع الرأس من السجدة لیس برکن و انما الرکن هو الانتقال لانه لا یمکنه اداء الثانیة الا به - الا انه لا یمکنه الانتقال الی الثانیة الا بعد رفع الرأس فلزمه رفعه حتی لو امکنه الانتقال من غیر رفع الرأس بان سجد علی وسادة وازیلت الوسادة حتی وقعت جبهته علی الارض اجزأه	هکذا فی النهایة
۴-	واختلفوا فی مقدار الرفع فروی عن ابی حنیفة رح انه ان کان الی القعود اقرب جاز۔ وان کان الی الارض اقرب لا یجوز۔	هکذا فی التبیین

لہ اور ماتھے کی حد ایک کنپٹی سے دوسری کنپٹی تک اور بھنوؤں کے نیچے سے کاسۂ سر تک ہے۔ اور اس پر اجماع ہے کہ سجدہ میں کل ماتھا رکھنا واجب نہیں ہے (حاشیہ اردو ترجمہ فتاویٰ ہذا مطبوعہ علمی پریس لاہور) ٹہ کیونکہ ایک روایت میں ہے کہ جب مؤمن سجدہ کرتا ہے تو اس کا ہر عضو

حوالہ	چوتھا باب نماز کے احکام — تیسری فصل نماز کی سنتوں، آداب اور کیفیت کا بیان	دفعات وشق نمبر
ہدایہ	اگر امام ہو تو (تسبیحات کی تعداد) اتنی زیادہ نہ کرے کہ لوگ تنگ پڑ جائیں۔	۱۳۰-۵-
	(ل) فقہاء رح نے کہا ہے کہ جب سجدہ کا ارادہ کرے تو زمین پر پہلے وہ اعضاء رکھے جو زمین سے زیادہ قریب ہیں۔ پس پہلے گھٹنے رکھے پھر دونوں ہاتھ رکھے۔ پھر ناک اور پھر ماتھا رکھے[1]۔ (ب) اور جب اٹھنے کا ارادہ کرے تو اول ماتھا اٹھائے۔ پھر ناک اٹھائے پھر ہاتھ اٹھائے اور پھر گھٹنے اٹھائے۔ (ج) فقہاء رح نے کہا ہے یہ حکم تب ہے جب کہ ننگے پاؤں ہو مگر جب موزے پہنے ہوئے ہو تو پہلے گھٹنے نہیں رکھ سکے گا پس وہ دونوں ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھ لے گا اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر مقدم کرے۔	۶-
تبیین		
خلاصہ ہدایہ	(ل) اور سجدہ میں اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کانوں کے مقابل میں رکھے (ب) اور ہاتھ کی انگلیاں قبلہ رُخ پر رکھے[2]۔ (ج) اسی طرح پاؤں کی انگلیاں بھی قبلہ رُخ رکھے (د) ہتھیلیوں پر سہارا لے (ر) اپنے دونوں بازوؤں کو پہلو سے ہٹا کر رکھے (س) اور اپنی دونوں کلائیاں بچھا کر نہ رکھے۔ (ص) اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے جدا رکھے۔	۷-
خلاصہ	(ل) عورت اپنے رکوع و سجود میں اپنے اعضاء کو ہٹا کر نہ رکھے (ملا کر رکھے) (ب) وہ اپنے دونوں پاؤں پر بیٹھے (ج) اور وہ سجدہ میں اپنے پیٹ کو اپنی رانوں پر بچھا دے۔	۸-
سراج وہاج	(ل) باندی کا حکم آزاد عورت کے حکم کی طرح ہے (ب) لیکن باندی تکبیر تحریمہ میں مرد کی طرح ہاتھ اٹھائے گی۔	۹-
	سجدہ سے سر اٹھانے کی کیفیت۔ اس میں ۴ شقیں ہیں۔	۱۳۱-
جوہرہ نیرہ	(ل) پھر (سجدہ سے) سر اٹھائے اور تکبیر کہے (ب) اور اس میں سنت یہ ہے کہ سر اٹھائے حتی کہ سیدھا بیٹھ جائے۔ (ج) اور اس بیٹھنے میں ہمارے ہاں کوئی ذکر مسنون نہیں۔	۱-
ہدایہ	اگر کوئی شخص سیدھا نہ بیٹھا اور دوسرا سجدہ کر لیا تو امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے ہاں اسے کفایت کر جائے گا۔	۲-
نہایہ	سجدہ سے سر اٹھانا رکن نہیں ہے۔ البتہ اصل رکن تو انتقال (ایک رکن سے باہر ہو کر دوسرا رکن شروع کرنا) ہے۔ اس لئے کہ دوسرے سجدے کی ادائیگی (پہلے سجدہ سے) انتقال کے بغیر ممکن نہیں۔ مگر دوسرے سجدہ کی طرف انتقال (پہلے سجدہ سے) سر اٹھائے بغیر ممکن نہیں اسلئے سر اٹھانا لازم ہوا حتی کہ اگر سر اٹھائے بغیر انتقال ممکن ہو مثلاً کسی نے تکیہ پر سجدہ کیا پھر وہ تکیہ نکال لیا گیا حتی کہ اس کا ماتھا زمین پر لگ گیا تو اسے (دونوں سجدوں کے لئے) کفایت کر جائے گا۔	۳-
تبیین	(سجدہ سے) سر اٹھانے کی مقدار میں اختلاف ہے۔ (ل) حضرت امام ابوحنیفہ رح سے روایت کیا گیا ہے کہ اگر (سر اٹھانے میں) بیٹھنے کی طرف زیادہ قریب تھا تو جائز ہے اور اگر زمین کی طرف زیادہ قریب تھا تو جائز نہیں ہے۔	۴-

[1] سجدہ کرتا ہے تو جہاں تک ممکن ہو اپنے اعضا قبلہ کی جانب متوجہ کرے۔ ہدایہ ج۱ ص۹۹ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوٰة — الفصل الثالث فی سنن الصلوٰة وآدابها وکیفیتها	حوالہ
۱۳۱-	وَهو الاصح	هکذا فی الهدایة
	وَروی ابو یوسف رح اذا رفع رأسه مقدار ما یسمی رافعا جاز قال فی المحیط وهو الاصح-	کذا فی التبیین
	وَهو الصحیح-	هکذا فی البدائع
۱۳۲-	**کیفیة سجدة الثانیة** تعداد شق ۱	
۱-	(ثم یکبر و ینحط للسجدة الثانیة) ویسبح فیها مثل ما سبح فی السجدة الاولیٰ-	کذا فی المحیط
۱۳۳-	**کیفیة النهوض من السجدة الثانیة** تعداد شق ۴	
۱-	(ثم اذا فرغ من السجدة ینهض علی صدور قدمیه) ولا یقعد ولا یعتمد علی الارض بیدیه عند قیامه وانما یعتمد علی رکبتیه-	هکذا فی المحیط
۲-	وترك الاعتماد مستحب لمن لیس به عذر عندنا علی ما هو ظاهر فی کثیر من الکتب المشهورة-	کذا فی البحر الرائق
۳-	ولو قعد واعتمد بیدیه علی الارض کما هو مذهب الشافعی رح لا بأس به-	هکذا فی الظهیریة
۴-	ویفعل فی الرکعة الثانیة مثل ما فعل فی الرکعة الاولیٰ الا انه لا یستفتح[1] ولا یتعوذ-	کذا فی القدوری
۱۳۴-	**کیفیة القعدة** تعداد شق ۳	
۱-	(واذا رفع رأسه من السجدة الثانیة فی الرکعة الثانیة افترش رجله الیسریٰ) وجلس علیها ونصب الیمنیٰ نصبا ووجه اصابعه نحو القبلة ووضع یدیه علی فخذیه وبسط اصابعه	کذا فی الهدایة
۲-	ولا یأخذ الرکبة هو الاصح	کذا فی الخلاصة
۳-	وان کانت امرأة جلست علی الیتها الیسری واخرجت رجلیها من الجانب الایمن	کذا فی الهدایة
۱۳۵-	**کیفیة التشهد** تعداد شق ۳	
۱-	(ویقرأ تشهد ابن مسعود رض)[2]	کذا فی الکافی
۲-	ولا یزید علی هذا	کذا فی محیط السرخسی
۳-	واذا انتهی الی قوله اشهد ان لا اله الا الله یشیر بالمسبحة-	

[1] الاستفتاح اس سے مراد ثنا (سبحنك اللّٰهمّ آخر تک) پڑھنا ہے جو تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھا جاتا ہے (البحر الرائق ج ۱ ص ۳۰۹۔ حاشیہ ہدایہ ج ۱ ص ۹۸) اور دوسری رکعت کے شروع میں ہاتھ اٹھانا بھی نہیں ہے۔ کیونکہ تکبیر تحریمہ، قنوت اور عیدین کے سوا ہاتھ اٹھانا نہیں ہے (۵/۱۳۲) مترجم۔ [2] حضرت عبد اللہ بن مسعود رض

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — تیسری فصل نماز کی سنتوں، آداب اور کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۳۱-	(ب) اور یہی (مذکورہ) حکم زیادہ صحیح ہے۔	ہدایہ
	(ج) اور امام ابویوسف رح سے روایت ہے کہ جب اس قدر سر اٹھائے کہ اسے (سجدہ سے) سر اٹھانے والا کہا جاسکے۔ تو جائز ہے۔ محیط میں ہے کہ یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	تبیین
	(د) اور یہی حکم مذکورہ (۴-ج/۱۳۱) صحیح ہے۔	بدائع
۱۳۲-	**دوسرے سجدہ کی کیفیت** اس میں ۱ شق ہے۔	
۱-	پھر تکبیر کہے اور دوسرے سجدہ کے لئے جھکے اور دوسرے سجدہ میں بھی پہلے سجدہ کی طرح تسبیحات پڑھے۔	محیط
۱۳۳-	**دوسرے سجدہ سے اٹھنے کی کیفیت** اس میں ۴ شقیں ہیں۔	
۱-	پھر جب (دوسرے) سجدہ سے فارغ ہو تو پنجوں کے بل اٹھے اور بیٹھے نہیں اور نہ کھڑا ہوتے وقت دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر سہارا لے البتہ دونوں گھٹنوں پر سہارا لے۔	محیط
۲-	اور سہارا نہ لینا مستحب ہے۔ اور یہ حکم ہمارے ہاں اس شخص کے لئے ہے جسے کوئی عذر نہ ہو۔ بہت سی مشہور کتابوں میں یہی حکم ظاہر ہے۔	بحرالرائق
۳-	اگر کوئی شخص بیٹھا اور دونوں ہاتھوں سے زمین پر سہارا لیا جیسا کہ امام شافعی رح کا مذہب ہے، تو کوئی حرج نہیں۔	ظہیریہ
۴-	(ل) دوسری رکعت میں بھی وہی کچھ کرے جو کچھ پہلی رکعت میں کیا ہے (ب) مگر استفتاح[۱] (ثنا) نہ پڑھے اور اعوذ باللہ بھی نہ پڑھے۔	قدوری
۱۳۴	**قعدہ (التحیات کیلئے بیٹھنے) کی کیفیت** - اس میں ۳ شقیں ہیں۔	
۱-	(ل) جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے سر اٹھائے تو بایاں پاؤں بچھائے اور اس پر بیٹھے۔ (ب) اور دایاں پاؤں ٹھیک کھڑا رکھے۔ (ج) اور اس کی انگلیاں قبلہ کی طرف متوجہ کرے۔ (د) اور دونوں ہاتھ اپنی دونوں رانوں پر رکھے۔ اور اپنی انگلیاں پھیلا دے۔	ہدایہ
۲-	گھٹنوں کو نہ پکڑے۔ یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	خلاصہ
۳-	اگر عورت ہے تو بائیں سرین پر بیٹھے۔ اور دونوں پاؤں دائیں طرف کو نکال دے۔	ہدایہ
۱۳۵-	**تشہد (التحیات) پڑھنے کی کیفیت** - اس میں ۳ شقیں ہیں۔	
۱-	(اور تشہد کے الفاظ پڑھنے میں) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت والی تشہد پڑھے[۲]	کافی
۲-	اور اس (تشہد) پر اور اضافہ نہ کرے۔	محیط سرخسی
۳-	(ل) اور جب اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر پہنچے تو شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے[۳]۔	

کی روایت والی تشہد کے الفاظ کے متعلق حکم نمبر (۱۹، ۲۰/۱۱۹) ملاحظہ ہو اور تشہد کے لفظ "السلام علیک" میں سلام کا لفظ الف لام کے ساتھ پڑھے جیسا کہ حکم نمبر (۳/۱۳۸) میں ہے۔ (مترجم) [۳] رد المحتار میں مختلف حوالوں سے اشارہ اور اس کی کیفیت نقل کی گئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مشہور قول کے بموجب (بقیہ حاشیہ ص ۱۴۲ پر)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوٰة — الفصل الثالث فی سنن الصلوٰة وآدابها وکیفیتها	حوالہ
۱۳۵	والمختار انه لا یشیر	کذا فی الخلاصة
	وعلیه الفتوٰی۔	کذا فی المضمرات ناقلاً عن الکبرٰی
	وکثیر من المشائخ رح لا یرون الاشارة وکرهها فی منیة المفتی	کذا فی التبیین
۱۳۶	**کیفیة القیام الی الشفع الثانی** تعداد شق ۱۰	
۱-	(فاذا فرغ من قراءة التشهد قام)	کذا فی المحیط
۲-	وفی الجلابی والقیام من القعدة علی صدر قدمیه کالقیام من السجدة	
	وقال الطحاوی رح لا بأس بان یعتمد بیدیه علی الارض	کذا فی الزاهدی
۳-	واذا قام یفعل فی الشفع الثانی ما فعل فی الشفع الاول من القیام و الرکوع والسجود۔	کذا فی المحیط
۴-	ویقرأ الفاتحة فقط۔	هکذا فی الکافی
۵-	وتکره الزیادة علی ذلك کذا فی السراج الوهاج ناقلاً عن الاختیار شرح المختار	
۶-	وان ترك القراءة والتسبیح لم یکن علیه حرج ولا سجدتا السهو ان کان ساهیاً لکن القرأة افضل۔ هذا هو الصحیح من الروایات	هکذا فی الذخیرة
۷-	وعلیه الاعتماد	کذا فی فتاوٰی قاضیخان
۸-	وهو الاصح	کذا فی المحیط فی فصل القرأة
۹-	وهو الصحیح وظاهر الروایة۔	هکذا فی البدائع
۱۰-	والسکوت مکروه	هکذا فی الخلاصة
۱۳۷	**کیفیة القعدة الاخیرة۔** تعداد شق ۱۲	
۱-	(ویجلس فی الاخیرة کما جلس فی الاولی۔	هکذا فی الهدایة

(بقیہ حاشیہ از صفحہ ۴۲۱) التحیات میں دونوں ہاتھ رانوں پر انگلیاں پھیلا کر رکھے اور اشارہ نہ کرے اور اگر اشارہ کرے تو اس کی صورت یہ ہے کہ ابتدا میں ہاتھوں کی انگلیاں پھیلا کر رکھے اور جب کلمۂ شہادت پر پہنچے تو انگشتِ شہادت تو اسی طرح رہنے دے مگر چھنگلیا اور اس کے ساتھ والی انگلی بند کرکے درمیانی انگلی اور انگوٹھے کے سروں کو ملا کر حلقہ بنالے یا چھنگلیا اس کے ساتھ والی انگلی اور درمیانی انگلی تینوں کو بند کرکے انگوٹھے کا سرا درمیانی انگلی کے درمیانے جوڑ کے سرے پر رکھ لے پھر انگشتِ شہادت سے اس طرح اشارہ کرے کہ نفی پر یعنی اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ کہنے پر انگلی اٹھائے اور اثبات پر یعنی اِلَّا اللہ پر انگلی رکھے اور انگلیاں بند کئے بغیر اشارہ کرنے کا قول شاذ ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۴۷۵۔ وہکذا فی حاشیۃ البحر الرائق ج ۱ ص ۳۲۴ ومنیۃ المصلی ص ۱۸۹ وحاشیہ شرح وقایہ ص ۱۳۵ (مترجم) ۵ ۱
التحیات میں اشارہ بالمسبحہ (انگشتِ شہادت سے اشارہ کرنے) کے متعلق اختلاف ہے۔ درمختار ورد المحتار ج ۱ ص ۴۷۴، ۴۷۵ اور بحر رائق ج ۱ ص ۳۲۳، ۳۲۴ منیۃ المصلی ص ۱۸۹ حاشیہ شرح وقایہ ج ۱ ص ۱۳۵ وغیرہ میں اشارہ کے حق میں اور اس کے خلاف بھی متعدد حوالے درج ہیں۔ فتاوی ہذا میں بھی اسے اختلافی مسئلہ کے طور پر ذکر کیا گیا ہے البتہ عدم

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — تیسری فصل نماز کی سنتوں، آداب اور کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۳۵	(ب) اور[1] مختار حکم یہ ہے کہ اشارہ نہ کرے۔	خلاصہ
	اور[2] اسی (مذکورہ) حکم پر فتویٰ ہے۔ یہ کبریٰ سے نقل ہے۔	مضمرات
	اور[3] بہت سے مشائخ رح کی رائے میں اشارہ کرنا مشروع نہیں ہے۔ اور منیۃ المفتی میں اشارہ کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔[1]	تبیین
۱۳۶	دوسرے دوگانہ کے لئے قیام کی کیفیت۔ اس میں ۱۰ شقیں ہیں	
۱-	جب تشہد پڑھنے سے فارغ ہو جائے تو کھڑا ہو جائے۔	محیط
۲-	(ل) جلابی میں ہے کہ قعدہ سے پنجوں کے بل کھڑا ہو۔ جیسا کہ سجدہ سے کھڑا ہونے کا حکم ہے۔	
	(ب) طحاوی رح نے کہا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ زمین پر ہاتھ ٹیک لے۔	زاہدی
۳-	جب کھڑا ہو تو دوسرے دوگانہ میں قیام، رکوع اور سجود اسی طرح کرے جس طرح کہ اس نے پہلے دوگانہ میں قیام، رکوع اور سجود کیا ہے۔	محیط
۴-	(دوسرے دوگانہ میں) صرف سورۂ فاتحہ (الحمد) پڑھے۔	کافی
۵-	اور اس (سورۂ فاتحہ) پر اضافہ کرنا مکروہ ہے۔ یہ حکم اختیار شرح مختار سے نقل کیا گیا ہے۔	سراج وہاج
۶-	(ل) اگر کسی نے (دوسرے دوگانہ میں) نہ قرأت کی اور نہ تسبیح پڑھی تو کچھ حرج نہیں۔ اور نہ سجدہ سہو کا حکم ہے اگر (قرأت و تسبیح) بھول گیا تھا مگر قرأت افضل ہے۔ (ب) سب روایتوں میں سے یہی حکم صحیح ہے۔	ذخیرہ
۷-	اور اسی حکم (مذکورہ $\frac{6}{136}$) پر اعتماد ہے۔	قاضیخان
۸-	اور یہی حکم (مذکورہ $\frac{6}{136}$) زیادہ صحیح ہے۔	محیط
۹-	اور یہی حکم (مذکورہ $\frac{6}{136}$) صحیح اور یہی ظاہر روایت ہے۔	بدائع
۱۰-	اور (دوسرے دوگانہ میں) چپ رہنا مکروہ ہے۔	خلاصہ
۱۳۷	آخری قعدہ کی کیفیت۔ اس میں ۱۲ شقیں ہیں۔	
۱-	آخری قعدہ میں بھی اسی طرح بیٹھے جس طرح پہلے قعدہ میں بیٹھا ہے۔	ہدایہ

[1] اشارہ والے حوالوں کو ترجیحاً ذکر کیا گیا ہے غالباً اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اشارہ کی حرکت اور عدم اشارہ (سکون) کی روایات سند کے لحاظ سے برابر ہیں اور اجتہادی اصول اور فقہی نظریہ کی رُو سے نماز میں حرکت و سکون کی روایات برابر ہوں تو (مبنی الصلوٰۃ علی السکون البحر الرائق ج ا صفحہ ۳۴۳ کی رُو سے) سکون والی روایات کو ترجیح ہے جیسا کہ نماز میں رفع یدین کے مسئلہ میں ہے گرچہ کوئی ایسی روایت بھی نہیں ہے جس میں رفع یدین کی ممانعت کی طرح اشارہ کے متعلق کسی روایت میں کم از کم یہ ذکر ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ نہیں کیا تاکہ رفع یدین کی طرح اس اشارہ کی حرکت کو بھی چھوڑ دیا جاتا۔ لہٰذا محدثین فقہاء رح کے ہاں تو اشارہ مذکور مشروع اور مسنون ہے۔ مگر کئی متقدمین فقہاء رح کے ہاں بنا بر اصول مذکور سکون (عدم اشارہ) کو ہی اختیار کیا گیا ہے اور چونکہ اشارہ کی کیفیت میں بھی اختلاف ہے۔ لہٰذا فتاویٰ ہٰذا میں عدم اشارہ والے حوالوں کو ترجیحاً ذکر کیا گیا ہے۔ گو اشارہ مشروع ہونے پر مشتمل حوالہ بھی مذکور ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ — الفصل الثالث فی سنن الصلوٰۃ و آدابها وکیفیتها	حوالہ
۱۳۷ — ۲	ویتشهد فاذا فرغ من التشهد یصلی علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم۔	کذا فی المحیط
۳	وسئل محمدؒ عن کیفیۃ الصلوٰۃ علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فقال یقول اللّٰهم صل علی محمد وعلیٰ اٰل محمد کما صلّیت علیٰ ابراهیم وعلیٰ اٰل ابراهیم وبارك علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد کما بارکت علیٰ ابراهیم وعلیٰ اٰل ابراهیم انّك حمید مجید۔	کذا فی التبیین
۴	وکره بعضهم ان یقول اللّٰهم ارحم محمدا والصحیح انه لا یکره	کذا فی التبیین
۵	فاذا فرغ من الصلوٰۃ علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یستغفر لنفسه و لابویه وللمؤمنین والمؤمنات	کذا فی الخلاصۃ
۶	ویدعو لنفسه ولغیره من المؤمنین ولا یخص نفسه بالدعاء وهو سنۃ	هکذا فی التبیین
۷	ثم یقول ربّنا اٰتنا الیٰ اٰخره	کذا فی الخلاصۃ
۸	ولا یدعو بما یشبه کلام الناس وما لا یستحیل سؤاله من العباد۔ کقوله اَللّٰهمّ زوجنی فلانۃ یشبه کلامهم وما یستحیل کقوله اللّٰهم اغفرلی لیس من کلامهم وقوله اللّٰهم ارزقنی من قبیل الاوّل	کذا فی الهدایۃ
۹	فلا یجوز الدعاء بهذا اللفظ هو الصحیح	کذا فی العینی شرح الهدایۃ

لہ درود شریف کے الفاظ مختلف منقول ہیں۔ امام محمدؒ سے تبیین کی اس روایت میں اور رد المحتار ج ۱ ص۴۷۸ میں امام محمدؒ سے زیلعیؒ کی روایت میں اور بحر ج ۱ ص۳۲۸ اور کنز الدقائق ص۳۰ پر علامہ عینی کے حاشیہ میں صرف آخر میں انّك حمید مجید منقول ہے مگر رد المحتار ج ۱ ص۴۷۸ میں امام محمدؒ سے بحوالہ شرح منیہ۔ کفایہ قنیہ اور مجتبیٰ میں اور ذخیرہ میں اور بخاری مسلم اور نسائی کی مرفوع روایات میں انّك حمید مجید درمیان میں اور آخر میں دوبار منقول ہے اور عوام وخواص کا تعامل بھی اسی پر ہے نیز بخاری اور مسلم کی مرفوع روایات میں بارك علی محمد سے ماقبل اللّٰهم کا لفظ بھی منقول ہے۔ (مترجم) ٢ه ترجمہ: الٰہی! حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور حضرت محمدؐ کی آل پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) پر اور ان کی آل پر رحمت نازل کی اور حضرت محمدؐ پر اور ان کی آل پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ اور ان کی آل پر برکت نازل کی۔ بے شک تو تعریف کیا گیا اور بزرگ ہے۔ (مترجم) ٣ه ترجمہ:۔ الٰہی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر رحم فرما (مترجم) ٤ه ترجمہ:۔ اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ (مترجم) ٥ه اس کے متعلق حکم نمبر ۹/۱۳۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٦ه هو الصحیح سے اشارہ

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — تیسری فصل نماز کی سنتوں، آداب اور کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۳۷-۲-۲	تشہد (التحیات) پڑھے اور جب تشہد سے فارغ ہوچکے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے	محیط
-۳	حضرت امام محمدؒ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی کیفیت پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا۔ یوں کہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔	تبیین
-۴	(ل) بعض فقہاء نے اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ مُحَمَّدًا کہنا مکروہ کہا ہے (ب) اور صحیح حکم یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے۔	تبیین
-۵	جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے سے فارغ ہوچکے تو اپنے لئے، اپنے والدین کے لئے اور ایمان والے سب مردوں اور عورتوں کے لئے بخشش کی دعا مانگے۔	خلاصہ
-۶	(ل) اپنے لئے دعا مانگے اور اپنے سوا دوسرے ایمان والوں کے لئے بھی دعا مانگے (ب) اور دعا میں صرف اپنے آپ کو خاص نہ کرے۔ اور یہی طریقہ سنت ہے۔	تبیین
-۷	پھر یہ دعا پڑھے۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔	خلاصہ
-۸	(ل) ایسی (عبارت سے) دعا نہ مانگے جیسے آدمیوں سے باتیں کرتے ہیں (ب) ایسی دعا بھی نہ مانگے جسے بندوں سے مانگنا محال نہیں ہے۔ مثلاً یہ کہنا کہ اَللّٰهُمَّ زَوِّجْنِيْ فُلَانَةً (اے اللہ فلاں عورت سے میرا نکاح کرادے۔) تو یہ دعا آدمیوں سے کرنے کی باتیں ہیں۔ اور جن چیزوں کا بندوں سے مانگنا محال ہے جیسے یہ کہنا کہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ (اے اللہ! میری بخشش کردے) تو یہ دعا آدمیوں سے مانگنے کی نہیں ہے۔ پس ایسی دعا مانگ لے) (ج) اور یہ کہنا کہ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ (اے اللہ! مجھے رزق دے) تو یہ پہلی قسم میں شامل ہے۔[۱]	ہدایہ
-۹	پس اس لفظ (اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ) سے دعا جائز نہیں ہے۔ یہی حکم صحیح ہے۔[۲]	عینی

ہے کہ نماز میں اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ بغیر کسی قید کے بطور دعا کہا جائے تو اس میں اختلاف ہے۔ بعض فقہاءؒ کے ہاں اس سے نماز نہیں ٹوٹتی جیساکہ البحرالرائق ج۱ صلا۳۳ میں حسب تصریح فخر الاسلامؒ اللّٰہم ارزقنی کو اللّٰہم اغفرلی کی طرح قرار دیا گیا ہے اور درمختار ج۱ ص۴۸۹ میں اور بحوالہ غایۃ البیان البحر الرائق ج۱ ص۳۳ میں اور بحوالہ شرح منیہ و فتح، ردمحتار ج۱ ص۴۸۹ میں کہا گیا ہے کہ درحقیقت رزق دینے والا اللہ ہی ہے۔ بندوں کی طرف اس کی نسبت مجازی ہے۔ پس اللّٰہم ارزقنی سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ جیساکہ احادیث میں دونوں سجدوں کے درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وَارْزُقْنِيْ کہنے کا عمل منقول ہے۔ اور جیساکہ قرآن پاک میں ہے وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ مگر بعض فقہاءؒ کے ہاں چونکہ اللّٰہم ارزقنی بندوں سے کلام کے مشابہ ہے جیساکہ عربی میں کہا جاتا ہے رَزَقَ الْاَمِيْرُ الْجَيْشَ (حاکم نے لشکر کو رزق دیا) اور نماز میں بندوں سے کلام کے مشابہ کلام کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اِنَّ صَلٰوتَنَا لَا يَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِ النَّاسِ (نماز میں بندوں سے کلام کے مشابہ کلام کی گنجائش نہیں) پس اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ سے نماز ٹوٹ جائے گی جیساکہ ہدایہ اور عینی کے حوالے سے حکم نمبر ۹/۱۳۸ میں مذکور ہے۔ کیونکہ آنحضرتؐ کا عمل نفل پر محمول ہوسکتا ہے جن میں گنجائش ہوتی ہے (بقیہ حاشیہ بر ص۴۲۶)

دفعہ وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ — الفصل الثالث فی سنن الصلوٰۃ وآدابها وکیفیتها	حوالہ
۱۳۷ -۱۰	ولو قال اللّٰهم ارزقنی مالاً عظيماً تفسد	
	ولو قال اللّٰهم ارزقنی العلم والحج ونحو ذلك لا تفسد	كذا فی المضمرات
	وفی الولوالجية ينبغی ان يدعو فی الصلوٰة بدعاء محفوظ لانه يخاف ان يجری علی لسانه ما يشبه كلام الناس فتفسد صلاته	كذا فی التاتارخانية
	وكل ما ذكرناه انه يفسد انما يفسد اذا لم يقعد قدر التشهد فی آخر الصلوٰة۔ واما اذا قعد فصلوٰته تامة يخرج به من الصلوٰة	كذا فی التبيين
-۱۱	ومن الادعية المأثورة ما روی عن ابی بكر رضی الله عنه انه قال لرسول الله صلی الله عليه وسلم علّمنی دعاء ادعو به فی صلوٰتی فقال قل اللّٰهمّ انی ظلمت نفسی ظلماً كثيراً فانه لا يغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرة من عندك وارحمنی انك انت الغفور الرّحيم وكان ابن مسعود رضی الله عنه يدعو بكلمات منهن اللّٰهمّ انی اسئلك من الخير كله ما علمت منه وما لم اعلم واعوذ بك من شرّ كله ما علمت منه وما لم اعلم	كذا فی النهاية
-۱۲	ويستحب ان يقول المصلی بعد ذكر الصلوٰة فی آخر الصلوٰة رب اجعلنی مقيم الصلوٰة ومن ذريتی۔ ربنا وتقبل دعاء۔ ربنا اغفرلی ولوالدی وللمؤمنين يوم يقوم الحساب۔	كذا فی التاتارخانية ناقلاً عن الحجة
۱۳۸-	**كيفية السّلام** — تعداد شق ۱۸	
-۱	ثم يسلم تسليمتين، تسليمة عن يمينه وتسليمة عن يساره ويحوّل فی التسليمة الاولیٰ وجهه عن يمينه حتی يری بياض خده الايمن وفی التسليمة الثانية عن يساره حتی يری بياض خده الايسر وفی القنية هو الاصح	هكذا فی شرح النقاية للشيخ ابی المكارم رح

(بقیہ از صفحہ ۴۲۵) یا آپکا عمل آپ سے مخصوص قرار پاکر اس پر آپکے قول کو ترجیح ہوسکتی ہے۔ خصوصاً عبادات کے احکام میں تو احتیاط شدید ہے البتہ ٹوٹ جانے سے مراد کے متعلق حکم نمبر $\frac{10-د}{137}$ ملاحظہ ہو (مترجم) (حاشیہ صفحہ ہذا) لہ اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور یقیناً تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا پس تو اپنی طرف سے ہی میری مکمل

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — تیسری فصل نماز کی سنتوں، آداب اور کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۳۷-۱۰-	(ل) اگر کسی نے کہا اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ مَالًا عَظِیْمًا (اے اللہ! مجھے بہت سے مال کا رزق دے) تو اس سے نماز ٹوٹ جائے گی۔	
	(ب) اور اگر کسی نے کہا اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِی الْعِلْمَ وَالْحَجَّ وَنَحْوَ ذٰلِكَ (اے اللہ مجھے علم اور حج وغیرہ کا رزق دے) تو اس سے نماز نہ ٹوٹے گی۔	مضمرات
	(ج) الولوالجیہ میں ہے کہ نماز میں پہلے سے یاد کی ہوئی دعائیں مانگنی چاہییں اس لئے کہ اس کا ڈر ہے کہ اس کی زبان پر ایسا کلام جاری ہو جائے جو لوگوں سے کلام کے مشابہ ہو۔ اور اس سے اس کی نماز ٹوٹ جائے۔	تتارخانیہ
	(د) اور جن صورتوں میں ہم نے ذکر کیا ہے کہ اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے ان میں نماز اس حالت میں ٹوٹ جاتی ہے کہ جب نماز کے آخر میں تشہد کے بقدر نہ بیٹھ چکا ہو۔ اور اگر نماز کے آخر میں تشہد کے بقدر بیٹھ چکا ہے تو اس کی نماز مکمل ہے اور نماز توڑنے والی دعا کی وجہ سے وہ نماز سے خارج ہو جائے گا۔	تبیین
-۱۱	(ل) مسنون دعاؤں میں ایک یہ ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی دعا سکھا دیجئے جو نماز میں پڑھا کروں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں کہہ:- اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِیْرًا وَّاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۔[1] (ب) اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جن الفاظ میں دعا مانگا کرتے تھے ان میں سے ایک یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنَ الْخَیْرِ كُلِّهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ ۔[2]	نہایہ
-۱۲	اور مستحب یہ ہے کہ نمازی نماز کے آخر میں نماز کی دعاؤں کے بعد یہ دعا پڑھے رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۔ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۔ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ۔[3] یہ الحجہ سے نقل ہے۔	تتارخانیہ
۱۳۸-	**سلام کہنے کی کیفیت۔** اس میں ۱۸ شقیں ہیں۔	
-۱	پھر دو بار سلام کہے۔ ایک بار دائیں طرف سلام کہے اور ایک بار بائیں طرف سلام کہے اور پہلے سلام میں دائیں طرف اس قدر منہ پھیرے کہ اس کے دائیں رخسار کی سفیدی دیکھی جا سکے اور دوسرے سلام میں بائیں طرف اس قدر منہ پھیرے کہ اس کے بائیں رخسار کی سفیدی دیکھی جا سکے۔ اور قنیہ میں ہے، کہ یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	شرح نقایہ

مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما۔ بے شک تو نہایت بخشنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ [2] اے اللہ! میں تجھ سے پوری بھلائی کی درخواست کرتا ہوں جو میں نے اس میں سے جانا اور جو نہ جانا۔ اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں پوری برائی سے جو میں نے اس میں سے جانا اور جو نہ جانا [3] اے میرے پروردگار! (بقیہ بر صفحہ ۴۲۸)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ — الفصل الثالث فی سنن الصلوٰۃ وآدابہا وکیفیتہا	حوالہ
۱۳۸ ۲-	ویقول السلام علیکم ورحمۃ اللہ	کذا فی المحیط
۳-	المختار ان یکون السلام بالالف واللام وکذلک فی التشہد	کذا فی الظہیریۃ
۴-	ولا یقول فی ہذا السلام فی آخرہ وبرکاتہ عندنا	
	والسنۃ فی السلام ان تکون التسلیمۃ الثانیۃ اخفض من الاولی	کذا فی المحیط
۵-	وہو الاحسن	کذا فی التبیین
۶-	وان سلم عن یمینہ فقام فان لم یتکلم ولم یخرج من المسجد یقعد ویسلم	کذا فی التتارخانیۃ ناقلا عن الحجۃ
	والصحیح انہ اذا استدبر القبلۃ لا یأتی بہا	کذا فی القنیۃ
۷-	ولو سلم اولا عن یسارہ فانہ یسلم عن یمینہ ما لم یتکلم ولا یعید السلام عن یسارہ	
	ولو سلم تلقاء وجہہ یسلم عن یسارہ	کذا فی التبیین
۸-	اختلفوا فی تسلیم المقتدی قال الفقیہ ابو جعفر رح المختار ان ینتظر اذا سلم الامام عن یمینہ یسلم المقتدی عن یمینہ واذا فرغ عن یسارہ یسلم المقتدی عن یسارہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۹-	وینوی من عندہ من الحفظۃ والمسلمین فی جانبیہ	کذا فی الزاہدی
۱۰-	ولا ینوی النساء فی زماننا ولا من لا شرکۃ لہ فی صلوٰتہ ہو الصحیح	کذا فی الہدایۃ
۱۱-	والمقتدی یحتاج الی نیۃ الامام مع نیۃ من ذکرنا فان کان الامام فی جانب الایمن نواہ فیہم وان کان فی جانب الایسر نواہ فیہم وان کان بحذاءہ نواہ فی الجانب الایمن عند ابی یوسف رح وعند محمد رح ینویہ فیہما۔	کذا فی المحیط
۱۲-	وہو روایۃ عن ابی حنیفۃ رح	کذا فی الکافی
۱۳-	وفی الفتاوی ہو الصحیح	کذا فی التتارخانیۃ
۱۴-	والمنفرد ینوی الحفظۃ لا غیر	کذا فی الہدایۃ
۱۵-	ولا ینوی فی الملائکۃ عددا محصورا۔	کذا فی الہدایۃ

(بقیہ از صفحہ ۴۲۴) تو مجھے نماز کا قائم کرنیوالا بنا اور میری اولاد میں سے بھی۔ اے ہمارے پروردگار! میری دعا کو قبول فرما اے ہمارے پروردگار! بخش دے مجھے اور میرے

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — تیسری فصل نماز کی سنتوں، آداب اور کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۳۸- ۲-	اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کہے۔[لے]	محیط
۳-	(ل) مختار حکم یہ ہے کہ سلام کا لفظ الف لام کے ساتھ (السلام علیکم ورحمۃ اللہ) کہے۔ (ب) اسی طرح تشہد میں بھی سلام کا لفظ الف لام کے ساتھ (اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ) کہے۔	ظہیریہ
۴-	(ل) اس سلام کے آخر میں ہمارے ہاں "وَبَرَکَاتُہٗ" کا لفظ نہ کہے۔ (ب) اور سلام میں سنت طریقہ یہ ہے کہ دوسرا سلام پہلے سلام کی نسبت پست آواز سے کہے۔	محیط
۵-	یہی (مذکورہ) حکم زیادہ اچھا ہے۔	تبیین
۶-	(ل) اگر کسی نے دائیں طرف سلام پھیرا اور اٹھ کھڑا ہوا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر اس نے بات نہیں کی اور مسجد سے باہر نہیں نکلا تو بیٹھ جائے اور (دوسرا) سلام کہے۔ (ب) اور صحیح حکم یہ ہے کہ اگر قبلہ کی طرف پیٹھ پھیر دی تو پھر دوسرا سلام نہ کہے۔	تتارخانیہ قنیہ
۷-	(ل) اگر کسی نے پہلے بائیں طرف سلام کہہ دیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) جب تک بات نہیں کی دائیں طرف سلام کہے اور بائیں طرف کے سلام کو دوبارہ نہ کہے۔ (ب) اور اگر کسی نے منہ کے سامنے کی طرف سلام کہا تو پھر بائیں طرف سلام کہے۔	تبیین
۸-	مقتدی کے سلام کہنے کے حکم میں اختلاف ہے۔ فقیہ ابوجعفر رح کے قول میں مختار حکم یہ ہے کہ مقتدی منتظر رہے جب امام دائیں طرف سلام کہے تو مقتدی دائیں طرف کو سلام کہے اور جب امام بائیں طرف سلام کہنے سے فارغ ہو تو مقتدی بائیں طرف کو سلام کہے۔	قاضیخان
۹-	(سلام کہتے وقت) انہیں سلام کہنے کی نیت کرے جو اس کے دونوں طرف محافظ فرشتے اور مسلمان ہیں۔	زاہدی
۱۰-	(ل) ہمارے (اس) زمانہ میں سلام کہتے وقت عورتوں کے لئے نیت نہ کرے۔ (ب) اس کے لئے بھی سلام میں نیت نہ کرے۔ جو اس کی نماز میں شریک نہیں - یہی حکم صحیح ہے۔	ہدایہ
۱۱-	(ل) مقتدی (جب سلام کہے تو اس) کے لئے مذکورہ (حکم نمبر ۹/۱۳۸) کی نیت کے ساتھ امام کی نیت کی بھی ضرورت ہے۔ پس اگر امام دائیں جانب تھا تو اس طرف کے لوگوں میں امام کی نیت کرے (ب) اور اگر امام بائیں طرف تھا تو اس طرف کے لوگوں میں امام کی نیت کرے (ج) اور اگر امام سامنے تھا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (۱) امام ابو یوسف رح کے ہاں دائیں طرف کے لوگوں میں امام کی نیت کرے۔ (۲) اور امام محمد رح کے ہاں دونوں طرف کے لوگوں میں امام کی نیت کرے۔	محیط
۱۲-	اور یہی (امام محمد رح سے منقول مذکورہ حکم) حضرت امام ابوحنیفہ رح سے روایت ہے۔	کافی
۱۳-	اور فتاوی میں ہے کہ یہی حکم (مذکورہ ۱۱ ج (۲)/۱۳۸) صحیح ہے۔	تتارخانیہ
۱۴-	اکیلے نماز پڑھنے والا محافظ فرشتوں کی نیت کرے۔ اور کسی کی نیت نہ کرے۔	ہدایہ
۱۵-	فرشتوں کی نیت میں کوئی تعداد مقرر نہ کرے۔	ہدایہ

والدین کو اور ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو جس دن کہ قیامت قائم ہو۔ (مترجم) (حاشیہ صفحہ ہذا) لے تم پر سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصّلوٰة — الفصل الثالث فی سنن الصلوٰة وآدابها وكيفيتها	حوالہ
۱۳۸- ۱۶-	وهو الصحيح	هكذا فی البدائع
۱۷-	واذا سلم الامام من الظهر والمغرب والعشاء كره له المكث قاعدا. لكنه يقوم الى التطوع ولا يتطوع فی مكان الفريضة ولكن ينحرف يمنة ويسرة او يتأخر وان شاء رجع الى بيته يتطوع فيه. وان كان مقتديا او يصلی وحده ان لبث فی مصلاه يدعو جاز. وكذا ان قام الى التطوع فی مكانه او تأخر او انحرف يمنة او يسرة جاز. والكل سواء. وفی صلوة لا تطوع بعدها كالفجر والعصر يكره المكث قاعدا فی مكانه مستقبل القبلة. والنبی صلى الله عليه وسلم سمى هذا بدعة ثم هو بالخيار ان شاء ذهب وان شاء جلس فی محرابه الى طلوع الشمس وهو افضل. ويستقبل القوم بوجهه اذا لم يكن بحذائه مسبوق. فان كان ينحرف يمنة او يسرة والصيف والشتاء سواء هو الصحيح.	كذا فی الخلاصة
۱۸-	وفی الحجة الامام اذا فرغ من الظهر والمغرب والعشاء يشرع فی السنة ولا يشتغل بادعية طويلة.	كذا فی التاتارخانية

۱ تطوع نفل کو کہتے ہیں مگر تطوع نماز عام ہے اس میں سنتیں اور نوافل سبھی شامل ہیں۔ ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج ۱ ص ۱۳۵ وحاشیہ شرح وقایہ ج ۱ ص ۱۶۱ (مترجم)
۲ مسبوق کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۳۴/۱۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ ردالمحتار میں ہے کہ چونکہ سنتیں گھر میں پڑھنا افضل ہے (جیسا کہ حکم نمبر ۱۷/۱۳۸ میں ہے) لہٰذا فرضوں اور سنتوں میں وہ فصل جو گھر جانے کی بنا پر ہو مکروہ نہیں ہے۔ ردالمحتار ج ۱ ص ۴۹۵ (مترجم) ۴ یعنی اگر فرضوں کے بعد وہیں سنتیں پڑھنی ہیں تو سنتوں سے قبل لمبی لمبی دعاؤں میں مشغول نہ ہو۔ چنانچہ ردالمحتار میں ہے کہ سنتیں جو فرائض کے لواحق اور توابع سے ہیں ان کے

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — تیسری فصل نماز کی سنتوں، آداب اور کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۳۸- ۱۶-	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	بدائع
۱۷-	(ل) جب امام ظہر، مغرب اور عشا کی نماز کا سلام پھیر چکے تو اس کے لئے وہاں بیٹھے رہنا مکروہ ہے۔ لیکن وہ نفلوں کے لئے کھڑا ہو جائے۔ اور جہاں فرض پڑھے ہیں وہاں نفل نہ پڑھے لیکن وہ دائیں بائیں ہو جائے یا پیچھے ہٹ جائے اور اگر چاہے تو گھر لوٹ کر وہاں نفل پڑھے۔ (ب) اگر مقتدی ہے یا اکیلے نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنی نماز کی جگہ ٹھہر کر دعا مانگتا رہے تو جائز ہے۔ اسی طرح اگر وہ نفلوں کے لئے اسی جگہ کھڑا ہو گیا یا پیچھے ہو گیا یا دائیں یا بائیں ہٹ گیا تو جائز ہے۔ اور سب صورتیں برابر ہیں۔ (ج) ایسی نماز جس کے بعد نفل نہیں ہیں مثلاً فجر اور عصر کی نماز تو ان میں اسی جگہ قبلہ رُو ہو کر بیٹھا رہنا مکروہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیٹھنے کا نام بدعت رکھا ہے (د) پھر اسے اختیار ہے کہ چاہے تو چلا جائے اور چاہے تو اپنے محراب میں سورج نکلنے تک بیٹھا رہے اور یہ (سورج نکلنے تک بیٹھنا) افضل ہے۔ (یہ اس صورت میں کہ فجر کی نماز ہو) (س) اور جماعت کی طرف منہ کرے جب کہ اس کے سامنے کوئی مسبوق نہ ہو۔ اور اگر اس کے سامنے کوئی مسبوق ہو تو دائیں یا بائیں طرف پھر جائے۔ (س) سردی و گرمی کے موسم میں حکم ایک سا ہے۔ یہی حکم صحیح ہے۔	خلاصہ
۱۸-	حجہ میں ہے کہ امام ظہر، مغرب اور عشا سے فارغ ہو تو سنتیں شروع کر دے اور لمبی لمبی دعاؤں میں مشغول نہ ہو	تتارخانیہ

پڑھنے میں تاخیر نہیں ہونی چاہیے اور نماز کے بعد کی ماثورہ دعائیں اگر سنتوں سے پہلے پڑھنے کی بجائے ان کے بعد پڑھے تب بھی وہ دعائیں فرض نماز کے بعد پڑھنا ہی قرار پائیں گی البتہ ماثورہ دعاؤں میں سے چھوٹی دعاؤں کے پڑھنے کی گنجائش ہے جیسا کہ درمختار میں ہے کہ اگر فرضوں کے بعد اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ کے بقدر سنتیں شروع کرنے میں تاخیر کرے تو حلوانی کے قول کے بموجب کوئی حرج نہیں ہے اور کمال نے اسی کو اختیار کیا ہے (ماخوذ از رد المحتار و درمختار ج ا صفحہ ۴۹۴، ۴۹۵) (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ	الفصل الرابع فی القرأۃ	حوالہ

الفصل الرابع فی القرأۃ

دفعات ۱۳۹ تا ۱۳۹ عنوان ۱ تعداد شق ۳۳

۱۳۹۔ القراءۃ

تعداد شق ۳۳

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱۔	سنتها حالة الاضطرار فی السفر و هوان يدخله خوف اوعجلة فی سيره ان يقرأ بفاتحة الكتاب و ای سورة شاء	هكذا فی الزاهدی
۲۔	و حالة الاضطرار فی الحضر و هوضيق الوقت اوالخوف علی نفس اومال ان يقرأ قدر مالا يفوته الوقت اوالامن	هكذا فی الزاهدی
۳۔	وسنتها حالة الاختيار فی السفر بان كان فی الوقت سعة وهو فی امنة و قرار ان يقرأ فی الفجر سورة البروج اومثلها ليحصل الجمع بين مراعاة سنة القرأة وتخفيفها المرخص فی السفر	كذا فی شرح منية المصلی لابن امير الحاج
	وفی الظهر مثله وفی العصر والعشاء دونه وفی المغرب بالقصار جدا	هكذا فی الزاهدی
۴۔	وسنتها فی الحضر ان يقرأ فی الفجر فی الركعتين باربعين او خمسين آية سوی فاتحة الكتاب	
	وفی الظهر ذكر فی الجامع الصغير مثل الفجر	
	وذكر فی الاصل او دونه وفی العصر والعشاء فی الركعتين عشرين آية سوی فاتحة الكتاب وفی المغرب يقرأ فی كل ركعة سورة قصيرة	هكذا فی المحيط
۵۔	و استحسنوا فی الحضر طوال المفصل فی الفجر والظهر واوساطه فی العصر والعشاء و قصاره فی المغرب	كذا فی الوقاية
۶۔	وطوال المفصل من الحجرات الی البروج والاوساط من سورة البروج الی لم يكن والقصار من سورة لم يكن الی الاخر	هكذا فی المحيط والوقاية ومنية المصلی
۷۔	وفی اليتيمة اذا كان يؤدی العصر فی وقت مكروه فالصواب انه يستوفی القرأة المسنونة	كذا فی التتارخانية
۸۔	ولم يتوقف فی الوتر شئ سوی الفاتحة	كذا فی معراج الدراية

[1] قرآت کی فرض مقدار کے متعلق حکم نمبر ۱۱۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [2] سورۃ بروج کی مقدار یہ ہے کہ اس میں ایک رکوع۔ آیات قدرے چھوٹی اور کل آیات ۲۲ ہیں نیز اس صورت میں سورۃ بروج جتنی قرآت سے مراد یہ ہے کہ دونوں رکعتوں میں مجموعہ قرآت اتنا ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص۵۰۳ (مترجم) [3] یعنی صبح کی دونوں رکعتوں میں مجموعہ قرآت

چوتھی فصل قراءت کا بیان

دفعات ۱۳۹ تا ۱۳۹ عنوان ۹۱ سے ۱ تعداد شق ۳۳

۱۳۹۔ قراءت کرنا

اور اس میں ۳۳ شقیں ہیں۔

شق	متن	حوالہ
۱۔	سفر کی صورت میں اگر مجبوری کی حالت ہو مثلاً خوف ہو یا چلنے کی جلدی ہو تو سنت ۱ یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ کے ساتھ جونسی سورت چاہے قراءت کرے۔	زاہدی
۲۔	مقیم ہونے کی صورت میں اگر مجبوری کی حالت ہو مثلاً وقت تنگ ہو یا جان یا مال کا خوف ہو تو سنت یہ ہے کہ اتنی قراءت کرے (کہ وقت کی تنگی کی صورت میں) وقت اور (خوف کی صورت میں) امن فوت نہ ہو۔	زاہدی
۳۔	(ا) سفر کی صورت میں مجبوری کی حالت نہ ہو۔ مثلاً وقت میں گنجائش ہو اور وہ امن اور چین سے ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر کی نماز میں سورۃ بروج یا اس جتنی قراءت ۲ کرے تاکہ قراءت میں سنت کی رعایت اور سفر میں قراءت کی تخفیف کی رخصت دونوں جمع ہو جائیں (ب) ظہر میں بھی اسی (سورۃ بروج) کے بقدر قرأت کرے (ج) عصر اور عشاء میں اس سے کم قراءت کرے (د) اور مغرب میں بہت چھوٹی سورتیں پڑھے۔	شرح منیہ زاہدی
۴۔	(ا) مقیم ہونے کی صورت میں (اگر مجبوری کی حالت نہ ہو تو) سنت یہ ہے کہ فجر کی نماز کی دونوں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے علاوہ چالیس یا پچاس آیتیں قرأت کرے ۳ (ب) ۱ نماز ظہر کے متعلق جامع صغیر میں لکھا ہے کہ نماز فجر جتنی قرائت کرے۔ ۲ اور اصل میں لکھا ہے کہ یا نماز فجر کی قرائت سے کم پڑھے (ج) عصر اور عشا کی نماز کی دونوں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے علاوہ بیس آیتیں قرأت کرے۔ (د) اور مغرب کی نماز کی ہر رکعت میں چھوٹی سورت پڑھے۔	محیط
۵۔	فقہائے نے پسند کیا ہے کہ (ا) مقیم ہونے کی صورت میں فجر اور ظہر کی نماز میں طوال مفصل قرأت کرے۔ (ب) عصر اور عشاء کی نماز میں اوساط مفصل قرأت کرے۔ (ج) اور مغرب کی نماز میں قصار مفصل قرأت کرے۔ ۴	وقایہ
۶۔	(ا) طوال مفصل سے مراد سورۃ حجرات سے سورۃ بروج تک کی سورتیں ہیں (ب) اوساط مفصل سے مراد سورۃ بروج سے لم یکن تک کی سورتیں ہیں۔ (ج) لم یکن سے آخر تک قصار مفصل ہیں	محیط۔ وقایہ منیۃ المصلی
۷۔	یتیمہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص عصر کی نماز مکروہ وقت میں پڑھ رہا ہو تب بھی بہتر یہ ہے کہ وہ مسنون قرأت پوری کرے۔	تتارخانیہ
۸۔	وتر کی نماز میں سورہ فاتحہ کے سوا کوئی اور سورت مقرر نہیں ہے۔	معراج الدرایۃ

چالیس یا پچاس آیتیں ہو ماخوذ از (بحوالہ محیط) حاشیہ ہدایہ ج ۱ ص ۱۰۱ چنانچہ جامع صغیر و شرح طحاوی میں ہے کہ فجر کی پہلی رکعت میں ۳۰ اور دوسری رکعت میں ۲۰ یا ۱۰ آیتیں پڑھنا چاہیے ماخوذ از خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۹۶ اور ہدایہ میں ہے کہ صبح کی دونوں رکعتوں میں چالیس سے ساٹھ تک اور ساٹھ سے سو آیات تک بھی مروی ہے اور ان روایات پر عمل اس طرح ہے کہ رغبت والے نمازیوں کو سو تک

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوة — الفصل الرابع فی القرأة	حوالہ
۱۳۹۔ ۹۔	فما قرأ فيه فهو حسن	كذا فى المحيط
۱۰۔	لكن عن النبى صلى الله عليه وسلم انه اوتر بسبح اسم ربك الاعلىٰ و قل يا ايها الكافرون و قل هو الله احد فيقرأ احيانا هذا للتبرك و احيانا غيرذلك للتحرز عن هجران باقى القران	كذا فى التهذيب
۱۱۔	ولا يزيد على القرأة المستحبة ولا يثقل على القوم ولكن يخفف بعد ان يكون على التمام والاستحباب كذا فى المضمرات	ناقلا عن الطحاوى
۱۲۔	واطالة القرأة فى الركعة الاولى على الثانية من الفجر مسنونة بالاجماع	كذا فى الزاهدى ومعراج الدراية
	وقال محمد رحمه الله احب الى ان يطول الركعة الاولى على الثانية فى الصلوات كلها وعليه الفتوى	كذا فى الزاهدى ومعراج الدراية
	وفى الحجة وهو المأخوذ للفتوى	كذا فى التاتارخانية
۱۳۔	وعلى هذا الخلاف الجمعة والعيدان	هكذا فى البدائع
۱۴۔	وبعد هذا اختلف المشائخ رحمهم الله بعضهم قالوا ينبغى ان يكون التفاوت بينهما بقدر الثلث والثلثين الثلثان فى الاولى والثلث فى الثانية	
	وفى شرح الطحاوى وينبغى ان يقرأ فى الاولى بثلاثين آية وفى الثانية بقدر عشر آيات او عشرين هذا لبيان الاولى	كذا فى المحيط
	واما لبيان الحكم فالتفاوت وان كان فاحشا بأن قرأ فى الاولى سورة طويلة و فى الثانية ثلاث آيات لابأس به	كذا فى الظهيرية
۱۵۔	وفى بعض شروح الجامع الصغير لاخلاف ان اطالة الركعة الثانية على الاولى مكروهة ان كانت بثلاث آيات او اكثر وان كانت با قل من ذلك لا يكره	كذا فى الخلاصة
۱۶۔	قال المرغينانى رحمه الله التطويل يعتبر بالآى ان كانت متقاربة و ان كانت الآيات متفاوتة من حيث الطول والقصر يعتبر بالكلمات والحروف	كذا فى التبيين
۱۷۔	ويكره ان يوقت شيأ من القرآن لشئ من الصلوات قال الطحاوى والاسبيجابى هذا اذا رأه حتما واجبا بحيث لا يجوز غيره او رأى قراءة غيره مكروهة و اما اذا قرأ لاجل اليسر عليه او تبركا بقراءته صلى الله عليه وسلم فلا كراهية فى ذلك ولكن يشترط ان يقرأ غيره احيانا لئلا يظن الجاهل ان غيره لا يجوز	هكذا فى التبيين

والقیہ ۱۳۸ امام کیساتھ سو آیتوں تک پڑھے سستی والوں کیساتھ چالیس تک اور درمیانہ درجہ والوں کیساتھ پچاس ساٹھ آیتوں تک پڑھے اور یہ قول بھی ہے کہ راتوں کی کمی بیشی اور مقتدیوں کے کاموں کی کمی زیادتی ملحوظ رکھے ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۱۰۰ اور درمختار اور ردالمحتار میں ہے کہ وقت۔ قوم اور امام کی وجہ سے قرأت کی مقدار مختلف ہوجاتی ہے چنانچہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صبح کی نماز میں

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — چوتھی فصل قرأت کا بیان	حوالہ
۱۳۹- ۹	پس (وتر میں) جو کچھ قرأت کرے بہتر ہے	محیط
۱۰-	لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے وتر میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھا ہے۔ پس تبرکاً کبھی یہ سورتیں پڑھے اور کبھی ان سے علاوہ قرأت کرے تاکہ باقی قرآن کے چھوٹ جانے سے بچاؤ رہے	تہذیب
۱۱-	(ا) مستحب قرأت پر زیادتی نہ کرے (ب) اور یوں بھی نہ کرے کہ (نمازی) لوگوں پر گراں ہو (ج) لیکن تخفیف کا لحاظ پوری سنت اور مستحب قرأت کے بعد کرے یہ طحاوی سے نقل ہے۔	مضمرات
۱۲-	(ا) فجر کی نماز میں پہلی رکعت کی قرأت دوسری رکعت کی قرأت کی نسبت طویل کرنا بالاجماع مسنون ہے۔	زاہدی۔معراج الدرایہ
	(ب) حضرت[1] امام محمدؒ کا قول ہے کہ میری پسند یہ ہے کہ سب نمازوں میں پہلی رکعت کو دوسری رکعت کی نسبت لمبا کرے اور اسی حکم پر فتویٰ ہے۔	زاہدی معراج الدرایہ
	حجۃ[2] میں ہے کہ فتویٰ کے لئے یہی (مذکورہ) حکم لیا گیا ہے۔	تتارخانیہ
۱۳-	اسی اختلاف (مذکورہ حکم ۱۲/۱۳۹) پر جمعہ اور عیدوں کا حکم ہے	بدائع
۱۴-	اس کے بعد مشائخ کا ایک اختلاف (اور بھی) ہے (ا) بعضوں نے کہا ہے کہ دونوں رکعتوں میں فرق ایک ثلث اور دو ثلث کا ہے دو ثلث قرأت پہلی رکعت میں پڑھے اور ایک ثلث دوسری رکعت میں پڑھے۔ (ب) شرح طحاوی میں ہے کہ پہلی رکعت میں تیس آیتیں پڑھے اور دوسری رکعت میں دس آیتیں یا بیس آیتیں پڑھے	محیط
	(ج) یہ حکم (مذکورہ ۱۴/۱۳۹) اولی ہونے کے بیان کے لئے ہے (د) اور (عام) حکم یہی ہے کہ فرق خواہ بہت ہو مثلاً پہلی رکعت میں لمبی سورت پڑھے اور دوسری رکعت میں تین آیتیں پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے	ظہیریہ
۱۵-	جامع صغیر کی بعض شرحوں میں لکھا ہے کہ اس حکم میں کوئی اختلاف نہیں کہ دوسری رکعت کی قرأت پہلی رکعت کی قرأت کی نسبت تین آیتیں یا اس سے زیادہ لمبا کرنا مکروہ ہے (ب) اور اگر اس سے کم ہو تو مکروہ نہیں ہے۔	خلاصہ
۱۶-	حضرت مرغینانی رحؒ نے کہا ہے کہ طویل ہونے کا اعتبار آیتوں سے اسوقت ہوتا ہے جبکہ آیتیں لمبائی میں ایک دوسرے سے قریب قریب ہوں اور اگر آیتیں بڑی چھوٹی ہونے میں باہم مختلف ہوں تو طویل ہونے کا اعتبار کلموں اور حرفوں سے ہوگا۔	تبیین
۱۷-	(ا) کسی نماز کے لئے قرآن کا کوئی حصّہ قرأت کیلئے مقرر کر لینا مکروہ ہے (ب) امام طحاوی رحؒ اور اسبیجابی رحؒ نے کہا ہے کہ یہ حکم تب ہے کہ اس طرح مقرر کر لینا اس حد تک بالکل ضروری سمجھ لے کہ اس کے سوا قرأت کو ناجائز یا مکروہ سمجھ لے (ج) اور اگر آسانی کیلئے کوئی حصّہ مقرر کرلے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول قرأت کو تبرکاً پڑھا کرے تو اس طرح مقرر کرنے میں کراہیت نہیں ہے (د) لیکن اس میں بھی یہ شرط ہوگی کہ کبھی کبھی اس مقررہ قرأت کے علاوہ بھی پڑھا کرے تاکہ کوئی جاہل یہ نہ سمجھ لے کہ اس قرأت کے سوا اور قرأت جائز ہی نہیں ہے۔	تبیین

معوذتین (سورۃ الفلق اور الناس) پڑھنا بھی ثابت ہے جبکہ آپؐ نے بچہ کے رونے کی آواز سنی تاکہ اسکی ماں پر گراں نہ گذرے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۱ ص۵۰۵ (مترجم) [۲] یعنی ہر رکعت میں ایک پوری سورۃ طوال مفصل یا اوساط مفصل یا قصار مفصل سے پڑھے ماخوذ از درمختار رد المحتار ج ۱ ص۵۰۴ اور جیسا کہ حکم ۸/۱۳۹ میں ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوة — الفصل الرابع فی القرأة	حوالہ
۱۳۹- ۱۸	الافضل ان یقرأ فی کل رکعة الفاتحة وسورة کاملة فی المکتوبة فان عجز الآن یقرأ السورة فی الرکعتین	کذا فی الخلاصة
۱۹	ولو قرأ بعض السورة فی رکعة والبعض فی رکعة قیل یکرہ و قیل لا یکرہ و ھوالصحیح	کذا فی الظھیریة
۲۰	ولکن لاینبغی ان یفعل ولو فعل لابأس به	کذا فی الخلاصة
۲۱	ولو قرأ فی رکعة من وسط سورة او من آخرسورة و قرأ فی الرکعة الاخری من وسط سورة اخری او من آخرسورة اخری لاینبغی له ان یفعل ذلك علی ماھوظاھر الروایة ولکن لوفعل ذلك لابأس به	کذا فی الذخیرة
۲۲	فی الحجة لو قرأ فی الرکعة الاولی آخرسورة و فی الرکعة الثانیة سورة قصیرة کما لو قرأ آمن الرسول فی رکعة و قل ھو الله احد فی رکعة لایکرہ	کذا فی التتارخانیة
۲۳	قرأة آخرالسورة فی الرکعتین افضل من قرأة السورة بتمامھا ان کان آخرھا اکثر آیة من السورة وان کانت السورة اکثر آیة فقرأتھا افضل	هکذا فی الذخیرة
۲۴	واذا أراد ان یقرأ آیة طویلة مثل آیة المداینة اوثلاث آیات اختلفوا فیه والصحیح ان قرأة ثلاث آیات اولی اذا بلغت الآیات مقدار اقصر سورة من القرآن	کذا فی التتارخانیة
۲۵	واذا جمع بین سورتین بینھما سور او سورة واحدة فی رکعة واحدة یکرہ واما فی رکعتین ان کان بینھما سور لا یکرہ وان کان بینھما سورة واحدة قال بعضھم یکرہ وقال بعضھم ان کانت السورة طویلة لایکرہ کما اذا کان بینھما سورتان قصیرتان	هکذا فی المحیط
	و قال بعضھم لایکرہ اصلا	کذا فی الخلاصة
۲۶	واذا قرأ فی رکعة سورة و فی الرکعة الاخری فوق تلك السورة یکرہ وکذا اذا قرأ فی رکعة آیة ثم قرأ فی الرکعة الاخری او فی تلك الرکعة سورة	کذا فی المحیط

[1] مثلاً کسی نے سورت کا اوّل حصّہ پہلی رکعت میں اور وسط یا آخر حصّہ دوسری رکعت میں پڑھا تو صحیح حکم کے مطابق یہ مکروہ نہیں ہے (مترجم) [2] اسکے متعلق حکم نمبر ۲۶/۱۳۹ مع حاشیہ

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — چوتھی فصل قرأت کا بیان	حوالہ
۱۳۹- ۱۸	(۱) افضل یہ ہے کہ فرض نماز میں ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے علاوہ کوئی پوری سورۃ پڑھے۔ (ب) اور اگر ایک رکعت میں پوری سورۃ پڑھنے سے عاجز رہے تو دو رکعتوں میں پوری سورۃ پڑھ لے	خلاصہ
۱۹	اگر کسی نے ایک سورۃ کا کچھ حصہ ایک رکعت میں پڑھا اور اسکا کچھ حصہ دوسری رکعت میں پڑھا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (۱) بعض فقہاء کے ہاں ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (ب) اور بعض کے ہاں مکروہ نہیں ہے اور یہی حکم صحیح ہے [1]	ظہیریہ
۲۰	(۱) لیکن ایسا (مذکورہ ۱۹/۱۳۹) نہیں کرنا چاہیئے (ب) اور اگر کسی نے کیا تو کچھ حرج نہیں ہے	خلاصہ
۲۱	اگر کسی نے ایک سورۃ کے درمیان سے یا آخر سے پڑھا اور دوسری رکعت میں دوسری سورۃ کے درمیان یا آخر سے پڑھا تو ظاہر روایت کے مطابق (اس کا حکم یہ ہے کہ) (۱) اسے ایسا نہیں کرنا چاہیئے (ب) لیکن اگر کسی نے ایسا کیا تو کچھ حرج نہیں ہے۔	ذخیرہ
۲۲	حجۃ میں ہے کہ اگر کسی نے پہلی رکعت میں کسی سورۃ کا آخری حصہ پڑھا اور دوسری رکعت میں کوئی چھوٹی سورۃ پڑھی مثلاً ایک رکعت میں اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے قرأت کی اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ پڑھی تو مکروہ نہیں ہے۔	تتارخانیہ
۲۳	(۱) دو رکعتوں میں کسی سورۃ کا آخر حصہ پڑھنا پوری سورۃ کے پڑھنے سے افضل ہے بشرطیکہ سورۃ کے اس آخری حصہ کی آیتیں اس پوری سورۃ کی آیتوں سے زیادہ ہوں (ب) اور اگر اس پوری سورۃ کی آیتیں سورۃ کے اس آخری حصہ کی آیتوں سے زیادہ ہوں تو پوری سورۃ کا پڑھنا افضل ہے۔	ذخیرہ
۲۴	کسی نے ارادہ کیا کہ ایک لمبی آیت، آیت مداینہ جیسی پڑھے یا تین (چھوٹی) آیتیں پڑھے تو اس کے حکم میں اختلاف ہے اور صحیح حکم یہ ہے کہ تین آیتوں کی قرأت اولیٰ ہے جبکہ وہ تین آیتیں قرآن کی کسی چھوٹی سورۃ کی مقدار جتنی ہو جائیں۔	تتارخانیہ
۲۵	(۱) اگر کسی نے ایک رکعت میں ایسی دو سورتیں پڑھیں کہ ان دونوں کے درمیان ایک یا کئی سورتوں کا فاصلہ ہے تو یہ مکروہ ہے۔ (ب) اور اگر کسی نے دو رکعتوں میں ایسا کیا (جنمیں ایک یا کئی سورتوں کا فاصلہ ہے) تو (اسکا حکم یہ ہے کہ) اگر[1] ان دونوں کے درمیان کئی سورتوں کا فاصلہ ہے تو مکروہ نہیں ہے۔ اور[2] اگر ان دونوں کے درمیان ایک سورۃ کا فاصلہ ہے تو (۱) بعض فقہاء کے ہاں مکروہ ہے (ب) اور بعض فقہاء کے ہاں حکم یہ ہے کہ اگر درمیان والی سورت لمبی ہے تو مکروہ نہیں ہے۔	محیط
	(ج) جیسا کہ اگر دو چھوٹی سورتوں کا فاصلہ ہو (تو مکروہ نہیں ہے)	خلاصہ
	(د) اور بعض فقہاء[3] نے کہا ہے کہ کسی صورت میں بھی مکروہ نہیں ہے [2]	محیط
۲۶	(۱) اگر کسی نے ایک رکعت میں ایک سورۃ پڑھی اور دوسری رکعت میں یا اسی رکعت میں اس سے اوپر کی سورۃ پڑھی تو یہ مکروہ ہے۔ (ب) اسی طرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر کسی نے ایک رکعت میں ایک آیت پڑھی پھر دوسری رکعت میں یا اسی رکعت میں اس سے اوپر کی آیت پڑھی (تو یہ مکروہ ہے)۔	

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوة — الفصل الرابع فی القرأة	حوالہ
۱۳۹	او فی تلك الركعة آية اخری فوق تلك الآية	
	واذا جمع بين آيتين بينهما آيات او آية واحدة فی ركعة واحدة او فی ركعتين فهو على ما ذكرنا فی السور	كذا فی المحيط
	هذا كله فی الفرائض واما فی السنن فلا يكره	هكذا فی المحيط
۲۷	ولو قرأ فی ركعة سورة وقرأ فی الركعة الاخری سورة اخری بينهما سورة او قرأ سورة فوق تلك السورة فالمختار انه يمضی فی قرأتها ولا يترك	هكذا فی الذخيرة
۲۸	افتتح سورة وقصد سورة اخری فلما قرأ آية او آيتين اراد ان يترك السورة ويفتتح التی ارادها يكره	
	وكذا لو قرأ اقل من آية وان كان حرفا	كذا فی الخلاصة
۲۹	ولو كبر للركوع فی الصلوة ثم بدأ له ان يزيد فی القرأة لا بأس به ما لم يركع	كذا فی الخلاصة
۳۰	واذا قرأ الفاتحة وحدها فی الصلوة او الفاتحة ومعها آية او آيتين فذلك مكروه	كذا فی المحيط
۳۱	من يختم القرآن فی الصلوة اذا فرغ من المعوذتين فی الركعة يركع ثم اذا قام الی الثانية يقرأ بفاتحة الكتاب وشئ من البقرة	كذا فی الخلاصة
۳۲	فی الحجة قرأة القرآن بالقرآت السبعة والروايات كلها جائزة ولكنی اری الصواب ان لا يقرأ القرأة العجيبة بالامالات والروايات الغريبة	كذا فی التتارخانية
۳۳	صلی التطوع قاعدا فاذا اراد الركوع قام وركع فالافضل حين قام ان يقرأ بشئ من القرآن ولو لم يقرأ واستوی قائما وركع جاز	
	اما اذا لم يستو قائما وركع لم يجز	كذا فی الخلاصة

[1] اور ردالمحتار میں ہے کہ قرأت میں ترتیب الٹ دینا یا درمیان سے تھوڑا سا چھوڑ کر فصل کر دینا تب مکروہ ہے کہ وہ جان بوجھ کر کرے اور اگر بھول سے ایسا ہو جائے تو مکروہ نہیں ہے۔ یوں ہی شرح منیہ میں ہے۔ ردالمحتار ج ۱ ص۵۱۰ وھکذا فی فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمکیریہ ج ۴ ص۴۲ (مترجم) [2] جیسا کہ درمختار ج ۱ ص۵۰ میں اور فتاوی بزازیہ علی حاشیہ عالمگیریہ ج ۴ ص۴۲ میں ہے (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — چوتھی فصل قرأت کا بیان	حوالہ
۱۳۹	(ج) اور اگر کسی نے ایک رکعت میں یا دو رکعتوں میں دو ایسی آیتیں پڑھیں جن کے درمیان کئی آیتوں یا ایک آیت کا فاصلہ ہے تو اسکا حکم وہی ہے جو سورتوں کی صورت (مذکورہ ۲۵/۱۳۹) میں ہم نے ذکر کر دیا ہے[1]	محیط
	(د) یہ سب احکام (جن میں قرأت کے ان مکروہات کا ذکر ہے) فرائض سے متعلق ہیں اور سنتوں کا حکم یہ ہے کہ ان میں مکروہ نہیں ہے[2]	محیط
۲۷	اگر کسی نے ایک رکعت میں ایک سورۃ پڑھی اور دوسری رکعت میں ایسی سورت پڑھی کہ ان دونوں میں ایک سورۃ کا فاصلہ ہے یا دوسری رکعت میں پہلی رکعت کی سورۃ سے اوپر کی سورۃ پڑھی تو مختار حکم یہ ہے کہ وہ قرأت جاری رکھے اور چھوڑ نہ دے۔	ذخیرہ
۲۸	(ا) کسی شخص نے ایک سورۃ شروع کی اور پھر کسی دوسری سورت کے پڑھنے کا قصد کیا پس جب شروع کی ہوئی سورۃ سے ایک یا دو آیتیں پڑھ چکا تو اس نے ارادہ کیا کہ یہ سورۃ چھوڑ دے اور دوسری سورۃ کو شروع کرے جبکہ اس نے قصد کیا ہے تو ایسا کرنا مکروہ ہے۔	
	(ب) یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ وہ ایک آیت سے کم پڑھ چکا ہو خواہ ایک حرف ہو۔	خلاصہ
۲۹	اگر کسی نے رکوع کے لئے تکبیر کہہ لی پھر اس نے قرأت میں اضافہ کرنا چاہا تو کچھ حرج نہیں بشرطیکہ رکوع میں نہیں گیا۔	خلاصہ
۳۰	اگر کسی نے نماز کی قرأت میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھی یا سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ ایک یا دو آیتیں پڑھیں تو یہ مکروہ ہے۔[3]	محیط
۳۱	جو شخص نماز میں تمام قرآن کا ختم کرے تو جب وہ معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) ایک رکعت میں پڑھ چکے تو دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھے اور کچھ حصّہ سورۃ بقرہ کا پڑھے	خلاصہ
۳۲	حجۃ میں ہے کہ قرآن مجید ساتوں قرأت اور سب روایتوں میں پڑھنا جائز ہے لیکن میرے نزدیک ٹھیک یہ ہے کہ اماٰلوں[4] کے ساتھ عجیب لہجہ قرأت اور نادر روایات والی طرز قرأت نہ پڑھے۔	تتارخانیہ
۳۳	کسی شخص نے بیٹھ کر نفل نماز پڑھی جب رکوع کرنے لگا تو اٹھ کھڑا ہوا اور رکوع کیا تو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ جب کھڑا ہوا ہے تو (قیام میں) قرآن مجید کا کچھ نہ کچھ حصّہ پڑھ لے۔	
	(ب) اور اگر اس نے نہ پڑھا اور سیدھا کھڑا ہو کر پھر رکوع کیا تو جائز ہے۔	
	(ج) اور اگر سیدھا کھڑا ہی نہیں ہوا اور (صرف رکوع کی حد تک اٹھ کر) رکوع کیا تو جائز نہیں۔	خلاصہ

[3] مکروہ ہے یعنی مکروہ تحریمی ہے۔ کیونکہ واجب ترک ہو گیا اور ترک واجب سے سجدہ سہو بھی لازم ہو گا۔ ماخوذ از البحر الرائق مصری ج ۱ ص ۳۱۳ و کبیری شرح منیہ ص ۳۰۲ و در مختار ج ۱ ص ۴۵۹ و عالمگیری بحث نماز باب ۱۳ صفحہ ۱۲۶ (مترجم) [4] امالہ کرنے میں تلفظ یائے مجہول کیطرح ہو جاتا ہے مثلاً بِسۡمِ اللّٰهِ مَجۡرٖىهَا (سورہ ہود۔ پ ۱۲) اس "را" کا تلفظ قطرے کی "ر" کی طرح یائے مجہول سے ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ — الفصل الخامس فی زلۃ القاری	حوالہ
	# الفصل الخامس فی زلۃ القاری	
	دفعات ۱۴۰ تا ۱۵۶ عنوانات ۱۷ تعداد شق ۶۱	
۱۴۰۔	## وصل حرف تعداد شق ۱	
۱۔	(منہا) وصل حرف من کلمۃ بحرف من کلمۃ اخری ان وصل حرفا من کلمۃ بحرف من کلمۃ اخری نحو ان قرأ ایّاك نعبد و وصل الکاف بالنون او غیرا لمغضوب علیہم و وصل الباء بالعین او سمع اللہ لمن حمدہ و وصل الہاء من اللہ باللام فالصحیح انہ لا یفسد ولو تعمد ذلك۔	ھکذا فی الخلاصۃ
۱۴۱۔	## بدل حرف تعداد شق ۳	
۱	(و منہا) ذکر حرف مکان حرف۔ اَن ذکر حرفا مکان حرف و لم یغیر المعنی بان قرأ ان المسلمون ان الظالمون وما اشبہ ذلك لم تفسد صلوتہ	ھکذا فی فتاوی قاضیخانؒ
۲۔	فَان غیر المعنی فان امکن الفصل بین الحرفین من غیر مشقۃ کالطاء مع الصاد فقرأ الطالحات مکان الصالحات تفسد صلوتہ عند الکل	ھکذا فی فتاوی قاضیخانؒ
۳۔	وَان کان لا یمکن الفصل بین الحرفین الا بمشقۃ کالظاء مع الضاد والصاد مع السین والطاء مع التاء اختلف المشائخؒ قال اکثرہم لا تفسد صلوتہ وکثیر من المشائخ افتوا بہ قَال القاضی الامام ابو الحسنؒ والقاضی الامام ابو عاصمؒ ان تعمد فسدت وان جری علی لسانہ او کان لا یعرف التمیز لا تفسد وَھو اعدل الاقاویل والمختار وَمن لا یحسن بعض الحروف ینبغی ان یجہد ولا یعزر فی ذلك۔	ھکذا فی فتاوی قاضیخانؒ ھکذا فی الوجیز للکردری

پانچویں فصل قاری کی لغزش کا بیان

دفعات ۱۴۰ تا ۱۵۶ عنوانات ۱۷ تعداد شق ۶۱

۱۴۰۔ کسی حرف کو دوسرے حرف سے ملا دینا اسمیں ۱ شق ہے

۱۔ قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایک کلمہ کے حرف کو دوسرے کلمہ کے حرف سے ملا دے۔ اگر کسی نے ایک کلمہ کے حرف کو دوسرے کلمہ کے حرف سے ملا دیا مثلاً اِیَّاكَ نَعْبُدُ میں کاف کو نون سے ملا کر اِیَّاكَنَعْبُدُ پڑھ دے (ب) یا غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ میں با کو عین سے ملا کر غَیْرِالْمَغْضُوْبِعَلَیْهِمْ پڑھ دے (ج) یا سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ میں اللہ کے لفظ کی ھا کو لام سے ملا کر سَمِعَ اللّٰهُلِمَنْ حَمِدَهٗ پڑھ دے تو (ان سب صورتوں میں) حکم یہ ہے کہ نماز نہ ٹوٹے گی خواہ اس نے جان بوجھ کر ایسے پڑھا۔ خلاصہ

۱۴۱۔ کسی حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ دینا۔ اسمیں ۳ شقیں ہیں

۱۔ قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایک حرف کو چھوڑ کر اسکی جگہ دوسرا حرف ذکر کر دے۔ اگر کسی نے ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف ذکر کر دیا اور معنی نہیں بدلا مثلاً (اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ کی بجائے) اِنَّ الْمُسْلِمُوْنَ اور (اِنَّ الظَّالِمِیْنَ کی بجائے) اِنَّ الظَّالِمُوْنَ پڑھ دیا اور جو اسکے مانند ہے تو (حکم یہ ہے کہ) اسکی نماز نہ ٹوٹے گی قاضیخان

۲۔ اور اگر (حرف بدلنے کی مذکورہ صورت میں) معنی بدل گیا تو اگر وہ دونوں حرف ایسے تھے کہ ان میں فرق کرنا آسانی سے ممکن تھا جیسے طا اور صاد ہے اور اس نے الصَّالِحَاتِ کی جگہ الطَّالِحَاتِ پڑھ دیا تو اس کی نماز سب کے ہاں ٹوٹ جائے گی۔ قاضیخان

۳۔ اور اگر (حرف اور معنی بدل جانے کی صورت میں) وہ دونوں حرف ایسے تھے کہ ان دونوں میں فرق کرنا آسانی سے ممکن نہ تھا۔ جیسے ظا اور ضاد صاد اور سین طا اور تا تو اس کے حکم میں مشائخ رح کا اختلاف ہے (۱) اکثر کا قول یہ ہے کہ اسکی نماز نہ ٹوٹے گی۔ قاضیخان

۲ بہت سے مشائخ نے اسی (مذکورہ) قول (کہ اس سے نماز نہیں ٹوٹتی) پر فتوی دیا ہے۔

(ب) اور قاضی ابوالحسن رح اور قاضی ابوعاصم رح نے کہا ہے کہ اگر اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا تو اسکی نماز ٹوٹ جائیگی اور اگر اتفاقاً اسکی زبان سے جاری ہوگیا یا وہ ان حرفوں میں تمیز کرنا نہیں جانتا تھا تو اس کی نماز نہ ٹوٹے گی۔

اور سب اقوال میں سے یہی قول زیادہ معتدل اور مختار ہے۔ الوجیز للکردری

(ج) جو شخص بعض حرفوں کو اچھی طرح ادا نہیں کر سکتا تو اسے کوشش کرنی چاہیئے اور اس میں وہ معذور نہیں سمجھا جائیگا۔

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوة — الفصل الخامس فی زلة القاری	حوالہ
۱۴۱-	فان کان لاینطق لسانه فی بعض الحروف ان لم یجد آیة لیس فیها تلك الحروف تجوز صلوته ولا یؤم غیره وان وجد آیة لیس فیها تلك الحروف فقرأها جازت صلوته عند الکل وان قرأ الآیة التی فیها تلك الحروف قال بعضهم لا یجوز صلوته وهو الصحیح	هکذا فی فتاوی قاضیخان[1] کذا فی المحیط
۱۴۲-	**حذف حرف** تعداد شق ۵	
۱-	(ومنها) حذف حرف ان کان الحذف علی سبیل الایجاز والترخیم[2] فان وجد شرائطه نحو ان قرأ ونادوا یامال لا تفسد صلوته	هکذا فی المحیط
۲-	وان لم یکن علی وجه الایجاز والترخیم فان کان لا یغیر المعنی لا تفسد صلوته نحو ان یقرأ ولقد جاءهم رسلنا بالبینات بترك التاء من جاءت	هکذا فی المحیط
۳-	وان غیر المعنی تفسد صلوته عند عامة المشائخ نحو ان یقرأ فما لهم یؤمنون فی لا یؤمنون بترك لا	هکذا فی المحیط
۴-	وفی العتابیة هو الاصح	کذا فی التاتارخانیة
۵	ونحو ان یقرأ وهم لا یظلمون فرأیت فحذف الالف من أفرأیت ووصل نون یظلمون بفاء أفرأیت وان یقرأ وهم یحسبون نهم یحسنون صنعا فحذف الالف من انهم ووصل النون بالنون لا تفسد الصلوة	هکذا فی الذخیرة فی فصل فی حذف ما هو مظهر وفی اظهار ما هو محذوف
۱۴۳-	**زیادة حرف** تعداد شق ۲	
۱-	(ومنها) زیادة حرف۔ ان زاد حرفا فان کان لا یغیر المعنی لا تفسد صلوته عند عامة المشائخ نحو ان یقرأ وانهی عن المنکر بزیادة الیاء	هکذا فی الخلاصة
۲-	وکذا نحو ان یقرأ هم الذین کفروا فیجزم المیم من هم ویظهر الالف من الذین وکانت الالف محذوفة فلا تفسد الصلوة	هکذا فی المحیط

ے[1] اس لئے کہ اس نے قرأت پر قدرت کے باوجود اسے چھوڑ دیا ہے۔ قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۱۵۵ (مترجم)

ے[2] ایجاز کسی مفہوم کو متعارف عبارت سے کم میں ادا کرنے کو کہتے ہیں اسکی ایک قسم میں حذف ہے جیسے وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ ای اَهْلَ الْقَرْيَةِ (بستی سے پوچھ یعنی بستی والوں سے پوچھ) يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ ای صَحِيحَةٍ (وہ ہر کشتی پکڑتا ہے یعنی ہر سالم کشتی پکڑتا ہے) ماخوذ از مختصر المعانی ص ۱۴۶ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے اوصاف کے احکام پانچویں فصل قاری کی لغزش کا بیان	حوالہ
۱۴۱	(د) پس اگر بعض حرفوں میں اسکی زبان جاری نہیں ہوتی تو (۱) اگر اس نے کوئی ایسی آیت نہ پائی جسمیں وہ حروف نہ ہوں تو اسکی نماز جائز ہوگی مگر وہ دوسروں کی امامت نہ کرے (۲) اور اگر اس نے ایسی آیت پائی جس میں وہ حروف نہ ہوں اور اس کو پڑھا تو اس کی نماز سب کے ہاں جائز ہے۔ اور اگر اس نے اسی آیت کو پڑھا جس میں وہی حروف ہیں تو (اس صورت میں) بعض کے ہاں اسکی نماز جائز نہ ہوگی [۱]	قاضیخان
	(۳) اور یہی مذکورہ حکم صحیح ہے	محیط
۱۴۲	**کوئی حرف حذف کردینا** اسمیں ۵ شقیں ہیں	
۱۔	قاری کی لغزش میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی حرف حذف کردے۔ اگر حذف کرنا ایجاز [۲] اور ترخیم [۳] کے طور پر ہو اور اس کی شرطیں پائی جائیں مثلاً (وَنَادَوْا یَا مَالِكُ کی بجائے وَنَادَوْا یَا مَالُ پڑھے تو اس کی نماز نہ ٹوٹے گی	محیط
۲۔	اگر حذف کرنا ایجاز اور ترخیم کے طور پر نہ ہو تو (اس صورت میں) اگر معنی نہ بدلے مثلاً (وَجَاءَتْ هُمْ رُسُلُنَا کی بجائے) جَاءَتْ کی تا کو چھوڑ کر وَجَاءَ هُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ پڑھے تو اس کی نماز نہ ٹوٹے گی	محیط
۳۔	اور اگر (حذف کرنا ایجاز اور ترخیم کے طور پر نہ ہو اور) معنی بدل جائیں مثلاً (فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ کی بجائے لَا يُؤْمِنُوْنَ کا لَا چھوڑ کر فَمَا لَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ پڑھے تو عام مشائخ کے ہاں اسکی نماز ٹوٹ جائیگی۔	محیط
۴۔	اور عتابیہ میں ہے کہ یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے	تتارخانیہ
۵۔	اور (اگر) (وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ أَفَرَأَيْتَ کی بجائے) أَفَرَأَيْتَ کا الف حذف کرکے اور يُظْلَمُوْنَ کے نون کو أَفَرَأَيْتَ کی فا سے ملاکر وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ فَرَأَيْتَ پڑھے اور (وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ کی بجائے) أَنَّهُمْ کا الف حذف کرکے نون کو (يَحْسَبُوْنَ کے) نون سے ملاکر وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ نَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا پڑھے تو اس قسم کے حذف سے نماز نہ ٹوٹے گی۔	ذخیرہ
۱۴۳	**کوئی حرف زیادہ کردینا** اسمیں ۴ شقیں ہیں۔	
۱۔	قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی حرف زیادہ کردے۔ اگر کوئی حرف زیادہ ہوجائے تو (اس صورت میں) اگر معنی تبدیل نہ ہو مثلاً (وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ کی بجائے) یا زیادہ کرکے وَانْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ پڑھ دے تو عام مشائخ رح کے نزدیک اس کی نماز نہ ٹوٹے گی۔	خلاصہ
۲۔	اسی (مذکورہ کی) طرح، مثلاً اگر (هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا کی بجائے) هُمْ کے میم کو جزم دیکر اور الَّذِيْنَ کے محذوف الف کو ظاہر کرکے هُمْ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا پڑھے تو (معنی نہ بدلنے کی وجہ سے) اسکی نماز نہ ٹوٹے گی	محیط

[۳] ترخیم کسی کلمہ کو آخر سے حذف کردینے کو کہتے ہیں یہ فصاحت کی ایک قسم ہے مگر اس کی کئی شرطیں ہیں مثلاً جس کلمہ میں ترخیم کی جاتی ہے وہ (اسم علم) نام ہو۔ اُس سے پہلے ندا ہو اور وہ نام تین حرفی نہ ہو بلکہ اس سے زیادہ حروف والا ہو۔ مثلاً یَا حَارِثَةُ کی بجائے یَا حَارِثُ کہنا اور یَا عَائِشَةُ کی بجائے یَا عَائِشُ کہنا ترخیم ہے۔ ماخوذ از قاضیخان علی ھامش عالمگیریۃ ج ۱ ص ۱۵۲ (مترجم)

حوالہ	الباب الرابع فی صفة الصلوٰة — الفصل الخامس فی زلة القاری	دفعات وشق نمبر
هكذا فی المحيط	وكذا نحو ان يقرأ وماخلق الذكر والانثى فاظهر الالف وكانت محذوفة و اظهر اللام وكانت مدغمة فى الذال	۱۴۳- ۳-
هكذا فی الخلاصة	و ان غير المعنى نحو ان يقرأ وزرابيب مبثوثة مكان وزرابی اومثانين مكان مثانی او الذكر والانثى وان سعيكم لشتى والقرآن الحكيم وانك بزيادة الواو تفسد	۴-

۱۴۴- بدل کلمة ^ه^ — تعداد شق ۵

حوالہ	متن	شق
هكذا فی الخلاصة	(و منها) ذكر كلمة مكان كلمة على وجه البدل- ان كانت الكلمة التى قرأها مكان كلمة يقرب معناها وهى فى القرآن لا تفسد صلوته نحو ان قرأ مكان العليم الحكيم	۱-
هكذا فی الخلاصة	وان لم تكن تلك الكلمة فى القرآن لكن يقرب معناها عن ابى حنيفة رح ومحمد رح لا تفسد وعن ابى يوسف رح تفسد نحو ان قرأ التيابين مكان التوابين	۲-
هكذا فی الخلاصة	وان لم تكن تلك الكلمة فى القرآن ولا تتقاربان فى المعنى تفسد صلوته بلاخلاف اذا لم تكن تلك الكلمة تسبيحا ولا تحميدا ولا ذكرا	۳-
هكذا فی الخلاصة	وان كان فى القرآن ولكن لا تتقاربان فى المعنى نحو ان قرأ وعدا علينا انا كنا غافلين مكان فاعلين ونحوه مما لو اعتقده يكفر تفسد عند عامة مشائخنا رح وهو الصحيح من مذهب ابى يوسف رح	۴-
	ولو نسب الى غير ما نسب اليه ان لم يكن المنسوب اليه فى القرآن نحو مريم ابنة غيلان تفسد بلاخلاف ولو كان فى القرآن نحو مريم ابنة لقمان وموسى بن عيسى لا تفسد عند محمد رح وعليه عامة المشائخ رح	۵

ه بدل کے طور پر یوں کہ اصل کلمہ حذف کر دے اور اسکی جگہ دوسرا کلمہ ذکر کر دے کیونکہ اصل وبدل جمع نہیں ہوا کرتے جیسا کہ حکم ۲۳/۹۱ کے حاشیہ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے اوصاف کے احکام — پانچویں فصل قاری کی لغزش کا بیان	حوالہ
۱۴۳-۳۔	اسی (مذکورہ کی) طرح مثلاً اگر (وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالْاُنْثیٰ کی بجائے) محذوف الف کو ظاہر کرکے اور اَلذَّکَرَ کی ذال میں مدغم لام کو ظاہر کرکے وَمَا خَلَقَ اَلذَّکَرَ وَالْاُنْثیٰ پڑھے تو (معنی نہ بدلنے کی وجہ سے) اسکی نماز نہ ٹوٹے گی۔	محیط
۴۔	اور اگر (کسی حرف کے اضافہ سے) معنی بدل جائے مثلاً زَرَابِیُّ کی بجائے زَرَابِیبُ مَبْثُوثَۃٌ پڑھ دے یا مَثَانِی کی بجائے مَثَانِیْنَ پڑھ دے یا اَلذَّکَرَ وَالْاُنْثیٰ اَنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی اور وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اِنَّکَ کی بجائے) واؤ زیادہ کرکے اَلذَّکَرَ وَالْاُنْثیٰ وَ اَنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی اور وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ وَاِنَّکَ پڑھ دے تو نماز ٹوٹ جائیگی	خلاصہ

۱۴۴۔ کوئی کلمہ بدل دینا

اسمیں ۵ شقیں ہیں

۱۔	قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایک کلمہ چھوڑ کر اسکی جگہ دوسرا کلمہ بدل[1] کے طور پر ذکر کر دے تو اگر دوسرا کلمہ جو اس نے پڑھا ہے اسکا معنی پہلے کلمہ کے قریب ہے اور وہ دوسرا کلمہ قرآن مجید میں (دوسری جگہ) موجود ہے مثلاً اَلْعَلِیْمُ کی بجائے اَلْحَکِیْمُ پڑھ دیا تو اسکی نماز نہ ٹوٹے گی۔	خلاصہ
۲۔	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ دوسرا کلمہ (جو اس نے پڑھا ہے) قرآن مجید میں نہیں ہے لیکن اسکا معنی پہلے کلمہ کے قریب ہے مثلاً اَلتَّوَّابِیْنَ کی بجائے اَلتَّیَابِیْنَ پڑھ دیا تو (ا) امام ابوحنیفہ رح اور امام محمدؒ کے ہاں نماز نہ ٹوٹے گی (ب) اور امام ابو یوسف رح کے ہاں نماز ٹوٹ جائیگی	خلاصہ
۳۔	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ دوسرا کلمہ (جو اس نے پڑھا ہے) قرآن مجید میں بھی نہیں ہے اور وہ دونوں کلمے معنی میں بھی ایک دوسرے کے قریب نہیں ہیں تو اسکی نماز بلا اختلاف ٹوٹ جائیگی بشرطیکہ وہ دوسرا کلمہ تسبیح، تحمید یا ذکر بھی نہ بن سکتا ہو	خلاصہ
۴۔	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ دوسرا کلمہ جو اس نے پڑھا ہے قرآن مجید میں ہے لیکن وہ دو کلمے معنی میں ایکدوسرے کے قریب نہیں ہیں مثلاً وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا کُنَّا فَاعِلِیْنَ کی بجائے غَافِلِیْنَ پڑھ دیا اور اس کی مانند ایسی تبدیلی کر دی کہ اگر اس پر اعتقاد رکھے تو کفر ہو جائے تو (اس طرح کلمہ بدل دینے سے) اسکی نماز عام مشائخ رح کے ہاں ٹوٹ جائیگی اور امام ابو یوسف رح کے مذہب میں بھی یہی صحیح ہے	خلاصہ
۵۔	اگر (کلمہ کی تبدیلی میں) کسی کلمہ کی نسبت کسی ایسے کلمہ کی طرف کر دی گئی جس کی طرف وہ منسوب نہیں ہے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر وہ کلمہ جسکی طرف نسبت کی گئی ہے وہ قرآن مجید میں نہیں ہے مثلاً مَرْیَمَ ابْنَۃَ غَیْلَانَ (پڑھ دیا) تو بلا اختلاف نماز ٹوٹ جائیگی[2] (ب) اور اگر وہ کلمہ جس کی طرف نسبت کی گئی ہے وہ قرآن مجید میں ہے مثلاً مَرْیَمَ ابْنَۃَ لُقْمَانَ اور	

[2] اسلئے کہ اس نے (نام لینے میں غلطی کے علاوہ) ایسا لفظ پڑھ دیا جو قرآن مجید میں نہیں ہے۔ قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۱۵۵ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوۃ — الفصل الخامس فی زلۃ القاری	حوالــۃ
۱۴۴-۴	ولو قرأ عیسی بن لقمان تفسد ولو قرأ موسی بن لقمان لا لان عیسی لا اب له وموسی له اب الا انه اخطأ فی الاسم	کذا فی الوجیز للکردری

۱۴۵۔ زیادۃ کلمۃ
تعداد شق ۳

۱-	(ومنها) زیادۃ کلمۃ لا علی وجه البدل۔ الکلمۃ الزائدۃ ان غیرت المعنی ووجدت فی القرآن نحو ان یقرأ والذین آمنوا وکفروا بالله ورسله اولئك هم الصدیقون او لم یوجد نحو ان یقرأ انما نملی لهم لیزدادوا اثما وجمالا تفسد صلوته بلاخلاف	هکذا فی المحیط
۲-	وان لم تغیر المعنی فان کانت فی القرآن نحو ان یقرأ ان الله کان بعباده خبیرا بصیرا لا تفسد بالاجماع	هکذا فی المحیط
۳-	وان لم تکن فی القرآن نحو ان یقرأ فیها فاکهة ونخل وتفاح ورمان لا تفسد صلوته عند عامة المشائخ رح	هکذا فی المحیط

۱۴۶۔ تکرار الحرف او الکلمۃ
تعداد شق ۴

۱-	(ومنها) تکرار الحرف او الکلمۃ۔ ان کرّر حرفا واحدا فان کان ذلك اظهار تضعیف لم تفسد صلوته نحو ان یقرأ ومن یرتدد	هکذا فی الظهیریة
۲-	وان کان زیادۃ نحو ان یقرأ الحمد لله بثلاث لامات تفسد صلوته	هکذا فی الظهیریة
۳-	وان کرّر الکلمۃ فان لم یتغیر المعنی لا تفسد صلوته	هکذا فی الظهیریة
۴-	وان تغیّر نحو ان یقرأ ربّ ربّ العالمین اومالك مالك یوم الدین فالصحیح انها تفسد	هکذا فی الظهیریة

لے اور موسیٰ اور لقمان دونوں لفظ قرآن مجید میں ہیں اسی طرح اگر کسی نے موسیٰ بن مریم پڑھ دیا تو اسکی نماز نہ ٹوٹے گی اس لئے کہ موسیٰ اور مریم

۱۴۴- مُوْسَی بْنِ عِیْسٰی (پڑھ دیا) تو امام محمد رح کے ہاں نماز نہیں ٹوٹے گی اور عام مشائخ اسی حکم پر ہیں۔
(ج) اور اگر کوئی عِیْسٰی بِنْ لُقْمَانَ پڑھ دے تو نماز ٹوٹ جائیگی اور اگر مُوْسٰی بِنْ لُقْمَانَ پڑھے تو نماز نہ ٹوٹے گی اسلئے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا تو باپ ہی نہیں اور حضرت موسٰی علیہ السلام کا باپ ہے مگر اس نے نام میں غلطی کی ہے[۱] (الوجیز للکردری)

۱۴۵- کوئی کلمہ زیادہ کردینا

اسمیں ۳ شقیں ہیں

۱- قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی کلمہ زیادہ کردے اور یہ اضافہ بدل کے طور پر نہ ہو (اس صورت میں) اگر زائد معنی بدل جائے اور وہ کلمہ قرآن مجید میں دوسری جگہ موجود ہو جیسے (وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ اُولٰٓئِكَ ھُمُ ا ر ٖ یحُوْنَ کی بجائے) وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَفَرُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ اُولٰٓئِكَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ پڑھ دے یا (اس اضافہ سے معنی بدل جائے اور) وہ کلمہ قرآن مجید میں نہ ہو مثلاً (اِنَّمَا نُمْلِیْ لَھُمْ لِیَزْدَادُوْا اِثْمًا کی بجائے) اِنَّمَا نُمْلِیْ لَھُمْ لِیَزْدَادُوْا اِثْمًا وَّجَمَالًا پڑھ دے تو اسکی نماز ٹوٹ جائیگی اسمیں کوئی اختلاف نہیں ہے (محیط)

۲- اور اگر (مذکورہ صورت میں کسی کلمہ کا اضافہ) معنی تبدیل نہ کرے تو (اس صورت میں) اگر وہ کلمہ قرآن مجید میں دوسری جگہ موجود ہے مثلاً (اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِعِبَادِہٖ خَبِیْرًا کی بجائے) اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِعِبَادِہٖ خَبِیْرًا بَصِیْرًا پڑھ دے تو نماز بالاجماع نہ ٹوٹے گی (محیط)

۳- اور اگر (مذکورہ صورت میں کسی کلمہ کے اضافہ سے معنی نہ بدلے اور) وہ کلمہ قرآن مجید میں نہیں ہے مثلاً (فِیْھَا فَاکِھَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ کی بجائے) فِیْھَا فَاکِھَةٌ وَّنَخْلٌ وَّتُفَّاحٌ وَّرُمَّانٌ پڑھ دے تو عام مشائخ کے ہاں اسکی نماز نہ ٹوٹے گی۔ (محیط)

۱۴۶- کسی حرف یا کلمہ کا تکرار کردینا

اسمیں ۴ شقیں ہیں

۱- قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ کسی حرف یا کلمہ کا تکرار کردے اگر کسی نے ایک حرف کا تکرار کیا تو اگر وہ تکرار کسی حرف کے دوبار ہونے کو ظاہر کرنے کے لئے تھا مثلاً (وَمَنْ یَّرْتَدَّ کی بجائے) وَمَنْ یَرْتَدِ دْ پڑھ دے تو اسکی نماز نہیں ٹوٹی۔ (ظہیریہ)

۲- اور اگر (مذکورہ صورت میں ایک حرف کے تکرار سے) کوئی حرف زیادہ کردیا مثلاً (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کی بجائے) تین لام سے اَلْحَمْدُ لِلللّٰہِ پڑھ دے تو اسکی نماز ٹوٹ جائیگی۔ (ظہیریہ)

۳- اگر کسی کلمہ کا تکرار کرلے تو (اس صورت میں) اگر معنی نہ بدلے تو اسکی نماز نہ ٹوٹے گی (ظہیریہ)

۴- اور اگر (مذکورہ صورت میں کلمہ کے تکرار سے) معنی بدل جائے مثلاً (رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کی بجائے) رَبِّ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور (مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ کی بجائے) مَالِكِ مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ

[۱] دونوں لفظ قرآن مجید میں ہیں اور اس میں کسی ایسے شخص کی طرف ماں کی نسبت نہیں کی گئی جسکی ماں ہی نہیں ہے۔ فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ صفحہ ۱۵۰ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوۃ — الفصل الخامس فی زلۃ القاری	حوالہ
۱۴۷-	**الخطأ فی التقدیم والتأخیر** تعداد شق ۶	
۱	(ومنها) الخطأ فی التقدیم والتأخیر ان قدّم کلمۃ علی کلمۃ او اخر ان لم یتغیر المعنی لا تفسد نحو ان قرأ لهم فیها زفیر و شهیق و قدم الشهیق	هکذا فی الخلاصۃ
۲	وان تغیر المعنی نحو ان یقرأ ان الابرار لفی جحیم و ان الفجار لفی نعیم فاکثر المشائخ علی انها تفسد وهو الصحیح	هکذا فی الظهیریۃ
۳	وان قدم کلمتین علی کلمتین ففی ما یتغیر به المعنی تفسد نحو ان یقرأ انما ذلکم الشیطان یخوف اولیاءه فخافوهم ولا تخافون	هکذا فی الخلاصۃ
۴	وفیما لا یتغیر لا تفسد نحو ان یقرأ یوم تسوّد وجوه و تبیض وجوه	هکذا فی الخلاصۃ
۵	ولو قدّم حرفا علی حرف ان تغیر المعنی تفسد صلوته کعفص مکان عصف	هکذا فی الخلاصۃ
۶	وان لم یتغیر لا تفسد کما اذا قرأ غثاء اوحی مکان احوی هو المختار	هکذا فی الخلاصۃ
۱۴۸-	**ذکر آیۃ مکان آیۃ** تعداد شق ۳	
۱	(ومنها ذکر آیۃ مکان آیۃ) لو ذکر آیۃ مکان آیۃ ان وقف وقفا تاما ثم ابتدأ بآیۃ اخری او ببعض آیۃ لا تفسد کما لو قرأ والعصر ان الانسان ثم قال ان الابرار لفی نعیم او قرأ والتین الی قوله و هذا البلد الامین و وقف ثم قرأ لقد خلقنا الانسان فی کبد او قرأ ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات و وقف ثم قال اولئك هم شر البریۃ لا تفسد	هکذا فی الخلاصۃ
۲	اما اذا لم یقف و وصل ان لم یغیر المعنی نحو ان یقرأ ان الذین	

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے اوصاف کے احکام — پانچویں فصل قاری کی لغزش کا بیان	حوالہ
۱۴۶-	پڑھ دے تو صحیح حکم یہ ہے کہ اسکی نماز ٹوٹ جائیگی۔	ظہیریہ
۱۴۷-	**آگے پیچھے پڑھنے کی غلطی کر دینا** اسمیں ۶ شقیں ہیں	
۱-	قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ (کسی کلمے میں) آگے پیچھے پڑھنے کی غلطی کر دے۔ اگر کسی نے کوئی کلمہ (اس کی اپنی جگہ کی بجائے) دوسرے کلمہ سے آگے یا پیچھے کر دیا تو (اس صورت میں) اگر معنی نہ بدلے مثلاً لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ شَهِيْقٌ پڑھے تو شَهِيْقٌ کو پہلے پڑھ دے (اور لَهُمْ فِيْهَا شَهِيْقٌ وَّ زَفِيْرٌ کہہ دے) تو نماز نہ ٹوٹے گی۔	خلاصہ
۲-	اور اگر (مذکورہ صورت میں کلمہ آگے پیچھے پڑھنے سے) معنی بدل جائے مثلاً (اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ وَّ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ کی بجائے) اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ وَّ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ پڑھ دیا تو اکثر مشائخؒ کے ہاں نماز ٹوٹ جائیگی اور یہی حکم صحیح ہے	ظہیریہ
۳-	اگر کسی نے کوئی دو کلمے (اپنی اصلی جگہ کی بجائے) دوسرے دو کلموں سے آگے کر دئے تو جن صورتوں میں ایسا کرنے سے معنی بدل جاتا ہے مثلاً (فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ کی بجائے) اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَاءَهٗ فَخَافُوْهُمْ وَلَا تَخَافُوْنِ پڑھ دے تو نماز ٹوٹ جائیگی۔	خلاصہ
۴-	اور جن صورتوں میں (مذکورہ تبدیلی سے) معنی نہیں بدلتا ہے مثلاً (يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ کی بجائے) يَوْمَ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ و تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ پڑھ دے تو نماز نہ ٹوٹے گی۔	خلاصہ
۵-	اگر کسی نے ایک حرف (اپنی اصلی جگہ کی بجائے) دوسرے حرف سے آگے کر دیا تو (اس صورت میں) اگر معنی بدل جائے مثلاً عَصْفٍ کی بجائے كَعَفْصٍ پڑھ دے تو نماز ٹوٹ جائیگی	خلاصہ
۶-	اور اگر معنی نہ بدلے مثلاً غُثَاءً اَحْوٰى کی بجائے غثاءً اَوْحىٰ پڑھ دیا تو نماز نہ ٹوٹے گی۔ یہی حکم مختار ہے	خلاصہ
۱۴۸-	**ایک آیت کی جگہ دوسری آیت پڑھ دینا** اسمیں ۳ شقیں ہیں	
۱-	قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ کسی آیت کی جگہ دوسری آیت پڑھ دے۔ اگر کسی نے کوئی آیت دوسری آیت کی جگہ پڑھ دی تو (اس صورت میں) اگر اس نے پورا وقف کیا اور پھر دوسری آیت پوری یا کچھ آیت پڑھی مثلاً کسی نے وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ پڑھا پھر اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ نَعِيْمٍ پڑھ دیا یا کسی نے سورۃ التین هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ تک پڑھی پھر وقف کیا اور پھر لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ پڑھ دیا۔ یا کسی نے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ پڑھا پھر وقف کیا اور پھر اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ پڑھ دیا۔ تو (ان سب صورتوں میں) نماز نہ ٹوٹے گی	خلاصہ
۲-	اور اگر اس نے (مذکورہ صورتوں میں) وقف نہ کیا اور (دوسری آیت کو) ملا کر پڑھ دیا تو (اس صورت میں)	

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ — الفصل الخامس فی زلۃ القاری	حوالہ
۱۴۸	امنوا و عملوا الصالحات فلهم جزاء الحسنى مكان قوله كانت لهم جنات الفردوس نزلا لا تفسد	هكذا فى الخلاصة
۳	اما اذا غير المعنى بان قرأ ان الذين امنوا و عملوا الصالحات اولئك هم شر البرية - ان الذين كفروا من اهل الكتاب الى قوله خالدين فيها اولئك هم خير البرية تفسد عند عامة علمائنا وهو الصحيح	هكذا فى الخلاصة

۱۴۹- الوقف والوصل والابتدا فی غیر موضعها — تعداد شق ۴

دفعات وشق نمبر		حوالہ
۱	(ومنها الوقف والوصل والابتداء فى غير موضعها) اذا وقف فى غير موضع الوقف او ابتدأ فى غير موضع الابتداء ان لم يتغير به المعنى تغيرا فاحشا نحو ان يقرأ ان الذين امنوا و عملوا الصالحات و وقف ثم ابتدأ بقوله اولئك هم خير البرية لا تفسد بالاجماع بين علمائنا	هكذا فى المحيط
۲	وكذا ان وصل فى غير موضع الوصل كما لو لم يقف عند قوله اصحاب النار بل وصل بقوله الذين يحملون العرش لا تفسد لكنه قبيح	هكذا فى الخلاصة
۳	وان تغير به المعنى تغيرا فاحشا نحو ان يقرأ شهد الله انه لا اله و وقف ثم قال الا هو لا تفسد صلوته عند عامة علمائنا وعند البعض تفسد صلوته والفتوى على عدم الفساد بكل حال	هكذا فى المحيط
۴	و قال القاضى الامام السعيد النجيب ابوبكرؒ اذا فرغت من القرأة و تريد ان تكبر للركوع ان كان الختم بالثناء فالوصل بالله اكبر اولى ولو لم يكن بالثناء فالفصل اولى كقوله تعالى ان شانئك هو الابتر	هكذا فى التاتارخانية

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے اوصاف کے احکام — پانچویں فصل قاری کی لغزش کا بیان	حوالہ
۱۴۸	اگر معنی نہ بدلے مثلاً (اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ) کَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا کی بجائے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَزَاءُ الْحُسْنٰی پڑھ دے تو نماز نہ ٹوٹے گی	خلاصہ
۳	اور اگر (مذکورہ صورت میں) معنی بدل جائے مثلاً کسی نے (اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ کی بجائے) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ پڑھ دیا اور (جہاں شَرُّ الْبَرِیَّةِ تھا وہاں) اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلٰی قَوْلِهٖ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ پڑھ دیا تو ہمارے عام علماءؒ کے ہاں نماز ٹوٹ جائیگی اور یہی حکم صحیح ہے۔	خلاصہ
۱۴۹	**بغیر موقع وقف۔ وصل اور ابتدا کرنا** — اسمیں ۴ شقیں ہیں	
۱	قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ بغیر موقع وقف (ٹھہر جانا) یا وصل (ملا دینا) یا ابتداء (شروع کرنا) کردے۔ اگر کسی نے ایسے مقام پر وقف کیا جو وقف کا مقام نہیں یا ایسے مقام سے ابتداء کی جو ابتدا کرنے کا مقام نہیں تو (اس صورت میں) اگر معنی میں فحش تبدیلی نہیں ہوئی مثلاً اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ پڑھ کر وقف کردے اور پھر اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ سے ابتدا کردے تو ہمارے علماءؒ کے ہاں بالاجماع نماز نہ ٹوٹے گی۔	محیط
۲	اسی طرح (یہی مذکورہ حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر کسی نے ایسے مقام پر وصل کیا جہاں وصل کا موقع نہ تھا مثلاً (اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا اَنَّهُمْ) اَصْحٰبُ النَّارِ پر وقف نہ کیا اور اسے اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ سے ملا دیا تو نماز نہ ٹوٹے گی لیکن ایسا کرنا بہت ناپسندیدہ ہے۔	خلاصہ
۳	اور اگر (وقف کی صورت مذکورہ ۱۴۹/۱ میں) معنی میں فحش تبدیلی ہو جائے مثلاً شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ پڑھ کر وقف کردے اور پھر اِلَّا هُوَ کہے تو (اس صورت میں) (ا) ہمارے عام علماءؒ کے ہاں اسکی نماز نہ ٹوٹے گی (ب) اور بعض علماء کے ہاں (مذکورہ صورت میں) اسکی نماز ٹوٹ جائے گی۔ (ج) اور فتویٰ اس پر ہے کہ (وقف کی مذکورہ صورتوں میں سے) کسی صورت میں نماز نہ ٹوٹے گی	محیط
۴	قاضی امام سعید نجیب ابوبکرؒ نے کہا ہے کہ تو جب قرأت سے فارغ ہو کر رکوع کیلئے تکبیر کا ارادہ کرے تو (دیکھیں گے اگر) (ا) قرأت کے اختتام میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کا ذکر ہے تو (اس کے ساتھ) اللہ اکبر ملا کر پڑھنا اولیٰ ہے (ب) اور اگر قرأت کے اختتام میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کا ذکر نہیں ہے مثلاً اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ کی آیت ہو تو (ایسی صورت میں اس کے ساتھ) اللہ اکبر جدا کر کے کہنا اولیٰ ہے۔	تتارخانیہ

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوۃ — الفصل الخامس فی زلۃ القاری	حوالہ
۱۵۰-	**اللحن فی الاعراب** — تعداد شق ۴[1]	
۱	(ومنہا اللحن فی الاعراب) اذا لحن فی الاعراب لحنا لا یغیر المعنی بان قرأ لا ترفعوا اصواتکم برفع التاء لا تفسد صلوتہ بالاجماع	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲	وان غیر المعنی تغیرا فاحشا بان قرء وعصی آدم ربہ بنصب المیم ورفع الرب وما اشبہ ذلک مما لو تعمد بہ یکفر اذا قرأ خطأ فسدت صلوتہ فی قول المتقدمین رح	
	واختلف المتأخرون قال محمد بن مقاتل رح وابو نصر محمد بن سلام رح وابوبکر بن سعید البلخی رح والفقیہ ابوجعفر الہندوانی رح وابوبکر محمد بن الفضل رح والشیخ الامام الزاہد رح وشمس الائمۃ الحلوانی رح لا تفسد صلوتہ	
	وما قال المتقدمون احوط لانہ لو تعمد یکون کفرا وما یکون کفرا لا یکون من القرآن	
	وما قالہ المتأخرون اوسع لان الناس لا یمیزون بین اعراب واعراب	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳	وہو الاشبہ	کذا فی المحیط
۴	وبہ یفتی	کذا فی العتابیۃ وھکذا فی الظہیریۃ
۱۵۱-	**ترک التشدید والمد** — تعداد شق ۴	
۱	(ومنہا ترک التشدید والمد فی موضعہما) لو ترک التشدید فی قولہ ایاک نعبد وایاک نستعین او قرأ الحمد للہ رب العالمین و اسقط التشدید علی الباء المختار انہا لا تفسد وکذا فی جمیع المواضع	
	وان کان قول عامۃ المشائخ رح انہا تفسد	ھکذا فی الخلاصۃ
۲	واما ترک المد ان کان لا یغیر المعنی بان قرأ اولئک بلا مد و انا اعطینک بدون المد لا تفسد	ھکذا فی الخلاصۃ
۳	وان کان یغیر بان قرأ سواء علیہم بترک المد وکذا فی قولہ	

[1] جیسا کہ رد المحتار ج ۱ ص ۵۹۰ میں ہے نیز اعراب کی غلطی کے متعلق مزید احکام حکم نمبر ۲/۱۵۶ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے اوصاف کے احکام — پانچویں فصل قاری کی لغزش کا بیان	حوالہ
۱۵۰۔	**اعراب میں غلطی کرنا** — اسمیں ۴ شقیں ہیں	
۱	قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اعراب (زیر۔ زبر۔ پیش وغیرہ) میں غلطی کر دے۔ اگر کسی نے اعراب میں ایسی غلطی کی جس سے معنی نہیں بدلتا مثلاً کسی نے (لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ کی بجائے) لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتُكُمْ تا کی پیش کے ساتھ پڑھا تو اسکی نماز بالاجماع نہ ٹوٹے گی	قاضیخان
۲	اگر (مذکورہ صورت میں) معنی میں فحش تبدیلی ہوجائے مثلاً کسی نے (وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ کی بجائے) عَصٰٓى اٰدَمَ رَبُّهٗ کہہ کر میم کو زبر اور رَبِّ (کی با) کو پیش سے پڑھ دیا یا اسی قسم کی ایسی غلطی کی (جس سے اعراب کی تبدیلی سے معنی میں ایسی فحش تبدیلی ہو جائے) کہ اگر جان بوجھ کر ایسا کرے تو کفر ہو جائے تو (اسکا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر غلطی سے یوں پڑھ دیا تو متقدمین علماء کے قول کے بموجب اس کی نماز ٹوٹ جائیگی (ب) اور متاخرین نے (مذکورہ حکم کے متعلق) اختلاف کیا ہے۔ محمد بن مقاتلؒ۔ ابونصر محمد بن سلامؒ۔ ابوبکر بن سعید بلخیؒ۔ فقیہ ابوجعفر ہندوانیؒ۔ ابوبکر محمد ابن الفضلؒ۔ شیخ امام زاہدؒ اور شمس الائمہ الحلوانیؒ کا قول ہے کہ اسکی نماز نہ ٹوٹے گی۔ (ج) متقدمین کے مذکورہ قول میں زیادہ احتیاط ہے اسلئے کہ اگر مذکورہ غلطی جان بوجھ کر کرے تو کفر ہو جاتا ہے اور جو بات کفر قرار پائے وہ قرآن سے نہیں اور متاخرین کے مذکورہ قول میں آسانی زیادہ ہے اس لئے کہ اکثر لوگ ایک اعراب سے دوسرے اعراب کی تمیز نہیں کر سکتے۔	قاضیخان
۳	اور یہی (مذکورہ) حکم فقہ سے زیادہ مشابہ ہے	محیط
۴	اور اسی (مذکورہ ۲ج۲/۱۵۰) حکم پر فتوی دیا جاتا ہے	عتابیہ۔ ظہیریہ
۱۵۱۔	**شد یا مد چھوڑ دینا** — اسمیں ۳ شقیں ہیں	
۱	قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ شد اور مد کو انکی اپنی اپنی جگہوں سے چھوڑ دے اگر کسی نے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ میں شد چھوڑ دی یا کسی نے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کی بجائے) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِ الْعٰلَمِيْنَ پڑھ کر با سے شد ختم کر دی تو (ا) مختار حکم یہ ہے کہ نماز نہ ٹوٹے گی اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح سب جگہوں کے لئے یہی حکم ہے (ب) اور اگرچہ عام مشائخ رح کا قول یہ ہے کہ (مذکورہ صورت میں) نماز ٹوٹ جائیگی۔	خلاصہ
۲	اور مد چھوڑ دینے کی صورت میں (حکم یہ ہے کہ) اگر معنی نہیں بدلتا مثلاً کسی نے اُولٰٓئِكَ (پڑھنے میں لام) کو مد کے بغیر پڑھا اور اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ (پڑھنے میں نون) کو مد کے بغیر پڑھا تو نماز نہ ٹوٹے گی	خلاصہ
۳	اور اگر (مذکورہ صورت میں مد چھوڑ دینے سے) معنی بدل جاتا ہے مثلاً سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ (پڑھنے میں واؤ) کو مد کے بغیر پڑھا اور اسی طرح دُعَآءً وَنِدَآءً (پڑھنے میں ع اور د) کو مد کے بغیر پڑھا	

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ الفصل الخامس فی زلۃ القاری	حوالہ
۱۵۱-	دعاء وندا اء المختار انہا لا تفسد کما فی ترک التشدید	ھکذا فی الخلاصۃ
۴	وان شدّد فی ومن اظلم ممن کذب علی اللہ قال بعضہم لا تفسد و علیہ الفتوی	کذا فی العتابیۃ

۱۵۲- ترک الادغام والاتیان بہ تعداد شق ۳

۱	(ومنہا ترک الادغام والاتیان بہ) اذا اتی بالادغام فی موضع لم یدغمہ احد من الناس ویقبح العبارۃ ویخرجہا عن معرفۃ معنی الکلمۃ نحو ان یقرأ قل للذین کفروا ستغلبون بادغام الغین فی اللام فسدت صلوتہ	ھکذا فی المحیط
۲	وان اتی بالادغام فی موضع لم یدغمہ احد الا ان المعنی لا یتغیّربہ ویفہم ما یفہم مع الاظہار نحو ان یقرأ قُلْ سِيْرُوْا بادغام اللام فی السین لا تفسد صلوتہ	ھکذا فی المحیط
۳	واذا ترک الادغام نحو ان یقرأ اینما تکونوا یدرککم الموت بفکّ الادغام لا تفسد صلوتہ وان فحش من حیث العبارۃ	ھکذا فی المحیط

۱۵۳- الامالۃ فی غیر موضعہا تعداد شق ۱

۱	(ومنہا الامالۃ فی غیر موضعہا) اذا قرأ بسم اللہ بالامالۃ او قرأ مالک یوم الدین بالامالۃ وما شاکل ذلک لا تفسد صلوتہ	کذا فی المحیط

۱۵۴- القرأۃ بغیر ما فی المصحف تعداد شق ۲

۱	(ومنہا القرأۃ بغیر ما فی المصحف الذی جمعہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ذکر بعض المشائخ انہ اذا قرأ بغیر ما فی المصحف المعروف ما لا یؤدی معناہ تفسد صلوتہ بالاتفاق اذا لم یکن دعاء ولا ثناء فی نفسہ	ھکذا فی المحیط
۲	وان قرأ ما یؤدی معناہ فعلی قولہما[۲] لا تفسد	

ل جب دو ہم مخرج یا قریب المخرج حرف اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہو تو پہلے کو دوسرے میں ملا کر تلفظ میں ایک مشدّد حرف اشد والاخف پڑھتے ہیں۔ مثلاً مَدَّ کو مَدْدَ پڑھنا۔ ادغام کی پوری تفصیل قرأت وتجوید کی کتابوں میں ہے۔ (مترجم)

حوالہ	چوتھا باب نماز کے اوصاف کے احکام — پانچویں فصل قاری کی لغزش کا بیان	دفعات وشق نمبر
خلاصہ	تو مختار حکم یہ ہے کہ نماز نہ ٹوٹے گی۔ جیسا کہ شدّ چھوڑ دینے (کی صورت) میں مختار حکم یہی ہے	۱۵۱-
عتابیہ	اگر کسی نے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللهِ (کی بجائے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ عَلَى اللهِ یعنی ذال) کو شدّ کے ساتھ پڑھا تو بعض کا قول یہ ہے کہ نماز نہ ٹوٹے گی اور اسی حکم پر فتوی ہے	۴
	ادغام چھوڑ دینا یا بے موقع ادغام کرنا — اسمیں ۳ شقیں ہیں	۱۵۲-
محیط	قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ ادغام[1] کے مقام سے ادغام چھوڑ دے اور بے موقع ادغام کر دے اگر کسی نے ایسے مقام پر ادغام کیا جہاں کسی نے بھی ادغام نہیں قرار دیا اور اس ادغام سے عبارت غیر پسندیدہ ہو جائے اور اس ادغام کی وجہ سے اس کلمہ کے معنی سمجھ نہیں آتے مثلاً قُلْ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ کے پڑھنے میں غین کو لام میں مدغم کر کے (سَتُلَّبُوْنَ) پڑھ دے تو اسکی نماز ٹوٹ جائیگی	۱
محیط	اور اگر کسی نے ایسے مقام پر ادغام کیا جہاں کسی نے ادغام نہیں قرار دیا مگر اسکے ادغام کرنے سے اس کلمہ کے معنی نہیں بدلتا اور (اس کلمہ) سے وہ معنی سمجھا جاتا ہے جو بغیر ادغام کے سمجھا جاتا تھا مثلاً قُلْ سِيْرُوْا کے پڑھنے میں لام کو سین میں ادغام کر کے (قِسِّيْرُوْا) پڑھ دے تو اسکی نماز نہ ٹوٹے گی	۲
محیط	اور اگر کسی نے (ادغام کے مقام سے) ادغام چھوڑ دیا مثلاً (اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ کی بجائے) اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ (کاف کو) ادغام کے بغیر پڑھ دے تو اسکی نماز نہ ٹوٹے گی اگرچہ (ایسا کرنا) عبارت کے لحاظ سے فحش غلطی ہو گی	۳
	بے موقع امالہ کرنا — اسمیں ۱ شق ہے	۱۵۳-
محیط	قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ بے موقع امالہ[2] کر دے۔ اگر کسی نے بِسْمِ اللهِ پڑھنے میں امالہ کیا یا مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اور اس جیسے الفاظ پڑھنے میں امالہ کیا تو اسکی نماز نہ ٹوٹے گی	۱
	مصحف عثمانی کے علاوہ قرأت کرنا — اسمیں ۲ شقیں ہیں	۱۵۴-
محیط	قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایسی قرأت کرنا جو اس قرآن میں نہیں ہے جو امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمع کیا۔ بعض مشائخ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اگر کسی نے ایسی قرأت کی جو اس مشہور قرآن میں نہیں ہے اور اس قرأت سے اس مشہور قرآن کا معنی بھی ادا نہیں ہوتا تو اسکی نماز بالاتفاق ٹوٹ جائیگی بشرطیکہ وہ قرأت فی نفسہ دعا یا خدا کی تعریف نہ تھی۔	۱
	اور اگر کسی نے ایسی قرأت کی کہ (جو مصحف عثمانی میں نہیں مگر) اس سے مشہور قرآن کے معنی ادا ہوتے	۲

[2] امالہ کے مفہوم کے لئے اور عجیب لہجہ قرأت کیلئے حکم ۱۴۲/۱۳۹ اور اسکا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ پڑھنے میں امالہ کرنا یہ کہ مثلاً اسے مٖيلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ وغیرہ پڑھنا (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ — الفصل الخامس فی زلۃ القاری	حوالہ
۱۵۴	وعلی قول ابی یوسفؒ تفسد والصحیح من الجواب فی هذا انه اذا قرأ بما فی مصحف ابن مسعودؓ او غیره لا یعتد به من قرأة الصلوٰة اما صلوته فلا تفسد حتی لو قرأ مع ذلك شیأ مما فی مصحف العامة مقدارما تجوز به الصلوٰة تجوز صلوته	هکذا فی المحیط

۱۵۵- ذکر بعض الحروف عن الکلمة تعداد شق ۲

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	(ومنها ذکر بعض الحروف عن الکلمة) اذا ذکر بعض الکلمة وما اتمها اما لانقطاع النفس اولانه نسی الباقی ثم تذکر فذکر الباقی نحو ان اراد ان یقرأ الحمد لله فلما قال أل انقطع نفسه او نسی الباقی ثم تذکر وقال حمد لله اولم یذکر الباقی نحو ان اراد ان یقرأ فاتحة الکتاب والسورة ثم نسی قرأته فاراد ان یقرأ فلما قال أل تذکر انه قد کان قرأ فترك ذلك ورکع او ذکر بعض الکلمة و ترك تلك الکلمة و ذکر کلمة اخری ففی هذه الصور کلها او ماشا کلها تفسد صلوته عند بعض المشائخ رح وبه کان یفتی الامام شمس الائمة الحلوانی رح ومن المشائخ من قال ان ذکر شطر کلمة لوذکر کلها یوجب ذلك فساد الصلوٰة فذکر شطرها یوجب فساد الصلوٰة وان ذکر شطر کلمة لوذکر کلها لا یوجب الفساد فذکر شطرها لا یوجب الفساد وللشطر حکم الکل هو الصحیح ومنهم من قال ان کان لما ذکر من الشطر وجه صحیح فی اللغة ولا یکون لغوا ولا یتغیر به المعنی ینبغی ان لا یوجب فساد الصلوٰة وان کان الشطر المقرؤ لا معنی له ویکون لغوا اولم یکن لغوا ولکن یکون مغیرا المعنی یوجب فساد الصلوٰة وعامة المشائخ رح علی انها لا تفسد لان هذا مما لا یمکن الاحتراز عنه فصار کالتنحنح المدفوع فی الصلوٰة	هکذا فی الذخیرة والمحیط کذا فی فتاوی قاضیخان هکذا فی الذخیرة والمحیط
۲	اذا خفض بعض حروف الکلمة فالصحیح انها لا تفسد صلوته لان فیه بلوی العامة	کذا فی المحیط

حوالہ	پانچویں فصل قاری کی لغزش کا بیان — چوتھا باب نماز کے اوصاف کے احکام	دفعات و شق نمبر
	ہیں تو (ا) امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے ہاں اسکی نماز نہ ٹوٹے گی (ب) اور امام ابو یوسف رح کے ہاں نماز ٹوٹ جائے گی (ج) اور (اس مسئلہ کے جواب میں صحیح حکم یہ ہے کہ اگر کسی نے (صرف) ایسی قرأت کی جو ابن مسعود رضی یا ان کے علاوہ کے مصحف والی تھی تو ایسی قرأت نماز کی قرأت میں شمار نہ ہو گی مگر (اس سے) اسکی نماز فاسد بھی نہ ہو گی حتی کہ اگر اس نے اس کے ساتھ مشہور قرآن میں سے اتنی مقدار میں قرأت کر لی جس مقدار سے نماز جائز ہوتی ہے تو اسکی نماز جائز ہو جائیگی	۱۵۴
محیط		

۱۵۵۔ کسی کلمہ کے صرف بعض حرف پڑھنا اسمیں ۷ شقیں ہیں

حوالہ	متن	شق
	قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ کسی کلمہ کے (صرف) بعض حروف پڑھے۔ (ا) اگر کسی نے کوئی کلمہ تھوڑا سا پڑھا اور اسے پورا نہ کیا یا اس وجہ کہ اسکا سانس ٹوٹ گیا تھا یا اس لئے کہ وہ باقی کلمہ بھول گیا تھا پھر اسے یاد آیا تو (اس کلمہ سے) باقیماندہ پڑھ دیا مثلاً کسی نے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پڑھنے کا ارادہ کیا تو جونہی اس نے اَلْ کہا اسکی سانس ٹوٹ گئی یا (اس کلمہ کا) باقی حصّہ بھول گیا پھر اسے یاد آیا تو کہہ حَمْدُ لِلّٰهِ یا اسے (اس کلمہ کا) باقی حصّہ یاد نہ آیا۔ مثلاً کسی نے الحمد اور کوئی سورۃ پڑھنے کا ارادہ کیا تو اسکا پڑھا جانا بھول گیا اس نے پھر پڑھنے کا ارادہ کیا تو جونہی اَلْ کہا تو اسے یاد آیا کہ وہ تو (الحمد وغیرہ) پڑھ چکا ہے چنانچہ اس نے اسکا پڑھنا چھوڑ دیا اور رکوع میں چلا گیا۔ یا کسی نے کوئی کلمہ تھوڑا سا پڑھا اور پھر اسے چھوڑ کر دوسرا کلمہ پڑھنے لگا تو ان سب صورتوں یا ان جیسی صورتوں میں اسکی نماز بعض مشائخ رح کے ہاں ٹوٹ جائیگی اور شمس الائمہ الحلوانی رح اس حکم پر فتویٰ دیتے تھے۔ (ب) اور بعض مشائخ رح کا قول یہ ہے کہ اگر کسی نے کسی ایسے کلمہ کا بعض حصّہ پڑھا جس کلمے کو پورا پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہو تو اس کلمے کا بعض حصّہ پڑھنے سے بھی نماز ٹوٹ جائیگی اور اگر کسی نے کسی ایسے کلمہ کا بعض حصّہ پڑھا جس کلمے کو پورا پڑھنے کی صورت میں نماز نہ ٹوٹتی ہو تو ایسے کلمے کا بعض حصّہ پڑھنے سے نماز نہ ٹوٹے گی۔	۱
ذخیرہ۔ محیط		
قاضیخان	یہ جزء کلمہ کے لئے وہی حکم ہے جو کل کلمہ کے لئے ہے۔ یہی حکم صحیح ہے۔ (ج) بعض مشائخ رح کا قول یہ ہے کہ کلمہ کا حصّہ جو اس نے پڑھا ہے اگر از روئے لغت کچھ صحیح معنی بن سکتا ہو اور وہ معنی فضول نہ ہو اور (قرآن کے) معنی بھی نہ بدلتا ہو تو اس سے نماز نہ ٹوٹنی چاہیئے اور اگر کلمہ کا وہ حصّہ جو اس نے پڑھا ہے اسکا کچھ معنی نہیں اور وہ فضول ہے یا فضول نہیں مگر اس سے (قرآن کے) معنی بدل جاتا ہے تو اس سے نماز ٹوٹ جائیگی (د) اور عام مشائخ رح کا قول یہ ہے کہ مذکورہ سے نماز نہیں ٹوٹتی اس لئے کہ یہ ایسی باتیں ہیں جن سے بچنا ممکن نہیں ہوتا پس انکا حکم اسی طرح ہو گا جیسا کہ نماز میں کھنکارنے کا حکم ہے	
ذخیرہ۔ محیط	اگر کسی نے کسی کلمہ کے بعض حروف کو پست آواز میں پڑھا تو صحیح حکم یہ ہے کہ اسکی نماز نہ ٹوٹے گی اس لئے کہ ایسی صورت اکثر واقع ہو جاتی ہے۔	۲
محیط		

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوة — الفصل الخامس فی زلة القاری	حوالہ
۱۵۵ ۳	ولو قرأ القرآن فی الصلوة بالالحان ان غیرا لکلمة تفسد	
	وان کان ذلك فی حروف المدّ واللین لا تفسد الا اذا فحش	کذا فی الخلاصة
۴	وان قرأ فی غیر الصلوة اختلف المشائخ رح وعامتهم کرهوا ذلك	کذا فی الخلاصة
۵	وهو الصحیح	کذا فی الوجیز للکردری
۶	وکرهوا الاستماع ایضا	کذا فی الخلاصة
۷	ونقل عن ابی القاسم الصفار البخاری ان الصلوة اذا جازت من وجوه و فسدت من وجه یحکم بالفساد احتیاطا الا فی باب القرأة لان للناس عموم البلوی	کذا فی الظهیریة

۱۵۶- ادخال التانیث فی اسماء الله تعالیٰ تعداد شق ۲

۱	(ومنها ادخال التانیث فی اسماء الله تعالیٰ) اذا قرأ فی صلوته هل ینظرون الا ان تاتیهم الله فی ظلل من الغمام بالتاء قال محمد بن علی بن محمد الادیب[1] تفسد صلوته لان التأنیث لا یجوز ادخاله فی اسماء الله تعالیٰ کما لا یجوز فی قوله عز وجل الله لا اله الا هو الحی القیوم و قوله لم یلد ولم یولد و اشباه ذلك	
	وحکی عن الشیخ الامام ابی بکر محمد بن الفضل رح انها لا تفسد صلوته لان الاتیان ههنا فعل غیر الله تعالیٰ	
	وبعض مشائخنا صححوا ما ذکره الفضلی رح	هکذا فی المحیط والذخیرة
۲	ذکر فی الفوائد لو قرأ فی الصلوة بخطأ فاحش ثم رجع و قرأ صحیحا قال عندی صلوته جائزة وکذلك الاعراب	
	ولو قرأ النصب مکان الرفع والرفع مکان النصب او الخفض مکان الرفع او النصب لا تفسد صلوته	فوائد

[1] اس کی وضاحت یہ ہے کہ آیت مذکورہ ۲/۲۱۰ اَنْ یَّأْتِیَهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ الآیة (اللہ تعالیٰ ان پر ابر کے سائبانوں میں آئے) میں اللہ تعالیٰ کے لئے بادلوں کے سائے میں آنے کی نسبت مجازی ہے۔ اور اتیان یعنی آنے سے مراد اللہ کا عذاب آنا مراد ہے (جلالین) پس آنا غیر اللہ کا فعل ہے۔ اور اسے مونث پڑھنے (یعنی یاتی کو تاتی

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے اوصاف کے احکام — پانچویں فصل قاری کی لغزش کا بیان	حوالہ
۱۵۵ ۲	اگر کسی نے نماز میں قرآن راگ (موسیقی اور گانے کی طرز) سے پڑھا تو (ا) اگر اس طرح پڑھنے سے کلمہ بدل جائے تو نماز ٹوٹ جائیگی (ب) اور اگر صرف مد و لین کے حروف میں قرآن مجید راگ سے پڑھا تو نماز نہ ٹوٹے گی لیکن اگر بالکل واضح راگ سے پڑھا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (بلکہ پھر نماز ٹوٹ جائیگی)	خلاصہ
۴	اگر کسی نے نماز کے علاوہ قرآن مجید کو راگ سے پڑھا تو اس کے حکم میں مشائخ رح کا اختلاف ہے اور اکثر مشائخ نے اسے مکروہ کہا ہے۔	خلاصہ
۵	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے	الوجیز للکردری
۶	اور مذکورہ (۴/۱۵۵) کی صورت میں اس (قرأت کا) سننا بھی مکروہ ہے	خلاصہ
۷	ابو القاسم صفار بخاریؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ اگر نماز اس طرح ادا ہو کہ اس میں کئی وجوہ جواز کی ہوں اور کوئی ایک وجہ نماز ٹوٹنے کی ہو تو ازروئے احتیاط نماز ٹوٹنے کا حکم ہوگا مگر قرأت کے مسئلوں میں یہ حکم نہیں ہوگا (بلکہ اس میں نماز نہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا) اس لئے کہ اس میں لوگ اکثر مبتلا ہوتے ہیں	ظہیریہ

۱۵۶ - اللہ تعالیٰ کے نام مونث پڑھنا — اسمیں ۲ شقیں ہیں

۱	قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں کو مونث (صیغوں سے) پڑھے۔ اگر کسی نے نماز میں (هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللّٰهُ کی بجائے) هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ تا کے ساتھ پڑھ دیا تو (ا) (اس کے حکم کے متعلق) محمد بن علی بن محمد الادیبؒ نے کہا ہے کہ اسکی نماز ٹوٹ جائیگی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے نام مونث (صیغوں سے) پڑھنا جائز نہیں ہے جیسا کہ اللہ کے کلام اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ میں اور اللہ تعالیٰ کے قول لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ میں اور اسکی مانند میں (مونث کے صیغوں سے پڑھنا) جائز نہیں ہے (ب) اور شیخ امام محمد بن الفضلؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ (مذکورہ صورت میں) نماز نہ ٹوٹے گی اس لئے کہ یہاں (مذکورہ آیت يَأْتِيَهُمُ اللّٰهُ الآیۃ میں) اِتْيَان (یعنی آنا) غیر اللہ کا فعل ہے [۱] (ج) اور ہمارے بعض مشائخؒ نے اسی کو صحیح کہا ہے جو امام فضلی رح نے ذکر کیا ہے	محیط۔ ذخیرہ
۲	فوائد میں ہے کہ اگر کسی نے نماز میں فحش غلطی پڑھی پھر اس نے لوٹا کر صحیح پڑھا تو آپ نے (اس کے حکم کے متعلق) کہا کہ میرے ہاں اسکی نماز جائز ہے۔ اور یہی حکم اعراب (کی غلطی) کا ہے اور اگر کسی نے پیش کی جگہ زیر اور زبر کی جگہ پیش پڑھ دی یا پیش یا زبر کی جگہ زیر پڑھ دی تو اس کی نماز نہ ٹوٹے گی [۲]	فوائد

[۱] پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کیلئے مونث صیغہ پڑھنا لازم نہ آئیگا اور نماز نہ ٹوٹے گی (مترجم) [۲] جیسا کہ حکم نمبر ۲/۱۵۱ میں متاخرین کے قول کے بموجب حکم ہے اور اعراب کی غلطیوں کے متعلق مزید احکام حکم نمبر ۱۵۰ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

بسم الله الرحمن الرحيم

الباب الخامس فی الامامة

وفیه سبعة فصول دفعات ۱۵۷ تا ۱۷۳ عنوانات ۱۶ تعداد شق ۲۲۰

الفصل الاول فی الجماعة

دفعات ۱۵۷ تا ۱۵۷ عنوان ۱ تعداد شق ۶

۱۵۷۔ الجماعة

تعداد شق ۶

دفعات وشق نمبر	متن	حواله
۱	الجماعة سنة مؤكدة وفی الغاية قال عامة مشائخنا انها واجبة وفی المفيد وتسميتها سنة لوجوبها بالسنة وفی البدائع تجب علی الرجال العقلاء البالغين الاحرار القادرين علی الصلوة بالجماعة من غير حرج واذا فاتته الجماعة لايجب عليه الطلب فی مسجد آخر بلا خلاف بين اصحابنا لكن ان اتی فی مسجد آخر ليصلی بهم مع الجماعة فحسن وان صلی فی مسجد حيه فحسن وذكر القدوری انه يجمع فی اهله ويصلی بهم وذكر شمس الائمة الاولی فی زماننا اذا لم يدخل مسجد حيه ان يتبع الجماعات وان دخله صلی فيه	كذا فی المتون والخلاصة والمحيط ومحيط السرخسی
۲	وتسقط الجماعة بالاعذار[۱] حتی لا تجب علی المريض والمقعد[۲] والزمن و	كذا فی التبيين

[۱] یہ احکام پانچوں نمازوں کیلئے ہیں اور جمعہ اور عیدین جائز ہونے کیلئے جماعت شرط ہے۔ حاشیہ کنز ص۳۱ (مترجم)، [۲] المقعد یعنی اپاہج گٹھیا کا مریض۔ منجد ص۱۰۲۱ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — پہلی فصل جماعت کا بیان	حوالہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پانچواں باب امامت کے احکام

اس میں سات فصلیں ہیں دفعات نمبر ۱۵۷ تا نمبر ۱۷۲ عنوانات نمبر ۱۶ تعداد شق نمبر ۲۲۰

پہلی فصل جماعت کا بیان

دفعات نمبر ۱۵۷ تا نمبر ۱۵۷ عنوان نمبر ۱ تعداد شق نمبر ۶

۱۵۷۔ جماعت

اور اس میں نمبر ۶ شقیں ہیں

(ا) جماعت[۱] سنت موکدہ ہے[۱] ۱ — متون۔ خلاصہ۔ محیط، محیط سرخسی

اور[۲] غایہ میں ہے کہ ہمارے عام مشائخ رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ جماعت واجب ہے اور مفید[۳] میں ہے کہ جماعت کو سنت کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اسکا واجب ہونا سنت سے ثابت ہے اور بدائع[۴] میں ہے کہ جماعت ان مردوں پر واجب ہے جو عاقل بالغ اور آزاد ہوں اور کسی حرج کے بغیر نماز باجماعت ادا کرنے پر قادر ہوں

(ب) اگر[۱] کسی کی جماعت فوت ہوجائے تو اس پر کسی دوسری مسجد میں جماعت کی طلب واجب نہیں ہے اس (حکم) میں ہمارے اصحاب کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے

لیکن[۲] اگر وہ کسی دوسری مسجد میں آجائے تاکہ ان کے ساتھ باجماعت نماز پڑھ لے تو بہتر ہے

اور[۳] اگر اس نے اپنے محلہ کی مسجد میں ہی نماز پڑھ لی تو (یہ بھی) بہتر ہے

قدوری[۴] میں ذکر ہے کہ وہ (جماعت فوت ہونے کی مذکورہ صورت میں) اپنے گھر کے لوگوں کو جمع کرلے اور ان کے ساتھ نماز پڑھ لے

اور[۵] شمس الائمہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ہمارے زمانہ میں اولیٰ یہ ہے کہ اگر وہ (جماعت فوت ہونے کی مذکورہ صورت میں) اپنے محلہ کی مسجد میں داخل نہیں ہوا ہے تو (باجماعت نماز پڑھنے کے لئے) دوسری جماعتوں میں جستجو کرے اور اگر (مذکورہ صورت میں) اپنے محلہ کی مسجد میں داخل ہوگیا ہے تو (پھر) وہیں نماز پڑھ لے — تبیین

کئی عذر ایسے ہیں کہ ان کی بنا پر (اس عذر والے سے) جماعت (کی پابندی) ساقط ہوجاتی ہے۔ حتیٰ کہ بیمار[۱]۔ چلنے[۲] سے معذور (گٹھیا کا مریض)، معطل[۳] اعضا والا (لنجا) وہ[۴] شخص جسکا ایک ہاتھ اور اس سے ۲

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامۃ — الفصل الاول فی الجماعۃ	حواله
۱۵۷	مقطوع الید والرجل من خلاف ومقطوع الرجل والمفلوج الذی لا یستطیع المشی والشیخ الکبیر العاجز والاعمی عند ابی حنیفۃ رح والصحیح انها تسقط بالمطر والطین والبرد الشدید والظلمۃ الشدیدۃ	کذا فی التبیین
۳	وتسقط بالریح فی اللیلۃ المظلمۃ واما بالنهار فلیست الریح عذرا وکذا اذا کان یدافع الاخبثین او احدهما او کان اذا خرج یخاف ان یحبسه غریمه فی الدین او یرید سفرا واقیمت الصلوۃ فیخشی ان تفوته القافلۃ او کان قیما لمریض او یخاف ضیاع ماله وکذا اذا حضر العشاء واقیمت الصلوۃ ونفسه تتوق الیه وکذا اذا حضر الطعام فی غیر وقت العشاء ونفسه تتوق الیه	کذا فی السراج الوهاج
۴	المسجد اذا کان له امام معلوم وجماعۃ معلومۃ فی محلۃ فصلی اهله فیه بالجماعۃ لا یباح تکرارها فیه باذان ثان اما اذا صلوا بغیر اذان یباح اجماعا وکذا فی مسجد قارعۃ الطریق	کذا فی شرح المجمع للمصنف
۵	اذا ارادعلی الواحد فی غیر الجمعۃ فهو جماعۃ وان کان معه صبی عاقل	کذا فی السراجیۃ
۶	التطوع بالجماعۃ اذا کان علی سبیل التداعی یکره وفی الاصل للصدر الشهید اذا صلوا بجماعۃ بغیر اذان واقامۃ فی ناحیۃ المسجد لا یکره وقال شمس الائمۃ الحلوانی رح ان کان سوی الامام ثلثۃ لا یکره بالاتفاق وفی الاربع اختلف المشائخ رح والاصح انه یکره [1]	هکذا فی الخلاصۃ

---

[1] یہ کل انیس عذر ہیں۔ اور فتاوی شامیہ میں وہ عذر جنکی وجہ سے جماعت چھوٹ جانے کا جواز ہے وہ کل بیس ہیں۔ اور بیسواں یہ ہے کہ فقہ کی مشغولیت میں اگر کبھی جماعت چھوٹ جائے تو معذور قرار پائیگا بشرطیکہ عادت نہ بنالے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمختار ج ۱ ص ۵۲۰ بحوالہ الباقانی والبهنسی، والقنیۃ

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — پہلی فصل جماعت کا بیان	حوالہ
۱۵۷	دوسری طرف کا پاؤں کٹا ہوا ہو۔ وہ شخص جس کا پاؤں کٹا ہوا ہو وہ فالج زدہ جو چل نہ سکتا ہو وہ بڑا بوڑھا جو بڑھاپے کی وجہ سے عاجز ہو چکا ہو۔ اور اندھے پر سے امام ابوحنیفہ رح کے ہاں جماعت (کی پابندی) ساقط ہو جاتی ہے اور (یہ حکم) صحیح ہے کہ بارش۔ کیچڑ۔ سخت سردی اور سخت اندھیرے میں (بھی) جماعت ساقط ہو جاتی ہے	تبیین
۳	اور اندھیری رات میں (تیز) ہوا کی وجہ سے بھی جماعت ساقط ہو جاتی ہے مگر دن کے وقت ہوا کوئی عذر نہیں ہے۔ اسی طرح جب کسی کو پیشاب و پاخانہ کی یا ان میں سے کسی ایک کی حاجت ہو یا اسے یہ ڈر ہو کہ اگر (جماعت کیلئے) نکلے گا تو اسکا قرضخواہ اسے پکڑ کر روک لے گا یا وہ عازم سفر ہے اور جماعت کھڑی ہوگئی ہے اور اسے ڈر ہے کہ وہ اگر جماعت سے نماز پڑھے گا تو اس سے قافلہ چھوٹ جائیگا یا وہ کسی بیمار کی دیکھ بھال کرنے والا ہے یا اسے اپنے مال کے ضائع ہونیکا ڈر ہے۔ اسی طرح جب شام کا کھانا حاضر ہو اور (ادھر) جماعت کھڑی ہوگئی ہو اور اس کا جی کھانے کی خواہش کر رہا ہو۔ اور اسی طرح جب شام کے کھانے کے علاوہ کھانا حاضر ہو اور اس کا جی کھانے کی خواہش کر رہا ہو تو (ان سب صورتوں میں اس سے جماعت ساقط ہو جاتی ہے [۱]	سراج وہاج
۴	(ا) اگر کسی محلہ کی مسجد میں جہاں امام اور جماعت کے لوگ معلوم (مقرر) ہیں اور ان لوگوں نے اپنی مسجد میں جماعت سے نماز پڑھ لی تو اس مسجد میں دوسری اذان کے ساتھ دوبارہ جماعت مباح نہیں ہے [۲] (ب) لیکن اگر (مذکورہ صورت میں) اذان کے بغیر (دوسری جماعت سے) نماز پڑھیں تو بالاجماع مباح ہے اور اسی طرح راستہ کی مسجد میں (دوبارہ جماعت کے متعلق) یہی حکم ہے	شرح مجمع
۵	جمعہ کی نماز کے سوا اور نمازوں میں جب ایک آدمی سے زیادہ ہوں تو وہ جماعت (کے حکم میں) ہے خواہ اس کے ساتھ ایک سمجھدار لڑکا ہی ہو	سراجیہ
۶	(ا) جماعت کے ساتھ نفل نماز جبکہ اس جماعت کے لئے لوگوں کو بلا بلا کر لایا گیا ہو مکروہ ہے (ب) اور صدر شہید رح کی اصل میں ہے کہ اذان اور اقامت کے بغیر مسجد کے گوشے میں جماعت سے (نفل) نماز پڑھ لیں تو مکروہ نہیں ہے (ج) اور شمس الائمہ حلوانی رح نے کہا ہے کہ اگر (نفلوں کی جماعت کی مذکورہ صورت میں) امام کے سوا تین آدمی ہوں تو بالاتفاق مکروہ نہیں ہے اور (امام کے سوا) چار آدمی ہونے کی صورت میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ مکروہ ہے	خلاصہ

[۱] وھکذا فی البحر الرائق ج ۱ ص ۳۴۵ اور نور الایضاح ص ۲۸ میں ہے کہ جو شخص کسی جائز عذر کی بنا پر جماعت سے رہ جائے (اور اس کی نیت حضور جماعت کی ہو تو اسے جماعت کا ثواب حاصل ہوگا (مترجم) [۲] جیسا کہ رد المحتار ج ۱ ص ۵۱۶ میں ہے اور رد المحتار میں بحوالہ شرح منیہ امام ابو یوسف رح سے منقول ہے کہ جب دوسری جماعت پہلی جماعت کی ہیئت پر نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے ورنہ مکروہ ہے اور یہی حکم صحیح ہے اور محراب سے ہٹ جانے سے ہیئت بدل جاتی ہے یہ بزازیہ میں ہے۔ نیز تتارخانیہ میں الولوالجیہ سے ہے کہ ہم اسی حکم کو اختیار کرتے ہیں۔ رد المحتار ج ۱ ص ۵۱۵ تاہم بنا بر و لا یصلی بعد صلوۃ مثلہا اور جماعت اولی کی تقلیل سے بچنے کے لئے جماعت ثانیہ کی عادت نہیں بنا لینی چاہیئے (مترجم) [۳] قولہ والاصح انہ یکرہ الخ خلاصۃ الفتاوی سے منقول یہ عبارت فتاوی عالمگیریہ نسخہ امیریہ مصری میں یوں ہی درج ہے۔ اور نسخہ میمنیہ مصری میں بھی یوں ہی ہے۔ مگر خلاصۃ الفتاوی ج ۱ ص ۱۵۴ اور بحوالہ خلاصہ حاشیہ مختصر الوقایہ ج ۱ ص ۲۳ میں مذکورہ عبارت یوں درج ہے۔ والاصح انہ لا یکرہ الخ واللہ اعلم بالصواب (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامۃ — الفصل الاول فی الجماعۃ	حوالہ

الفصل الثانی فی بیان من ھو احق بالامامۃ

دفعات ۱۵۸ تا ۱۵۸ عنوان ۱ تعداد شق ۲۱

۱۵۸۔ احق بالامامۃ

تعداد شق ۲۱

شق	متن	حوالہ
۱	الاولی بالامامۃ اعلمہم باحکام الصلوٰۃ	هکذا فی المضمرات
	وھو الظاھر	هکذا فی البحر الرائق
	ھذا اذا علم من القرأۃ قدر ما تقوم به سنۃ القرأۃ	هکذا فی التبیین
	ولم یطعن فی دینه	کذا فی الکفایۃ وهکذا فی النهایۃ
	ویجتنب الفواحش الظاهرۃ وان کان غیرہ اورع منه	کذا فی المحیط وهکذا فی الزاهدی
۲	وان کان متبحرا فی علم الصلوٰۃ لکن لم یکن له حظ فی غیرہ من العلوم فهو اولی	کذا فی الخلاصۃ
۳	فان تساووا فاقرؤهم ای اعلمهم بعلم القرأۃ یقف فی موضع الوقف ویصل فی موضع الوصل ونحو ذلک من التشدید والتخفیف وغیرهما	کذا فی الکفایۃ
۴	فان تساووا فاورعهم	کذا فی الهدایۃ
۵	فان تساووا فاسنهم	کذا فی الهدایۃ
۶	فان کانوا سواء فی السن فاحسنهم خلقا	کذا فی فتح القدیر
۷	فان کانوا سواء فاحسبهم	کذا فی فتح القدیر

ف ورع اور تقوی میں یہ فرق ہے کہ حرام امور سے بچنا تقوی ہے اور والے امور سے بھی بچنا ورع ہے ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۵۲۱ و البحر الرائق ج ۱ ص ۳۴۸ مترجم

ف اخلاق میں اچھا ہو یعنی لوگوں کے ساتھ محبت سے پیش آنے میں دوسروں سے اچھا ہو ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۵۲۱ (مترجم)

حوالہ	دوسری فصل امامت کیلئے زیادہ حقدار کون ہے کا بیان	پانچواں باب امامت کے احکام	دفعات وشق نمبر

دوسری فصل امامت کیلئے زیادہ حقدار کون ہے اسکا بیان

دفعات ۱۵۸ تا ۱۵۸ عنوان ۱ تعداد شق ۲۱

۱۵۸۔ **امام ہونے کا زیادہ حقدار** اکیس ۲۱ شقیں ہیں

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	(و) (نماز کی) امامت کیلئے اولیٰ (سب سے مقدم) وہ شخص ہے جو دوسروں کی نسبت نماز کے احکام زیادہ جانتا ہو	مضمرات
	(ب) اور یہی (مذکورہ حکم ظاہر ہے	بحرالرائق
	(ج) یہ مذکورہ حکم اس صورت میں ہے[1] جبکہ وہ قرأت (نماز میں قرآن مجید کی خواندگی) میں سے اسقدر جانتا ہو جس سے قرأت کی سنّت ادا ہو جائے	تبیین
	[2] اور اس کے دین میں طعن نہ ہو	کفایہ۔ نہایہ
	[3] اور وہ (کم از کم) ظاہر گناہوں سے بچتا ہو (تو امامت کیلئے یہی اولیٰ ہے) خواہ اس کے علاوہ کوئی اور شخص اس سے زیادہ پرہیزگار ہو	محیط۔ زاہدی
۲	اگر کوئی شخص نماز کے علم میں کامل ہے لیکن وہ اسکے سوا اور علوم نہیں جانتا تو (پھر بھی امامت کے لئے) وہی اولیٰ ہے	خلاصہ
۳	اگر وہ (مذکورہ امور میں) سب برابر ہوں تو پھر (و) ان میں سے جو شخص زیادہ اچھا قاری ہو وہ امامت کیلئے اولیٰ ہے۔ (ب) اور قاری سے مراد وہ شخص ہے جو علم قرأت زیادہ جانتا ہو۔ وہ وقت (وقفہ) کی جگہ وقف اور وصل (ملا کر پڑھنا) کی جگہ وصل کرتا ہو اور اسی طرح وہ تشدید (شدّ پڑھنا) اور تخفیف (جزم پڑھنا) اور تشدید و تخفیف کے علاوہ میں (بھی) قواعد قرأت کی رعایت رکھتا ہو	کفایہ
۴	اگر وہ (مذکورہ امر یعنی علم قرأت جاننے میں بھی) سب برابر ہوں تو پھر ان میں سے جو شخص زیادہ ورع والا (بہت پرہیزگار) ہو وہ امامت کیلئے اولیٰ ہے [5]	ہدایہ
۵	اگر وہ (مذکورہ امر یعنی ورع اور پرہیزگاری میں بھی) سب برابر ہوں تو پھر ان میں سے جو شخص عمر میں بڑا ہے وہ امامت کیلئے اولیٰ ہے	ہدایہ
۶	اگر وہ (مذکورہ امر یعنی عمر کے لحاظ سے بھی) سب برابر ہوں تو پھر جو شخص اخلاق[6] میں سب سے اچھا ہو وہ امامت کے لئے اولیٰ ہے	فتح قدیر
۷	اگر وہ (مذکورہ امر یعنی اخلاق میں بھی) سب برابر ہوں تو پھر ان میں سے جو شخص خاندانی شرافت[93] میں سب سے اچھا ہو وہ امامت کیلئے اولیٰ ہے۔	فتح قدیر

سے قاموس میں ہے کہ حسب (خاندانی شرافت) میں باپ دادوں کے قابل فخر کارنامے۔ مال۔ دین۔ سخاوت اور بلند کرداری شامل ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۵۲۱ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامۃ — الفصل الثانی فی بیان من ھو احق بالامامۃ	حوالہ
۱۵۸۔ ۸	فان کانوا سواء فاصبحھم وجھا	کذا فی فتح القدیر
	ای اکثرھم صلوٰۃ باللیل	کذا فی الکافی
۹	فان استووا فی الحسن فاشرفھم نسبا	کذا فی فتح القدیر
۱۰	فکل من کان اکمل فھو افضل لان المقصود کثرۃ الجماعۃ ورغبۃ الناس فیہ اکثر	کذا فی التبیین
۱۱	فان اجتمعت ھذہ الخصال فی رجلین یقرع بینھما او الخیار الی القوم	کذا فی الخلاصۃ
۱۲	جماعۃ فی دار اضیاف فصاحب الدار اولی بان یتقدم الا ان یکون معہ ذو سلطان او قاض	
	فان قدم المالک واحدا منھم وکبرہ فھو افضل وان تقدم احدھم جاز	ھکذا فی التتارخانیۃ
۱۳	دار فیھا مستاجرھا ومالکھا وضیف فالمستاجر احق بالاذن والاستئذان منہ	ھکذا فی التتارخانیۃ
۱۴	وکذا المستعیر اولی من المعیر	کذا فی السراج الوھاج
۱۵	دخل المسجد من ھو اولی بالامامۃ من امام المحلۃ فامام المحلۃ اولی	کذا فی القنیۃ
۱۶	والاخرس اذا أم قوما خرسا فصلوٰۃ الکل جائزۃ	کذا فی التتارخانیۃ
۱۷	واذا أم امیا ذکر فی بعض المواضع لایجوز عند علمائنا رح وذکر شیخ الاسلام رح فی شرح کتاب الصلوٰۃ ان الاخرس مع الامی اذا ارادا الصلوٰۃ کان الامی اولی بالامامۃ والامی اذا أم الاخرس فصلوتھما جائزۃ بلاخلاف	کذا فی التتارخانیۃ

[1] نسبی شرف۔ یعنی سلسلہ نسب کے لحاظ سے شرف رکھتا ہو مثلاً کئی عام نسب والے اشخاص سابقہ مذکورہ اوصاف میں برابر ہوں اور ان میں ایک شخص نسب کے لحاظ سے علوی ہو تو اسے ترجیح دی جاسکتی ہے یاد رہے کہ نسبی حیثیت سے ایکدوسرے پر فخر کرنا جائز نہیں مگر جیسا کہ نکاح میں کفو اور غیر کفو میں نسب کے لحاظ سے فرق پڑتا ہے اسی طرح یہاں بھی نسبی شرف سے ترجیح ہوسکتی ہے (مترجم) [2] اخرس۔ گونگا ہونا۔ بے آواز ہونا۔ منجد ص ۳۱۴ (مترجم) [3] اور امی وہ شخص ہے جو

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — دوسری فصل امامت کیلئے زیادہ حقدار کون ہے اسکا بیان	حوالہ
۱۵۸ ۸	اگر وہ (مذکورہ امر یعنی خاندانی شرافت میں بھی) برابر ہوں تو پھر ان میں سے جو شخص (ا) زیادہ روشن چہرے والا ہو وہ امامت کے لیئے اولی ہے	فتح قدیر
	(ب) اور روشن چہرہ سے مراد وہ شخص ہے جو رات کی نماز (تہجد) زیادہ پڑھنے والا ہو	کافی
۹	اگر وہ (مذکورہ امر یعنی روشن چہرہ ہونے میں بھی) سب برابر ہیں تو پھر ان میں سے جو شخص نسبی شرف[۱] زیادہ رکھتا ہو وہ امامت کے لئے اولیٰ ہے	فتح قدیر
۱۰	پس جو شخص زیادہ کامل ہوگا (امامت کیلئے) وہی افضل ہے کیونکہ مقصد یہ ہے کہ جماعت میں کثرت ہو اور زیادہ باکمال شخص میں لوگوں کی رغبت زیادہ ہوتی ہے	تبیین
۱۱	اگر یہ (مذکورہ) اوصاف دو آدمیوں میں پائے جائیں تو ان دونوں میں قرعہ ڈالا جائے یا قوم کی پسند پر چھوڑ دیا جائے	خلاصہ
۱۲	(ا) مہمان خانہ میں جماعت ہو تو اولیٰ یہ ہے کہ صاحب خانہ (امامت کیلئے) آگے بڑھے۔ لیکن اگر اس کے ساتھ (وہاں) حاکم یا قاضی ہو تو پھر صاحب خانہ کے لئے یہ اولیٰ نہیں ہے کہ وہ امامت کیلئے آگے بڑھے (ب) اور اگر صاحب خانہ ان (حاکم یا قاضی) میں سے کسی کو تعظیماً (امامت کے لئے) آگے بڑھا دے تو یہ افضل ہے۔	
	(ج) اگر ان (حاکم یا قاضی) میں سے خود ہی کوئی شخص (امامت کیلئے) آگے بڑھے تو جائز ہے	تتارخانیہ
۱۳	کسی گھر میں کرایہ دار بھی ہے۔ گھر کا مالک بھی اور مہمان بھی ہے تو (جماعت کیلئے) اجازت دینے کا حق کرایہ دار کو ہے اور گھر میں داخل ہونے کے لئے اجازت چاہنا بھی اس (کرایہ دار) سے ہے	تتارخانیہ
۱۴	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی نے مکان مانگ کر لیا تو مانگ کر لینے والا شخص دینے والے کی نسبت (جماعت کیلئے اِذن اندر آنے کے لئے اجازت دینے میں) اولیٰ ہے	سراج وہاج
۱۵	مسجد میں ایسا شخص داخل ہوا جو امامت کی صفات میں محلہ کے امام کی نسبت اولیٰ ہے تو (اس صورت میں) محلہ کا امام ہی (امامت کیلئے) اولی ہے	قنیہ
۱۶	گونگا آدمی جب گونگوں کا امام ہو تو سب کی نماز جائز ہوگی	تتارخانیہ
۱۷	(ا) اور اگر اس گونگے[۲] نے امّی[۳] کی امامت کی تو بعض جگہوں میں لکھا ہے کہ (اس صورت میں) ہمارے علماء کے ہاں یہ جائز نہ ہوگا۔ (ب) اور شیخ الاسلامؒ نے کتاب الصلوۃ کی شرح میں لکھا ہے کہ گونگا اور امی جب نماز پڑھنا چاہیں تو امّی[۴] آدمی امامت کیلئے اولی ہے (ج) اور اگر امی آدمی نے گونگے کی امامت کی تو دونوں کی نماز جائز ہوگی۔ اسمیں اختلاف نہیں ہے	تتارخانیہ

[۱] نماز کے لیئے قرأت بقدر فرض بھی درست نہیں پڑھ سکتا۔ بحر رائق ج ۱ صفحہ ۳۶۵ رد المحتار ج ۱ صفحہ ۵۴۲ و فوائد شرح وقایہ ج ۱ صفحہ ۱۴۷ [۲] اور گونگے کے پیچھے امی کی اقتدا جائز نہ ہونے کے متعلق حکم نمبر ۳۴/۱۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] اس لئے کہ امی تکبیر تو کہہ سکے گا اور اخرس یہ بھی نہیں کر سکتا ماخوذ از درمختار ج ۱ صفحہ ۵۴۲ (مترجم)

حوالة	الباب الخامس فی الامامة — الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماما لغیرہ	دفعات وشق نمبر
کذا فی النھر الفائق	وفی منیة المصلی المتیمم من الجنابة اولی من المتیمم من الحدث	۱۵۸ - ۱۸
کذا فی الخلاصة	قوم جلسوا فی المسجد الداخل وقوم فی المسجد الخارج اقام المؤذن فقام امام من اهل الخارج فأمهم وقام امام من اهل الداخل فأمهم من یسبق بالشروع فهو والمقتدون به لاکراهة فی حقهم	۱۹
کذا فی السراج الوهاج	رجلان فی الفقه والصلاح سواء الا ان احدهما اقرأ فقدم اهل المسجد غیر الاقرأ فقد أساؤا وان اختار بعضهم الاقرأ واختار بعضهم غیرہ فالعبرة للاکثر	۲۰
کذا فی القنیة	لیس فی المحلة الا واحد یصلح للامامة لاتلزمه ولا یأثم بترکها	۲۱

الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماما لغیرہ

دفعات ۱۵۹ تا ۱۵۹ عنوان ۱ تعداد شق ۶۳

۱۵۹- من یصلح اماما   تعداد شق ۶۳

هکذا فی التبیین والخلاصة	قال المرغینانی[۳] تجوز الصلوة خلف صاحب هوی وبدعة ولا تجوز خلف الرافضی والجهمی والقدری والمشبهة ومن یقول بخلق القرآن وحاصله ان کان هوی لایکفر به صاحبه تجوز الصلوة خلفه مع الکراهة والا فلا	۱

[۱] فتاوی ہذا میں یہ حکم بحوالہ النھر الفائق منیة المصلی سے منقول ہے اور رد المحتار میں یہی حکم بحوالہ نہر منیة المفتی سے منقول ہے اور لکھا ہے کہ اسکی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ جنابت سے تیمم والے شخص کی طہارت زیادہ قوی ہے اس لئے کہ وہ بمنزلہ غسل کے ہے جو حدث سے نہیں ٹوٹتی۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۵۲۲ (مترجم) [۲] اس کے متعلق درمختار میں ہے کہ اساؤا بلا اثم اور رد المحتار میں بحوالہ تتارخانیہ ہے کہ فقد اساؤا وترکوا السنة ولکن لا یأثمون الخ درمختار ورد المحتار ج ۱ ص ۵۲۲۔ یعنی انہوں نے برائی کی مگر اس میں گناہ نہ ہوگا (مترجم) [۳] بشرطیکہ وہ خواہشات اور بدعت کفر نہ ہو جیسا کہ درمختار میں ہے (وان) انکر بعض ما علم من الدین ضرورة (کفر بها) الی قوله (فلا یصح الاقتداء به اصلا) درمختار ج ۱ ص ۵۲۵-۵۲۴ اور جیسا کہ حکم نمبر ۲۰۱/۱۵۹ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر		حوالہ
۱۵۸۔ ۱۸	منیۃ المصلی میں ہے کہ صرف جنابت سے تیمم کرنیوالا شخص حدث (بے وضو ہونے کی حالت) سے تیمم کرنیوالے کی نسبت اولیٰ ہے [۱]	
۱۹	کچھ لوگ مسجد کے اندر والے حصے میں بیٹھے تھے اور کچھ لوگ مسجد کے باہر والے حصے میں بیٹھے تھے۔ مؤذن نے اقامت کہی تو باہر کے لوگوں میں سے ایک شخص کھڑا ہو کر باہر والوں کا امام بن گیا اور اندر کے لوگوں میں سے ایک شخص کھڑا ہو کر اندر والوں کا امام بن گیا۔ تو (انکا حکم یہ ہے کہ) جس نے پہلے نماز شروع کردی اس کے اور اس کے مقتدیوں کے حق میں کراہت نہیں ہے	نہر فائق
۲۰	دو شخص فقہ (احکام دین جاننے) اور نیکی میں برابر ہیں۔ مگر ان میں سے ایک شخص قرأت میں مقدم ہے مسجد والوں نے اسے امام بنایا جو قرأت میں مقدم نہیں ہے تو انہوں نے برائی کی [۲] (ب) اور اگر مسجد والوں میں سے بعض لوگوں نے قرأت میں مقدم کو پسند کیا اور بعض نے اسے پسند کیا جو قرأت میں مقدم نہیں ہے تو اس مسجد کے (نمازیوں کے) اکثر لوگوں کا فیصلہ معتبر ہے	خلاصہ
۲۱	اگر محلہ میں امامت کے لائق ایک ہی شخص ہو تو اس پر امام بننا ضروری نہیں ہے اور وہ امامت نہ کرنے میں گنہگار نہ ہوگا	سراج وہاج قنیہ

تیسری فصل جوشخص دوسرے کی امامت کے لائق ہے۔ اسکا بیان

دفعات ۱۵۹ تا ۱۵۹ عنوان ۱ تعداد شق ۶۳

۱۵۹۔	## امام بننے کے لائق کون ہے اسمیں ۶۳ شقیں ہیں	
۱	(ا) مرغینانیؒ نے کہا ہے کہ صاحب ہوا (اپنی خواہش پر چلنے والے) اور بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے [۳] (ب) اور رافضی [۴]۔ جہمی [۵]۔ قدری [۶]۔ مشبہ [۷] اور اس شخص کے پیچھے جو قرآن مجید کو مخلوق قرار دینے کا قائل ہو ان سب کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اپنی خواہش پر چلنے والے کی (دینی خرابی) اگر ایسی خرابی ہو کہ اس سے وہ شخص کافر نہ قرار پاتا ہو تو اس شخص کے پیچھے نماز جائز ہے مگر مکروہ ہے اور اگر خرابی ایسی ہو کہ اس سے وہ شخص کافر قرار پاتا ہو	

[۴] رافضی یعنی غالی رافضی جو حضرت صدیق اکبر رضؓ کے صحابی ہونے یا انکی خلافت برحق ہونے کا قائل نہ ہو اور فتح القدیر میں ہے کہ جو حضرت عمر فاروق رضؓ کے متعلق مذکورہ عقیدہ رکھے وہ بھی اسی حکم میں ہے اور جو شخص حضرت علی رضؓ کو دوسرے صحابہ پر فضیلت دیتا ہے وہ بدعتی ہے ماخوذ از البحر الرائق ج ا ص ۳۴۹ (مترجم) [۵] جہمی جو جہم بن صفوان کے پیروکار ہیں اور انسان کو مجبور محض سمجھتے ہیں۔ ماخوذ از شرح مواقف ص ۶۱۷ (مترجم) [۶] قدری۔ جو تقدیر کا انکار کرتے ہیں اور انسان کو مختار سمجھتے ہیں (مترجم) [۷] مشبہ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے بندوں کی طرح ہاتھ پاؤں کے قائل ہوں اور اگر یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا جسم ہے مگر مخلوق کے جسم کی طرح نہیں ہے تو وہ بدعتی ہیں۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ا ص ۳۴۹ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامۃ — الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماما لغیرہ	حوالہ
۱۵۹		
۲	وھو الصحیح	ھکذا فی البدائع
۳	ومن انکر المعراج ینظر ان انکر الاسراء من مکۃ الی بیت المقدس فھو کافر	کذا فی الخلاصۃ
۴	وان انکر المعراج من بیت المقدس لا یکفر	کذا فی الخلاصۃ
۵	ولو صلی خلف مبتدع او فاسق فھو محرز ثواب الجماعۃ لکن لا ینال مثل ما ینال خلف تقی	کذا فی الخلاصۃ
۶	والاقتداء بشافعی المذھب انما یصح اذا کان الامام یتحامی مواضع الخلاف بان یتوضأ[1] من الخارج النجس من غیر السبیلین کالفصد وان لا ینحرف عن القبلۃ انحرافا فاحشا ھکذا فی النہایۃ والکفایۃ	فی باب الوتر
۷	ولا شک انہ اذا جاوز المغارب کان فاحشا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۸	ولا یکون متعصبا ولا شاکا فی ایمانہ وان لا یتوضأ[1] فی الماء الراکد القلیل وان یغسل ثوبہ من المنی ویفرک الیابس منہ وان لا یقطع الوتر وان یراعی الترتیب فی الفوائت وان یمسح ربع رأسہ	ھکذا فی النہایۃ والکفایۃ فی باب الوتر
	ولا یتوضأ بالماء القلیل الذی وقعت فیہ النجاسۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
	ولا بالماء المستعمل	ھکذا فی السراجیۃ
۹	وذکر الامام التمرتاشی رحمہ اللہ عن شیخ الاسلام المعروف بخواھر زادہ رحمہ اللہ انہ اذا لم نعلم منہ ھذہ الاشیاء بیقین یجوز الاقتداء بہ ویکرہ	کذا فی الکفایۃ والنہایۃ
۱۰	ولو علم المقتدی من الامام ما یفسد الصلوۃ علی زعم الامام کمس المرأۃ او الذکر او ما اشبہ ذلک والامام لا یدری بذلک تجوز صلوتہ علی قول الاکثر وقال بعضھم لا تجوز	
	وجہ الاول وھو الاصح ان المقتدی یری جواز صلوۃ امامہ والمعتبر فی حقہ رأی نفسہ فوجب القول بجوازھا	کذا فی التبیین
۱۱	قال الفضلی رحمہ اللہ یصح اقتداء الحنفی فی الوتر[2] بمن یری مذھب ابی یوسف رحمہ اللہ ومحمد رحمہ اللہ	ھکذا فی الخلاصۃ

۱؎ تھوڑے پانی اور زیادہ پانی کی مقدار کیلئے حکم ۶-۷/۳۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ نماز وتر کیلئے صاحبین رحمہما اللہ کا مسلک رد المحتار میں یوں ذکر ہے کہ صاحبین رحمہما اللہ کے ہاں نماز

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — تیسری فصل۔ جو شخص دوسرے کی امامت کے لائق ہے۔ اسکا بیان	حوالہ
۱۵۹	تو پھر اسکے پیچھے نماز جائز نہیں ہے	تبیین-خلاصہ
۲	اور یہی (مذکورہ حکم) صحیح ہے	بدائع
۳	جس شخص نے معراج کا انکار کیا تو دیکھا جائیگا (۱) اگر وہ مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک راتوں رات جانیکا منکر ہے تو وہ کافر ہے۔	خلاصہ
۴	اور اگر اس نے بیت المقدس سے آگے معراج کا انکار کیا ہے تو وہ کافر نہ قرار پائیگا۔	خلاصہ
۵	اگر کسی بدعتی یا فاسق شخص کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ جماعت کا ثواب پانیوالا ہے لیکن اتنا ثواب نہیں پائے گا جتنا کسی متقی کے پیچھے نماز پڑھنے کی صورت میں ملتا ہے	خلاصہ
۶	شافعی مسلک والے کے پیچھے اقتدا کرنا تب صحیح ہے جبکہ امام خلاف (احکام والے) موقعوں سے بچتا ہو۔ مثلاً یہ کہ جسم[1] کے دونوں راستوں کے علاوہ جسم کے کسی مقام سے نجاست نکلے تو وضو کرے جیسا کہ فصد کھلائے (تو وضو کرے) اور[2] مثلاً یہ کہ وہ (قبلہ رو ہونے میں) قبلہ کے رخ سے زیادہ نہ پھر جائے	نہایہ وکفایہ
۷	اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر وہ (شافعی مسلک والا امام قبلہ رو ہونے میں) سورج کے غروب ہونے کے مقامات سے نکل گیا تو یہ قبلہ سے زیادہ پھر جانا ہے (اور پھر اہل مشرق کیلئے اپنے ایسے امام کے پیچھے اقتداء جائز نہ ہوگی)	قاضیخان
۸	اور (شافعی امام کے پیچھے نماز تب صحیح ہے جبکہ) وہ[3] امام متعصب نہ ہو۔ [4] اپنے ایمان میں شک نہ رکھتا ہو۔ [5] ایسے کھڑے پانی میں جو تھوڑا ہو اس میں وضو نہ کرتا ہو۔ اور[6] منی اسکے کپڑے کو لگ جائے تو وہ اسے دھوتا ہو اور خشک منی کو کھرچ دیتا ہو اور[7] نماز وتر کو قطع نہ کرتا ہو اور[8] قضا نمازوں میں ترتیب کی رعایت رکھتا ہو اور[9] (کم از کم) چوتھائی سر کا مسح کرتا ہو	نہایہ-کفایہ
	اور[10] اگر تھوڑے پانی میں نجاست گر جائے تو وہ اس پانی سے وضو نہ کرتا ہو	قاضیخان
	اور[11] وہ مستعمل پانی سے وضو نہ کرتا ہو	سراجیہ
۹	امام تمرتاشی رح نے شیخ الاسلام المعروف بخواہرزادہ رح سے نقل کیا ہے کہ اگر شافعی مسلک والے امام سے یہ مذکورہ امور (یعنی مذکورہ اختلافی احکام والے موقعوں سے بچنا) یقین سے معلوم نہ ہوں تو اسکے پیچھے اقتدا کرنا جائز ہے مگر مکروہ ہے	کفایہ-نہایہ
۱۰	اگر مقتدی کو اپنے (شافعی) امام میں ایسی باتیں معلوم ہوں جن سے امام کے ہاں نماز ٹوٹ جاتی ہے جیسے عورت یا ذکر کو چھونا وغیرہ اور امام کو ایسی باتیں واقع ہونے کی خبر نہ ہو تو (ا) اکثر فقہاء رح کے ہاں اس (مقتدی) کی نماز جائز ہوگی (ب) اور بعض کے ہاں اسکی نماز جائز نہ ہوگی پہلا قول جو زیادہ صحیح ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ مقتدی کی رائے کے بموجب امام کی نماز جائز ہے۔ اور (چونکہ) اس (مقتدی) کے لئے اپنے بارے میں اپنی ہی رائے معتبر ہے پس اسکی نماز جائز ہونے کا قول معتبر ہے۔	تبیین
۱۱	فضلی نے کہا ہے کہ نماز وتر میں حنفی مسلک والے کی اقتدا اس شخص کے پیچھے جائز ہے جسکی رائے امام ابو یوسف اور امام محمد کے مذہب پر ہو[12]	خلاصہ

وتر سنت ہیں۔ البتہ بنا بر حدیث انکی قضا کی جاتی ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۶۲۲ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة — الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماما لغیرہ	حواله
۱۵۹ - ۱۲	ویجوز ان یؤم المتیمم المتوضئین عند ابی حنیفة رح وابی یوسف رح وذکر شیخ الاسلام رح هذا الخلاف فیما اذا لم یکن مع المتوضئین ماء فان کان معهم ماء فانه لا یؤم المتوضئین	هکذا فی الهدایة هکذا فی النهایة
۱۳	واما اقتداء المتوضی بالمتیمم فی صلاة الجنازة فجائز بلا خلاف ویجوز اقتداء المعذور بالمعذور ان اتحد عذرهما وان اختلف فلا یجوز	هکذا فی الخلاصة کذا فی التبیین
۱۴	فلا یجوز ان یصلی من به انفلات ریح خلف من به سلس البول	کذا فی البحر الرائق
۱۵	وکذا لا یصلی من به سلس البول خلف من به انفلات ریح وجرح لا یرقاء لان الامام صاحب عذرین والمأموم صاحب عذر	کذا فی الجوهرة النیرة
۱۶	ولا یصلی الطاهر خلف من به سلس البول ولا الطاهرات خلف المستحاضة وهذا اذا قارن الوضوء الحدث اوطرأ علیه	
۱۷	ویجوز اقتداء الغاسل بماسح الخف وبالماسح علی الجبیرة وکذا امامة المفتصد لغیره من الاصحاء اذا کان یأمن خروج الدم والراکب علی الدابة لمن کان معه علی دابة والمؤمی لمثله والعاری للعراة	هکذا فی الزاهدی هکذا فی الخلاصة
۱۸	والافضل ان یصلی العراة وحدانا قعودا بالایماء ویتباعد بعضهم عن بعض فان صلوا جماعة وقف الامام وسطهم کالنساء وان تقدمهم جاز وصلوتهم بجماعة مکروهة	هکذا فی الجوهرة النیرة کذا فی النهایة کذا فی الجوهرة النیرة والسراج الوهاج

۱ اس کے متعلق حکم نمبر ۲۹ تا ۳۳ / ۵۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ معذور کے مفہوم کے متعلق حکم ۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ استحاضہ کے مفہوم کے متعلق حکم ۷۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ یعنی جس نے پچھنے لگوائے ہوں (مترجم) ۵ اس کے متعلق حکم ۴۴/۱۰۶ وحکم نمبر ۴۶/۱۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

حوالہ	پانچواں باب امامت کے احکام — تیسری فصل امامت کے لائق شخص کا بیان	دفعات وشق نمبر
ہدایہ	(ا) تیمم والا وضو والوں کی امامت کرے تو امام ابوحنیفہ رح و امام ابویوسف رح کے ہاں جائز ہے	۱۵۹ - ۱۲
نہایہ	(ب) شیخ الاسلام رح نے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ اختلاف (یعنی شیخین رح سے امام محمد رح کا اختلاف) اس صورت میں ہے جب وضو والے (مقتدیوں) کے پاس پانی نہ ہو اور اگر ان کے پاس پانی ہے تو پھر تیمم والا وضو والوں کی امامت نہ کرے۔	
خلاصہ	(ج) مگر جنازہ کی نماز میں وضو والا تیمم والے کی اقتداء کرے تو جائز ہے[1] اسمیں کوئی اختلاف نہیں ہے	
تبیین	معذور[2] شخص کسی معذور شخص کی اقتدا کرے تو (اسکا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر ان دونوں کا عذر ایک جیسا ہے تو اقتدا جائز ہے (ب) اور اگر ان کے عذر مختلف ہیں تو اقتدا جائز نہیں ہے	۱۳
بحرالرائق	پس (مذکورہ حکم کی بنا پر) جس شخص کو ہوا نہ رکنے کا عذر ہو اس کے لئے اس شخص کی اقتدا کرنا جائز نہیں ہے جسکا پیشاب نہ رکتا ہو۔	۱۴
جوہرہ نیرہ	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح جس شخص کو پیشاب نہ رکنے کا عذر ہو وہ اس شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھے جسے یہ عذر ہو کہ اسکی ہوا نہ رکتی ہو اور اسے ایسا زخم ہو جو بہتا رہتا ہو۔ اسلئے کہ امام میں دو عذر ہیں اور مقتدی میں ایک عذر ہے	۱۵
زاہدی	(مذکورہ عذر سے) پاک شخص اس شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھے جسے پیشاب نہ رکنے کا عذر ہو اور (مذکورہ عذر سے) پاک عورتیں اس عورت کے پیچھے نماز نہ پڑھیں جسے استحاضہ کا عذر ہو اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب عذر والے کو وضو کرنے میں یا وضو کے بعد حدث (وضو توڑنے والا امر) پایا جائے	۱۶
خلاصہ	(ا) پاؤں دھو کر نماز پڑھنے والا موزوں پر مسح کرنے والے یا پھٹی پر مسح کرنے والے کی اقتدا کرے تو جائز ہے۔ (ب) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح فصد کھلوانے والا[3] صحیح لوگوں کی امامت کرے تو جائز ہے بشرطیکہ اسے (فصد کے زخم سے) خون نکلنے کا خوف نہ ہو (ج) اسی طرح جو شخص جانور پر سوار ہو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ ایسے شخص کی امامت کرے جو اس کے ساتھ جانور پر سوار ہے (د) اسی طرح اشارہ سے نماز پڑھنے والے کے لئے جائز ہے کہ وہ اشارہ سے نماز پڑھنے والے کی امامت کرے (ہ) اور اسی طرح ننگے نماز پڑھنے والے کے لئے جائز ہے کہ وہ ننگے کی امامت کرے	۱۷
جوہرہ نیرہ، نہایہ	(ا)[1] ننگے لوگوں کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ اکیلے اکیلے (الگ الگ) بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھیں[5] اور وہ ایکدوسرے سے ہٹ کر پڑھیں[2] اور اگر وہ جماعت سے نماز پڑھیں تو امام ان کے درمیان کھڑا ہو جیسا کہ عورتوں کے لئے (انکی جماعت کی صورت میں) حکم ہے[6]	۱۸
جوہرہ نیرہ۔ سراج وہاج	(ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں ننگوں کا امام) مقتدیوں سے آگے کھڑا ہو تو جائز ہے	
	(ج) اور ان (ننگوں) کی باجماعت نماز مکروہ ہے۔	

[6] اور عورتوں کی جماعت کے متعلق حکم ۳۳-۳۴/۱۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة — الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماما لغیرہ	حوالہ
۱۵۹ - ۱۹	و یصح اقتداء القائم بالقاعد الذی یرکع و یسجد لا اقتداء الراکع و الساجد بالمؤمی	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۲۰	و یؤم الاحداب القائم کما یؤم القاعد	کذا فی الذخیرۃ و هکذا فی الخانیة
	و فی النظم ان ظهر قیامه من رکوعه جاز بالاتفاق و الا فکذلک عندهما رح و به أخذ عامة العلماء خلافا لمحمد رح	کذا فی الکفایة
۲۱	و لو کان لقدم الامام عوج و قام علی بعضها یجوز و غیرہ اولی	کذا فی التبیین
۲۲	و یصلی المتنفل خلف المفترض	کذا فی الهدایة
۲۳	و ان لم یقرأ فی الاخریین	کذا فی التتارخانیة ناقلا عن جامع الجوامع
۲۴	و ان اقتدی متنفل بمفترض فافسدہ ثم اقتدی به فی ذلک الفرض و نوی قضاء ما لزمه بالافساد جاز عندنا قضاء	هکذا فی الکافی
۲۵	و لا یصح الاقتداء بالمجنون المطبق و لا بالسکران فان کان یجن و یفیق یصح الاقتداء به فی زمان الافاقة	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۲۶	قال الفقیه رح و فی الروایات الظاهرۃ لا فرق بین ان یکون لافاقته وقت معلوم او لم یکن فهو بمنزلة الصحیح فی زمان الافاقة و به نأخذ	هکذا فی التتارخانیة
۲۷	و یصح اقتداء المقیم بالمسافر فی الوقت و خارج الوقت و کذا اقتداء المسافر بالمقیم فی الوقت لا خارج الوقت	هکذا فی الخلاصة

[1] چونکہ بموجب حکم نمبر ۱/۱۵۹ فرض اور واجب نماز میں قیام فرض ہے۔ لہذا فرض اور واجب نماز بغیر عذر بیٹھکر پڑھنا جائز نہیں ہے جیسا کہ حاشیہ ہدایہ میں ہے لاجماعهم علی ان صلوۃ الفرض قاعدا مع القدرۃ علی القیام لایجوز۔ حاشیہ ہدایہ ج ا ص ۱۴۳ اور درمختار میں ہے کہ فرض سے ملحق نمازوں میں بھی زیادہ صحیح حکم کی رُو سے قیام ضروری ہے درمختار ج ا ص ۴۱۴ (مترجم) [2] جیسا کہ ۱۹/۱۵۹ میں ہے اور یہ اسلئے کہ کبڑے کی حالت بیٹھ کر نماز پڑھنے والے سے کم درجہ نہیں۔

دفعات دشتی نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — تیسری فصل امامت کے لائق شخص کا بیان	حوالہ
۱۵۹- ۱۹	(ا) کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کیلئے ایسے شخص کی اقتداء کرنا صحیح ہے جو بیٹھکر رکوع اور سجود کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو (ب) مگر رکوع اور سجود کے ساتھ نماز پڑھنے والے کے لئے ایسے شخص کی اقتدا کرنا صحیح نہیں ہے جو اشارہ سے نماز پڑھ رہا ہو	قاضیخان
۲۰	(ا) کبڑا آدمی (سیدھا) کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی امامت کرسکتا ہے۔ جیسا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی امامت کرسکتا ہے ۲ھ	ذخیرہ۔ خانیہ
	(ب) نظم میں ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں) کبڑے کے کھڑا ہونے اور اس کے رکوع کرنے کی حالت میں فرق ظاہر ہوتا ہے تو کبڑے کا امام بننا بالاتفاق جائز ہے اور اگر کبڑے کے قیام و رکوع میں فرق ظاہر نہیں ہوتا ہے تب بھی اسکا حکم امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسف رحکے ہاں یہی ہے کہ اسکا امام بننا جائز ہے۔ عام علماء نے اسی حکم کو اختیار کیا ہے اور امام محمد رح کا اس میں اختلاف ہے۔	کفایہ
۲۱	(ا) اگر امام کا پاؤں ٹیڑھا ہے وہ پاؤں کے بعض حصے پر کھڑا ہوتا ہے تو (اسکا امام بننا) جائز ہے (ب) اور اگر ایسے شخص کے علاوہ امام بنے تو اولی ہے	تبیین
۲۲	نفل پڑھنے والا فرض پڑھنے والے کی اقتداء میں نماز پڑھ سکتا ہے	ہدایہ
۲۳	اگرچہ وہ (امام مذکورہ صورت میں) آخر کی دو رکعتوں میں قرأت نہ پڑھتا ہو	تتارخانیہ
۲۴	کسی نفل پڑھنے والے نے فرض پڑھنے والے کی اقتداء کی پھر (نفل پڑھنے والے مقتدی نے) نماز توڑ دی پھر اس نے (امام کے) اسی فرض میں اقتدا کی اور نیت یہ کی کہ نفل نماز کے توڑ دینے کی وجہ سے جو قضا لازم ہوتی ہے (اسے پڑھتا ہوں) تو ہمارے ہاں اسکی وہ نماز بطور قضا جائز ہوگی	کافی
۲۵	ایسے شخص کے پیچھے اقتداء صحیح نہیں ہے جو پاگل ہو اور اسکا پاگل پن ہر وقت ہو اور نہ ایسے شخص کے پیچھے اقتداء جائز ہے جو نشہ میں ہو (ب) اور اگر اس مجنون کی حالت ایسی ہے کہ کبھی پاگل ہو جاتا ہے اور کبھی صحیح ہو جاتا ہے تو صحت کے زمانہ میں اس کے پیچھے اقتدا کرنا صحیح ہے	قاضیخان
۲۶	فقیہ رح نے کہا ہے کہ ظاہر روایت کے بموجب اس میں کوئی فرق نہیں کہ (مذکورہ صورت میں) اس کے صحتمند ہونے کا معلوم وقت ہو یا ایسا نہ ہو۔ پس وہ صحت کے زمانہ میں صحت مند آدمی کی طرح ہے۔ اور ہم اسی حکم کو اختیار کرتے ہیں	تتارخانیہ
۲۷	(ا) مقیم (جو مسافر نہ ہو) کا مسافر کے پیچھے اقتداء کرنا صحیح ہے۔ خواہ نماز کے وقت میں ہو یا وقت خارج ہو چکا ہو۔ ۳ھ (ب) اسی طرح مسافر کا مقیم کے پیچھے اقتدا کرنا وقت میں صحیح ہے مگر وقت خارج ہو جانے کے بعد صحیح نہیں ہے	خلاصہ

۱ھ ماخوذ از بحرالرائق ج ۱ ص ۳۶۵ ۔ ۳ھ اسلئے کہ وقت کے اندر مسافر کی نماز قابل اتمام ہو سکتی ہے مثلاً یہ کہ وہ مقیم ہونیکی نیت کرلے یا مقیم امام کی اقتدا کرنے مگر وقت خارج ہو جانیکے بعد جبکہ مسافر کی سفری نماز متعین ہو چکی ہے اب اگر وہ چار رکعت والی نماز میں مقیم کی اقتداء کریگا تو اگر پہلی دو رکعتوں میں کرے تو قعدہ کے لحاظ سے اور اگر آخری دو رکعتوں میں کرے تو قرأت کے لحاظ سے لازم آئیگا کہ غیر فرض کے پیچھے فرض کی اقتداء ہو رہی ہے پس وقت کے بعد مقیم کے پیچھے مسافر کی اقتداء مذکورہ صورت میں صحیح نہ ہوگی (ماخوذ از در مختار و رد المختار ج ۱ ص ۵۴۳) مترجم

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة — الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماما لغیرہ	حوالہ
۱۵۹- ۲۸	المقیم اذا صلی رکعتین من العصر فغربت الشمس فجاء مسافر واقتدی به فی هذا العصر لا یصح اقتداءه	هکذا فی الخلاصة
۲۹	ومصلی رکعتی الظهر اذا اقتدی بمن یصلی الاربع قبل الظهر یجوز	هکذا فی الخلاصة
۳۰	وتجوز امامة الاعرابی والاعمی والعبد وولد الزنا والفاسق الا انها تکره	کذا فی الخلاصة هکذا فی المتون
۳۱	امامة الرجل للمرأة جائزة اذا نوی الامام امامتها ولم یکن فی الخلوة اما اذا کان الامام فی الخلوة فان کان الامام لهن او لبعضهن محرما فانه یجوز ویکره	کذا فی النهایة ناقلا عن شرح الطحاوی
	ویصح اقتداء المرأة بالرجل فی صلوة الجمعة وان لم ینو امامتها وکذا فی العیدین وهو الاصح	کذا فی الخلاصة
۳۲	ولا یجوز اقتداء رجل بامرأة	هکذا فی الهدایة
۳۳	ویکره امامة المرأة للنساء فی الصلوات کلها من الفرائض والنوافل الا فی صلوة الجنازة	هکذا فی النهایة
۳۴	فان فعلن وقفت الامام وسطهن وبقیامها وسطهن لا تزول الکراهة وان تقدمت علیهن امامهن لم تفسد صلوتهن وصلوتهن فرادی افضل	هکذا فی الجوهرة النیرة هکذا فی الخلاصة
۳۵	وامامة الخنثی المشکل للنساء جائزة ان تقدمهن وان قام وسطهن فسدت صلوته لوجود المحاذاة ان کان الامام رجلا	کذا فی محیط السرخسی
۳۶	وللرجال وللخنثی مثله لا یجوز	کذا فی الخلاصة
۳۷	وامامة الصبی المراهق لصبیان مثله یجوز	کذا فی الخلاصة

۱ گنوار سے مراد جاہل دیہاتی ہے۔ اور اگر حاضرین میں وہی افضل ہو تو پھر امامت کیلئے وہی اولیٰ ہے۔ ماخوذ از بحر رائق ج ۱ ص ۳۴۹ (مترجم)

۲ فاسق یعنی وہ شخص جو کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۵۲۳ (مترجم)

۳ خلاصہ یہ ہے کہ ان مذکورہ کیلئے امام بننا مکروہ ہے۔ اور ان کی اقتداء کرنا مکروہ تنزیہی ہے اور ان کے غیر کی اقتداء ممکن ہو تو وہ افضل ہے۔ ورنہ (یعنی اگر اسکے غیر کی اقتداء ممکن نہ ہو۔ یا حاضرین میں وہی افضل ہو) تو اسکی اقتدا کرنا اکیلے نماز پڑھنے سے اولیٰ ہے (ماخوذ از بحر رائق ج ۱ ص ۳۴۹) (مترجم)

۴ نماز جنازہ میں عورتوں کے لئے عورت کی امامت کا یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب عورتوں کے سوا اور کوئی نہ ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۵۲۸ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام تیسری فصل امامت کے لائق شخص کا بیان	حوالہ
۱۵۹ - ۲۸	مقیم آدمی نے عصر کی نماز سے دو رکعتیں پڑھیں تو سورج غروب ہوگیا پھر کسی مسافر نے اس (مذکورہ) مقیم کے پیچھے اسی عصر کی اقتداء کی تو اسکا اقتداء کرنا صحیح نہیں ہوگا	خلاصہ
۲۹	ظہر کی دو رکعت (سنت) پڑھنے والے نے جب ایسے شخص کی اقتداء کی جو ظہر سے پہلے کی چار سنتیں پڑھتا ہو تو (یہ اقتداء) جائز ہوگی۔	خلاصہ
۳۰	(ا) گنوار[۱] اندھے۔ غلام۔ ولد زنا اور فاسق[۲] (بدکار) کی امامت جائز ہوجاتی ہے (ب) مگر ان (مذکورہ) کی امامت مکروہ ہوتی ہے [۳]	خلاصہ متون
۳۱	(ا) مرد کی امامت عورت کیلئے جائز ہے۔ بشرطیکہ امام عورت کی امامت کی نیت کرے اور امام خلوت (تنہائی) میں نہ ہو (ب) اور اگر امام تنہائی میں ہو تو اسکا حکم یہ ہے کہ) اگر امام ان سب (عورتوں) کا یا ان میں سے بعض (عورتوں) کا محرم ہو تو اسکا امام بننا جائز ہوگا مگر مکروہ ہوگا (ج[۱]) نماز جمعہ میں عورت مرد کی اقتدا کرے تو خواہ مرد اسکی امامت کی نیت نہ کرے اقتدا صحیح ہوجاتی ہے اور[۲] اسی مذکورہ حکم کی طرح عیدوں (کی نمازوں میں اقتداء) کا حکم ہے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے	نہایہ خلاصہ
۳۲	مرد عورت کی اقتدا کرے تو جائز نہیں ہے۔	ہدایہ
۳۳	(ا) عورت کا عورتوں کیلئے امام بننا سب نمازوں میں مکروہ ہے خواہ فرض ہوں یا نفل ہوں (ب) مگر جنازہ کی نماز میں مکروہ نہیں ہے [۴]	نہایہ
۳۴	(ا) اگر عورتیں جماعت سے نماز پڑھیں تو جو عورت امام ہو وہ ان کے درمیان میں کھڑی ہو (ب) لیکن اسکے درمیان میں کھڑے ہونے سے کراہیت ختم نہیں ہوتی۔ (ج) اور اگر عورتوں کی امام عورت ان سے آگے کھڑی ہو جائے تو انکی نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (د) اور ان عورتوں کا علیحدہ علیحدہ نماز پڑھنا افضل ہے	جوہرہ نیرۃ خلاصہ
۳۵	خنثیٰ[۵] مشکل عورتوں کی امامت کرے تو اگر ان سے آگے کھڑا ہو تو اسکی امامت جائز ہوجائیگی اور اگر وہ عورتوں کے درمیان میں کھڑا ہو تو اسکی نماز فاسد ہوجائیگی۔ کیونکہ اس امام کے مرد قرار پانے کی[۶] صورت میں محاذات[۷] (عورت کا مرد کے ساتھ نماز میں برابر کھڑا ہونے کی صورت) پائی جائیگی۔	محیط سرخسی
۳۶	اور وہ (خنثیٰ مشکل) مردوں کی امامت کرے یا اپنے جیسے خنثیٰ مشکل کی امامت کرے تو جائز نہ ہوگی	خلاصہ
۳۷	جو لڑکا بلوغت کے قریب ہو وہ اپنے جیسے لڑکوں کی امامت کرے تو جائز ہوگی	خلاصہ

[۵] خنثیٰ مشکل وہ ہیجڑہ جس میں مرد اور عورت دونوں کی علامات موجود ہوں جیسا کہ حکم ۱۲/۳۴ کی وضاحت میں درج ہے (مترجم)

[۶] جیسا کہ ردالمحتار میں ہے کہ (فیفسد منهن) اذ لو صلى وسطهن فسدت صلوته بمحاذاتهن له على تقدير ذكورته۔ ردالمحتار ج۱ ص۵۲۹ (مترجم)

[۷] محاذات کے متعلقہ احکام حکم ۱۶۲/۴ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

صفحات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامۃ — الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماما لغیرہ	حوالہ
۱۵۹ - ۳۸	وعلی قول ائمۃ بلخ یصح الاقتداء بالصبیان فی التراویح والسنن المطلقۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
	المختار انہ لا یجوز فی الصلوات کلہا	کذا فی الہدایۃ
	وھو الاصح	ھکذا فی المحیط
	وھو قول العامۃ وھو ظاہر الروایۃ	ھکذا فی البحر الرائق
۳۹	وتجوز صلوۃ الاخرس اذا صلی منفردا وان کان قادرا علی الاقتداء بالقاری	ھکذا فی التتارخانیۃ
۴۰	وامامۃ الامی قوما امیین جائزۃ	کذا فی السراجیۃ
۴۱	اذا ام امی امیا وقارئا فصلوۃ الجمیع فاسدۃ عند ابی حنیفۃ رح وقالا رح صلوۃ القاری وحدہ	
	واما اذا صلوا وحدانا فقیل انہ علی الخلاف وقیل یصح وھو الصحیح	ھکذا فی شرح مجمع البحرین للمصنف
۴۲	لو افتتح الامی ثم حضر القاری قیل تفسد وقال الکرخی رح لا	
	ولو حضر الامی علی قاری یصلی فلم یقتد بہ وصلی اختلفوا فیہ	
	الاصح ان صلوتہ فاسدۃ	
	القاری اذا کان علی باب المسجد او بجوار المسجد والامی فی المسجد یصلی وحدہ فصلوۃ الامی جائزۃ بلا خلاف	
	اذا کان القاری فی صلوۃ غیر صلوۃ الامی جاز للامی ان یصلی وحدہ ولا ینتظر فراغ القاری بالاتفاق	
	ذکر الامام التمرتاشی رح یجب ان لا یترک الامی اجتہادہ فی اناء لیلہ ونہارہ حتی یتعلم مقدار ما یجوز بہ الصلوۃ	
	فان قصر لم یعذر عند اللہ تعالی	کذا فی النہایۃ
۴۳	ولا یصح اقتداء القاری بالامی وبالاخرس	
	وکذا لا یصح اقتداء الامی بالاخرس	
	والکاسی بالعاری	
	والمسبوق فی قضاء ما سبق بمثلہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۴	ولا اقتداء اللاحق باللاحق والنازل بالراکب	ھکذا فی الخلاصۃ

[1] مطلق سنتوں میں نوافل بھی شامل ہیں جیسا کہ فتاوی مذاہب نماز کی بحث کے باب ۹ میں تراویح کی فصل میں ہے کہ سوجھ بوجھ والا لڑکا اگر تراویح اور مطلق نوافل میں امامت کرے تو بعض فقہاء کے ہاں جائز ہے اور عام فقہاء کے ہاں جائز نہیں ہے۔ یہ محیط سرخسی میں ہے۔ فتاوی عالمگیریہ مصری ج ۱ ص ۱۱۷۔ اور در مختار میں ہے کہ ہر سنت نفل ہے (در مختار ج ۱ ص ۶۳۰۔ مترجم) [2] امی کے مفہوم اور حکم کے لئے ۱/۱۵۸ کا حاشیہ اور ۴۲/۱۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — تیسری فصل امامت کے لائق شخص کا بیان	حوالہ
۱۵۹ ۳۸	(ا) ائمہ بلخ رح کے قول کے بموجب تراویح اور مطلق سنتوں میں لڑکوں کے پیچھے اقتدا صحیح ہوجاتی ہے	قاضیخان
	(ب) مختار حکم یہ ہے کہ لڑکوں کے پیچھے کسی نماز میں بھی اقتدا جائز نہیں ہے	ہدایہ
	(ج) اور یہی (مذکورہ) حکم زیادہ صحیح ہے	محیط
	(د) اور یہی قول (مذکورہ ۳۸ب/۱۵۹) اکثر فقہاءؒ کا ہے اور یہی ظاہر روایت ہے	بحرالرائق
۳۹	گونگے شخص نے اگر اکیلے نماز پڑھی تو جائز ہوگی خواہ وہ قاری کے پیچھے اقتداء کرنے پر قادر تھا	تتارخانیہ
۴۰	امی (ان پڑھ) شخص امی لوگوں کی امامت کرے تو جائز ہوگی	سراجیہ
۴۱	(ا) جب امی شخص ایک امی کا اور ایک ایسے شخص کا امام بنا جو قرآن پڑھ سکتا ہے (امی نہیں ہے) تو امام ابوحنیفہ رح کے ہاں سبکی نماز فاسد ہوگی۔ اور امام محمد رح اور امام ابویوسف رح کے ہاں صرف قرآن پڑھ سکنے والے کی نماز فاسد ہوگی (ب) اگر انہوں (امی اور قاری) نے اکیلے اکیلے (الگ الگ) نماز پڑھی تو بعض کا قول ہے کہ (انکی) نماز صحیح ہوگی اور یہی حکم صحیح ہے	شرح مجمع البحرین
۴۲	(ا) اگر امی شخص نے نماز شروع کی پھر ایسا شخص آیا جو قرآن پڑھ سکتا ہے۔ تو بعض کا قول یہ ہے کہ امی کی نماز فاسد ہوجائیگی اور کرخی رح کا قول ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی (ب) اگر امی شخص آیا تو قرآن پڑھ سکنے والا شخص نماز پڑھ رہا تھا۔ امی شخص نے اسکی اقتداء کی اور خود (اکیلے) نماز پڑھی تو اس کے حکم میں اختلاف ہے زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اس امی کی نماز فاسد ہوگی۔ (ج) اگر قرآن پڑھ سکنے والا شخص مسجد کے دروازہ پر یا مسجد کے پڑوس میں ہو اور امی شخص مسجد میں اکیلے نماز پڑھے تو (اس صورت میں) امی شخص کی نماز جائز ہے اسمیں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (د) اگر قرآن شریف پڑھ سکنے والے شخص کی نماز اور ہو اور امی شخص کی نماز اور ہو تو امی کیلئے جائز ہے کہ اکیلے نماز پڑھ لے اور قرآن پڑھ سکنے والے شخص کے فارغ ہونے کا انتظار نہ کرے اس حکم پر اتفاق ہے (ہ) امام تمرتاشی رحمۃ نے ذکر کیا ہے کہ امی شخص پر واجب ہے کہ رات دن اس بات کی کوشش کرتا رہے کہ اس قدر قرآن سیکھ لے جس سے نماز جائز ہوجاتی ہے اور اگر اس نے اسمیں قصور کیا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں (امی ہونے کے عذر سے) معذور نہ قرار پائے گا۔	
۴۳	(ا) قرآن پڑھ سکنے والا شخص کسی امی[۵۳] یا گونگے کے پیچھے اقتداء کرے تو یہ اقتداء صحیح نہ ہوگی	ہدایہ
	(ب) اسی طرح امی شخص اگر گونگے کے پیچھے اقتداء کرے تو یہ اقتداء صحیح نہ ہوگی[۵۴]	
	(ج) اسی طرح کپڑوں والا اگر ننگے کے پیچھے اقتداء کرے (تو یہ اقتداء صحیح نہ ہوگی) (د) اور اسی طرح ایک مسبوق[۵۵] شخص اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے میں اگر دوسرے مسبوق کے پیچھے اقتداء کرے (تو یہ اقتداء صحیح نہ ہوگی)	
۴۴	(ا) اسیطرح اگر کوئی لاحق[۵۶] شخص (اپنی کھوئی ہوئی نماز پڑھنے میں) دوسرے لاحق شخص کی اقتداء کرے (تو یہ اقتداء صحیح نہ ہوگی)	قاضیخان
	(ب) اور اسیطرح وہ شخص جو سواری پر نہیں ہے وہ اگر اس شخص کے پیچھے اقتداء کرے جو سواری پر ہے (تو یہ اقتداء صحیح نہ ہوگی)	خلاصہ

[۵۳] امی اور گونگے کے مفہوم کی وضاحت کیلئے حکم نمبر ۵/۱۵۱ کا حاشیہ اور حکم نمبر ۴۴/۱۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵۴] جیسا کہ حکم نمبر ۵/۱۵۱ میں ہے (مترجم)
[۵۵] مسبوق کے مفہوم کی وضاحت کے لئے حکم ۴۴/۱۱۱ کا حاشیہ اور حکم نمبر ۱۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵۶] "لاحق" کے مفہوم کی وضاحت کے لئے حکم نمبر ۴۴/۱۱۱ کا حاشیہ اور حکم نمبر ۱۷/۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامۃ — الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماما لغیرہ	حوالہ
۱۵۹ ۴۵	لا یصح اقتداء مصلی الظہر بمصلی العصر ومصلی الظہر یومہ بمصلی ظہر امسہ وبمصلی الجمعۃ وکذا عکسہ ولا اقتداء المفترض بالمتنفل والناذر بالناذر الا اذا نذر احدہما صلوۃ صاحبہ فاقتدی احدہما بالاخر فانہ یصح ولا اقتداء من افسد تطوعہ بمن افسد تطوعہ الا اذا اشترکا فی نافلۃ و افسداہا ثم اقتدی احدہما بالاخر فانہ یصح ویصح اقتداء الحالف بالحالف ولا یجوز اقتداء الناذر بالحالف ویصح اقتداء الحالف بالناذر	ہکذا فی محیط السرخسی
۴۶	العاری اذا ام العراۃ واللابسین تجوز صلوۃ الامام والعارین ولا تجوز صلوۃ اللابسین بالاجماع	کذا فی الخلاصۃ
۴۷	ولا یصح اقتداء الصحیح الذی ثوبہ نجس وتعذر علیہ غسلہ بالمبتلی بالحدث الدائم	کذا فی التاتارخانیۃ
۴۸	ولا یجوز امامۃ الالثغ الذی لا یقدر علی التکلم ببعض الحروف الا لمثلہ اذا لم یکن فی القوم من یقدر علی التکلم بتلک الحروف واما اذا کان فی القوم من یقدر علی التکلم بہا فسدت	ہکذا فی المحیط فی زلۃ القاری
۴۹	ومن یقف فی غیر مواضعہ ولا یقف فی مواضعہ لا ینبغی لہ ان یؤم	ہکذا فی المحیط فی زلۃ القاری
۵۰	وکذا من یتنحنح عند القراءۃ کثیرا	ہکذا فی المحیط فی زلۃ القاری
۵۱	ومن کان بہ تمتمۃ وھو ان یتکلم بالتاء مرارا او فأفأۃ وھو ان یتکلم بالفاء مرارا	ہکذا فی المحیط فی زلۃ القاری

[1] یعنی اگر نماز جمعہ پڑھنے والا شخص ظہر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے اقتدا کرے تو یہ اقتداء صحیح نہ ہوگی (مترجم) نیز منت مانی ہوئی نماز پڑھنے والے نے اگر فرض نماز پڑھنے والے کے پیچھے اقتداء کی تو یہ اقتداء جائز نہ ہوگی کیونکہ ان میں سے ہر نماز الگ الگ فرض نماز کے حکم میں ہے۔ ماخوذ ... در مختار ج ۱ ص ۵۴۲ (مترجم)

[2] حالف یعنی قسم اٹھانے والا۔ یعنی جس نے قسم اٹھائی کہ میں نماز پڑھوں گا (مترجم) ۳ اسلئے کہ منت مانی ہوئی نماز قسم کھائی ہوئی نماز سے قوی ہے کیونکہ قسم کھائی ہوئی نماز میں

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — تیسری فصل امامت کے لائق شخص کا بیان	حوالہ
۴۵ ۱۵۹	(۱) ظہر کی نماز پڑھنے والا شخص عصر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے اقتدا کرے تو یہ اقتدا صحیح نہ ہوگی۔ (ب) اسیطرح آج کی ظہر پڑھنے والا شخص کل کی ظہر پڑھنے والے یا جمعہ کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا کرے (تو یہ اقتدا صحیح نہیں ہے) (ج) اسیطرح اگر صورتحال برعکس ہو[1] تب بھی اقتداء صحیح نہ ہوگی) (د) اسیطرح فرض نماز پڑھنے والا نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے اقتداء کرے (تو یہ اقتداء صحیح نہ ہوگی)۔ (ہ) اسی طرح منت مانی ہوئی نماز پڑھنے والا شخص منت مانی ہوئی نماز پڑھنے والے شخص کے پیچھے اقتدا کرے (تو یہ اقتداء صحیح نہ ہوگی) لیکن اگر دو میں سے ایک شخص نے یہ منت مانی کہ میں اپنے ساتھی والی نماز پڑھونگا پھر ایک نے دوسرے کے پیچھے اقتداء کی تو یہ اقتداء صحیح ہوگی۔ (س) جس شخص نے نفل نماز شروع کرکے توڑدی اور پھر ایسے شخص کی اقتداء کی جسنے نفل نماز شروع کرکے توڑدی (اور اب اسے پھر پڑھ رہا ہے) تو یہ اقتداء صحیح نہ ہوگی۔ لیکن اگر وہ دونوں نفل نماز میں اکٹھے شریک ہوئے پھر دونوں نے وہ نفل نماز توڑدی پھر (اسے پڑھنے کیلئے) ان میں سے ایک نے دوسرے کی اقتدار کی تو یہ اقتداء صحیح ہوگی (ص) (نماز کیلئے قسم اٹھانیوالے) حالف[2] نے دوسرے حالف کے پیچھے اقتداء کی تو یہ اقتداء صحیح ہوگی (ط) منت مانی ہوئی نماز پڑھنے والے نے نماز کیلئے قسم کھانیوالے کے پیچھے اقتداء کی تو یہ اقتداء جائز نہ ہوگی[3] (ع) اور نماز کیلئے قسم کھانیوالے نے منت مانی ہوئی نماز پڑھنے والے کے پیچھے اقتدار کی تو یہ اقتداء صحیح ہوگی	محیط سرخسی
۴۶	ننگے شخص نے جب ننگے لوگوں اور کپڑے پہنے ہوئے لوگوں کی امامت کی تو (اس صورت میں) امام اور ننگوں کی نماز جائز ہوگی اور کپڑے پہنے ہوؤں کی نماز بالاجماع جائز نہ ہوگی[4]	خلاصہ
۴۷	جو شخص تندرست ہے اسکا کپڑا ناپاک ہے اور وہ اس ناپاک کپڑے کو دھونے سے معذور ہو گیا ہے۔ تو اس شخص نے کسی ایسے شخص کے پیچھے اقتداء کی جو حدث جاری رہنے[5] کے عذر میں مبتلا ہے تو یہ اقتداء صحیح نہ ہوگی	تتارخانیہ
۴۸	ایسے توتلے شخص کو امام بنانا ناجائز نہیں ہے جو بعض حروف[6] ادا نہیں کرسکتا مگر وہ اپنی طرح کے توتلوں کا امام اس صورت میں بن سکتا ہے جبکہ ان لوگوں میں کوئی ایسا شخص موجود نہ ہو جو ان حرفوں کو ادا کر سکتا ہو۔ اگر ان لوگوں میں ایسا شخص موجود ہو جو ان حرفوں کو ادا کرسکتا ہو تو اسکی نماز اور ان لوگوں کی نماز فاسد ہوگی[7]	محیط
۴۹	(۱) جو شخص (قرأت میں) ایسے مقام پر وقف (قرأت میں ٹھہر جانا) کرتا ہو جو وقف کرنے کے مقام نہیں ہیں اور وقف کے مقامات پر وقف نہ کرتا ہو تو ایسے شخص کو امام نہیں بننا چاہیئے[8]	محیط
۵۰	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح جو شخص قرأت میں بہت کھنکارتا ہو اسے امام نہیں بننا چاہیئے	محیط
۵۱	(۱) اور یہی (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ جس شخص میں تمتمہ ہو (تو اسے امام نہیں بننا چاہیئے) اور تمتمہ یہ ہے کہ وہ بات کرنے میں کئی بار تا کہتا ہو (ب) اور یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جس شخص میں فأفاہ ہو اور فأفاہ یہ ہے کہ وہ بات کرنے میں کئی بار فا کہتا ہو (کہ انہیں مذکورہ صورتوں میں امام نہیں بننا چاہیئے)	محیط

گنجائش ہے کہ وہ اس نماز کی بجائے قسم کا کفارہ ادا کردے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۱ ص ۵۴۳ (مترجم) [4] مزید احکام کیلئے حکم ۴۴/۱۰۶ ، حکم نمبر ۱۵/۱۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حدث یعنی وضو توڑنے والی چیز کا پایا جانا اور حدث جاری رہنے کے عذر سے معذور قرار پانے کی وضاحت کے لئے حکم نمبر ۵/۱۸۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] اس کے متعلق مزید احکام حکم نمبر ۱۴۸/۱۵۶ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] جیسا کہ درمختار میں ہے کہ (و) لا (غیرالا لثغ به) ای بالا لثغ الخ درمختار ج ۱ ص ۵۴۴ نیز اس کے متعلق حکم ۵۴/۱۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] اس کے متعلق مزید احکام حکم نمبر ۴۹/۱۵۹ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة — الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماما لغیرہ	حوالہ
۱۵۹- ۵۲	و اما الذی لا یقدر علی اخراج الحروف الا بالجهد ولم یکن له تمتمة ولا فأفأة فاذا اخرج الحروف اخرجها علی الصحة لایکرہ ان یکون اماما	هکذا فی المحیط فی زلة القاری
۵۳	القاری اذا اقتدی بالامی لا یصیر شارعا حتی لو کان فی التطوع لا یجب القضاء هو الصحیح وکل جواب عرفته فی القاری اذا اقتدی بالامی ثم افسدہ علی نفسه فهو الجواب فی رجل یقتدی بالمرأة او الصبی او المحدث او الجنب ثم افسدہ علی نفسه	ه کذا فی المحیط
۵۴	والاصل فی هذہ المسائل ان حال الامام ان کان مثل حال المقتدی او فوقه جازت صلوة الکل وان کان دون حال المقتدی صحت صلوة الامام ولا تصح صلوة المقتدی	هکذا فی المحیط
	الا اذا کان الامام امیا والمقتدی قارئا اوکان اخرس والمقتدی امیا فلا یصح صلوة الامام ایضا	هکذا فی فتاوی قاضیخان
	وذکر الفقیه ابو عبد الله الجرجانی انما تفسد صلوة الامی والاخرس عند ابی حنیفة اذا علم ان خلفه قارئا اما اذا لم یعلم لا تفسد صلوته کما قالوا وفی ظاهر الروایة لا فصل بین حالة العلم وحالة الجهل	کذا فی النهایة
۵۵	رجلان افتتحا الصلوة معا ونوی کل واحد ان یکون اماما لصاحبه فصلوتهما تامة وان نوی کل ان یأتم بصاحبه فصلوتهما فاسدة	کذا فی محیط السرخسی
۵۶	لا بأس للرجل ان یؤم الناس وعلی بدنه تصاویر لانها مستورة بالثیاب	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۷	وکذا لو صلی وفی اصبعه خاتم فیه صورة صغیرة او صلی ومعه دراهم علیها تماثیل لانها صغیرة	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۸	رجل یصلح للامامة ولا یؤم اهل محلته ویؤم اهل محلة اخری فی شهر رمضان ینبغی ان یخرج الی تلك المحلة قبل دخول وقت العشاء ولو ذهب بعد دخول وقت العشاء یکرہ له ذلك	کذا فی الخلاصة

له اس کے مفہوم کی وضاحت کیلئے حکم نمبر ۱۷/۱ کا ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — تیسری فصل امامت کے لائق شخص کا بیان	حوالہ
۱۵۹ - ۵۲	اور وہ شخص جو بغیر مشقت کے حروف ادا نہیں کر سکتا اور اس میں تمتمہ اور فأفأہ نہیں ہے تو جب وہ حرفوں کو ادا کرتا ہے تو صحیح ادا کرتا ہے تو اسکا امام بننا مکروہ نہیں ہے	محیط
۵۳	(ا) قرآن پڑھ سکنے والے شخص نے امی[1] شخص کے پیچھے اقتدا کی تو اسکی نماز شروع نہ ہو گی۔ حتی کہ اگر وہ نماز نفل تھی (پھر توڑ دی) تو اسکی قضاء واجب نہ ہو گی یہی حکم صحیح ہے۔ (ب) اور جو جواب اس صورت میں ہے کہ جب قرآن پڑھ سکنے والا شخص کسی امی کے پیچھے اقتداء کرے پھر وہ اپنی نماز کو توڑ دے وہی جواب اس صورت میں ہے جبکہ کوئی مرد کسی عورت کے پیچھے اقتداء کرے۔ یا کسی بچے یا بے وضو یا جنبی شخص کے پیچھے اقتداء کرے اور پھر اپنی نماز توڑ دے (یعنی نفلوں کی صورت میں اسپر قضا لازم نہ ہو گی)۔	محیط
۵۴	اور ان مذکورہ مسائل میں اصول یہ ہے کہ اگر (ا) (امامت جائز ہونے میں) امام کا حال مقتدی کی طرح ہے یا اس سے بہتر ہے تو (امام اور مقتدی) سب کی نماز جائز ہے۔ (ب) اور اگر امام کا حال مقتدی سے کمتر ہے تو امام کی نماز صحیح ہے اور مقتدی کی نماز صحیح نہ ہو گی۔	محیط
	مگر (مذکورہ صورت میں) اگر امام امی تھا اور مقتدی قاری تھا یا امام گونگا تھا اور مقتدی امی تھا تو (ان صورتوں میں) امام کی نماز بھی صحیح نہ ہو گی	قاضیخان
	فقیہ ابو عبداللہ جرجانی رح نے ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رح کے ہاں (مذکورہ صورت میں) امی اور گونگے (امام) کی نماز تب فاسد ہوتی ہے جب اسے معلوم ہو کہ اسکے پیچھے قاری ہے اور اگر اسے یہ معلوم نہ ہو تو اسکی نماز فاسد نہ ہو گی۔ جیسا کہ صاحبین رح کا قول ہے اور ظاہر روایت کے حکم میں امام کو (مذکورہ) علم ہونے یا علم نہ ہونے کی حالت میں کوئی فرق نہیں ہے	نہایہ
۵۵	(ا) دو شخصوں نے اکٹھے نماز شروع کی اور ہر ایک نے یہ نیت کی کہ وہ دوسرے کا امام ہے تو دونوں کی نماز پوری ہو جائیگی۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) ہر ایک نے یہ نیت کی کہ وہ دوسرے کا مقتدی ہے تو دونوں کی نماز فاسد ہو جائیگی۔	محیط سرخسی
۵۶	اگر کوئی شخص امام بنے اور اسکے بدن پر (کسی جاندار کی) تصویریں ہوں تو کچھ حرج نہیں اس لئے کہ وہ (تصویریں) کپڑوں سے چھپی ہوتی ہیں۔	قاضیخان
۵۷	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی نے ایسی انگوٹھی پہن کر نماز پڑھی جسمیں چھوٹی سی تصویر ہے یا کسی نے نماز پڑھی اور اس کے پاس ایسے درہم (سکے) ہیں جن میں تصویریں ہیں تو کچھ حرج نہیں اس لئے کہ وہ (تصویریں) چھوٹی ہیں۔	قاضیخان
۵۸	ایک شخص امامت کی صلاحیت رکھتا ہے وہ اپنے محلہ کی امامت نہیں کرتا اور وہ رمضان شریف میں دوسرے محلہ کی امامت کرتا ہے۔ تو اسے چاہیئے کہ وہ اس دوسرے محلہ کی طرف عشا کا وقت شروع ہونے سے پہلے چلا جاتے اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ عشا کا وقت داخل ہونے کے بعد گیا تو ایسا کرنا اس کے لئے مکروہ ہو گا۔	خلاصہ

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة — الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماما لغیرہ	حوالہ
۱۵۹- ۵۹	الفاسق اذا کان یؤم یوم الجمعة وعجز القوم عن منعه قال بعضهم یقتدی به فی الجمعة ولا تترک الجمعة بامامته وفی غیر الجمعة یجوز ان یتحول الی مسجد آخر ولا یأثم به	هکذا فی الظهیریة
۶۰	رجل ام قوما وهم له کارهون ان کانت الکراهة لفساد فیه[لہ] لانهم احق بالامامة یکره له ذلک وان کان هو احق بالامامة لا یکره	هکذا فی المحیط
۶۱	وکره تطویل الصلوة	کذا فی التبیین
	وینبغی للامام ان لا یطول بهم الصلوة بعد القدر المسنون وینبغی له ان یراعی حال الجماعة	هکذا فی الجوهرة النیرة
۶۲	رجل ام قوما شهرا ثم قال کنت مجوسیا فانه یجبر علی الاسلام ولا یقبل قوله وصلوتهم جائزة ویضرب ضربا شدیدا وکذا لو قال صلیت بکم المدة علی غیر وضوء وهو ماجن لا یقبل قوله وان لم یکن کذلک واحتمل انه قال علی وجه التورع والاحتیاط اعادوا صلوتهم وکذا اذا قال کان فی ثوبی قذر	کذا فی الخلاصة
۶۳	وکذا اذا بان ان الامام کافر او مجنون او امرأة او خنثی او امی او صلی بغیر احرام او محدثا او جنبا	هکذا فی التبیین

لہ یعنی ایسی خرابی جو امامت کے لائق ہونے کے منافی ہے اور امامت کے لائق ہونے یا نہ ہونے کے متعلق حکم نمبر ۱۵۹ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات دشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — تیسری فصل امامت کے لائق شخص کا بیان	حوالہ
۱۵۹۔ ۵۹	(ا) فاسق آدمی اگر نماز جمعہ کی امامت کرتا ہو اور لوگ اسے منع نہ کر سکتے ہوں تو بعض اہل علم کا قول یہ ہے کہ نماز جمعہ میں اسکی اقتدا کی جائیگی اور اسکی امامت کی وجہ سے جمعہ نہ چھوڑا جائیگا۔	
	(ب) اور جمعہ کی نماز کے علاوہ نماز (میں فاسق امامت کرتا) ہو تو دوسری مسجد میں جانا (اور اس فاسق کے پیچھے اقتداء نہ کرنا) جائز ہے اور وہ (اس صورت میں) فاسق کی اقتداء نہ کرنے سے گنہگار نہ ہوگا	ظہیریہ
۶۰	ایک شخص کسی قوم کا امام بنا اور لوگ اسے ناپسند کر رہے ہوں تو (اسکا حکم یہ ہے کہ) اگر (ا) ان لوگوں کی ناپسندیدگی اس (امام) شخص میں کسی[له] خرابی کی وجہ سے ہے یا دوسرے لوگوں میں امام ہونے کا حق اسکی نسبت زیادہ ہے تو اس شخص کا امام ہونا مکروہ ہے۔	
	(ب) اور اگر وہی امامت کا زیادہ حق رکھتا ہے تو پھر اسکا امام ہونا مکروہ نہیں ہے	محیط
۶۱	(امام) نماز کو بہت لمبا کرے تو یہ مکروہ ہے	تبیین
	(ب) امام کو چاہیئے کہ نماز کو مسنون قدر سے زیادہ لمبا نہ کرے	
	(ج) اور اسے چاہیئے کہ وہ جماعت کے لوگوں کی حالت کی رعایت کرے	جوہرہ نیرہ
۶۲	(ا) کسی شخص نے مہینہ بھر امامت کی پھر اس نے کہا کہ میں تو مجوسی تھا تو (اسکا حکم یہ ہے کہ) اسے اسلام پر مجبور کیا جائیگا اور اس کا (مجوسی ہونے کا) قول قبول نہ کیا جائیگا اور (اس کے پیچھے نماز پڑھنے والے) لوگوں کی نماز جائز قرار پائیگی اور اسے سخت مار کی سزا دی جائیگی	
	(ب) اسی طرح اگر اس نے یہ کہا کہ میں نے تمہیں اتنی مدت تک بے وضو نماز پڑھائی ہے اور وہ مزاح کرنے والا ہے تو اسکا (بے وضو نماز پڑھانے کا) قول قبول نہ کیا جائیگا۔ اور اگر وہ ایسا (مزاح کنندہ) نہیں ہے اور احتمال ہے کہ اس نے از روئے پارسائی اور احتیاط کے کہا ہے تو لوگ (اس کے پیچھے پڑھی ہوئی) اپنی (ان) نمازوں کو لوٹائیں گے	
	(ج) اسی طرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر اس نے کہا کہ میرے کپڑے میں نجاست تھی (تو نماز لوٹائینگے)	خلاصہ
۶۳	اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جب یہ ظاہر ہو کہ امام کافر تھا۔ یا پاگل تھا یا عورت تھی یا ہجڑہ تھا یا امی تھا یا اس نے تکبیر تحریمہ کے بغیر نماز پڑھائی یا وہ بے وضو تھا یا وہ جنبی تھا تو نماز لوٹائیں گے (	تبیین

[له] مسنون قدر کی تفصیل کے لئے حکم نمبر ۱۳۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

الفصل الرابع فی بیان ما یمنع صحۃ الاقتداء وما لا یمنع

دفعات ۱۶۰ تا ۱۶۲ عنوانات ۳ تعداد شق ۲۳

المانع من الاقتداء ثلاثۃ اشیاء

۱۶۰- المانع من الاقتداء طریق عام — تعداد شق ۶

۱ (منھا) طریق عام یمر فیہ العجلۃ والاوقار — هکذا فی شرح الطحاوی

اذا کان بین الامام وبین المقتدی طریق ان کان ضیقا لا یمر فیہ العجلۃ والاوقار لا یمنع وان کان واسعا یمر فیہ العجلۃ والاوقار یمنع — کذا فی فتاوی قاضیخان والخلاصۃ

ھذا اذا لم تکن الصفوف متصلۃ علی الطریق اما اذا اتصلت الصفوف لا یمنع الاقتداء — کذا فی المحیط

۲ ولو کان علی الطریق واحد لا یثبت بہ الاتصال وبالثلاث یثبت بالاتفاق وفی المثنی خلاف علی قول ابی یوسف رح یثبت وعلی قول محمد رح لا — کذا فی المحیط

۳ ولو قام الامام فی الطریق واصطف الناس خلفہ فی الطریق علی طول الطریق ان لم یکن بین الامام وبین من خلفہ فی الطریق مقدار ما یمر فیہ العجلۃ جازت صلوتھم — کذا فی فتاوی قاضیخان

وکذا فیما بین الصف الاول والثانی الی آخر الصفوف — کذا فی الخلاصۃ

۴ والمانع من الاقتداء فی الفلوات قدر ما یسع فیہ صفین — کذا فی الخلاصۃ

۵ وفی مصلی العید الفاصل لا یمنع الاقتداء وان کان یسع فیہ الصفین او اکثر

۶ وفی المتخذ لصلوۃ الجنازۃ اختلاف المشائخ رح وفی النوازل جعلہ کالمسجد — کذا فی الخلاصۃ

۱۶۱- نھر عظیم — تعداد شق ۳

۱ (ومنھا نھر عظیم) لا یمکن العبور عنہ الا بالعلاج کالقنطرۃ وغیرھا — هکذا فی شرح الطحاوی

ـــــــــــ

لہ یعنی اس راستہ سے گاڑی وغیرہ گذر سکتی ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ج ا ص ۵۴۶ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام چوتھی فصل اقتدا صحیح ہونے کیلئے مانع اور غیر مانع امور کا بیان	حوالہ

چوتھی فصل ان امور کا بیان جنکی وجہ سے اقتدا صحیح نہیں اور اور جنکی وجہ سے صحیح ہے

دفعات ۱۶۰ تا ۱۶۲ عنوانات ۳ تعداد شق ۲۳

تین امور ایسے ہیں کہ انکی وجہ سے اقتداء صحیح نہیں ہوتی

۱۶۰ اقتدار صحیح ہونے کیلئے مانع امور میں سے ایک عام راستہ ہے

اور اسمیں ۶ شقیں ہیں

۱ (ا) اقتدا صحیح ہونے کیلئے تین مانع امور میں سے ایک ایسا عام راستہ ہے جسپر گاڑیاں اور بوجھ سے لدے ہوئے جانور گذریں۔ (شرح طحاوی)

(ب) اگر امام اور مقتدی کے درمیان راستہ ہو تو اگر وہ تنگ ہو جسمیں سے گاڑی اور بوجھ سے لدے ہوئے جانور نہ گذرتے ہوں[۱] تو ایسا راستہ اقتداء کے لئے مانع نہ ہوگا۔ اور اگر راستہ کشادہ ہو جس میں سے گاڑی اور بوجھ سے لدے ہوئے جانور گذرتے ہوں تو ایسا راستہ اقتداء کے لئے مانع ہوگا (قاضیخان وخلاصہ)

(ج) اقتدار کیلئے ممانعت کا یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے جبکہ نمازیوں کی صفیں راستہ کی جگہ پر اخلاء کی وجہ سے) ملی ہوئی نہ ہوں اور اگر صفیں ملی ہوئی ہوں تو پھر اقتداء منع نہ ہوگی (محیط)

۲ (و) سڑک پر ایک نمازی کے کھڑے ہوجانے کی وجہ سے صفیں مل جانے کا حکم لاگو نہیں ہوتا

(ب) اور (سڑک پر) تین نمازی کھڑے ہوں تو صفیں مل جانے کا حکم لاگو ہوتا ہے اس پر اتفاق ہے

(ج) اور (سڑک پر) دو نمازیوں کے کھڑا ہونے کی صورت میں صفیں ملی ہوئی قرار پانے کے متعلق اختلاف ہے امام ابو یوسف رح کے ہاں صفیں مل جانے کا حکم ہو جاتا ہے اور امام محمد رح کے ہاں نہیں ہوتا ۵۲ (محیط)

۳ اگر امام راستہ میں کھڑا ہو گیا۔ اور لوگوں نے اس کے پیچھے راستہ کی لمبائی پر صفیں باندھیں تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر امام اور اس کے پیچھے راستہ والی صف میں اتنا فاصلہ نہیں ہے کہ اس میں سے گاڑی گذر جائے تو انکی نماز جائز ہے۔ اسی طرح یہی حکم پہلی اور اور دوسری صف کے درمیانی فاصلہ کے لئے ہے اور یہی حکم آخری صفوں تک کے لئے ہے۔ (قاضیخان)

۴ بیابان میں دو صفوں کی گنجائش جتنا فاصلہ اقتداء کے لئے مانع ہے (خلاصہ)

۵ عیدگاہ میں فاصلہ خواہ دو صفوں کی گنجائش جتنا ہو یا اس سے زیادہ ہو اقتدار کیلئے مانع نہیں ہے (خلاصہ)

۶ جنازگاہ میں (اقتدار کے لئے مانع فاصلہ کے متعلق) مشائخ رح کا اختلاف ہے۔ نوازل میں اسکا حکم مسجد کے حکم کی طرح بیان کیا ہے۔ (خلاصہ)

۱۶۱۔ امام اور مقتدی کے درمیان بڑی نہر ہونا

اسمیں ۳ شقیں ہیں

۱ اقتدار صحیح ہونے کیلئے تین مانع امور میں سے ایک بڑی نہر ہے اور بڑی نہر وہ ہے کہ جسے کسی پل وغیرہ کی تدبیر

۵۲ جیسا کہ حکم نمبر ۱۶۱/۲ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامۃ — الفصل الرابع فی بیان ما یمنع صحۃ الاقتداء وما لا یمنع	حوالہ
۱۶۱		
۲	فان کان بینه وبین الامام نهر کبیر یجری فیه السفن والزوارق یمنع الاقتداء	
	وان کان صغیرا لا تجری فیه لا یمنع الاقتداء هو المختار	هکذا فی الخلاصة
	وهو الصحیح	کذا فی جواهر الاخلاطی
	وکذا لو کان فی المسجد الجامع	هکذا فی فتاوی قاضیخان
	وان کان علی النهر جسر وعلیه صفوف متصلة لا یمنع صحة الاقتداء لمن کان خلف النهر وللثلاثة حکم الصف بالاجماع ولیس للواحد حکم الصف بالاجماع وفی المثنی اختلاف علی ما مر فی الطریق	هکذا فی المحیط
۳	ان کان بینهما برکة اوحوض ان کان بحال لو وقعت النجاسة فی جانب یتنجس الجانب الاخر لا یمنع الاقتداء	
	وان کان لا یتنجس یمنع الاقتداء	هکذا فی المحیط

۱۶۲۔ صف تام من النساء تعداد شق ۱۴

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	(ومنها صف تام من النساء)	هکذا فی شرح الطحاوی
۲	اذا کان صف تام من النساء خلف الامام ووراءهن صفوف من الرجال فسدت صلوة تلك الصفوف کلها استحسانا	کذا فی المحیط
۳	قوم صلوا علی ظهر ظلة فی المسجد وتحتهم قدامهم نساء او طریق لا تجوز صلوتهم فان کن ثلاثا فی ظاهر الروایة تفسد صلوة ثلاثة من الرجال الی آخر الصفوف وتجوز صلوة الباقین	
	وان کن صفا واحدا تفسد صلوة الکل	
	وان کان الذین فوق الظلة بحذائهم من تحتهم نساء جازت صلوة من کان علی الظلة	کذا فی فتاوی قاضیخان فی فصل مسائل الفتح

[۱] یعنی چل سکتی ہوں جیسا کہ رد المحتار میں ہے کہ ای یمکن ذلك الخ رد المحتار ج ۱ ص ۵۴۷ (مترجم)

[۲] حوض یا گڑھے میں نجاست کا اثر ایک طرف سے دوسری طرف پہنچنے کی وضاحت کے متعلق حکم نمبر ۶ تا ۱۳ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — چوتھی فصل اقتداء صحیح ہونے کیلئے مانع اور غیر مانع امور کا بیان	حوالہ
۱۶۱	کے بغیر عبور کرنا ممکن نہ ہو	شرح طحاوی
۲	(ا) پس اگر مقتدی اور امام کے درمیان ایسی بڑی نہر ہو جس میں کشتیاں اور ڈونگے (چھوٹی کشتیاں) چلیں [1] تو ایسی نہر اقتدا صحیح ہونے کیلئے مانع ہو گی۔	
	(ب) اور اگر وہ نہر چھوٹی ہو جسمیں کشتیاں اور ڈونگے نہ چلتے ہوں تو وہ اقتدا صحیح ہونے کیلئے مانع نہ ہو گی۔ یہی حکم مختار ہے	خلاصہ
	(ج) اور یہی (مذکورہ حکم) صحیح ہے	جواہر اخلاطی
	(د) اور اسی طرح یہی حکم (مذکورہ ۲ ا، ب / ۱۶۱) اس صورت میں ہے جبکہ کسی جامع مسجد میں نہر ہو	قاضیخان
	(س) اور اگر (بڑی) نہر پر پل ہو اور اسپر صفیں ملی ہوئی ہوں تو پھر جو شخص نہر کے اس پار ہے اس کے لئے وہ نہر اقتداء صحیح ہونے کے لئے مانع نہیں ہے۔ تین نمازیوں کیلئے ایک صف کا حکم لاگو ہو جاتا ہے اسپر اجماع ہے۔ اور ایک نمازی پر ایک صف کا حکم لاگو نہیں ہوتا اس پر بھی اجماع ہے۔ اور دو نمازیوں کے متعلق اختلاف ہے جیساکہ راستہ کے حکم (۲ ب / ۱۶۱) میں گذرا ہے۔	محیط
۳	(ا) اگر مقتدی اور امام کے درمیان جوہڑ یا حوض ہو تو (اسکا حکم یہ ہے کہ) اگر وہ ایسا ہے کہ اگر اس کے ایک طرف نجاست گرے تو اسکی دوسری طرف ناپاک قرار پاتی ہے تو ایسا (جوہڑ یا حوض) اقتداء صحیح ہونے کے لئے مانع نہیں ہے (ب) اور اگر وہ ایسا ہے کہ اس کے ایک طرف نجاست گرنے سے اسکی دوسری طرف ناپاک نہیں قرار پاتی تو پھر ایسا (جوہڑ یا حوض) اقتداء صحیح ہونے کیلئے مانع ہے [2]	محیط

۱۶۲۔ امام اور مقتدی کے درمیان عورتوں کی پوری صف ہونا اور اسمیں ۱۶۲ سے ۱۴ شقیں ہیں

۱	اقتدا صحیح ہونے کیلئے تین مانع امور میں سے ایک عورتوں کی پوری صف ہے	شرح طحاوی
۲	اگر عورتوں کی پوری صف امام کے پیچھے ہو اور ان کے پیچھے مردوں کی صفیں ہوں تو ان صفوں والے تمام مردوں کی نماز از روئے استحسان فاسد قرار پائیگی	محیط
۳	(ا) کچھ لوگ مسجد میں سائبان (چبوترہ) کی چھت پر نماز پڑھتے ہوں اور ان کے نیچے ان سے آگے عورتیں ہیں یا (اقتدا کیلئے مانع) راستہ ہے تو ان لوگوں کی نماز جائز نہ ہو گی۔ پس اگر وہ عورتیں (مثلاً) تین تھیں [3] تو ظاہر روایت کے مطابق ان مردوں میں سے آخری صفوں تک تین شخصوں کی نماز فاسد ہو گی اور باقی لوگوں کی نماز جائز ہو گی۔	
	(ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) عورتوں کی ایک پوری صف ہو تو (ان کے پیچھے کے) ان سب مردوں کی نماز فاسد ہو گی۔ (ج) اور اگر وہ لوگ جو سائبان (چبوترہ) کے اوپر ہیں ان کے مقابل میں ان کے نیچے عورتیں ہوں تو سائبان والوں کی نماز جائز ہو گی۔	قاضیخان

[2] ایک یا دو عورتوں کی صورت میں حکم ۱۳ تا ۱۵ / ۱۶۴ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر		الباب الخامس فى الامامة — الفصل الرابع فى بيان ما يمنع صحة الاقتداء وما لا يمنع	حوالہ
۱۶۲	۴	و فى فوائد الشيخ الزاهد ابى الحسن الرستغفنى اذا كان فى المسجد رف[1] و على الرف صف من النساء اقتدين بالامام و تحت الرف صفوف من الرجال هل تفسد صلوة من وقف خلف النساء قال لا تفسد	كذا فى المحيط
	۵	امام يصلى برجال و نساء وصف النساء بحذاء[2] صف الرجال تفسد صلوة رجل واحد الذى بين الرجال و النساء وصار ذلك كسترة او حائط بينهم و بينهن الا يرى لو كان بين صف النساء وصف[3] الرجال سترة قدر مؤخر الرحل كان ذلك سترة للرجال ولا تفسد صلوة واحد منهم وكذلك لو كان بينهم حائط قدر الذراع وان كان اقل من ذلك لايكون سترة فان كانت النساء من فوق ذلك الحائط الذى هو قدر الذراع فليس بسترة وان كان قدر قامة فهو سترة لمن كان على الارض من الرجال ولايكون سترة لمن كان على الحائط	كذا فى المحيط
	۶	اذا كان بينهما حائط لا يصح الاقتداء ان كان كبيرا يمنع المقتدى لوصول الى الامام لو قصد الوصول اليه اشتبه عليه حال الامام او لم يشتبه و يصح ان كان صغيرا لا يمنع او كبيرا و له ثقب لا يمنع الوصول وكذا اذا كان الثقب صغيرا يمنع الوصول اليه لكن لا يشتبه عليه حال الامام سماعا او رؤية هو الصحيح و اما اذا كان الحائط صغيرا يمنع ولكن لا يخفى حال الامام فمنهم من قال يصح الاقتداء و هو الصحيح	كذا فى الذخيرة هكذا فى المحيط
	۷	و ان كان فى الحائط باب مسدود قيل لا يصح الاقتداء لانه يمنعه من الوصول	

[1] وہ چوڑی لکڑی جس کے دونوں سرے دیوار میں رکھ کر اس پر سامان رکھتے ہیں اسے رف کہتے ہیں۔ منتہی الادب ج۲ ا ص۱۳۷ (مترجم) [2] حذا یعنی برابر ہونا نہ آگے نہ پیچھے بلکہ دائیں یا بائیں طرف ساتھ ہونا (مترجم) [3] فتاوی عالمگیریہ کے نسخہ امیریہ مصری میں یہ عبارت یوں تھی۔ صف النساء صف الرجال الخ اور فتاوی عالمگیریہ کے نسخہ میمنیہ مصری میں یہ عبارت یوں تھی صف النساء وصف الرجال الخ چونکہ مفہوم کے لحاظ سے نسخہ میمنیہ کی عبارت

دفعات دشتی نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — چوتھی فصل اقتداء صحیح ہونے کیلئے مانع اور غیر مانع امور کا بیان	حوالہ
۱۶۲ ۴	فوائد شیخ زاہد ابوالحسن رستغفنی رحہ میں ہے کہ مسجد میں چھتہ[1] ہو اور اس چھتے پر عورتوں کی صف ہو جنہوں نے امام سے اقتداء کی ہے اور چھتہ کے نیچے مردوں کی صفیں ہوں تو جو لوگ عورتوں کے پیچھے کھڑے ہیں کیا ان کی نماز فاسد ہوجائیگی تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں	محیط
۵	(د) ایک امام مردوں اور عورتوں کو نماز پڑھا رہا ہے اور عورتوں کی صف مردوں کی صف[2] کے برابر ہے تو (اس صورت میں) اس ایک آدمی کی نماز فاسد ہوجائیگی جو مردوں اور عورتوں کے درمیان ہے اور وہ آدمی یوں قرار پائے گا کہ گویا وہ ان عورتوں اور مردوں کے درمیان سترہ (پردہ کی چیز) یا دیوار ہے۔ (ب) کیا نہیں دیکھا جاتا کہ اگر (مذکورہ صورت میں) عورتوں اور مردوں کی صف کے درمیان کوئی سترہ (پردہ کی چیز) اس لکڑی کے بقدر ہو جو اونٹ کے کجاوہ میں پچھلی طرف لگی ہوتی ہے تو وہ مردوں کے لئے سترہ (پردہ) قرار پائے گی اور ان مردوں میں سے کسی کی بھی نماز فاسد نہ ہوگی (ج) اسی طرح اگر ان (مردوں اور عورتوں) کے درمیان ایک (شرعی) گز کے بقدر (اونچی) دیوار ہو تو وہ بھی سترہ (پردہ) قرار پائے گی اور اگر وہ دیوار ایک (شرعی) گز سے کم ہو تو وہ سترہ نہ قرار پائے گی (د) پس اگر وہ عورتیں اس دیوار سے اوپر ہوں جو دیوار (شرعی) گز بھر ہے تو وہ دیوار سترہ نہ قرار پائے گی (س) اور اگر وہ دیوار آدمی کے قد جتنی ہو تو وہ ان مردوں کے لئے سترہ (پردہ) قرار پائے گی جو زمین پر ہیں اور وہ دیوار ان مردوں کیلئے سترہ نہ قرار پائیگی جو دیوار پر ہیں	محیط
۶	(ا) اگر ان دونوں (مقتدی اور امام) کے درمیان دیوار (حائل) ہو تو (اسکا حکم یہ ہے کہ) اگر وہ دیوار اتنی بڑی ہے کہ مقتدی امام کی طرف پہنچنا چاہے تو وہ دیوار مانع (رکاوٹ) ہوتی ہے تو (اس صورت میں) اقتداء صحیح نہیں ہوگی خواہ امام کا حال مقتدی پر مشتبہ (غیر واضح) ہے یا نہیں ہے	ذخیرہ
	(ب) اور اگر وہ دیوار چھوٹی ہے (امام تک پہنچنے کیلئے) مانع نہیں ہوتی ہے تو (اس صورت میں) اقتداء صحیح ہوگی اور اگر دیوار بڑی ہے اور اس میں ایسا سوراخ ہے جو امام تک پہنچنے کے لئے مانع نہیں ہوتا تو (پھر اس صورت میں بھی) اقتداء صحیح ہوگی۔ (ج) اسی طرح اس صورت میں بھی اقتداء صحیح ہوگی جبکہ سوراخ ایسا چھوٹا ہو جو امام تک پہنچنے کیلئے مانع ہو لیکن امام کا حال سننے[4] یا دیکھنے کی وجہ سے مشتبہ نہیں ہوتا - یہی حکم صحیح ہے[5]	
	(د) اور اگر دیوار چھوٹی ہے جو امام تک پہنچنے کیلئے مانع ہے لیکن امام کا حال پوشیدہ نہیں رہتا تو بعض (اہل علم) نے کہا ہے کہ (اس صورت میں) اقتداء صحیح ہوگی اور یہی حکم صحیح ہے۔	محیط
۷	(ا) اگر (مقتدی اور امام کے درمیان) دیوار میں دروازہ ہے جو بند ہے تو بعض کا قول ہے کہ (اس صورت میں) اقتداء صحیح نہ ہوگی اس لئے کہ بند دروازہ امام تک پہنچنے کیلئے مانع ہوتا ہے۔	

درست تھی لہذا وہی درج ہے (مترجم) ؎۴ سننے سے مراد عام ہے کہ امام کی آواز سننے یا مکبر کی آواز سنے اور دیکھنا بھی سننے کے حکم کیطرح ہونا چاہئے خواہ امام کو دیکھے یا کسی مقتدی کو دیکھے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۵۴۹ (مترجم) ؎۵ ۶ب/۱۶۲ میں بڑی اور مانع دیوار کا ذکر ہے جس میں سوراخ کا ذکر نہیں ہے اور ۶ج/۱۶۲ میں ایسی دیوار کا ذکر ہے جس میں سوراخ موجود ہو البتہ چھوٹا ہے اور ۶د/۱۶۲ میں چھوٹی اور مانع دیوار کا ذکر ہے۔ ان مختلف صورتوں کیلئے احکام بھی مختلف ہیں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامۃ — الفصل الرابع فی بیان ما یمنع صحۃ الاقتداء وما لا یمنع	حوالہ
۱۶۲	وقیل یمحولان وضع الباب للوصول فیکون المسد ودکالمفتوح .	ھکذا فی محیط السرخسی
۸	والمسجد وان کبر لا یمنع الفاصل فیہ	کذا فی الوجیز للکردری
۹	ولو اقتدی بالامام فی اقصی المسجد والامام فی المحراب فانہ یجوز	کذا فی شرح الطحاوی
۱۰	وان قام علی سطح دارہ المتصل بالمسجد لا یصح اقتداءہ وان کان لا یشتبہ علیہ حال الامام کذا فی فتاوی قاضیخان والخلاصۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان والخلاصۃ
	وھو الصحیح الا اذا کان علی رأس حائط المسجد	کذا فی محیط السرخسی
۱۱	وان قام علی الجدار الذی بین دارہ وبین المسجد ولا یشتبہ حال الامام صح الاقتداء .	
	ولو قام علی دکان خارج المسجد متصل بالمسجد یجوز الاقتداء لکن بشرط اتصال الصفوف	کذا فی الخلاصۃ
۱۲	ویجوز اقتداء جار المسجد بامام المسجد وھو فی بیتہ اذا لم یکن بینہ وبین المسجد طریق عام وان کان طریق عام ولکن سدتہ الصفوف جاز الاقتداء لمن فی بیتہ بامام المسجد	کذا فی التتارخانیۃ ناقلا عن الحجۃ
۱۳	ولو قام علی سطح المسجد واقتدی بامام المسجد ان کان للسطح باب فی المسجد ولا یشتبہ علیہ حال الامام یصح الاقتداء	
	وان اشتبہ علیہ حال الامام لا یصح	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۴	وان لم یکن لہ باب فی المسجد لکن لا یشتبہ علیہ حال الامام صح الاقتداء ایضا	
	وکذا لو قام فی المئذنۃ مقتدیا بامام المسجد	کذا فی الخلاصۃ

ے اور مسجد میں اگر بڑی نہر ہو تو اس صورت میں حکم نمبر ۲/۱۶۱ ملاحظہ ہو۔ نیز اس حکم کی بناء پر مسجد کے اندر اتحاد مکان کی وجہ سے اتصال صفوف نہ ہونے کے باوجود اقتداء کا جواز ہے۔ مگر مسجد کے اندر بھی اتصال صفوف ہونا چاہیئے تاکہ نماز بکمالہ ادا ہو اور حکم نمبر ۱۳/۱۶۳ ، ۱۸ کا تقاضا پورا ہو۔ نیز جس طرح بموجب نمبر ۴/۱۶۰ صحرا (فلوات) میں دو صفوں کے بقدر یا اس سے زیادہ کا خلاء مانع اقتداء ہے اسی طرح بموجب حکم فتاوی شامیہ اور فتاوی بزازیہ بہت بڑی مسجد میں بھی دو صفوں کے بقدر خلاء مانع اقتداء ہے۔ جیسا کہ جامع قدیم خوارزم جس کی چوتھائی میں چار ہزار ستون تھے اور جیسا کہ جامع القدس الشریف جو کہ مسجد الاقصی۔ الصخرہ اور البیضاء پر مشتمل ہے الدر المختار مع رد المحتار ج ۱ صـ ۵۴۷ و بزازیہ علی ھامش عالمگیریہ ج ۴ صـ ۵۵ (مترجم) ے قاضیخان کی اصل عبارت یوں ہے وان قام علی سطح دارہ و دارہ متصلۃ بالمسجد لا یصح اقتداءہ الخ قاضیخان علی ھامش عالمگیریہ ج ۱ صـ ۹۴ چنانچہ ترجمہ میں اسی عبارت کی رعایت رکھی گئی ہے۔ نیز قاضیخان میں اس صورت میں اقتداء صحیح نہ ہونے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ مسجد اور متصلہ حویلی کی چھت کے درمیان والی چیز (یعنی حویلی کا صحن) زیادہ فاصلہ ہے جس سے مکان مختلف ہوگیا۔ ماخوذ از

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — چوتھی فصل اقتداء صحیح ہونے کیلئے مانع اور غیر مانع امور کا بیان	حوالہ
۱۶۲	(ب) اور بعض کا قول ہے کہ اقتداء صحیح ہو گی اسلئے کہ دروازہ پہنچنے کیلئے ہی بنایا گیا ہے پس دروازہ بند ہونے کی حالت میں بھی کھلے ہوتے ہونے کے حکم میں ہوگا	محیط سرخسی
۸	مسجد خواہ بڑی ہو اس میں فاصلہ اقتداء کے لئے مانع نہیں ہوتا ؎۱	وجیز للکردری
۹	اگر کسی نے مسجد کے کنارے پر (سے) امام کی اقتداء کی اور امام محراب میں ہے تو یہ اقتداء جائز ہو گی	شرح طحاوی
۱۰	(و) اگر کوئی شخص اپنی اس حویلی کی چھت پر کھڑا ہوا جو مسجد سے ملی ہوئی ہے تو (وہاں سے) اسکی اقتداء صحیح نہ ہو گی اگرچہ امام کا حال اس پر مشتبہ نہ ہوتا ہو ؎۲ (ب) یہی حکم صحیح ہے لیکن اگر وہ (مقتدی) مسجد کی دیوار کے اوپر تھا تو پھر اسکی اقتداء صحیح ہے	قاضیخان۔ خلاصہ محیط سرخسی
۱۱	(و) اگر کوئی شخص ایسی دیوار پر کھڑا ہو جو اسکی حویلی اور مسجد کے درمیان ہے اور (وہاں) سے امام کا حال مشتبہ نہیں ہوتا ؎۳ تو اقتداء صحیح ہے (ب) اگر کوئی شخص ایسے چبوترہ (دکان) پر کھڑا ہوا جو مسجد سے باہر (مگر) مسجد سے ملا ہوا ہے تو (وہاں سے) اس شرط پر اقتداء جائز ہو گی کہ صفیں ملی ہوئی ہوں	خلاصہ
۱۲	(و) مسجد کے پڑوس میں رہنے والا اپنے گھر میں سے مسجد کے امام کی اقتداء کرلے تو (یہ اقتداء) جائز ہو گی جبکہ اس کے اور مسجد کے درمیان کوئی عام راستہ نہ ہو ؎۴ (ب) اور اگر عام راستہ تھا مگر صفوں کی وجہ سے بند ہو گیا تو جو شخص اپنے گھر میں ہے اس کیلئے (وہاں سے) مسجد کے امام کی اقتداء کرنا جائز ہے	تتارخانیہ
۱۳	(و) اگر کوئی شخص مسجد کی چھت پر کھڑا ہوا اور اس نے مسجد (کے اندر) کے امام کی اقتداء کی تو (اسکا حکم یہ ہے کہ) اگر مسجد میں چھت کے لئے دروازہ ہو اور اس پر امام کا حال مشتبہ نہ ہوتا ہو تو اقتداء صحیح ہو گی (ب) اور اگر اسپر امام کا حال مشتبہ ہوتا ہو تو (پھر) اقتداء صحیح نہ ہو گی	قاضیخان
۱۴	(و) اور اگر (مذکورہ صورت میں) مسجد میں چھت کیلئے دروازہ نہیں ہے مگر اس پر امام کا حال مشتبہ نہیں ہوتا تو (وہاں سے) بھی اسکی اقتداء صحیح ہے (ب) اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر وہ اذان کی جگہ میں کھڑا ہوا اور (وہاں سے) مسجد کے امام کی اقتداء کی۔	خلاصہ

فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیریہ ج ۱ ص۹۴ و درمختار و ردالمحتار ج ۱ ص۵۴۹ اور ردالمحتار میں بحوالہ بدائع لکھا ہے کہ اگر کسی نے مسجد کے ساتھ متصل چھت پر سے اقتداء کی اور درمیان میں راستہ نہیں اور امام کا حال مشتبہ بھی نہیں ہوتا تو ہمارے ہاں یہ اقتداء صحیح ہے۔ ردالمحتار ج ۱ ص۵۴۹ (مترجم)

؎۳ امام کا حال مشتبہ نہ ہونے کی وضاحت کے متعلق حکم نمبر ۶/۱۶۲ اور اس کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

؎۴ اس لئے کہ (اس صورت میں) مسجد کے ساتھ والے گھر اور مسجد کے درمیان آنے والی چیز سوائے دیوار کے نہیں ہے پس مکان مختلف نہیں ہے۔ لیکن اس صورت میں اگر امام کا حال مشتبہ ہو تو پھر اقتداء جائز نہیں ہے۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیریہ ج ۱ ص۹۴ اور امام کا حال مشتبہ ہونے اور نہ ہونے کی وضاحت حکم ۶/۱۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة — الفصل الخامس فی بیان مقام الامام المأموم	حواله

الفصل الخامس فی بیان مقام الامام المأموم

دفعات ١٦٣ تا ١٦٤ عنوانات ٢ تعداد شق ٣٥

١٦٣- مقام الامام والمأموم تعداد شق ١٩

دفعات وشق نمبر		حواله
١	اذا كان مع الامام رجل واحد او صبي يعقل الصلوة قام عن يمينه وهو المختار ولا يتأخر عن الامام فی ظاهر الرواية	هكذا فی المحيط
٢	ولو وقف على يساره جاز وقد اساء[1]	كذا فی محيط السرخسی
٣	ولو وقف خلفه جاز ولم يذكر محمد رحمه الله الكراهية نصا واختلف المشائخ رحمهم الله فيه قال بعضهم يكره هو الصحيح	هكذا فی البدائع
٤	واذا كان معه اثنان قاما خلفه وكذلك اذا كان احدهما صبيا	كذا فی المحيط
٥	وان كان معه رجل وامرأة اقام الرجل عن يمينه والمرأة خلفه وان كان رجلان وامرأة اقام الرجلين خلفه والمرأة وراءهما	كذا فی المحيط
٦	وان كان معه رجلان وقام الامام وسطهما فصلوتهم جائزة	كذا فی المحيط
٧	رجلان صليا فی الصحراء وائتم احدهما بالآخر وقام عن يمين الامام فجأ ثالث وجذب المؤتم الى نفسه قبل ان يكبر للافتتاح حكى عن الشيخ الامام ابی بكر طرخان رحمه الله انه لا تفسد صلوة المؤتم جذبه الثالث الى نفسه قبل التكبير او بعده	كذا فی المحيط
٨	وفی الفتاوى العتابية هو الصحيح	كذا فی التاتارخانية
٩	رجلان ام احدهما صاحبه فی فلاة من الارض فجأ ثالث ودخل فی صلوتهما فتقدم حتى جاوز موضع سجوده مقدار ما يكون بين الصف الاول وبين الامام لا تفسد صلوته وان جاوز موضع سجوده	كذا فی المحيط

[1] اساء یعنی برائی کی۔ یہاں اس لفظ کے متعلق درمختار میں ہے کہ قالوا الاساءة ادون من الکراهة اور ردالمحتار میں ہے کہ اسکا مفہوم مکروہ تحریمی کے نیچے اور مکروہ تنزیہی کے اوپر ہے

پانچویں فصل امام اور مقتدی کے کھڑا ہونیکی جگہ کا بیان

دفعات ۱۶۳ تا ۱۶۴ عنوانات ۲ تعداد شق ۳۵

۱۶۳۔ امام اور مقتدی کے کھڑا ہونے کی جگہ اور اسمیں ۱۹ شقیں ہیں

دفعات و شق نمبر	متن	حوالہ
۱	(۱) جب امام کے ساتھ ایک آدمی ہو یا ایک ایسا لڑکا ہو جو نماز کی سوجھ بوجھ رکھتا ہو تو وہ امام کے دائیں طرف کھڑا ہو۔ یہی حکم مختار ہے (ب) اور وہ (آدمی یا لڑکا) ظاہر روایت کے بموجب امام سے پیچھے نہ رہے	محیط
۲	اور اگر وہ (آدمی یا لڑکا) امام کے بائیں طرف کھڑا ہوا تو جائز ہے مگر اس نے برائی کی ہے ۱؎	محیط سرخسی
۳	(۱) اور اگر وہ (آدمی یا لڑکا) امام کے پیچھے کھڑا ہوا تو جائز ہے (ب) امام محمدؒ نے کراہیت کو صاف طور پر ذکر نہیں کیا۔ (ج) مشائخ رحؒ نے اس کے حکم میں اختلاف کیا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ یہ (ایک آدمی یا لڑکے کا پیچھے کھڑا ہونا) مکروہ ہوتا ہے یہی حکم صحیح ہے	بدائع
۴	اگر امام کے ساتھ دو آدمی ہوں تو وہ دونوں امام کے پیچھے کھڑے ہوں اور یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ ان دونوں میں سے ایک لڑکا ہو	محیط
۵	(۱) اور اگر امام کے ساتھ ایک مرد اور ایک عورت ہو تو امام اس مرد کو اپنے دائیں طرف کھڑا کرے اور عورت کو اپنے پیچھے کھڑا کرے (ب) اور اگر (امام کے ساتھ) دو مرد اور ایک عورت ہو تو امام ان دونوں مردوں کو اپنے پیچھے کھڑا کرے اور عورت کو ان دونوں کے پیچھے کھڑا کرے	محیط
۶	اگر امام کے ساتھ دو آدمی ہوں اور امام (ایک کو دائیں اور دوسرے کو بائیں کھڑا کرکے) ان دونوں کے درمیان کھڑا ہو تو انکی نماز جائز ہو جائیگی۔	محیط
۷	دو آدمیوں نے صحرا میں نماز پڑھی ایک نے دوسرے کی اقتدا کی اور امام کے دائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ پھر تیسرا آدمی آیا اور اس نے خود تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے مقتدی کو اپنی طرف (پیچھے لانے کے لئے) کھینچا تو شیخ امام ابوبکر طرخانؒ سے منقول ہے کہ اس صورت میں مقتدی کی نماز فاسد نہ ہوگی خواہ تیسرے آدمی نے اسے اپنی طرف اپنی تکبیر تحریمہ سے پہلے کھینچا یا تکبیر تحریمہ کے بعد کھینچا۔	محیط
۸	اور فتاوی عتابیہ میں ہے کہ یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے	تتارخانیہ
۹	بیابان سرزمین میں دو آدمی ہیں۔ ان میں سے ایک نے دوسرے کی امامت کی۔ پھر (جب) تیسرا شخص آیا اور ان کی نماز میں شامل ہوا تو وہ (امام) آگے ہو گیا حتی کہ اپنے سجدہ والی جگہ سے گذر گیا۔ اس کے فاصلہ کی مقدار اتنی ہے جتنی کہ پہلی صف اور امام کے درمیان فاصلہ کی مقدار ہوتی ہے۔ تو اسکی نماز فاسد نہ ہوگی خواہ وہ اپنے سجدہ والی جگہ سے آگے بڑھ گیا۔ ۲؎	محیط

۱؎ نیز اس کے متعلق حکم ۱۵۱/۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۲؎ بیابان میں اقتداء کے لئے مانع فاصلہ کی مقدار کے متعلق حکم ۱۶۰/۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة — الفصل الخامس فی بیان مقام الامام والماموم	حوالہ
۱۶۳ — ۱۰	ولو اجتمع الرجال و الصبیان و الخناثی و الاناث والصبیات المراهقات یقوم الرجال اقصی ما یلی الامام ثم الصبیان ثم الخناثی ثم الاناث ثم الصبیات المراهقات	کذا فی شرح الطحاوی
۱۱	وکره لهن حضور الجماعة الا للعجوز فی الفجر والمغرب والعشاء والفتوی الیوم علی الکراهة فی کل الصلوات لظهور الفساد	کذا فی الکافی
۱۲	وهو المختار	کذا فی التبیین
۱۳	وینبغی للقوم اذا قاموا الی الصلوة ان یتراصوا و یسدوا الخلل ویسووا بین مناکبهم فی الصفوف	کذا فی البحر الرائق
۱۴	ولا بأس ان یأمرهم الامام بذلك	کذا فی البحر الرائق
۱۵	و ینبغی للامام ان یقف بازاء الوسط فان وقف فی میمنة الوسط او فی میسرته فقد اساء لمخالفة السنة	هکذا فی التبیین
۱۶	وینبغی ان یکون بحذاء الامام من هو افضل	کذا فی شرح الطحاوی
۱۷	والقیام فی الصف الاول افضل من الثانی و فی الثانی افضل من الثالث	کذا فی القنیة
۱۸	وان وجد فی الصف الاول فرجة دون الصف الثانی یخرق الصف الثانی	کذا فی القنیة
۱۹	وافضل مکان المأموم حیث یکون اقرب الی الامام فان تساوت المواضع ففی یمین الامام و هو الاحسن	هکذا فی المحیط

۱۶۴۔ محاذاة المرأة الرجل — تعداد شق ۱۶

۱	محاذاة المرأة الرجل مفسدة لصلوته ۔ ولها شرائط	کذا فی التبیین
۲	(منها) ان تکون المحاذیة مشتهاة تصلح للجماع ولاعبرة للسن و هو الاصح	کذا فی التبیین
	حتی لوکانت صبیة لا تشتهی وهی تعقل الصلوة فحاذت لا تفسد صلوته	کذا فی الکافی

ـــــــــــــ

[۱] اساء یعنی برائی کی اس کے متعلق حکم ۲/۱۶۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] مشتہات۔ ایسی عورت جسکی طرف رغبت ۔ چاہت اور خواہش کی جائے۔ ماخوذ از

دفعات و شق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — پانچویں فصل امام اور مقتدی کے کھڑا ہونیکی جگہ کا بیان	حوالہ
۱۶۳ — ۱۰	اگر (امام کی نماز میں) مرد۔ لڑکے۔ ہیجڑے۔ عورتیں۔ اور بلوغت کے قریب لڑکیاں جمع ہو جائیں تو مرد امام کے انتہائی قریب (والی صف میں) کھڑے ہوں پھر ان کے پیچھے لڑکے پھر ان کے پیچھے ہیجڑے پھر ان کے پیچھے عورتیں پھر ان کے پیچھے بلوغت کے قریب لڑکیاں کھڑی ہوں۔	شرح طحاوی
۱۱	(ا) عورتوں کے لئے مکروہ ہے کہ وہ نماز باجماعت میں حاضر ہوں۔ مگر بوڑھی عورت کیلئے صبح۔ مغرب اور عشاء کی نماز باجماعت میں حاضر ہونا مکروہ نہیں ہے (ب) اور اس زمانہ میں خرابیوں کے ظاہر ہونے کی بناء پر فتویٰ اس پر ہے کہ (عورتوں کے لئے) سب نمازوں کی جماعت میں حاضر ہونا مکروہ ہے	کافی
۱۲	اور یہی (مذکورہ) حکم مختار ہے	تبیین
۱۳	(ا) لوگوں کو چاہیئے کہ جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوں تو وہ ملکر کھڑے ہوں وہ درمیان کے فاصلہ کو بند کر لیں اور صفیں کندھوں سے برابر کرلیں	بحر رائق
۱۴	اسمیں کچھ حرج نہیں کہ امام لوگوں کو صفیں سیدھی کر لینے کا حکم دے	بحر رائق
۱۵	امام کو چاہیئے کہ وہ صف کے درمیان کے سامنے کھڑا ہو اور اگر وہ درمیانی جگہ سے دائیں طرف یا بائیں طرف کھڑا ہوا تو اس نے برائی[ا] کی کیونکہ یہ سنت کے خلاف ہے	تبیین
۱۶	(صف میں) امام کی سیدھ میں وہ شخص ہونا چاہیئے جو جماعت میں افضل ہے	شرح طحاوی
۱۷	(ا) پہلی صف میں کھڑا ہونا دوسری صف میں کھڑا ہونیسے افضل ہے (ب) اور دوسری صف میں کھڑا ہونا تیسری صف میں کھڑا ہونیسے افضل ہے	قنیہ
۱۸	اگر کسی نے پہلی صف میں جگہ پائی اور دوسری صف میں خالی جگہ نہ تھی تو وہ دوسری صف کو چیر لے (اور پہلی صف میں چلا جائے)	قنیہ
۱۹	(ا) مقتدی کے لئے زیادہ فضیلت والی جگہ وہ ہے جو امام سے زیادہ قریب ہو (ب) اگر کئی مقام امام سے قریب ہونے میں برابر ہوں تو امام کے دائیں طرف (کھڑا) ہو یہی زیادہ اچھا ہے	محیط
۱۶۴	**نماز میں عورت کا مرد کے برابر کھڑا ہونا** اور اسمیں ۱۶ شقیں ہیں	
۱	(نماز میں) عورت کا مرد کے برابر کھڑا ہونا مرد کی نماز فاسد کر دیتا ہے اور اس (حکم کے لاگو ہونے) کی کچھ شرطیں ہیں	تبیین
۲	(ا) محاذات (نماز میں عورت کا مرد کے برابر کھڑا ہونے) کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ مرد کے برابر کھڑا ہونے والی عورت مشتہات[۲] اور قابل جماع ہو اور اس میں عمر کا اعتبار نہیں ہے اور یہی حکم صحیح ہے	تبیین
	(ب) حتیٰ کہ اگر وہ ایسی لڑکی ہے جس کی طرف رغبت نہیں ہوتی اور وہ نماز کی سوجھ بوجھ رکھتی ہے جب وہ مرد کے برابر کھڑی ہوتی تو (اس صورت میں) مرد کی نماز فاسد نہ ہو گی	کافی

[ا] منتہی الارب ج ۱ ص ۲۲۶ [۲] نیز مشتہات خواہ زمانہ حال میں ہو یا زمانہ ماضی میں ہو جیسا بڑھیا۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۵۳۶ اور جیسا کہ حکم ۱۲/۱۶۴ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامۃ — الفصل الخامس فی بیان مقام الامام والماموم	حوالہ
۱۲۴ ۳	(و منها) ان تکون الصلوٰۃ مطلقۃ وهی التی لها رکوع وسجود وان کان یصلیان بالایماء	کذا فی التبین
۴	(ومنها) ان تکون الصلوٰۃ مشترکۃ تحریمۃ واداء و نعنی بالشرکۃ تحریمۃ ان یکونا بانیان تحریمتهما علی تحریمۃ الامام حقیقۃ و نعنی بالشرکۃ اداء ان یکون لهما امام فیما یؤدیان تحقیقا او تقدیرا فالمدرک بان تحریمته علی تحریمۃ الامام وبان اداءہ علی ادائہ حقیقۃ واللاحق بان تحریمته علی تحریمۃ الامام حقیقۃ وبان اداءہ فیما یقضیه علی اداء الامام تقدیرا والمسبوق بان فی حق التحریمۃ منفرد فیما یقضیه فلوحاذت الرجل المرأۃ فیما یقضیان لا تفسد صلوته	کذا فی التبیین
۵	(ومنها) ان یکونا فی مکان واحد حتی لوکان الرجل علی الدکان والمرأۃ علی الارض والدکان مثل قامۃ الرجل لا تفسد صلوته	هکذا فی الکافی
۶	(ومنها) ان یکونا بلاحائل حتی لوکانا[2] فی مکان متحد بان کانا علی الارض او علی الدکان الا ان بینهما اسطوانۃ لا تفسد صلوته وادنی الحائل قدر مؤخر الرحل وغلظه غلظ الاصبع والفرجۃ تقوم مقام الحائل وادناه قدر ما یقوم فیه الرجل	هکذا فی الکافی کذا فی التبیین
۷	(ومنها) ان تکون ممن تصح منها الصلوٰۃ حتی ان المجنونۃ اذا حاذته لا تفسد صلوته	کذا فی الکافی

[1] تحریمہ یعنی تکبیر تحریمہ جس سے نماز شروع کی جاتی ہے۔ جس کا ذکر حکم نمبر ۱۱۳ میں ہے۔ (مترجم)
[2] نسخہ امیریہ مصری میں عبارت یوں تھی "حتی لوکان" اور نسخہ مصطفائی ہندی میں یہ عبارت یوں تھی - حتی لوکانا" چونکہ

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — پانچویں فصل امام اور مقتدی کے کھڑا ہونیکی جگہ کا بیان	حوالہ
۱۶۴ -	محاذات کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ مطلق نماز ہو اور وہ ایسی نماز ہے جس میں رکوع اور سجود ہوتے ہیں۔ خواہ وہ دونوں اشارہ سے ہی نماز پڑھ رہے ہوں	تبیین
۴	(و) محاذات کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ ان دونوں کی نماز تحریمہ میں اور ادا کرنے میں مشترک ہو۔ تحریمہ میں مشترک ہونے سے ہماری مراد یہ ہے کہ ان دونوں کی تحریمہ حقیقتاً امام کی تحریمہ پر ہو اور ادا میں مشترک ہونے سے ہماری مراد یہ ہے کہ جو نماز وہ ادا کر رہے ہیں اس میں ان دونوں کے لئے ایک ہی امام ہو خواہ حقیقتاً ہو یا تقدیراً ہو (ب) پس مدرک (اول سے آخر تک ایک امام کے ساتھ نماز پڑھنے والا) اپنی تحریمہ امام کی تحریمہ پر بنا کرنیوالا ہے اور اسکا نماز ادا کرنا امام کی ادا کے ساتھ ہے یہ حقیقتاً (تحریمہ اور ادا میں مشترک) ہے اور لاحق اپنی تحریمہ امام کی تحریمہ پر حقیقتاً بنا کرنیوالا ہے۔ (پس وہ تحریمہ میں امام کے ساتھ حقیقتاً مشترک ہے) اور لاحق (اپنی کھوئی ہوئی) جو نماز امام کے بعد پڑھتا ہے۔ اس میں وہ امام کی ادا نماز پر تقدیراً بناکرنیوالا ہے (پس وہ ادا میں امام کے ساتھ تقدیراً مشترک ہے) اور مسبوق تحریمہ کے حق میں امام کے ساتھ بنا کرنیوالا ہے اور وہ جو نماز بعد میں پڑھتا ہے اسکی ادا میں جدا ہوتا ہے پس اگر وہ عورت۔ اس نماز میں مرد کے برابر کھڑی ہوئی جیسے وہ دونوں (بطور مسبوق) امام کے بعد پڑھتے ہوں تو (اس صورت میں) مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	تبیین
۵	اور محاذات کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ دونوں ایک جگہ میں ہوں حتیٰ کہ اگر مرد چبوترہ پر تھا اور عورت زمین پر تھی اور چبوترہ قدِ آدم کے بقدر تھا تو (اس صورت میں محاذات سے) مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی	کافی
۶	(الف) اور محاذات کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان کوئی چیز حائل (رکاوٹ) نہ ہو حتیٰ کہ اگر وہ ایک ہی جگہ میں ہوں بایں صورت کہ وہ دونوں زمین پر ہوں یا وہ دونوں چبوترہ پر ہوں مگر ان دونوں کے درمیان ستون ہو تو (اس صورت میں) اس مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	کافی
	(ب) کم سے کم حائل چیز یہ ہے کہ وہ اونٹ کے کجاوہ کے آخر کی لکڑی کے بقدر (اونچی) ہو اور انگلی جتنی موٹی ہو۔ (ج) اور (عورت اور مرد کے) درمیان خالی جگہ بھی حائل چیز کے قائم مقام ہو جاتی ہے اور خالی جگہ کم سے کم اتنی ہونی چاہیئے کہ اس میں ایک مرد کھڑا ہو سکتا ہے	تبیین
۷	محاذات کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ عورت ایسی عورتوں میں سے ہو جنکی نماز صحیح ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر پاگل عورت مرد کے برابر کھڑی ہوگئی تو اس سے اس مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی	کافی

ب مفہوم کے لحاظ سے نسخہ مصطفائی کی عبارت زیادہ درست تھی لہذا وہی درج ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة — الفصل الخامس فی بیان مقام الامام والماموم	حوالہ
۱۶۴ ۸	(ومنها) ان ینوی الامام امامتها او امامة النساء وقت الشروع لا بعده ولا یشترط حضور النساء لصحة نیتهن	هکذا فی التبیین
۹	(ومنها) ان تکون المحاذاة فی رکن کامل حتی لو کبرت فی صف ورکعت فی آخر وسجدت فی ثالث فسدت صلوة من عن یمینها و یسارها وخلفها من کل صف	هکذا فی التبیین
۱۰	(ومنها) ان تکون جهتهما متحدة حتی لو اختلفت لا تفسد ولا یتصور اختلاف الجهة الا فی جوف الکعبة او فی لیلة مظلمة وصلی کل بالتحری الی جهة	هکذا فی التبیین
۱۱	والمعتبر فی المحاذات الساق والکعب علی الصحیح	هکذا فی التبیین
۱۲	والمرأة تناول الاجنبیة والمحرمة والحلیلة والصغیرة المشتهاة والکبیرة التی ینفر عنها الرجال	هکذا فی الکفایة
۱۳	ثم المرأة الواحدة تفسد صلوة ثلاثة واحد عن یمینها و آخر عن یسارها و آخر خلفها ولا تفسد اکثر من ذلك	هکذا فی التبیین
۱۴	وعلیه الفتوی	کذا فی التتارخانیة
۱۵	والمرأتان صلوة اربعة واحد عن یمینهما و آخر عن یسارهما و اثنان خلفهما بحذائهما	

ل بحوالہ محیط حکم نمبر $\frac{۳۳}{۱۱۲}$ میں ہے کہ امام عورتوں کا امام تب قرار پاتا ہے کہ وہ انکی امامت کی نیت کرے اور بحوالہ خلاصہ حکم $\frac{۳۱}{۱۵۹}$ میں ہے کہ جمعہ میں اور عیدین میں زیادہ صحیح حکم کی رو سے اگر امام مذکورہ نیت نہ کرے تب بھی اس سے عورتوں کی اقتداء صحیح ہو جاتی ہے الخ لیکن اگر محاذات کی صورت ہو تو بحوالہ تبیین اس حکم $\frac{۸}{۱۶۴}$ کی رو سے محاذات میں مرد کی نماز تب فاسد ہوتی ہے کہ امام نے عورتوں کی امامت کی نیت کی تھی چنانچہ درمختار میں ہے کہ نماز جنازہ کے علاوہ اگر کوئی عورت کسی مرد کے برابر کھڑی ہو گئی تو اس عورت کی نماز تب صحیح ہو گی کہ امام نے اسکی امامت کی نیت کی ہو تاکہ مرد کی نماز خواہ مخواہ فاسد نہ ہو اور اگر وہ مرد کے برابر کھڑی نہیں ہوئی تو اس کے حکم میں اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اس میں بھی امام کی نیت کا ہونا شرط ہے اور بعض کے ہاں نہیں۔ جیسے کہ نماز جنازہ میں بالاجماع امام کی نیت شرط نہیں اور جمعہ اور عیدین میں زیادہ صحیح حکم کی رو سے امام کی نیت شرط نہیں ہے پس نماز جنازہ میں امام کیلئے عورتوں کی امامت کی نیت شرط نہیں ہے اور

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام پانچویں فصل امام اور مقتدی کے کھڑا ہونے کی جگہ کا بیان	حوالہ
۱۶۴　۸	محاذات کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ امام نے اس عورت کی یا عورتوں کی امامت کی نیت[1] کی ہو اور عورتوں کی امامت کی نیت کا وقت نماز شروع کرنے کا وقت ہے بعد میں نہیں[2] اور امام کے لئے عورتوں کی امامت کی نیت صحیح ہونے کیلئے (اس وقت) عورتوں کا حاضر ہونا شرط نہیں ہے	تبیین
۹	محاذات کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ محاذات (نماز میں عورت کا مرد کے برابر کھڑا ہونا) ایک پورے رکن میں ہو حتیٰ کہ اگر کسی عورت نے ایک صف میں تکبیر کہی اور دوسری صف میں رکوع کیا اور تیسری صف میں سجدہ کیا تو ان سب صفوں میں سے جو شخص اس کے دائیں طرف، بائیں طرف اور اس کے پیچھے ہوگا اسکی نماز فاسد ہو گی۔	تبیین
۱۰	محاذات کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ نماز میں ان دونوں (عورت اور مرد) کا رخ ایک طرف ہی ہو حتیٰ کہ اگر رخ مختلف ہو تو نماز فاسد نہ ہو گی اور نماز میں رخ کا اختلاف ان (دو) صورتوں میں ہی متصور[3] ہوتا ہے (ا) (کہ وہ دونوں) کعبہ کے اندر نماز پڑھ رہے ہوں (ب) یا اندھیری رات ہو اور ہر ایک اپنی اپنی رائے سے قبلہ کی سمت مقرر کر کے مختلف سمتوں میں نماز پڑھ رہا ہو	تبیین
۱۱	اور صحیح قول کے مطابق نماز میں عورت کا مرد کے برابر کھڑا ہونا تب معتبر ہے کہ پنڈلی اور ٹخنہ برابر ہو	تبیین
۱۲	اور عورت کا مفہوم سب کو شامل ہے خواہ وہ اجنبیہ عورت ہو یا محرمہ ہو۔ یا ایسی عورت ہو جس سے جماع حلال ہے یا ایسی چھوٹی لڑکی ہو جس کی طرف خواہش کی جاتی ہو یا ایسی بڑھیا ہو جس سے مرد نفرت کرتے (رغبت نہ کرتے) ہوں	کفایہ
۱۳	پھر (مذکورہ محاذات کی وجہ سے) ایک عورت تین مردوں کی نماز فاسد کرتی ہے۔ ایک اس شخص کی جو اس کے دائیں طرف ہے دوسرے اس شخص کی جو اس کے بائیں طرف ہے اور ایک جو کہ پیچھے ہے اور (اس صورت میں) ان مذکورہ تین سے زیادہ کی نماز فاسد نہیں ہوتی	تبیین
۱۴	اور اسی (مذکورہ) حکم پر فتوی ہے	تتارخانیہ
۱۵	(ا) اور (مذکورہ محاذات کی وجہ سے) دو عورتیں چار مردوں کی نماز فاسد کرتی ہیں ایک اس شخص کی جو ان دونوں عورتوں کے دائیں طرف ہے دوسرے اس شخص کی جو ان کے بائیں طرف ہے اور دو ان شخصوں کی جو ان دونوں عورتوں کے پیچھے ان کی سیدھ میں ہیں۔	

اور نہ نماز جنازہ میں کسی عورت کے برابر کھڑے ہونے سے کسی مرد کی نماز فاسد ہوتی ہے (خلاصہ۔ اشباہ) ماخوذ از در مختار ج ۱ ص ۳۹۴-۲۹۵ نیز در مختار میں ہے کہ اگر (محاذات کی شرطیں موجود ہوں اور) امام نے عورتوں کی امامت کی نیت کی تھی تو جس مرد کے برابر آ کر عورت نے اقتداء کی اس مرد کی نماز فاسد ہو گئی اور اگر امام نے مذکورہ نیت نہ کی تھی تو برابر کھڑی ہونے والی عورت کی نماز فاسد ہو گی۔ ماخوذ از در مختار ج ۱ ص ۵۳۹ و ہدایہ ج ۱ ص ۱۱۱ (مترجم)

[2] پس اگر کسی امام نے نماز شروع کرنے کے بعد عورت کی امامت کی نیت کی تو معتبر نہیں ہے اور پھر عورت کی اقتداء صحیح نہ ہو گی پس اس صورت میں محاذات سے نماز فاسد نہ ہو گی۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۵۳۸ (مترجم)

[3] اس کے متعلق حکم ۶/۱۱۱ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة — الفصل السادس فیما یتابع الامام وفیما لا یتابعه	حوالہ
۱۶۴-	وان کن ثلاثا افسدت صلوة واحد عن یمینهن وآخر عن یسارهن و ثلاثة ثلاثة خلفهن الی آخر الصفوف وهذا جواب الظاهر	هکذا فی التبیین
۱۶	ومحاذاة الخنثی المشکل لا تفسد صلوته	کذا فی التاتارخانیة فی فصل بیان مقام الامام والماموم

الفصل السادس فیما یتابع الامام وفیما لا یتابعه

دفعات ۱۶۵ تا ۱۶۶ عنوانات ۲ تعداد شق ۱۵

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱۶۵-	**فیما یتابع الامام وفیما لا یتابعه** تعداد شق ۸	
۱	اذا ادرک الامام فی التشهد وقام الامام قبل ان یتم المقتدی او سلم الامام فی آخر الصلوة قبل ان یتم المقتدی التشهد فالمختار ان یتم التشهد وان لم یتم اجزأه	کذا فی الغیاثیة هکذا فی الخلاصة
۲	ولو تکلم الامام قبل ان یفرغ المقتدی من التشهد فانه یتم التشهد کما لو سلم ولو احدث الامام عمدا قبل فراغ المقتدی من التشهد تفسد صلوته	هکذا فی الخلاصة
۳	الامام اذا تشهد وقام من القعدة الاولی الی الثالثة فنسی بعض من خلفه التشهد حتی قاموا جمیعا فعلی من لم یتشهد ان یعود ویتشهد ثم یتبع امامه وان خاف ان تفوته الرکعة	کذا فی الکفایة
۴	ولو سلم الامام قبل ان یفرغ المقتدی من الدعا الذی یکون بعد التشهد او قبل ان یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم فانه یسلم مع الامام	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۵	ولو رفع الامام رأسه من الرکوع او السجود قبل ان یسبح المقتدی ثلاثا الصحیح انه یتابع الامام	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۶	اذا رفع المقتدی رأسه من الرکوع او السجود قبل الامام ینبغی ان یعود	

لہ اس کے متعلق حکم ۱۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

حوالہ	پانچواں باب امامت کے احکام — چھٹی فصل ان امور کا بیان جنمیں امام کی پیروی کرے اور جنمیں نہ کرے	دفعات وشق نمبر
	(ب) اور اگر عورتیں تین تین ہوں تو وہ ایک (تو) اس شخص کی نماز فاسد کریں گی جو ان کے دائیں طرف ہے اور دوسرا اس شخص کی جو ان کے بائیں طرف ہے اور ان کے پیچھے تین تین مردوں کی نماز آخر صف تک فاسد کریں گی	۱۶۴
تبیین	ظاہر حکم کی رو سے یہی جواب ہے [۱]	
تتارخانیہ	خنثیٰ مشکل اگر نماز میں مرد کے برابر کھڑا ہو تو اس سے مرد کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔	۱۶

چھٹی فصل ان امور کا بیان جنمیں امام کی پیروی کرے اور جنمیں امام کی پیروی نہ کرے

دفعات ۱۶۵ تا ۱۶۸ — عنوانات ۴ — تعداد شق ۱۵

۱۶۵- جن امور میں مقتدی امام کی پیروی کرے اور جنمیں نہ کرے — اور اسمیں ۸ شقیں ہیں

حوالہ	متن	شق
غیاثیہ	مقتدی تشہد[۲] میں امام کے ساتھ شریک ہوا اور امام مقتدی کے تشہد پورا پڑھنے سے پہلے کھڑا ہو گیا یا مقتدی کے تشہد پورا پڑھنے سے پہلے امام نے سلام پھیر دیا (ا) تو (اس صورت میں) مختار حکم یہ ہے کہ مقتدی تشہد پوری پڑھ لے۔	۱
خلاصہ	(ب) اور اگر مقتدی نے تشہد پوری نہ کی تو اسے کفایت کر جائیگا	
	(ا) اور اگر (مذکورہ صورت میں) امام نے مقتدی کے تشہد سے فارغ ہونے سے پہلے کلام کر دیا تو مقتدی تشہد کو اسی طرح پورا کرے جیسا کہ امام کے سلام پھیر دینے کی صورت میں مقتدی تشہد پوری کرتا	۲
خلاصہ	(ب) اور اگر مقتدی کے تشہد سے فارغ ہونے سے پہلے امام نے جان بوجھ کر حدث (وضو توڑنے والا امر) کیا تو (اس صورت میں) مقتدی کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	
کفایہ	امام نے تشہد پوری کی اور پہلے قعدہ (التحیات کیلئے بیٹھنا) سے تیسری رکعت کیلئے اٹھا تو اسکے پیچھے مقتدیوں میں کوئی مقتدی تشہد پڑھنا بھول گیا حتیٰ کہ (اس سمیت) سب مقتدی کھڑے ہو گئے۔ تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) جس مقتدی نے تشہد نہیں پڑھا اسے چاہیئے کہ وہ لوٹے اور تشہد پڑھے۔ پھر امام کی پیروی کرے خواہ اسے رکعت فوت ہونے کا خوف ہو۔	۳
قاضیخان	اور اگر امام نے سلام پھیر دیا اور مقتدی ابھی اس دعا کے پڑھنے سے فارغ نہیں ہوا جو تشہد کے بعد ہوتی ہے یا (امام نے سلام پھیر دیا اور) مقتدی ابھی درود شریف پڑھنے سے فارغ نہیں ہوا تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) مقتدی امام کے ساتھ سلام پھیر دے	۴
قاضیخان	اور اگر امام نے رکوع میں یا سجدہ میں مقتدی کی تین تسبیحات پوری کرنے سے پہلے سر اٹھا لیا تو صحیح حکم یہ ہے کہ وہ امام کی پیروی کرے۔	۵
	اگر مقتدی نے رکوع یا سجود میں امام سے پہلے سر اٹھا لیا تو مقتدی کو چاہیئے کہ وہ لوٹ کر پھر رکوع یا سجدہ میں چلا	۶

[۲] تشہد پڑھنا یعنی التحیات پڑھنے میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تک پڑھنا ہے جیسا کہ حکم نمبر ۱۸/۱۶۹ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة — الفصل السادس فیما یتابع الامام وفیما لا یتابعه	حواله
۱۶۵	ولا یصیر رکوعین وسجودین	کذا فی الخلاصة
۷	ولو اطال الامام السجود فرفع المقتدی رأسه بظن انه سجد ثانیا فسجد معه ان نوی الاولی او لم یکن له نیة تکون عن الاولی وکذا ان نوی الثانیة والمتابعة وان نوی الثانیة لا غیر کانت عن الثانیة فان شارکها الامام فیها جاز وان رفع المقتدی رأسه من السجدة الثانیة قبل ان یضع الامام جبهته علی الارض لا یجوز وکان علیه اعادة تلک السجدة	کذا فی التبیین
	ولو لم یعد تفسد صلوته	هکذا فی فتاوی قاضیخان والخلاصة
۸	ولو اطال المؤتم السجود فسجد الامام الثانیة فرفع المؤتم رأسه وظن ان الامام فی السجدة الاولی فسجد ثانیا یکون عن الثانیة وان نوی الاولی لا غیر لان النیة لم تصادف محلها لا باعتبار فعله ولا باعتبار فعل الامام	کذا فی محیط السرخسی
۱۶۶-	**خمسة اشیاء اذا ترک الامام ترک المقتدی ایضا وتابع**	تعدادشق ۲
۱	تکبیرات العید والقعدة الاولی وسجدة التلاوة والسهو والقنوت اذا خاف فوت الرکوع	هکذا فی الوجیز للکردری
۲	وان کان لا یخاف یقنت ثم یرکع	کذا فی الخلاصة
۱۶۷-	**واربعة اشیاء اذا تعمد الامام لا یتابعه المقتدی**	تعدادشق ۲
۱	زاد فی صلوته سجدة عمدا او زاد علی اقاویل الصحابة رضی الله تعالی عنهم فی تکبیرات العید او کبر فی صلوة الجنازة خمسا او قام الی الخامسة ساهیا	کذا فی الوجیز للکردری
۲	فان لم یقید الخامسة بالسجدة وعاد وسلم سلم المقتدی معه وان قید الخامسة بالسجدة سلم المقتدی	

ل بشرطیکہ امام چوتھی رکعت کے بعد تشہد کے بقدر بیٹھا تھا ورنہ ما بعد کا حکم ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — چھٹی فصل ان امور کا بیان جنمیں امام کی پیروی کرے اور جنمیں نہ کرے	حوالہ
۱۶۵	جائے اور (ایسا کرنے سے) وہ دو رکوع یا دو سجدے نہ قرار پائیں گے	خلاصہ
۷	اگر امام نے سجدہ لمبا کر دیا اور مقتدی نے اس گمان سے کہ شاید امام نے دوسرا سجدہ کیا ہے اپنا سر سجدہ سے اٹھا لیا اور پھر امام کے ساتھ سجدہ میں چلا گیا تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر سجدہ میں دوبارہ جاتے وقت) مقتدی کی نیت پہلے سجدہ کی تھی یا اس کی کچھ نیت نہ تھی تو وہ پہلا سجدہ ہی قرار پائے گا اور یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ مقتدی کی نیت دوسرے سجدہ اور امام کی پیروی کی تھی (ب) اور اگر مقتدی کی نیت (صرف) دوسرے سجدہ کی ہی تھی اور اس کے سوا اور کچھ نیت نہ تھی تو (اس صورت میں) وہ اسکا دوسرا سجدہ قرار پائے گا۔ پس اگر اس سجدہ میں امام اس کے ساتھ شریک ہو جائے تو جائز ہو جائے گا	تبیین
	(ج) اگر مقتدی نے (مذکورہ صورت میں) دوسرے سجدہ سے اپنا سر اسوقت اٹھا لیا جبکہ امام نے ابھی اپنی پیشانی زمین پر نہ رکھی تھی تو (مقتدی کا وہ سجدہ) جائز نہ ہو گا اور مقتدی پر اس سجدہ کا لوٹانا لازم ہو گا اور اگر (اس صورت میں) مقتدی نے وہ سجدہ نہ لوٹایا تو اسکی نماز فاسد ہو جائیگی۔	قاضیخان۔ خلاصہ
۸	(ا) اگر مقتدی نے سجدہ لمبا کر دیا اور امام نے دوسرا سجدہ کر دیا پھر مقتدی نے اپنا سر (پہلے سجدہ سے) اٹھایا اور اس نے گمان کیا کہ امام پہلے سجدہ میں ہی ہے پس وہ دوبارہ سجدہ میں چلا گیا تو (اس صورت میں) یہ اسکا دوسرا سجدہ قرار پائے گا (ب) خواہ (مذکورہ صورت میں) اس نے (صرف) پہلے سجدہ کی ہی نیت کی اور اس کے سوا کچھ اور نیت نہ کی اسلئے کہ اسکی نیت نہ اسکے اپنے فعل کے لحاظ سے اور نہ اسکے امام کے فعل کے لحاظ سے اپنے محل (مقام) پر ہوئی ہے	محیط سرخسی

۱۶۶- پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر امام چھوڑ دے تو مقتدی بھی چھوڑ دے اور امام کی پیروی کرے اور اسمیں [۲] شقیں ہیں

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	(وہ پانچ چیزیں یہ ہیں) [۱] عید کی تکبیریں۔ [۲] پہلا قعدہ۔ [۳] تلاوت کا سجدہ۔ [۴] سجدہ سہو۔ اور [۵] دعائے قنوت جبکہ رکوع فوت ہونیکا خوف ہو۔	وجیز للکردری
۲	اور (مذکورہ صورت میں) رکوع فوت ہونے کا خوف نہ ہو تو مقتدی دعائے قنوت پڑھ لے اور پھر رکوع کرے	خلاصہ

۱۶۷- چار چیزیں ایسی ہیں کہ اگر امام انہیں جان بوجھ کر چھوڑ دے تو مقتدی امام کی پیروی نہ کرے۔ اور اسمیں [۲] شقیں ہیں۔

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	(وہ چار چیزیں یہ ہیں) [۱] امام جان بوجھ کر اپنی نماز میں کوئی سجدہ زیادہ کر دے یا وہ [۲] عید کی تکبیروں میں صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اقوال سے زیادہ کرے یا وہ [۳] جنازہ کی نماز میں پانچ تکبیریں کہے یا [۴] امام بھول کر پانچویں رکعت پڑھنے کیلئے کھڑا ہو جائے۔ (تو ان سب صورتوں میں مقتدی امام کی پیروی نہ کرے)	وجیز للکردری
۲	(ا) اگر (مذکورہ صورت میں) امام پانچویں رکعت میں سجدہ کرنیسے پہلے لوٹ آیا اور سلام پھیرا تو مقتدی بھی اس کے ساتھ سلام پھیرے اور اگر امام نے پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو مقتدی (تنہا) سلام پھیر دے [۱]	

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامۃ — الفصل السابع فی المسبوق و اللاحق	حوالہ
۱۶۷	ولو لم یقعد الامام علی الرابعۃ وقام الی الخامسۃ ساهیا وتشهد المقتدی وسلم ثم قید الامام الخامسۃ بالسجدۃ فسدت صلوتهم	کذا فی الخلاصۃ

۱۶۸۔ وتسعۃ اشیاء اذا ترک الامام اتی بها المؤتم تعداد شق ۳

۱	ترک رفع الیدین فی التحریمۃ او الثناء ان کان الامام فی الفاتحۃ وان کان فی السورۃ لا عند محمد رح خلافا للثانی وترک تکبیرۃ الرکوع او السجود او التسبیح فیهما او التسمیع او قرأۃ التشهد او ترک السلام او تکبیرات التشریق	کذا فی الوجیز للکردری
۲	اتی بالرکوع والسجود قبل الامام فی الرکعات کلها قضی رکعۃ بلا قرأۃ	کذا فی الوجیز للکردری
۳	واذا سجد قبل الامام وادرکه الامام فیها جاز ولکن یکره للمقتدی ان یفعل ذلک	کذا فی المحیط فی صفۃ الصلوٰۃ

الفصل السابع فی المسبوق واللاحق

دفعات ۱۶۹ تا ۱۷۲ عنوانات ۴ تعداد شق ۵۷

۱۶۹۔ المسبوق تعداد شق ۳۹

۱	المسبوق من لم یدرک الرکعۃ الاولی مع الامام وله احکام کثیرۃ	کذا فی البحر الرائق
۲	(منها) انه اذا ادرک الامام فی القرأۃ فی الرکعۃ التی یجهر فیها لا یأتی بالثناء	کذا فی الخلاصۃ
۳	هو الصحیح	کذا فی التجنیس
۴	وهو الاصح	هکذا فی الوجیز للکردری

۱؎ جیسا کہ حکم نمبر ۳۲/۱۶۹ میں بھی اس جیسا حکم ہے (مترجم) ۲؎ دوسرے امام سے مراد حضرت امام ابو یوسف رح ہیں ان کے ہاں اگر امام نے ثناء چھوڑ دی اور وہ سورۃ پڑھ رہا ہے تب بھی مقتدی ثناء پڑھ لے۔ خلاصۃ الفتاوی ج ۱ ص ۱۶۱ (مترجم) نیز بموجب عنوان ص ۱۶۸ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ امام نے ثناء نہیں پڑھی اور اگر امام نے ثناء پڑھی ہے اور مقتدی بعد میں پہنچا ہے تو اس کے متعلق حکم ۱۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — ساتویں فصل مسبوق اور لاحق کا بیان	حوالہ
۱۶۷	(ب) اور اگر امام چوتھی رکعت کے بعد التحیات کیلئے نہیں بیٹھا تھا اور بھول کر پانچویں رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا اور مقتدی نے تشہد پڑھکر سلام پھیر دیا پھر امام نے پانچویں رکعت میں سجدہ کیا تو (اس صورت میں) سب کی نماز فاسد ہو جائیگی [1]	خلاصہ
۱۶۸	**نو چیزیں ایسی ہیں کہ اگر امام انکو چھوڑ دے تو مقتدی ادا کرے۔** اور اسمیں تین شقیں ہیں۔	
۱	(وہ نو چیزیں یہ ہیں) [1] تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانا چھوڑ دیا [2] ثنا (سبحانك اللهم الخ) پڑھنا چھوڑ دیا بشرطیکہ امام سورہ فاتحہ پڑھ رہا ہو اور اگر امام (فاتحہ کے بعد) سورۃ پڑھ رہا ہو تو امام محمد رح کے ہاں (مقتدی) ثنا نہ پڑھے۔ اور دوسرے امام (ابو یوسف رح) کا اسمیں اختلاف ہے [2] امام نے [3] رکوع یا [4] سجود کی تکبیر چھوڑ دی یا ان [5] (رکوع یا سجود) دونوں کی تسبیح چھوڑ دی یا [6] سمع اللہ لمن حمدہ کہنا چھوڑ دیا یا [7] تشہد پڑھنا چھوڑ دیا یا [8] سلام چھوڑ دیا یا [9] تکبیرات تشریق چھوڑ دیں (تو مقتدی ان کو ادا کرے)	وجیز للکردری
۲	کسی نے سب رکعتوں میں رکوع وسجود امام سے پہلے کیا تو ایک رکعت قرأت کے بغیر (امام کی ادا نماز کے بعد) قضاء کرے [3]	وجیز للکردری
۳	کسی مقتدی نے امام سے پہلے سجدہ کیا اور اس سجدہ میں امام اس کے ساتھ آملا تو جائز ہے مگر ایسا کرنا مقتدی کے لئے مکروہ ہے۔	محیط

ساتویں فصل مسبوق اور لاحق کے احکام کا بیان

دفعات ۱۶۹ تا ۱۷۲ عنوانات ۴ تعداد شق ۵۷

دفعات وشق نمبر		حوالہ
۱۶۹	**مسبوق کے احکام** اور اسمیں ۳۹ شقیں ہیں۔	
۱	مسبوق وہ ہے جو پہلی رکعت امام کے ساتھ نہ پائے اور اس کے متعلق کئی احکام ہیں	بحر رائق
۲	مسبوق کے متعلقہ احکام میں سے ایک یہ ہے کہ اگر مسبوق امام کے ساتھ ایسی رکعت کی قرأت میں شریک ہو جس میں امام قرأت اونچی آواز سے کرتا ہے تو مسبوق ثنا [4] نہ پڑھے۔	خلاصہ
۳	یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے	تجنیس
۴	یہی حکم (مذکورہ ۲/۱۶۹) زیادہ صحیح ہے	وجیز للکردری

[3] اس لئے کہ مقتدی کا وہ رکوع اور سجود جو اس نے امام سے پہلے کر لیا لغو ہے اور اس صورت میں دوسری رکعت کے رکوع وسجود پہلی رکعت میں منتقل قرار پائیں گے اسی طرح تیسری رکعت کے دوسری میں اور چوتھی کے تیسری میں پس وہ ایک رکعت بغیر قرأت کے قضاء کریگا۔ ماخوذ از قاضیخان علی ھامش عالمگیریہ ج۱ ص۹۵ و ردالمحتار ج۱ ص۵۵۶ [4] اور اگر مسبوق پوری رکعت امام سے پہلے پڑھ لے تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱۱/۱۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ثنا کے متعلق حکم نمبر ۱۴۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامۃ — الفصل السابع فی المسبوق واللاحق	حوالہ
۱۶۹ ۵	سواء کان قریبا او بعیدا او لا یسمع لصممہ	ھکذا فی الخلاصۃ
۶	فاذا قام الی قضاء ما سبق یأتی بالثناء ویتعوذ للقرأۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان والخلاصۃ والظھیریۃ
۷	وفی صلوۃ المخافتۃ یأتی بہ	ھکذا فی الخلاصۃ
۸	ویسکت المؤتم عن الثناء اذا جھر الامام ھو الصحیح	کذا فی التتارخانیۃ فی فصل ما یفعلہ المصلی فی صلوتہ
۹	وان ادرک الامام فی الرکوع او السجود یتحری ان کان اکبر رأیہ انہ لو اتی بہ ادرکہ فی شیئ من الرکوع او السجود یأتی بہ قائما والا یتابع الامام ولا یأتی بہ واذا لم یدرک الامام فی الرکوع او السجود لا یأتی بھما وان ادرک الامام فی القعدۃ لا یأتی بالثناء بل یکبر للافتتاح ثم للانحطاط ثم یقعد	ھکذا فی البحر الرائق فی صفۃ الصلوۃ
۱۰	(ومنھا) انہ یصلی اولا ما ادرک مع الامام ثم یقضی ما سبق	کذا فی محیط السرخسی
۱۱	واذا بدأ بقضاء ما فاتہ قیل تفسد صلوتہ وھو الاصح	ھکذا فی الظھیریۃ
	وذکر فی جامع الفتاوی انہ یجوز عند بعض المتأخرین وعلیہ الفتوی	کذا فی المضمرات
	والاظھر القول بالفساد	البحر الرائق
۱۲	(ومنھا) انہ لا یقوم قبل السلام بعد قدر التشھد الا فی مواضع اذا خاف المسبوق الماسح زوال مدتہ او صاحب العذر خاف خروج الوقت او خاف المسبوق فی الجمعۃ دخول وقت العصر او دخول وقت الظھر فی العیدین او فی الفجر طلوع الشمس او خاف ان یسبقہ الحدث لہ ان لا ینتظر فراغ الامام ولا سجود السھو اما اذا کان لا تفسد الصلوۃ بخروج الوقت یتابع وکذا اذا خاف المسبوق ان یمر الناس بین یدیہ لو انتظر سلام الامام قام الی قضاء ما سبق قبل فراغہ	کذا فی الوجیز للکردری

؎ اور اگر کسی نے رکوع وسجود امام سے پہلے کر لیا تو اس کے متعلق حکم نمبر ۹/۱۶۹ ملاحظہ ہو اور اس حکم نمبر ۱۱ ج/۱۶۹ اور حکم نمبر ۳/۱۶۸ میں وجہ فرق کے متعلق حاشیہ فتاوی شامیہ میں ہے کہ مسبوق اپنی کھوئی ہوئی نماز (کم ازکم) ایک رکعت اکیلے پڑھ کر امام سے ملا تو اسنے قیام، رکوع اور سجود بھی امام سے پہلے کیا اور جسنے صرف رکوع وسجود امام سے پہلے کیا تو اسنے قیام امام کے ساتھ کیا ہے۔ پس حکم مختلف

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — ساتویں فصل مسبوق اور لاحق کا بیان	حوالہ
۱۶۵ ۵	خواہ (وہ مسبوق امام کے) قریب ہو یا دور ہو یا اپنے بہرہ پن کی وجہ سے امام کی آواز کو نہ سنتا ہو (ثنا نہ پڑھے)	خلاصہ
۶	(مذکورہ صورت میں) جب مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی نماز (بعد میں) پڑھنے کے لئے کھڑا ہو تو ثنا پڑھے اور قرأت کے لئے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھے	قاضیخان، خلاصہ، ظہیریہ
۷	اور اگر ایسی نماز ہو جس میں امام اونچی آواز سے قرأت نہیں کرتا تو ثنا پڑھ لے	خلاصہ
۸	اور جب امام اونچی آواز سے قرأت کر رہا ہو تو مقتدی ثنا پڑھنے سے خاموش ہو جائے یہی حکم صحیح ہے	تتارخانیہ
۹	(ا) اگر کسی نے امام کو رکوع یا سجدہ میں پایا تو وہ غور کر لے اگر اسکا گمان غالب یہ ہو کہ اگر وہ ثنا پڑھ لے تب بھی امام کے ساتھ رکوع یا سجدہ میں کچھ نہ کچھ شریک ہو جائیگا تو کھڑا ہونے کی حالت میں ثنا پڑھ لے اور اگر اسکا گمان غالب یہ نہ ہو تو امام کی پیروی کرے اور ثنا نہ پڑھے (ب) اور اگر (مسبوق نے) امام کو رکوع یا سجدہ میں نہ پایا تو انہیں ادا نہ کرے (ج) اگر کسی نے امام کو قعدہ (التحیات کے لئے بیٹھنے کی حالت) میں پایا تو ثنا نہ پڑھے بلکہ نماز شروع کرنے کی تکبیر (تحریمہ) کہے پھر نیچے بیٹھنے کیلئے تکبیر کہے پھر بیٹھ جائے۔	بحرالرائق
۱۰	مسبوق کے متعلقہ احکام میں سے ایک یہ ہے کہ مسبوق پہلے وہ نماز پڑھے جو اس نے امام کے ساتھ پائی اور پھر بعد میں وہ نماز پڑھے جو اس سے چھوٹ گئی تھی	محیط سرخسی
۱۱	اور اگر اس (مسبوق) نے اپنی چھوٹی ہوئی نماز پہلے پڑھی (پھر امام کے ساتھ ہوا) تو (ا) بعض کا قول ہے کہ اسکی نماز فاسد ہو جائیگی اور یہی حکم صحیح ہے۔	ظہیریہ
	(ب) اور جامع الفتاوی میں ذکر ہے کہ بعض متاخرین کے ہاں (مسبوق کیلئے اپنی چھوٹی ہوئی نماز پہلے پڑھنا) جائز ہے اور اسی حکم پر فتوی ہے۔	مضمرات
	(ج) اور زیادہ ظاہر قول یہ ہے کہ (مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی نماز پہلے پڑھے تو اسکی) نماز فاسد ہو جائے گی[۱]	بحرالرائق
۱۲	مسبوق کے متعلقہ احکام میں سے ایک یہ ہے کہ وہ بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد امام کے سلام سے پہلے کھڑا نہ ہو مگر بعض صورتوں میں اسے امام کے سلام سے پہلے کھڑا ہونا جائز ہے (ا) جبکہ مسبوق نے موزوں پر مسح کر رکھا ہو اور اسے مسح کی مدت ختم ہونے کا خوف ہو۔[۱] یا وہ مسبوق معذور ہو اور اسے وقت نکل جانے کا خوف ہو۔[۲] یا اس مسبوق کو نماز جمعہ میں عصر کا وقت داخل ہونے کا خوف ہو[۳] یا عیدوں کی نماز میں ظہر کا وقت داخل ہونیکا خوف ہو[۴] یا فجر کی نماز میں سورج نکل آنیکا خوف ہو یا[۵] اسے حدث (وضو توڑنے والا امر) آنے کا خوف ہو تو (ان سب صورتوں میں) اس کیلئے جائز ہے کہ وہ (بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد) امام کے فارغ ہونے کا انتظار نہ کرے اور نہ سجدہ سہو کا انتظار کرے لیکن اگر (ایسی نماز ہو کہ) وقت نکلنے سے نماز فاسد ہونے کا خوف نہ ہو تو امام کی پیروی کرے[۲] (ب) اسی طرح اگر مسبوق کو یہ خوف ہو کہ اگر وہ امام کے سلام کا انتظار کرے گا تو لوگ اس کے سامنے سے گزر جائیں گے	

[۱] ہیں۔ ماخوذ از حاشیہ ردالمحتار ج ۱ ص ۵۵۶ (مترجم)

[۲] مثلاً اس دن کی عصر کی نماز کے دوران اگر سورج غروب ہو جائے تو وہ نماز فاسد نہ ہوگی۔ شرح وقایہ مع حاشیہ ج ۱ ص ۱۲۳ اور جیسا کہ حکم نمبر ۱۷ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامۃ — الفصل السابع فی المسبوق واللاحق	حوالہ
۱۶۹		
۱۳	ولو قام فی غیرھا بعد قدر التشہد صح ویکرہ تحریما	کذا فی فتح القدیر والبحر الرائق
۱۴	وان قام قبل ان یقعد قدر التشہد لم یجز	ھکذا فی الخلاصۃ و فتح القدیر
۱۵	ولو فرغ المسبوق قبل سلام الامام وتابع الامام فی السلام قیل تفسد وقیل لا تفسد وبہ یفتی	ھکذا فی الخلاصۃ وفتح القدیر
۱۶	(ومنھا) انہ لا یقوم الی القضاء بعد التسلمتین بل ینتظر فراغ الامام	کذا فی البحر الرائق
۱۷	ویمکث حتی یقوم الامام الی تطوعہ ان کان صلوۃ بعدھا تطوع اولیستدبر المحراب ان لم یکن او ینتقل عن موضعہ او یمضی من الوقت مقدارما لو کان علیہ سہو لسجد	کذا فی التمرتاشی فی باب الصلوۃ العید
۱۸	(ومنھا) ان المسبوق ببعض الرکعات یتابع الامام فی التشہد الاخیر واذا اتم التشہد لایشتغل بما بعدہ من الدعوات ثم ماذا یفعل تکلموا فیہ عن ابن الشجاع انہ یکرر التشہد ای قولہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و ھو المختار	کذا فی الغیاثیۃ
	والصحیح ان المسبوق یترسل فی التشہد حتی یفرغ عند سلام الامام	کذا فی الوجیز للکردری وفتاوی قاضیخان و ھکذا فی الخلاصۃ وفتح القدیر
۱۹	(ومنھا) انہ لو سلم مع الامام ساھیا اوقبلہ لایلزمہ سجود السہو وان سلم بعدہ لزمہ	کذا فی الظہیریۃ
۲۰	ھو المختار	کذا فی جواھر الاخلاطی
۲۱	وان سلم مع الامام علی ظن ان علیہ السلام مع الامام فھو سلام عمدا فتفسد	کذا فی الظہیریۃ
۲۲	واذا سلم مع الامام ناسیا فظن ان ذلک مفسد فکبر ونوی الاستقبال یصیر خارجا بخلاف المنفرد اذا شک فکبر ینوی الاستقبال	کذا فی فتاوی قاضیخان

لے جیسا کہ ردالمحتار میں مسبوق کے متعلق لکھا ہے کہ جب امام سلام پھیرے تو وہ چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہو اور اگر مسبوق نے سلام پھیر دیا تو اسکا حکم یہ ہے کہ اگر جان بوجھ کر سلام پھیرا تو اسکی نماز فاسد ہوگئی اور اگر جان بوجھ کر نہیں (بلکہ بھول کر سلام) پھیرا تو اسکی نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر مسبوق نے بھول کر امام سے پہلے

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — ساتویں فصل مسبوق اور لاحق کا بیان	حوالہ
۱۶۹	تو وہ (بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد) امام کے فارغ ہونے سے پہلے اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہوجائے	وجیز للکردری
۱۳	اور اگر (مسبوق) مذکورہ صورتوں کے علاوہ میں بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد کھڑا ہوگیا تو (نماز) صحیح ہے اور ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے	فتح قدیر۔ بحرالرائق
۱۴	اور اگر (مسبوق) مقدار تشہد بیٹھنے سے پہلے کھڑا ہوگیا تو یہ جائز نہ ہوگا۔	خلاصہ۔ فتح قدیر
۱۵	اور اگر مسبوق (اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھ کر) امام کے سلام سے پہلے فارغ ہوگیا اور امام کے سلام میں پیروی کی (۱) تو اس کے متعلق بعض کا قول یہ ہے کہ اسکی نماز فاسد ہوجائیگی (ب) اور بعض کا قول یہ ہے کہ اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اور اسی پر فتوی ہے۔	خلاصہ۔ فتح قدیر
۱۶	مسبوق کے متعلقہ احکام میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے کے لئے امام کے دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد (فوراً) کھڑا نہ ہو بلکہ امام کی فراغت کا انتظار کرے۔	بحرالرائق
۱۷	اور مسبوق (امام کے دونوں سلام پھیرنے کے بعد) اتنی دیر ٹھہرے کہ امام نفلوں (یا سنتوں) کے لئے اٹھ کھڑا ہو اگر اس نماز کے بعد نفل (یا سنت) نماز ہو یا اگر اس نماز کے بعد نفل (یا سنت) نہ ہوں تو امام محراب سے پھر جائے یا وہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے یا اتنا وقت گذر جائے کہ اگر امام پر سجدہ سہو ہوتا تو وہ ادا کرلیتا۔	تمرتاشی
۱۸	مسبوق کے متعلقہ احکام میں سے ایک یہ ہے کہ جسکی بعض رکعتیں چھوٹ گئی ہوں وہ آخری تشہد میں امام کی پیروی کرے اور جب تشہد پڑھ چکے تو اس کے بعد کی دعائیں نہ پڑھے پھر اس میں اختلاف ہے کہ وہ تشہد پڑھ چکنے کے بعد کیا کرے (۱) ابن الشجاع رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وہ کلمہ شہادت یعنی اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بار بار پڑھتا رہے اور یہی حکم مختار ہے۔	غیاثیہ
	(ب) اور صحیح حکم یہ ہے کہ مسبوق تشہد کو آہستہ آہستہ پڑھے حتی کہ امام کے سلام کے قریب فارغ ہو۔	وجیز للکردری۔ قاضیخان۔ خلاصہ۔ فتح قدیر
۱۹	مسبوق کے متعلقہ احکام میں سے ایک یہ ہے کہ اگر اس نے امام کے ساتھ بھول کر (یعنی غفلت سے) سلام پھیر دیا یا امام سے پہلے سلام پھیر دیا تو اس پر سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا اور اگر اس نے امام کے بعد سلام پھیر دیا تو اس پر سجدہ سہو لازم آئیگا [1]	ظہیریہ
۲۰	یہی (مذکورہ) حکم مختار ہے۔	جواہر اخلاطی
۲۱	اور اگر مسبوق نے امام کے ساتھ اس گمان سے سلام پھیرا کہ اُس پر امام کے ساتھ سلام پھیرنا لازم ہے تو یہ جان بوجھ کر سلام پھیرنا ہے۔ پس (اس صورت میں اسکی) نماز فاسد ہوجائیگی [2]	ظہیریہ
۲۲	(۱) اور اگر مسبوق کو یاد نہ رہا اور اُس نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا پھر اسے گمان ہوا کہ اس طرح کا سلام اس کی نماز کو فاسد کرنے والا ہے چنانچہ اس نے وہ نماز از سر نو پڑھنے کی نیت سے تکبیر (تحریمہ) کہی تو وہ (پہلی) نماز سے خارج ہوگیا	

[1] یا امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو اس پر سجدہ سہو بھی نہیں اور اگر مسبوق نے امام کے بعد (بھول کر) سلام پھیر دیا تو اس پر سجدہ سہو آئیگا کیونکہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ اکیلا نماز پڑھنے والے کے حکم میں ہے۔ ماخوذ از ردالمختار ج ۱ ص ۶۹۶ (مترجم) [2] جیسا کہ حکم ۳۶/۱۶۹ میں ہے کیونکہ نمازی اگر نماز کا سلام جان بوجھ کر کہے تو اسکی نماز ٹوٹ جاتی ہے ماخوذ از فتاوی عالمگیریہ۔ بحث نماز باب ۷ ص ۹۸ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامۃ — الفصل السابع فی المسبوق واللاحق	حوالہ
۱۶۹		
۲۳	(ومنها) انه يقضى اول صلوته فى حق القرأة و آخرها فى حق التشهد حتى لو ادرك ركعة من المغرب قضى ركعتين و فصل بقعدة فيكون بثلاث قعدات و قرأ فى كل فاتحة وسورة	
	ولو ترك القرأة فى احداهما تفسد	هكذا فى الخلاصة
۲۴	ولو ادرك ركعة من الرباعية فعليه ان يقضى ركعة يقرأ فيها الفاتحة والسورة ويتشهد ويقضى ركعة اخرى كذلك ولا يتشهد	
	وفى الثالثة بالخيار والقرأة افضل	هكذا فى الخلاصة
۲۵	ولو ادرك ركعتين قضى ركعتين بقرأة ولو ترك فى احداهما فسدت	كذا فى الوجيز للكردرى
۲۶	ولو كان الامام يقضى قرأة تركها فى الشفع الاول فى الشفع الثانى فادركه فيه و اقتدى به يأتى بالقرأة فيما يقضى حتى لو تركها فيه تفسد	كذا فى الوجيز للكردرى
۲۷	(ومنها) انه منفرد فيما يقضى (الا فى اربع مسائل) (احداها) انه لا يجوز اقتداءه ولا الاقتداء به فلو اقتدى مسبوق بمسبوق فسدت صلوة المقتدى قرأ او لم يقرأ دون الامام	كذا فى البحر الرائق
۲۸	ولو نسى احد المسبوقين المتساويين كمية ما عليه فقضى ملاحظا للاخر بلا اقتداء به صح	هكذا فى الخلاصة
۲۹	ولو ظن الامام ان عليه سهوا [۴] فسجد للسهو فتابعه المسبوق فيه ثم علم انه لم يكن عليه سهو فاشهر الروايتين ان صلوة المسبوق تفسد لانه اقتدى فى	

[۱] اس کے متعلق حکم نمبر ۲۸ تا ۳۰/۱۱۲ وحکم ۳۳/۱۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] یعنی فوت شدہ نماز کو قرأت کے حق میں شروع نماز سمجھے اور تشہد کے حق میں امام کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز کو بھی ملالے۔ ماخوذ از حاشیہ اردو فتاوی ھذا از امیر علی مطبوعہ علمی پریس لاہور (مترجم) [۳] قرأت کے متعلق حکم نمبر ۵/۱۱۵ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] فتاوی عالمگیریہ کے نسخہ امیریہ میں عبارت یوں تھی ولو ظن ان الامام أ عليه سهوا فسجد للسهو الخ هكذا فى الظهيرية اھ

دفعات و شق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — ساتویں فصل مسبوق اور لاحق کا بیان	حوالہ
۱۶۹	(ب) لیکن اگر اکیلے نماز پڑھنے والے کو شک ہوا تو اس نے وہ نماز از سر نو پڑھنے کی نیت سے تکبیر کہی تو اس کے لئے (سابقہ نماز سے خارج ہونے کا) مذکورہ حکم نہیں ہے [۱]	قاضیخان
۲۳	(ا) مسبوق کے متعلقہ احکام میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنی چھوٹی ہوئی جو نماز بعد میں پڑھتا ہے وہ قرأت کے حق میں اس کی نماز کا پہلا حصّہ ہے اور تشہد کے حق میں اسکی نماز کا آخری حصّہ ہے [۲]	
	(ب) حتیٰ کہ اگر کسی مسبوق نے مغرب کی نماز میں امام کیساتھ ایک رکعت پائی تو وہ بعد میں دو رکعتیں پڑھے اور ان دو رکعتوں کے درمیان قعدہ کرے پس اسکے تین قعدے ہو جائینگے اور وہ (بعد کی ان دونوں رکعتوں میں سے) ہر ایک میں فاتحہ اور سورت پڑھیگا [۳]	
	(ج) اور اگر اس نے ان دو رکعتوں میں سے کسی ایک میں قرأت چھوڑ دی تو (اسکی) نماز فاسد ہو جائیگی	خلاصہ
۲۴	اگر کسی مسبوق نے چار رکعت والی نماز سے ایک رکعت امام کے ساتھ پائی تو اس پر لازم ہے کہ وہ بعد میں ایک رکعت اسطرح پڑھے کہ اسمیں فاتحہ اور سورت پڑھے اور پھر تشہد پڑھے اور ایک اور رکعت اسی طرح (فاتحہ و سورت سمیت) پڑھے اور تشہد نہ پڑھے اور (بعد کی) تیسری رکعت میں اسے (قرأت کے متعلق) اختیار ہے۔ اور اس میں قرأت کرنا افضل ہے۔	خلاصہ
۲۵	اگر (مذکورہ صورت میں) کسی مسبوق نے امام کے ساتھ دو رکعتیں پائیں تو وہ بعد میں دو رکعتیں قرأت کے ساتھ پڑھے اور اگر ان دونوں میں سے کسی ایک رکعت میں قرأت چھوڑ دی تو وہ نماز فاسد ہو جائیگی۔	وجیز للکردری
۲۶	اور اگر امام نے پہلے دوگانہ میں قرأت چھوڑ دی تھی اور وہ دوسرے دوگانہ میں اس قرأت کی قضا کر رہا تھا اور اس میں مسبوق شریک ہوا اور امام کی اقتدا کی تو (اس صورت میں بھی) جب مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھے تو اس میں بھی قرأت کرے حتیٰ کہ اگر اس نے اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے میں قرأت نہ کی تو نماز فاسد ہو جائیگی۔	وجیز للکردری
۲۷	مسبوق کے متعلقہ احکام میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے میں اکیلے نماز پڑھنے والے کے حکم میں ہے۔ مگر چار مسئلوں میں وہ اکیلے نماز پڑھنے والے کے حکم میں نہیں ہے ان چار مسئلوں میں سے ایک یہ ہے کہ اسے کسی کی اقتدا جائز نہیں ہے اور نہ کسی کو اس کی اقتدا کرنا جائز ہے اور اگر کسی مسبوق نے مسبوق کی اقتدا کی تو اقتدا کرنیوالے مسبوق کی نماز فاسد ہو گی خواہ اس نے خود قرأت کی یا نہ کی۔ مگر امام کی نماز فاسد نہ ہو گی۔	بحرالرائق
۲۸	اور اگر دو مسبوق شخصوں میں سے ایک یہ بھول گیا کہ اس کی کتنی نماز چھوٹی ہے تو اس نے دوسرے مسبوق کو دیکھتے ہوئے چھوٹی ہوئی نماز پڑھی مگر اس کی اقتدا نہ کی تو (اس صورت میں اسکی نماز) صحیح ہے	خلاصہ
۲۹	اور اگر امام کو یہ گمان ہوا کہ اس کے ذمہ سجدہ سہو ہے۔ پس اس نے سجدہ سہو کیا اور مسبوق نے اس کی پیروی کی پھر معلوم ہوا کہ امام کے ذمہ سجدہ سہو نہ تھا تو (اس صورت میں) اس کے حکم کے متعلق دو روایتیں ہیں (۱)	

ظہیریہ کی یہی عبارت البحرالرائق میں یوں ہے۔ ولوظن الامام ان علیہ سھوا فسجد للسھو الخ کذا فی الظہیریۃ اور چونکہ نسخہ امیریہ میں ظہیریہ کی یہ عبارت بلحاظ معنی واضح نہ تھی لہٰذا متن میں ظہیریہ کی یہ عبارت ان الفاظ میں درج ہے جیسے البحرالرائق ج ۱ ص ۳۷۶ مصری میں بحوالہ ظہیریہ لکھا ہے اور اس مسئلہ کی عبارت قاضیخان میں بھی یوں ہے۔ اذا ظن الامام ان علیہ سھوا فسجد للسھو الخ۔ فتاویٰ قاضیخان علی ھامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۱۰۱ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة — الفصل السابع فی المسبوق واللاحق	حوالہ
۲۹	موضع الانفراد قال الفقیه ابو اللیث رحمه الله فی زماننا لا تفسد	هكذا فى الظهيرية
۳۰	وان لم یعلم لا تفسد صلوته فی قولهم	كذا فى فتاوى قاضيخان
۳۱	هو المختار وبه یفتی ابو حفص الکبیر وهو المأخوذ به	كذا فى الغياثية
۳۲	ولو قام الامام الی الخامسة فتابعه المسبوق ان قعد الامام علی رأس الرابعة تفسد صلوة المسبوق وان لم یقعد لم تفسد حتی یقید الخامسة بالسجدة فاذا قیدها بالسجدة فسدت صلوة الکل	هكذا فى فتاوى قاضيخان
۳۳	(ثانیها) انه لو کبر ناویا للاستیناف یصیر مستانفا قاطعا للاولی بخلاف المنفرد	كذا فى فتح القدير والبحر الرائق
۳۴	(ثالثها) انه لو قام الی قضاء ما سبق به وعلی الامام سجدتا سهو قبل ان یدخل معه کان علیه ان یعود فیسجد معه ما لم یقید الرکعة بسجدة فان لم یعد حتی سجد یمضی وعلیه ان یسجد فی آخر صلوته بخلاف المنفرد لا یلزمه السجود لسهو غیره	كذا فى فتح القدير والبحر الرائق
۳۵	(رابعها) انه یأتی بتکبیر التشریق اتفاقا بخلاف المنفرد لا یجب علیه عند ابی حنیفة رح	كذا فى فتح القدير والبحر الرائق
۳۶	(ومنها) انه یتابع الامام فی السهو ولا یتابعه فی التسلیم والتکبیر والتلبیة فان تابعه فی التسلیم والتلبیة فسدت	

ا؎ بحر الرائق میں ظهیریہ کی بقیہ عبارت یہ بھی ہے لان الجهل فی القرآ غالب کذا فی الظهیریة۔ بحر رائق ج ۱ ص ۳۷۴ (مترجم) ۲؎ قاضیخان کی پوری عبارت یوں ہے۔ وان لم یعلم انه لم یکن سهو علی الامام لم تفسد صلوٰۃ المسبوق فی قولهم الخ۔ فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۱۰۱ (مترجم) ۳؎ جیسا کہ حکم نمبر ۱۴۲ میں بھی اس سے ملتا جلتا حکم ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — ساتویں فصل مسبوق اور لاحق کا بیان	حوالہ
۱۶۹	(د) زیادہ مشہور روایت یہ ہے کہ مسبوق کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس لئے کہ مسبوق نے الگ نماز پڑھنے کے موقع میں اقتدا کی۔ (ب) اور فقیہ ابو اللیث رحؒ کا قول ہے کہ (مذکورہ صورت میں مسبوق کی نماز) ہمارے زمانہ میں فاسد نہ ہوگی [۱]	ظہیریہ
۳۰	اور اگر (مذکورہ صورت میں) یہ معلوم نہ ہوا (کہ امام کے ذمہ سجدہ نہ تھا) تو فقہاؒ کے قول کے بموجب مسبوق کی نماز فاسد نہ ہوگی [۲]	قاضیخان
۳۱	اور یہی (مذکورہ) حکم مختار ہے اور ابو حفص کبیرؒ اسی پر فتوی دیتے تھے اور اسی حکم کو فقہاؒ نے اختیار کیا ہے	غیاثیہ
۳۲	اور اگر امام پانچویں رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا اور مسبوق نے اسکی پیروی کی تو (اسکا حکم یہ ہے کہ) اگر امام چوتھی رکعت کے بعد (التحیات کے لئے بقدر تشہد) بیٹھا تھا تو مسبوق کی نماز فاسد ہو جائیگی اور اگر امام چوتھی رکعت کے بعد نہ بیٹھا تھا تو جب تک امام پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کرے گا اس (مسبوق) کی نماز فاسد نہ ہوگی اور جب امام نے پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو سب (امام و مقتدی) کی نماز فاسد ہو جائیگی [۳]	قاضیخان
۳۳	(وہ چار مسئلے جن میں مسبوق اکیلے نماز پڑھنے والے کے حکم میں نہیں ہے) انمیں سے دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر مسبوق نے از سر نو نماز پڑھنے کے لئے تکبیر کہی تو اسکی نئی نماز شروع ہو جائیگی اور یہ تکبیر اس کی پہلی نماز کو توڑ دیگی مگر اکیلے نماز پڑھنے والے کے لئے یہ حکم نہیں ہے [۴]	فتح قدیر۔ بحرالرائق
۳۴	(وہ چار مسئلے جن میں مسبوق اکیلے نماز پڑھنے والے کے حکم میں نہیں ہے) ان میں سے تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہوا اور امام کے ذمہ امام کے ساتھ مسبوق کے شامل ہونے سے پہلے سہو کے دو سجدے تھے تو مسبوق پر لازم ہے کہ لوٹے اور امام کے ساتھ سہو کے سجدے کرے۔ مسبوق کے لئے یہ حکم اس وقت تک ہے جب تک اس نے اپنی (اکیلی نماز کی) رکعت کا سجدہ نہیں کیا۔ اور اگر مسبوق نہ لوٹا حتی کہ (اپنی) اس رکعت کا سجدہ کر لیا تو (اس کے لئے حکم یہ ہے کہ) وہ پڑھتا رہے۔ اور نماز کے آخر میں سجدہ سہو کرلے۔ لیکن اکیلے نماز پڑھنے والے کے لئے یہ حکم نہیں ہے۔ اکیلے نماز پڑھنے والے پر دوسرے کے سہو سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔	فتح قدیر۔ بحرالرائق
۳۵	(وہ چار مسئلے جن میں مسبوق اکیلے نماز پڑھنے والے کے حکم میں نہیں ہے) ان میں سے چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ مسبوق تکبیرات [۵] تشریق کہے گا اس پر ائمہؒ کا اتفاق ہے۔ اور منفرد کیلئے ایسا حکم نہیں ہے کیونکہ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اکیلے نماز پڑھنے والے پر تکبیرات تشریق واجب نہیں ہیں	فتح قدیر۔ بحرالرائق
۳۶	مسبوق کے متعلقہ احکام میں سے ایک یہ ہے کہ (۱) مسبوق سجدہ سہو میں امام کی پیروی کرے اور سلام پھیرنے تکبیر (تکبیرات تشریق) کہنے اور تلبیہ [۶] کہنے میں امام کی پیروی نہ کرے	

[۴] جیسا کہ حکم نمبر ۲۸ تا ۳۰/۱۱۳ و ۲۲/۱۶۹ میں ہے (مترجم) [۵] تکبیرات تشریق سے مراد یہ کلمے ہیں۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ یہ تکبیریں ذوالحجہ کی نویں تاریخ کی نماز صبح سے تیرہویں تاریخ کی نماز عصر تک ہر فرض نماز کی جماعت کے بعد ایکبار پڑھی جاتی ہیں۔ فتاوی عالمگیریہ بحث نماز باب نمبر ۱ ص ۱۵۲ (مترجم)

[۶] تلبیہ سے مراد لبیک، لبیک، الخ کے کلمات کہنا جیسے حاجی صاحبان کہتے ہیں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامه — الفصل السابع فی المسبوق واللاحق	حواله
۱۶۹	وان تابعه فی التکبیر وهو یعلم انه مسبوق لا تفسد صلوته والیه مال شمس الائمة السرخسی رح والمراد من التکبیر تکبیرا لتشریق	کذا فی الظهیریة کذا فی البحر الرائق
۳۷	(ومنها) ان الامام لو تذکر سجدة تلاوة وعاد الی قضاءها ان لم یقید المسبوق رکعته بسجدة یرفض ذلك ویتابع فیها ویسجد معه للسهو ثم یقوم الی القضاء ولو لم یعد فسدت صلوته ولو تابعه بعد تقییدها بالسجدة فیها فسدت روایة واحدة وان لم یتابعه ففی روایة کتاب الاصل تفسد ایضا	کذا فی فتح القدیر وهکذا فی البدائع والتتارخانیة ناقلا عن الطحاوی والمضمرات وشرح المبسوط للامام السرخسی والسراج الوهاج والخلاصة
	ولو ان الامام لم یعد الی سجدة التلاوة فصلوة المسبوق تامة فی الاحوال کلها وعلیه ان یقضی ما علیه	کذا فی التتارخانیة
۳۸	ولو تذکر الامام سجدة صلبیة وعاد الیها یتابعه وان لم یتابعه فسدت وان قید رکعته بالسجدة تفسد فی الروایات کلها عاد اولم یعد	کذا فی البحر الرائق
۳۹	والاصل انه اذا اقتدی فی موضع الانفراد او انفرد فی موضع الاقتداء تفسد	کذا فی البحر الرائق

۱۷۰- اللاحق

تعداد شق ۲

دفعات وشق نمبر	متن	حواله
۱	(اللاحق) وهو الذی ادرك اولها وفاته الباقی لنوم او حدث او بقی قائما للزحام او الطائفة الاولی فی صلوة الخوف کانه خلف الامام لا یقرء ولا یسجد للسهو	کذا فی الوجیز للکردری
۲	ولو سجد الامام للسهو لایتابعه الاحق قبل قضأ ما علیه بخلاف المسبوق	کذا فی الخلاصة

۱ مسبوق کے سلام پھیرنے کے متعلق حکم نمبر ۱۹ تا ۲۲ / ۱۶۹ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ مسبوق کے متعلق حکم نمبر ۱۹ تا ۲۲ ، ۳۷ / ۱۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — ساتویں فصل مسبوق اور لاحق کا بیان	حوالہ
۱۶۹	(ب) اگر مسبوق نے سلام پھیرنے اور تلبیہ کہنے میں امام کی پیروی کی تو (اسکی) نماز فاسد ہوگئی	
	(ج) اور اگر مسبوق نے تکبیرات کہنے میں امام کی پیروی کی اور اسے معلوم ہے کہ وہ مسبوق ہے۔ تو اسکی نماز فاسد نہ ہوگی۔ حضرت شمس الائمہ سرخسی اسی (حکم) کی طرف مائل ہیں	ظہیریہ
	(د) اور تکبیر سے مراد تکبیرات تشریق ہیں	بحر رائق
۳۷	مسبوق کے متعلقہ احکام میں سے ایک یہ ہے کہ اگر امام کو سجدہ تلاوت یاد آیا (۱) اور وہ اس سجدہ کے لئے لوٹا تو (مسبوق کے لئے حکم یہ ہے کہ) اگر مسبوق نے اپنی (چھوٹی ہوئی نماز کی) رکعت کا سجدہ نہیں کیا تو وہ اس (رکعت) کو چھوڑ دے اور امام کی پیروی کرے اور اس کے ساتھ سجدہ سہو کرے اور پھر اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہو اور اگر وہ مسبوق نہ لوٹا تو اسکی نماز فاسد ہوگئی۔ اور اگر مسبوق نے اپنی رکعت کا سجدہ کر لینے کے بعد امام کی پیروی کی تو (اسکی) نماز فاسد ہوگئی اس صورت کا یہ حکم ایک روایت کے بموجب ہے۔	
	اور اگر مسبوق نے (اس صورت میں) پیروی نہ کی تو اصل کی روایت کے بموجب (اسکی) نماز فاسد ہو جائے گی۔	فتح قدیر۔ بدائع۔ تتارخانیہ۔ مضمرات۔ شرح مبسوط۔ سراج وہاج۔ خلاصہ
	(ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) امام سجدہ تلاوت کیلئے نہ لوٹا تو مسبوق کی نماز تمام صورتوں میں پوری ہے اور جس قدر اس کے ذمہ (چھوٹی ہوئی نماز) ہے وہ اسے پڑھے گا۔	تتارخانیہ
۳۸	اگر امام کو نماز کا سجدہ یاد آیا اور وہ اس سجدہ کے لئے لوٹا تو (۱) مسبوق اس کی پیروی کرے گا اور اگر اس نے امام کی پیروی نہ کی تو اسکی نماز فاسد ہوگئی (ب) اور اگر (اس صورت میں) مسبوق نے اپنی (چھوٹی ہوئی نماز کی) رکعت کا سجدہ کر لیا تو سب روایتوں کے بموجب اس کی نماز فاسد ہو جائے گی وہ لوٹے یا نہ لوٹے	بحر رائق
۳۹	اور (ان مذکورہ مسائل میں) اصول یہ ہے کہ اگر وہ (اپنی چھوٹی ہوئی نماز) اکیلے پڑھنے کے موقعہ پر اقتداء کرے یا (امام کے پیچھے) اقتداء کے موقعہ پر اکیلے نماز پڑھے تو (اسکی) نماز فاسد ہو جاتی ہے	بحر رائق

۱۷۰۔ لاحق کے احکام

اور اسمیں ۲ شقیں ہیں

۱	لاحق وہ ہے جس نے نماز کا پہلا حصہ (امام کے ساتھ) پا لیا اور (امام سے) اس کی باقی نماز فوت ہو گئی۔ خواہ نیند کی وجہ سے ایسا ہوا یا کسی حدث (وضو توڑنے والے امر) کی وجہ سے ایسا ہوا یا وہ بھیڑ کی وجہ سے کھڑا رہا یا (وہ) نماز خوف کا پہلا گروہ ہے۔ (اس کا حکم یہ ہے کہ) وہ گویا امام کے پیچھے ہے وہ نہ قرأت کرے گا اور نہ سجدہ سہو کرے گا	وجیز للکردری
۲	اور اگر امام سجدہ سہو کرے تو لاحق اپنی باقی نماز ادا کرنے سے پہلے (سجدہ سہو میں) امام کی پیروی کریگا مگر مسبوق کیلئے ایسا حکم نہیں ہے ۲	خلاصہ

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة — الفصل السابع فی المسبوق واللاحق	حواله
۱۷۰ ۳	اللاحق اذا عاد بعد الوضوء ينبغي له ان يشتغل اولا بقضأ ما سبقه الامام بغير قرأة يقوم مقدار قيام الامام وركوعه وسجوده ولو زاد او نقص فلا يضر	هكذا فی شرح الطحاوی
۴	واذا كبر مع الامام ثم نام حتى صلى الامام ركعة ثم انتبه فانه يصلي الركعة الاولى وان كان الامام يصلي الركعة الثانية	هكذا فی الذخيرة
۵	ولو لم يشتغل بقضاء ما سبقه الامام ولكن يتابع الامام ثم قضى ما سبقه الامام بعد تسليم الامام جازت صلوته عندنا	هكذا فی شرح الطحاوی
۶	المسافر اللاحق اذا نوى الاقامة في حال اداء ما فاته مع الامام او احدث فدخل مصره يتم صلوة المسافرين خلافا لزفرؒ هذا اذا فرغ الامام من الصلوة اما اذا لم يفرغ بعد يصلي اربعا بالاتفاق	كذا فی المصفی
۷	والامام اذا ترك القعدة الاولى في ذوات الاربع ناسيا وخلفه لاحق بان نام فانتبه او سبقه حدث فذهب وتوضاء ثم جاء وقد سبقه الامام بركعات لا يقعد في موضع القعود عندنا خلافا لزفرؒ بخلاف المسبوق	هكذا فی الحصر

۱۷۱- المسبوق يخالف اللاحق في القضأ في ستة اشياء — تعداد شق ۳[1]

۱	في محاذاة المرأة والقرأة والسهو والقعدة الاولى اذا تركها الامام وفي ضحك الامام في موضع السلام وفي نية الامام الاقامة اذا قيد المسبوق الركعة بالسجدة	كذا فی الظهيرية
۲	رجل سبق بركعة في صلوة هي من ذوات الاربع ونام خلف الامام في الثلاث الباقية ثم انتبه يأتي بما عليه في حال نومه ولا يقرأ فيها ثم يقعد متابعة الامام ثم يقوم ويصلي ركعة بقرأة ويقعد ويتم صلوته	هكذا فی الخلاصة

[1] مسبوق کے متعلق حکم نمبر ۲۳/۱۵۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات	دشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — ساتویں فصل مسبوق اور لاحق کا بیان	حوالہ
۱۷۰	۳	لاحق جب وضو کرکے لوٹے تو اسے چاہیئے کہ وہ پہلے اس (کھوئی ہوئی) نماز کو پڑھنے میں مشغول ہو جو نماز امام اس سے پہلے پڑھ چکا وہ قرأت کے بغیر امام کے قیام کے بقدر کھڑا رہے اور امام کے رکوع وسجود کے بقدر رکوع وسجود کرے اور اگر (قیام۔ رکوع اور سجود کے اندازے میں) کچھ کمی بیشی ہو جائے تو ایسی کمی بیشی نقصان دہ نہ ہوگی۔	شرح طحاوی
	۴	کسی شخص نے امام کے ساتھ تکبیر (تحریمہ) کہی پھر سو گیا حتی کہ امام نے ایک رکعت پڑھ لی پھر وہ شخص جاگ پڑا تو وہ شخص پہلی رکعت پڑھے گا اگرچہ امام دوسری رکعت میں ہوگا۔	ذخیرہ
	۵	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ شخص اس نماز کے پڑھنے میں مشغول نہ ہوا جو نماز امام اس سے پہلے پڑھ چکا لیکن وہ (پہلے) امام کی پیروی میں لگ گیا پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس نے وہ (کھوئی ہوئی) نماز پڑھی جو نماز امام اس سے پہلے پڑھ چکا تھا تو (اس صورت میں) ہمارے ہاں اسکی نماز جائز ہوگئی۔	شرح طحاوی
	۶	ایک مسافر شخص لاحق تھا جب وہ اس (کھوئی ہوئی) نماز کو ادا کر رہا تھا جو نماز امام اس سے پہلے پڑھ چکا تھا تو اس دوران اس نے مقیم ہونے کی نیت کر لی یا مسافر لاحق کو حدث ہوا پھر وہ اپنے شہر میں داخل ہو گیا تو (اس صورت میں) (ا) وہ مسافروں والی نماز پوری کرے گا۔ اس حکم میں امام زفرؒ کا اختلاف ہے اور یہ مذکورہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ امام نماز سے فارغ ہو جائے (ب) اور اگر امام اس (مذکورہ تبدیلی) کے بعد تک نماز سے فارغ نہیں ہوا تو (اس صورت میں) وہ مسافر بالاتفاق چار رکعتیں پڑھے گا۔	مصفی
۱	۷	اگر امام نے چار رکعت والی نماز میں پہلا قعدہ (التحیات کیلئے بیٹھنا) بھول کر چھوڑ دیا اور اس کے پیچھے کوئی شخص بایں صورت لاحق تھا کہ وہ سو کر پھر جاگ پڑا یا اسے حدث (وضو توڑنے والا امر) درپیش ہوا تو اس نے جاکر وضو کیا اور پھر آیا اور اس دوران امام نے کئی رکعتیں پڑھ لیں تو وہ اس قعدہ کے لئے (جو امام اسے بھول کر چھوڑ گیا تھا) نہ بیٹھے۔ یہ حکم ہمارے ہاں ہے۔ اور امام زفرؒ کا اس میں اختلاف ہے اور مسبوق کا حکم ایسا نہیں ہے	حصر

۱۷۱- چھ چیزوں میں مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے میں لاحق سے مختلف ہوتا ہے — اسمیں ۲ شقیں ہیں

(جن چھ چیزوں میں مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھتے میں لاحق سے مختلف ہوتا ہے وہ یہ ہیں)

دشق نمبر	متن	حوالہ
۱	عورت کے برابر کھڑا ہونے میں۔ قرأت میں۔ سجدہ سہو میں۔ قعدہ اولی (پہلی التحیات کیلئے بیٹھنے) میں جبکہ امام اس قعدہ کو چھوڑ دے۔ سلام کی جگہ امام کے ہنس دینے میں۔ اور اس بات میں کہ امام مسافر ہو اور مقیم ہونے کی نیت کرے جبکہ مسبوق اپنی (چھوٹی ہوئی) نماز پڑھنے میں رکعت کا سجدہ کر چکا ہو	ظہیریہ
۲	چار رکعت والی نماز میں کوئی آدمی ایک رکعت چھوٹ جانے سے مسبوق ہوا پھر امام کے پیچھے باقی تین رکعتوں میں سو گیا پھر جاگا تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) وہ (پہلے اپنی کھوئی ہوئی) اس نماز کو پڑھے جو نیند کی حالت میں اسکے ذمہ رہ گئی ہے اور اس میں قرأت نہ کرے پھر امام کی پیروی کرتے ہوئے التحیات کے لئے بیٹھے	

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامۃ — مما یتصل بذلک مسائل الاختلاف	حوالہ
۱۷۱		
۳	ولونام فی رکعتین وشك فی رکعۃ هل ادرکها مع الامام یأتی بالرکعۃ التی هو شاك فیها فی آخر الصلوۃ	هکذا فی الخلاصۃ

۱۷۲۔ و مما یتصل بذلک مسائل الاختلاف بین الامام والمأموم او بین القوم تعداد شق

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	لو وقع الاختلاف بین الامام والقوم فقال القوم صلیت ثلاثا وقال الامام صلیت اربعا ان کان الامام علی الیقین لا یعید الصلوۃ بقولهم وان لم یکن علی یقین یعید الصلوۃ بقولهم	کذا فی الخلاصۃ
۲	ولو اختلف القوم قال بعضهم صلی ثلاثا وقال بعضهم صلی اربعا والامام مع احد الفریقین یؤخذ بقول الامام وان کان معه واحد	کذا فی الخلاصۃ
۳	واذا لم یکن مع الامام واحد واعاد الامام الصلوۃ واعاد القوم معه مقتدین به صح اقتداؤهم به	کذا فی المحیط
۴	ولو استیقن واحد من القوم انه صلی ثلاثا واستیقن واحد انه صلی اربعا والامام والقوم فی شك لیس علی الامام والقوم شئ	کذا فی الخلاصۃ
۵	ولا یستحب للامام الاعادۃ وعلی المتیقن بالنقصان الاعادۃ	هکذا فی المحیط
۶	ولو کان الامام استیقن انه صلی ثلاثا وواحد استیقن بالتمام کان علیه ان یعید بالقوم ولا اعادۃ علی الذی تیقن بالتمام	هکذا فی المحیط
۷	ولو استیقن واحد من القوم بالنقصان وشك الامام والقوم فان کان ذلك فی الوقت اعادوها احتیاطا وان لم یعیدوا فلا شئ علیهم الا اذا استیقن عدلان بالنقصان واخبرا بذلک	کذا فی الخلاصۃ
۸	امام صلی بقوم وذهب قال بعضهم هی الظهر وقال بعضهم هی العصر فان کان فی وقت الظهر فهی الظهر وان کان فی وقت العصر فهی العصر وان کان مشکلا جاز للفریقین	کذا فی الظهیریۃ

[illegible]

دفعات و شق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — مزید مسائل۔ امام اور مقتدی یا جماعت میں اختلاف ہونا	حوالہ
۱۷۱	پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت قرأت سے پڑھے پھر التحیات کیلئے بیٹھے اور نماز پوری کرے	خلاصہ
۳	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ دو رکعتوں میں سو گیا تھا اور ایک رکعت میں اسے شک ہو گیا کہ آیا اسے امام کے ساتھ ملی تھی یا نہ تو اس صورت میں حکم یہ ہے کہ جس رکعت میں شک ہے اُسے (نماز کے) آخر میں قضا کرے۔	خلاصہ
۱۷۲	**مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مسائل۔ امام اور مقتدی یا جماعت میں اختلاف ہونیکے متعلق احکام**	اسمیں ۸ شقیں ہیں
۱	(ا) اگر امام اور جماعت کے لوگوں میں اختلاف ہو گیا اور جماعت کے لوگوں نے کہا کہ آپ نے تین رکعت پڑھی ہیں۔ اور امام نے کہا میں نے چار رکعت پڑھی ہیں تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) اگر امام کو اپنی بات پر یقین ہے تو جماعت کے لوگوں کے کہنے سے نماز نہ لوٹائے گا (ب) اور اگر امام کو (رکعتوں کی تعداد کے متعلق) اپنی بات پر یقین نہیں ہے تو جماعت کے لوگوں کے کہنے کی بناء پر نماز لوٹائے گا	خلاصہ
۲	اور اگر (مذکورہ صورت میں) جماعت کے لوگوں میں سے بعض نے کہا کہ امام نے تین رکعتیں پڑھی ہیں اور بعض نے کہا کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں اور امام انہیں سے کسی ایک فریق کے ساتھ ہو تو امام کا قول اختیار کیا جائیگا خواہ اس کے ساتھ ایک ہی شخص ہو	خلاصہ
۳	اور اگر (مذکورہ صورت میں) امام کے قول کے ساتھ ایک شخص بھی نہ تھا اور امام نے نماز لوٹائی اور جماعت کے لوگوں نے بھی اس کا اقتداء کرتے ہوئے نماز لوٹائی تو امام کے ساتھ ان کی اقتداء صحیح ہو گی	محیط
۴	اگر (مذکورہ صورت میں) جماعت میں ایک شخص کو یقین ہوا کہ امام نے تین رکعتیں پڑھی ہیں اور ایک شخص کو یقین ہوا کہ اسنے چار رکعتیں پڑھی ہیں اور امام اور جماعت کے (دوسرے) لوگ شک میں ہیں تو (ایسی صورت میں) امام اور جماعت والوں پر کچھ واجب نہیں ہے	خلاصہ
۵	اور (مذکورہ صورت میں) امام پر نماز لوٹانا مستحب نہیں ہے اور جسے یقین ہے کہ کم رکعتیں پڑھی گئی ہیں اس پر لازم ہے کہ وہ نماز لوٹائے۔	محیط
۶	اور اگر امام کو یقین ہے کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں۔ اور ایک شخص کو یقین ہے کہ نماز پوری ہو گئی ہے تو (اس صورت میں) امام کو چاہیئے کہ قوم کے ساتھ نماز کو لوٹائے۔ اور اس شخص پر نماز لوٹانا لازم نہیں جسے نماز پوری ہونیکا یقین ہے	محیط
۷	(ا) اگر جماعت کے لوگوں میں سے ایک شخص کو (نماز کی رکعتوں میں) کمی کا یقین ہو اور امام کو اور جماعت کے باقی لوگوں کو شک ہو تو (اس صورت میں) اگر اس نماز کا وقت باقی ہے تو از روئے احتیاط نماز کو لوٹا لیں - اور اگر انہوں نے نماز نہ لوٹائی تو ان پر کچھ لازم نہیں (ب) لیکن اگر دو عادل (معتبر) شخص نماز (کی رکعتوں) میں کمی کا یقین کر لیں اور اسکی خبر دیں تو پھر (اس صورت میں) مذکورہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر اعادہ کریں)	خلاصہ
۸	ایک امام نماز پڑھا کر چلا گیا۔ (پھر اختلاف ہوا) بعضوں نے کہا یہ ظہر کی نماز تھی اور بعضوں نے کہا یہ نماز عصر کی نماز تھی تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر یہ ظہر کے وقت میں ہوا ہے تو وہ نماز ظہر کی ہے اور اگر یہ عصر کے وقت میں ہوا ہے تو وہ عصر کی نماز ہے (ب) اور اگر وقت میں اشکال پڑتا ہے (یعنی مشکل پیش آتی ہے) تو دونوں فریقوں کی نماز درست ہے [1]	ظہیریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب السادس فی الحدث فی الصلوۃ

دفعات ۱۷۳ تا ۱۷۷ عنوانات ۵ تعداد شق ۸۰

(۱) الفصل الاول الحدث فی الصلوۃ

دفعات ۱۷۳ تا ۱۷۴ عنوانات ۲ تعداد شق ۴۸

۱۷۳۔ الحدث فی الصلوۃ تعداد شق ۴

۱ من سبقه حدث توضأ وبنى — كذا فى الكنز

۲ والرجل والمرأة فى حق حكم البناء سواء — كذا فى المحيط

۳ ولا يعتد بالتى احدث فيها ولا بد من الاعادة — هكذا فى الهداية والكافى

۴ والاستيناف افضل — كذا فى المتون

وهذا فى حق الكل عند بعض المشائخ وقيل هذا فى حق المنفرد قطعا واما الامام والمأموم ان كانا يجدان جماعة فالاستيناف افضل ايضا وان كانا لا يجدان فالبناء افضل صيانة لفضيلة الجماعة وصحح هذا فى الفتاوى — كذا فى الجوهرة النيرة

۱۷۴۔ شروط جواز البناء تعداد شق ۴۴

۱ ثم لجواز البناء شروط (منها) ان يكون الحدث موجبا للوضوء ولا يندر وجوده وان يكون سماويا لا اختيار للعبد فيه ولا فى سببه — هكذا فى البحر الرائق

ـلـه بنا کرے یعنی وضو کرکے اس نماز کے باقیماندہ حصّہ کو پڑھ لے ایسا کرنا اس نماز کے پڑھے ہوئے حصّہ پر بنا کرنا ہے اور اگر اس نماز کے پڑھے ہوئے حصّہ کو چھوڑ دے اور اس نماز کو شروع سے پڑھے تو ایسا کرنا اس نماز کو از سر نو پڑھنا ہے۔ ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ ج ۱ ص ۱۴۸ اور بنا کرنے کے مذکورہ حکم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

چھٹا باب۔ نماز میں حدث (وضو توڑنے والا امر) پیش آنیکے احکام

دفعات ۱۷۳ تا ۱۷۷ عنوانات ۵ تعداد شق ۸۰

(پہلی فصل) نماز میں حدث پیش آنیکے احکام کا بیان

دفعات ۱۷۳ تا ۱۷۴ عنوانات ۲ تعداد شق ۴۸

۱۷۳۔ نماز میں حدث (وضو توڑنے والا امر) پیش آنا — اسمیں ۴ شقیں ہیں

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	جس شخص کو نماز میں وضو توڑنے والا امر پیش آجائے تو وہ وضو کرکے اسی (نماز) پر (باقی نماز کو) بنا کرے[۱]	کنز
۲	اور بنا کرنے کے حکم میں مرد اور عورت برابر ہیں	محیط
۳	(نماز کے) جس (رکن) میں حدث ہوا ہے اسکا شمار نہ ہوگا اور اس (رکن) کا لوٹانا ضروری ہے	ہدایہ۔ کافی
۴	(۱) اور (نماز میں حدث ہونے کی صورت میں) اس نماز کا از سرِ نو پڑھنا افضل ہے	متون
	(ب) یہ (از سرِ نو نماز پڑھنے کی فضیلت کا مذکورہ) حکم بعض مشائخ کے ہاں سب کے لئے ہے اور[۲] بعض کا قول ہے کہ یہ (مذکورہ) حکم اکیلے نماز پڑھنے والے کیلئے یقینی ہے اور امام اور مقتدی کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر وہ دوسری جماعت پالیں تو ان کے لئے بھی وہ نماز از سرِ نو پڑھنا افضل ہے۔ اور اگر دوسری جماعت نہ پائیں تو ان کے لئے اسی نماز پر بنا کرنا افضل ہے تاکہ جماعت کی فضیلت باقی رہے۔ فتاوی میں اس حکم کو صحیح کہا گیا ہے	جوہرہ نیرہ

۱۷۴۔ نماز میں حدث کے بعد بنا جائز ہونیکی شرطیں — اسمیں ۴۴ شقیں ہیں

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	(پھر بنا جائز ہونے کے لئے کچھ شرطیں ہیں) بنا جائز ہونے کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ حدث ایسا ہو کہ (۱) اس کے پائے جانے کے بعد (نماز پڑھنے کے لئے) وضو کرنا ضروری ہوتا ہو۔	

[۱] مراد یہ ہے کہ اس شخص کو ایسا کرنا جائز ہے جسکی شرطیں حکم نمبر ۱۷۴ میں ذکر ہیں۔ اور از سر نو پڑھنا افضل ہے جیسا کہ حکم ۴/۱۷۳ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس في الحدث في الصلوة — شروط جواز البناء	حواله
۱۷۴		
۲	فاذا احدث في الصلوة من بول او غائط او ريح او رعاف متعمدا فسدت صلوته ولا يبني وان لم يتعمد فان كان الحدث موجبا للغسل فكذلك وان كان موجبا للوضوء فان كان بفعل الادمي فكذلك خلافا لابي يوسف رح	كذا في الخلاصة
۳	واذا ذرعه القيء ملأ الفم من غير قصد يتوضأ ويبني ما لم يتكلم وفي التقيؤ لا يبني	هكذا في المحيط
۴	ولو اصاب المصلي حدث بغير فعله كما لو اصابته بندقة او رماه انسان بحجر او مدر فشج رأسه او مس احد قرحه فادماه لا يجوز له البناء في قول ابي حنيفة رح ومحمد رح	هكذا في شرح الطحاوي
۵	ولو سقط من السطح مدر او لوح فشج رأسه ان كان بمرور المار استقبل الصلوة خلافا لابي يوسف رح وان كان لا بمرور المار فمن مشائخنا رح من قال يبني بلا خلاف ومنهم من قال على الاختلاف هو الصحيح وكذلك لو كان تحت شجرة فسقطت منها ثمرة فجرحته ولو دخل الشوك في رجل المصلي او سجد فدخل الشوك في جبهته فسال منه الدم من غير قصده لا يبني وكذلك لو عضه زنبور فسال منه الدم ولو عطس فسبقه الحدث من عطاسه او تنحنح فخرج بقوته ريح قيل لا يبني وهو الصحيح	كذا في الظهيرية

ا؎ کبھی کبھار یعنی وہ حدث عادتاً شاذ و نادر ہی ہوا کرتا ہے مثلاً قہقہہ او غشی۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۵۶۱ وھدایہ ج ۱ ص ۱۲۱ اور یا مثلاً
اف سے پانی جاری ہوگیا تو اس صورت میں بنانہ کرے (ماخوذ از حاشیہ فتاوی ھذا از سید امیر علی رح مطبوعہ علمی پریس ص ۱۴۰ ج ۱ (مترجم)
۲؎ کیونکہ امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے ہاں بندے کے فعل سے کسی بھی بندے کا فعل مراد ہے پس ان کے ہاں اگر وہ فعل اس نمازی یا کسی اور بندے
ہو تو وہ حدث سماوی نہ ہوگا اور وہ بنانہ کرسکے گا اور امام ابو یوسف رح کے ہاں بندے کے فعل سے اس نمازی کا فعل مراد ہے پس امام ابو یوسف رح
ے ہاں اگر وہ حدث اس نمازی کے علاوہ کسی بندے کے فعل سے ہو تو وہ سماوی ہوگا اور اس صورت میں وہ بنا کرسکے گا۔ ماخوذ از رد المحتار

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب نماز میں حدث پیش آنیکے احکام — بنا جائز ہونے کی شرطوں کا بیان	حوالہ
۱۷۴	(ب) اور وہ حدث ایسا نہ ہو جو کبھی کبھار ہوتا ہے [۱] (ج) اور وہ حدث سماوی ہو یعنی اس حدث کے پیش آنے میں اور اس کے سبب میں بندے کا اختیار نہ ہو	بحر رائق
۲	(ا) پس اگر کسی نے نماز میں پیشاب یا پاخانہ یا ہوا یا نکسیر کا حدث جان بوجھ کر کیا۔ تو اس کی نماز فاسد ہو گی اور وہ بنا نہ کریگا۔ (ب) اور اگر اس نے حدث جان بوجھ کر نہیں کیا تو (اسکا حکم یہ ہے کہ) اگر اس حدث سے غسل واجب ہوتا ہے تب بھی یہی (مذکورہ) حکم ہے (یعنی اسکی نماز فاسد ہو گی اور وہ بنا نہ کریگا) (ج) اور اگر اس حدث سے وضو واجب ہوتا ہے تو اگر وہ حدث آدمی کے (اختیاری) فعل سے ہوا ہے تب بھی یہی (مذکورہ) حکم ہے (یعنی اس کی نماز فاسد ہو گی اور وہ بنا نہ کرے گا) اور امام ابو یوسف رح کا اسمیں اختلاف ہے [۲]	خلاصہ
۳	(ا) اور اگر کسی کو (نماز میں) منہ بھر کر غیر اختیاری قے آگئی تو وہ وضو کرے اور اس کے لئے بنا کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس نے بات چیت نہیں کی (ب) اور جان بوجھ کر قے کرنیکی صورت میں بنا نہ کرے گا	محیط
۴	اگر کسی نمازی کو اس کے اپنے اختیاری فعل کے بغیر حدث ہوا مثلاً اسے کہیں سے گولی لگی۔ یا کسی نے اسے تیر یا پتھر یا ڈھیلا مارا اور نمازی کا سر زخمی کر دیا یا کسی نے اس کے زخم کو چھوا اور اس کا خون نکالدیا تو (ان سب صورتوں میں) امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے ہاں اس نمازی کیلئے بنا کرنا جائز نہ ہو گا	شرح طحاوی
۵	(ا) اگر (کسی نمازی پر) چھت سے ڈھیلا یا تختہ گرا اور اس نے نمازی کا سر زخمی کر دیا تو اگر وہ ڈھیلا یا تختہ کسی گذرنے والے (آدمی) کے گذرنے کی وجہ سے گرا تھا تو وہ نمازی (بنا نہ کرے گا بلکہ) اس نماز کو از سر نو پڑھے گا اور اسمیں امام ابو یوسف رح کا اختلاف ہے (ب) اور اگر وہ ڈھیلا یا تختہ کسی گذرنے والے کے گذرنے کی وجہ سے نہ گرا تھا تو اس کے حکم کے متعلق بعض مشائخ رح کا قول یہ ہے (۱) کہ بغیر اختلاف اس نمازی کیلئے بنا کرنا جائز ہے (۲) اور بعض مشائخ رح کا قول ہے کہ اسمیں اختلاف ہے یہ حکم صحیح ہے [۳] (ج) اسی طرح مذکورہ حکم اس صورت میں بھی ہے کہ اگر کوئی نمازی کسی پھلدار درخت کے نیچے تھا اور اس درخت سے کوئی پھل گرا اور اس نے اس نمازی کو زخمی کر دیا (د) اور اگر کسی نمازی کے پاؤں میں کانٹا لگ گیا یا اس نے سجدہ کیا تو اسکی پیشانی میں کانٹا لگ گیا اور اس سے اس کے اختیار کے بغیر خون نکلا تو وہ بنا نہ کرے گا [۴] (ہ) اسی طرح مذکورہ حکم اس صورت میں بھی ہے کہ اگر کسی نمازی کو بھڑ نے کاٹا اور اس	

ج ۱ ص ۵۶۱ (مترجم) [۳] اختلاف والے قول کی صورت میں وجہ یہ ہے کہ اسکا گرنا بندوں کے رکھنے کی وجہ سے ہے اسی طرح مابعد میں بھی پھل وغیرہ کا گرنا بندوں کے اگانے کی وجہ سے ہے۔ ماخوذ از ردالمختار ج ۱ ص ۵۶۱ نیز اس لئے کہ ایسا کبھی کبھار ہوتا ہے۔ ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ مع عمدۃ الرعایۃ ج ۱ ص ۱۴۹ (مترجم)

[۴] اس لئے کہ وہ اس سے بچاؤ کر سکتا تھا اور نہیں کیا گویا کہ اس نے جان بوجھ کر اور اپنے اختیار سے کیا پس اس کے لئے بنا کرنا جائز نہ ہوگا ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۱۲۵ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی الحدث فی الصلوۃ — شروط جواز البناء	حواله
۱۷۴		
۶	ولو سقط من المرأة الكرسف بغير صنعها مبلولا بنت فى قولهم جميعا وبتحريكها تبنى عند ابى يوسف رح وعندهما لا تبنى	كذا فى التبيين
۷	وان سال من دمل به دم توضأ وغسل وبنى ولو عصر الدمل حتى سال او كان فى موضع ركبتيه دمل فانفتح من اعتماده على ركبتيه فى سجوده فهذا بمنزلة الحدث العمد فلا يبنى على صلوته	كذا فى المحيط
۸	اذا اغمى فى صلوته او جنّ او قهقه يتوضاء ويستقبل الصلوة	هكذا فى شرح الطحاوى
۹	وكذلك اذا نام فى صلوته واحتلم يستقبل ولا يبنى استحسانا واذ نظر الى فرج المرأة فانزل لا يبنى	هكذا فى شرح الطحاوى
۱۰	او انتضح البول على ثوب المصلى اكثر من قدر الدرهم فانصرف فغسلها لا يبنى فى ظاهر الرواية	هكذا فى شرح الطحاوى
۱۱	(ومنها) ان ينصرف من ساعته حتى لو ادى ركنا مع الحدث او مكث مكانه قدر ما يؤدى ركنا فسدت صلوته ولو قرأ ذاهبا تفسد صلوته وآيبا لا وقيل بالعكس والصحيح الفساد فيهما والتسبيح والتهليل لا يمنع البناء فى الاصح	كذا فى التبيين

[1] غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسا کبھی کبھار ہوتا ہے۔ پس شرائط مندرجہ ۱/۱۷۴ کے خلاف ہے واللہ اعلم بالصواب (مترجم) [2] امام ابو یوسف کے ہاں (بموجب حاشیہ ۲/۱۷۴) نمازی کے اختیاری فعل سے وضو ٹوٹے تو بنا جائز نہیں ہوتی مگر اس صورت میں غالباً وجہ یہ ہے کہ چونکہ گدی کے ہلانے سے وضو ٹوٹنا ضروری نہیں ہوتا لہذا ان کے ہاں یہ حدث بھی غیر اختیاری قرار پائے گا اور اس کے لئے بنا کرنا جائز ہوگا۔ واللہ

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب۔ نماز میں حدث پیش آنیکے احکام — بنا جائز ہونے کی شرطوں کا بیان	حوالہ
۱۷۴	نمازی سے خون بہہ نکلا ؎۱ (س) اور اگر کسی نمازی نے چھینک ماری تو اس کے چھینکنے کی وجہ سے اسے حدث ہوگیا یا کوئی نمازی کھانسا اور کھانسنے میں زور لگانے کی وجہ سے اسکی ریح نکل گئی تو (ان صورتوں کے متعلق حکم یہ ہے کہ) بعض کا قول ہے کہ وہ بنا نہ کرے گا اور یہی حکم صحیح ہے	ظہیریہ
۶	(و) اگر عورت سے اسکی گدی اس کے فعل کے بغیر گری اور وہ تر تھی تو سب کے قول کے بموجب اس کے لئے بنا کرنا جائز ہوگا۔ (ب) اور اگر (وہ گدی) عورت کے ہلانے سے گری تو امام ابو یوسف رح کے ہاں اس کے لئے بنا کرنا جائز ہوگا ؎۲ اور امام ابوحنیفہؒ اور امام محمد رح کے ہاں اس کے لئے بنا کرنا جائز نہ ہوگا۔	تبیین
۷	(و) اگر کسی کے پھوڑے میں سے خون بہہ نکلا تو وہ وضو کرے اس خون کو دھوئے اور اس کے لئے بنا کرنا جائز ہے۔ (ب) اگر کسی نے پھوڑے کو نچوڑا (دبایا) حتیٰ کہ وہ بہہ نکلا یا اس کے گھٹنوں میں پھوڑا تھا اور سجدہ میں اس کے گھٹنے ٹیکنے کی وجہ سے پھوڑے کا منہ کھل گیا تو یہ جان بوجھ کر حدث کرنے کے حکم میں ہے اور (ان صورتوں میں) اس کے لئے اپنی نماز پر بنا کرنا جائز نہ ہوگا	محیط
۸	اگر کوئی شخص نماز میں بیہوش ہوگیا یا اسے جنون ہوگیا یا اس نے قہقہہ لگایا تو (ان سب صورتوں میں) وہ وضو کرے اور نماز از سر نو پڑھے ؎۳	شرح طحاوی
۹	(و) اسی طرح مذکورہ حکم اس صورت میں بھی ہے کہ اگر کوئی شخص نماز میں سوگیا اور اسے احتلام ہوگیا تو وہ از سر نو نماز پڑھے گا اور از روئے استحسان اس کے لئے بنا کرنا جائز نہ ہوگا (ب) اور اگر کسی نمازی نے کسی عورت کی شرمگاہ کو دیکھا اور اسے انزال ہوگیا تو اس کے لئے بنا کرنا جائز نہیں ہے ؎۴	شرح طحاوی
۱۰	یا نمازی کے کپڑے پر پیشاب کی چھینٹیں قدر درہم سے زیادہ پڑ گئیں تو وہ لوٹا اور ان چھینٹوں کو دھویا تو ظاہر روایت کے بموجب اس کے لئے بنا کرنا جائز نہیں ہے ؎۵	شرح طحاوی
۱۱	بنا جائز ہونے کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ نمازی (نماز میں) حدث ہوتے ہی واپس ہو (و) حتیٰ کہ اگر کسی نمازی نے کوئی رکن حدث کی حالت میں ادا کیا یا وہ (حدث کے بعد) اس جگہ اتنی دیر ٹھہرا رہا جتنی دیر میں ایک رکن ادا کرسکتا ہے تو اسکی نماز فاسد ہوگئی۔ (ب) اور اگر اس نے جاتے ہوئے قرآت کی تو اسکی نماز فاسد ہوجائے گی اور اگر آتے ہوئے قرآت کی تو نماز فاسد نہ ہوگی بعض کا قول ہے کہ حکم برعکس ہے اور صحیح یہ ہے کہ دونوں صورتوں (جاتے ہوئے یا آتے ہوئے قرآت کرنے) میں نماز فاسد ہونے کا حکم ہے۔	

؎۱ اعلم بالصواب (مترجم) ؎۲ اس کے لئے ۱/۱۴۴ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ ؎۳ اور اگر نماز میں حدث کے بعد جنون۔ بیہوشی یا جنابت ہوگئی تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۴۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ؎۴ کیونکہ اس صورت میں حدث موجب الغسل ہے اور شرائط (۱/۱۴۴) میں ہے کہ وہ حدث موجب لوضو ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۵۶۰ (مترجم) ؎۵ کیونکہ چھینٹیں پڑنا حدث نہیں ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۵۶۱ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی الحدث فی الصلوٰة — شروط جواز البناء	حواله
۱۷۴		
۱۲	ولو احدث الامام وهو راكع فرفع رأسه وقال سمع الله لمن حمده او رفع رأسه من السجود وقال الله اكبر مريدا به اداء ركن فسدت صلوة الكل	
	وان لم يرد به اداء الركن ففيه روايتان عن ابی حنيفة رح	هكذا فی الكافی
۱۳	امام سبقه الحدث فی السجود فرفع رأسه مكبرا فسدت وان رفع بلا تكبير لا تفسد فيستخلف	كذا فی الوجيز للكردری
۱۴	ولو احدث نائما ثم انتبه بعد ساعة يبنی وان مكث يقظان ساعة تفسد	كذا فی معراج الدراية
۱۵	(ومنها) ان لا يفعل بعد الحدث فعلا منافيا للصلوة لو لم يكن احدث الا ما لابد منه او كان من ضرورات ما لابد منه او من توابعه وتتماته حتی اذا سبقه الحدث ثم تكلم او احدث متعمدا او قهقه او أكل او شرب او نحو ذلك لا يجوز له البناء	هكذا فی البدائع
۱۶	وكذا اذا جن او اغمی عليه او اجنب	هكذا فی البدائع
۱۷	او نظر الی فرج المرأة فأمنی	هكذا فی شرح الطحاوی
۱۸	ولو استقی من الاناء او البئر وهو محتاج اليه فتوضأ جاز له البناء	هكذا فی البدائع
۱۹	ولو استنجی فان كان مكشوف العورة بطل البناء وان استنجی تحت ثيابه بحيث لا تنكشف عورته جاز له البناء	هكذا فی البدائع

[1] جیسا کہ رد المحتار میں ہے کہ و عن ابی یوسف رح لو احدث فی سجوده فرفع مكبرا ناويا لتمامه او لم ينو شيئا فسدت لا ان نوی الانصراف الخ رد المحتار ج ۱ ص ۵۴۳ - یعنی مذکورہ صورت میں اگر تکبیر کہہ کر سر اٹھائے اور اسکی نیت وہ رکن پورا کرنے کی ہو یا کچھ نیت نہ ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر نیت واپس لوٹنے کی ہو یا تکبیر کہے بغیر سر اٹھایا کو نماز فاسد نہ ہوگی (مترجم) [2] یعنی ان امور میں سے کوئی امر نماز میں حدث کے بعد

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب نماز میں حدث پیش آنیکے احکام — بناجائز ہونیکی شرطوں کا بیان	حوالہ
۱۷۴	(ج) زیادہ صحیح قول کے بموجب تسبیح (سبحان اللہ پڑھنا) اور تہلیل (لا الٰہ الا اللہ پڑھنا) بنا جائز ہونے کے لئے مانع نہیں ہوتا ہے	تبیین
۱۲	(ا) اگر امام کو رکوع میں حدث ہوا تو اس نے سر اٹھا کر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہا یا (اسے سجدہ میں حدث پیش ہوا تو) اس نے سجدہ سے سر اٹھا کر اللہ اکبر کہا اور ایسا کہنے میں اس نے نماز کا رکن ادا کرنے کا ارادہ کیا تو (ان صورتوں میں) سب کی نماز فاسد ہوگئی (ب) اور اگر (مذکورہ صورتوں میں) اس نے نماز کا رکن ادا کرنے کا ارادہ نہیں کیا تو اس کے حکم کے متعلق امام ابوحنیفہ رحؒ سے دو روایتیں ہیں	کافی
۱۳	کسی امام کو سجدہ میں حدث ہوا تو اس نے اَللّٰہُ اَکْبَر کہتے ہوئے سر اٹھایا تو نماز فاسد ہوگئی اور اگر اس نے تکبیر کہے بغیر سر اٹھایا تو نماز فاسد نہ ہوگی پس وہ (اس صورت میں) کسی اور کو خلیفہ بنا سکے گا [1]	وجیز للکردری
۱۴	اگر کسی کو (دوران نماز) سوتے میں حدث ہوا پھر تھوڑی دیر بعد وہ جاگ پڑا تو اس کے لئے بنا کرنا جائز ہے اور اگر وہ بیداری کی حالت میں کچھ دیر ٹھہرا رہا تو نماز فاسد ہوجائیگی۔	معراج الدرایہ
۱۵	بنا جائز ہونے کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ (نماز میں) حدث کے بعد وہ کوئی ایسا کام نہ کرے کہ اگر اسے حدث نہ ہوتا تو وہ کام نماز کے منافی ہوتا مگر ایسے کام کرلے جن کا کرنا اس وقت ضروری ہے یا وہ کام ضروری امور کی ضروریات سے ہیں یا وہ کام ضروری امور کی ذیل میں اور اسے مکمل کرنے کیلئے ہیں۔ حتیٰ کہ اگر کسی کو (نماز میں) حدث ہوا پھر اس نے بات کی یا پھر جان بوجھ کر حدث کیا یا اس نے قہقہہ لگایا یا کھایا یا پیا یا اسکی مانند کوئی اور کام کیا تو اس کے لئے بنا کرنا جائز نہ ہوگا۔	بدائع
۱۶	اور اسی طرح مذکورہ حکم اس صورت میں ہے کہ اگر (نماز میں حدث کے بعد) وہ مجنون ہوگیا یا بیہوش ہوگیا یا اسے جنابت [2] ہوگئی (تو اس کے لئے بنا کرنا جائز نہ ہوگا)	بدائع
۱۷	(یہی حکم اس صورت میں ہے کہ نماز میں حدث کے بعد) کسی شخص نے کسی عورت کی شرمگاہ کو دیکھا اور اسے انزال ہوگیا (تو اس کے لئے بنا کرنا جائز نہ ہوگا)	شرح طحاوی
۱۸	اور اگر کسی نے (نماز میں حدث کے بعد) برتن یا کنوئیں سے پانی لیا دران حالیکہ اسے ایسا کرنے کی ضرورت تھی پھر اس نے وضو کیا تو اس کے لئے بنا کرنا جائز ہے	بدائع
۱۹	اور اگر کسی نے (نماز میں حدث کے بعد) استنجا کیا تو (اس کے لئے حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر وہ ننگا ہوا تھا تو اسکی نماز باطل [3] ہوگئی (ب) اور اگر اس نے کپڑوں کے (پردے کے) نیچے ایسی حالت میں استنجا کیا کہ وہ ننگا نہیں ہورہا ہے تو (پھر) اس کے لئے بنا کرنا جائز ہے	بدائع

پیش ہوا اور اگر نماز میں یہی امور پیش آئے تو حکم ۸/۱۷۴ ملاحظہ ہو (مترجم)
کیونکہ ستر ننگا کرنا نماز کے منافی ہے اور نماز میں حدث کے بعد بغیر ضرورت ایسا کام کرنا ممنوع ہے جو نماز کے منافی ہو۔ جیسا کہ حکم ۱۵/۱۷۴ میں ہے۔
(مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی الحدث فی الصلوٰة — شروط جواز البناء	حواله
١٧٤ ٢٠	المصلی اذا سبقه الحدث فذهب لیتوضاء فانکشفت عورته فی الوضوء اوکشفها هو قال القاضی ابوعلی النسفیؒ ان لم یجد بدا من ذلك لم تفسد صلوته	كذا فى النهاية
٢١	واذا کشفت المرأة ذراعیها للوضوء بطلت صلوتها وهو الصحیح[ل]	كذا فى التبيين
٢٢	واذا توضاء یتوضاء ثلاثا ثلاثا ویستوعب رأسه بالمسح ویتمضمض ویستنشق ویأتی بسائر السنن وهو الاصح	كذا فى التبيين
٢٣	اما لوغسل اربعا اربعا یستقبل الصلوٰة	كذا فى التاتارخانية
٢٤	ان احدث والماء بعید والبئر قریب اختار اقل مؤنة من الامرین من الذهاب والنزح والصحیح انه اذا نزح استأنف هو المختار	كذا فى المضمرات كذا فى الخلاصة
٢٥	احدث وفی منزله ماء فلم یتوضاء وقصد الحوض والبیت اقرب من الحوض ان کان بینهما قلیل من قدر صفین لم تفسد صلوته وان کان اکثر منه تفسد ولو کان فی بیته ماء ان کان عادته التوضوء من الحوض فنسی الماء الذی فی البیت وذهب الی حوض وتوضاء بنی علی صلوته	هكذا فى الخلاصة
٢٦	ولو وجد فی الحوض موضعا للتوضؤ فتجاوز الی موضع ان کان بعذر کضیق المکان الاول یبنی والا فلا	كذا فى الوجيز للكردري

ل وهو الصحیح سے معلوم ہوا کہ اس حکم میں اختلاف ہے اس لئے کہ عورت کیلئے بھی بنا کرنے کا جواز موجود ہے (جیسا کہ حکم نمبر ٢/١٤٣ میں ہے) اور اسے بنا کرنے کی ضرورت ہو تو وضو کرنے میں اس کے اعضاء ستر کھلنے کی ضرورت پیش آسکتی ہے پس مذکورہ صورت میں بنا بر ضرورت اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ ماخوذ از قاضیخان علی حاشیہ عالمگیریہ ج ١ ص ١٣٥ و درمختار و ردالمحتار ج ١ ص ٥٦٦۔ لیکن فتح میں بحوالہ زیلعی لکھا ہے کہ مذکورہ صورت میں بہرحال نماز فاسد

دفعات و شق نمبر	چھٹا باب نماز میں حدث پیش آنیکے احکام — بنا جائز ہونے کی شرطوں کا بیان	حوالہ
۱۷۴ ۲۰	کسی نمازی کو (نماز میں) حدث ہوا تو وہ وضو کرنے گیا۔ اور وضو میں اس کا ستر کھل گیا یا اس نے خود اپنا ستر کھول دیا تو (اس صورت میں اس کے حکم کے متعلق)، قاضی ابو علی نسفی رحمہ نے کہا ہے کہ اگر اسے ایسا کرنیکی کوئی ضرورت پیش آئی تھی تو اسکی نماز فاسد نہیں ہوئی۔	نہایہ
۲۱	اگر (نماز میں حدث کے بعد) کسی عورت نے وضو کرنے کے لئے اپنے دونوں بازو کھولے تو اسکی نماز باطل ہو گئی اور یہی حکم صحیح ہے [1]	تبیین
۲۲	(نماز میں حدث کے بعد) جب وضو کرے تو تین تین بار اعضاء کو دھوئے۔ پورے سر کا مسح کرے۔ کلی کرے ناک میں پانی ڈالے اور وضو کی تمام سنتیں [2] ادا کرے۔ اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے	تبیین
۲۳	اور اگر کسی نے (نماز میں حدث کے بعد وضو کرنیکی صورت میں) اعضا کو چار چار بار دھویا تو (پھر) وہ نماز از سرِ نو پڑھے۔	تتارخانیہ
۲۴	اگر کسی شخص کو (نماز میں) حدث ہوا اور پانی دور ہے۔ اور کنواں قریب ہے تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) (ا) پانی تک جانے اور کنوئیں سے پانی نکالنے کے کاموں میں سے جسمیں مشقت کم ہو۔ اسے اختیار کرے (ب) اور صحیح حکم یہ ہے کہ (مذکورہ صورت میں) جب اس نے کنوئیں میں سے پانی نکالا تو اس نماز کو از سرِ نو پڑھے۔	مضمرات
	(ج) اور یہی (مذکورہ) حکم مختار ہے	خلاصہ
۲۵	(ا) کسی شخص کو (نماز میں) حدث ہوا۔ اور اس کے گھر میں پانی موجود ہے اس نے اس پانی سے وضو نہ کیا اور حوض سے وضو کرنے چلا گیا حالانکہ اس کا گھر اس حوض کی نسبت زیادہ قریب ہے تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) اگر حوض اور گھر کا درمیانی فاصلہ دو صفوں جتنے فاصلے سے کم ہے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوئی اور اگر حوض اور گھر کا درمیانی فاصلہ اس سے زیادہ ہے تو اس کی نماز فاسد ہو جائیگی۔	
	(ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس کے گھر میں پانی موجود تھا۔ اور اس کی عادت حوض سے وضو کرنے کی تھی پس وہ گھر والے پانی کو بھول گیا اور کسی حوض پر جا کر وضو کیا تو (اس صورت میں) اس کیلئے اپنی (پڑھی ہوئی) نماز پر بنا کرنا جائز ہو گا۔	خلاصہ
۲۶	اگر کسی نے (مذکورہ صورت میں) حوض پر وضو کیلئے ایک جگہ پالی پھر وہ دوسری جگہ کی طرف بڑھ گیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس نے ایسا کسی عذر کی وجہ سے کیا مثلاً یہ کہ پہلی جگہ تنگ تھی تو (اس کے لئے بنا کرنا جائز ہے ورنہ نہیں	وجیز للکردری

[1] ہونا ظاہر مذہب کا حکم ہے۔ رد المختار ج ۱ ص ۵۶۶ اور نجاست دور کرنے کے لئے لوگوں کے سامنے ستر کھولنے کے متعلق حکم نمبر ۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] چونکہ بعض کا قول ہے کہ ایسے وضو میں بقدر ضرورت صرف فرائض پر اکتفا کرے لہذا یہ وضاحت ہے کہ ایسا نہیں بلکہ پوری طرح وضو کرے۔ ماخوذ از حاشیہ فتاوی ہذا از سید امیر علی رح مطبوعہ علمی پریس (مترجم)

حوالہ	الباب السادس فی الحدث فی الصلوٰۃ شروط جواز البناء	دفعات وشق نمبر
	ولو توضأ وتذکر انہ لم یمسح برأسہ فذھب ومسح جاز لہ البناء	۱۷۴ ۲۷
ھکذا فی الخلاصۃ	ولو لم یتذکر حتی قام الی الصلوٰۃ ثم تذکر استقبل	
کذا فی التتارخانیۃ	ولو نسی ثوبہ فرجع ورفع استقبل الصلوٰۃ	۲۸
کذا فی المحیط	اذا سبقہ الحدث وفی المسجد ماء فی اناء فتوضأ بذلک الماء وحمل الاناء الی موضع صلوتہ جاز لہ البناء ان کان حمل الاناء علی ید واحدۃ	۲۹
کذا فی التتارخانیۃ	رجل دخل منزلہ وبابہ مغلق ففتحہ وتوضأ فاذا خرج یغلق ان خاف السارق والا فلا	۳۰
کذا فی الجوھرۃ النیرۃ	وان ملأ الاناء وحملہ بیدین لایبنی وان حملہ بید واحدۃ جاز لہ البناء	۳۱
کذا فی التبیین	وان اصابتہ نجاسۃ مانعۃ من جواز الصلوٰۃ فغسلھا فان کانت من سبق الحدث منہ بنی وان کانت من خارج لایبنی خلافا لابی یوسف رح ولو کانت من خارج ومن سبق الحدث لایبنی وان کانتا فی موضع واحد	۳۲
	ولو اصابت ثوبہ نجاسۃ ان امکنہ النزع بان وجد ثوبا اخر فنزع من ساعتہ اجزأہ وان لم یمکنہ النزع من ساعتہ بان لم یجد ثوبا آخر فان ادی جزأ من الصلوٰۃ مع ذلک الثوب تفسد صلوتہ بالاجماع وان لم یؤد جزأ من الصلوٰۃ ولکن مکث کذلک لم تفسد وان طال	۳۳

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب نماز میں حدث پیش آنیکے احکام — بنا جائز ہونے کی شرطوں کا بیان	حوالہ
۱۷۴ ۲۷	(ا) اگر کسی نے (نماز میں حدث کے بعد) وضو کیا پھر اسے یاد آیا کہ اس نے سر کا مسح نہیں کیا تھا پس وہ گیا اور مسح کیا تو (اس صورت میں) اس کے لئے بنا کرنا جائز ہوگا	
	(ب) اور اگر اسے یاد نہ آیا حتیٰ کہ وہ نماز کیلئے کھڑا ہو گیا پھر اسے یاد آیا کہ اس نے سر کا مسح نہیں کیا تھا تو (اس صورت میں) وہ از سر نو نماز پڑھے گا	خلاصہ
۲۸	اگر (مذکورہ صورت میں) وہ کپڑا بھول گیا پس وہ لوٹ کر آیا اور کپڑا اٹھایا تو (اس صورت میں) وہ از سر نو نماز پڑھے گا	تتارخانیہ
۲۹	اگر کسی نمازی کو حدث ہوا۔ اور مسجد کے اندر برتن میں پانی موجود تھا اس نے اس پانی سے وضو کیا اور برتن اپنی نماز کی جگہ تک اٹھا کر لے گیا تو اس کے لئے بنا کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس نے ایک ہی ہاتھ سے برتن اٹھایا تھا	محیط
۳۰	(کسی) آدمی (کو نماز میں حدث ہوا جب وہ) گھر گیا تو اس کے گھر کا دروازہ بند تھا اس نے اسے کھولا اور وضو کیا پھر جب وہ گھر سے نکلے تو دروازہ بند کر سکتا ہے بشرطیکہ اسے چور کا ڈر ہو ورنہ اس کے لئے دروازہ بند کرنا جائز نہیں۔	تتارخانیہ
۳۱	(ا) اگر (کسی کو نماز میں حدث ہوا تو) اس نے برتن پانی سے بھرا اور اسے دونوں ہاتھوں سے اٹھایا تو اس کے لئے بنا کرنا جائز نہ ہوگا	
	(ب) اور اگر اس نے ایک ہاتھ سے اٹھایا تو اس کے لئے بنا کرنا جائز ہوگا	جوہرہ نیرہ
۳۲	اگر کسی کو (نماز میں حدث ہوا اور اسے) کوئی ایسی نجاست لگ گئی جو نماز جائز ہونے کے لئے مانع ہے۔ پس اس نے اس نجاست کو دھویا تو (اس کے لئے حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر وہ نجاست اسی حدث کی وجہ سے لگی تھی (جو حدث اسے نماز میں ہوا) تو وہ بنا کرلے	
	(ب) اور اگر وہ نجاست باہر سے (یعنی کسی اور وجہ سے) لگی تھی تو بنا نہ کرے گا۔ امام ابو یوسف رح کا اس میں اختلاف ہے۔	
	(ج) اور اگر کچھ نجاست باہر سے اور کچھ نجاست اس حدث کی وجہ سے لگی تھی تو وہ بنا نہ کرے خواہ وہ دونوں نجاستیں ایک ہی جگہ میں ہوں۔	تبیین
۳۳	اگر کسی (کو نماز میں حدث ہوا اور اس) کے کپڑے کو نجاست لگ گئی تو (ا) اگر اس کے لئے اس کپڑے کا اتار پھینکنا ممکن ہو بایں صورت کہ اسے دوسرا کپڑا مل گیا اور اس نے اسی وقت اس (ناپاک) کپڑے کو اتار پھینکا تو اسے کفایت کر جائیگا	
	(ب) اور اگر اس کیلئے اسی وقت اتار پھینکنا ممکن نہ ہوا بایں وجہ کہ اسے دوسرا کپڑا نہ ملا تو (اس صورت میں) اگر اس نے نماز کا کوئی جز اسی (ناپاک) کپڑے کے ساتھ ادا کیا تو اسکی نماز بالاجماع فاسد ہو جائیگی اور اگر اس نے اس (ناپاک) کپڑے کے ساتھ نماز کا کوئی جز ادا نہیں کیا لیکن وہ اسی طرح کچھ دیر ٹھہرا رہا	

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی الحدث فی الصلوۃ شروط جواز البناء	حوالہ
۱۷۴	و ان امکنہ النزع من ساعتہ بان کان یجد ثوبا آخر فلم ینزع ولم یؤد جزأ من الصلوۃ اختلف اصحابنا[۱] قال ابوحنیفۃ و ابو یوسف رحمہما اللہ تعالی تفسد صلوتہ	کذا فی المحیط
۳۴	ولو سبقہ الحدث فی الصلوۃ فانصرف لیتوضأ فاحدث متعمدا لا یجوز لہ البناء	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۵	(ومنہا) ان لا یظہر حدثہ السابق بعد الحدث السماوی	کذا فی البحر الرائق
۳۶	فالماسح علی الخفین لو احدث وذہب لیتوضأ فذہب وقت مسحہ فی خلال وضوئہ یستقبل الصلوۃ وہو الصحیح	کذا فی محیط السرخسی
۳۷	کما لو احدث المتیمم فی الصلوۃ فذہب فوجد الماء لم یبن	کذا فی محیط السرخسی
۳۸	وکذا المستحاضۃ اذا احدثت فی الصلوۃ ثم ذہبت	کذا فی محیط السرخسی
۳۹	وکذا ماسح الجبیرۃ اذا برئت جراحتہ او صاحب الجرح السائل اذا خرج وقت الصلوۃ	ہکذا فی التاتارخانیۃ
۴۰	(ومنہا) اذا کان مقتدیا ان یعود الی الامام ان لم یکن فرغ الامام وکان بینہما حائل یمنع جواز الاقتداء ولو فرغ امامہ لا یعود ولو عاد اختلفوا فی فساد صلوتہ ولو لم یکن بینہما مانع فلہ الاقتداء من مکانہ من غیر عود	ہکذا فی البحر الرائق

[۱] موزوں کے مسح کی مدت کے متعلق حکم ۵۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۲] مستحاضہ کے مفہوم کیلئے حکم نمبر ۶۹ اور اس کے احکام کیلئے حکم نمبر ۸۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب نماز میں حدث پیش آنیکے احکام بناجائز ہونیکی شرطوں کا بیان	حوالہ
۱۷۴	تو اسکی نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ اسکا ٹھہرنا لمبا ہوگیا (ج) اور اگر اس کے لئے اس (ناپاک) کپڑے کا اسی وقت اتار پھینکنا ممکن ہو بایں صورت کہ وہ دوسرا کپڑا موجود پا رہا ہے مگر اس نے وہ (ناپاک) کپڑا نہ اتارا اور اس (ناپاک) کپڑے کے ساتھ نماز کا کوئی جزء (بھی) ادا نہیں کیا تو اس کے حکم کے متعلق ہمارے اصحاب کا اختلاف ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح نے کہا ہے کہ اسکی نماز فاسد ہو جائے گی	محیط
۳۴	اگر کسی کو نماز میں حدث پیش آیا تو وہ لوٹا تاکہ وضو کرے پھر اس نے جان بوجھ کر اور حدث کر دیا تو (اس صورت میں) اس کے لئے بنا کرنا جائز نہ ہوگا۔	قاضیخان
۳۵	بنا جائز ہونے کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس سماوی حدث کے بعد کوئی پہلا اور حدث ظاہر نہ ہو (تب بنا کرنا جائز ہے)	بحرالرائق
۳۶	پس اگر کوئی شخص موزوں پر مسح کر کے نماز پڑھ رہا تھا اسے (نماز میں) حدث ہوگیا اور وہ وضو کرنے کے لئے گیا تو وضو کے دوران اس کے موزوں کے مسح کی مدت[1] ختم ہوگئی پس وہ از سر نو نماز پڑھے گا اور یہی حکم صحیح ہے	محیط سرخسی
۳۷	جیسا کہ اگر کوئی شخص تیمم سے نماز پڑھ رہا تھا۔ اسے (نماز میں) حدث ہوگیا۔ پس وہ (تیمم کیلئے) گیا تو اسے پانی مل گیا تو وہ بنا نہ کرے گا	محیط سرخسی
۳۸	اسی طرح مستحاضہ[2] عورت کو جب نماز میں (اس عذر کے علاوہ کوئی اور) حدث ہوگیا پھر وہ (طہارت کے لئے) گئی (تو وہ بنا نہ کرے گی)	محیط سرخسی
۳۹	اسیطرح یہی حکم اس شخص کے لئے ہے (ا) جو پھٹی پر مسح کر کے نماز پڑھ رہا ہو جبکہ (نماز میں حدث ہونے کے بعد) اسکا زخم اچھا ہو جائے (تو وہ بنا نہ کرے گا) (ب) یا (ایسا معذور) جسے زخم بہتے رہنے کا عذر ہو جب (اسے نماز میں حدث ہوا تو اس کے بعد) اس نماز کا وقت نکل گیا[3] (تو وہ بنا نہ کرے گا)	تتارخانیہ
۴۰	بنا جائز ہونے کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ جب وہ (شخص جسے نماز میں حدث ہوا ہے) مقتدی تھا تو (ا) وہ (وضو کے بعد) امام کی طرف لوٹ کر آئے بشرطیکہ امام (ابھی نماز سے) فارغ نہیں ہوا اور امام اور اس مقتدی کے درمیان کوئی ایسی رکاوٹ موجود ہے جو اقتداء جائز ہونے کے لئے مانع ہوتی ہے (ب) اور اگر امام فارغ ہو چکا ہے تو وہ مقتدی امام کی طرف نہیں لوٹے گا۔ اور اگر (امام کی فراغت کے بعد) وہ مقتدی امام کی طرف لوٹ آیا تو اسکی نماز کے فاسد ہونے میں اختلاف ہے (ج) اور اگر امام اور اس مقتدی کے درمیان اقتداء کیلئے مانع کوئی رکاوٹ نہیں ہو تو اس مقتدی کیلئے بغیر لوٹے اسی جگہ سے اقتدا	

[3] اس لئے کہ فرض نماز کا وقت نکل جانے پر معذور کی طہارت اسی حدث سے ٹوٹ جاتی ہے جو حدث اسکے عذر کی وجہ سے پہلے ہو چکا ہے اس کے متعلق حکم ۱۴۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی الحدث فی الصلوٰۃ — فصل فی الاستخلاف	حوالہ
۱۷۴		
۴۱	والمنفرد بعد ما توضأ یتخیر بین اتمام الصلوٰۃ فی بیتہ والرجوع الی مصلاہ والرجوع افضل	ھکذا فی الکافی
۴۲	والامام کالمنفرد ان فرغ امامہ والا عاد ویتم خلف خلیفتہ	کذا فی شرح الوقایۃ
۴۳	(ومنھا) ان لا یتذکر فائتۃ علیہ بعد الحدث السماوی وھو صاحب ترتیب	کذا فی البحر الرائق
۴۴	(ومنھا) اذا کان اماما ان لا یستخلف من لا یصلح للامامۃ فلو استخلف امرأۃ استقبل	کذا فی البحر الرائق

الفصل الثانی فی الاستخلاف

دفعات ۱۷۵ تا ۱۷۷ عنوانات ۳ تعداد شق ۳۲

۱۷۵۔ الفصل الثانی فی الاستخلاف

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	فی کل موضع جاز لہ البناء فللامام ان یستخلف وما لا یصح لہ معہ البناء فلا استخلاف فیہ	کذا فی المحیط
	وکل من یصلح اماما للامام الذی سبقہ الحدث فی الابتداء یصلح خلیفۃ لہ	
۲	ومن لا یصلح اماما لہ فی الابتداء لا یصلح خلیفۃ لہ	کذا فی المحیط
۳	وصورۃ الاستخلاف ان یتأخر محدودبا واضعا یدہ علی انفہ یوھم انہ قد رعف ویقدم من الصف الذی یلیہ ولا یستخلف بالکلام بل بالاشارۃ	کذا فی التبیین

ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ

۱ سماوی حدث کے مفہوم کیلئے حکم نمبر ۱۴۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ صاحب ترتیب وہ شخص ہے جس کے ذمہ پانچ فوت شدہ نمازیں نہیں ہیں۔

دفعات وشق نمبر	نماز میں امام کے خلیفہ کا بیان	حوالہ
۱۷۴	کرنا جائز ہے	
۴۱	اور اگر (وہ شخص جسے نماز میں حدث ہوا ہے) وہ اکیلے نماز پڑھ رہا تھا تو اسے وضو کرنے کے بعد اختیار ہے کہ وہ وہیں اپنے گھر میں (باقی) نماز پوری کرے یا اپنی نماز کی جگہ کی طرف آئے اور نماز کی جگہ کی طرف آنا افضل ہے	بحرالرائق
۴۲	اور اگر (وہ شخص جسے نماز میں حدث ہوا ہے) وہ امام ہے تو (ا) اسکا حکم اکیلے نماز پڑھنے والے کے حکم کی طرح ہے بشرطیکہ اس کا امام (جسے اس نے خلیفہ بنایا تھا) نماز سے فارغ ہو چکا ہو۔ (ب) اور اگر اسکا امام (ابھی اس) نماز سے فارغ نہیں ہوا تو وہ (جماعت میں) لوٹے اور اپنے خلیفہ کے پیچھے باقی نماز پوری کرے	کافی
۴۳	بنا جائز ہونیکی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ اسے (جسے نماز میں حدث ہوا ہے) سماوی حدث[1] کے بعد اپنی کوئی فوت شدہ نماز یاد نہ آئے یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ وہ صاحب ترتیب ہو[2]	شرح وقایہ
۴۴	اور بنا جائز ہونے کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ اگر وہ (شخص جسے نماز میں حدث ہوا ہے) امام ہو تو وہ کسی ایسے کو خلیفہ نہ بنائے جو امامت کے لائق نہ ہو۔ پس اگر اس نے کسی عورت کو خلیفہ بنا دیا تو وہ از سر نو نماز پڑھے	بحرالرائق
	(دوسری فصل) نماز میں امام کا خلیفہ ہونیکا بیان دفعات ۱۷۵ تا ۱۷۷ عنوانات ۳ تعداد شق ۳۲	بحرالرائق
۱۷۵	**نماز میں (حدث کے بعد) خلیفہ مقرر کرنا[3]** اور اسمیں ۲۳ شقیں ہیں	
۱	جن صورتوں میں (نماز میں حدث کے بعد) کسی شخص کو (باقیماندہ) نماز بنا کرنا جائز ہے ان میں امام کو چاہیئے کہ کسی کو خلیفہ مقرر کرے اور جن صورتوں میں بنا کرنا جائز نہیں ہے ان میں خلیفہ مقرر کرنا جائز نہیں ہے	محیط
۲	جس امام کو (نماز میں) حدث ہوا ہے اسکا امام بننے کیلئے جو شخص ابتدا میں صلاحیت رکھتا ہو وہ شخص اس امام کا خلیفہ بننے کی بھی صلاحیت رکھتا ہے اور جو شخص ابتداء میں حدث پیش آمدہ امام کا امام بننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو وہ اس امام کا خلیفہ بننے کی بھی صلاحیت نہیں رکھتا	محیط
۳	خلیفہ مقرر کرنیکی صورت یہ ہے کہ امام جھکا ہوا اور ناک پر ہاتھ رکھے ہوئے پیچھے کو ہٹے وہ ایسا دکھائی دے کہ اسے نکسیر پھوٹی ہے اور پہلی صف میں سے کسی کو (خلیفہ بننے کے لئے) آگے کر دے۔ خلیفہ بنانے کیلئے بات نہ کرے بلکہ اشارہ سے کام لے	تبیین

[1] من عمدۃ الرعایۃ ج ۱ ص ۱۵۰ (مترجم) [2] نماز کے دوران امام کا خلیفہ بنانے کا جواز صرف حالت ضرورت میں ہے ورنہ مفسد نماز ہے۔ ماخوذ از شرح وقایہ و حاشیہ شرح وقایہ مع عمدۃ الرعایۃ ج ۱ ص ۱۵۱ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی الحدث فی الصلوٰۃ — فصل فی الاستخلاف	حوالہ
۱۷۵ ۴	وله ان يستخلف ما لم يجاوز الصفوف في الصحراء و في المسجد ما لم يخرج عنه	كذا في التبيين
۵	اذا أحدث و استخلف رجلا من خارج المسجد و الصفوف متصلة بصفوف المسجد لم يصح استخلافه و تفسد صلوة القوم في قول ابي حنيفة رح و ابي يوسف رح و في فسادا صلوة الامام روايتان والاصح هو الفساد	كذا في فتاوى قاضيخان
۶	والاولى للامام ان لا يستخلف المسبوق وان استخلفه ينبغي له ان لا يقبل و ان قبل جاز	كذا في الظهيرية
۷	ولو تقدم يبتدئ من حيث انتهى اليه الامام واذا انتهى الى السلام يقدم مدركا يسلم بهم [1] فلو انه حين اتم صلوة الامام قهقه او احدث متعمدا او تكلم او خرج من المسجد فسدت صلوته وصلوة القوم تامة والامام الاول ان كان فرغ لا تفسد صلوته وان لم يفرغ تفسد وهو الاصح	كذا في الهداية
۸	ولو ترك ركوعا يشير بوضع يده على ركبته او سجودا يشير بوضعها على جبهته او قرأة يشير بوضعها على فمه	كذا في البحر الرائق
	وان بقي عليه ركعة واحدة يشير باصبع واحد وان كان اثنتين فباصبعين وسجدة التلاوة يضع اصبعه على الجبهة واللسان وللسهو على قلبه	هكذا في الظهيرية
	هذا اذا لم يعلم الخليفة ذلك اما اذا علم فلا حاجة	كذا في التاتارخانية

[1] اس لئے کہ نماز کو توڑنے والے مذکورہ امور مسبوق امام کے حق میں نماز کے اندر ہیں اور جماعت والوں کے حق نماز کے تمام ارکان کے بعد ہیں۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص۱۲۵ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چھٹا باب نماز میں حدث پیش آنیکے احکام — نماز میں امام کے خلیفہ کا بیان	حوالہ
۱۷۵ ۴	اور امام کے لئے خلیفہ بنانے کا اختیار تب تک ہے جب تک کہ وہ صحرا میں (نماز پڑھانے کی صورت میں) صفوں سے نہیں بڑھا اور مسجد میں (نماز پڑھانے کی صورت میں) وہ مسجد سے نہیں نکلا	تبیین
۵	اگر کسی امام کو حدث ہوا اور اس نے کسی ایسے شخص کو خلیفہ بنایا جو مسجد سے باہر تھا۔ اور (وہاں تک کی) صفیں مسجد کی صفوں سے ملی ہوئی تھیں تو (اس صورت میں) (ا) اس کا خلیفہ بنانا صحیح نہ ہوگا اور امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے ہاں ساری جماعت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ب) اور امام کی نماز فاسد ہونے کے متعلق دو روایتیں ہیں۔ اور زیادہ صحیح روایت یہ ہے کہ اسکی نماز بھی فاسد ہو جائے گی	قاضیخان
۶	اولی یہ ہے کہ امام کسی مسبوق کو خلیفہ نہ بنائے اور اگر امام نے کسی مسبوق کو خلیفہ بنایا تو (مسبوق کو) چاہئے کہ وہ قبول نہ کرے اور اگر اس نے خلیفہ بننا قبول کر لیا تو جائز ہے	ظہیریہ
۷	(ا) اگر مسبوق (خلیفہ بننے کے لئے) آگے ہوگیا تو وہ وہاں سے نماز شروع کرے جہاں امام نے ختم کی ہو اور جب سلام کے قریب پہنچے تو وہ کسی ایسے شخص کو آگے کر دے جس نے امام کے ساتھ سب نماز پائی ہو جو جماعت والوں کے ساتھ سلام پھیرے (ب) پھر اگر مسبوق خلیفہ نے امام کی نماز تمام کرتے وقت قہقہہ لگایا یا جان بوجھ کر حدث (وضو توڑنے والا امر) کیا یا بات چیت کی یا مسجد سے نکل گیا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی اور جماعت والوں کی نماز پوری ہے[1] (ج) اور پہلا امام اگر (مسبوق امام کے مذکورہ مفاسد نماز کے وقت) نماز سے فارغ ہو چکا تھا تو اسکی نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر پہلا امام نماز سے فارغ نہیں ہوا تھا تو اسکی نماز فاسد ہو جائے گی اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے	ہدایہ
۸	(ا) اگر امام سے رکوع چھوٹ گیا تو وہ (خلیفہ کو بتانے کیلئے) اپنا ہاتھ اپنے گھٹنے پر رکھنے سے اشارہ کرے (ب) یا امام سے سجدے چھوٹ گئے تو وہ اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھنے سے اشارہ کرے[2] (ج) یا امام سے قرأت چھوٹ گئی ہے تو وہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھنے سے اشارہ کرے	بحرالرائق
	(د) اور اگر امام کے ذمہ کوئی رکعت باقی ہے تو وہ ایک انگلی سے اشارہ کرے اور اگر دو رکعتیں باقی ہیں تو دو انگلیوں سے اشارہ کرے۔ (ہ) اور سجدہ تلاوت چھوٹ جانے (کا اشارہ کرنے کیلئے) وہ اپنی انگلی پیشانی اور زبان پر رکھے (س) اور سجدہ سہو چھوٹ جانے (کا اشارہ کرنے کے لئے) اپنی انگلی اپنے دل پر رکھے	ظہیریہ
	(ص) یہ مذکورہ اشارے اس صورت میں ہیں کہ جب خلیفہ کو مذکورہ چھوٹے ہوئے امور کا علم نہ ہو اور اگر خلیفہ	

[2] اگر ایک سجدہ چھوٹ گیا ہو تو پیشانی پر ایک انگلی رکھے ورنہ دو انگلیاں رکھے۔ ماخوذ از حاشیہ اردو فتاوی ہذا از سید امیر علی مطبوعہ علی پریس بحوالہ جوامع الفقہ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی الحدث فی الصلوۃ — فصل فی الاستخلاف	حوالہ
۱۷۵		
۹	رجل اقتدی بالامام فی ذوات الاربع فاحدث الامام وقدم هذا الرجل و المقتدی لایدری انه کم صلی الامام وکم بقی علیه فان المقتدی یصلی اربع رکعات ویقعد فی کل رکعة احتیاطا	کذا فی فتاوی قاضیخان فی فصل المسبوق
۱۰	ولو استخلف لاحقا فللخلیفة ان یشیر للقوم حتی یؤدی ما علیه من الصلوۃ ثم یتم بهم الصلوۃ ولو لم یفعل ذلك ومضی علی صلوۃ الامام و اُخرما علیه حتی انتهی الی موضع السلام و استخلف من سلم بهم جاز عندنا	کذا فی المضمرات
۱۱	والامام المحدث علی امامته مالم یخرج من المسجد ویستخلف رجلا ویقوم الخلیفة فی مقامه ینوی ان یؤم الناس او یستخلف القوم غیره حتی لولم یوجد شیٔ من ذلك فتوضأ من جانب المسجد والقوم ینتظرونه ورجع الی مکانه واتم صلوته بهم اجزأهم	کذا فی المحیط
۱۲	وان لم یستخلف الامام ولا القوم حتی خرج من المسجد فسدت صلوۃ القوم ویتوضأ الامام ویبنی لانه فی حق نفسه کالمنفرد	کذا فی المحیط
۱۳	وان تقدم رجل من غیر تقدیم احد وقام مقام الامام قبل ان یخرج الامام من المسجد جاز ولو خرج الامام من المسجد قبل ان یصل هذا الرجل الی المحراب و یقوم مقامه فسدت صلوۃ الرجل والقوم ولا تفسد صلوۃ الاول	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۱۴	اذا کان خلف الامام شخص واحد واحدث الامام تعین ذلك الواحد للامامة عینه الامام بالنیة اولم یعینه	هکذا فی التبیین

[1] لاحق کے مفہوم کیلئے حکم نمبر ۱۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب نماز میں حدث پیش آنیکے احکام نماز میں امام کے خلیفہ کا بیان	حوالہ
	کو ان امور کا چھوٹ جانا معلوم ہے تو پھر (ان اشاروں کی) کوئی ضرورت نہیں	تتارخانیہ
۱۷۵ ۹	کسی شخص نے چار رکعتوں والی نماز میں امام کی اقتدا کی تو امام کو حدث ہوگیا اور امام نے اسی مقتدی کو (بطور خلیفہ) آگے بڑھا دیا۔ اور اس مقتدی کو یہ معلوم نہیں کہ امام نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اور کتنی رکعتیں اس کے ذمہ باقی ہیں۔ تو (اس صورت میں) اس مقتدی کو چاہیئے کہ وہ چار رکعتیں پڑھے اور احتیاطا ہر رکعت پر (التحیات کیلئے) بیٹھ جائے	قاضیخان
۱۰	اور اگر (امام نے نماز میں حدث کے بعد) کسی لاحق کو خلیفہ کیا تو خلیفہ کو چاہیئے کہ جماعت والوں کو اشارہ کردے حتی کہ (لاحق ہونے کی وجہ سے) جو نماز اس کے ذمہ باقی ہے اسے پڑھ لے پھر جماعت والوں کے ساتھ نماز پوری کرے اور اگر اس لاحق نے ایسا نہ کیا اور امام کی نماز پڑھنے لگا اور جو نماز اس کے ذمہ (لاحق ہونے کی وجہ سے) تھی اسے مؤخر کردیا حتی کہ سلام پھیرنے کے موقع پر پہنچا اور کسی اور کو سلام پھیرنے کے لئے خلیفہ بنایا تو ہمارے ہاں جائز ہے۔	مضمرات
۱۱	(ا) جس امام کو (نماز میں) حدث ہوا ہے اسکی امامت اس وقت تک قائم ہے جب تک کہ وہ مسجد سے نہیں نکلا۔ یا وہ کسی اور آدمی کو خلیفہ بنائے اور وہ خلیفہ اسکی جگہ کھڑا ہو کر لوگوں کی امامت کی نیت کرے۔ یا جماعت کے لوگ کسی اور کو خلیفہ بنا لیں۔ (ب) حتی کہ اگر ان مذکورہ امور میں سے کوئی امر بھی نہیں پایا گیا اور اس امام نے مسجد کے کنارہ پر وضو کیا اور جماعت کے لوگ اس کے انتظار میں رہے پھر وہ امام اپنی جگہ پر واپس آیا اور اپنی نماز اس جماعت کے لوگوں کے ساتھ پوری کی تو انھیں کفایت کر جائیگا۔	محیط
۱۲	اور اگر امام نے (نماز میں حدث کے بعد) کسی کو خلیفہ نہ بنایا اور نہ جماعت کے لوگوں نے کسی کو خلیفہ بنایا حتی کہ امام مسجد سے نکل گیا تو جماعت کے لوگوں کی نماز فاسد ہو جائیگی اور امام (کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ) وضو کرے اور اس کے لئے بنا کرنا جائز ہوگا اس لئے کہ وہ اپنی ذات کے متعلق اکیلے نماز پڑھنے والے کے حکم میں ہے	محیط
۱۳	(ا) اور اگر (مذکورہ صورت میں) کوئی شخص کسی کے بڑھانے کے بغیر خود ہی آگے بڑھ گیا اور قبل اسکے کہ امام مسجد سے نکلے وہ امام کی جگہ کھڑا ہوگیا تو جائز ہے۔ (ب) اور اگر قبل اس کے کہ وہ (خود آگے بڑھنے والا) شخص محراب تک پہنچ کر امام کی جگہ کھڑا ہو۔ امام اس مسجد سے نکل گیا تو اس خود آگے بڑھنے والے شخص کی نماز اور جماعت والوں کی نماز فاسد ہو جائیگی اور پہلے (امام) کی نماز فاسد نہ ہوگی	قاضیخان
۱۴	اگر امام کے پیچھے ایک ہی شخص ہو اور امام کو حدث ہو گیا تو وہ تنہا (مقتدی) شخص امام بننے کیلئے مقرر ہوگیا خواہ امام اسے اپنی نیت میں امام بنانے کے لئے مقرر کرے یا نہ کرے	تبیین

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی الحدث فی الصلوۃ — فصل فی الاستخلاف	حوالہ
۱۷۵ ۱۵	ولو قدم الامام رجلا والقوم رجلا فالامام من قدمه الامام الا ان ینوی القوم ان یأتموا بالاخیر قبل ان ینوی ذلك	هکذا فی التبیین
۱۶	ولو قدم کل طائفة رجلا فالعبرة للاکثر وعند الاستواء تفسد صلوة الکل	هکذا فی التبیین
۱۷	وان تقدم رجلان فالسابق الی مکان الامام تعین وان استویا فی التقدیم واقتدی بعضهم بهذا وبعضهم بهذا فصلوة الذی یأتم به الاکثر صحیحة وصلوة الاقل فاسدة وعند الاستواء لا یمکن الترجیح فتفسد صلوة الطائفتین	هکذا فی التبیین
۱۸	ولو استخلف من آخر الصفوف ثم خرج من المسجد ان نوی الخلیفة الامامة من ساعته صار اماما فتفسد صلوة من کان یتقدمه دون صلوة الامام الاول ومن عن یمینه وشماله فی صفه ومن خلفه وان نوی ان یکون اماما اذا قام مقام الاول وخرج الاول قبل ان یصل الخلیفة الی مکانه وقبل ان ینوی الامامة فسدت صلوتهم وشرط جواز الصلوة الخلیفة والقوم ان یصل الخلیفة الی المحراب قبل ان یخرج الامام من المسجد[1]	کذا فی البحر الرائق
۱۹	ولو استخلف فاستخلف الخلیفة غیره قال الفضلی رح ان لم یخرج الاول ولم یأخذ الخلیفة مکانه حتی استخلف جاز ویصیر کان الثانی تقدم بنفسه او قدمه الاول والا لم یجز	هکذا فی الخلاصة
۲۰	لو احدث ولیس معه احد فلم یخرج حتی جاء من ائتم به ثم خرج کان	

[1] تاکہ مسجد امام سے خالی نہ ہو اور خلیفہ کیلئے محراب میں پہنچنے کی شرط اس صورت میں ہے جبکہ اس نے اسیوقت امامت کی نیت نہیں کی جیساکہ رد المحتار ج ۱ صـ۵۶۳ اور فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ صـ۱۱۵ میں ہے اور اگر خلیفہ نے اسی وقت وہیں سے امامت کی نیت کرلی تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱۸/۱۵ ملاحظہ ہو۔ نیز خلیفہ کا محراب میں محض کھڑا ہونا کافی نہیں ہوتا بلکہ اسے امامت کی نیت سے ایسا کرنا چاہیئے ماخوذ از رد المحتار ج ۱ صـ۵۶۳ (مترجم)

دفعات و شق نمبر		چھٹا باب نماز میں حدث پیش آنیکے احکام نماز میں امام کے خلیفہ کا بیان	حوالہ
۱۷۵	۱۵	اور اگر امام نے (نماز میں حدث کے بعد) کسی شخص کو (بطور خلیفہ) آگے بڑھایا اور جماعت کے لوگوں نے کسی دوسرے شخص کو (بطور خلیفہ) آگے بڑھایا تو (اس صورت میں) (ا) امام وہی ہوگا جسے امام نے آگے بڑھایا ہے (ب) لیکن اگر اس کی اس نیت سے پہلے جماعت کے لوگوں نے دوسرے شخص کی اقتدا کی نیت کر لی تو پھر وہ دوسرا شخص امام قرار پائے گا	تبیین
	۱۶	اور اگر (لوگوں میں سے) ہر گروہ نے ایک ایک آدمی (بطور خلیفہ) آگے بڑھایا تو اکثریت کا اعتبار ہوگا اور برابر ہونے کی صورت میں سب کی نماز فاسد ہو جائے گی	تبیین
	۱۷	(ا) اگر دو شخص (خلیفہ بننے کیلئے) آگے بڑھے تو جو شخص امام کی جگہ پہلے پہنچ گیا وہ امام قرار پائے گا (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ دونوں آگے بڑھنے میں برابر ہوں اور بعضوں نے ایک سے اقتداء کر لی اور بعضوں نے دوسرے سے اقتداء کر لی تو اسکی نماز صحیح ہے جس سے اکثر لوگوں نے اقتداء کی ہے اور جس سے تھوڑے لوگوں نے اقتداء کی ہے اسکی نماز فاسد ہو گی (ج) اور (مقتدیوں کی تعداد) برابر ہونے کی صورت میں کسی کو ترجیح دینا ممکن نہ ہوگا اور دونوں گروہوں کی نماز فاسد ہو جائیگی۔	تبیین
	۱۸	اگر امام نے آخری صفوں میں سے کسی کو خلیفہ بنایا اور پھر خود مسجد سے نکل گیا تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر خلیفہ نے اسی وقت امامت کی نیت کر لی تو وہ امام قرار پائے گا پس جو شخص اس کے آگے ہے اسکی نماز فاسد ہو جائیگی اور پہلے امام کی نماز اور جو لوگ خلیفہ کے دائیں اور بائیں طرف اس والی صف میں ہیں اور جو اس کے پیچھے ہیں انکی نماز فاسد نہ ہو گی۔ (ب) اگر خلیفہ نے یہ نیت کی کہ وہ اسوقت امام بنے گا جب وہ امام کی جگہ کھڑا ہوگا اور امام کی جگہ تک خلیفہ کے پہنچنے اور امامت کی نیت کرنے سے پہلے پہلا امام مسجد سے نکل گیا تو سب کی نماز فاسد ہو گئی (ج) اور خلیفہ کی نماز اور (سب) جماعت والوں کی نماز جائز ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ مسجد سے امام کے نکلنے سے پہلے خلیفہ محراب میں پہنچ جائے [1]	بحر رائق
	۱۹	اگر کسی امام نے (نماز میں حدث کے بعد) کسی کو خلیفہ بنایا اور خلیفہ نے کسی اور کو خلیفہ بنایا تو (اس کے متعلق) فضلی رح نے کہا ہے کہ اگر پہلا امام ابھی مسجد سے خارج نہیں ہوا تھا اور خلیفہ نے امام کی جگہ نہیں لی تھی حتی کہ اس نے کسی اور کو خلیفہ بنا دیا تو یہ جائز ہے اور یہ ایسا ہو جائے گا کہ گویا دوسرا خلیفہ خود آگے بڑھا ہے یا اسے پہلے امام نے بڑھایا ہے ورنہ جائز نہیں [2]	خلاصہ
	۲۰	اگر کسی کو (نماز میں) حدث ہوا اور اس کے ساتھ کوئی اور نہ تھا اور وہ (ابھی مسجد سے) نہ نکلا تھا کہ کسی	

[2] یعنی اگر پہلا امام مسجد سے نکل گیا یا خلیفہ نے امام کی جگہ لے لی تو پھر خلیفہ کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ بلا وجہ خلیفہ بنائے اس کے متعلق حکم دفعہ ۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی الحدث فی الصلوۃ — فصل فی الاستخلاف	حوالہ
۱۷۵	الثانی خلیفۃ الاول عند اصحابنا رحمہم اللہ تعالیٰ	ھکذا فی الظھیریۃ
۲۱	اذا حصر عن القرأۃ له ان یستخلف وھذا اذا لم یقرأ قدر ما تجوز به الصلوۃ او اعتراہ خجل او خوف فحصر عن القرأۃ من غیر نسیان اما اذا قرأ ما تجوز به الصلوۃ فلا یستخلف بل یرکع ویمضی علی صلوته فلو استخلف فسدت صلوته لانه لا حاجة الیه	ھکذا فی التبیین
۲۲	واذا نسی القرأۃ اصلا لا یجوز الاستخلاف بالاجماع	کذا فی العینی شرح الھدایۃ
۲۳	مسافر اقتدی بمسافر فاحدث الامام فاستخلف مقیما لم یلزم المسافر الاتمام ولو استخلف مسافرا فنوی الخلیفة الاقامة لم یلزم القوم الاتمام	کذا فی محیط السرخسی فی فصل صلوٰۃ المسافر
۱۷۶	ومما یتصل بذلك مسائل — تعداد شق ۵	
۱	من ظن انه احدث فخرج من المسجد ثم علم انه لم یحدث استقبل الصلوۃ وان لم یکن خرج من المسجد یصلی ما بقی	کذا فی الھدایۃ
۲	وھذا بخلاف ما لو ظن انه افتتح علی غیر وضوء او کان ماسحا علی الخفین وظن ان مدۃ مسحه قد انقضت او کان متیمما فرأی سرابا فظنه ماء او کان فی الظھر فظن انه لم یصل الفجر او رأی حمرۃ فی ثوبه فظنھا نجاسة فانصرف حیث تفسد صلوته	کذا فی التبیین

لے جتنی قرآۃ سے نماز جائز ہو جاتی ہے اس کے متعلق حکم ۱۱۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

ﮯ یعنی اس صورت میں وہ امام ہے تو خلیفہ نہ بنائے۔ اور اسکی اور جماعت والوں کی نماز ٹوٹ جائیگی۔ اور اگر اکیلے نماز پڑھ رہا ہے تو وہ

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب نماز میں حدث پیش آنیکے احکام — نماز میں امام کے خلیفہ کا بیان	حوالہ
۱۷۵	اور شخص نے آکر اس سے اقتدا کرلی پھر امام اس مسجد سے نکل گیا۔ تو ہمارے اصحابؒ کے ہاں دوسرا شخص (یعنی اقتدا کرنیوالا) پہلے (یعنی امام کا) خلیفہ ہو جائے گا۔	ظہیریہ
۲۱	(ا) اگر کوئی (امام) شخص قرأت میں رک گیا تو اسے چاہیئے کہ کسی دوسرے کو خلیفہ کردے یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس نے اتنی قرأت نہ کی ہو جس سے نماز جائز ہو جاتی ہے یا اسے شرمندگی یا خوف پیش آگیا ہو اور وہ قرأت سے رک گیا ہو۔ بھولا نہ ہو (ب) اگر اس نے اتنی قرأت کرلی ہے جس سے[۱] نماز جائز ہو جاتی ہے تو وہ خلیفہ نہ بنائے بلکہ رکوع کردے اور اپنی نماز پڑھتا رہے اور اگر اس صورت میں اس نے خلیفہ بنایا تو اس کی نماز فاسد ہو جائیگی۔ اس لئے کہ (اس صورت میں) اسے خلیفہ بنانے کی ضرورت نہیں۔	تبیین
۲۲	اگر کوئی[۲] شخص قرأت کرنا بالکل بھول گیا تو اس کے لئے خلیفہ بنانا جائز نہیں ہے۔ اس حکم پر اجماع ہے	عینی شرح ہدایہ
۲۳	(ا) کسی مسافر نے کسی مسافر کی اقتدا کی۔ امام کو (نماز میں) حدث ہوا تو اس نے کسی مقیم کو خلیفہ بنا دیا تو (مقتدی) مسافر پر یہ لازم نہ ہوگا کہ وہ (سفری نماز کی بجائے) نماز پوری پڑھے۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے مسافر کو خلیفہ بنایا اور خلیفہ نے (اس وقت) مقیم ہونے کی نیت کرلی تو جماعت (کے مسافروں) پر یہ لازم نہ آئیگا کہ وہ (سفری نماز کی بجائے) اپنی نمازیں پوری پڑھیں	محیط سرخسی

۱۷۶۔ مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مزید مسائل

اور اسمیں ۵ شقیں ہیں

۱	(ا) کسی شخص کو وضو ٹوٹنے کا گمان ہوا اور وہ مسجد سے نکل گیا پھر اسے معلوم ہوا کہ اس کا وضو نہیں ٹوٹا تو (اس صورت میں) وہ اس نماز کو از سر نو پڑھے گا۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ مسجد سے نہیں نکلا تھا تو جسقدر (اسکی) نماز باقی ہے اسے پڑھے گا۔	ہدایہ
۲	یہ (مذکورہ حکم) اس (صورت کے حکم) کے خلاف ہے کہ جب (ا) کسی شخص کو گمان ہوا کہ اس نے وضو کے بغیر نماز شروع کی ہے۔ (ب) یا اس نے موزوں پر مسح کر رکھا ہے اور اسے گمان ہوا کہ اس کے مسح کی مدت ختم ہو چکی ہے۔ (ج) یا اس نے تیمم کر رکھا تھا اس نے سراب (پانی کی طرح چمکتی ریت کو) دیکھا اور گمان کیا کہ یہ پانی ہے (د) یا وہ نماز ظہر پڑھ رہا تھا اور اسے گمان ہوا کہ اس نے صبح کی نماز نہیں پڑھی تھی۔ (ہ) یا اس نے اپنے کپڑے میں سرخی دیکھی اور گمان کیا کہ وہ نجاست ہے اور (ان صورتوں میں) وہ نماز سے پھر گیا تو اسکی نماز فاسد ہو جائیگی۔	تبیین

بنا نہ کرسکے گا اس لئے کہ وہ اب امی قرار دیا گیا ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۵۶۵ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی الحدث فی الصلوٰة — فصل فی الاستخلاف	حوالہ
۱۷۶ ۳	والدار والجبانة ومصلی الجنازة بمنزلة المسجد ومكان الصفوف فی الصحراء له حكم المسجد ولو تقدم قدامه ولم يكن سترة يعتبر قدر الصفوف خلفه وان كان بين يديه سترة فالحد السترة	كذا فی التبيين
	وان كان يصلی وحده فموضع سجوده ككونه فی المسجد وكذلك يمينه وشماله وخلفه	كذا فی المحيط
۴	والمرأة ان نزلت عن مصلاها افسدت صلوتها لانه بمنزلة المسجد فی حق الرجل ولهذا تعتكف فيه	كذا فی التبيين
۵	ولو خاف المصلی سبق الحدث فالصرف ثم سبقه ليس له ان يبنی	كذا فی فتاوی قاضيخان

۱۷۷- وبطلت الصلوٰة فی مسائل — تعداد شق ؎

دفعات وشق نمبر		حوالہ
۱	اذا طلع الشمس فی الفجر او دخل وقت العصر فی الجمعة او سقطت جبيرته عن برء او زال عذر المعذور او استخلف اميا او قدر مؤمی علی الركوع والسجود او كان ماسحا علی الخفين فتمت مدة مسحه وكان واجد الماء واما اذا لم يكن واجدا له لا تبطل وقيل تبطل او نزع خفيه بعمل يسير بان كانا واسعين لا يحتاج فيهما الی المعالجة فی النزع واما اذا كان النزع بفعل عفيف تمت صلوته بالاجماع او تعلم امی سورة بان تذكرها او حفظها بالسماع ممن يقرأ من غير اشتغال بالتعليم اما لو تعلم حقيقة تمت صلوته هذا اذا كان منفردا او اماما حيث تجوز امامته اما اذا كان يصلی خلف قارئ فعند عامتهم انها تفسد واختار ابو الليث انها لا تفسد	هكذا فی التبيين

؎ ان مسائل کی جن صورتوں میں نماز پوری ہونا قرار پائی ہے اسکی صورت یہ ہے کہ منافی نماز وہ عمل عمداً (جان بوجھ کر) ہو اور وہ (آخری قعدہ میں) قدر تشہد بیٹھنے کے بعد ہو اور اگر وہ عمل عمدانہ ہو اور قدر تشہد بیٹھنے سے پہلے پیش آئے تو بالاتفاق نماز باطل ہو جائیگی اور اگر وہ عمل عمدا نہ ہو اور قدر تشہد بیٹھنے کے بعد ہو تو ان مذکورہ صورتوں میں امام ابو حنیفہ رح کے ہاں پھر بھی وہ نماز باطل ہو جاتی ہے اور صاحبینؒ کے ہاں باطل نہیں ہوتی بلکہ صحیح ہو جاتی ہے۔ ماخوذ از درمختار

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب نماز میں حدث پیش آنیکے احکام — نماز میں امام کے خلیفہ کا بیان	حوالہ
۱۷۶ • ۳	(۱) (مسجد سے نکلنے اور نہ نکلنے کے مفہوم میں) گھر۔ عیدگاہ اور جنازہ گاہ بمنزلہ مسجد کے ہیں (ب) اور صحرا میں صفوں کی جگہ تک کیلئے مسجد کا حکم ہے۔ اگر امام (کو نماز میں حدث ہوا اور وہ) آگے کو بڑھا اور اس کے سامنے سترہ نہ تھا تو اس کے پیچھے صفوں کی جگہ کے بقدر جگہ کا اعتبار کیا جائیگا اور اگر اس کے سامنے سترہ تھا تو سترہ تک حد معتبر ہو گی	تبیین
	اور اگر وہ اکیلے نماز پڑھ رہا تھا تو اس کے سجدہ کی جگہ کے بقدر جگہ اس کے لئے مسجد میں ہونے کی طرح ہے اور اسی قدر جگہ اس کے دائیں طرف اور اس کے بائیں طرف اور اس کے پیچھے کی طرف (اس کے لئے مسجد میں ہونے کی طرح ہے)	محیط
۴	اور عورت (کو نماز میں حدث ہوا اور وہ) اگر اپنی نماز کی جگہ سے اتری تو اس نے اپنی نماز کو فاسد کر دیا۔ اس لئے کہ عورت کے لئے اسکی نماز کی جگہ کے لئے وہی حکم ہے جو مرد کے لئے مسجد کا ہے اور اسی لئے عورت اپنی نماز کی جگہ پر اعتکاف کرتی ہے۔	تبیین
۵	اگر نماز پڑھنے والے کو حدث ہو جانے کا خوف ہوا تو وہ نماز سے پھر گیا پھر اسے حدث ہوا تو (اس صورت میں) اس کے لئے بنا کرنا جائز نہ ہوگا۔	قاضیخان
۱۷۷	**ان (مخصوص بارہ) صورتوں میں نماز باطل ہو جاتی ہے**[۱] اور اسمیں ۴ شقیں ہیں	
۱	(۱) جب صبح کی نماز میں سورج نکل آئے یا جمعہ کی نماز میں عصر کا وقت داخل ہو جائے یا اس (نمازی) کی پھٹیاں زخم اچھا ہونے کی وجہ سے گر پڑیں یا معذور (نمازی) کا عذر ختم ہو جائے[۲] یا کوئی امام امی شخص کو خلیفہ بنا دے یا اشارہ سے نماز پڑھنے والا رکوع اور سجود پر قادر ہو جائے یا موزوں پر مسح (کر کے نماز پڑھنے) والا تھا اور اسکے مسح کی مدت پوری ہو گئی اور اسے پانی ملتا تھا اور اگر اسے پانی نہ ملتا تھا تو نماز باطل نہ ہو گی اور بعض کا قول ہے کہ باطل ہو جائے گی یا اس نمازی نے تھوڑے عمل سے موزے اتار دیئے[۳] بایں صورت کہ اس کے موزے ڈھیلے ہوں انھیں اتارنے میں بہت عمل کی ضرورت نہ ہو اور اگر زیادہ عمل کر کے موزے اتارے تو اسکی نماز بالاجماع پوری ہو گئی۔ یا امی شخص نے (نماز میں) کوئی سورۃ سیکھ لی بایں صورت کہ اسے یاد آ گئی یا کسی قرآن پڑھنے والے سے اس سے سیکھنے میں مشغول ہوئے بغیر اس سے سن کر یاد کر لی اور اگر حقیقتاً سیکھی تو اسکی نماز پوری ہو گی یہ اس صورت میں ہے کہ امی شخص اکیلے نماز پڑھ رہا تھا یا جس صورت میں اسکی امامت جائز ہو سکتی ہے اس صورت میں وہ امام تھا۔	

[۱] جا صـ۵۶ نیز نماز پوری قرار پانے والی صورتوں میں عمداً کی قید اسلئے ہے کہ نمازی اپنے اختیار سے نماز سے خارج ہو کیونکہ امام ابوحنیفہؒ کے ہاں نمازی کا اپنے اختیار سے نماز سے خارج ہونا ضروری ہے اور صاحبینؒ کے ہاں نہیں) اور نماز پوری قرار پانے سے مراد یہ ہے کہ اگر نہ لوٹائے تو وہ نماز اس کے ذمہ سے اتر گئی ہے۔ ماخوذ از شرح وقایہ مع حاشیہ عمدۃ الرعایۃ جا صـ۱۵۱ (مترجم) [۲] معذور کے عذر کے ختم ہونے کے متعلق حکم نمبر ۱۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] کیونکہ موزے اتارنے پر حدث سابق کی وجہ سے پاؤں دھونا ضروری ہو گیا ماخوذ از ردالمحتار ج ا صـ۵۶۹ (مترجم)

حواله	فصل فی الاستخلاف　　الباب السادس فی الحدث فی الصلوة	دفعات وشق نمبر
		١٧٧
كذا فى الظهيرية	هو الصحيح او وجد عارٍ ثوبا تجوز فيه الصلوة بان لم يكن فيه نجاسة مانعة من الصلوة او كانت فيه وعنده ما يزيل به النجاسة او لم يكن عنده ما يزيل به النجاسة ولكن ربعه او اكثر منه طاهر وهو ساتر للعورة	
	او كان المصلى متيمما فقدر على استعمال الماء او تذكر فائتة عليه و لم يسقط الترتيب بعد	
كذا فى التبيين	فلو كان متوضئا يصلى خلف متيمم فرأى المؤتم الماء او مؤتما وعلى الامام فائتة فتذكرا لمؤتم الفائتة بطلت صلوة المؤتم وحده	
هكذا فى الجوهرة النيرة	ثم اذا بطلت الصلوة فى هذه المسائل لا تنقلب نفلا الا فى ثلاث مسائل وهو ما اذا تذكر فائتة او طلعت الشمس او خرج وقت الظهر فى يوم الجمعة	
	فهذه اثنتا عشرة مسئلة فى الروايات المشهورة وقد زيد عليها مسائل (منها) اذا كان يصلى بالثوب النجس فوجد ما يغسل به (ومنها) اذا كان يصلى القضاء فدخلت عليه الاوقات المكروهة من الزوال وتغير الشمس للغروب او طلوعها	
	(ومنها) اذا صلت الامة بغير قناع فاعتقت فى هذه الحالة و لم تستر عورتها من ساعتها فهذه المسائل كلها اذا عرض له واحد منها بعد ما قعد قدر التشهد	

ل اس کے متعلق حکم نمبر ٭ ملاحظہ ہو (مترجم)

ل صاحب ترتیب کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ٭ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز یہاں تک مخصوص مسائل کی تعداد بارہ ہوگئی ہے۔ (مترجم)

دفعات دفعہ نمبر	چھٹا باب نماز میں حدث پیش آنیکے احکام نماز میں امام کے خلیفہ کا بیان	حوالہ
۱۷۷-	اور اگر وہ کسی قرآن پڑھ سکنے والے کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا تو اکثر فقہاءؒ کے ہاں اسکی نماز فاسد ہوجائے گی اور ابو اللیثؒ کے ہاں (اسکی نماز) فاسد نہ ہوگی	تبیین
	یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے	ظہیریہ
	پانچویں نمازی شخص نے ایسا کپڑا پالیا جسمیں نماز جائز ہوسکتی ہے بایں صورت کہ اس کپڑے میں نماز کے لئے مانع نجاست نہ تھی یا اس کپڑے میں ایسی نجاست (تو) موجود تھی البتہ اسکے پاس ایسی چیز موجود تھی جس سے اس نجاست کو دور کرسکے یا اس کے پاس اس نجاست کو دور کرنے کے لئے کوئی چیز نہ تھی لیکن اس کپڑے کا چوتھائی حصہ یا چوتھائی سے زیادہ حصہ پاک تھا اور وہ کپڑا ستر ڈھانک سکتا تھا۔ یا کوئی نمازی تیمم سے نماز پڑھ رہا تھا تو وہ پانی کے استعمال پر قادر ہوگیا۔ یا اسے کوئی فوت شدہ نماز یاد آئی اور اس کا صاحب ترتیب ہونا ابھی ساقط نہیں ہوا تھا [2]	
	پس اگر کوئی وضو والا تیمم والے کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا تو مقتدی نے پانی دیکھ لیا۔ یا وہ مقتدی تھا اور امام کی کوئی نماز فوت ہوگئی تھی تو مقتدی کو (امام کی) وہ فوت شدہ نماز یاد آئی تو (اس صورت میں) صرف مقتدی کی نماز فاسد ہوگی	تبیین
	(ب) پھر ان مذکورہ صورتوں میں جب نماز باطل قرار پاتی ہے تو وہ نفل نہیں بنتی لیکن تین صورتوں میں وہ باطل شدہ نماز نفل بن جاتی ہے اور وہ تین صورتیں یہ ہیں (۱) جب اسے فوت شدہ نماز یاد آئی (۲) یا (صبح کی نماز میں) سورج نکل آیا (۳) یا جمعہ کے دن میں ظہر کا وقت نکل گیا	جوہرہ نیرہ
	(ج) پس یہ (مذکورہ) بارہ مسائل مشہور روایت کے بموجب ہیں اور ان پر مزید چند مسائل بیان کئے گئے ہیں (۱) ان مزید مسائل میں سے ایک ۱۳ یہ ہے۔ کہ اگر کوئی شخص ناپاک کپڑے سے نماز پڑھ رہا تھا اور اسے کوئی ایسی چیز مل گئی جس سے وہ اس ناپاک کپڑے کو دھو سکتا ہے (۲) اور ان ۱۴ مزید مسائل میں سے ایک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص فوت شدہ نماز قضا کر رہا تھا اور اس پر ایسا وقت داخل ہوگیا جس میں نماز پڑھنا مکروہ ہوتا ہے (مثلاً) زوال کا وقت داخل ہوگیا۔ سورج غروب ہونے کی وجہ سے متغیر ہوگیا یا سورج طلوع ہوگیا۔ (۳) اور ان ۱۵ مزید مسائل میں سے ایک یہ ہے کہ اگر کوئی باندی اوڑھنی کے بغیر نماز پڑھ رہی تھی تو وہ اسی حالت میں آزاد کردی گئی اور اس نے اس وقت اپنا ستر نہیں ڈھکا [3]	
	(د) ان (مذکورہ) سب مسائل کی صورتیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک صورت کسی کو اس	

[2] جیسا کہ حکم نمبر ۲۷/۱۶۱ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی الحدث فی الصلوٰۃ　　فصل فی الاستخلاف	حوالہ
۱۷۷	او فی سجود السہو بطلت صلوٰتہ وصلوٰۃ من کان خلفہ لوکان اماما	ھکذا فی التبیین
۲	ولوسلم وعلیہ سجود السہو فعرض لہ واحد منہا فان سجد بطلت صلوٰتہ والا فلا	ھکذا فی التبیین
۳	ولوسلم القوم قبل الامام بعد ما قعد قدر التشہد ثم عرض لہ واحد منہا بطلت صلوٰتہ دون القوم	ھکذا فی التبیین
۴	وکذا اذا سجد ھو للسہو ولم یسجد القوم ثم عرض لہ	ھکذا فی التبیین

دفعات و شق نمبر	چھٹا باب نماز میں حدث پیش آنیکے احکام — نماز میں امام کے خلیفہ کا بیان	حوالہ
۱۷۷	وقت پیش آجائے جبکہ وہ (آخری قعدہ میں) بقدر تشہد بیٹھ چکا ہو یا ان میں سے کوئی صورت سہو میں پیش آجائے تو اسکی وہ نماز باطل ہوجائیگی اور اگر وہ امام ہے تو اسکے مقتدیوں کی نماز بھی باطل ہو جائے گی	تبیین
۲	اور اگر کسی نے سلام پھیرا اور اسپر سجدہ سہو باقی تھا پھر مذکورہ صورتوں میں سے کوئی صورت اسے پیش آئی تو (اس صورت میں) اگر اس نے سجدہ سہو کیا تو اس کی نماز باطل ہو جائیگی ورنہ باطل نہ ہو گی	تبیین
۳	اور اگر جماعت کے لوگوں نے (آخری قعدہ میں) امام کے بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد امام سے پہلے سلام پھیر دیا پھر امام کو مذکورہ صورتوں میں سے کوئی صورت پیش آئی تو (اس صورت میں) امام کی نماز باطل ہو جائے گی اور جماعت والوں کی نماز باطل نہ ہو گی۔	تبیین
۴	اسی طرح مذکورہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ امام نے سجدہ سہو کیا اور جماعت کے لوگوں نے سجدہ سہو نہ کیا پھر امام کو مذکورہ صورتوں میں سے کوئی صورت پیش ہوئی (تو امام کی نماز باطل ہو جائیگی اور جماعت والوں کی نماز باطل نہ ہو گی)	تبیین

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا — الفصل الاول فیما یفسدھا	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد

سید المرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ وعلیٰ عباد اللہ الصالحین اجمعین

الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا

وفیہ فصلان دفعات ۱۷۸ تا ۱۸۲ عنوانات ۵ تعداد شق ۳۰۰

(الفصل الاوّل فیما یفسدھا)

دفعات ۱۷۸ تا ۱۷۹ عنوانات ۲ تعداد شق ۱۵۱

المفسد للصّلوٰۃ نوعان قول وفعل

۱۷۸- الاقوال المفسدۃ للصلوٰۃ تعداد شق ۴۶

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱-	(النوع الاوّل فی الاقوال) اذا تکلم فی صلوٰتہ ناسیا او عامدا خاطئا او قاصدا قلیلا او کثیرا تکلم لاصلاح صلوٰتہ بان قام الامام فی موضع القعود فقالہ المقتدی اقعد او قعد فی موضع القیام فقال لہ قم اولا لاصلاح صلوٰتہ ویکون الکلام من کلام الناس استقبل الصلوٰۃ عندنا	کذا فی المحیط
	ھذا اذا تکلم قبل ان یقعد قدر التشھد	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
	وھذا اذا تکلم علی وجہ یسمع منہ فاما اذا تکلم علی وجہ لا یسمع منہ ان کان بحیث یسمع نفسہ تفسد صلاتہ	کذا فی المحیط
	وان لم یسمع وصحح الحروف لا تفسد	کذا فی الزاھدی

۱؎ بھولے سے یوں کہ اسے نماز میں ہونا یاد نہ رہا اور بات کردی اور غلطی سے یوں کہ اس نے نماز میں کچھ پڑھنا چاہا اور غلطی سے کوئی بات کہہ دی مفہوم ماخوذ از المنجد ص ۳۳۲ ومفہوم ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۳ باب ۲ (مترجم) ۲؎ جیسا کہ اونچی آواز سے قرأت اور آہستہ قرأت کی تعریف حکم ۴/۱۱۵–۶، ۴۱/۱۱۹–۴۲ میں بحوالہ سراجیہ وقایہ۔ نقایہ زاہدی اور خلاصہ ذکر ہے۔ البتہ حکم ۳۱/۱۱۹ میں درج ہے کہ اس تعریف میں اختلاف ہے چنانچہ صاحب ہدایہ نے اس اختلاف کو یوں ذکر کیا ہے کہ ابوجعفر ہندوانی رحمہ کے ہاں آہستہ قرأت یہ ہے کہ خود سنے اور اونچی قرأت یہ ہے کہ دوسرا بھی سنے اس لئے کہ آواز کے بغیر صرف زبان

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو پالنے والا ہے سارے جہانوں کا۔ اور درود اور سلام ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سب رسولوں کے سردار ہیں اور ان کی آل اور ان کے اصحاب پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سب پر ہو

ساتواں باب۔ نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام

وفیہ فصلان۔ دفعات ۱۷۸ تا ۱۸۲ عنوانات ۵ تعداد شق ۳۰۰

پہلی فصل نماز فاسد کرنے والے امور کا بیان

دفعات ۱۷۸ تا ۱۷۹ عنوانات ۲ تعداد شق ۱۵۱

نماز فاسد کرنے والے امور دو قسم کے ہیں (۱) قول (بات) (۲) اور فعل (کام)

۱۷۸- نماز فاسد کرنے والی باتیں۔ اور اس میں ۷۶ شقیں ہیں

۱- (۱) نماز فاسد کرنے والے امور میں سے پہلی قسم (وہ) باتیں ہیں (جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے) جب[1] کسی شخص نے نماز میں بھولے سے بات کردی یا جان[2] بوجھ کر غلطی سے یا ارادے[3] سے بات کردی خواہ وہ بات تھوڑی ہو یا زیادہ ہو۔ خواہ اس نے وہ بات اپنی نماز کی اصلاح کیلئے کی مثلاً امام التحیات کے لئے بیٹھنے کے موقع پر کھڑا ہوگیا تو مقتدی نے اسے کہا کہ "بیٹھئے" یا امام کھڑا ہونے کے موقع پر بیٹھ گیا تو مقتدی نے اسے کہا کہ "اُٹھئے"، یا اس نے وہ بات اپنی نماز کی اصلاح کے لئے نہیں کی اور وہ بات ایسی ہے جیسی باتیں لوگ آپس میں کیا کرتے ہیں تو (ان سب صورتوں میں) ہمارے ہاں وہ نماز از سر نو پڑھے گا۔ — محیط

(ب) یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس شخص نے بقدر تشہد بیٹھنے سے پہلے بات کی ہو۔ — قاضیخان

(ج) اور[1] (نیز) یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس نے اس طرح بات کی کہ وہ بات اس سے سنی جاتی ہے اور اگر اس نے اسطرح بات کی کہ وہ اس سے سنی نہیں جاتی تو اس کا حکم یہ ہے کہ، اگر اس نے اس طرح کی کہ وہ خود اس بات کو سنتا ہے۔ تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ — محیط

اور[2] اگر (وہ بات اس طرح کی کہ) وہ خود (بھی) نہیں سنتا البتہ حروف صحیح کہدیئے تو (اس صورت میں اس کی) نماز نہ ٹوٹے گی[2]۔ — زاہدی

کی حرکت کو قرأت نہیں کہا جاتا اور امام کرخی رحمہ کے ہاں کم از کم اونچی قرأت یہ ہے کہ خود سنے اور کم از کم آہستہ قرأت یہ ہے کہ (زبان سے) حروف صحیح ہوجائیں اس لئے کہ قرأت زبان کا فعل ہے۔ کان کا فعل نہیں ہے۔ اور کتاب کے لفظ میں اسی طرف اشارہ ہے اور اسی اختلاف پر طلاق، عتاق اور استثنا وغیرہ کے احکام متفرع ہوں گے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۱۰۷ اور جیسا کہ ۷/۱۱۵ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر		الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا — الفصل الاوّل فیما یفسدہا	حوالہ
۱۷۸-	۲-	وفی النوازل اذا تکلم فی الصلوٰۃ وھو فی النوم تفسد صلوتہ وھو المختار	کذا فی المحیط
	۳-	یفسدھا السّلام للصلوٰۃ عمداً واما غیرہ فان کان علیٰ ظن ان الصلوٰۃ تامۃ فغیر مفسد وان کان ناسیاً للصلوٰۃ فمفسد	کذا فی شرح ابی المکارم
	۴-	ولو سلم علی رجل تفسد مطلقا	کذا فی شرح ابی المکارم
	۵-	المسبوق اذا سلم علیٰ ظن ان علیہ ان یسلم مع الامام فھو سلام عمد یمنع البناء	کذا فی الخلاصۃ فی ما یتصل بمسائل الاقتداء مسائل المسبوق وھکذا فی فتاوی قاضیخان فی فصل فیمن یصح الاقتداء بہ۔
	۶-	ولو سلم المسبوق مع الامام ینظر ان کان ذاکرا لما علیہ من القضاء فسدت صلوتہ وان کان ساھیا لما علیہ من القضاء لا تفسد صلوتہ لانہ سلام الساھی فلا یخرجہ عن حرمۃ الصلوٰۃ	کذا فی شرح الطحاوی فی باب سجود السھو
	۷-	رجل صلی العشاء فسلم علی رأس الرکعتین علی ظن انھا ترویحۃ او سلم فی الظھر علی رأس الرکعتین علی ظن انھا جمعۃ او المقیم سلم علی رأس الرکعتین علی ظن انھا مسافر فانہ یستقبل الصلوٰۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
	۸-	ولو سلم علی رأس الرکعتین علی ظن انھا رابعۃ فانہ یمضی علی صلوتہ ویسجد للسھو	کذا فی فتاوی قاضیخان
	۹-	والضابط ان السھو عن السّلام ان وقع فی اصل الصلوٰۃ یوجب فسادھا وان وقع فی وصف الصلوٰۃ لا یوجب الفساد	ھکذا فی المحیط فی الفصل السابع عشر فی سجود السھو
	۱۰-	ولو اراد ان یسلم علی انسان ساھیا فلما قال السلام تذکر انہ لا ینبغی لہ ان یسلم وھو فی الصلوٰۃ فسکت تفسد صلوتہ	کذا فی المحیط

[1] جیساکہ حکم ۲۳/۲۰۰ کی دوسری اور تیسری صورت میں ہے البتہ اگر اسپر سجدہ سہو واجب تھا اور اس نے نماز قطع کرنے کی نیت سے سلام پھیر دیا تو حکم ۲۱/۲۰۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

حوالہ	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — پہلی فصل نماز فاسد کرنیوالے امور کا بیان	دفعات و شق نمبر
محیط	نوازل میں ہے کہ اگر کسی شخص نے نماز کے دوران سوتے ہوئے بات کی تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور یہی حکم مختار ہے۔	۱۲۸- ۲-
شرح ابی المکارم	(۱) جان بوجھ کر نماز کا سلام پھیرنا اس نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ ؎ (ب) اور اگر کسی نے جان بوجھ کر نماز کا سلام نہیں پھیرا تو اگر اسے یہ گمان ہوا تھا کہ نماز پوری ہو چکی ہے (اور اس نے نماز کا سلام پھیر دیا) تو وہ سلام نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ (ج) اور اگر وہ نماز کو بھولے ہوئے تھا تو وہ سلام اس نماز کو) فاسد کر دیتا ہے۔	۳-
شرح ابی المکارم	اور اگر کسی نے (نماز کے دوران) کسی شخص کو سلام کہا تو وہ نماز ہر صورت میں فاسد ہو جائے گی۔	۴-
خلاصہ۔ قاضیخان	مسبوق نے امام کے ساتھ اس گمان پر سلام پھیر دیا کہ اسے امام کے ساتھ سلام پھیر دینا چاہیئے۔ تو مسبوق کا یوں سلام پھیرنا جان بوجھ کر سلام پھیرنے کے حکم میں ہے (اس صورت میں) اسے بنا کرنا جائز نہیں ہوتا (بلکہ وہ نماز از سر نو پڑھے گا) ؎۲	۵-
شرح طحاوی	اگر کسی مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو دیکھا جائے گا (۱) اگر اسے یاد ہے کہ اس کے ذمے (اس نماز سے فوت شدہ نماز کی) قضا باقی ہے۔ تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ب) اور اگر وہ بھول گیا تھا کہ اس کے ذمہ (اس نماز سے فوت شدہ نماز کی) قضا باقی ہے۔ تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ اس لئے کہ یہ بھولے سے سلام کہنا ہے پس یہ اسے نماز کی تحریمہ سے خارج نہیں کرتا ؎۳	۶-
فتاویٰ قاضیخان	(۱) کسی شخص نے عشا کی نماز پڑھی تو دو رکعت کے بعد اسے تراویح گمان کر کے سلام پھیر دیا۔ (ب) یا کسی شخص نے ظہر کی نماز میں دو رکعت کے بعد جمعہ کے گمان سے سلام پھیر دیا۔ (ج) یا مقیم شخص نے دو رکعت کے بعد مسافر ہونے کے گمان سے سلام پھیر دیا تو وہ (ان سب صورتوں میں) از سر نو پڑھے گا ؎۴	۷-
قاضیخان	اور اگر کسی شخص نے (چار رکعت والی نماز میں) دو رکعت کے بعد اس گمان سے سلام پھیر دیا کہ یہ چوتھی رکعت ہے تو وہ اپنی نماز پڑھتا رہے گا اور سجدہ سہو کرے گا۔	۸-
محیط	ان (مذکورہ) مسائل میں قاعدہ یہ ہے کہ بھولے سے جو سلام پھیرا ہے (۱) اگر وہ بھول اصل نماز میں واقع ہے (مثلاً وہ ظہر ہے یا جمعہ) تو اس (سلام) سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ب) اور اگر وہ بھول نماز کے وصف میں واقع ہے (مثلاً اس نماز کی رکعتیں دو ہیں یا چار) تو اس (سلام) سے نماز فاسد نہ ہوگی۔	۹-
محیط	اگر کسی نمازی نے بھول کر کسی شخص کو سلام کہنے کا ارادہ کیا اور جب السلام کا لفظ کہا تو اسے یاد آگیا کہ اسے نماز کے دوران کسی شخص کو سلام نہیں کہنا چاہیئے۔ پس وہ خاموش ہو گیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	۱۰-

؎۲ جیسا کہ حکم نمبر ۲۱/۱۲۹ میں ہے (مترجم)، ؎۳ جیسا کہ حکم نمبر ۱۹/۱۲۹ میں ہے (مترجم) ؎۴ ان صورتوں کے متعلق قاعدہ حکم ۹/۱۲۸ میں ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا — الفصل الاول فیما یفسدها	حوالہ
۱۷۸- ۱۱-	ولو صافح بنية السلام تفسد صلوٰته[1] لانه كلام معنى	هكذا فى التبيين
-۱۲	ولا يرد بالاشارة ولو اشار يريد به رد السلام او طلب من المصلى شياء فأشار بيده او برأسه بنعم او بلا لاتفسد صلوته	هكذا فى التبيين
	ويكره	كذا فى شرح منية المصلى لابن امير الحاج
-۱۳	رجل عطس فقال المصلى يرحمك الله تفسد صلوته	كذا فى المحيطين
-۱۴	ولو قال العاطس يرحمك الله وخاطب نفسه لا يضره	كذا فى الخلاصة
-۱۵	ولو عطس فى الصلوٰة فقال اٰخر يرحمك الله فقال المصلى اٰمين تفسد	كذا فى منية المصلى وهكذا فى المحيط
-۱۶	ولو عطس فقال له المصلى الحمد لله لاتفسد لانه ليس بجواب وان اراد به جوابه او استفهامه فالصحيح انها تفسد	هكذا فى التمرتاشى
-۱۷	ولو قال العاطس لا تفسد صلوته وينبغى ان يقول فى نفسه والاحسن هو السكوت	كذا فى الخلاصة
-۱۸	فان لم يحمد فهل يحمد اذا فرغ فالصحيح انه يحمد فان كان مقتديا لايحمد سرا ولا علننا فى قولهم	كذا فى التمرتاشى
-۱۹	رجلان يصليان فعطس احدهما فقال رجل خارج الصلوٰة يرحمك الله فقالا جميعا اٰمين تفسد صلوٰة العاطس ولا تفسد صلوٰة الاخر لانه لم يدع له	هكذا فى الظهيرية و فتاویٰ قاضیخان
-۲۰	فى الفتاوىٰ ولو قال له يرحمك الله وقال الاخر اٰمين لا تفسد صلوة من قال له اٰمين لانه لم يدع له	هكذا فى السراج الوهاج

[1] نسخہ امیریہ مصری میں اس عبارت کے الفاظ یوں تھے "تفسد صلاۃ" اور نسخہ میمنیہ مصری میں مذکورہ الفاظ یوں تھے "تفسد صلوته" اور چونکہ نسخہ میمنیہ کے الفاظ کا مفہوم درست تھا۔ لہٰذا وہی درج ہے (مسترجم) بموجب حکم نمبر $\frac{11}{178}$ مصافحہ سے نماز فاسد ہو جاتی ہے

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — پہلی فصل نماز فاسد کرنیوالے امور کا بیان	حوالہ
۱۲۸-۱۱	اگر کسی نمازی نے سلام کے ارادے سے کسی شخص سے مصافحہ (ہاتھ ملانا) کیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس لئے کہ ایسا کرنا بھی دراصل سلام کہنا ہے۔	تبیین
-۱۲	(ا) (نمازی) اشارے سے بھی سلام کا جواب نہ دے اور اگر کسی نمازی نے سلام کا جواب دینے کے ارادہ سے اشارہ کیا (۱) یا کسی شخص نے نمازی سے کوئی چیز مانگی تو اس نے ہاتھ یا سر کے اشارے سے ہاں یا نہ کا اشارہ کیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	تبیین
	(ب) اور (مذکورہ اشارے) مکروہ ہیں	شرح منیہ
-۱۳	کسی آدمی کو چھینک آئی تو نمازی نے اسے یَرْحَمُكَ اللهُ کہا تو اس نمازی کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	محیطین
-۱۴	اور اگر چھینکنے والے (نمازی) نے اپنے آپ کو خطاب کرکے یَرْحَمُكَ اللهُ کہا تو اس سے اس (کی نماز) کو کوئی ضرر نہ ہوگا۔	خلاصہ
-۱۵	اگر کسی شخص کو نماز میں چھینک آئی تو دوسرے آدمی نے یَرْحَمُكَ اللهُ کہا پھر اس نمازی نے کہا آمین تو (اس صورت میں اس کی) نماز فاسد ہو جائے گی۔	منیہ محیط
-۱۶	(ا) اگر کسی شخص کو چھینک آئی تو نماز پڑھنے والے نے اسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا تو اس سے نمازی کی نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ الحمد للہ کہنا چھینکنے (کے موقع) کا جواب نہیں ہے۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) نمازی نے اسکے جواب کے ارادہ سے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا یا اسے سمجھانے کے ارادے سے الحمد للہ کہا تو اس صورت میں صحیح حکم یہ ہے کہ اس نمازی کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	ترتاشی
-۱۷	اگر چھینکنے والے (نمازی) نے الحمد للہ کہا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اور اسے چاہیئے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ دل میں کہہ لے اور بہتر یہ ہے کہ (نمازی اس جواب سے) خاموش رہے۔	خلاصہ
-۱۸	اگر کوئی نمازی نماز میں چھینکا اور (اس نے (نماز میں) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نہ کہا تو کیا وہ نماز سے فارغ ہونے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے؟ - اس کا صحیح حکم یہ ہے کہ وہ کہے۔ اور اگر مقتدی ہے تو فقہاء کے قول کے بموجب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نہ آہستہ آواز سے کہے اور نہ اونچی آواز سے کہے۔	ترتاشی
-۱۹	دو آدمی نماز پڑھ رہے تھے۔ ان میں سے ایک کو چھینک آئی تو ایک اور شخص نے جو نماز میں نہ تھا یَرْحَمُكَ اللهُ کہا تو ان دونوں نمازیوں نے آمین کہی تو (اس صورت میں) چھینکنے والے نمازی کی نماز فاسد ہو جائے گی اور دوسرے (آمین کہنے والے) نمازی کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ اس لئے کہ یَرْحَمُكَ اللهُ کہنے والے نے اس دوسرے کے لئے دعا نہ کی تھی	ظہیریہ، قاضیخان
-۲۰	فتاویٰ میں ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں) اس شخص نے (جو نماز میں نہ تھا) چھینکنے والے نمازی کو یَرْحَمُكَ اللهُ کہا اور دوسرے نمازی نے (جیسے چھینک نہیں آئی تھی) آمین کہی تو آمین کہنے والے (اس دوسرے نمازی) کی نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ یَرْحَمُكَ اللهُ کہنے والے نے اس (دوسرے) کے لئے دعا نہیں کی تھی۔	سراج وہاج

(۱) اور بموجب حکم نمبر ۱۲/۲۸ سلام کے جواب کے ارادہ سے اشارہ کرنا مفسد نہیں مکروہ ہے وجہ فرق یہ ہے کہ اگرچہ دونوں کلام معنوی ہیں لیکن مصافحہ تو سلام کیلئے مخصوص ہے اور ہاتھ سے اشارہ ایسا نہیں ہے ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج۱ ص۱۳۳ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا — الفصل الاول فیما یفسدها	حوالہ
۱۶۸—۲۱—	اذا قرأ القرآن اوذکر اللّٰہ تعالیٰ یرید خطاب انسان امرہ بشیٔ اونہاہ عن شیٔ تفسد صلوتہ فان اراد تنبیہ من یشغلہ انہ فی الصلوٰۃ لاتفسد	کذا فی التہذیب
۲۲—	ولو عرض للامام شیٔ فسبح المأموم لابأس بہ لان القصد بہ اصلاح الصلوٰۃ ولا یسبح للامام اذا قام الی الاخریین لانہ لایجوز لہ الرجوع اذا کان الی القیام اقرب فلم یکن التسبیح مفیدا	کذا فی البحر الرائق ناقلا عن البدائع
۲۳—	ولو فتح علی غیر امامہ تفسد الا اذا عنی بہ التلاوۃ دون التعلیم	کذا فی محیط السرخسی
۲۴—	وتفسد صلوتہ بالفتح مرۃ ولا یشترط فیہ التکرار وھو الاصح	ھکذا فی فتاویٰ قاضیخان
۲۵—	وان فتح غیر المصلی علی المصلی فأخذ بفتحہ تفسد	کذا فی منیۃ المصلی
۲۶—	وان فتح علی امامہ لم تفسد ثم قیل ینوی الفاتح بالفتح علی امامہ التلاوۃ والصحیح ان ینوی الفتح علی امامہ دون القرأۃ قالوا ھذا اذا ارتج علیہ قبل ان یقراء قدر ما تجوز بہ الصلوٰۃ اوبعد ما قراء ولم یتحول الی اٰیۃ اخری واما اذا قراء اوتحول ففتح علیہ تفسد صلوۃ الفاتح والصحیح انہا لاتفسد صلوٰۃ الفاتح بکل حال ولا صلوۃ الامام لو أُخذ منہ علی الصحیح	ھکذا فی الکافی
	ویکرہ للمقتدی ان یفتح علی امامہ من ساعتہ لجواز ان یتذکر من ساعتہ فیصیر قارئا خلف الامام من غیر حاجۃ	کذا فی محیط السرخسی

[1] اور اگر وہ لوٹا تو اس کے حکم کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۱۹۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] یہ حکم ان سب صورتوں کو شامل ہے جن میں نمازی اپنے امام کے علاوہ کسی کو لقمہ دے۔ مثلاً مقتدی دوسرے مقتدی کو یا اکیلے نماز پڑھنے والے کو یا اپنے امام کے علاوہ کسی امام کو لقمہ دے یا اکیلے نماز پڑھنے والا کسی دوسرے

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام پہلی فصل نماز فاسد کرنے والے امور کا بیان	حوالہ
۱۷۸ - ۲۱ -	اگر کسی نمازی نے قرآن مجید پڑھا یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا رو، اور ایسا کرنے میں، اس کا ارادہ کسی آدمی کو مخاطب کرنا ہو جس میں اس نے کوئی حکم دیا ہو یا کسی چیز سے منع کیا ہو تو ایسا کرنے سے، اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ رب، اور اگر اس کا ارادہ کسی ایسے آدمی کو جو اسے مشغول کرتا ہے یہ تنبیہ کرنا ہو کہ وہ نماز میں ہے تو اس صورت میں قرآن مجید پڑھنے یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے، نماز فاسد نہ ہوگی۔	تہذیب
۲۲ -	را، اگر امام کو کوئی امر پیش آیا یعنی اس سے کوئی لغزش ہوگئی، تو مقتدی نے سُبْحَانَ اللّٰہِ کہہ دیا تو کوئی حرج نہیں اس لئے کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنے سے مقتدی کا مقصد نماز کی اصلاح ہے۔ رب، اگر امام (دو رکعتوں کے بعد التحیات کے لئے بیٹھے بغیر) آخری دو رکعتوں (یا تیسری رکعت) کے لئے کھڑا ہو گیا تو مقتدی سبحان اللہ نہ کہے۔ اس لئے کہ جب امام کھڑا ہونے کے قریب ہو گیا تو اسے (التحیات کے لئے) لوٹنا جائز نہیں[1] پس (اس صورت میں مقتدی کا) سبحان اللہ کہنا مفید نہ ہوگا۔	بحر رائق
۲۳ -	را، اگر کسی نمازی نے اپنے امام کے علاوہ کسی کو لقمہ دیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی[1] رب، لیکن اگر اس نے سکھانے کے ارادے سے نہیں تلاوت کے ارادے سے ایسا کیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	محیط سرخسی
۲۴ -	(جن صورتوں میں لقمہ دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے ان میں) صرف ایک بار لقمہ دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ کئی بار لقمہ دینا شرط نہیں ہے۔ اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	قاضیخان
۲۵ -	اگر کسی ایسے شخص نے جو نماز نہیں پڑھ رہا ہے کسی ایسے شخص کو لقمہ دیا جو نماز میں ہے اور نمازی نے لقمہ لے لیا تو اس نمازی کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	منیۃ المصلی
۲۶ -	را، اگر کسی مقتدی نے اپنے امام کو لقمہ دیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ رب، پھر بعض کا قول یہ ہے کہ لقمہ دینے والا اپنے امام کو لقمہ دینے میں تلاوت کی نیت کرے اور صحیح حکم یہ ہے کہ وہ اپنے امام کو لقمہ دینے میں لقمہ دینے کی نیت کرے تلاوت کی نیت نہ کرے رج، فقہاء رح نے کہا ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے کہ جب امام ایسے وقت میں رُک گیا کہ اس نے ابھی اتنی قرأت نہیں کی تھی جس سے نماز جائز ہو جاتی ہے یا وہ اتنی قرأت کر چکنے کے بعد رُکا ہے اور اس نے کوئی اور آیت شروع نہیں کی۔ لیکن اگر امام اتنی قرأت کر چکا یا وہ دوسری آیت شروع کر چکا تو اسے کسی مقتدی نے لقمہ دیا تو لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور صحیح حکم یہ ہے کہ لقمہ دینے والے مقتدی کی نماز کسی صورت میں بھی فاسد نہ ہوگی۔ اور صحیح قول کے بموجب اگر امام وہ لقمہ لے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	کافی
	(د)، یہ مکروہ ہے کہ مقتدی اپنے امام کو فوراً لقمہ دے دے اس لئے کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ امام کو اسی وقت یاد آجائے تو مقتدی (فوری لقمہ دینے کی وجہ سے) امام کے پیچھے بغیر ضرورت قرأت کرنے والا قرار پائے گا۔	محیط سرخسی

[1] اکیلے نماز پڑھنے والے کو یا کسی مقتدی کو لقمہ دے یا نمازی غیر نمازی کو لقمہ دے یا اس سے لقمہ لے تو ان سب صورتوں میں اس کی نماز فاسد ہو جائے گی مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۵۸۱ نیز حکم ۲۵، ۲۹، ۳۱ / ۱۷۸ ملاحظہ ہو (مترجم)۔

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا — الفصل الاول فیما یفسدھا	حوالہ
۱۲۸- ۲۷-	ولا ینبغی للامام ان یلجئهم الی الفتح لانه یلجئهم الی القرأۃ خلفه وانه مکروہ بل یرکع ان قرأ قدر ماتجوزبه الصلوٰۃ والا ینتقل الی آیۃ اخری	کذا فی الکافی
۲۸	وتفسیر الالجاء ان یردد الایۃ اویقف ساکتا	کذا فی النھایۃ
۲۹	ارتج علی الامام ففتح علیه من لیس فی صلوٰته وتذکر فان أخذ فی التلاوۃ قبل تمام الفتح لم تفسد والا تفسد لان تذکرہ مضاف الی الفتح	کذا فی البحر الرائق ناقلا عن القنیۃ
-۳۰	وفتح المراھق کالبالغ	کذا فی البحر الرائق ناقلا عن القنیه
-۳۱	ولوسمعه المؤتم ممن لیس فی الصلوۃ ففتحه علی امامه یجب ان تبطل صلوۃ الکل لان التلقین من خارج	کذا فی البحر الرائق ناقلا عن القنیۃ
-۳۲	أخبر بما یسوٗنا سترجع اوبمایسرہ فحمد اللہ تعالیٰ واراد به جوابه تفسد صلوٰته	
	وان لم یرد جوابه او اراد به اعلامه انه فی الصلوۃ لم تفسد بالاجماع	کذا فی محیط السرخسی
-۳۳	واذا اخبر بما یعجبه فقال سبحان اللہ او لا إله الا اللہ واللہ اکبر ان لم یرد به الجواب لا تفسد صلوٰته عند الکل وان اراد به الجواب فسدت عند ابی حنیفہ رح ومحمد رح	ھکذا فی الخلاصۃ
-۳۴	ولولدغته عقرب فقال بسم اللہ تفسد صلوٰته عند ابی حنیفۃ رح ومحمد رح وقیل لا تفسد لانه لیس من کلام الناس وفی النصاب وعلیه الفتوی	کذا فی الظھیریۃ کذا فی البحر الرائق
-۳۵	ولو قال عند رؤیۃ الھلال ربی وربک اللہ تفسد صلوته عند ابی حنیفۃ ومحمد رح	ھکذا فی الظھیریۃ
-۳۶	ولوعوّذ نفسه بشئ من القرآن للحمی ونحوها تفسد عندھم	ھکذا فی الظھیریۃ
-۳۷	مریض صلی فقال عند قیامه اوعند انحطاطه بسم اللہ لمایلحقه من المشقۃ والوجع لا تفسد صلوته وعلیه الفتوی	ھکذا فی المضمرات
-۳۸	فی الجامع الصغیر للصدر الشھید وفی قوله انا للہ وانا الیه راجعون اذا اراد الجواب تفسد صلوته عند الکل	ھکذا فی الخلاصۃ

له جیسا کہ حکم ۳۸/۱۲۸ میں ہے (مترجم)

دفعات دشتی نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — پہلی فصل نماز فاسد کرنیوالے امور کا بیان	حوالہ
۱۶۸: ۲۷	امام کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ مقتدیوں کو لقمہ دینے پر الجاء مجبور کرے اس لئے کہ ایسا کرنے میں رگویا وہ مقتدیوں کو امام کے پیچھے قرأت کرنے پر مجبور کرتا ہے اور یہ مکروہ ہے۔ بلکہ امام نے اگر اتنی قرأت کرلی ہے جس سے نماز جائز ہوجاتی ہے۔ تو وہ رکوع کردے ورنہ کوئی دوسری آیت شروع کردے۔	کافی
۲۸	اور الجاء (مجبور کرنے) کی وضاحت یہ ہے کہ وہ بار بار ایک آیت کو پڑھے یا خاموش ہوکر کھڑا ہوجائے۔	نہایہ
۲۹	امام رک گیا تو اسے ایسے شخص نے لقمہ دیا جو نماز میں اس کے ساتھ نہیں ہے اور امام کو بھی بھولا ہوا مقام، یاد آگیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ، اگر امام نے لقمہ تمام ہونے سے پہلے پڑھنا شروع کردیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ ورنہ اس کی نماز فاسد ہوجائے گی اس لئے کہ امام کو یاد آنا لقمہ کی طرف منسوب ہوگا۔	بحرالرائق
۳۰	بلوغت کے قریب لڑکا لقمہ دے تو اس لقمہ کا حکم وہی ہوگا جو بالغ آدمی کے لقمہ کا حکم ہے۔	بحرالرائق
۳۱	اگر مقتدی نے کسی ایسے شخص سے لقمہ سنا جو نماز میں نہیں ہے اور پھر مقتدی نے وہ لقمہ اپنے امام کو دیا تو سب کی نماز باطل ہونا لازمی ہے اس لئے کہ تلقین (یعنی سمجھانا) خارج سے ہوا ہے۔	بحرالرائق
۳۲	کسی کو نماز میں بری خبر دی گئی تو اس نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا یا اسے خوشخبری دی گئی تو اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا اور ایسا کہنے میں اس نے جواب دینے کا ارادہ کیا۔ تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی [1] (ب) اور اگر اس نے ایسا کہنے میں جواب دینے کا ارادہ نہ کیا یا اس نے یہ بتانے کا ارادہ کیا کہ وہ نماز میں ہے تو اس صورت میں اس کی، نماز فاسد نہ ہوگی اس پر اجماع ہے۔	محیط سرخسی
۳۳	(ا) جب کسی کو نماز میں عجیب خبر دی گئی تو اس نے سُبْحَانَ اللّٰہِ کہا یا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ، اگر اس نے ایسا کہنے میں جواب دینے کا ارادہ نہیں کیا تو سب کے ہاں اس کی نماز فاسد نہ ہوگی (ب)، اور اگر اس نے ایسا کہنے میں جواب دینے کا ارادہ کیا ہے تو امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے ہاں (اس کی)، نماز فاسد ہوجائے گی۔	خلاصہ
۳۴	(ا)، اگر کسی نمازی کو بچھو نے کاٹا تو اس نے بِسْمِ اللّٰہِ کہا تو اس کی نماز امام ابو حنیفہؒ اور امام محمد رح کے ہاں فاسد ہوجائے گی۔ (ب)، اور بعض کا قول ہے کہ (مذکورہ صورت میں)، نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ بِسْمِ اللّٰہِ کہنا ایسی بات نہیں ہے۔ جیسے لوگ آپس میں گفتگو کرتے ہیں۔ اور نصاب میں ہے کہ اس حکم پر فتویٰ ہے۔	ظہیریہ بحرالرائق
۳۵	اگر کسی نمازی نے چاند دیکھ کر رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ کہا تو امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے ہاں اس کی نماز فاسد ہوجائے گی۔	ظہیریہ
۳۶	اور اگر کسی نمازی نے بخار یا کسی اور مرض (سے صحت) کے لئے قرآن مجید سے کچھ حصہ اپنے اوپر دم کیا تو سب کے ہاں (اس کی)، نماز فاسد ہوجائے گی۔	ظہیریہ
۳۷	کسی مریض نے نماز پڑھی تو کھڑا ہوتے وقت یا جھکتے وقت مشقت یا درد کی وجہ سے بِسْمِ اللّٰہِ کہا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اور اسی پر فتویٰ ہے۔	مضمرات
۳۸	الصدر الشہید رح کی جامع صغیر میں ہے کہ نمازی کے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہنے میں اگر اس نے جواب دینے کا ارادہ کیا تو اس کی نماز سب کے ہاں فاسد ہوجائے گی [2]	خلاصہ

[2] جیسا کہ حکم ۱۶۸/۳۲ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا — الفصل الاول فیما یفسدہا	حوالہ
۱۷۸ ۔ ۳۹ ۔	ولو قال اللّٰھم صل علی محمدٍ او قال اللہ اکبر لا تفسد صلوٰتہ بالاجماع ان لم یرد بہ الجواب اما اذا اراد الجواب قال بعضھم تفسد صلوٰتہ عند الکل وھو الظاھر	ھکذا فی الخلاصۃ
۴۰ ۔	ولو صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلّم فی الصلوٰۃ ان لم یکن جوابا لغیرہ لا تفسد صلوٰتہ وان سمع اسم النبی صلی اللہ علیہ وسلّم فقال جوابا لہ تفسد صلوٰتہ ولو قرأ رجل ما کان محمّد ابا احدٍ مّن رّجالکم ط وصلی علیہ رجل فی الصّلوٰۃ لا تفسد صلوٰتہ ۔ وکذا لو قرأ ذکر الشیطان فقال وھو فی صلوٰتہ لعنہ اللہ لا تفسد صلوٰتہ	ھکذا فی الخلاصۃ
۴۱ ۔	ولو نادی رجل فقال اقرؤا الفاتحۃ لاجل المھمات فقرأ المسبوق تفسد صلوٰتہ وبہ یفتی[1]	ھکذا فی الخلاصۃ
۴۲ ۔	ولو انشد شعرا یوجد عینہ فی القرآن مثل قول الشاعر ارأیت الّذی یکذب بالدین فذلک الّذی یدع الیتیم[2] وقولہ ویخزھم وینصرکم علیھم ویشف صدور قوم مومنین واراد بہ انشاد الشعر تفسد	ھکذا فی محیط السرخسی
۴۳ ۔	ولو انشاء شعرا وخطبۃ ولم یتکلم بلسانہ لا تفسد وقد أساء	کذا فی منیۃ المصلی
۴۴ ۔	فی الفتاوی ولو تفکر فی صلوتہ فتذکر حدیثا او شعرا وخطبۃ او مسئلۃ یکرہ ولا تفسد صلوٰتہ	ھکذا فی السراج الوھاج
۴۵ ۔	ولو جری علی لسانہ نعم فان کان یعتاد ان یجری فی کلامہ تفسد صلوٰتہ والا فلا لانہ یجعل ذٰلک من القرآن ۔	کذا فی محیط السرخسی
۴۶ ۔	وان قال بالفارسیۃ آری فھو بمنزلۃ نعم ان کان ذٰلک عادۃ لہ تفسد والا فلا	کذا فی فتاویٰ قاضیخان
۴۷ ۔	ان دعا بما یستحیل سؤالہ من العباد مثل العافیۃ والمغفرۃ والرزق بان قال اللّٰھم ارزقنی الحجا واغفرلی لا تفسد	کذا فی محیط السرخسی

[1] مسبوق کے مفہوم کے لئے حکم $\frac{۴۳}{۱۱۰}$ ، $\frac{۱}{۱۶۹}$ ملاحظہ ہو اور مذکورہ صورت میں مسبوق کا خصوصی ذکر غالباً اس لئے ہے کہ یہ صورت حال مسبوق کو خاص طور پر پیش آتی ہے کیونکہ اہم امور کے لئے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے عمل کا ذکر فرض نماز کے بعد آتا ہے جیسا کہ بحوالہ تتارخانیہ عالمگیری میں ہے و تدرأ ۃ

دفعات دستی نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — پہلی فصل نماز فاسد کرنیوالے امور کا بیان	حوالہ
۱۲۸ - ۳۹ -	(ا) اور اگر نمازی نے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہا یا اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا تو بالاجماع اس کی نماز فاسد نہ ہوگی بشرطیکہ اس نے جواب دینے کا ارادہ نہ کیا تھا۔ (ب) لیکن اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) جواب دینے کا ارادہ کیا تو بعض کا قول ہے کہ اس کی نماز سب کے ہاں فاسد ہو جائے گی اور یہی حکم ظاہر ہے۔	خلاصہ
۴۰ -	(ا) اور اگر کسی شخص نے نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا تو اس کا حکم یہ ہے کہ (اگر ایسا کرنا کسی دوسرے آدمی کے جواب میں نہ تھا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ (ب) اگر کسی نمازی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنا تو اس نے اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ج) اگر کسی آدمی نے یہ آیت مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ پڑھی تو کسی نے نماز میں سنکر آنحضرت پر درود پڑھا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ (د) اسی طرح اگر کسی شخص نے ایسی آیت پڑھی جس میں شیطان کا ذکر تھا تو دوسرے شخص نے نماز میں سنکر لَعَنَہُ اللّٰہُ کہا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	خلاصہ
۴۱ -	اور اگر کسی شخص نے آواز دیکر کہا کہ اہم امور کے لئے سورۃ فاتحہ پڑھو تو مسبوق[1] نے سورۃ فاتحہ پڑھی تو اس صورت میں، اس کی نماز فاسد ہوگی اور اسی حکم پر فتویٰ ہے۔	خلاصہ
۴۲ -	اگر کسی نمازی نے ایسا شعر پڑھا جو کہ بعینہٖ قرآن مجید میں موجود ہے مثلاً شاعر کا قول ہو اَرَأَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ۔ فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ اور مثلاً اس کا قول ہو۔ وَیُخْزِھِمْ وَیَنْصُرْکُمْ عَلَیْھِمْ۔ وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ اور اس نے اس کے پڑھنے میں شعر پڑھنے کا ارادہ کیا تو (اس کی) نماز فاسد ہو جائے گی	محیط سرخسی
۴۳ -	اور اگر کسی نمازی نے کوئی شعر یا خطبہ وضع کیا اور زبان سے نہ کہا تو (اس کی) نماز فاسد نہ ہوگی البتہ اس نے برائی کی	منیۃ المصلی
۴۴ -	فتاویٰ میں ہے کہ اگر کسی نے نماز کے اندر سوچ کر کوئی حدیث یا شعر یا خطبہ یا مسئلہ یاد کیا تو ایسا کرنا مکروہ ہے البتہ اس کی نماز فاسد نہ ہوگی	سراج وہاج
۴۵ -	اگر کسی نمازی کی زبان پر نَعَمْ (ہاں) کا لفظ جاری ہوگیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر اس کی عادت تھی کہ یہ لفظ اس کے کلام میں جاری ہوا کرتا ہے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر اس کی یہ عادت نہ تھی تو پھر اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ اس لئے کہ وہ لفظ قرآن مجید سے قرار پائے گا۔	محیط سرخسی
۴۶ -	اگر کسی نمازی نے فارسی میں آری (ہاں) کا لفظ کہا تو وہ نَعَمْ (ہاں) کے لفظ کی طرح ہے اگر اس کی عادت تھی کہ یہ لفظ اس کے کلام میں جاری ہوا کرتا ہے، تو اس کی، نماز فاسد ہو جائے گی ورنہ نہیں	قاضیخان
۴۷ -	اگر کسی نمازی نے ایسی دعا مانگی جس کا بندوں سے سوال کرنا محال ہے مثلاً عافیت، مغفرت اور رزق کی دعا چنانچہ	

الفاتحہ بعد المکتوبۃ لاجل المہمات مخافتۃ اوجھرا مع الجمع مکروہ ھھنا واختار القاضی بدیع الدین انہ لا تکرہ الخ فتاویٰ عالمگیری کی بحث ۴۸ کے باب ۳ میں ہے (مترجم) [2] قولہ فَذٰلِکَ الَّذِیْ فیہ کسر لا یخفی اھ حاشیہ عربی فتاویٰ ہذا یعنی فَذٰلِکَ الَّذِی کے کلمہ میں وزن شعر ٹوٹا ہوا ہونا ظاہر ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا — الفصل الاول فیما یفسدھا	حوالہ
۱۴۸-		
۴۸-	ولو دعا بما لا یستحیل سؤالہ من العباد مثل قولہ اللّٰھم اطعمنی او اقض دینی او زوجنی فانہ یفسد	
	ولو قال اللّٰھم ارزقنی فلانۃ فالصحیح انہ یفسد لان ھذا اللفظ ایضا مستعمل فیما بین الناس۔	کذا فی محیط السرخسی
۴۹-	ولو قال اللّٰھم اغفرلی ولوالدیّ لا تفسد لانہ موجود فی القرآن	کذا فی محیط السرخسی
۵۰	ولو قال اللّٰھم اغفر لاخی ذکر الشیخ ابو الفضل البخاری رح انہ یفسد والصحیح انہ لا یفسد لانہ موجود فی القرآن	کذا فی محیط السرخسی
۵۱	وان قال اغفر لامی او لعمی او لخالی او لزید فسدت صلوٰتہ	کذا فی السراج الوھاج
۵۲-	ولو قرأ الامام آیۃ الترغیب او الترھیب فقال المقتدی صدق اللّٰہ وبلغت رسلہ فقد أساء ولا تفسد صلوتہ	کذا فی فتاوی قاضیخان وھکذا فی الظھیریۃ
۵۳-	المصلی کلما یقراء یا ایھا الذین آمنوا رفع رأسہ وقال لبیک سیدی فالاحسن ان لا یفعل ولو فعل قیل لا تفسد صلوتہ	کذا فی محیط السرخسی
	وھو الصحیح	کذا فی فتاوی قاضیخان فی المسائل المتعلقۃ بقرأۃ القرآن
۵۴-	ولو لبّی الحاج فی صلوتہ تفسد	کذا فی الخلاصۃ
۵۵-	ولو قال فی ایام التشریق اللّٰہ اکبر لا تفسد صلوتہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۶-	واذا اذن فی الصلوۃ واراد بہ الاذان فسدت فی قول ابی حنیفۃ رح	کذا فی المحیط
۵۷-	واذا سمع الاذان فقال مثل ما یقول المؤذن ان اراد بہ جوابہ تفسد والا فلا وان لم یکن لہ نیۃ تفسد	ھکذا فی محیط السرخسی
۵۸-	ولو وسوسہ الشیطان فقال لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم ان کان ذلک فی امر الاخرۃ لا تفسد وان کان فی امر الدنیا تفسد	کذا فی التمرتاشی

لہ اس کے شق حکم ۹/۱۳۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ مترجم

دفعات دستی نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — پہلی فصل نماز فاسد کرنیوالے امور کا بیان	حوالہ
۱۷۸-	اگر اس نے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ الْحَجَّ کہا یا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ کہا تو اسکی، نماز فاسد نہ ہوگی۔	محیط سرخسی
۴۸-	(۱) اور اگر کسی نمازی نے ایسی دعا مانگی جس کا بندوں سے سوال کرنا محال نہیں ہے مثلاً اس نے اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْنِیْ کہا یا اَللّٰھُمَّ اقْضِ دَیْنِیْ کہا یا اَللّٰھُمَّ زَوِّجْنِیْ فُلَانَۃَ کہا تو اس کی، نماز فاسد ہو جائیگی۔ (ب) اور اگر کسی نمازی نے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ فُلَانَۃَ کہا تو صحیح حکم یہ ہے کہ اسکی، نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس لئے کہ یہ لفظ بھی لوگوں کی باہمی گفتگو میں مستعمل ہوتا ہے [۱]	محیط سرخسی
۴۹-	اور اگر کسی نمازی نے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ کہا تو اسکی، نماز فاسد نہ ہوگی۔ اس لئے کہ یہ فقرہ قرآن مجید میں موجود ہے۔	محیط سرخسی
۵۰-	(۱) اور اگر کسی نمازی نے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِاَخِیْ کہا تو شیخ ابو الفضل البخاری رح نے کہا ہے کہ اسکی، نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ب) اور صحیح حکم یہ ہے کہ اسکی نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ یہ فقرہ قرآن مجید میں موجود ہے۔	محیط سرخسی
۵۱-	اور اگر کسی نمازی نے (اَللّٰھُمَّ) اغْفِرْلِاُمِّیْ کہا یا (اَللّٰھُمَّ) اغْفِرْلِعَمِّیْ کہا یا (اَللّٰھُمَّ) اغْفِرْلِخَالِیْ کہا یا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِزَیْدٍ کہا تو (ان سب صورتوں میں) اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	سراج وہاج
۵۲-	اگر امام نے رغبت دلانے یا ڈرانے کے مضمون والی کوئی آیت پڑھی تو مقتدی نے صَدَقَ اللّٰہُ وَبَلَّغَتْ رُسُلُہٗ۔ کہا تو اس نے برائی کی = البتہ اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	قاضیخان وظہیریہ
۵۳-	(۱) کوئی نمازی جب بھی (یہ آیت) یَآاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا پڑھتا ہے تو سر اپنا اٹھا کر لَبَّیْكَ سَیِّدِیْ کہتا ہے۔ تو بہتر یہ ہے کہ (ایسا) نہ کرے (ب) اور اگر اس نے کیا تو (اس کے حکم کے متعلق) بعض فقہاء رح نے کہا ہے کہ اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	محیط سرخسی قاضیخان
۵۴-	اگر حج کرنے والے نے اپنی نماز میں "تلبیہ (لَبَّیْكَ کہنا)" کہا تو اسکی، نماز فاسد ہو جائے گی۔	خلاصہ
۵۵-	اگر کسی نمازی نے ایام تشریق[۲] میں اللہ اکبر کہا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	قاضیخان
۵۶-	اگر کسی شخص نے نماز میں اذان کے کلمات اذان کے ارادہ سے کہے تو امام ابو حنیفہ رح کے قول کے مطابق (اس کی) نماز فاسد ہوگئی۔	محیط
۵۷-	اگر کسی شخص نے (نماز کے اندر) اذان سنی تو اس نے مؤذن کے کلموں کی طرح (وہی) کلمے کہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ (۱) اگر اس نے (ایسا کرنے میں) اذان کا جواب دینے کا ارادہ کیا تو (اس کی) نماز فاسد ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) نمازی کی کچھ نیت نہ تھی تو (بھی اس کی) نماز فاسد ہو جائے گی۔	محیط سرخسی
۵۸-	اگر نماز پڑھنے والے کے دل میں شیطان نے کوئی وسوسہ ڈالا۔ تو اس نے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ کہا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (۱) اگر وہ وسوسہ امر آخرت کے متعلق تھا تو (اس کی) نماز فاسد نہ ہوگی (ب) اور اگر وہ وسوسہ امر دنیا کے متعلق تھا تو (اسکی) نماز فاسد ہو جائے گی۔	تمرتاشی

[۱] ایام التشریق ذوالحجۃ کی نویں تاریخ کی فجر سے تیرھویں تاریخ کی نماز عصر تک ہیں۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۲ باب ۱۴ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا — الفصل الاول فیما یفسدها	حوالہ
۱۶۸- ۵۹-	اذا نسی التشهد فی اخر الصلوٰۃ فسلم ثم تذکر واشتغل بقراءۃ التشهد فلما قراء البعض فسلم قبل اتمام التشهد فسدت صلوته فی قول ابی یوسف رح لان قعوده الاول ارتفض بالعود الی قراءۃ التشهد فاذا سلم قبل اتمام التشهد تفسد صلوته وقال محمد رح لا تفسد صلوته لان قعوده الاول لا یرتفض کله بالعود الی قراءۃ التشهد وانما ارتفض بقدر ما قرأ او لم یرتفض اصلا لان محل قراءۃ التشهد القعدۃ ولا ضرورۃ الی رفضها وعلیه الفتوی	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶۰-	وعن هذا اختلف المشائخ رح فی مسئلۃ لا روایۃ لها اذا نسی الفاتحۃ والسورۃ حتی رکع فتذکر فی رکوعه فانتصب قائما للقراءۃ ثم ندم فسجد ولم یعد الرکوع قال بعضهم تفسد صلوته لانه لما انتصب قائما للقراءۃ ارتفض رکوعه فاذا لم یعد الرکوع تفسد صلوته وقال بعضهم لا یرتفض کل الرکوع او لم یرتفض اصلا لان الرفض کان لاجل القراءۃ فاذا لم یقراء صار کانه لم یکن	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶۱-	ولو أنّ فی صلوته او تأوّه او بکی فارتفع بکاؤه فحصل له حروف فان کان من ذکر الجنۃ او النار فصلوته تامۃ وان کان من وجع او مصیبۃ فسدت صلوته ولو تأوّه لکثرۃ الذنوب لا یقطع صلوته ولو بکی فی صلوته فان سال دمعه من غیر صوت لا تفسد صلوته وتفسیر الانین ان یقول آه آه وتفسیر التأوه ان یقول اوّه	کذا فی التاتارخانیۃ
۶۲-	ولو قال آخ آخ تفسد بالاجماع وان لم یکن مسموعا لا تفسد ویکره لانه لیس بکلام	کذا فی محیط السرخسی
۶۳-	ولو نفخ التراب من موضع سجوده ان کان غیر مسموع لا تفسد صلوته کالتنفس لکن ان تعمد یکره	

ـــ۱ اس لئے کہ نماز کے آخر میں بقدر تشہد پڑھنے کے بیٹھنا فرض ہے اور اس صورت میں یہ فرض ادا نہیں ہوا (مترجم)

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — پہلی فصل نماز فاسد کرنے والے امور کا بیان	حوالہ
۱۲۸ - ۵۹ -	اگر کوئی شخص نماز کے آخر (التحیات کیلئے بیٹھنے) میں التحیات پڑھنا بھول گیا اور سلام پھیر دیا پھر اسے یاد آیا اور تشہد پڑھنا شروع کیا پھر جب اس نے تشہد کا کچھ حصہ پڑھا تو اسے پورا پڑھنے سے پہلے ہی سلام پھیر دیا تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) (ا) اس کی نماز امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ اس کا اول قعدہ (التحیات کیلئے بیٹھنا) التحیات پڑھنے کی طرف لوٹنے کی وجہ سے جاتا رہا۔ پس جب اس نے تشہد پورا پڑھنے سے پہلے سلام پھیر دیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی ؎۱ (ب) اور امام محمد رح نے کہا ہے کہ (مذکورہ صورت میں) اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ (نماز کے آخر میں) اس کا پہلی بار التحیات کے لئے بیٹھنا تشہد پڑھنے کی طرف لوٹنے کی وجہ سے سارے کا سارا باطل نہیں ہوا البتہ وہ (قعدہ) صرف اسی قدر باطل ہوگا جس قدر اس نے تشہد پڑھی ہے یا (اس صورت میں) اس کا پہلی بار التحیات کے لئے بیٹھنا کچھ بھی باطل نہیں ہوا اس لئے کہ تشہد پڑھنے کا مقام تشہد کے لئے بیٹھنے میں ہے اور اس کے باطل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اسی حکم پر فتویٰ ہے ۔	قاضیخان
۶۰ -	اور اس (مذکورہ اختلاف) کی وجہ سے ایک مسئلہ میں مشائخ رح کا اختلاف ہوا ہے جس میں ائمہ سے کوئی روایت منقول نہیں ہے اور وہ مسئلہ یہ ہے (کہ جب کوئی نمازی سورۃ فاتحہ اور سورۃ پڑھنا بھول گیا۔ حتیٰ کہ وہ رکوع میں چلا گیا پھر اسے رکوع میں قرأت کا بھول جانا) یاد آیا تو قرأت کے لئے کھڑا ہو گیا پھر شرمندہ ہو کر سجدہ میں چلا گیا اور وہ رکوع نہ لوٹایا تو (اس حکم کے متعلق) (ا) بعض کا قول یہ ہے کہ اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس لئے کہ جب وہ قرأت کے لئے کھڑا ہوا تو اس کا رکوع باطل ہو گیا پس جب پھر رکوع نہ لوٹایا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی۔ (ب) اور بعض کا قول یہ ہے کہ (مذکورہ صورت میں) اس کا سارا رکوع باطل نہ ہوگا۔ یا کچھ بھی باطل نہ ہوگا اس لئے کہ اس رکوع کا باطل ہونا قرأت کی وجہ سے تھا اور جب اس نے قرأت نہ کی تو گویا رکوع باطل ہی نہیں ہوا ؎۱	قاضیخان
۶۱ -	اگر کسی شخص نے نماز میں انین اور تاوہ (کراہنا اور آہ بھرنا) شروع کیا یا رو پڑا اور اس کا رونا اونچی آواز سے ہو گیا جس سے حروف پیدا ہو گئے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر اس کا ایسا کرنا جنت اور دوزخ کے ذکر سے تھا تو اس کی نماز پوری ہو گئی۔ (ب) اور اگر اس کا ایسا کرنا کسی درد یا مصیبت کی وجہ سے تھا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی ؎۲ (ج) اور اگر کسی شخص نے اپنے گناہوں کی کثرت کا خیال کر کے نماز میں آہ بھری تو ایسا کرنا اس کی نماز نہ توڑے گا۔ (د) اور اگر نماز میں رو پڑا تو اگر آواز پیدا ہوئے بغیر اس کے آنسو بہہ پڑے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ (ر) انین کی وضاحت یہ ہے کہ وہ آہ آہ کہے اور تاوہ کی وضاحت یہ ہے کہ وہ اوہ کہے ۔	تاتارخانیہ
۶۲ -	اگر کسی نمازی نے اخ اخ کہا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اس پر اجماع ہے اور اگر (اخ اخ کی) آواز نہ سنی جائے تو ایسا کرنا مکروہ ہوگا۔ البتہ اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ ایسا کرنا کلام نہیں ہے ؎۳	محیط سرخسی
۶۳ -	اگر کسی نمازی نے اپنے سجدہ کی جگہ سے مٹی کو پھونکا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ا) اس پھونکنے کی آواز نہیں	

؎۱ اور مذکورہ صورت میں قرأت پر حکم کے متعلق حکم نمبر ۹/۱۰۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۲ اور اگر وہ ایسا مریض ہے کہ اپنے آپ پر قابو نہیں رکھ سکتا تو اس کے متعلق حکم ۵۵/۱۰۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۳ کے متعلق حکم ۶۸/۱۰۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فيما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها — الفصل الاول فيما يفسدها	حواله
۱۷۸ -	وان كان مسموعا بان يكون له حروف مهجاة فهو بمنزلة الكلام و يقطع الصلوٰة	هكذا فى الخلاصة
۶۴ -	واذا ساق الدابة بقوله هر او ساق الكلب بقوله جر يقطع وان ساقها بما ليس له حروف مهجاة لا يقطع الصلوٰة	
۶۵ -	وكذا اذا دعا الهرة بما له حروف مهجاة يقطع الصلوٰة واذا دعاها بما ليس له حروف مهجاة لا يقطع الصلوٰة وكذا اذا نفرها بما له حروف مهجاة قطع	هكذا فى الذخيرة
۶۶ -	ويفسد الصلوٰة التنحنح بلا عذر بان لم يكن مدفوعا اليه وحصل منه حروف	هكذا فى التبيين
۶۷ -	ولو لم يظهر له حروف فانه لا يفسد اتفاقا لكنه مكروه	كذا فى البحر الرائق
۶۸ -	وان كان بعذر بان كان مدفوعا اليه لا تفسد لعدم امكان الاحتراز عنه وكذا الانين والتأوه اذا كان بعذر بان كان مريضا لا يملك نفسه فصار كالعطاس والجشاء ولو عطس او تجشاء فحصل منه كلام لا تفسد	كذا فى محيط السرخسى
	ولو تنحنح لاصلاح صوته و تحسينه لا تفسد على الصحيح وكذا لو اخطاء الامام فتنحنح المقتدى ليهتدى الامام لا تفسد صلوته وذكر فى الغاية ان التنحنح لاعلام انه فى الصلوٰة لا يفسد	كذا فى التبيين
۶۹ -	ويفسدها قرأته من مصحف عند ابى حنيفة رح وقالا لا يفسد له ان حمل المصحف وتقليب الاوراق والنظر فيه عمل كثير وللصلوٰة عنه بدٌّ وعلى	

۱؎ کے متعلق حکم ۴۸/۱۸۰ ، ۵۰/۱۵۹ ملاحظہ ہو ۱۲ مترجم ۲؎ اور درمختار میں ہے کہ ایسا مریض جو آہ اور اوہ کہنے سے اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکتا ہو تو اس صورت میں اسکا ایسا کرنا چھینکنے، کھانسنے ڈکارنے اور جماہی لینے کے حکم میں ہوگا خواہ حروف پیدا ہو جائیں بنابر ضرورت نماز فاسد نہ ہوگی اور ردالمحتار میں ہے کہ چھینکنے وغیرہ میں حروف نکالنے کا تکلف ذکر نکی

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — پہلی فصل نماز فاسد کرنے والے امور کا بیان	حوالہ
۱۶۸ -	سنی جاتی تو اسکی نماز فاسد نہ ہوگی۔ وہ پھونکنا سانس لینے کی طرح ہوگا لیکن جان بوجھ کر ایسا کیا تو مکروہ ہوگا (ب) اور اگر اس پھونکنے کی ایسی آواز سنی جاتی ہے کہ اس سے حروف تہجی پیدا ہوتے ہوں تو وہ کلام کرنے کی طرح ہے اور ایسا کرنا نماز توڑ دے گا۔	خلاصہ
۶۴ -	(ا) اگر کسی نمازی نے "ہر" کہکر کسی جانور کو ہانکا یا "جر" کہہ کر کتے کو دھتکارا تو ایسا کہنا اس کی نماز کو توڑ دیگا (ب) اور اگر اس طرح ہانکا کہ (اسکی آواز میں) حروف تہجی پیدا نہیں ہوئے تو ایسا کہنا اس کی نماز کو نہ توڑے گا۔	
۶۵ -	(ا) اسی طرح اگر کسی نمازی نے بلی کو اس طرح بلایا کہ (اسکی آواز میں) حروف تہجی پیدا ہو گئے تو ایسا کہنا اس کی نماز کو توڑ دے گا۔ (ب) اور اگر بلی کو اس طرح بلایا کہ حروف تہجی پیدا نہیں ہوئے تو ایسا کہنا اسکی نماز کو نہ توڑے گا۔ (ج) اور اسی طرح اگر کسی نمازی نے بلی کو اس طرح بھگایا کہ (اسکی آواز میں) حروف تہجی پیدا ہو گئے تو ایسا کہنے نے اسکی نماز توڑ دی۔	ذخیرہ
۶۶ -	بغیر عذر کھنکارنا بایں طور کہ وہ ایسا کرنے پر مجبور نہ تھا اور اس کے کھنکارنے سے حروف پیدا ہو گئے (تو ایسا کھنکارنا اسکی) نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔	تبیین
۶۷ -	اگر (بغیر مجبوری کی مذکورہ صورت میں، حروف ظاہر نہیں ہوئے تو اسکی نماز فاسد نہ ہوگی اس پر اتفاق ہے لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے[1]	بحرالرائق
۶۸ -	(ا) کسی[1] عذر سے کھنکارنا بایں طور کہ وہ ایسا کرنے پر مجبور تھا تو (اس سے اسکی) نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ اس سے بچنا ممکن نہیں۔ [2] اسی طرح یہی حکم آہ آہ اور اوہ اوہ کہنے کا ہے۔ اگر ایسا کرنا عذر سے تھا بایں طور کہ وہ ایسا مریض تھا کہ اسے اپنے آپ پر قابو نہ تھا (تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی، پس اس صورت میں اسکا ایسا کرنا چھینکنے اور ڈکارنے کے حکم میں ہوگا[3] اور اگر کوئی نمازی چھینکا یا ڈکارا اور ایسا کرنے میں اس سے کلام پیدا ہوگیا تو (اس سے اسکی) نماز فاسد نہ ہوگی۔ (ب) اور[1] اگر کوئی نمازی اپنی آواز صاف کرنے اور ٹھیک کرنے کیلئے کھنکارا تو صحیح قول کے بموجب اسکی نماز فاسد نہ ہوگی اور[2] اسی طرح اگر امام سے کوئی خطا ہوئی تو مقتدی کھنکارا تاکہ امام رہنمائی حاصل کرے تو (اس سے) اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	محیط سرخسی
	اور[3] غایہ میں ذکر ہے کہ (نمازی) اس لئے کھنکارا تاکہ اس کا نماز میں ہونا معلوم ہو جائے (تو ایسا کرنا) اسکی نماز فاسد نہ کرے گا[4]	تبیین
۶۹ -	(ا) نمازی اگر قرآن مجید سے دیکھ کر قرأت کرے تو امام ابو حنیفہ رح کے ہاں (ایسا کرنا) اسکی نماز کو فاسد کر دے گا اور صاحبین رح کے ہاں ایسا کرنا اسکی نماز فاسد نہ کرے گا (ب) امام ابو حنیفہ رح کی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید	

قید ہونی چاہیے ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۱ صـ ۵۰۹ اور جن کی کیبتعلق حکم نمبر ۲۲-۴۱/۱۸۰ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] چنانچہ درمختار اور رد المحتار میں ہے کہ اگر بغیر عذر اور بغیر صحیح غرض کے ایسا کھنکارا کہ اس کھنکارنے میں حروف پیدا ہوگئے تو اسکی نماز فاسد ہو جائیگی اگر مجبوری سے کھنکارا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر کسی صحیح غرض سے کھنکارا مثلاً آواز ٹھیک کرنے یا امام کی خطا پر متنبہ کرنے یا اپنے متعلق یہ آگاہ کرنے کیلئے کھنکارا کہ میں نماز میں ہوں ان سب صورتوں میں صحیح قول کے بموجب اسکی نماز فاسد نہ ہوگی ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۱ صـ ۵۷۸ (مترجم)۔

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فيما يفسد الصّلٰوة وما يكره فيها — الفصل الاول فيما يفسدها	حوالہ
۱٦۸ـ	هذا لو كان موضوعا بين يديه على رحل وهو لا يحمل ولا يقلب او قرأ المكتوب فى المحراب لا تفسد ولان التلقن من المصحف تعلم ليس من اعمال الصلوٰة وهذا يوجب التسوية بين المحمول وغيره فتفسد بكل حال وهو الصحيح	هكذا فى الكافى
۷۰ـ	ولو كان يحفظ القرآن وقرأه من مكتوب من غير حمل المصحف قالوا لا تفسد صلوته لعدم الامرين ـ	كذا فى التبيين
۷۱ـ	ولم يفصل فى المختصر ولا فى الجامع الصغير بين ما اذا قرأ قليلا او كثيرا من المصحف وقال بعض المشائخ رح ان قرأ مقدار آية تفسد صلوته والا فلا وقال بعضهم ان قرأ مقدار الفاتحة تفسد والا فلا	كذا فى التبيين
۷۲ـ	ولو نظر الى مكتوب هو قرآن وفهمه لا خلاف فيه لاحد انه يجوز	كذا فى النهاية
۷۳ـ	وفى الجامع الصغير الحسامى لو نظر فى كتاب من الفقه فى صلوته وفهم لا تفسد صلوته بالاجماع ـ	كذا فى التاتارخانية
۷۴ـ	اذا كان المكتوب على المحراب غير القرآن فنظر المصلى الى ذلك وتأمل وفهم فعلى قول ابى يوسف رح لا تفسد وبه أخذ مشائخنا رح	كذا فى الذخيرة
	وعلى قياس محمد رح تفسد	
	والصحيح انها لا تفسد صلوته بالاجماع	كذا فى الهداية
۷۵ـ	ولا فرق بين المستفهم وغيره على الصحيح	كذا فى التبيين
۷٦ـ	ولو قرأ من الانجيل او التوراة او الزبور وهو يحسن القرآن او لا يحسن فسدت صلوته [1]	كذا فى فتاوى قاضيخان

[1] قوله فسدت صلوته اعتمد فى الدر تبعا للبحر والنهر التفصيل وهو انه ان كان المقروء ذكرا او تنزيها لا تفسد اذا لم يقتصر عليه بل قرأ من القرآن القدر المفروض وان كان المقروء قصة تفسد بمجرد قرائته اهـ من هامش الاصل (حاشیہ عربی فتاوٰی ہذا) یعنی الدر میں بحر اور نہر کا اتباع کرتے ہوئے اس تفصیل پر اعتماد کیا گیا ہے اگر توراۃ وغیرہ کی عبارت میں اللہ کا ذکر ہو یا اللہ تعالیٰ کی تقدیس اور پاکی کا بیان ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ بشرطیکہ صرف وہی کچھ نہ پڑھا بلکہ فرض قرأت کے بقدر قرآن

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ اُمور کے احکام — پہلی فصل نماز فاسد کرنے والے امور کا بیان	حوالہ
۱۶۸-	اٹھانا اور اس کے ورق پلٹانا اور اس پر نظر کرنا عمل کثیر ہے اور نماز اتنے زیادہ کام سے دور ہے اور اس دلیل سے معلوم ہوا کہ اگر قرآن مجید نمازی کے سامنے رحل پر رکھا ہوا ہوا اور وہ نہ اسے اٹھائے اور نہ اسکے ورق پلٹے یا وہ محراب میں لکھے ہوئے قرآن مجید میں سے پڑھ لے تو اس سے، اسکی نماز فاسد نہ ہوگی۔ (ج) امام صاحب کی دوسری دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید سے دیکھکر پڑھنا تعلیم حاصل کرنا ہے جو نماز کے کاموں میں سے نہیں ہے اور اس دلیل سے معلوم ہوا کہ (نماز میں قرآن مجید سے دیکھکر پڑھنے کی صورت میں، خواہ نمازی قرآن مجید اٹھائے یا نہ اٹھائے ہر حال میں (اسکی) نماز فاسد ہو جائیگی اور یہی حکم صحیح ہے۔	کافی
۷۰-	اگر کسی نمازی کو قرآن مجید یاد ہے اور اس نے لکھے ہوئے قرآن مجید کو اٹھائے بغیر پڑھا تو سب کے قول کے بموجب اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ ($\frac{۶۹}{۱۶۸}$ میں مذکورہ) دونوں امور میں سے کوئی بھی نہیں پایا گیا (نہ اسنے قرآن مجید اٹھایا اور اس نے تعلیم حاصل کی)	تبیین
۷۱-	(ا) مختصر اور جامع صغیر میں قرآن مجید سے دیکھکر پڑھنے کی صورت میں تھوڑا پڑھنے یا زیادہ پڑھنے کے حکم کے متعلق، کوئی تفصیل ذکر نہیں ہے۔ (ب) اور بعض مشائخ رحمہ کا قول ہے کہ اگر کسی نمازی نے بقدر ایک آیت (قرآن مجید سے دیکھکر) کے پڑھا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ (ج) اور بعض کا قول ہے کہ اگر سورۂ فاتحہ کے بقدر (قرآن مجید سے دیکھکر) پڑھا تو (اس کی) نماز فاسد ہوجائیگی ورنہ نہیں۔	تبیین
۷۲-	اگر کسی نمازی نے ایسی لکھائی پر نظر ڈالی جو قرآن مجید کی عبارت ہے اور اسے سمجھ لیا تو یہ جائز ہے اس کے متعلق کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔	نہایہ
۷۳-	اور جامع صغیر حسامی میں ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی نماز میں فقہ کی کسی کتاب پر نظر ڈالی اور سمجھ لیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اس پر اجماع ہے۔	تتارخانیہ
۷۴-	(ا) اگر محراب پر قرآن مجید کے علاوہ کچھ لکھا ہوا تھا۔ نمازی نے اسے دیکھا اور سوچا اور سمجھ گیا تو امام ابو یوسف رحمہ کے قول کے بموجب (اس کی) نماز فاسد نہ ہوگی اور ہمارے مشائخ نے اس حکم کو اختیار کیا ہے۔ (ب) اور امام محمدؒ کے قیاس کے بموجب (اسکی) نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ج) اور صحیح حکم یہ ہے کہ اس کی نماز بالاجماع فاسد نہ ہوگی۔	ذخیرہ ہدایہ
۷۵-	اور سمجھ لینے کی مذکورہ صورتوں میں، صحیح قول کے بموجب سمجھنا چاہئے اور اس کے علاوہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔	تبیین
۷۶-	اگر کسی نمازی نے انجیل یا تورات یا زبور سے کچھ پڑھا خواہ وہ قرآن مجید اچھی طرح پڑھ سکتا ہو یا قرآن مجید اچھی طرح نہ پڑھ سکتا ہو۔ اسکی نماز فاسد ہو جائے گی۔	قاضیخان

میں سے بھی پڑھا ہوا اور اگر تورات وغیرہ کی اسکی عبارت میں کوئی قصہ بیان ہو تو صرف اسکے پڑھنے سے ہی نماز فاسد ہو جائیگی۔ (مترجم)

(نوٹ) ابز نسخہ امیریہ مصری میں اس حاشیہ کی عبارت کے آخری الفاظ یوں تھے۔ "تفسد بمجرد برأمة"، اور نسخہ میمنیہ مصری میں مذکورہ الفاظ یوں تھے "تفسد بمجرد قرائتہ"، اور چونکہ نسخہ میمنیہ کی عبارت کا مفہوم زیادہ واضح تھا لہذا وہی درج ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا — الفصل الاول فیما یفسدھا	حوالہ
۱۷۹	**الافعال المفسدۃ للصّلوٰۃ** تعداد شق ۷۵	
۱-	(النوع الثانی فی الافعال المفسدۃ للصّلوٰۃ) العمل الکثیر یفسد الصلوٰۃ والقلیل لا	کذا فی محیط السرخسی
۲-	واختلفوا فی الفاصل بینھما علی ثلاثۃ اقوال (الاول) ان مایقام بالیدین عادۃ کثیر وان فعلہ بید واحدۃ کالتعمم ولبس القمیص وشد السراویل والرمی عن القوس وما یقام بید واحدۃ قلیل وان فعل بیدین کنزع القمیص وحل السراویل و لبس القلنسوۃ ونزعھا ونزع اللجام وکل مایقام بید واحدۃ فھو یسیر مالم یتکرر (والثانی) ان یفوض الی رأی المبتلی بہ وھو المصلی فان استکثرہ کان کثیرا وان استقلہ کان قلیلا وھذا اقرب الاقوال الی رأی ابی حنیفۃ رح (والثالث) انہ لو نظر الیہ ناظر من بعید ان کان لا یشک انہ فی غیر الصّلوٰۃ فھو کثیر مفسد وان شک فلیس بمفسد وھذا ھو الاصح	ھکذا فی التبیین، کذا فی فتاوی قاضیخان، ھکذا فی التبیین
۳-	وھو احسن	کذا فی محیط السرخسی
۴-	وھو اختیار العامۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان والخلاصہ
۵-	ان تقلد سیفا او نزعہ لا تفسد صلوتہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶-	وکذا اذا تردی برداً او حمل شیأ خفیفا یحمل بید واحدۃ او حمل صبیا[۲] اوثوبا علی عاتقہ لم تفسد صلوتہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۷-	وان حمل شیأ بحیث یتکلف بحملہ ولہ مؤنۃ فسدت صلوتہ	کذا فی الظھیریۃ
۸-	وان اکل اوشرب عامداً او ناسیا تفسد صلوتہ	کذا فی فتاوی قاضیخان

[۱] اس کے متعلق حکم نمبر ۱۸۰/۱۷ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۲] قولہ اوحمل صبیا الخ محلہ ان لم یکن علیہ نجاسۃ مانعۃ وکان لا یستمسک بنفسہ کما صرح بہ ۱ھ حاشیہ عربی فتاوی ہذا۔ یعنی بچہ اٹھانے سے مراد یہ ہے کہ بچہ پر ایسی نجاست نہ تھی جو نماز جائز ہونے کے لئے مانع ہے اور وہ بچہ خود نہ سنبھل سکتا ہو۔

دفعات وشقی نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — پہلی فصل نماز فاسد کرنے والے امور کا بیان	حوالہ
۱۷۹	**نماز فاسد کرنیوالے کام** اس میں ۵ شقیں ہیں	
۱-	نماز فاسد کرنے والے امور میں سے دوسری قسم وہ کام ہیں جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے رچنانچہ، کثیر عمل نماز فاسد کردیتا ہے اور قلیل عمل نماز فاسد نہیں کرتا۔	محیط سرخسی
۲-	کثیر عمل اور قلیل عمل میں فرق کے متعلق اختلاف میں فقہاء رح کے تین قول ہیں۔ رو، پہلا قول یہ ہے کہ را، جو کام عادتاً دونوں ہاتھوں سے سرانجام پاتا ہے وہ کثیر عمل ہے خواہ نمازی اسے ایک ہاتھ سے کرے مثلاً پگڑی باندھنا۔ قمیص پہننا۔ شلوار باندھنا اور کمان سے تیر چھوڑنا۔ (۲) اور جو کام عادتاً ایک ہاتھ سے سرانجام پاتا ہے وہ قلیل عمل ہے۔ خواہ نمازی اسے دونوں ہاتھوں سے کرے مثلاً قمیص اتارنا۔ شلوار کھولنا۔ ٹوپی پہننا اور اتارنا اور لگام اتارنا۔ اور ہر وہ کام جو ایک ہاتھ سے سرانجام پاتا ہے وہ تھوڑا کام ہے۔ جبتک کہ وہ کام باربار نہ ہوا ہو۔ رب، دوسرا قول یہ ہے کہ اس کام میں مبتلا شخص یعنی نمازی کی رائے پر چھوڑ دیا جائے۔ پس را، اگر وہ نمازی خود اس کام کو کثیر سمجھے تو وہ عمل کثیر ہے اور اگر وہ خود اس کام کو قلیل سمجھے تو وہ قلیل عمل ہے اور یہ قول حضرت امام ابوحنیفہ رح کی رائے کے زیادہ قریب ہے۔ رج، تیسرا قول یہ ہے کہ را، اگر (وہ نمازی ایسا کام کرے کہ) دور سے دیکھنے والا شخص اس نمازی کو دیکھے تو وہ اس نمازی کے لئے نماز کے بغیر ہونے میں شک نہ کرے ریعنی دیکھنے والا یقین کرلے کہ وہ نماز میں نہیں ہے، تو نمازی کا وہ عمل کثیر عمل ہے اور ایسا عمل نماز کو فاسد کرنے والا ہے (۲) اور اگر دیکھنے والا شک کرے تو رنمازی کا، وہ عمل نماز فاسد کرنے والا نہیں ہے۔ اور یہی قول زیادہ صحیح ہے۔	تبیین قاضیخان تبیین
۳-	اور یہی رمذکورہ تیسرا قول، سب سے زیادہ اچھا ہے۔	محیط سرخسی
۴-	اور یہی رمذکورہ $\frac{۲-ج}{۱۷۹}$)، عام فقہاء کا اختیار کردہ ہے۔	قاضیخان خلاصہ
۵-	اگر کسی نمازی نے گلے میں تلوار لٹکائی یا رلٹکائی ہوئی تلوار، اتارلی تو اس سے اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	قاضیخان
۶-	اسی طرح را، اگر کسی نمازی نے چادر اوڑھی رب، یا ایسی ہلکی چیز اٹھائی جو ایک ہاتھ سے اٹھائی جایا کرتی ہے رج، یا کسی نمازی نے بچہ یا کپڑا کندھے پر اٹھایا تو ران سب صورتوں میں، اسکی نماز فاسد نہ ہوگی۔	قاضیخان
۷-	اگر کسی نمازی نے کوئی ایسی چیز اٹھائی کہ اسے اس کے اٹھانے میں تکلیف اور دقت ہے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	ظہیریہ
۸-	اگر کسی شخص نے دنماز میں خارج سے[۳] کچھ، کھایا یا پیا۔ جان بوجھ کر ہو، بھولے سے ہو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی[۴]	قاضیخان

جیساکہ فقہاء نے اسکی تصریح کی ہے۔ نیز حکم نمبر $\frac{۱۱}{۱۰۸}$ مع حاشیہ، $\frac{۷۰}{۱۸۰}$ ملاحظہ ہو رمترجم، [۳] جیساکہ نورالایضاح میں ہے داکل شئ من خارج فمه ولو قل الخ نورالایضاح[۳] منشا رمترجم، [۴] اس لئے کہ کھانا پینا نماز کے اعمال میں سے نہیں اور کثیر عمل ہے کیونکہ اسمیں ہاتھ منہ اور دانتوں سب کا عمل شامل ہے ماخوذ از فتاویٰ قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ا صـ ۱۷۹ مترجم،

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فيما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها — الفصل الاول فيما يفسدها	حوالہ
۱۷۹ - ۹	اذا كان بين اسنانه شيئ من الطعام فابتلعه ان كان قليلا دون الحمصة لم تفسد صلوته الا انه يكره	
	وان كان مقدار الحمصة فسدت	كذا في السراج الوهاج ناقلا عن الفتاوى وهكذا في التبيين والبدائع وشرح الطحاوى
	ذكر البقالي وهو الاصح	هكذا في البرجندى
	ولو ابتلع دما بين اسنانه لم تفسد اذا كانت الغلبة للريق	كذا في السراج الوهاج
	في النصاب رجل اكل او شرب قبل الشروع في الصلوة ثم شرع في الصلوة وبقي في فمه فضل طعام او شراب فأكل او شرب ما بقي فيه لا تفسد صلوته وعليه الفتوى وكذا لو كان بين اسنانه شيئ وهو في الصلوة فابتلعه لم تفسد صلوته وان كان مقدار الحمصة وهو قول ابي حنيفة رح وابي يوسف رح	كذا في المضمرات
	ولو ابتلع دما خارج من اسنانه لم تفسد صلوته اذا لم يكن ملأ الفم	كذا في فتاوى قاضيخان والخلاصة والمحيط
۱۰ -	ولو اخذ سمسمة من خارج وابتلعها فسدت وهو الاصح	كذا في الخلاصة
۱۱ -	ولو اكل شيأ من الحلاوة وابتلع عينها فدخل في الصلوة فوجد حلاوتها في فيه فابتلعها لا تفسد صلوته	كذا في الخلاصة
۱۲ -	ولو ادخل الفانيذ او السكر في فيه ولم يمضغه لكن يصلي والحلاوة تصل الى جوفه تفسد صلوته	كذا في الخلاصة
۱۳ -	وهو المختار	كذا في الظهيرية
۱۴ -	ولو مضغ العلك كثيرا فسدت	كذا في محيط السرخسي
۱۵ -	اذا لاك الفونلة فلم ينفصل منها شيئ ان كثر ذلك فسدت من اجل انه عمل كثير وان انفصل عنها شيئ ودخل حلقه فسدت ولو قل واما اذا لم يلكها ودخل ريقه لم تفسد	كذا في السراج الوهاج

لہ درمختار اور رد المحتار میں ہے کہ یہی حکم صحیح ہے یہ باقانی نے کہا ہے اور زیلعی نے بھی خلاصہ اور بدائع کا اتباع کرتے ہوئے یہی کہا ہے۔ نیز زیلعی کا قول اولی ہے ماخوذ از درمختار و رد المحتار ا ۵۸۲ مترجم، ۲ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ منہ میں باقیماندہ لقمہ نماز میں نگل لیا تو جبتک منہ بھر کر نہ ہو نماز نہ ٹوٹے گی ماخوذ از بزازیہ علی حاشیہ عالمگیریہ ۲۲۰/۴۸ اور قاضیخان میں ہے کہ نماز میں منہ کے اندر موجود، قلیل شئی کے نگل لینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور کثیر سے فاسد ہو جاتی ہے مگر قلیل اور کثیر کی تعریف میں اختلاف ہے بعض

دفعات و شق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — پہلی نماز فاسد کرنیوالے امور کا بیان	حوالہ
۱۷۹-۹	(۱) اگر کسی[1] کے دانتوں میں خوراک کا بقیہ، کچھ حصہ تھا وہ اسے نگل گیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر خوراک کا وہ حصہ چنے کے دانے سے کم تھا تو (اس کے نگل لینے سے)، اس کی نماز فاسد نہ ہوگی مگر مکروہ ہوگی۔	سراج وہاج، تبیین، بدائع، بشرح الطحاوی
	اور[2] اگر (دانتوں میں)، خوراک کا وہ حصہ چنے کے برابر تھا تو (اس کے نگل لینے سے اس کی)، نماز فاسد ہوگی[1] بقالی رحہ نے ذکر کیا ہے کہ یہی (مذکورہ حکم) زیادہ صحیح ہے	برجندی
	اگر[3] کسی شخص کے دانتوں سے خون نکلا اس نے (دوران نماز) اسے نگل لیا تو (اس کی)، نماز فاسد نہ ہوگی بشرطیکہ (خون پر)، تھوک کا غلبہ تھا۔	سراج وہاج
	(ب[1]) نصاب میں ہے کہ اگر کسی شخص نے نماز شروع کرنے سے پہلے کچھ کھایا پیا پھر اس نے نماز شروع کردی اور اس کے کھانے یا پینے کا بچا ہوا کچھ حصہ اس کے منہ میں باقی رہ گیا تھا اس نے منہ میں باقی ماندہ کو (نماز میں)، کھا لیا یا پی لیا تو (اس صورت میں)، اس کی نماز نہ ٹوٹے گی اور اس حکم پر فتویٰ ہے[2]	
	[2] اس طرح اگر نمازی کے دانتوں میں کچھ چیز تھی اس نے اسے دوران نماز نگل لیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی خواہ وہ چنے کے دانے کے برابر تھی یہ قول امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کا ہے۔	مضمرات
	اور[3] اگر کسی نمازی کے دانتوں سے خون نکلا اس نے اسے نگل لیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی بشرطیکہ وہ خون منہ بھر کر نہ تھا۔	قاضیخان، خلاصہ، محیط
۱۰-	اگر کسی نمازی نے خارج سے ایک تل لیا اور اسے نگل لیا تو (اس کی)، نماز فاسد ہو جائے گی اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے	خلاصہ
۱۱-	اور اگر کسی شخص نے کوئی میٹھی چیز کھائی اور اس چیز کو نگل لیا پھر اس نے نماز شروع کی تو اس میٹھی چیز کی مٹھاس اپنے منہ میں پائی پس اس نے اس مٹھاس کو (بھی نماز میں)، نگل لیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	خلاصہ
۱۲-	اگر کسی شخص نے گڑ یا شکر اپنے منہ میں رکھی اور اس کو چبایا نہیں لیکن پھر، وہ نماز پڑھتا رہا - اور مٹھاس اس کے پیٹ میں جاتی رہی تو (اس صورت میں)، اس کی نماز فاسد ہو جائے گی[3]	خلاصہ
۱۳-	اور یہی (مذکورہ حکم) مختار ہے۔	ظہیریہ
۱۴-	اگر کسی نمازی نے علک (وہ گوند جو چبائی جائے)، کو زیادہ[4] چبایا تو نماز فاسد ہوگئی۔	محیط سرخسی
۱۵-	(۱) اگر کسی نے توفلہ (سپاری)، کو ہلکا چبایا پس اس کا کوئی حصہ ٹوٹا نہیں تو (اس کا حکم یہ ہے)، کہ اگر وہ چبانا زیادہ کیا (یعنی بار بار چبایا)، تو اس وجہ سے نماز فاسد ہوگی کہ ایسا کرنا کثیر عمل ہے۔	
	(ب)، اور اگر (مذکورہ صورت میں)، سپاری سے کچھ حصہ ٹوٹ کر اس کے حلق میں داخل ہوگیا تو (اس کی)، نماز فاسد ہوگئی۔ خواہ وہ ٹوٹا ہوا حصہ تھوڑا ہو۔	
	(ج)، لیکن اگر اس نے سپاری کو چبایا نہیں اور اس کا لعاب (اسکے حلق میں)، چلا گیا تو (اس صورت میں اسکی)، نماز فاسد نہ ہوگی۔	سراج وہاج

[1] چنے کے دانے کے بقدر سے کم کو قلیل کہا ہے جیسا کہ روزہ کے احکام میں ہے اور بعض نے منہ بھر کر ہونے سے کم کو قلیل کہا ہے ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۱۲۹ (مترجم)، [3] جیسا کہ ردالمحتار میں ہے کہ نمازی کا کسی چیز کو زیادہ چبانا یا اس (اصل چیز) کا پیٹ میں چلا جانا مفسد نماز ہے مگر منہ میں خوراک سے باقیماندہ کے متعلق یہ حکم نہیں ہے ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۵۸۳ اور منہ میں خوراک کے باقیماندہ حصہ کے متعلق حکم ۹/۱۷۹ ملاحظہ ہو (مترجم)، [4] ردالمحتار میں زیادہ چبانے کے متعلق لکھا ہے کہ تین بار (یا) زیادہ چبانا زیادہ چبانا ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۵۸۲ (مترجم)۔

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوۃ ومایکرہ فیھا الفصل الاول فیما یفسدھا	حوالہ
۱۷۹- ۱۶-	ولو وقع فی فمه بردة او قطرة او ثلج فابتلعه فسدت	كذا فی السراج الوهاج
۱۷-	ولو رفع المصلی الفتيلة فی المسرجة لا تفسد صلوته	كذا فی فتاوی قاضيخان
۱۸-	ولو وضع الفتيلة فی السراج وهو يصلی لا تفسد صلوته لانه قليل	كذا فی السراج الوهاج ناقلا عن الفتاوى
۱۹-	اذا قاء ملأ الفم تنتقض طهارته ولا تفسد صلوته وان قاء اقل من ملأ الفم لا تنتقض طهارته ولا تفسد صلوته	كذا فی فتاوی قاضيخان
۲۰-	وان قاء ملأ الفم وابتلعه وهو يقدر على ان يمجه تفسد صلوته وان لم يكن ملأ الفم لا تفسد صلوته فی قول ابی يوسف رح و تفسد فی قول محمد رح والاحوط قوله	كذا فی فتاوی قاضيخان
۲۱-	وان تقياء فان كان اقل من ملأ الفم لم تفسد صلوته وان كان ملأ الفم تفسد صلوته	كذا فی المحيط
۲۲-	المشی فی الصلوة اذا كان مستقبل القبلة لا يفسد اذا لم يكن متلاحقا ولم يخرج من المسجد	
	وفی الفضاء مالم يخرج من الصفوف	كذا فی المنية
	واذا استدبر القبلة فسدت	كذا فی الظهيرية
	ولو مشی فی صلوته مقدار صف واحد لم تفسد صلوته ولو كان مقدار صفين ان مشی دفعة واحدة فسدت صلوته وان مشی الی صف ووقف ثم الی صف لا تفسد -	كذا فی فتاوی قاضيخان
۲۳-	رفع اليدين لا يفسد الصلوة	كذا فی الخلاصة
۲۴-	اما سوق الحمار بمد الرجلين يفسد وبرجل واحدة لا	كذا فی الخلاصة
۲۵	وان حرك رجلا واحدة لا على الدوام لا تفسد صلوته وان حرك رجليه تفسد - واعتبر هذا القائل العمل بالرجلين بالعمل باليدين والعمل برجل واحدة بالعمل بيد واحدة	

[1] منہ بھر کر قے کرنے کے مفہوم کے متعلق حکم ۲/۲۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] پس وہ وضو کرکے بنا کرسکتا ہے ماخوذ از فتاوی قاضیخان. علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۱۲۵ (مترجم)

[3] البتہ نماز میں حدث پیش آنے کی صورت میں بنا برضرورت حکم ۱۵/۱۴ میں مراعات ملاحظہ ہوں چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ اگر کوئی نمازی نماز میں حدث پیش آنے کے بعد طہارت کرنے کے لئے چلے تاکہ بنا کرے یا کوئی نمازی صلوۃ الخوف میں چلے تو تھوڑا چلے یا زیادہ اور اس کا سینہ قبلہ سے پھر جائے یا نہ کسی صورت میں اسکی نماز فاسد

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام : پہلی فصل نماز فاسد کرنیوالے امور کا بیان	حوالہ
۱۷۹- ۱۶-	اور اگر کسی نمازی کے منہ میں اولہ یا پانی کا قطرہ یا برف کا ٹکڑا چلا گیا اور اس نے اسے نگل لیا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی۔	سراج وہاج
۱۷-	اگر کسی نمازی نے چراغ کی بتی چراغدان میں اوپر کردی تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	قاضیخان
۱۸-	اگر کسی شخص نے نماز کے دوران چراغ میں بتی رکھدی تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ یہ قلیل عمل ہے۔	سراج وہاج
۱۹-	(ا) اگر کسی نمازی نے منہ بھر کر قے کی تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ البتہ اس کی نماز نہ ٹوٹے گی ؎۲ (ب) اور اگر کسی نمازی نے منہ بھر کر قے سے کم قے کی تو اس کا وضو نہ ٹوٹے گا اور نہ اس کی نماز ٹوٹے گی۔	قاضیخان
۲۰-	(ا) اور اگر کسی نمازی نے منہ بھر کر قے کی اور وہ اس قے کو نگل گیا حالانکہ وہ اسے پھینک دینے پر قادر تھا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) قے منہ بھر کر نہ تھی تو امام ابو یوسفؒ کے ہاں اس کی نماز نہ ٹوٹے گی اور امام محمدؒ کے ہاں نماز فاسد ہو جائے گی۔ زیادہ احتیاط والا قول امام محمدؒ کا ہے۔	قاضیخان
۲۱-	اگر کسی نمازی نے جان بوجھ کر قے کی تو (اس کا) حکم یہ ہے کہ (ا) اگر وہ قے منہ بھر کر نہ تھی تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی (ب) اور اگر منہ بھر کر تھی تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	محیط
۲۲-	نماز میں چلنے کے متعلق حکم یہ ہے کہ (ا) اگر قبلہ رو چلا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی بشرطیکہ پے در پے نہیں چلا اور (مسجد) سے نہیں نکلا اور (مسجد کے علاوہ) کھلی جگہ میں جبتک کہ صفوں سے نہیں نکلا۔ (ب) اگر قبلہ کی طرف پیٹھ کر دی تو (اس کی) نماز فاسد ہوگئی ؎۳ (ج) اگر کوئی شخص نماز میں ایک صف کے بقدر چلا تو اسکی نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور اگر دو صفوں کے بقدر یک لخت چلا تو اسکی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر بقدر ایک صف کے چلا پھر رکا؎۴ پھر بقدر ایک صف کے چلا تو (اس صورت میں اس کی) نماز فاسد نہ ہوگی۔	منیہ ظہیریہ قاضیخان
۲۳-	رفع یدین (نماز میں دونوں ہاتھ اٹھانا) نماز کو فاسد نہیں کرتا۔	خلاصہ
۲۴-	(ا) (نماز میں) دونوں پاؤں پھیلا کر سواری کے گدھے کو ہانکنا نماز کو فاسد کردیتا ہے (ب) اور ایک پاؤں سے ہانکنا نماز کو فاسد نہیں کرتا۔	خلاصہ
۲۵-	(ا) اگر کسی نمازی نے ایک پاؤں کو حرکت دی مگر مسلسل حرکت نہ دی تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور اگر دونوں پاؤں کو حرکت دی تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس قول والے نے دونوں پاؤں کے عمل کو دونوں ہاتھوں کے عمل پر اور ایک پاؤں کے عمل کو ایک ہاتھ کے عمل پر اعتبار کیا ہے۔	

نہ ہوگی اور نہ مکروہ ہوگی ماخوذ از ردالمحتار ج ا ص۵۸۵ (مترجم)، ؎۴ درمیانی ٹھہراؤ بقدر رکن ہو ماخوذ از درمختار ج ا ص۵۸۶ نیز نماز میں چلنے کے متعلق حکم نمبر ۱۸۷/۲۰، ۱۸۰/۱۰۴، ۱۰۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فيما يفسد الصلوة وما يكره فيها — الفصل الاول فيما يفسدها	حوالہ
١٧٩-	وقال بعضهم ان حرك رجليه قليلا لا تفسد صلوته وهو الاوجه	كذا في المحيط هكذا في البحر الرائق
-٢٦	ولو حول القادر صدره عن القبلة فسدت صلوته ولو حول وجهه دون صدره لا تفسد هذا اذا استقبل من ساعته	هكذا في الزاهدي كذا في الذخيرة
-٢٧	ولو ركب الدابة فسدت صلوته لانه لا يتم الا باليدين وان نزل عن الدابة لم تفسد	كذا في فتاوى قاضيخان
-٢٨	رجل رفع المصلي من مكانه ثم وضعه من غير ان يحوله عن القبلة لا تفسد صلوته وان وضعه على الدابة تفسد	كذا في السراج الوهاج
-٢٩	ولو تقدم على الامام من غير عذر فسدت صلوته	كذا في فتاوى قاضيخان
-٣٠	وفي الفتاوى الفضلي في الصحراء رجل يصلي فتأخر عن موضع قيامه مقدار سجوده لا تفسد صلوته ويعتبر مقدار سجوده من خلفه وعن يمينه وعن يساره ويعطى هذا القدر حكم المسجد كما في وجه القبلة فما لم يتأخر عن هذا الموضع لم يتأخر عن المسجد ولا يعتبر الخط في هذا الباب حتى لو خط حوله خطا ولم يخرج عن الخط ولكن تأخر عما ذكرنا من المواضع فسدت صلوته	كذا في المحيط في بيان ما يمنع صحة الاقتداء وما لا يمنع
-٣١	ولو كان في الصف فرجة فدخل رجل في تلك الفرجة فتقدم المصلي حتى وسع عليه المكان فسدت صلوته	كذا في خزانة الفتاوى وهكذا في القنية
-٣٢	رجل صلى المغرب في منزله فجاء رجل واقتدى به يصلي المغرب تطوعا فقام الامام الى الرابعة ناسيا ولم يقعد على الثالثة وتابعه المقتدي قالوا فسدت صلوة الامام والمقتدي۔	كذا في فتاوى قاضيخان في فصل فيمن يصح الاقتداء به
-٣٣	قتل العقرب والحية في الصلوة لا يفسد الصلوة سواء حصل بضربة او بضربات وهو الاظهر	

ل چنانچہ ردالمحتار میں ہے کہ اگر کوئی شخص نماز میں بغیر عذر اپنے اختیار سے اپنا سینہ قبلہ سے پھیر دے تو اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے خواہ مسجد کے اندر ہی ہو اور خواہ اسکا سینہ تھوڑی دیر کے لئے قبلہ سے پھرے یا زیادہ دیر کیلئے پھرے اور غیر اختیاری صورت میں نماز تب فاسد ہوگی کہ ایک رکن کے بقدر دیر تک نمازی کا سینہ قبلہ سے پھر جائے ماخوذ از ردالمحتار ج ا صـ٥٨٦ نیز حکم ٢٢/١٧٩ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ٢ہ اس لئے کہ نمازی اگر منہ پھیر کر ادھر ادھر کچھ دیر تک دیکھتا رہے تو اسے دیکھنے والا یہی سمجھے گا کہ وہ نماز میں نہیں ہے ماخوذ از ردالمحتار ج ا صـ٦٠١ اور ایسی صورت حال ایک قول کی بنا پر عمل کثیر ہے جیساکہ حکم نمبر ۲/۱۶۱ ۷ نیز حکم ٢١/١٥٧ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ٣ہ عذر کی صورت میں مثال حکم ٣٣/١٧٩ میں ملاحظہ ہو (مترجم) ٤ہ نیز حکم ٩/١٦٣ اور ٢٩/١٧٩ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — پہلی فصل نماز فاسد کرتے والے امور کا بیان	حوالہ
۱۷۹-	(ب) اور بعض کا قول ہے کہ اگر نمازی نے دونوں پاؤں تھوڑے سے ہلائے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	محیط
	(ج) اور یہی (مذکورہ) قول اَوجہ (مناسب اور ترجیح کے قریب) ہے	بحرالرائق
۲۶-	(ا) جو شخص نماز میں قبلہ کی طرف سینہ کر سکتا ہے اگر اس نے اپنا سینہ قبلہ سے پھیر دیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائیگی[۱]	
	(ب) اور اگر کسی نمازی نے قبلہ کی طرف سے منہ پھیر لیا سینہ نہ پھیرا تو (اس کی) نماز فاسد نہ ہوگی۔	زاہدی
	(ج) یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ اس نے (پھر) فوراً منہ قبلہ کی طرف کر لیا[۲]	ذخیرہ
۲۷-	(ا) اگر کوئی شخص (نماز میں) جانور پر سوار ہوا تو اسکی نماز فاسد ہوگئی اس لئے کہ یہ کام ایسا ہے کہ دونوں ہاتھوں سے ہی پورا ہوتا ہے۔ (ب) اور اگر کوئی شخص (نماز میں) جانور سے اترا تو اسکی، نماز فاسد نہیں ہوئی۔	قاضیخان
۲۸-	(ا) ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اسے کسی شخص نے اس کی جگہ سے اٹھایا اور پھر اسے اس طرح رکھ دیا کہ نمازی کا سینہ قبلہ سے نہیں پھرا تو اس نمازی کی نماز فاسد نہ ہوگی (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس شخص نے اس نمازی کو جانور پر بٹھا دیا تو اسکی، نماز فاسد ہو جائے گی۔	سراج وہاج
۲۹-	اگر کوئی مقتدی بغیر عذر امام سے آگے بڑھ گیا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی[۳]	قاضیخان
۳۰-	(ا) فتاوی فضلی میں ہے کہ کوئی شخص صحرا میں نماز پڑھ رہا ہے۔ وہ نماز میں کھڑا ہونے کی جگہ سے بقدر سجدہ کر لینے کی جگہ سے پیچھے ہٹ گیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی (ب) اور سجدہ کر لینے کی مقدار جگہ کا اعتبار اسکے پیچھے۔ دائیں اور بائیں طرف (کی جگہ کے لئے بھی) ہے اور اس مقدار تک جگہ کو مسجد کا حکم دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اگر وہ (اس مقدار تک) قبلہ کی طرف آگے ہوگیا (تب بھی یہی حکم ہے)[۴] (ج) پس جبتک وہ (مذکورہ مقدار کے بقدر) اس جگہ سے نہیں ہٹا گویا، وہ مسجد سے نہیں نکلا (د) اور ان مسائل میں لکیر کھینچ لینے کا اعتبار نہیں ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی نمازی نے اپنے اردگرد لکیر کھینچ لی اور وہ لکیر سے باہر نہیں نکلا۔ لیکن ان جگہوں سے نکل گیا جن کا ہم نے ذکر کیا ہے تو اس کی نماز فاسد ہوگئی۔	محیط
۳۱-	اگر صف کے درمیان کچھ جگہ خالی تھی۔ اس میں کوئی شخص داخل ہوا[۵] تو نمازی آگے ہوگیا حتیٰ کہ اس نمازی نے اس آنے والے کے لئے جگہ کشادہ کر دی تو اس کی نماز فاسد ہوگئی[۶]	خزانہ فتاوی قنیہ
۳۲-	کوئی شخص اپنے گھر مغرب کی (فرض) نماز پڑھ رہا تھا کسی شخص نے آکر اس کے پیچھے نفل کی نیت سے اقتدا کر لی۔ اور امام بھولکر چوتھی رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا اور تیسری رکعت کے بعد التحیات کے لئے نہ بیٹھا۔ مقتدی نے بھی، اس کی پیروی کی تو (اس صورت کے حکم کے متعلق، فقہاء رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ امام اور مقتدی دونوں کی نماز فاسد ہوجائیگی)	قاضیخان
۳۳-	(ا) نماز میں بچھو یا سانپ کو مارنا نماز فاسد نہیں کرتا خواہ وہ ایک چوٹ سے مرے یا کئی چوٹوں سے اور یہی حکم زیادہ ظاہر ہے۔	

[۵] صف کی خالی جگہ پر کرنے کے متعلق حکم ۱۳-۱۴-۱۸/۱۶۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] حکم نمبر ۷/۱۶۳ اور حکم ۳۱/۱۷۹ میں بظاہر فرق نہیں ہے۔ مگر پہلے میں نماز فاسد نہیں ہوتی اور دوسرے میں فاسد قرار پاتی ہے۔ چنانچہ فتاوی شامیہ میں وجہ فرق کیمتعلق بحث کیگئی ہے رد المحتار میں ہے کہ وفی القنیۃ قیل لمصل منفرد تقدم فتقدم بامرہ او دخل رجل فی فرجۃ الصف فتقدم المصلی حتی وسع المکان علیہ فسدت صلوتہ و ینبغی ان یمکث ساعۃ ثم یتقدم برأی نفسہ الخ۔ ترجمہ کسی اکیلے نمازی سے کہا گیا کہ آگے ہو جا تو وہ آگے ہوگیا یا کوئی شخص صف کی خالی جگہ کو پر کرنے کے لئے داخل ہوا تو نمازی نے اسکے لئے جگہ کشادہ کر دی تو اسکی نماز فاسد ہو جائیگی اور اسے چاہیئے کہ وہ کچھ وقفہ کرے پھر اپنی رائے سے آگے ہو نیز حکم ۷/۱۶۳ اور ۳۱/۱۷۹ میں وجہ فرق کیمتعلق رد المحتار میں لکھا ہے کہ یہی قرار دیا جاسکتا ہے کہ کھینچنے کی صورت میں اسکے کہے بغیر صرف کھینچنے سے پیچھے ہٹا۔ اور دوسری صورت میں اسنے آنیوالے کیلئے اسکے کہنے سے جگہ کشادہ کی یا یہ کہ پہلی صورت میں وہ شرعی حکم کی اطاعت میں پیچھے ہٹا اور دوسری صورت میں اسنے محض آنیوالے کی دلداری کے خیال سے جگہ کشادہ کی الخ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ا ص ۵۲۲، ۵۲۴، ۶۰۳ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوة وما یکره فیها — الفصل الاول فیما یفسدها	حوالہ
۱۷۹-	وفی مجموع النوازل فان دفع هذا المقتدی فأخذ النعل بیده ومشی الیه لا تفسد وان صار قدام الامام	کذا فی الخلاصة
	ویستوی فیه جمیع انواع الحیات هو الصحیح	کذا فی الهدایه
	وانما یباح قتل الحیة او العقرب فی الصلوة اذا مر بین یدیه وخاف ان یؤذیه فأما اذا کان لا یخاف الاذی فیکره	کذا فی المحیط
۳۴-	ولو رمی ثلاثة احجار علی الولاء او قتل قملات علی الولاء او نتف ثلاث شعرات علی الولاء او اکتحل تفسد صلوته	کذا فی الظهیریة
	وفی الحجة قال بعض المشائخ رح اذا رمی حجرا وبسط ذراعه ومدها بطاقته ورمی نحو الهواء فسدت صلوته بحجر واحد	کذا فی التاتارخانیة
۳۵-	وعن الحسن رح فی المصلی علی الدابة اذا ضربها لاستخراج السیر فسدت صلوته وبعضهم قالوا ان ضربها مرة او مرتین لا تفسد صلوته	
	وان ضربها ثلاثا فی رکعة واحدة تفسد صلوته یرید اذا ضربها علی الولاء	کذا فی المحیط
۳۶-	ولو ضرب انسانا بید واحدة او بسوط تفسد	کذا فی منیة المصلی
۳۷-	ولو رمی طائرا بحجر لم تفسد لکنه یکره	کذا فی الخلاصة
۳۸-	ولو خلع الخف وهو واسع لا تفسد	کذا فی محیط السرخسی
۳۹-	ولو لبس الخف فسدت صلوته	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۰-	ولو الجم دابته او سرجها او نزع السرج فسدت صلوته	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۱-	ولو کتب قدر ثلاث کلمات فی صلوته تفسد صلوته وان کان اقل لا	
	وفی الفتاوی تقدیر ثلاث کلمات فی مجموع النوازل	کذا فی الخلاصة
۴۲-	وان کتب علی الهواء او علی بدنه شیاء لا یستبین لا تفسد وان کثر	کذا فی السراج الوهاج
۴۳-	ولو اغلق الباب لا تفسد صلوته	
	وان فتح الباب المغلق تفسد	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۴-	صبی مص ثدی امرأة مصلیة ان خرج اللبن فسدت والا فلا لانه متی خرج اللبن یکون ارضاعا وبدونه لا	کذا فی محیط السرخسی

؎ اورخواہ اس صورت میں وہ قبلہ سے پھر جائے ۔ زیادہ ظاہر روایت کے بموجب یہی حکم ہے ماخوذ از نور الایضاح صـــ ۳۶ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — پہلی فصل نماز فاسد کرنے والے امور کا بیان	حوالہ
۱۹-	(ب) مجموع النوازل میں ہے کہ اگر یہ (مذکورہ) صورت مقتدی کو پیش آئی تو اس نے ہاتھ میں جوتا لیا اور اس کی طرف چل کر گیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی خواہ امام سے آگے ہو گیا[1]	خلاصہ
	(ج) اور اس (مذکورہ حکم) میں سانپوں کی سب قسمیں برابر ہیں یہی حکم صحیح ہے۔	ہدایہ
	(د) نماز میں سانپ یا بچھو کا مارنا تب مباح ہے کہ جب وہ اس نمازی کے سامنے آجائے اور اسے ڈر ہو کہ وہ اسے ایذا دے گا اور اگر اسے ایذا کا خوف نہیں ہے تو (پھر نماز میں انہیں مارنا) مکروہ ہے۔	محیط
۲۴-	(ا) اگر کسی نے نماز میں پے درپے تین پتھر پھینکے یا پے درپے تین جوئیں ماریں یا پے درپے تین بال اکھیڑے یا آنکھوں میں سرمہ لگایا تو ان صورتوں میں، اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	ظہیریہ
	(ب) حجۃ میں ہے کہ بعض مشائخ رحمہم نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص نے (نماز میں) اس طرح پتھر پھینکا کہ، بازو پھیلا کر خوب زور سے کھینچا اور ہوا میں پتھر پھینکا تو اس صورت میں، اس کی نماز (ایک پتھر پھینکنے) سے فاسد ہو جائیگی۔	تتارخانیہ
۲۵-	(ا) حسن رح سے روایت ہے کہ اگر کوئی شخص جانور پر سواری کی حالت میں نماز پڑھ رہا تھا تو جب اس نے سواری کو تیز کرنے کے لئے مارا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی (ب) اور بعض کا قول ہے کہ اگر اس نے ایک یا دو بار مارا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر اس نے تین بار ایک رکعت میں یعنی پے درپے مارا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی[2]	محیط
۲۶-	اگر کسی (نمازی) نے کسی شخص کو ایک ہاتھ سے یا کوڑے سے مارا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی	منیۃ المصلی
۲۷-	اگر کسی (نمازی) نے کسی پرندے پر پتھر پھینکا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی لیکن ایسا کرنا مکروہ ہوگا۔	خلاصہ
۲۸-	اگر کسی (نمازی) نے ڈھیلے موزے کو اتارا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی[3]	محیط سرخسی
۲۹-	اگر کسی (نمازی) نے موزہ پہنا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی۔	قاضیخان
۳۰-	اگر کسی (نمازی) نے اپنے جانور کو لگام دی یا اس پر زین کسی یا زین اتاری تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	قاضیخان
۳۱-	(ا) اگر کسی نے نماز کے دوران تین کلموں کے بقدر لکھا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر اس سے کم لکھا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی (ب) اور فتاوی میں ہے کہ تین کلموں کی مقدار کا اندازہ مجموع النوازل میں لکھا ہے۔	خلاصہ
۳۲-	اگر کسی (نمازی) نے ہوا پر یا اپنے بدن پر کوئی چیز اس طرح لکھی کہ وہ ظاہر نہیں ہے تو خواہ وہ بہت ہو اس سے اس کی، نماز فاسد نہ ہوگی۔	سراج وہاج
۳۳-	(ا) اگر کسی (نمازی) نے دروازہ بند کیا تو اسکی نماز فاسد نہ ہوگی۔ (ب) اور اگر کسی (نمازی) نے بند دروازہ کھولا تو اس سے اسکی، نماز فاسد ہو جائے گی۔	قاضیخان
۳۴-	کسی بچہ نے عورت کا پستان چوسا جبکہ وہ عورت نماز پڑھ رہی تھی تو اس کا حکم یہ ہے کہ، (ا) اگر پستان سے دودھ نکلا تو اسکی، نماز فاسد ہو گی۔ ورنہ نہیں اس لئے کہ جب دودھ نکلا تو یہ دودھ پلانا ہو گیا اور دودھ نہیں نکلا تو دودھ پلانا نہیں ہوا۔	محیط سرخسی

[1] اس کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۲۰۶ ملاحظہ ہو (مترجم)، [3] اسکے متعلق حکم نمبر ۱۷/۱۸۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا — الفصل الاول فیما یفسدہا	حوالہ
۱۷۹-	وان مص ثلاث مصات تفسد صلوتها وان لم ینزل اللبن	کذا فی فتاوی قاضیخان وکذا فی الخلاصۃ
۴۵-	ولو کانت المرأۃ فی الصلوۃ فجامعها زوجها بین الفخذین فسدت صلوتها وان لم ینزل منها بلۃ	
	وکذا لو قبلها بشہوۃ او بغیر شہوۃ او مسها بشہوۃ اما لو قبلت المرأۃ المصلی ولم یشتهها لم تفسد صلوتہ	کذا فی الخلاصۃ
۴۶-	ولو نظر الی فرج المطلقۃ طلاقا رجعیا عن شہوۃ یصیر مراجعا ولا تفسد صلوتہ فی روایۃ ھو المختار	کذا فی الخلاصۃ
۴۷-	ولو ادھن رأسہ او لحیتہ او جعل ماء الورد علی رأسہ فسدت صلوتہ قیل ھذا اذا تناول القارورۃ فصب الدھن علی رأسہ ولو کان فی یدہ فمسح برأسہ او بلحیتہ لم تفسد صلوتہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۸-	ولو سرح لحیتہ تفسد صلوتہ	کذا فی محیط السرخسی
۴۹-	اذا حک ثلاثا فی رکن واحد تفسد صلوتہ ھذا اذا رفع یدہ فی کل مرۃ اما اذا لم یرفع فی کل مرۃ فلا تفسد ولو کان الحک مرۃ واحدۃ یکرہ	کذا فی الخلاصۃ
۵۰-	ولو مر مار فی موضع سجودہ لا تفسد وان اثم	کذا فی التبیین
۵۱-	وتکلموا فی الموضع الذی یکرہ المرور فیہ والاصح انہ موضع صلوتہ من قدمہ الی موضع سجودہ	کذا فی التبیین
	قال مشائخنا اذا صلی رامیا ببصرہ الی موضع سجودہ فلم یقع بصرہ علیہ لم یکرہ وھو الصحیح	کذا فی الخلاصۃ
	وھو الاصح	کذا فی البدائع
	وھو الاشبہ الی الصواب	کذا فی النہایۃ
	ھذا حکم الصحراء فان کان فی المسجد ان کان بینهما حائل کانسان او اسطوانۃ لا یکرہ	
	وان لم یکن بینهما حائل والمسجد صغیر کرہ فی ای مکان کان والمسجد الکبیر کالصحراء	کذا فی الکافی

لہ وجہ فرق یہ ہے کہ جماع کا فاعل مرد ہے اور اس کی طرف سے دواعی جماع پایا جانا جماع میں داخل ہے۔ اور عورت فاعل جماع نہیں اسکی طرف سے دواعی جماع پایا جانا جماع میں داخل نہیں جب تک کہ مرد خواہش نہ کرے ماخوذ از ردالمحتار ج ا صـ ۵۸۸ (مترجم) ۲ـہ اس روایت کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ یہ نظر اور فکر کا فعل ہے جس سے بچنا مشکل ہے مگر چھونا اور بوسہ لینا اعضا کا فعل ہے لہذا ۴۵/۱۷۹ اور ۴۶/۱۷۹ کے حکم میں فرق ہے

دفعات رشتی نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — پہلی فصل نماز فاسد کرنیوالے امور کا بیان	حوالہ
۱۶۹-	(ب)، اور اگر بچہ نے تین بار چوس لگائی تو اس عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی خواہ اس کا دودھ نہیں اترا۔	قاضیخان، خلاصہ
۴۵-	(۱)، اگر کوئی عورت نماز پڑھ رہی تھی۔ اس کے شوہر نے اس کے رانوں میں مجامعت کی تو اس سے، اس عورت کی نماز فاسد ہوگئی خواہ عورت سے کسی تری کا آنا نہیں ہوا۔ (ب)، اسی طرح اگر کسی نے شہوت (خواہش ورغبت) سے یا بغیر شہوت کے (اس نمازی) عورت کا بوسہ لیا یا عورت کو شہوت سے چھوا تو (ان صورتوں میں) اس عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی (ج)، لیکن اگر عورت نے مرد کا بوسہ لیا جبکہ وہ نماز پڑھ رہا تھا اور اس وقت مرد کو اس کی خواہش نہ ہوئی تو اس مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی [1]	خلاصہ
۴۶-	اور اگر کسی مرد نے (نماز کے دوران)، اس عورت کی شرمگاہ کو شہوت سے دیکھا جسے وہ طلاق رجعی دے چکا تھا تو (اس سے) وہ اس طلاق سے رجوع کرنے والا قرار پائے گا اور ایک روایت کے مطابق اس کی نماز فاسد نہ ہوگی یہی حکم مختار ہے [2]	خلاصہ
۴۷-	(۱)، اگر کسی (نمازی) نے اپنے سر یا داڑھی کو تیل لگایا یا اپنے سر پر گلاب عرق لگایا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی (ب)، بعض کا قول ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ اس نے شیشی لیکر اپنے سر پر تیل ڈالا اور اگر تیل اس کے ہاتھ میں تھا اس نے اسے اپنے سر یا اپنی ڈاڑھی پر ملا تو اس سے اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	قاضیخان
۴۸-	اگر کسی (نمازی) نے اپنی ڈاڑھی میں کنگھی کی تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	محیط سرخسی
۴۹-	اگر کوئی (نمازی) کسی ایک رکن میں تین بار کھجلائے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اسنے ہر بار ہاتھ اٹھایا اور اگر اس نے ہر بار ہاتھ نہیں اٹھایا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر کھجلانا ایک بار ہو تو مکروہ ہے۔	خلاصہ
۵۰-	(۱)، اگر نماز پڑھنے والے کے سجدے (کی جگہ) میں سے کوئی شخص گزر گیا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور گذرنے والا شخص گنہگار ہوگا۔	تبیین
۵۱-	اس مسئلہ میں فقہاء رحمہ نے کافی بحث کی ہے کہ نماز پڑھنے والے (کی) کس جگہ تک گذرنا مکروہ ہے (۱)، زیادہ[1] صحیح حکم یہ ہے کہ وہ جگہ نمازی کے پاؤں کی جگہ سے اس کے سجدے کی جگہ تک ہے۔ ہمارے[2] مشائخ رح نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص نماز میں اپنے سجدے کی جگہ نظر ڈالے ہوئے ہو تو اس کی نظر گذرنے والے پر نہ پڑے تو (اس جگہ سے گذرنا) مکروہ نہیں ہے اور یہی حکم صحیح ہے۔	تبیین، خلاصہ
	اور یہی (مذکورہ) حکم زیادہ صحیح ہے	بدائع
	اور[3] یہی (مذکورہ) حکم ٹھیک حکم سے زیادہ مشابہ ہے۔	نہایہ
	یہ (مذکورہ) حکم صحرا کا ہے (ب)، اور اگر[1] (نمازی) مسجد میں ہو۔ اور نمازی اور گذرنے والے کے درمیان کوئی حائل چیز ہو مثلاً کوئی آدمی ہو یا ستون ہو تو گذرنا مکروہ نہ ہوگا اور اگر[2] ان دونوں کے درمیان کوئی حائل چیز نہ ہو اور مسجد چھوٹی ہو تو (نمازی کے آگے)، ہر جگہ سے گذرنا مکروہ ہے۔ اور[3] (مذکورہ حکم میں) بڑی مسجد کا حکم صحرا کی طرح ہے [3]	کافی

ماخوذ از ردالمحتار ج ا ص ۵۸۸ (مترجم) [3] اور صحرا میں سترہ کے بغیر نمازی کے سامنے سے گذرنے کے متعلق ماقبل میں ۱۶۹/۵۱ [1] ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰة ومایکرہ فیہا — الفصل الاول فیما یفسدہا	حوالہ
۱۷۹ - ۵۲	ولو کان یصلی فی الدکان فان کانت اعضاء المار تحاذی اعضاء المصلی یکرہ والافلا	کذا فی محیط السرخسی
۵۳	ولو مر رجلان متحاذیان فالکراہة تلحق الذی یلی المصلی	کذا فی السراج الوہاج
۵۴	قالوا حیلة الراکب اذا اراد ان یمر ان یصیر وراْ الدابة ویمر فتصیر الدابة سترة ولا یأثم	کذا فی النہایة
۵۵	ولو مر اثنان یقوم احدہما امامہ ویمر الاخر ویفعل الاخر ہکذا ویمران	کذا فی القنیة
۵۶	وینبغی لمن یصلی فی الصحرأ ان یتخذ امامہ سترة طولہا ذراع وغلظہا غلظ الاصبع ویقرب من السترة ویجعلہا علی حاجبہا الایمن اوالایسر والایمن افضل	ہکذا فی التبیین
۵۷	وان تعذر غرز العود لایلقی	کذا فی الکافی
	وصححہ جماعة منہم قاضیخان فی شرح الجامع الصغیر	کذا فی البحر الرائق
	وفی الخلاصة ہو الاصح وفی القنیة ہو المختار	کذا فی الشرح ابی المکارم
	فان وضعہا وضعہا طولا لاعرضا	کذا فی التبیین
۵۸	واذا لم یکن معہ خشبة اوشیٔ یغرز اویوضع بین یدیہ ہل یخط خطا عامة المشائخ علی انہ لا یخط وہو روایة عن محمدؒ وقال بعض مشائخنا یخط وہو روایة عن محمدؒ ایضا والذین قالوا بالخط اختلفوا فی کیفیة الخط قال بعضہم یخط طولا وقال بعضہم یخط کالمحراب	کذا فی المحیط
۵۹	ولا بأس بترک السترة اذا أمن المرور ولم یواجہ الطریق	ہکذا فی التبیین
۶۰	وسترة الامام سترة القوم	کذا فی الہدایة
۶۱	ویدرأ المار اذا لم یکن بین یدیہ سترة اومر بینہ وبین السترة بالاشارة اوبالتسبیح	کذا فی الہدایة

ے اس عبارت میں سید امیر علیؒ نے لایلقی رنہ ڈالا جائے، کی بجائے یلقی (ڈالا جائے) کو درست کہا ہے مگر فتاوی ہذا کے عربی نسخوں امریہ میمنیہ وغیرہ میں لایلقی ہی ہے۔ یعنی اگر گاڑنا مشکل ہو تو ڈالا نہ جائے، سے مقصود حاصل نہیں ہوتا جیسا کہ رد المحتار میں ہے کہ وصححہ جماعة منہم قاضیخان معلا بانہ لایفید المقصود بحر الخ رد المحتار ج ۱ ص ۵۹۲ اور جیسا کہ ہدایہ میں ہے ویعتبر الغرز دون القاء والخط لان المقصود لایحصل بہ الخ ہدایہ ج ۱ ص ۱۳۱ اور اگر گاڑنے کی بجائے رکھے تو اسکے متعلق حکم نمبر ۵۷ ب / ۱۷۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام مثل نماز فاسد کرنیوالے امور کا بیان	حوالہ
۱۷۹- ۵۲	اگر کوئی شخص، چبوترہ پر نماز پڑھ رہا ہو تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر گذرنے والے کے اعضا نماز پڑھنے والے کے اعضا کے مقابل ہوتے ہیں تو (گذرنا) مکروہ ہے۔ ورنہ نہیں۔	محیط سرخسی
۵۳	اگر (نمازی کے سامنے سے) دو شخص مل کر برابر گذریں تو گذرنے کی کراہت اس شخص کے لئے ہوگی جو نمازی کے قریب پڑتا ہو	سراج وہاج
۵۴	فقہاءؒ نے کہا ہے کہ جو شخص سوار ہو اور نماز پڑھنے والے کے سامنے سے گذرنا چاہے تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ وہ جانور کی آڑ میں ہو کر گذر جائے۔ پس جانور سترہ قرار پائیگا اور وہ گنہگار نہ ہوگا۔	نہایہ
۵۵	اگر دو شخص (چاہیں کہ) گذریں تو ان میں سے ایک شخص نماز پڑھنے والے کے سامنے کھڑا ہو جائے اور دوسرا شخص (پہلے کی آڑ میں) گذر جائے پھر دوسرا شخص یوں ہی کرے (یعنی نمازی کے سامنے کھڑا ہو جائے) اور پہلا گذر جائے) اور (اسطرح) دونوں گذر جائیں	قنیہ
۵۶	جو شخص صحرا میں نماز پڑھے اسے چاہیئے کہ وہ اپنے سامنے سترہ (پردہ اور رکاوٹ کی علامت) بنائے جسکی لمبائی ایک (شرعی) گز ہو اور اسکی موٹائی ایک انگلی کے بقدر ہو اور نمازی سترہ کے قریب ہو اور سترہ کو اپنے دائیں یا بائیں ابرو کے سامنے رکھے اور دائیں (ابرو کے سامنے) رکھنا افضل ہے۔	تبیین
۵۷	(ا) اگر[1] لکڑی گاڑنا مشکل ہو تو اسے (سترہ بنانے کے لئے) زمین پر نہ ڈالا جائے۔	کافی
	اور[2] (فقہاءؒ کی) ایک جماعت نے جن میں سے قاضیخان نے بھی شرح جامع صغیر میں اس حکم کو صحیح کہا ہے[1]	بحرالرائق
	اور[3] خلاصہ میں ہے کہ یہی (مذکورہ) حکم زیادہ صحیح ہے۔ اور[4] قنیہ میں ہے کہ یہی (مذکورہ) حکم مختار ہے۔	شرح ابی المکارم
	(ب) اگر (سترہ کیلئے) اس کو (زمین پر) رکھے[2] تو لمبائی میں رکھے چوڑائی میں نہ رکھے۔	تبیین
۵۸	اگر نمازی کے پاس کوئی لکڑی یا کوئی ایسی چیز نہ ہو[3] جسے گاڑے یا سامنے رکھے تو کیا وہ (سامنے) ایک لکیر کھینچے؟ - (ا) عام مشائخ رحؒ اسپر ہیں کہ وہ لکیر نہ کھینچے امام محمدؒ سے ایک روایت یہ ہے (ب)[1] اور بعض مشائخ رحؒ کا قول ہے کہ وہ لکیر کھینچے اور امام محمد رحؒ سے ایک روایت یہ بھی ہے اور جن مشائخ رحؒ نے خط کھینچنے کو جائز کہا ہے ان میں لکیر کھینچنے کی کیفیت میں اختلاف ہے ان میں سے بعض کا قول ہے کہ لمبی لکیر کھینچے اور بعض کا قول ہے کہ محراب کی صورت پر لکیر کھینچے۔	محیط
۵۹	اگر سامنے سے کسی کے گذرنے کا خوف نہ ہو اور راستہ کی طرف منہ نہ ہو تو سترہ نہ کھڑا کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔	تبیین ہدایہ
۶۱	(ا) اور اگر نماز پڑھنے والے کے سامنے سترہ نہیں ہے اور اس کے سامنے سے کوئی شخص گذرنے لگے یا سترہ موجود ہے اور کوئی شخص نمازی اور سترہ کے درمیان میں[ت] گذرنے لگے تو اسے اشارہ کرکے یا تسبیح (یعنی سبحان اللہ) کہہ کر روکے۔	ہدایہ

[2] یعنی اگر سترہ گاڑ نہ سکے تو اسے زمین پر لمبائی میں رکھدے جیسا کہ حاشیہ ہدایہ میں بحوالہ مبسوط شیخ الاسلام لکھا ہے کہ اگر زمین نرم ہو تو سترہ گاڑے اور اگر زمین سخت ہو اور گاڑ نہ سکے تو اسے سامنے رکھدے اسلئے کہ گاڑنے کی طرح رکھنا بھی مروی ہے لیکن لمبائی میں رکھے چوڑائی میں نہ رکھے تاکہ گاڑنے کی طرح ہو جائے حاشیہ ہدایہ ج ا ص ۱۳۱ (مترجم) [3] اگر کسی کے پاس سترہ نہ ہو اور اسکے پاس کوئی چیز کپڑا یا کتاب ہو تو کیا اسے رکھ دینا سترہ کیلئے کفایت کرے گا۔ اسکا ظاہر جواب یہی ہے کہ کفایت کرجائے گا۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ا ص ۵۹۶ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا — الفصل الاول فیما یفسدھا	حوالہ
۱۷۹-	قالوا ھذا فی حق الرجال اما النساء فانھن یصفقن وکیفیتہ ان یضرب بظھور الاصابع الیمنی علی صفحۃ الکف من الیسری	کذا فی البحر الرائق ناقلا عن غایۃ البیان
۶۲	والجمع بین الاشارۃ والتسبیح یکرہ والاشارۃ بالرأس اوالعین اوغیرھما	کذا فی الکافی
۶۳	اذا زاد فی صلوتہ رکوعا او سجودا ذکر فی ظاھر الروایۃ انھا لاتفسد وکذلک اذا زاد سجدتین اواکثر لا تفسد صلوتہ وکذلک الرکوعان ومازاد علی ذلک	ھکذا فی المحیط
۶۴	ولو زاد فیھا رکعۃ تامۃ قبل اتمام صلوتہ فسدت صلوتہ	ھکذا فی المحیط
۶۵	لو رکع الامام وسجد سجدۃ ورفع رأسہ عنھا فجاء رجل ودخل معہ ورکع وسجد سجدتین فانھا تفسد صلوتہ لانہ ادخل زیادۃ رکعۃ وھو الرکوع والسجود وانھا تفسد الصلوٰۃ	ھکذا فی المحیط
۶۶	اذا کان یصلی الظھر مثلا فافتتح العصر اوالتطوع بتکبیرۃ جدیدۃ فان صلوتہ تفسد لانہ صح شروعہ فی غیر ماھو فیہ وھو التطوع فیما اذا نواہ اونوی العصر وکان صاحب ترتیب اولم یکن بان سقط الترتیب بکثرۃ الفوائت او بضیق الوقت فیخرج عماھو فیہ ضرورۃ	کذا فی التبیین
۶۷	وکذا لوکان یصلی التطوع فافتتح الفرض اوکان یصلی الجمعۃ فافتتح الظھر او بالعکس یخرج عماھو فیہ لما ذکرنا	کذا فی التبیین
۶۸	ولو صلی رکعۃ من الظھر فکبر ینوی الاستیناف للظھر بعینہ فلا یفسد ما اداہ فیحسب بتلک الرکعۃ حتی لو لم یقعد فیما بقی القعدۃ الاخیرۃ باعتبارھا فسدت الصلوٰۃ ھذا اذا نوی بقلبہ حتی لو قال نویت ان اصلی الظھر بطل الظھر ولا یحسب بتلک الرکعۃ	کذا فی البحر الرائق ھکذا فی الکافی

۱؎ اس صورت میں مقتدی اور مسبوق کے حکم میں فرق کے متعلق حکم نمبر ۲/۱۶۸، ۱۱/۱۶۹ اور ان کے حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲؎ یعنی تکبیر تحریمہ نئی کہی اور نیت صرف دل سے کی۔ اس لئے کہ نیت کے الفاظ کہنا کلام ہے اور پہلی نماز کے لئے مفسد ہے ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۱ ص ۵۸۳۔ اور جیساکہ حکم ۲۹/۱۱۲، ۶۸/۱۷۹، ۲/۲۰۱ میں ہے (مترجم)، ۳؎ کیونکہ ایک نماز سے نکل کر اسکے مغائر دوسری نماز میں داخل ہونا پہلی نماز کو فاسد کردیتا ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۱ ص ۵۸۳ اور جیساکہ حکم نمبر ۲۸/۱۱۲ میں ہے (مترجم)، ۴؎ چنانچہ ردالمحتار میں بحوالہ نہر ہے کہ اگر کسی شخص نے مثلاً نماز ظہر کی ایک رکعت پڑھی پھر اس نے تکبیر کہکر نماز عصر یا نماز نفل شروع کردی

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — پہلی فصل نماز فاسد کرنیوالے امور کا بیان	حوالہ
۶۹	(ب) فقہاء نے کہا ہے کہ یہ مذکورہ حکم مردوں کے لئے ہے اور عورتوں کے لئے مذکورہ صورت میں حکم یہ ہے وہ ہاتھ پر ہاتھ ماریں اور ہاتھ پر ہاتھ مارنے کی کیفیت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی انگلیوں کی پیٹھ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر ماری جائے (د) اشارہ کرنے ا، تہ بیرب ز کرنا مکروہ ہے (ب) اور اشارہ کرنا سر سے یا آنکھ سے یا انکے علاوہ کسی اور عضو سے ہے۔	بحر رائق کافی
۶۳	(ا) اگر کسی شخص نے نماز میں رکوع یا سجدہ زائد کر دیا تو اس کے حکم کے متعلق) ظاہر روایت میں مذکور ہے کہ اسکی نماز فاسد نہ ہوگی (ب) اسیطرح اگر کسی نے دو یا زیادہ زائد سجدے کر دیئے تو اسکی نماز فاسد نہ ہوگی (ج) اور اسی طرح اگر کسی نے دو یا اس سے زیادہ زائد رکوع کر دیئے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	محیط
۶۴	اگر کسی نے نماز مکمل کرنے سے پہلے اسمیں ایک پوری رکعت زائد پڑھ دی تو اسکی وہ نماز فاسد ہو جائے گی۔ *	محیط
۶۵	اگر امام نے رکوع کیا اور ایک سجدہ کیا اور اس سجدہ سے سر اٹھایا تو ایک شخص آیا اور اس کی اقتدا کی۔ پھر اس مقتدی نے رکوع کیا اور دو سجدے کئے تو (اس صورت میں) اس مقتدی کی نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ اس نے پوری ایک رکعت بڑھادی یعنی رکوع اور سجود بڑھا دیئے اور (اس سے) نماز فاسد ہو جاتی ہے [1]	محیط
۶۶	جب کوئی شخص مثلاً ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا اور اس نے نئی تکبیر کہکر عصر [2] کی نماز یا نفل نماز شروع کر دی تو اسکی (پہلی نماز) فاسد ہو جائے گی۔ اس لئے کہ اس کا دوسری نماز میں شروع ہونا صحیح ہو گیا [3] اور وہ دوسری نماز نفل نماز ہے جبکہ اس نے نفل کی نیت کی ہو یا اس نے عصر کی نیت کی ہو اور وہ صاحب ترتیب ہو یا صاحب ترتیب ہو یا ایں صورت کہ اسکی بہت سی نمازیں فوت ہونے کی وجہ سے یا وقت کی تنگی کی وجہ سے اسکی ترتیب ساقط ہو گئی ہو تو وہ بنابر ضرورت اس ظہر سے جسمیں کہ وہ تھا نکل جائے گا [4]	تبیین
۶۷	اس (مذکورہ صورت کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کوئی شخص نفل پڑھ رہا تھا اس نے تکبیر کہکر (فرض نماز شروع کر دی یا وہ جمعہ کی نماز پڑھ رہا تھا تو اس نے ظہر کی نماز شروع کر دی یا اس نے اس کا الٹ کیا تو (ان صورتوں میں) اس بنا پر جسے ہم نے ذکر کیا وہ اس نماز سے نکل جائے گا جس میں وہ (پہلے) تھا [5]	تبیین
۶۸	(ا) اگر کسی نے ظہر کی ایک رکعت پڑھی پھر اس نے تکبیر کہہ کر اسی ظہر کو از سر نو پڑھنے کی نیت کی تو (اس صورت میں) وہ جتنی نماز ادا کر چکا ہے وہ فاسد نہ ہوگی اور وہ رکعت نماز میں شمار ہوگی حتیٰ کہ اگر باقی نماز میں اُس موقع پر آخری التحیات کے لئے نہیں بیٹھا جو اس رکعت کو شمار کرنے کی صورت میں (آخری قعدہ کا موقع) قرار پاتا تھا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی۔	بحر رائق
	(ب) یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ اس نے نیت صرف دل سے کی ہو۔ حتیٰ کہ اگر اس نے (زبان سے بھی) کہا کہ میں ظہر کی نماز پڑھنے کی نیت کرتا ہوں تو وہ (پہلی) ظہر باطل قرار پائے گی اور وہ رکعت شمار نہ ہوگی [6]	کافی

تو اگر وہ صاحب ترتیب تھا تو شیخینؒ کے ہاں اسکی وہ نماز نفل شروع ہو جائے گی امام محمدؒ کا اختلاف ہے اور اگر وہ صاحب ترتیب نہ تھا بایں صورت کہ وقت کی تنگی یا پانچ نمازوں سے زیادہ۔ قضا ہونے کی وجہ سے اس کی ترتیب ساقط ہو گئی تھی تو اس کا نماز عصر شروع کرنا صحیح ہو جائے گا اس لئے کہ اپنے غیر حاصل کے حصول کے لئے نیت کی ہے پس پہلی نماز سے نکل گیا الخ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۵۸۳ (مترجم) [5] اس کے متعلق حکم نمبر ۶۶/۱۶۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] اس سے متعلقہ احکام کے لئے حکم ۳۹/۱۱۳، حاشیہ ۶۶/۱۶۹، حکم ۲/۱۸۱ ملاحظہ ہو (مترجم) * البتہ اگر آخری قعدہ بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد زائد رکعتیں پڑھ دیں تو اسکے متعلق صورت حکم ۶۵ب/۱۶۹ ملاحظہ ہو نیز۔

بعض صورتوں میں شروع کی ہوئی نماز فاسد ہو جاتی ہے مگر اصل تحریمہ فاسد نہیں ہوتی اسلئے کبھی فرض نماز فاسد ہو جاتی اسکے باوجود وہ نماز نفل بن جاتی ہے اسکے متعلق حکم نمبر ۲۰ب ۔ ۳۴، ۲۱ ملاحظہ ہوں

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فيما يفسد الصلوة وما يكره فيها — الفصل الاول فيما يفسدها	حوالہ
١٦٩-٦٩	ولوافتتح منفردا ثم اقتدى به رجل فافتتح ثانيا لاجله فهو على الافتتاح الاول الا ان يكون الداخل امرأة	كذا في النهاية
٧٠	ولوافتتح الظهر ثم كبر ينوى الاقتداء بالامام فيها بطل الاول	كذا في الكافي
٧١	ولو صلى الظهر في بيته ثم صلاها بجماعة لم يبطل المؤدى	كذا في الكافي
٧٢	اذا صلى الظهر اربعا فلما سلم تذكر انه ترك سجدة منها ساهيا ثم قام واستقبل الصلوة وصلى اربعا وسلم فسد ظهره لان نية دخوله في الظهر ثانيا وقع لغوا فاذا صلى ركعة واحدة فقد خلط المكتوبة بالنافلة قبل الفراغ من المكتوبة	كذا في البحر الرائق و هكذا في الخلاصة
٧٣	ومن صلى من المغرب ركعتين وقعد قدر التشهد وزعم انه اتمها فسلم ثم قام فكبر ونوى الدخول في سنة المغرب وقد سجد للسنة اولا فصلوة المغرب فاسدة لانه صار منتقلا من الفرض الى النفل قبل فراغها	
	اما اذا سلم وتذكر انه لم يتم فحسب ان صلوتها فسدت فقام وكبر للمغرب ثانيا وصلى ثلاثا ان صلى ركعة وقعد قدر التشهد اجزأه المغرب والا فلا	كذا في الخلاصة
٧٤	ولوافتتح المغرب وصلى ركعة فظن انه لم يكبر للافتتاح فافتتحها وصلى ثلاث ركعات جازت صلوته	كذا في الخلاصة
٧٥	ولو صلى ركعتين فظن انه لم يفتتح فافتتحها وصلى ثلاث ركعات لاتجوز صلوته	
	وفي كتاب رزين هذا اذا لم يقعد بعد ركعة بعد الافتتاح لانه ترك القعدة الاخيرة وانتقل الى النفل قبل تمام الفرض	كذا في الخلاصة

١ ازسرنو نماز شروع کرنیکی کیفیت کے متعلق حکم ٦٦/١٦٩ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ٢ اسلئے کہ نماز مغرب کے لئے دوبارہ نیت کرنا صحیح نہ ہوگا اور صرف تکبیر اسے نماز سے خارج نہ کرے گی ماخوذ از بحرالرائق ج ٢ ص ١١١-١١٢ (مترجم)، ٣ ازسرنو نماز شروع کرتے کے متعلق حکم ٦٦/١٦٩ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ٤ بشرطیکہ ازسرنو تین رکعت پڑھنے میں دو رکعت کے بعد التحیات کے لئے بیٹھا ہو تاکہ یہ قعدہ سابقہ پہلی رکعت سمیت کل تین

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — پہلی فصل نماز فاسد کرنیوالے امور کا بیان	حوالہ
۱۷۹-۶۹	اگر کسی شخص نے اکیلے نماز شروع کی پھر اس سے کسی اور آدمی نے (آکر) اقتدا کی اور امام نے اسکی وجہ سے نماز دوبارہ شروع کی تو (اس صورت میں) وہ (امام) اسی نماز میں ہے جو اس نے پہلے شروع کی تھی لیکن آنے والی عورت ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر دوسری بار شروع کرنا معتبر اور پہلی نماز فاسد قرار پائے گی۔ **	نہایہ
۷۰	اگر کسی نے ظہر کی نماز شروع کی پھر اس نے وہ نماز امام کی اقتدا میں پڑھنے کی نیت سے تکبیر کہی تو پہلی نماز باطل قرار پائے گی۔	کافی
۷۱	اور اگر کسی نے ظہر کی نماز اپنے گھر میں پڑھی پھر اس نے وہی نماز جماعت سے پڑھی تو اداشدہ (پہلی نماز) باطل نہ ہوگی	کافی
۷۲	کسی نے ظہر کی نماز کی چار رکعتیں پڑھیں جب سلام پھیرا تو اسے یاد آیا کہ اس نے بھولے سے ایک سجدہ چھوڑ دیا ہے پھر کھڑا ہوا اور از سر نو نماز[۱] شروع کی اور چار رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا تو اسکی ظہر کی (پہلی) نماز فاسد ہو گئی۔ اس لئے کہ دوبارہ ظہر کی نماز میں داخل ہونے کے لئے اسکی نیت لغو ہے پس جب اس نے ایک رکعت اور پڑھ لی تو فرض نماز سے فارغ ہونے سے پہلے اس نے فرض اور نفل کو گڈمڈ کر دیا۔ (اسکے متعلق حکم ۶۲/۱۷۹ مع حواشی ملاحظہ ہو)	بحرالرائق۔ خلاصہ
۷۳	(۱) جو شخص مغرب کی دو رکعتیں پڑھکر قعدہ میں بقدر تشہد بیٹھا اور اس نے گمان کیا کہ اس نے نماز پوری پڑھ لی ہے پس اس نے سلام پھیرا اور پھر کھڑے ہو کر مغرب کی سنتوں میں داخل ہونے کی نیت سے تکبیر کہی تو (اس صورت میں) اس نے خواہ سنتوں کے لئے سجدہ کیا ہو یا نہ مغرب کی (وہ) نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ فرض نماز سے فارغ ہونے سے پہلے اس فرض نماز سے منتقل ہو کر نفل نماز میں داخل ہو گیا ہے۔	
	(ب) مگر جب اسنے (مذکورہ صورت میں دو رکعت کے بعد) سلام پھیرا اور اسے یاد آگیا کہ اس نے نماز پوری نہیں پڑھی اور اس نے یہ سمجھا کہ (اب) اسکی نماز فاسد ہو گئی ہے پس وہ کھڑا ہوا اور اس نے مغرب کی نماز دوبارہ پڑھنے کے لئے تکبیر کہی اور تین رکعتیں پڑھیں تو (اس صورت میں) اگر وہ ایک رکعت پڑھنے کے بعد بقدر تشہد بیٹھ گیا تو مغرب کی (پہلی) نماز کفایت کر جائے گی[۲] ورنہ نہیں۔	خلاصہ
۷۴	اگر کسی نے مغرب کی نماز شروع کی اور ایک رکعت پڑھ کر اسے گمان ہوا کہ اس نے شروع والی تکبیر (تکبیر تحریمہ) نہیں کہی تھی چنانچہ اس نے از سر نو نماز شروع کی[۳] اور تین رکعتیں پڑھیں تو (اس صورت میں) اسکی نماز جائز ہے[۴]	خلاصہ
۷۵	(۱) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے دو رکعتیں پڑھیں پھر اسے گمان ہوا کہ اس نے شروع کی تکبیر نہیں کہی تھی پس اس نے از سر نو نماز شروع کی اور تین رکعتیں پڑھیں تو (اس صورت میں) اسکی نماز جائز نہ ہوگی۔	
	(ب) اور کتاب رزین میں ہے کہ یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس نے از سر نو نماز شروع کر کے ایک رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا ہو اس لئے کہ (اس صورت میں) اس نے آخری قعدہ چھوڑ دیا اور فرض نماز کے مکمل ہونے سے پہلے نفل نماز میں چلا گیا[۵]	خلاصہ

رکعت پر آخری قعدہ قرار پائے (مترجم) [۵] نماز کے مفسدات میں سے عورت کی محاذات بھی ہے۔ اور اس کے متعلق حکم ۱۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم) جیسا کہ رد المحتار میں ہے کہ اگر کوئی شخص اکیلے نماز پڑھ رہا تھا پھر اس نے وہ نماز امام کی اقتدا میں پڑھنے کی نیت سے تکبیر کہی (۷۰/۱۷۹ ملاحظہ ہو) یا صورت حال اسکے الٹ ہوئی یا اس نے عورتوں کی امامت کی نیت سے تکبیر کہی تو اسکی پہلی نماز فاسد ہوگی۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۵۸۳ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیھا — الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوۃ وما لا یکرہ	حوالہ
	الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوۃ وما لا یکرہ دفعات ۱۸۰ تا ۱۸۱ عنوانات ۲ تعداد شق ۱۲۴	
۱۸۰-	**فیما یکرہ وما لا یکرہ** تعداد شق ۱۱۵	
۱	یکرہ للمصلی ان یعبث بثوبہ اولحیتہ اوجسدہ وان یکف ثوبہ بان یرفع ثوبہ من بین یدیہ اومن خلفہ اذا اراد السجود	کذا فی معراج الدرایۃ
۲	ولا بأس بان ینفض ثوبہ کیلا یلتف بجسدہ فی الرکوع	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳	ولا بأس بان یمسح جبھتہ من التراب والحشیش بعد الفراغ من الصلوۃ وقبلہ اذا کان یضرہ ذلك ویشغلہ من الصلوۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴	واذا کان لا یضرہ ذلك یکرہ فی وسط الصلوۃ ولا یکرہ قبل التشھد والسلام والترک افضل	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵	ولا بأس بان یمسح العرق عن جبھتہ فی الصلوۃ	کذا فی محیط السرخسی کذا فی فتاوی قاضیخان
۶	کل عمل ھو مفید لا بأس بہ للمصلی وقد صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ سلت العرق من جبھتہ وکان اذا قام عن سجودہ نفض ثوبہ یمنۃ او یسرۃ وما لیس بمفید یکرہ	کذا فی الخلاصۃ وھکذا فی النھایۃ
۷	ظھر من انفہ ذنین[۳] فی الصلوۃ فمسحہ اولی من ان یقطر منہ علی الارض	کذا فی القنیۃ
۸	ویکرہ عد الآی والتسبیح بالید وعن ابی یوسف ومحمد رحمھما اللہ تعالی لا بأس بذلك ثم قیل الخلاف فی الفرائض ویجوز فی النوافل بالاجماع وقیل الخلاف فی النوافل ولا یجوز فی الفرائض بالاجماع والاظھر ان الخلاف فی الکل	کذا فی التبیین

[۳] مکروہ کی دو قسمیں ہیں (اول) مکروہ تحریمی جس میں واجب یا سنت (مؤکدہ) کا ترک لازم آئے۔ اسکی ممانعت واجب کے رتبہ میں ہوتی ہے (دوم) تنزیہی۔ جس کا چھوڑ دینا اولی ہوتا ہے۔ مکروہ تحریمی اور تنزیہی کے درمیان فرق ان کی دلیل کی بنا پر ہوتا ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ا ص ۵۹۷ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — دوسری فصل جو امور نماز میں مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں ہیں	حوالہ
	دوسری فصل جو امور نماز میں مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں ہیں	
	دفعات ۱۸۰ تا ۱۸۱ عنوانات ۲ تعداد شق ۱۲۴	
۱۸۰-	**وہ امور جو نماز میں مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں ہیں** تعداد شق ۱۱۵	
۱	نماز پڑھنے والے کے لئے مکروہ ہے کہ وہ اپنے کپڑے یا داڑھی یا جسم سے کھیلے اور اس کے لئے یہ بھی مکروہ ہے کہ وہ اپنے کپڑے کو (زمین پر گرنے سے) روکے [۲] بایں صورت کہ جب سجدہ میں جانے لگے تو اپنے سامنے یا پیچھے سے کپڑا اٹھا دے۔	معراج الدرایہ
۲	اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ نمازی اپنا کپڑا اس لئے جھاڑدے تاکہ رکوع میں اس کے بدن سے لپٹ نہ جائے	قاضیخان
۳	اور اس میں (بھی) کوئی حرج نہیں کہ نمازی نماز سے فارغ ہونے کے بعد یا پہلے اپنی پیشانی سے مٹی یا تنکے پونچھ دے۔ جبکہ اسے اس چیز سے ضرر ہو اور نماز میں خلل پڑتا ہو۔	قاضیخان
۴	(ا) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اسے اس چیز سے ضرر نہ تھا تو نماز کے درمیان میں (اسے پونچھ دینا) مکروہ ہوگا اور تشہد اور سلام سے پہلے مکروہ نہیں ہوگا۔	قاضیخان
	(ب) اور (مذکورہ صورت میں) اسے چھوڑ دینا افضل ہے۔	محیط سرخسی
۵	اس میں کوئی حرج نہیں کہ نماز میں اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھے۔	قاضیخان
۶	(ا) ہر وہ (قلیل) کام جو مفید ہو اس سے نمازی کے لئے کوئی حرج نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ آپ نے نماز میں، اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھا ہے اور جب آپ سجدہ سے کھڑے ہوتے تھے تو کپڑے کو دائیں یا بائیں جھاڑ دیتے تھے۔	
	(ب) اور جو کام مفید نہیں وہ نماز میں مکروہ ہے۔	خلاصہ- نہایہ
۷	کسی نمازی کی ناک سے رطوبت نکلی تو اسکا پونچھ دینا اس سے اولی ہے کہ وہ زمین پر ٹپک پڑے۔	قنیہ
۸	(ا) آیتوں کا یا سبحان اللہ کا ہاتھ سے گننا نماز میں مکروہ ہے۔	
	(ب) اور امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح سے منقول ہے کہ ایسا کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔	
	(ج) پھر [۱] بعض کا قول یہ ہے کہ مذکورہ اختلاف فرض نماز کے متعلق ہے۔ اور نفلوں میں بالاجماع جائز ہے [۲] اور بعض کا قول یہ ہے کہ مذکورہ اختلاف نفلوں میں ہے اور فرضوں میں بالاجماع جائز نہیں ہے۔	
	اور [۳] زیادہ ظاہر حکم یہ ہے کہ (نفلوں اور فرضوں) سب میں اختلاف ہے۔	تبیین

[۲] ہدایہ میں ہے کہ کفِ ثوب کرنا از قسم تکبر ہے اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کفِ ثوب نہ کرے یعنی کپڑے کو زمین پر گرنے سے نہ روکے ماخوذ از ہدایہ و حاشیہ ہدایہ ج ۱ ص ۱۴۳، ص ۱۴۴ (مترجم) [۳] قوله ذنین کامیر رقیق المخاط او ما سال من الانف رقیقا۔ کمافی القاموس حاشیہ عربی فتاوی ہذا۔ ترجمہ:- ذُنِین کا لفظ اَمیر کی طرح ہے اور اسکا مفہوم ہے۔ پتلی رینٹ یا وہ رطوبت جو پتلا پن کی وجہ سے بہہ پڑے۔ جیسا کہ قاموس میں ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوۃ ومایکرہ فیہا — الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوۃ ومالا یکرہ	حوالہ
۱۸۰- ۹	قال مشائخنا وان احتاج المرأ الی العدعد ہ اشارۃ لاافصاحا ویعمل المضطر بقولہما	کذا فی النہایۃ
۱۰	قالوا ان غمز برؤس الاصابع لا یکرہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۱	واختلفوا فی عد التسبیح خارج الصلوۃ قال فی المستصفی لا یکرہ خارج الصلوۃ فی الصحیح	ہکذا فی التبیین
۱۲	ویکرہ عد السور لان ذلک لیس من اعمال الصلوۃ	کذا فی الہدایۃ
۱۳	وکرہ تقلیب الحصی الا ان لا یمکنہ من السجود فیسویہ مرۃ اومرتین وفی ظاہر الروایۃ یسویہ مرۃ	کذا فی المنیۃ
	وترکہ احب الی	کذا فی الخلاصۃ
۱۴	ویکرہ ان یشبک اصابعہ وان یفرقع	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۵	والفرقعۃ ان یغمز اویمدہا حتی تصوت	کذا فی النہایۃ
۱۶	والفرقعۃ خارج الصلوۃ کرہہا کثیر من الناس	کذا فی الزاہدی
۱۷	ویکرہ عقص شعرہ وہو جمع الشعر علی الرأس وشدہ بشیٔ حتی لا ینحل	کذا فی التبیین
۱۸	واختلف الفقہاءؒ فیہ علی اقوال فقیل ان یجمعہ وسط رأسہ ثم یشدہ وقیل ان یلف ذوائبہ حول رأسہ کما یفعلہ النساء وقیل ان یجمعہ من قبل القفا ویمسکہ بخیط اوخرقۃ وکل ذلک مکروہ	کذا فی البحر الرائق ناقلا من غایۃ البیانؒ
۱۹	ویکرہ ان یضع یدہ علی خاصرتہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۰	ویکرہ التخصر ایضا خارج الصلوۃ	کذا فی الزاہدی
۲۱	ویکرہ ان یلتفت یمنۃ اویسرۃ بان یحول بعض وجہہ عن القبلۃ فاما ان ینظر بموق عینہ ولا یحول وجہہ فلا بأس بہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۲	ویکرہ ان یرفع بصرہ الی السماء	کذا فی التبیین
۲۳	ویکرہ ان یقعی فی التشہد اوبین السجدتین	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۴	والاقعاء ان یضع الیتیہ علی الارض وینصب رکبتیہ نصبا ہو الصحیح	کذا فی الہدایۃ

له اسلئے کہ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ مرد نماز پڑھے اور اسکے سر پر جوڑا بنا ہوا ہو نیز بالوں کا جوڑا مکروہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ نماز سے پہلے بنائے

دفعات دشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنے والے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — دوسری فصل۔ جو امور نماز میں مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں ہیں	حوالہ
۱۸۰- ۹	ہمارے مشائخؒ نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص کو (نماز میں) ، گننے کی ضرورت پڑے تو اشارۃً گن لے ظاہراً نہ گنے — اور جو شخص مجبور ہو وہ صاحبینؒ کے قول پر عمل کرے۔	نہایہ
۱۰	فقہاءؒ نے کہا ہے کہ اگر (نماز میں) کوئی شخص گنتی کیلئے ، انگلیوں کے سروں سے اشارہ کرے تو مکروہ نہ ہوگا۔	قاضیخان
۱۱	نماز سے باہر تسبیح گننے کے حکم کے متعلق فقہاءؒ نے اختلاف کیا ہے۔ مستصفی میں ہے کہ صحیح قول میں نماز سے باہر (تسبیح گننا) مکروہ نہیں ہے۔	تبیین
۱۲	(نماز میں) سورتوں کا گننا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ ایسا کرنا اعمال نماز میں سے نہیں۔	ہدایہ
۱۳	(ا) اور (نماز میں) کنکریوں کا ہٹانا مکروہ ہے (ب) لیکن اگر ان کی وجہ سے سجدہ نہ ہو سکے تو پھر ایک یا دو بار ہموار کر دے (ج) اور ظاہر روایت میں یہ ہے کہ ایک بار ہموار کرے۔	منیہ
	(د) اور کنکریاں نہ ہٹانا مجھے زیادہ پسند ہے۔	خلاصہ
۱۴	(نماز کے اندر) انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا اور انگلیاں چٹخانا مکروہ ہے۔	قاضیخان
۱۵	اور انگلیاں چٹخانا یہ ہے کہ انہیں ہاتھ سے دابے یا انہیں کھینچے تاکہ ان سے آواز نکلے	نہایہ
۱۶	نماز سے باہر انگلیاں چٹخانے کو اکثر (اہل علم) لوگوں نے مکروہ قرار دیا ہے۔	زاہدی
۱۷	اور یہ مکروہ ہے کہ نماز پڑھنے والے (مرد) کے بالوں کا جوڑا بنا ہوا ہو[1] اور وہ یہ ہے کہ بالوں کو سر پر جمع کر کے کسی چیز سے باندھ دے تاکہ کھل نہ جائیں۔	تبیین
۱۸	(ا) جوڑا باندھنے کی کیفیت کے متعلق فقہاء میں اختلاف ہے کئی قول ہیں بعضؒ کا قول یہ ہے کہ سر کے درمیان میں بال جمع کر کے باندھ دے بعضؒ کا قول یہ ہے کہ اپنی زلفیں سر کے اردگرد لپیٹے جیسا کہ (بعض اوقات) ، عورتیں کرتی ہیں۔ بعضؒ کا قول یہ ہے کہ (سر کے پیچھے) گردن کی طرف بالوں کو جمع کر کے کسی ڈوری یا کپڑے کے ٹکڑے سے باندھ دے (تاکہ بال سجدہ کی حالت میں زمین پر نہ گریں)	
	(ب) اور یہ سب (مذکورہ) صورتیں مکروہ ہیں	بحرالرائق
۱۹	نماز میں اپنے پہلو پر ہاتھ رکھے تو یہ مکروہ ہے۔	قاضیخان
۲۰	اور نماز سے باہر بھی پہلو پر ہاتھ رکھنا مکروہ ہے۔	زاہدی
۲۱	یہ مکروہ ہے کہ نمازی دائیں یا بائیں اس طرح دیکھے کہ اس کا کچھ چہرہ قبلہ کی طرف سے پھر جائے[2] اور اگر صرف گوشہ چشم (کنکھیوں) سے دیکھے اور اپنا چہرہ قبلہ سے نہ پھیرے تو اس میں کچھ حرج نہیں۔	قاضیخان
۲۲	نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھانا مکروہ ہے۔	تبیین
۲۳	یہ مکروہ ہے کہ نمازی التحیات پڑھتے وقت یا دونوں سجدوں کے درمیان اقعاء کی کیفیت پر بیٹھے۔	قاضیخان
۲۴	(ا) اور اقعاء کی کیفیت یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے دونوں سرین زمین پر رکھے اور اپنے دونوں گھٹنے کھڑے کر دے یہی صحیح ہے۔	ہدایہ

[1] اور اگر نمازی نماز کے اندر جوڑا بنائے تو بوجہ عمل کثیر مفسد نماز ہے ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ا ص۶۰ (مترجم) ، [2] اس کے متعلق حکم ۲۶/۱۶۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا — الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوٰۃ ومالایکرہ	حوالہ
۱۸۰-	وھوالاصح	ھکذا فی الکافی والنھایۃ ناقلا عن المبسوط
	والاقعاء[1] ان یقعد علی عقبیہ	
	وقیل علی اطراف اصابعہ	
	وقیل ان یجمع رکبتیہ الی صدرہ	
	وقیل ھذا ویعتمد بیدیہ علی الارض وھوالاشبہ باقعاء الکلب وکل ذلک مکروہ	کذا فی الزاھدی
۲۵	ویکرہ رد السلام بیدہ والتربع بلا عذر	ھکذا فی التبیین
۲۶	ویکرہ ان یفترش ذراعیہ وان یرفع یدیہ عند الرکوع وعند رفع الرأس من الرکوع	کذا فی المنیۃ
۲۷	وان یسدل ثوبہ	کذا فی المنیۃ
۲۸	وھو ان یجعل ثوبہ علی رأسہ اوکتفیہ فیرسل جوانبہ	کذا فی التبیین
۲۹	ومن السدل ان یجعل القباء علی کتفیہ ولم یدخل یدیہ	کذا فی التبیین
	سواء کان تحتہ قمیص اولا	کذا فی النھایۃ
	فی الخلاصۃ والنصاب المصلی اذا کان لابس شقۃ[2] اوفرجی[3] ولم یدخل یدیہ فی الکمین اختلف المتأخرون[4] والمختار انہ لایکرہ	کذا فی المضمرات
۳۰	قالوا ومن صلی فی قباء ینبغی ان یدخل یدیہ فی کمیہ ویشدہ بالمنطقۃ مخافۃ السدل	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۱	واختلف المشائخ[5] فی کراھۃ السدل خارج الصلوٰۃ کما فی الدرایۃ وصحح فی القنیۃ فی باب الکراھۃ انہ لایکرہ	کذا فی البحرالرائق
۳۲	وتکرہ الصلوٰۃ حاسرا رأسہ اذا کان یجد العمامۃ وقد فعل ذلک تکاسلا اوتھاونا بالصلوٰۃ ولابأس بہ اذا فعلہ تذللا وخشوعا بل ھو حسن	کذا فی الذخیرۃ
۳۳	ولوصلی مع السراویل والقمیص عندہ یکرہ	کذا فی الخلاصۃ
۳۴	وفی الفتاوی العتابیۃ وتکرہ الصلوٰۃ مع البرنس ولایکرہ لبسہ فی الحرب	کذا فی التاتارخانیۃ
۳۵	ولوصلی رافعا کمیہ الی المرفقین کرہ	کذا فی فتاوی قاضیخان

[1] اس کے متعلق حکم ۱۲/۱۷۸ ملاحظہ ہو (مترجم)، [2] اس کے متعلق حکم نمبر ۸۰۷/۱۳۰، ۱۰۸/۱۸۰ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] پس عام عادت کے بموجب کندھوں پر رومال ڈالا ہو تو نماز میں اسے اس طرح نہیں رکھنا چاہیے۔ ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ ج۱ ص۱۵۷ وحاشیہ ہدایہ ج۱ ص۱۳۲ (مترجم)، [4] الشُقّۃُ ایسا لباس جو آگے سے چاک ہوتا ہے حاشیہ اردو فتاوی ہذا از سید امیر علی رح (مترجم)، [5] فرجی وہ قبا جو پیچھے سے چاک ہو ماخوذ از قاموس ج۲، ص۲۱۰

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — دوسری فصل۔ جو امور نماز میں مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں ہیں	حوالہ
۱۸۰-	اور یہی (مذکورہ کیفیت) زیادہ صحیح ہے۔	کافی - نہایہ
	[۲] اقعاء یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ایڑیوں پر بیٹھے [۳] بعض کا قول ہے کہ اپنی انگلیوں کی طرفوں پر بیٹھنا (اقعاء) ہے [۴] بعض کا قول ہے (کہ اقعاء یہ ہے) کہ کوئی شخص اپنے دونوں گھٹنے اپنے سینے سے ملا دے [۵] اور بعض کے قول میں (اقعاء یہ ہے کہ) یہ مذکورہ کیفیت سے بیٹھے (یعنی اپنے دونوں گھٹنے اپنے سینے سے ملا دے) اور اپنے دونوں ہاتھ زمین پر ٹیکے اور اس کیفیت سے بیٹھنا کتے کی نشست سے زیادہ مشابہ ہے۔	
	(ب) اور یہ سب (مذکورہ) صورتیں مکروہ ہیں	زاہدی
۲۵	نماز میں ہاتھ (کے اشارے) سے سلام کا جواب دینا[۱] اور بغیر عذر چوپت (چارزانو) بیٹھنا مکروہ ہے	تبیین
۲۶	یہ مکروہ ہے کہ کوئی شخص نماز میں اپنے دونوں بازو زمین پر بچھا دے [۲] اور یہ بھی مکروہ ہے کہ نمازی رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ہاتھ اوپر اٹھائے (رفع یدین کرے)	منیہ
۲۷	اور یہ بھی مکروہ ہے کہ نمازی اپنا کپڑا سدل کی کیفیت سے لٹکائے	منیہ
۲۸	اور سدل کی کیفیت یہ ہے کہ کوئی شخص اپنا کپڑا سر پر یا دونوں کندھوں پر ڈالے اور اس کے کنارے لٹکا دے [۳]	تبیین
۲۹	(ا) اور یہ بھی سدل ہے کہ کوئی شخص اپنا قبا (شیروانی۔ کوٹ) اپنے دونوں کندھوں پر ڈالے اور (آستینوں) میں اپنے ہاتھ نہ ڈالے خواہ اس قبا کے نیچے کرتہ ہو یا نہ ہو (حکم برابر ہے)	تبیین نہایہ
	(ب) خلاصہ اور نصاب میں ہے کہ اگر نماز پڑھنے والا شقہ[۴] / یا فرجی پہنے ہوئے ہے اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ آستینوں میں نہیں ڈالے تو اس کے حکم میں متاخرین کا اختلاف ہے[۵]۔ اور مختار حکم یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے	مضمرات
۳۰	فقہاءؒ نے کہا ہے کہ جو شخص قبا سمیت نماز پڑھے تو اسے چاہیئے کہ وہ سدل سے بچنے کے لئے اپنے دونوں ہاتھ آستینوں میں ڈال لے اور اسے پٹی سے باندھ دے۔	قاضیخان
۳۱	نماز سے باہر سدل کرنے میں فقہاءؒ میں اختلاف ہے۔ جیساکہ درایہ میں ہے اور قنیہ کے باب الکراھۃ میں اسے صحیح کہا ہے کہ نماز سے باہر سدل کرنا مکروہ نہیں ہے۔	بحرالرائق
۳۲	(ا) ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے جبکہ اس کے پاس عمامہ موجود ہو اور وہ سستی کی وجہ سے اور نماز کو غیر اہم امر سمجھکر ایسا کرے (ب) اور اگر کسی نے نماز میں عاجزی اور خشوع کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھی تو کچھ حرج نہیں ہے بلکہ اچھا ہے	ذخیرہ
۳۳	اگر کسی نے (صرف) شلوار میں نماز پڑھی اور اس کے پاس کرتہ موجود ہو تو یہ مکروہ ہے	خلاصہ
۳۴	(ا) اور فتاوی عتابیہ میں ہے کہ برنس (لمبی ٹوپی) پہنکر نماز پڑھنا مکروہ ہے [۶] (ب) اور لڑائی میں اس کا پہننا مکروہ نہیں ہے۔	تتارخانیہ
۳۵	اگر کسی نے اپنی آستینیں کہنیوں تک چڑھاکر نماز پڑھی تو یہ مکروہ ہے۔	قاضیخان

المنجد عربی ص۵۴۲ (مترجم) [۶] اَلْبُرْنُسْ۔ لمبی ٹوپی۔ لمبی ٹوپی والا کپڑا جسے باراتی وغیرہ ماخوذ از منتہی الادب اردو ج ۱ ص۵۲۳ — اَلْبُرْنُسْ — وہ لمبی ٹوپی جو پہلے پہنی جاتی تھی ہر وہ لباس جس کے ایک حصہ سے سر ڈھانک لیا جائے المنجد اردو ص۱۰۷۔ نیز عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا مستحب ہے مگر صرف ٹوپی پہنکر نماز ادا کرنا مکروہ نہیں ہے خواہ اس کی آقتدا میں عمامہ والا ہو۔ ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ ج ۱ ص۱۵۹ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فيما يفسد الصلوة وما يكره فيها — الفصل الثاني فيما يكره في الصلوة وما لا يكره	حوالہ
۱۸۰ - ۳۶	وتكره الصماء وهو ان يشتمل بثوبه فيجلل به جسده كله من رأسه الى قدمه ولا يرفع جانبا يخرج يده منه	كذا في التبيين
۳۷	وتكره لبسة الصماء وهو ان يجعل الثوب تحت الابط الايمن ويطرح جانبيه على عاتقه الايسر	كذا في فتاوى قاضيخان
۳۸	ويكره الاعتجار وهو ان يكور عمامته ويترك وسط رأسه مكشوفا	كذا في التبيين
	قال الامام الولوالجيّ وهو يكره خارج الصلوة ايضا	هكذا في البحر الرائق
۳۹	وتكره الصلوة في ثياب البذلة[1]	كذا في معراج الدراية
۴۰	ويكره التلثم وهو تغطية الانف والفم في الصلوة	كذا في التبيين
۴۱	والتثاؤب فان غلبه فليكظم ما استطاع فان غلبه وضع يده او كمه على فيه	كذا في التبيين
۴۲	ويكره ترك تغطية الفم عند التثاؤب	هكذا في خزانة الفقه
۴۳	ثم اذا وضع يده يضع ظهر يده	كذا في البحر الرائق ناقلا عن مختارات النوازل
۴۴	ويغطي فاه بيمينه في القيام وفي غير ذلك باليسار	كذا في الزاهدي
۴۵	ويكره التمطي وتغميض عينيه	كذا في التبيين
۴۶	وان يدخل في الصلوة وهو يدافع الاخبثين وان شغله قطعها وكذا الريح وان مضى عليها اجزأه وقد اساء	
	ولو ضاق الوقت بحيث لو اشتغل بالوضوء يفوته يصلي لان الاداء مع الكراهة اولى من القضاء	كذا في التبيين
۴۷	ويكره ان يروح على نفسه بمروحة او بكمه ولا تفسد به الصلوة ما لم يكثر	كذا في التبيين
۴۸	ويكره السعال والتنحنح قصدا وان كان مدفوعا اليه لا يكره	كذا في الزاهدي
۴۹	ويكره ان يبزق في الصلوة	كذا في المحيط
۵۰	وكذا ترك الطمانينة في الركوع والسجود وهو ان لا يقيم صلبه	كذا في المحيط

[1] شرح وقایہ میں ہے کہ ثیاب البذلۃ وہ کپڑے جو گھر میں عام کام کاج کے وقت پہنے جائیں اور ان کپڑوں میں خواص کی ملاقات کیلئے جانا پسندیدہ نہ ہو اور ایسے حاشیہ میں ہے کہ یہ کراہت تنزیہی ہے کیونکہ اس سے اہتمام نماز چھوٹ جاتا ہے اور کراہت تنزیہی بھی تب ہے کہ جب ایسے پاس مذکورہ کپڑوں کے علاوہ عمدہ کپڑے موجود ہوں ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ

دفعات دستی نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام دوسری فصل ۔ جو امور نماز میں مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں ہیں	حوالہ
۱۸۰- ۳۶	نمازی کیلئے الصماء کی کیفیت مکروہ ہے ۔ اور الصماء کی کیفیت یہ ہے کہ وہ کپڑے میں پورا لپیٹ کر اس سے اپنے سارے جسم کو سر سے پاؤں تک ڈھانپ لے اور کوئی جانب ایسی اٹھی ہوئی نہ ہو کہ جس سے اپنا ہاتھ باہر نکالے ۔	تبیین
۳۷	اور یہ بھی مکروہ ہے کہ نمازی الصماء کی کیفیت سے کپڑا پہنے اور اس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ کپڑے کو دائیں بغل کے نیچے رکھے اور اس کے دونوں کنارے بائیں کندھے پر ڈال دے	قاضیخان
۳۸	(ا) اور یہ بھی مکروہ ہے کہ نمازی اعتجار کرے اور اعتجار کی کیفیت یہ ہے کہ وہ اپنی پگڑی سر پر باندھے اور سر کا درمیانی حصہ ننگا چھوڑ دے (ب) اور امام الولوجی رحمہ کا قول ہے کہ اعتجار کی کیفیت سے پگڑی باندھنا نماز سے باہر بھی مکروہ ہے ۔	تبیین بحررائق
۳۹	گھٹیا[1] لباس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے ۔	معراج الدرایہ
۴۰	نماز میں تلثم مکروہ ہے ۔ اور تلثم یہ ہے کہ وہ نماز میں ناک اور منہ ڈھانک لے ۔	تبیین
۴۱	نماز میں جمائی لینا بھی مکروہ ہے ۔ اور اگر جمائی آجائے تو جہاں تک ہوسکے اسے روکے اور اگر وہ آہی جائے تو اپنا ہاتھ یا آستین منہ پر رکھ لے ۔	تبیین
۴۲	اور جمائی میں منہ کا نہ ڈھانکنا مکروہ ہے ۔	خزانۃ الفقہ
۴۳	پھر جب جمائی میں منہ پر ہاتھ رکھے تو ہاتھ کی پیٹھ رکھے ۔	بحررائق
۴۴	اور کھڑے ہونے کی حالت میں جمائی آئے تو اپنے دائیں ہاتھ سے اپنا منہ ڈھانکے اور اس کے علاوہ کی حالت میں بائیں ہاتھ سے منہ ڈھانکے ۔	زاہدی
۴۵	(ا) نماز میں انگڑائی لینا مکروہ ہے (ب) اور آنکھیں بند کرلینا مکروہ ہے ۔	تبیین
۴۶	(ا) اور یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی شخص نماز میں داخل ہوا اور اسے پیشاب پاخانہ کی حاجت ہو (ب) اور اگر اس حاجت کی وجہ سے نماز میں خلل پڑتا ہو تو نماز توڑ دے اور یہی حکم ہوا کیلئے ہے ۔ (ج) اور اگر وہ اسی حالت میں نماز پڑھتا رہے تو نماز جائز ہونے کے لئے اسے کفایت کر جائے گا مگر اس نے برائی کی (د) اور اگر وقت اتنا تنگ ہو کہ اگر وہ نئے وضو میں مشغول ہوا تو نماز کا وقت جاتا رہے گا تو اسی حالت میں نماز پڑھ لے اس لئے کہ کراہت کے ساتھ نماز پڑھنا بالکل قضا کر دینے سے اولی ہے ۔	تبیین
۴۷	(ا) اور یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی نمازی اپنے لئے پنکھے سے یا آستین سے ہوا جھولے ۔ (ب) اور پنکھا جھولنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی جب تک یہ عمل کثیر نہ ہو ۔	تبیین
۴۸	اور نماز میں جان بوجھ کر کھانسنا اور کھنکارنا مکروہ ہے اور اگر وہ مجبوری سے ایسا کرے تو مکروہ نہیں ہے [2]	زاہدی
۴۹	نماز میں تھوکنا مکروہ ہے ۔	محیط
۵۰	اسی طرح یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی شخص رکوع اور سجود میں طمانیت چھوڑ دے اور اس سے مراد یہ ہے کہ رکوع اور سجود میں اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے [3]	محیط

[1] ج ا ص ۱۵۹ (مترجم) [2] اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲۲-۶۸}{۱۷۸}$ $\frac{۵۰}{۱۵۹}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱}{۱۹۴}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوۃ ومایکرہ فیھا — الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوۃ ومالایکرہ	حوالہ
۱۸۰ - ۵۱	وکذا فی القومۃ التی بینھما وفی الجلسۃ التی بین السجدتین	کذا فی شرح المنیۃ الاصلی لابن امیر الحاج
۵۲	ویکرہ للمنفرد ان یقوم فی خلال صفوف الجماعۃ فیخالفھم فی القیام والقعود	کذا فی المحیط
۵۳	وکذا للمقتدی ان یقوم خلف الصفوف وحدہ اذا وجد فرجۃ فی الصفوف وان لم یجد فرجۃ فی الصفوف روی محمد بن شجاع[۱] وحسن بن زیاد[۱] عن ابی حنیفۃ[۲] انہ لایکرہ	
	فان جر احدا من الصف الی نفسہ وقام معہ فذلک اولی	کذا فی المحیط
۵۴	وینبغی انیکون عالما حتی لاتفسد الصلوۃ علی نفسہ	کذا فی خزانۃ الفتاوی
۵۵	وفی الحاوی وان کانت القبور ما وراء المصلی لایکرہ فانہ ان کان بینہ وبین القبر مقدار مالوکان فی الصلوۃ ویمر انسان لایکرہ فھھنا ایضا لایکرہ	کذا فی التاتارخانیۃ
۵۶	ویکرہ ان یصلی وبین یدیہ اوفوق رأسہ اوعلی یمینہ اوعلی یسارہ اوفی ثوبہ تصاویر وفی البساط روایتان والصحیح انہ لایکرہ علی البساط اذا لم یسجد علی التصاویر وھذا اذا کانت الصورۃ کبیرۃ تبدو للناظر من غیر تکلف	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۷	ولوکانت صغیرۃ بحیث لاتبدو للناظر الا بتأمل لایکرہ	ھکذا فی الکافی
۵۸	وان قطع الرأس فلا بأس بہ وقطع الرأس ان یمحی رأسھا بخیط یخاط علیھا حتی لم یبق للرأس اثر اصلا ولو خیط بین الرأس والجسد لایعتبر لان من الطیور ماھو مطوق	ھکذا فی الکافی
۵۹	واشدھا کراھۃ ان تکون امام المصلی ثم فوق رأسہ ثم یمینہ ثم یسارہ ثم خلفہ[۳]	ھکذا فی الکافی
۶۰	وفی التھذیب ولوکانت علی وسادۃ منصوبۃ بین یدیہ یکرہ ولو کانت ملقاۃ علی الارض لایکرہ	کذا فی التاتارخانیۃ
۶۱	ولایکرہ تمثال غیر ذی الروح	کذا فی النھایۃ

[۱] اسکے متعلق حکم $\frac{۱۱،۱۲}{۱۱۹}$ اور $\frac{۱۴}{۱۹۰}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] جیسا کہ حکم نمبر $\frac{۲۹}{۱۸۴}$ میں ہے (مترجم) [۳] زیادہ صحیح یہ ہے کہ رکوع ہونے تک انتظار کرے ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۴۵

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — دوسری فصل - جو امور نماز میں مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں ہیں	حوالہ
۱۸۰ - ۵۱	اسی طرح اس قومہ میں جو رکوع اور سجدہ کے درمیان ہے اور اس جلسہ میں جو دونوں سجدوں کے درمیان ہے اگر کوئی شخص طمانینت چھوڑ دے تو مکروہ ہے)[1]	شرح منیہ
۵۲	اکیلے نماز پڑھنے والے کے لئے ایسا کرنا مکروہ ہے کہ وہ جماعت کی صفوں کے درمیان کھڑا ہو اور قیام و رکوع میں ان کی مخالفت کرے [2]	محیط
۵۳	(ا) اسی طرح مقتدی کے لئے بھی ایسا کرنا مکروہ ہے کہ وہ صفوں کے پیچھے اکیلے کھڑا ہو جبکہ جماعت کی صفوں میں خالی جگہ موجود ہو۔ (ب) اور اگر صفوں میں خالی جگہ موجود نہ ہو تو محمد بن شجاع رحؒ اور حسن بن زیاد رحؒ نے امام ابو حنیفہ رحؒ سے روایت کیا ہے۔ کہ پھر (مقتدی کا صفوں کے پیچھے اکیلے کھڑا ہونا) مکروہ نہیں ہے۔ (ج) اور اگر وہ صف میں سے کسی کو اپنی طرف کھینچ لے اور اسکے ساتھ کھڑا ہو جائے تو یہ اولی ہے۔	محیط
۵۴	اور چاہیئے کہ (ایسا شخص کھینچا جائے کہ) وہ اس مسئلہ کو جانتا ہو تاکہ وہ اپنی نماز فاسد نہ کرے۔[3]	خزانۃ الفتاوی
۵۵	حاوی میں ہے کہ اگر قبریں نمازی سے دور ہوں تو اس نمازی کا نماز پڑھنا مکروہ نہ ہوگا اس لئے کہ اگر نمازی اور قبر کے درمیان اتنا فاصلہ موجود ہو کہ اگر وہ شخص نماز میں ہو اور اسکے سامنے سے اتنے فاصلہ[4] پر کوئی آدمی گذرے تو مکروہ نہ ہوتا ہو تو اس صورت میں بھی (جبکہ قبریں نمازی سے دور ہوں) مکروہ نہ ہوگا۔	تتارخانیہ
۵۶	(ا) یہ مکروہ ہے کہ کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اسکے سامنے یا اوپر یا دائیں یا بائیں یا اسکے کپڑے پر (کسی جاندار کی) تصویریں[5] ہوں (ب) اور بچھونے پر تصویریں ہوں تو اسکے متعلق دو روایتیں ہیں۔ اور صحیح حکم یہ ہے کہ (تصویروں والے) بچھونے پر (نماز پڑھنا) مکروہ نہیں ہے۔ جبکہ تصویروں پر سجدہ نہ کرے (ج) اور (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے جبکہ تصویریں بڑی ہوں۔ دیکھنے والے کو بے تکلف نظر آئیں۔	قاضیخان
۵۷	اور اگر تصویریں اتنی چھوٹی ہوں کہ دیکھنے والے کے لئے غور کئے بغیر ظاہر نہ ہوں تو (اس صورت میں وہ نماز کے لئے) مکروہ نہیں ہیں۔	کافی
۵۸	(ا) اور اگر تصویروں کا سر کاٹ دیا جائے تو ایسی تصویروں سے کچھ حرج نہیں (ب) اور سر کاٹنا اس طرح ہوتا ہے کہ سلائی کے دھاگے سے اس کا سر مٹا دے حتی کہ سر کا نشان بالکل باقی نہ رہے۔ (ج) اور اگر کسی کے سر اور جسم کے درمیان سلائی کی گئی تو وہ معتبر نہیں ہے اس لئے کہ بعض جانور ایسے بھی ہیں جو طوق والے ہوتے ہیں۔	کافی
۵۹	(تصویروں کی وجہ سے نمازی کیلئے) سب سے زیادہ کراہت اس میں ہے کہ وہ نمازی کے سامنے ہوں۔ پھر اس کے بعد زیادہ کراہت اس میں ہے کہ وہ نمازی کے اوپر ہوں پھر یہ کہ اسکے پیچھے ہوں۔	کافی
۶۰	(ا) تہذیب میں ہے کہ اگر تصویریں ایسے تکیہ پر ہوں جو نمازی کے سامنے کھڑا رکھا ہے تو یہ مکروہ ہے۔ (ب) اور اگر وہ تکیہ زمین پر پڑا ہوا ہو تو مکروہ نہیں ہے۔	تتارخانیہ
۶۱	غیر ذی روح کی تصویر مکروہ نہیں ہے	نہایہ

نیز حکم ۷/۱۲۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] اس فاصلہ کے متعلق حکم نمبر ۵۱/۱۶۹ ملاحظہ ہو [5] جیسا کہ حکم ۶۱/۱۸۰ میں ہے۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا — الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوٰۃ ومالا یکرہ	حوالہ
۱۸۰ - ۶۲	ویکرہ تکرار السورۃ فی رکعۃ واحدۃ فی الفرائض ولا بأس بذلک فی التطوع	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶۳	واذا کرر آیۃ واحدۃ مرارا فان کان فی التطوع الذی یصلی وحدہ فذلک غیر مکروہ وان کان فی الصلوٰۃ المفروضۃ فھو مکروہ فی حالۃ الاختیار واما فی حالۃ العذر والنسیان فلا بأس	ھکذا فی المحیط
۶۴	ویکرہ ان یقرأ سورۃ فیھا سجدۃ فی صلوٰۃ الجمعۃ۔	کذا فی الخلاصۃ فی الفصل السادس عشر فی السھو
۶۵	وکذا فی کل صلوٰۃ یخافت فیھا بالقرأۃ	کذا فی الخلاصۃ فی الفصل السادس عشر فی السھو
۶۶	ویکرہ وضع الید قبل الرکبتین اذا سجد ورفعھما قبلھما اذا قام الامن عذر	کذا فی المنیۃ
۶۷	ویکرہ للمأموم ان یسبق الامام بالرکوع والسجود وان یرفع رأسہ فیھما قبل الامام	کذا فی المحیط السرخسی
۶۸	ویکرہ الجھر بالتسمیۃ والتأمین واتمام القرأۃ فی الرکوع والاذکار بعد تمام الانتقال	کذا فی الزاھدی
۶۹	والاتکاء علی العصا من غیر عذر فی الفرائض دون التطوع علی الاصح	کذا فی الزاھدی
۷۰	صلی وھو حامل صبیا جازت صلوتہ ویکرہ ولو لم یکن ھناک من یحفظہ ویتعھدہ وھو یبکی فلا یکرہ	ھکذا فی محیط السرخسی
۷۱	ویکرہ نزع القمیص والقلنسوہ ولبسھما وخلع الخف فی الصلوٰۃ بعمل یسیر	کذا فی المحیط
۷۲	وان رفع العمامۃ من رأسہ ووضعھا علی الارض او رفعھا من الارض ووضعھا علی رأسہ لایفسد ولکنہ یکرہ	کذا فی السراج الوھاج
۷۳	ویکرہ ان یسجد علی کور عمامتہ	کذا فی الذخیرۃ
	انما یکرہ اذا لم یمنع وجدان حجم الارض فانہ لو منع ذلک لم یجز اصلا	کذا فی البرجندی
۷۴	اذا بسط کمہ وسجد علیہ ان بسط لیقی التراب عن وجھہ کرہ وان بسط لیقی التراب عن عمامتہ وثیابہ لایکرہ	کذا فی البحر الرائق
۷۵	رجل یصلی علی الارض ویسجد علی خرقۃ وضعوھا بین یدیہ لیقی بھا الحر لابأس بہ	کذا فی الظھیریۃ

[1] قرأت میں مکروہات وغیرہ کے مزید احکام حکم ۱۳۹ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] اس کے متعلق حکم ۲۴/۲۰۲ ملاحظہ ہو (مستدرج م)

دفعات وتن نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام دوسری فصل ۔ جو امور نماز میں مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں ہیں	حوالہ
۱۸۰ - ۶۲	(ا) فرضوں کی ایک ہی رکعت میں کسی سورت کو بار بار پڑھنا مکروہ ہے (ب) اور نفلوں میں ایسا کرنے سے کچھ حرج نہیں	قاضیخان
۶۳	(ا) جب کسی نے ایک ایت کئی بار پڑھی تو اگر وہ ایسی نفل نماز میں ہے جسے وہ اکیلے پڑھ رہا ہے تو ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے، (ب) اور اگر وہ فرض نماز میں ہے تو اختیاری حالت میں ایسا کیا تو مکروہ ہے ۔ مگر کسی عذر یا بھول ہونے کی وجہ سے ایسا کیا تو کچھ حرج نہیں [1]	محیط
۶۴	یہ مکروہ ہے کہ جمعہ کی نماز میں ایسی سورت پڑھے جس میں سجدہ تلاوت ہو ۔	خلاصہ
۶۵	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح ان سب نمازوں میں (سجدہ تلاوت والی سورت پڑھنا مکروہ ہے) جن میں قرأت آہستہ کی جاتی ہے [2]	خلاصہ
۶۶	سجدہ کرتے وقت گھٹنوں سے پہلے ہاتھ رکھنا مکروہ ہے اور سجدہ سے اٹھتے وقت ہاتھوں سے پہلے گھٹنے اٹھانا مکروہ ہے لیکن اگر کوئی عذر ہو تو مکروہ نہیں ہے ۔	منیہ
۶۷	مقتدی کے لئے مکروہ ہے کہ وہ رکوع اور سجود میں امام سے پہلے چلا جائے اور اس کے لئے یہ مکروہ ہے کہ وہ اپنا سر رکوع اور سجود میں امام سے پہلے اٹھائے ۔	محیط سرخسی
۶۸	اور یہ بھی مکروہ ہے کہ بسم اللہ اونچی آواز سے پڑھے ۔ آمین[2] اونچی کہے ۔ قرأت[3] کو رکوع میں جاکر پورا کرے اور جو ذکر[4] نماز میں ایک حالت سے دوسری حالت میں جاتے وقت پڑھے جاتے ہیں انہیں دوسری حالت میں جانے کے بعد[5] پڑھے	زاہدی
۶۹	اور یہ بھی مکروہ ہے کہ فرضوں میں بغیر کسی عذر کے عصا پر سہارا لے اور نفلوں میں اصح قول کے بموجب مکروہ نہیں ہے	زاہدی
۷۰	(ا) اگر کسی نے نماز پڑھی اور اس نے بچہ کو اٹھایا ہوا ہے تو اس کی نماز جائز ہے اور ایسا کرنا مکروہ ہے ۔ (ب) اور اگر وہاں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو بچہ کی نگرانی اور دیکھ بھال کرے اور بچہ روتا ہو تو پھر (بچہ کو اٹھا کر نماز پڑھنا) مکروہ نہیں ہے	محیط سرخسی
۷۱	نماز میں قلیل عمل سے کرتہ اتارنا ٹوپی اتارنا انکا پہننا اور موزہ اتارنا مکروہ ہے [4]	محیط
۷۲	اگر کسی نے نماز میں اپنے سر سے عمامہ اٹھا کر زمین پر رکھدیا یا اسے زمین سے اٹھا کر سر پر رکھ دیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی لیکن ایسا کرنا مکروہ ہوتا ہے ۔	سراج وہاج
۷۳	(ا) یہ بھی مکروہ ہے کہ نمازی اپنی پگڑی کے کور (پگڑی کے پیچوں) پر سجدہ کرے ۔ (ب) مذکورہ صورت میں مکروہ ہوتا تب ہے جبکہ وہ زمین کا جسم محسوس کرنے میں مانع نہ ہوا اور اگر وہ مانع ہو تو سرے سے نماز نہ ہوگی ۔	ذخیرہ برجندی
۷۴	جب کسی نے اپنی آستین بچھا کر اس پر سجدہ کیا تو (اسکا حکم یہ ہے کہ) (ا)، اگر اس نے اس لئے آستین بچھائی تاکہ اس کے منہ کو مٹی نہ لگے تو ایسا کرنا مکروہ ہے ۔ (ب) اور اگر اس نے اس لئے بچھائی کہ اس کی پگڑی اور کپڑوں کو مٹی نہ لگے تو مکروہ نہیں ہے	بحر رائق
۷۵	کوئی آدمی زمین پر نماز پڑھ رہا ہے اور سجدہ کسی کپڑے پر کرتا ہے ۔ جو انہوں نے اسلئے اسکے سامنے رکھا ہے تاکہ اسے (زمین کی) گرمی سے بچاؤ رہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ۔	ظہیریہ

[3] اس کے متعلق حکم ۶/۱۷۹ مع حاشیہ اور ۱۱/۱۰۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] اس کے متعلق حکم ۲/۱۷۹، ۳۸، ۳۹/۱۷۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا — الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوۃ ومالا یکرہ	حوالہ
۱۸۰ - ۷۶	ولو ستر قدمیہ فی السجدۃ یکرہ	کذا فی الخلاصۃ
۷۷	ولا بأس للمتطوع المنفرد ان یتعوذ من النار ویسأل الرحمۃ عند آیۃ الرحمۃ او یستغفر وان کان فی الفرض یکرہ	
	واما الامام[۲] والمقتدی فلا یفعل ذلک فی الفرض ولا فی النفل	کذا فی الذخیرۃ
۷۸	ویکرہ التمایل علی یمناہ مرۃ و علی یسراہ اخری	کذا فی الذخیرۃ
۷۹	ویکرہ التراوح بین القدمین فی الصلوۃ الا بعذر وکذا القیام باحدی القدمین	کذا فی الظہیریۃ
۸۰	ویکرہ تقدیم احدی الرجلین عند النہوض ویستحب الہبوط بالیمین والنہوض بالشمال	کذا فی التبیین
۸۱	ویکرہ ان یشم طیبا اوریحانا	کذا فی الذخیرۃ
۸۲	ویکرہ ان یحرف اصابع یدیہ اورجلیہ عن القبلۃ فی السجود وغیرہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۸۳	ویکرہ قیام الامام وحدہ فی الطاق وھو المحراب ولا یکرہ سجودہ فیہ اذا کان قائما خارج المحراب	ھکذا فی التبیین
	واذا ضاق المسجد بمن خلف الامام فلا بأس بان یقوم فی الطاق	کذا فی الفتاوی البرھانیۃ
۸۴	ویکرہ ان یکون الامام وحدہ علی الدکان	کذا فی الھدایۃ
۸۵	وکذا القلب فی ظاہر الروایۃ	کذا فی الھدایۃ
۸۶	وان کان بعض القوم معہ فالاصح انہ لا یکرہ	کذا فی محیط السرخسی
۸۷	ثم قدر الارتفاع قامۃ ولا بأس بما دونہا ذکرہ الطحاوی وقیل انہ مقدر بما یقع بہ الامتیاز وقیل بمقدار الذراع اعتبارا بالسترۃ وعلیہ الاعتماد	کذا فی التبیین
	وفی غایۃ البیان ھو الصحیح	کذا فی البحر الرائق
۸۸	وتکرہ الصلوۃ علی سطح الکعبۃ لما فیہ من ترک التعظیم۔	کذا فی التاتارخانیۃ
۸۹	ویکرہ للانسان ان یخص لنفسہ مکانا فی المسجد یصلی فیہ	کذا فی التاتارخانیۃ

[۱] سجدہ میں مکروہات وغیرہ کے مزید احکام حکم نمبر $\frac{117}{130}$ ، $\frac{}{130}$ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) [۲] نسخہ مطبوعہ امیریہ مصری میں واما الامام المقتدی کے الفاظ تھے مگر نسخہ مطبوعہ مجیدی کانپوری میں واما الامام والمقتدی کے الفاظ ہیں اور چونکہ یہی صحیح ہیں لہذا یہی درج ہیں (مترجم) [۳] انگلیاں قبلہ رخ رکھنے کے متعلق حکم $\frac{3}{122}$ ، $\frac{7}{130}$ ، $\frac{1}{134}$ ملاحظہ ہو البتہ التحیات بیٹھتے وقت مرد کیلئے بائیں پاؤں کی انگلیاں قبلہ رو کرنے میں تکلف ہے پس جسقدر کرکے

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب ـ نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام ـ دوسری فصل ـ جو امور نماز میں مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں ہیں	حوالہ
۱۸۰- ۷۶	اگر کسی نے سجدہ میں پاؤں ڈھانک لیئے تو یہ مکروہ ہے [۱]	خلاصہ
۷۷	(ا) اگر کوئی شخص تنہا نفل پڑھ رہا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ دوزخ سے پناہ مانگے یا رحمت کی آیت پڑھے تو رحمت مانگے (ب) اور فرضوں میں ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (ج) اور امام اور مقتدی کے لیئے حکم یہ ہے کہ نہ فرضوں میں ایسا کرے اور نہ نفلوں میں ایسا کرے۔	منیہ
۷۸	یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی شخص نماز میں کبھی اپنے دائیں طرف جھک جائے اور کبھی اپنے بائیں طرف جھک جائے۔	ذخیرہ
۷۹	(ا) نماز میں کبھی ایک پاؤں پر زور ڈالنا اور کبھی دوسرے پاؤں پر زور ڈالنا مکروہ ہے۔ لیکن کوئی عذر ہو تو مکروہ نہیں ہے (ب) اسی طرح ایک پاؤں پر کھڑا ہونے کے متعلق بھی یہی حکم ہے۔	ظہیریہ
۸۰	(ا) (نماز میں) اٹھتے وقت ایک پاؤں آگے بڑھانا مکروہ ہے (ب) اور نیچے جاتے وقت دائیں اعضاء پر زور دینا اور اٹھتے وقت بائیں اعضاء پر زور دینا مستحب ہے۔	تبیین
۸۱	نماز میں کسی خوشبو یا خوشبودار پھول کو سونگھنا مکروہ ہے۔	ذخیرہ
۸۲	یہ بھی مکروہ ہے کہ سجدہ وغیرہ میں اپنے ہاتھ پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف سے پھیر دے [۳]	قاضیخان
۸۳	(ا) یہ بھی مکروہ ہے کہ امام طاق میں یعنی محراب میں اکیلے کھڑا ہو (ب) اور اگر امام محراب سے باہر کھڑا ہوا اور سجدہ محراب میں کرے تو یہ مکروہ نہیں ہے۔ (ج) اگر امام سے پیچھے کھڑا ہونے والے کیلئے مسجد کی جگہ تنگ ہو تو پھر امام کیلئے محراب میں کھڑا ہونے میں کوئی حرج نہیں	تبیین فتاوی برھانیہ
۸۴	اور یہ بھی مکروہ ہے کہ صرف امام چبوترہ پر ہو (اور مقتدی نیچے ہوں)	ہدایہ
۸۵	اسی طرح ظاہر روایت کے بموجب یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ صورت حال الٹ ہو (یعنی صرف امام نیچے ہو اور مقتدی چبوترے پر ہوں تو یہ مکروہ ہے)۔	ہدایہ
۸۶	اور اگر کچھ مقتدی بھی امام کے ساتھ ہوں تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے۔	محیط سرخسی
۸۷	(ا) پھر چبوترے کی بلندی تب معتبر ہے کہ وہ قد آدم بلند ہو اور جو اس سے کم اونچا ہو تو اس سے کچھ حرج نہیں یہ طحاوی نے ذکر کیا ہے۔ (ب) بعض کا قول ہے کہ چبوترے کی اس قدر بلندی معتبر ہے جس سے امتیاز ہو جائے۔ (ج) اور بعض کا قول ہے کہ سترہ میں معتبر بلندی کے بموجب چبوترے کی بلندی ایک (شرعی) گز ہو تو وہ معتبر ہے اور اسی پر اعتماد ہے۔ اور غایۃ البیان میں ہے کہ یہی (مذکورہ قول) صحیح ہے۔	تبیین بحرالرائق
۸۸	کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ یہ کعبہ کی تعظیم کے خلاف ہے [۴]	تتارخانیہ
۸۹	یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی آدمی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے اپنے لئے جگہ مخصوص کرلے۔	تتارخانیہ

کرے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۴۷۴ اور التحیات بیٹھنے میں عورت کے پاؤں رکھنے کی کیفیت کے متعلق حکم ۳/۱۳۲ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [۴] جیسا کہ حکم نمبر ۱/۱۰۹ میں ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا — الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوٰۃ وما لا یکرہ	حوالہ
١٨٠ - ٩٠	ولو صلی الی وجہ انسان یکرہ	کذا فی المعدن
٩١	ولو صلی الی وجہ انسان و بینہما ثالث ظہرہ الی وجہ المصلی لم یکرہ	کذا فی التمرتاشی
٩٢	الاستقبال الی المصلی مکروہ سواء کان المصلی فی الصف الاول او فی الصف الاخیر	کذا فی المنیۃ
٩٣	ولو صلی الی ظہر رجل یتحدث لا یکرہ وان کان بالقرب منہ الا اذا رفعوا اصواتہم بحیث یخاف المصلی ان یزل فی القرأۃ فحینئذ یکرہ	ھکذا فی الخلاصۃ
٩٤	ویکرہ ان یصلی وبین یدیہ نیام	کذا فی فتاوی قاضیخان
٩٥	ومن توجہ فی صلوتہ الی تنور فیہ نار تتوقد او کانون فیہ نار یکرہ	کذا فی المحیط
٩٦	ولو توجہ الی قندیل او الی سراج لم یکرہ	کذا فی محیط السرخسی
٩٧	وھو الاصح	کذا فی خزانۃ الفتاوی
٩٨	ولا بأس بان یصلی وبین یدیہ او فوق رأسہ مصحف او سیف معلق او ما اشبہ ذلک	کذا فی فتاوی قاضیخان
٩٩	اذا سمع الامام حس جاء وھو فی الرکوع فطول لیدرک الجائی فان عرف الذی یجیئ یکرہ وان کان لا یعرفہ لا بأس بذلک مقدار تسبیحۃ او تسبیحتین	کذا فی مختار الفتاوی
١٠٠	وقیام الامام فی غیر محاذاۃ الصف مکروہ	ھکذا فی البحر الرائق
١٠١	ویکرہ ان یصلی وفی فیہ دراھم او دنانیر وان کان لا یمنعہ عن القرأۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
١٠٢	ویکرہ لو صلی وفی یدہ مال یمسکہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
١٠٣	ویکرہ ان یصلی وقدامہ عذرۃ	ھکذا فی محیط السرخسی
١٠٤	ویکرہ ان یخطو خطوات من غیر عذر و وقف بعد کل خطوۃ وان کان بعذر لا یکرہ	کذا فی المحیط
١٠٥	ویکرہ ان یکبر خلف الصف ثم یلحق بہ	کذا فی محیط السرخسی
١٠٦	ویکرہ ان لا یضع یدیہ علی الرکبتین فی الرکوع او علی الارض فی السجود من غیر عذر	کذا فی فتاوی قاضیخان
١٠٧	وتکرہ القرأۃ خلف الامام عند ابی حنیفۃ رح وابی یوسف رح	ھکذا فی الھدایۃ

ؑ اسکے متعلق حکم نمبر ١٧/١٣٨ ملاحظہ ہو (مترجم) ؑ جبکہ سونے والوں سے کوئی مضحکہ خیز امر ظاہر ہونے کا خوف ہو ماخوذ از رد المحتار ج ١ ص ٦١٠ (مترجم) ؑ نماز کیلئے دور کرنا

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — دوسری فصل - جو امور نماز میں مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں ہیں	حوالہ
۱۸۰ - ۹۰	اگر کوئی شخص کسی آدمی کے چہرے کی طرف رخ کرکے نماز پڑھے تو مکروہ ہے ۔	معدن
۹۱	اگر کسی شخص نے ایسے آدمی کے چہرے کی طرف رخ کرکے نماز پڑھی کہ ان دونوں کے درمیان ایک تیسرا شخص ہے جسکی پیٹھ نمازی کے چہرے کی طرف ہے تو (اس صورت میں) نماز مکروہ نہیں ہے ۔	تمرتاشی
۹۲	نماز پڑھنے والے کے روبرو ہونا مکروہ ہے خواہ نمازی پہلی صف میں ہو یا آخری صف میں ہو[1]	منیہ
۹۳	(ا) کوئی شخص باتیں کررہا ہے کسی نے اسکی پیٹھ کی طرف نماز پڑھی تو مکروہ نہیں ہے خواہ وہ قریب ہی ہو ۔	
	(ب) لیکن جب باتوں والے اپنی آوازیں اتنی بلند کریں کہ نماز پڑھنے والے کو قرأت میں خلل آنے کا خوف ہو تو پھر مکروہ ہے ۔	خلاصہ
۹۴	یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اسکے سامنے کئی لوگ سوئے پڑے ہوں[2]	قاضیخان
۹۵	جس شخص نے اپنی نماز میں ایسے تنور کی طرف رخ کیا جس میں آگ جل رہی ہے یا ایسی انگیٹھی کی طرف رخ کیا جس میں آگ ہے تو یہ مکروہ ہوگا ۔	محیط
۹۶	اور اگر اس نے شمع دان یا چراغ کی طرف رخ کیا تو یہ مکروہ نہیں ہے ۔	محیط سرخسی
۹۷	اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے ۔	خزانۃ الفتاوی
۹۸	اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی شخص نماز پڑھے اور اس کے سامنے یا اس کے سر کے اوپر قرآن مجید یا لٹکی ہوئی تلوار یا اس قسم کی کوئی اور چیز ہو ۔	قاضیخان
۹۹	اگر امام رکوع میں ہے اور اس نے کسی کے آنے کی آہٹ سنی[3] تو رکوع کو لمبا کردیا تاکہ آنے والا رکوع پالے تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر امام نے اس آنے والے کو پہچان لیا ہے تو ایسا کرنا مکروہ ہے ۔ اور اگر اسے نہیں پہچانتا تو ایک یا دو تسبیح کے بقدر رکوع لمبا کرنے میں کوئی حرج نہیں ۔	مختار الفتاوی
۱۰۰	امام کا صف کے مقابل کھڑا نہ ہونا مکروہ ہے ۔	بحر رائق
۱۰۱	یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی شخص اس حال میں نماز پڑھے اور اسکے منہ میں درہم یا دینار ہوں اگرچہ وہ چیز اسکے لئے قرأت سے نہ روکے ۔	قاضیخان
۱۰۲	یہ بھی مکروہ ہے کہ کسی شخص نے اس حال میں نماز پڑھی کہ اسکے ہاتھ میں کچھ مال ہے جسے اس نے پکڑ رکھا ہے ۔	قاضیخان
۱۰۳	یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی شخص نماز پڑھے اور اسکے سامنے گندگی (پاخانہ) ہو[4]	محیط سرخسی
۱۰۴	یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی شخص نماز میں بغیر کسی عذر کے چند قدم اسطرح چلے کہ ہر قدم کے بعد کچھ وقفہ کرے اور اگر کسی عذر کی وجہ سے چلے تو مکروہ نہیں ہے[5]	محیط
۱۰۵	یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی شخص صف کے پیچھے سے تکبیر کہے اور پھر صف میں مل جائے[6]	محیط سرخسی
۱۰۶	یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی شخص بغیر کسی عذر کے رکوع میں گھٹنوں پر اور سجدہ میں زمین پر ہاتھ نہ رکھے ۔	قاضیخان
۱۰۷	اور امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے ہاں امام کے پیچھے قرأت کرنا مکروہ ہے ۔	ہدایہ

[1] مکروہ ہے ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۷۱۲ (مترجم)، [2] ... (مترجم)، [3] جیسا کہ حکم ۱/۱۰۹ میں ہے (مترجم)، [5] اس سے متعلق حکم نمبر ۱۵/۱۴۲، ۲۲/۱۷۹ اور ۳۳/۱۷۹ اور ۳۰/۱۸۷ ملاحظہ ہو (مترجم)، [6] اسکے متعلق حکم نمبر ۲۰/۱۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیها — الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوٰۃ ومالایکرہ	حوالہ
١٨٠ - ١٠٨	ویکرہ تنکیس الرأس ورفعه ومجاوزة الیدین عن الاذنین ورفع الیدین تحت المنکبین والصاق البطن بالفخذین وقیام القوم الی الصف عند الاقامة والامام غائب	هکذا فی خزانة الفقه
١٠٩	ویکرہ ان یعجلهم عن اکمال السنة	کذا فی المنیة
١١٠	فی الحجة ویکرہ ان یذب بیدہ الذباب والبعوض الا عند الحاجة بعمل قلیل	کذا فی التتارخانیة
١١١	وکل عمل قلیل بغیر عذر فهو مکروہ	کذا فی البحر الرائق
١١٢	ولا بأس ان یصلی متقلد القوس والجعبة الا ان یتحرکا علیه حرکة تشغله فحینئذ مکروہ ویجزیه	کذا فی السراج الوهاج
١١٣	الصلوٰۃ فی ارض مغصوبة جائزة ولکن یعاقب بظلمه فما کان بینه وبین الله تعالی یثاب وما کان بینه وبین العباد یعاقب	کذا فی مختار الفتاوی
١١٤	الصلوٰۃ جائزة فی جمیع ذلک لاستجماع شرائطها وارکانها وتعاد علی وجه غیر مکروہ وهو الحکم فی کل صلوٰۃ ادیت مع الکراهة	کذا فی الهدایة
١١٥	فان کانت تلک الکراهة کراهة تحریم تجب الاعادة او تنزیه تستحب فان الکراهة التحریمیة فی رتبة الواجب	کذا فی فتح القدیر

١٨١ - ممایتصل بذلک مسائل — تعداد شق ۹

١	(ومما یتصل بذلک مسائل) المصلی اذا دعاہ احد ابویه لا یجیب ما لم یفرغ من صلوته الا ان یستغیث به لشیء لان قطع الصلوٰۃ لا یجوز الا لضرورة[1]	کذا فی السراج الوهاج
٢	وکذا الاجنبی اذا خاف ان یسقط من سطح او تحرقه النار او یغرق فی الماء واستغاث بالمصلی وجب علیه قطع الصلوٰۃ	کذا فی السراج الوهاج
٣	رجل قام الی الصلوٰۃ فسرق منه شیء قیمته درهم له ان یقطع الصلوٰۃ ویطلب السارق سواء کانت فریضة او تطوعا لان الدرهم مال	کذا فی السراج الوهاج

۱ـه اسکے متعلق حکم ۷ - ۸/۱۳۰ ، ۲۶/۱۸۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ـه ردالمحتار میں بحوالہ طحاوی اور درمختار میں ہے کہ فرض نماز کے لئے تو یہی حکم ہے اور اگر نماز نفل ہو اور والدین میں سے کوئی بلائے اور انہیں یہ معلوم نہ ہو کہ وہ نماز میں ہے تو انہیں جواب دینے کی اجازت ہے نیز والدین سے مراد

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — دوسری فصل ۔ جو امور نماز میں مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں ہیں	حوالہ
۱۸۰ ۔ ۱۰۸	سر جھکا دینا اور سر اوپر اٹھانا (ہاتھ اٹھانے میں) دونوں ہاتھ کانوں سے اوپر لے جانا اور دونوں ہاتھ کندھوں کے نیچے تک اٹھانا (سجدہ میں) پیٹ کو دونوں رانوں سے ملانا اور اقامت کے وقت امام کے حاضر ہوئے بغیر لوگوں کا صفوں میں کھڑا ہو جانا مکروہ ہے ۔ ۱	خزانۃ الفقہ
۱۰۹	یہ بھی مکروہ ہے کہ امام اتنی جلدی نماز پڑھے کہ مقتدی قدر مسنون تک ادا نہ کر سکیں ۔	منیہ
۱۱۰	حجہ میں ہے کہ نماز میں مکھیوں اور مچھروں کو اپنے ہاتھ سے ہٹانا مکروہ ہے اور اگر اسکی ضرورت ہو تو قلیل عمل سے ہٹانا مکروہ نہیں ہے ۔	تتارخانیہ
۱۱۱	نماز میں کسی عذر کے بغیر قلیل عمل کرنا مکروہ ہے ۔	بحرالرائق
۱۱۲	اسمیں کوئی حرج نہیں کہ کوئی شخص گلے میں کمان یا ترکش لٹکا کر نماز پڑھے لیکن اگر ان کی حرکت سے نماز میں خلل آتا ہو تو پھر مکروہ ہے اور نماز جائز ہونے کے لئے اسے کفایت کر جائے گا ۔	سراج وہاج
۱۱۳	کسی سے چھینی ہوئی زمین میں نماز پڑھنا جائز ہے ۔ لیکن چھیننے کے ظلم کا عذاب ہوگا پس جو عمل بندے اور اللہ کے درمیان ہے اس کا ثواب ملے گا ۔ اور جو (ظلم) باہم بندوں کے درمیان ہے اس کا عذاب ہوگا ۔	مختار الفتاوی
۱۱۴	(ا) جتنی صورتوں میں نماز مکروہ ہوتی ہے ان سب صورتوں میں نماز ادا ہو جاتی ہے ۔ اس لئے کہ نماز کی شرطیں اور ارکان موجود ہیں ۔ (ب) البتہ غیر مکروہ طریقے سے نماز لوٹائی جائے ٭۱ اور یہی حکم ان سب نمازوں کے متعلق ہے ۔ جو کراہت کے ساتھ ادا کی گئی ہوں ۔	ہدایہ
۱۱۵	پس (مذکورہ صورت میں) اگر وہ کراہت تحریمی ہو تو اس کا نماز لوٹانا واجب ہے ۔ یا اگر کراہت تنزیہی ہو تو نماز کا لوٹانا مستحب ہے ۔ یہ حکم اس لئے ہے کہ کراہت تحریمی (سے بچنا) واجب کے رتبہ میں ہے ۔	فتح قدیر

۱۸۱ ۔ مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مزید مسائل

اور اسمیں ۹ شقیں ہیں

۱	مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مسائل ۔ نماز پڑھنے والے کو ماں یا باپ بلائے تو جبتک وہ نماز سے فارغ نہ ہو جواب نہ دے [۲] لیکن اگر ان میں سے کوئی کسی امر پر اس سے فریاد چاہیں تو (پھر اسی وقت) جواب دے یہ حکم اس لئے ہے کہ نماز کا لوٹانا بغیر ضرورت جائز نہیں ہوتا ۔	سراج وہاج
۲	اسی طرح اگر کسی غیر شخص کو یہ ڈر ہو کہ وہ چھت سے گر جائے گا یا اسے آگ جلا دے گی یا پانی میں ڈوب جائے گا اور وہ نماز پڑھنے والے سے فریاد کرے تو نمازی پر واجب ہے کہ وہ نماز توڑ دے	سراج وہاج
۳	کسی شخص نے نماز شروع کی پھر اسکی کوئی ایسی چیز چوری ہو گئی جس کی قیمت ایک درہم تک ہے تو اس نمازی کے لئے جائز ہے کہ نماز توڑ کر چور ڈھونڈے ۔ (اس صورت میں) نماز خواہ فرض ہو یا نفل حکم برابر ہے اس لئے کہ درہم مال ہے ۔	سراج وہاج

باپ اور ان کے ماں باپ ہیں ماخوذ از ردالمحتار و درمختار ج ا ص ٦١٣ (مترجم) ٭۱ اس صورت میں لوٹانے کے حکم کے متعلق حکم ۱۱۵/۱۸۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا — الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوٰۃ وما لا یکرہ	حوالہ
۱۸۱- ۴	امرأۃ تصلی ففار قدرھا جاز لہا قطع الصلوٰۃ لا صلاحہا	کذا فی السراج الوہاج
۵	وکذا المسافر اذا ندّت دابتہ او خاف الراعی علی غنمہ الذئب	کذا فی السراج الوہاج
۶	ولو رأی اعمی عند البئر فخاف علیہ ان یقع فیہا قطع الصلوٰۃ لاجلہ	کذا فی السراج الوہاج
۷	ولو جاء ذمی فقال للمصلی اعرض علی الاسلام یقطع وان کان فی الفریضۃ	کذا فی الخلاصۃ
۸	ویکرہ الکلام بعد انشقاق الفجر الا بذکر الخیر	کذا فی محیط السرخسی
۹	الصلوٰۃ بنیۃ الخصومۃ لا تفعل [۳]	کذا فی الخلاصۃ

فصل (متعلق باحکام المسجد)

دفعات ۱۸۲ تا ۱۸۲ عنوان ۱ تعداد شق ۲۵

۱۸۲- الاحکام المتعلقۃ بالمسجد تعداد شق ۲۵

۱	کرہ غلق باب المسجد	
	وقیل لا بأس بغلق المسجد فی غیر اوان الصلوٰۃ صیانۃ لمتاع المسجد وھذا ھو الصحیح	کذا فی التبیین
۲	وکرہ الوطء فوق المسجد والبول والتخلی لا فوق بیت فیہ مسجد	کذا فی التبیین
۳	واختلفوا فی مصلی العید والجنازۃ والاصح انہ لا یأخذ حکم المسجد وان کان فی حق جواز الاقتداء کالمسجد لکونہ مکانا واحدا	کذا فی التبیین
۴	وفناء المسجد لہ حکم المسجد حتی لو قام فی فناء المسجد واقتدی بالامام صح اقتداؤہ وان لم تکن الصفوف متصلۃ ولا المسجد ملآن الیہ اشار محمد رح فی باب الجمعۃ فقال یصح الاقتداء فی الطاقات والسدد وان لم تکن الصفوف متصلۃ ولا یصح فی دار الصیارفۃ الا اذا کانت الصفوف متصلۃ وعلی ھذا یصح الاقتداء لمن قام علی الدکاکین	

[۱] ذمی لوگوں سے مراد وہ غیر مسلم رعایا جو اسلامی ریاست کے باقاعدہ شہری ہوں (مترجم) [۲] اس حکم کی وضاحت خلاصۃ الفتاوی میں یوں ہے۔ ویکرہ الکلام بعد طلوع الفجر الی ان یصلی الفجر الخ۔ ترجمہ: فجر طلوع ہونے کے بعد سے فجر کی نماز پڑھنے تک (دنیوی) باتیں کرنا مکروہ ہے۔ ماخوذ از خلاصۃ الفتاوی ج ۱ ص ۶۰ (مترجم) [۳] نسخہ فتاوی مصری طبع امیریہ میں ہے "لا تفعل" تھا اور نسخہ کانپوری مجیدی میں "لا تفعل" ہے اور اس عبارت کے ماخذ خلاصۃ الفتاوی ج ۱ ص ۶۰ میں بھی "لا تفعل" ہے چنانچہ وہی درج ہے (مترجم) [۴] نماز جھگڑا کرنے کی نیت سے یعنی نماز بجیب اجزاء مع مسائل نماز واللہ اعلم۔ اسلئے کہ خلاصۃ الفتاوی کی اس عبارت سے ماقبل عبارت کا مفہوم یوں ہے۔ اگر ایک آدمی نماز

دفعات و شق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنے والی اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — دوسری فصل - جو امور نماز میں مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں ہیں	حوالہ
۱۸۱ - ۴	کوئی عورت نماز پڑھ رہی تھی تو اسکی ہانڈی نے جوش مارا تو اس عورت کے لئے جائز ہے کہ ہانڈی کو درست کرنے کے لئے نماز توڑ دے ۔	سراج وہاج
۵	اسیطرح (یہی مذکورہ حکم اس صورت میں ہے کہ) (و) اگر کسی مسافر کا جانور بدک گیا (ب) یا چرواہے کو اپنی بھیڑوں پر بھیڑیے کا خوف ہوا (تو انکے لئے جائز ہے کہ نماز توڑ دیں)	سراج وہاج
۶	اگر کسی نے نماز کے دوران کسی اندھے کو دیکھا جو کنوئیں کے پاس ہے اور اسے اندھے کے متعلق کنوئیں میں گر جانے کا خوف ہوا تو اس کی وجہ سے نماز توڑ دے ۔	سراج وہاج
۷	کوئی شخص نماز پڑھ رہا تھا کسی[۱] ذمی کافر نے اسے آکر کہا کہ مجھے مسلمان بنا تو وہ نماز توڑ دے خواہ فرض نماز میں ہو	خلاصہ
۸	پو پھوٹنے کے بعد نیکی کی بات کے علاوہ دیگر بات چیت مکروہ ہے [۲]	محیط سرخسی
۹	نماز جھگڑا کرنے کی نیت سے نہ کی جائے گی [۴]	خلاصہ

فصل (مسجد کے کچھ احکام)

دفعات ۱۸۲ تا ۱۸۲ عنوان ۱ تعداد شق ۲۵

۱۸۲- مسجد کے کچھ احکام [۵] اور اسمیں ۲۵ شقیں ہیں ۔

۱	(و) مسجد کا دروازہ بند کرنا مکروہ ہے (ب) اور بعض کا قول ہے کہ نماز کے اوقات کے علاوہ اوقات میں مسجد کے سامان کی حفاظت کے پیش نظر مسجد کا دروازہ بند کر دینے میں کوئی حرج نہیں اور یہ حکم ہی صحیح ہے ۔	تبیین
۲	(و) مسجد کے چھت پر مجامعت کرنا اور بول و براز کرنا مکروہ ہے ۔ (ب) مگر اس گھر کے چھت پر مذکورہ کام مکروہ نہیں ہیں جس میں مسجد (نماز کیلئے مقررہ جگہ) ہو [۶]	تبیین
۳	عیدگاہ اور جنازہ گاہ میں (مذکورہ کاموں کے جائز ہونے کے متعلق) اختلاف ہے ۔ زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اس جگہ کو مسجد کا حکم حاصل نہیں ہے اگرچہ اتحاد مکان کی بنا پر اقتداء جائز ہونے میں ان (مذکورہ جگہوں) کا حکم مسجد کی طرح ہے ۔ [۷]	تبیین
۴	مسجد کے صحن کے لئے مسجد کا حکم ہوتا ہے ۔ حتی کہ اگر کسی نے مسجد کے صحن میں کھڑا ہو کر امام کی اقتداء کی تو اسکی اقتداء صحیح ہے خواہ صفیں ملی ہوئی نہ ہوں اور خواہ مسجد بھری ہوئی نہ ہو [۸] امام محمدؒ نے جمعہ کے باب میں اسی حکم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ مسجد کے طاقوں اور برآمدوں سے اقتداء جائز ہے خواہ صفیں ملی ہوئی نہ ہوں اور دار الصیارفہ (صرافہ کی دکانوں) سے اقتداء جائز نہیں ہے لیکن اگر صفیں ملی ہوئی ہوں تو اقتدا جائز ہے ۔ اور مذکورہ قول کے بموجب اس شخص کی	

کا علم لوگوں کو سکھانے کیلئے حاصل کرتا ہے اور دوسرا آدمی نماز کا علم خود عمل کرنیکے لئے حاصل کرتا ہے، تو پہلا افضل ہے اور نماز جھگڑے کی نیت سے نہ کیجائیگی یہ مفہوم ماخوذ از خلاصۃ الفتاوی ج ۱ ص ۱۳۰ (مترجم) [۵] مسجد کے مزید احکام متعلقہ وقف فتاوی ہذا میں وقف کی بحث کے باب ۱۱ میں اور مسجد کے مزید آداب کراہیت کی بحث کے باب ۵ میں اور شروط کی بحث کی فصل ۲۰ میں ہیں (مترجم)، [۶] یہاں مسجد سے مراد گھر میں وہ جگہ ہے جو نماز کیلئے مخصوص کر لی جاتی ہے ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۱۳۷ (مترجم)، [۷] جیسا کہ حکم نمبر ۵، ۶ / ۱۶۱ میں ہے (مترجم) [۸] جیسا کہ حکم نمبر ۹ / ۱۶۲ میں ہے نیز اقتداء جائز ہونے کے متعلق مزید احکام

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا — فصل - آداب المسجد	حوالہ
۱۸۲-	التی تکون علی باب المسجد لانها من فناء المسجد متصلة بالمسجد	كذا فى فتاوى قاضيخان
۵	ولا یکره نقش المسجد بالجص وماء الذهب	كذا فى التبيين
	وهذا اذا فعل من مال نفسه اما المتولى يفعل من مال الوقف ما يرجع الى احكام البناء دون ما يرجع الى النقش حتى لو فعل يضمن -	كذا فى الهداية
	وان اجتمعت اموال المسجد وخاف الضياع بطمع الظلمة لا بأس به حينئذ	كذا فى الكافى
۶	وليس بمستحسن كتابة القرآن على المحاريب والجدران لما يخاف من سقوط الكتابة وان توطأ	كذا فى الكفاية
۷	وفى جمع النسفى مصلى او بساط فيه اسماء الله تعالى يكره بسطه واستعماله فى شئ	
	وكذا يكره اخراجه عن ملكه اذا لم يأمن من استعمال الغير فالواجب ان يوضع فى اعلى موضع لا يوضع فوقه شئ وكذا يكره كتابة الرقاع والصاقها بالابواب لما فيه من الاهانة	كذا فى الكفاية
۸	وتكره المضمضة والوضوء فى المسجد الا ان يكون ثمة موضع أعد لذلك ولا يصلى فيه وله ان يتوضأ فى اناء	كذا فى فتاوى قاضيخان
۹	ولا يبزق على حيطان المسجد ولا بين يديه على الحصى ولا فوق البوارى ولا تحتها وكذا المخاط ولكن يأخذ بثوبه وان كان فعل فعليه ان يرفعه	كذا فى محيط السرخسى
۱۰	فان اضطر الى ذلك كان الالقاء فوق الحصير اهون من الالقاء تحته لان البوارى ليست بمسجد حقيقة وما تحتها مسجد حقيقة وان لم يكن فيه البوارى يدفنه فى التراب ولا يتركه على وجه الارض	كذا فى فتاوى قاضيخان
۱۱	ولو مشى فى الطين كره ان يمسحه بحائط المسجد او باسطوانته وان مسح بحصير المسجد لا بأس به والاولى له ان لا يفعل	

؎ یہاں فتاوی قاضیخان سے ماخوذ عبارت میں سے کچھ عبارت محذوف ہے جسکی وجہ سے مفہوم گنجلک سا ہوگیا ہے اصل عبارت یوں ہے۔ ولا یصح فی دار الصیارفة الا اذا كانت الصفوف متصلة لان الطاقات بالكوفة متصلة بالمسجد ليس بينها وبين المسجد طريق فلا يشترط فيها اتصال الصفوف فاما دار الصيارفة فمنفصلة عن المسجد بينها وبين المسجد طريق فيشترط فيها اتصال الصفوف فعلى هذا لا يصح الاقتداء الخ ترجمہ دار الصیارفہ سے اقتداء جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر صفیں ملی ہوئی ہوں تو اقتداء جائز ہے۔ اس لئے کہ کوفہ میں طاق مسجد

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — فصل - اداب مسجد	حوالہ
۱۸۲	کی اقتداء صحیح ہوگی جو ان چبوتروں پر کھڑا ہو جو کہ مسجد کے دروازے پر ہوں اس لئے کہ وہ چبوترے مسجد کے صحن میں شامل اور مسجد سے متصل ہیں ۔ ؎	قاضیخان
۵	(ا) گچ سے اور سونے کے پانی سے مسجد میں نقش ونگار کرنا مکروہ نہیں ۔	تبیین
	(ب) یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ اپنے مال سے کرے البتہ وقف مال سے متولی وہی کام کریگا جن کا تعلق تعمیر سے ہے نہ کہ جنکا تعلق نقش ونگار سے ہے حتیٰ کہ اگر کسی متولی نے وقف مال سے مسجد کا نقش ونگار کیا تو وہ ضامن ہوگا ۔	ہدایہ
	(ج) اور اگر مسجد کا مال جمع ہو جائے اور متولی کو ظالم لوگوں کی لالچ سے ضائع ہونے کا ڈر ہو تو (اس صورت میں) مسجد کے وقف مال سے نقش ونگار کرنے میں کوئی حرج نہیں ۔	کافی
۶	مسجد کے محرابوں اور دیواروں پر قرآن مجید لکھنا اچھا نہیں قرار دیا گیا اس لئے کہ اس کا ڈر ہے کہ وہ لکھائی گر پڑے اور پاؤں میں روندی جائے ۔	کفایہ
۷	(ا) اور جمع نسفی میں ہے کہ ایسا مصلیٰ یا بچھونا جس پر اللہ تعالیٰ کے نام لکھے ہوں اس کا بچھانا اور کسی چیز میں استعمال کرنا مکروہ ہے (ب) اسی طرح اگر دوسرے شخص کے استعمال سے اطمینان نہ ہو تو اس (مصلی یا بچھونے) کو اپنی ملک سے نکالنا بھی مکروہ ہے بلکہ واجب یہ ہے کہ اسے ایسی اونچی جگہ پر رکھا جائے کہ اسکے اوپر کوئی اور چیز نہ رکھی جائے ۔	
	(ج) اسی طرح تعویذ لکھ کر دروازوں پر چسپاں کرنا بھی مکروہ ہے ، اس لئے کہ اس میں ایک قسم کی بے ادبی ہے ۔	کفایہ
۸	(ا) مسجد کے اندر کلی کرنا اور وضو کرنا مکروہ ہے (ب) لیکن اگر وہاں اس کام کے لئے کوئی جگہ بنائی گئی ہو اور وہاں نماز نہ نہ پڑھتے ہوں تو جائز ہے	
	(ج) مسجد کے اندر برتن میں وضو کرنا جائز ہے ۔	قاضیخان
۹	(ا) مسجد کی دیواروں پر اور اپنے سامنے کی کنکریوں پر اور چٹائیوں پر اور انکے نیچے تھوکنا اور ناک سنکنا مکروہ ہے (ب) لیکن (اگر ضرورت پڑے) تو (تھوک یا رینٹھ) اپنے کپڑے میں لے لے (ج) اور اگر اس نے تھوکا یا سنکا تھا تو اس کا اٹھانا اس کے ذمہ ہے ۔	محیط سرخسی
۱۰	اگر کسی شخص کو مجبوراً تھوکنا یا ناک سنکنا پڑا (اور کپڑا بھی نہیں ہے) تو اسے چٹائی کے نیچے ڈالنے کی نسبت اسکے اوپر ڈالنے میں کم برائی ہے اس لئے کہ چٹائیاں حقیقت میں مسجد نہیں ہیں اور جو جگہ اسکے نیچے ہے وہ حقیقتاً مسجد ہے ۔ اور اگر مسجد میں چٹائیاں نہ ہوں تو اس (تھوک یا رینٹھ) کو مٹی کے اندر دفن کر دے اور اسے زمین کے اوپر نہ چھوڑے ۔	قاضیخان
۱۱	(ا) اگر کوئی شخص کیچڑ میں چلا تو اسے مسجد کی دیوار یا اس کے ستون سے پونچھنا مکروہ ہے (ب) اور اگر مسجد کی چٹائی سے پونچھ لے تو کوئی حرج نہیں ہے مگر اولیٰ یہ ہے کہ ایسا نہ کرے ۔	

سے ملے ہوئے ہیں اور ان میں اور مسجد کے درمیان راستہ نہیں ہے پس ان کے لئے اتصال صفوف شرط نہیں ہے مگر دار الصیارفہ مسجد سے ہٹ کر ہے اسکے اور مسجد کے درمیان راستہ ہے ۔ پس اس کے لئے اتصال صفوف شرط ہے اور اس قول کے بموجب اس شخص کی اقتداء صحیح ہوگی جو ان چبوتروں پر کھڑا ہو جو مسجد کے دروازے پر ہیں اس لئے کہ وہ چبوترے مسجد کے صحن میں شامل اور مسجد سے متصل ہیں ۔ قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ صـــ۲۸ (ترجمہ)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا　فصل آداب المسجد	حوالہ
۱۸۲-	وان مسح بتراب فی المسجد فان کان التراب مجموعا لابأس بہ وان کان منبسطا یکرہ وھو المختار۔ وان مسح بخشبۃ موضوعۃ فی المسجد لابأس بہ	کذا فی محیط السرخسی
۱۲	ولا یحفر فی المسجد بئر ماء ولو کانت البئر قدیمۃ تترک کبئر زمزم	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۳	ویکرہ غرس الشجر فی المسجد لانہ تشبہ بالبیعۃ ویشغل مکان الصلوٰۃ الا ان یکون فیہ منفعۃ للمسجد بان کانت الارض نزۃ لاتستقر اساطینہا فیغرس فیہا الشجر لیقل النز	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۴	ولابأس بان یتخذ فی المسجد بیتا توضع فیہ البواری	کذا فی الخلاصۃ
۱۵	مسجد بنی علی سور المدینۃ قالوا لایصلی فیہ لان السور حق العامۃ ویبتغی انیکون الجواب علی التفصیل ان کانت البلدۃ فتحت عنوۃ وبنی مسجد باذن الامام جازت الصلوٰۃ فیہ لان للامام ان یجعل الطریق مسجدا فہذا اولی	کذا فی الخلاصۃ
۱۶	رجل یمرّ فی المسجد ویتخذ طریقا ان کان بغیر عذر لا یجوز وبعذر یجوز ثم اذا جاز یصلی فی کل یوم مرۃ لا فی کل مرۃ	کذا فی الخلاصۃ
۱۷	الخیاط اذا کان یخیط فی المسجد یکرہ الا اذا جلس لدفع　ان وصیانۃ المسجد فحینئذ لابأس بہ	کذا فی الخلاصۃ
۱۸	وکذا الکاتب اذا کان یکتب باجر یکرہ وبغیر اجر لا	کذا فی الخلاصۃ
۱۹	واما المعلم الذی یعلم الصبیان باجر اذا جلس فی المسجد یعلم الصبیان لضرورۃ الحر وغیرہ لایکرہ وفی نسخۃ القاضی الامامؒ وفی اقرار العیون جعل مسئلۃ المعلم کمسئلۃ الکاتب والخیاط	کذا فی الخلاصۃ
۲۰	دار فیہا مسجد ان کانت الدار اذا اغلقت کان للمسجد جماعۃ ممن کان فی الدار فہو مسجد جماعۃ تثبت فیہا احکام المسجد من حرمۃ البیع وحرمۃ الدخول للجنب اذا کانوا لایمنعون الناس من الصلوٰۃ فیہ وان کانت الدار اذا اغلقت لم یکن فیہا جماعۃ واذا فتح بابہا کان لہا جماعۃ فلیس ھذا مسجدا وان کانوا لا یمنعون الناس من الصلوٰۃ فیہ	کذا فی فتاوی قاضیخان

ﻟﮧ جیساکہ فتاوی شامیہ میں ہے کہ مسجد میں تحیۃ المسجد (مسجد میں داخل ہونے پر دو نفل پڑھنا) ہر دن میں ایکبار پڑھنا کافی ہے خواہ کسی عذر کی وجہ سے بار بار مسجد میں داخل ہونا پڑے۔ ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۱ ص ۶۳۶ نیز تحیۃ المسجد کے متعلق حکم ۱۹/۱۸۴ مع حاشیہ ملا　(مترجم)

دفعات و شق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — فصل - آداب المسجد	حوالہ
۱۸۲-	(ج) اور اگر اس نے (اس کیچڑ کو) مسجد کی مٹی سے پونچھا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر مسجد کی مٹی جمع کی گئی (یعنی ڈھیر) ہو تو کچھ حرج نہیں اور اگر مسجد کی مٹی بکھری ہوئی ہے تو اس سے پونچھنا مکروہ ہے اور یہی حکم مختار ہے (د) اور اگر اس نے ایسی لکڑی سے پونچھا جو مسجد میں رکھی ہوئی ہے تو کچھ حرج نہیں ہے۔	محیط سرخسی
۱۲	مسجد کے اندر پانی کا کنواں نہ کھودا جائے۔ اور اگر (مسجد میں) کنواں پہلے سے ہو تو اس کو رہنے دیا جائے۔ جیسا کہ زمزم کا کنواں ہے	قاضیخان
۱۳	(د) مسجد میں شجر کاری مکروہ ہے۔ اس لئے کہ اس میں کافروں کے عبادت خانوں سے مشابہت ہے۔ اور نماز کی جگہ مصروف ہو جاتی ہے (ب) لیکن اگر شجر کاری میں مسجد کا نفع ہو بایں صورت کہ مسجد کی زمین نمی والی ہو اس کے ستون نہ ٹھہرتے ہوں پس اس میں درخت لگادئے جائیں تاکہ نمی کم ہو جائے تو پھر مکروہ نہیں ہے۔	قاضیخان
۱۴	اس میں کوئی حرج نہیں کہ مسجد میں ایک مکان بنادیا جائے جس میں بوریا (چٹائیاں وغیرہ) رکھی جائیں۔	خلاصہ
۱۵	(د) کوئی مسجد شہر کی فصیل (شہر پناہ) پر بنائی گئی تو فقہا رحمہم نے کہا ہے کہ اس میں نماز نہ پڑھی جائے اس لئے کہ فصیل عوام کا حق ہے (ب) اور اس مسئلہ کے جواب میں یہ تفصیل ہونی چاہیئے کہ اگر وہ شہر زبردستی فتح ہوا ہو اور وہ مسجد امام کی اجازت سے بنائی گئی ہو تو اس میں نماز جائز ہے اس لئے کہ امام کو حق حاصل ہے کہ وہ راستہ میں مسجد بنادے پس (اسکی اجازت سے) فصیل پر مسجد بنانے کا جواز بطریق اولی ہوگا۔	خلاصہ
۱۶	کوئی شخص مسجد سے گذرتا ہے اور اسکو بطور راستہ استعمال کرتا ہے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر ایسا کرنا کسی عذر کے بغیر ہے تو جائز نہیں ہے اور اگر کسی عذر کی وجہ سے ہے تو جائز ہے پھر (یہ حکم بھی ہے کہ) جب (مسجد سے گذرنا) جائز قرار پائے تو ہر دن میں ایک بار نماز (بطور تحیۃ المسجد اس مسجد میں) پڑھنی ہوگی ہر مرتبہ نہیں [۱]	خلاصہ
۱۷	(د) درزی کے لئے مسجد میں سینا مکروہ ہے (ب) لیکن اگر وہ مسجد سے بچوں کو ہٹانے یا مسجد کی حفاظت کے لئے مسجد میں بیٹھے تو پھر سینے میں کوئی حرج نہیں۔	خلاصہ
۱۸	(د) اسی طرح کاتب اگر اجرت پر لکھتا ہو تو مسجد میں کتابت کرنا مکروہ ہے (ب) اور اگر کتابت بغیر اجرت کے ہو تو مکروہ نہیں ہے	خلاصہ
۱۹	(د) وہ معلم جو اجرت پر لڑکوں کو پڑھاتا ہے اگر گرمی یا کسی اور ضرورت کی وجہ سے مسجد میں بیٹھ کر لڑکوں کو پڑھائے تو مکروہ نہیں ہے (ب) اور قاضی امام کے نسخہ میں اور اقرار العیون میں معلم کے لئے وہی حکم قرار دیا گیا ہے جو کاتب اور درزی کے لئے ہے [۲]	خلاصہ
۲۰	کسی حویلی میں مسجد ہے (د) اگر وہ حویلی ایسی ہے کہ اگر جب بند کی جائے تو مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے کے لئے اس حویلی میں رہنے والے لوگ ہوں، تو وہ مسجد جماعت ہے اس کے لئے مسجد کے احکام لاگو ہوں گے۔ اس میں خرید و فروخت اور جنبی کا داخلہ ممنوع ہوگا۔ بشرطیکہ حویلی والے اس مسجد میں لوگوں کو نماز پڑھنے سے نہ روکتے ہوں۔ (ب) اور اگر حویلی ایسی ہے کہ جب بند کی جائے تو (اس مسجد میں) جماعت نہ ہوتی ہو اور جب اس کا دروازہ کھلا ہو تو اس میں جماعت ہوتی ہے تو اس پر مسجد کے احکام لاگو نہ ہوں گے خواہ حویلی والے اسمیں نماز پڑھنے سے لوگوں کو منع کرتے ہوں	قاضیخان

[۲] درزی اور کاتب کے حکم کے متعلق حکم نمبر ۱۷، ۱۸ / ۱۸۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوة وما یکره فیها — فصل (آداب المسجد)	حوالہ
۱۸۲-۲۱	ولا یحمل الرجل سراج المسجد الی بیته ویحمل من بیته الی المسجد	کذا فی الخلاصة
۲۲	ولا بأس بان یترك سراج المسجد فی المسجد الی ثلث اللیل ولا یترك اکثر من ذلك الا اذا شرط الواقف ذلك او کان ذلك معتادا فی ذلك الموضع	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۳	اذا تعلق بثیابه بعض ما یلقی فی المسجد من البواری فاخرجه لیس علیه الرد اذا لم یتعمد	کذا فی الخلاصة
۲۴	رجل بنی مسجدا وجعله لله تعالی فهو احق الناس بمرمته وعمارته وبسط البواری والحصیر والقنادیل والاذان والاقامة والامامة ان کان اهلا لذلك فان لم یکن فالرأی فی ذلك الیه ۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۵	ولا بأس بالجلوس فی المسجد لغیر الصلوة لکن لو تلف به شئ یضمن	کذا فی الخلاصة

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام فصل - مسجد کے آداب	حوالہ
۱۸۲- ۲۱	کوئی آدمی مسجد کا چراغ گھر نہ لے جائے بلکہ گھر سے مسجد میں لے جائے ۔	خلاصہ
۲۲	(۱) مسجد کا چراغ تہائی رات تک مسجد میں جلائے رکھنے میں کچھ حرج نہیں اور اتنے وقت سے زیادہ تک چراغ (جلتا) نہ چھوڑا جائے (ب) لیکن اگر وقف کرنے والے نے یہ شرط کی ہو یا اس جگہ ایسا کرنے کی عادت ہو تو پھر جائز ہے ۔	قاضیخان
۲۳	مسجد میں جو چیزیں مثلاً چٹائیاں (اور گھاس وغیرہ) ڈالی جاتی ہیں اگر ان میں سے کوئی چیز نمازی کے کپڑوں سے چمٹ گئی پس وہ اسے (مسجد سے) باہر لے آیا تو اس کا لوٹانا ضروری نہیں ہے ۔ بشرطیکہ اس نے جان بوجھ کر ایسا نہ کیا ہو۔	خلاصہ
۲۴	کسی شخص نے مسجد بنائی یا اسے فی سبیل اللہ تعالی وقف کر دیا تو وہ شخص اس مسجد کی مرمت ۔ تعمیر ۔ اس میں گھاس اور چٹائی بچھانے قندیلوں کے اہتمام اذان ۔ اقامت اور امامت کے لئے زیادہ حقدار ہے ۔ بشرطیکہ اس کا اہل ہو اور اگر وہ (خود) اس کا اہل نہ ہو تو پھر اس میں اس کی رائے معتبر ہوگی ۔	قاضیخان
۲۵	مسجد میں نماز کے علاوہ بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر اس سبب سے وہاں کی کوئی چیز ضائع ہو گئی تو وہ اس کا ضامن ہو گا ۔	خلاصہ

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن فی صلوٰة الوتر — صلوٰة الوتر	حوالہ

بسم الله الرّحمٰن الرّحيم

الباب الثامن فی صلوٰة الوتر

دفعات ۱۸۳ تا ۱۸۳ عنوان ۱ تعداد شق ۲۶

۱۸۳- صلوٰة الوتر تعداد شق ۲۶

شق	متن	حوالہ
۱	عن ابی حنیفہ رح فی الوتر ثلاث روایات - فی روایة فریضة و فی روایة سنة مؤکدة و فی روایة واجب و هی آخر اقواله وهو الصحیح -	کذا فی محیط السرخسی
	ولو کان سنة تبعا للعشاء تکره تاخیره الی آخر اللیل کما یکره تأخیر سنتها تبعا لها	هکذا فی التبیین
۲	ولا یجوز ان یوتر قاعدا مع القدرة علی القیام وعلی راحلته من غیر عذر	هکذا فی محیط السرخسی
۳	و یجب القضاء بترکه ناسیا او عامدا وان طالت المدة	کذا فی الکفایة
۴	ولا یجوز بدون نیة الوتر	کذا فی الکفایة
۵	ومتی قضی الوتر قضی بالقنوت	کذا فی المحیط
۶	و یستحب تأخیره الی آخر اللیل ولا یکره کما یکره تأخیر سنة العشاء تبعا لها	هکذا فی التبیین
۷	والوتر ثلاث رکعات لا یفصل بینهن بسلام	کذا فی الهدایة
۸	والقنوت واجب علی الصحیح	کذا فی الجوهرة النیرة
۹	اذا فرغ من القرأة فی الرکعة الثالثة کبر و رفع یدیه حذاء اذنیه و یقنت قبل الرکوع فی جمیع السنة	هکذا فی المحیط
۱۰	ومقدار القیام فی القنوت قدر اذا السماء انشقّت	هکذا فی المحیط
۱۱	واختلفوا انه یرسل یدیه فی القنوت ام یعتمد والمختار انه یعتمد	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۱۲	والمختار فی القنوت الاخفاء فی حق الامام والقوم	هکذا فی النهایة

دفعات و شق نمبر	آٹھواں باب نماز وتر کے احکام — نماز وتر کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آٹھواں باب ۔ نماز وتر کے احکام

دفعات ۱۸۳ تا ۱۸۳ عنوان ۱ تعداد شق ۲۶

۱۸۳ - نماز وتر

اور اس میں ۲۶ شقیں ہیں

دفعات و شق نمبر		حوالہ
۱	نماز وتر کے متعلق امام ابوحنیفہ رح سے تین روائتیں ہیں (ا) ایک روایت میں نماز وتر فرض ہے (ب) ایک روایت میں نماز وتر سنت مؤکدہ ہے (ج) اور ایک روایت میں نماز وتر واجب ہے یہ امام ابوحنیفہ رح کا آخری قول ہے اور یہی صحیح ہے ۔	محیط سرخسی
	اگر نمازِ وتر سنت قرار پاکر نماز عشا کے تابع ہوتی تو آخر حصہ رات تک اسکی تاخیر مکروہ ہوتی ۔ جیساکہ عشا کی سنتیں نمازِ عشا کے تابع ہونے کی وجہ سے (آخری حصہ رات تک) تاخیر سے پڑھنا مکروہ ہے ۔	تبیین
۲	(ا) جو شخص کھڑا ہونے پر قادر ہو اس کے لئے نمازِ وتر بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں ہے (ب) اور کسی عذر کے بغیر نماز وتر سواری پر پڑھنا بھی جائز نہیں ہے	محیط سرخسی
۳	نماز وتر کی قضا واجب ہے ۔ خواہ اسے بھول کر چھوڑا اور خواہ عرصہ زیادہ گذر جائے ۔	کفایہ
۴	وتر کی نماز وتر کی نیت کے بغیر جائز نہیں [1]	کفایہ
۵	جب نماز وتر قضا کرے تو دعائے قنوت سمیت قضا کرے ۔	محیط
۶	نماز وتر آخر حصہ رات تک تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے مکروہ نہیں ہے ۔ جیساکہ عشا کی سنتیں عشا کے تابع ہونے کی وجہ سے (آخر حصہ رات تک) تاخیر سے پڑھنا مکروہ ہے ۔	تبیین
۷	نماز وتر کی تین رکعتیں ہیں ان کے درمیان سلام پھیر کر فصل نہ کرے ۔	ہدایہ
۸	صحیح قول کے بموجب (نماز وتر میں) دعائے قنوت پڑھنا واجب ہے ۔	جوہرہ نیرہ
۹	(ا) جب تیسری رکعت میں قرأت سے فارغ ہو تو تکبیر کہے اور (دونوں کانوں تک) ہاتھ اٹھائے (ب) اور تمام سال میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھے	محیط
۱۰	قنوت میں کھڑا رہنے کی مقدار سورت اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ کے بقدر کرے ۔	محیط
۱۱	(ا) اسمیں اختلاف ہے کہ قنوت میں ہاتھ چھوڑ دے یا باندھے (ب) مختار حکم یہ ہے کہ باندھے ۔	قاضیخان
۱۲	دعائے قنوت پڑھنے میں امام اور مقتدی کے لئے مختار حکم یہ ہے کہ آہستہ پڑھیں	نہایہ

[1] بلسا کر حکم بہر

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن في صلوة الوتر — صلوة الوتر	حوالہ
۱۸۳-۱۳	ويخافته المنفرد وهو المختار	كذا في شرح مجمع البحرين لابن الملك
۱۴	وليس في القنوت دعاء مؤقت	كذا في التبيين
	والاولى ان يقرأ اللّهمّ انا نستعين ويقرأ بعده اللّهمّ اهدنا فيمن هديت	كذا في المحيط
۱۵	ومن لم يحسن القنوت يقول ربنا آتنا في الدنيا حسنة وفي الاخرة حسنة وقنا عذاب النار	كذا في المحيط
	اويقول اللهم اغفرلنا ويكرر ذلك ثلاثا وهو اختيار ابي الليث رح	كذا في السراجية
۱۶	ولو نسي القنوت فتذكر في الركوع فالصحيح انه لا يقنت في الركوع ولا يعود الى القيام	هكذا في التاتارخانية
	فان عاد الى القيام وقنت ولم يعد الركوع لم تفسد صلوته	كذا في البحر الرائق
	اما اذا رفع رأسه من الركوع ثم تذكر فانه لا يعود الى قرأة ما نسي بالاتفاق	كذا في المضمرات
۱۷	وان قرأ الفاتحة وترك السورة فانه يرفع رأسه ويقرأ السورة ويعيد القنوت والركوع ويسجد للسهو	
	وكذا اذا قرأ السورة وترك الفاتحة فانه يقرأ الفاتحة ويعيد السورة والقنوت ويعيد الركوع	
	ولو انه لم يعد الركوع اجزأه	كذا في السراج الوهاج
۱۸	الامام اذا تذكر في الركوع في الوتر انه لم يقنت لا ينبغي ان يعود الى القيام ومع هذا ان عاد وقنت لا ينبغي ان يعيد الركوع ومع هذا ان اعاد الركوع والقوم ما تابعوه في الركوع الاول وانما تابعوه في الركوع الثاني او على القلب لا تفسد صلوتهم	كذا في الخلاصة

سلہ قنوت کی اس دعا کے پورے الفاظ یوں ہیں ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ از شرح نقایہ ج ۱ ص ۹۸ ونور الایضاح ص ۳۲ اور بعض روایات میں الفاظ کی کمی بیشی بھی ہے۔ ترجمہ: اے اللہ ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں ہم تیری بخشش چاہتے ہیں۔ ہم تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ہم تیری خوبیاں بیان کرتے ہیں۔ تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور ہم ان سے علیحدگی اور بیزاری اختیار کرتے ہیں جو تیری نافرمانی کرے اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تیرے لئے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں۔ ہم تیری طرف دوڑتے ہیں ہم خدمت کے لئے حاضر اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور ہم تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں یقیناً تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے (مترجم) سلہ اس دعا کے پورے الفاظ یہ ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا بِفَضْلِكَ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنَا فِيْمَنْ عَافَيْتَ ...

دفعات وشق نمبر	آٹھواں باب نماز وتر کے احکام — نماز وتر کا بیان	حوالہ
۱۳۰۱۸۳	اور اکیلے نماز پڑھنے والا (بھی) دعائے قنوت آہستہ پڑھے اور یہی حکم مختار ہے۔	شرح مجمع
۱۴	(۱) قنوت میں کوئی دعا مقرر نہیں ہے۔	تبیین
	(ب) اور اولیٰ یہ ہے کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ الخ (کے الفاظ والی دعا) پڑھے [1] اور اس کے بعد اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا فِیْمَنْ ھَدَیْتَ الخ (کے الفاظ والی دعا) پڑھے۔[2]	محیط
۱۵	(۱) اور جو شخص اچھی طرح دعائے قنوت نہ پڑھ سکے تو وہ یہ دعا پڑھ لے رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ[3]	محیط
	(ب) یا وہ تین باریوں کہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا [4] ابو اللیثؒ نے یہی اختیار کیا ہے۔	سراجیہ
۱۶	(۱) اگر کوئی شخص (اکیلے نماز پڑھتے ہوئے) قنوت پڑھنا بھول گیا اور اسے رکوع میں یاد آیا تو (اس صورت میں) صحیح حکم یہ ہے کہ وہ رکوع میں دعائے قنوت نہ پڑھے اور قیام کی طرف نہ لوٹے۔	تتارخانیہ
	اور اگر (مذکورہ صورت میں) کوئی نمازی قیام کی طرف لوٹا اور دعائے قنوت پڑھی اور رکوع دوبارہ نہ کیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	بحرالرائق
	(ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) کسی نمازی کو (دعائے قنوت پڑھنا) اس وقت یاد آیا جبکہ وہ رکوع سے سر اٹھا چکا تھا تو (اس صورت میں) بالاتفاق حکم یہ ہے کہ جسکا پڑھنا بھولے سے رہ گیا ہے اس کے پڑھنے کے لئے نہ لوٹے۔	مضمرات
۱۷	(۱) اگر کسی شخص نے فاتحہ (اور قنوت) پڑھی اور سورت پڑھنا چھوڑ گیا (اور اسے رکوع میں یاد آیا) تو وہ اپنا سر رکوع سے اٹھائے۔ سورت پڑھے اور دعائے قنوت بھی دوبارہ پڑھے پھر رکوع کرے اور (آخر میں) سجدہ سہو کرے گا۔	
	(ب) اسی طرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر کسی نے سورت (اور قنوت) پڑھی اور فاتحہ پڑھنا چھوڑ گیا اور اسے رکوع میں یاد آیا) تو وہ فاتحہ پڑھے۔ سورت اور قنوت لوٹائے اور رکوع بھی لوٹائے۔	
	(ج) اور اگر اس نے رکوع نہ لوٹایا تو اسکی نماز جائز ہونے کے لئے کفایت کر جائے گا۔	سراج وہاج
۱۸	(۱) اگر امام کو [5] نماز وتر کے رکوع میں یاد آیا کہ اس نے دعائے قنوت نہیں پڑھی تو (اس صورت میں) اسے قیام کی طرف نہیں لوٹنا چاہئے (ب) اسکے باوجود اگر وہ لوٹا اور اس نے دعائے قنوت پڑھی تو اسے رکوع نہیں لوٹانا چاہیئے (ج) اور اسکے باوجود اگر اس نے رکوع کا اعادہ کیا اور جماعت کے لوگوں نے پہلے رکوع میں اسکی متابعت نہیں کی تھی البتہ انہوں نے دوسرے رکوع میں امام کی متابعت کی تھی یا صورت حال اسکے الٹ تھی (یعنی لوگوں نے پہلے رکوع میں امام کی متابعت کی تھی	

مَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لَنَا فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ اِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ۔ ماخوذ از مذی شریف ج ا صـ۶۳ ونورالایضاح صـ۳۸ اور روایات میں الفاظ کی کمی بیشی بھی ہے۔ ترجمہ:۔ اے اللہ جن لوگوں کو تو نے سیدھی راہ پر چلایا منجملہ ان کے ہمیں بھی سیدھی راہ پر چلادے۔ اور جن لوگوں کو تو نے دنیا اور آخرت کی آفتوں سے بچایا منجملہ ان میں سے ہمیں بھی دنیا اور آخرت کی آفتوں سے بچا اور جن لوگوں کی تو نے کارسازی کی منجملہ ان میں سے ہمارے لئے بھی کارسازی فرما اور جو کچھ تو نے عطا فرمایا ہے اسمیں ہمیں برکت دے اور جو کچھ تو نے مقدر کیا ہے اس میں ہمیں شر سے محفوظ فرما۔ یقیناً تو فیصلے نافذ کرتا ہے اور تجھ پر کوئی فیصلہ نافذ نہیں کیا جاتا یقیناً وہ شخص کبھی عزت نہیں پاتا جس سے تیری دشمنی ہوئی۔ اے ہمارے پروردگار تو برکتوں والا اور عالیشان ہے (مترجم) [3] ترجمہ:۔ اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں خوبی عطا فرما اور آخرت میں بھی خوبی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا (مترجم) [4] اے اللہ ہمیں بخش دے (مترجم) [5] وتر کی نماز جماعت سے پڑھنا صرف رمضان المبارک میں ہے جیساکہ حکم ۲۰/۱۸۷ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن فی صلوۃ الوتر — صلوۃ الوتر	حوالہ
۱۸۳		
۱۹	ولا یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القنوت وھو اختیار مشائخنا[۱]	کذا فی الظھیریۃ
۲۰	المقتدی یتابع الامام فی القنوت فی الوتر فلو رکع الامام فی الوتر قبل ان یفرغ المقتدی من القنوت فانہ یتابع الامام	کذا فی الخلاصۃ
۲۱	ولو رکع الامام ولم یقرأ القنوت ولم یقرأ المقتدی من القنوت شیاء ان خاف فوت الرکوع فانہ یرکع وان کان لا یخاف یقنت ثم یرکع	کذا فی الخلاصۃ
۲۲	ذکر الناطفی[۲] فی اجناسہ لو شك انہ فی الاولی او الثانیۃ او الثالثۃ فانہ یقنت فی الرکعۃ التی ھو فیھا ثم یقعد ثم یقوم فیصلی رکعتین بقعدتین ویقنت فیھما احتیاطا وفی قول آخر لا یقنت فی کل اصلا	
	والاول اصح لان القنوت واجب وما تردد بین الواجب والبدعۃ یأتی بہ احتیاطا	کذا فی محیط السرخسی
۲۳	المسبوق یقنت مع الامام ولا یقنت بعدہ	کذا فی المنیۃ
	فاذا قنت مع الامام لا یقنت ثانیا فیما یقضی	کذا فی محیط السرخسی
	فی قولھم جمیعا	کذا فی المضمرات
	واذا ادرکہ فی الرکعۃ الثالثۃ فی الرکوع ولم یقنت معہ لم یقنت فیما یقضی[۳]	کذا فی المحیط
۲۴	ولا یقنت فی غیر الوتر[۴]	کذا فی المتون
۲۵	ولو صلی الوتر بمن یقنت فی الوتر بعد الرکوع فی القومۃ والمقتدی لا یری ذلك تابعہ فیہ	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
۲۶	ان قنت الامام فی صلوۃ الفجر یسکت من خلفہ	کذا فی الھدایۃ
	ویقف قائما وھو الصحیح	کذا فی النھایۃ

۱؎ یعنی وتر کی قنوت مقتدی بھی پڑھے ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۶۲۶ (مترجم) ۲؎ جیساکہ حکم نمبر ۱، ۲ / ۱۶۶ میں ہے (مترجم)

۳؎ پس امام کے ساتھ وتر کی تیسری رکعت کا رکوع پا لینے سے اس کے لئے قنوت پا لینے کا حکم ہو جائے گا ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۲۲۸ والبحرالرائق ج ۱ ج ۲ ص ۴۴ (مترجم)

۴؎ یعنی ہمارے ہاں وتر کے علاوہ میں قنوت پڑھنا عام حالات معمول نہیں ہے۔ امام شافعیؒ کے ہاں قنوتِ وتر صرف رمضان کے آخری نصف میں ہے اور ان کے ہاں بنا بر حدیث فجر کی نماز میں قنوت پڑھی جاتی ہے نیز انکے ہاں قنوت رکوع کے بعد پڑھی جاتی ہے اور ہمارے ہاں وہ حدیث قنوت نازلہ پر محمول ہے شرح وقایۃ مع حواشی عمدۃ الرعایۃ ج ۱ ص ۱۶۰ چنانچہ درمختار اور ردالمحتار میں ہے کہ وتر کے علاوہ قنوت نہ پڑھے۔ لیکن اہل اسلام کو اگر کوئی اہم حادثہ پیش آئے تو

دفعات وشق نمبر	آٹھواں باب نماز وتر کے احکام — نماز وتر کا بیان	حوالہ
	دوسرے میں نہیں کی تھی) تو ان کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	خلاصہ
۱۸۳- ۱۹	دعائے قنوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھے۔ ہمارے مشائخ رحمہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔	ظہیریہ
۲۰	(ا) وتر کی قنوت (پڑھنے) میں مقتدی امام کی متابعت کرے [1] (ب) اگر امام نے مقتدی کے فارغ ہونے سے پہلے رکوع کر دیا تو مقتدی امام کی پیروی کرے گا۔	خلاصہ
۲۱	اور اگر امام نے قنوت پڑھے بغیر رکوع کر دیا اور مقتدی نے ابھی کچھ قنوت نہیں پڑھی تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر مقتدی کو (امام کے ساتھ) رکوع جاتے رہنے کا خوف ہو تو رکوع کر دے (ب) اور اگر اسے رکوع جاتے رہنے کا خوف نہ ہو تو قنوت پڑھ کر رکوع کرے [2]	خلاصہ
۲۲	ناطفی رحمہ نے اپنی اجناس میں ذکر کیا ہے کہ اگر کسی کو وتر کی نماز میں شک ہوا کہ وہ پہلی رکعت میں ہے یا دوسری میں ہے یا تیسری میں ہے تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) (ا) تو وہ جس رکعت میں ہے اس میں قنوت پڑھے پھر قعدہ کرے پھر کھڑا ہو اور دو رکعتیں دو قعدوں سے پڑھے اور ان دونوں رکعتوں میں بھی احتیاطاً قنوت پڑھے۔ (ب) دوسرا قول یہ ہے کہ وہ (مذکورہ صورت میں) کسی رکعت میں بھی قنوت نہ پڑھے (ج) پہلا قول زیادہ صحیح ہے اس لئے کہ قنوت واجب ہے اور جس چیز کے واجب ہونے اور بدعت ہونے میں شک ہو تو اسے احتیاطاً ادا کر دے۔	محیط سرخسی
۲۳	(ا) مسبوق امام کے ساتھ قنوت پڑھے گا اور امام کے بعد (اپنی چھوٹی ہوئی نماز میں) نہیں پڑھے گا۔	منیہ
	(ب) جب کسی (مسبوق) نے امام کے ساتھ قنوت پڑھ لی تو اپنی چھوٹی ہوئی نماز میں قنوت دوبارہ نہیں پڑھے گا۔	محیط سرخسی
	(ج) یہ (مذکورہ حکم) سب کے قول میں ہے۔	مضمرات
	(د) جب کوئی (مسبوق) تیسری رکعت کے رکوع میں (امام کے ساتھ) شریک ہوا اور امام کے ساتھ قنوت نہیں پڑھی تو اپنی (چھوٹی ہوئی) بقیہ نماز میں قنوت نہ پڑھے [3]	٥ محیط
۲۴	وتر کے علاوہ کسی اور نماز میں قنوت (وتر) نہ پڑھے [4]	متون
۲۵	اگر کسی نے وتر کی نماز میں کسی ایسے شخص کی اقتدا کی جو رکوع کے بعد قومہ میں قنوت پڑھتا ہے اور مقتدی کا مسلک یہ نہیں ہے تو (پھر بھی) مقتدی امام کی پیروی کرے	قاضیخان
۲۶	اور اگر کسی امام نے صبح کی نماز میں قنوت پڑھی [5] تو (ا) مقتدی خاموش رہے۔	ہدایہ
	(ب) اور وہ چپ کھڑا رہے اور یہی حکم صحیح ہے [6]	نہایہ

جہری نمازوں میں اور بقول بعض سب جہری نمازوں (فجر۔ مغرب۔ عشا) میں قنوت نازلہ پڑھے اور اشباہ میں بحوالہ غایہ لکھا ہے کہ نماز فجر میں پڑھے۔ اور اسکی تائید شرح منیہ میں بھی ہے۔ اور مراقی الفلاح میں ہے کہ فجر کی نماز میں رکوع کے بعد پڑھے پس قنوت نازلہ نماز فجر میں رکوع کے بعد امام اونچی آواز سے پڑھے تو مقتدی آمین کہے یہ حکم زیادہ ظاہر ہے۔ ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۱ ص ۶۲۸ (مترجم) [5] یعنی بغیر کسی حادثہ و مصیبت کے صبح کی نماز میں قنوت پڑھی جس کا معمول بہ ہونا امام شافعی رحمہ کے مسلک میں ہے جیسا کہ حکم نمبر ۲۳/۱۸۳ کے حاشیہ میں ہے (مترجم) [6] بعض کا قول ہے کہ اس صورت میں مقتدی بیٹھ جائے یا رکوع لمبا کر دے تو صحیح قول کے بموجب حکم یہ ہے کہ مقتدی ہاتھ چھوڑ کر چپ کھڑا رہے۔ ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۱ ص ۶۳۲ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی النوافل — النوافل	حوالہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الباب التاسع فی النوافل

دفعات ۱۸۴ تا ۱۸۶ عنوانات ۳ تعداد شق ۱۳۹

(الفصل الاول) النوافل

دفعات ۱۸۴ تا ۱۸۵ عنوانات ۲ تعداد شق ۷۳

۱۸۴- النوافل تعداد شق ۶۱

دفعات وشق نمبر	النوافل	حوالہ
۱	سن قبل الفجر وبعد الظهر والمغرب والعشاء ركعتان و قبل الظهر والجمعة وبعدها اربع	كذا فى المتون
۲	والاربع بتسليمة واحدة عندنا حتى لو صلاها بتسليمتين لا يعتد به عن السنة	كذا فى التبيين
۳	اقوى السنن ركعتا الفجر ثم سنة المغرب ثم التى بعد الظهر ثم التى بعد العشاء ثم التى قبل الظهر	كذا فى التبيين
۴	قال مشائخنا العالم اذا صار مرجعا فى الفتوى يجوز له ترك سائر السنن لحاجة الناس الى فتواه الاسنة الفجر	كذا فى النهاية
۵	ولو صلى ركعتين وهو يظن ان الليل باق فاذا تبين ان الفجر قد كان طلع ذكر القاضى علاؤ الدين محمود النسفى فى شرح المختلفات انه لارواية فى هذه المسئلة وقال المتاخرون يجزيه عن ركعتى الفجر وذكر الشيخ الامام الاجل شمس الائمة الحلوانى فى شرح كتاب الصلوة ظاهر الجواب انه يجزية	

[1] نفل اضافہ کو کہتے ہیں اور فرض نماز پر اضافہ شدہ نماز سبھی نوافل ہیں۔ پس نوافل میں سنتیں بھی شامل ہیں۔ البتہ سنتیں مؤکدہ بھی ہیں اور غیر مؤکدہ یعنی زوائد بھی ہیں — ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ا صـ۶۲۰ نیز سنت مؤکدہ قویہ کا ترک مکروہ تحریمی تک جا پہنچتا ہے اور سنت غیر مؤکدہ کا ترک مکروہ تنزیہی ہوتا ہے جو خلاف اولیٰ ہے اور مستحب اور مندوب کا چھوڑنا مکروہ نہیں ہونا چاہیے البتہ کبھی خلاف اولیٰ

دفعات و شق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام — نوافل کا بیان	حوالہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نواں باب۔ نوافل کے احکام

فصلیں ۲ دفعات ۱۸۴ تا ۱۸۶ عنوانات ۳ اور اسمیں ۱۳۹ شقیں ہیں

(پہلی فصل ، نوافل کا بیان ،

دفعات ۱۸۴ تا ۱۸۵ عنوانات ۲ اور اس میں ۷۳ شقیں ہیں

۱۸۴۔ نوافل ۱ اور اس میں ۶۱ شقیں ہیں۔

شق	متن	حوالہ
۱	(ا) فجر کی نماز سے پہلے اور ظہر۔ مغرب اور عشاء کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھنا سنت ہے۔ (ب) اور ظہر اور جمعہ سے پہلے اور جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھنا سنت ہے۔	متون
۲	ہمارے ہاں سنتوں کی (مذکورہ) چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھے۔ حتیٰ کہ اگر کسی نے انہیں دو سلاموں سے پڑھا تو مذکورہ چار سنتوں میں شمار نہ ہوں گی۔	تبیین
۳	سب سے زیادہ تاکید فجر کی دو سنتوں کی ہے۔ پھر (انکے بعد) مغرب کی سنتوں کی پھر ان سنتوں کی جو ظہر کے بعد ہیں پھر ان کی جو عشاء کے بعد ہیں اور پھر ان کی جو ظہر سے پہلے ہیں۔	تبیین
۴	ہمارے مشائخ رح نے کہا ہے کہ اگر کوئی عالم دین فتوے کے لئے لوگوں کا مرجع ہو تو اس کے لئے سب سنتوں کا چھوڑ دینا جائز ہے ۲ کیونکہ لوگوں کو اس کے فتوے کی حاجت ہے مگر (اسے) فجر کی سنتیں چھوڑنا جائز نہیں۔	نہایہ
۵	اگر کسی شخص نے دو رکعتیں پڑھیں اور اسکے خیال میں ابھی رات باقی تھی پھر جب واضح ہوا کہ فجر تو طلوع ہو چکی تھی تو (اسکے حکم کے متعلق) (ا) قاضی علاؤ الدین محمود نسفیؒ نے شرح مختلفات میں لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں (متقدمین سے) کوئی روایت موجود نہیں اور متاخرینؒ نے کہا ہے کہ وہ دو رکعتیں صبح کی دو سنتوں کی جگہ کفایت کر جائیں گی۔ (ب) اور شیخ امام شمس الائمہ حلوانیؒ نے کتاب الصلوٰۃ کی شرح میں لکھا ہے کہ (مذکورہ مسئلہ کا) ظاہر جواب یہ ہے کہ وہ دو رکعتیں صبح کی دو سنتوں کی جگہ کفایت کر جائیں گی اس لئے	

ہوتا ہے ماخوذ از رد المحتار ج ا ص ۶۱۱ (مترجم) ۲ رد المحتار میں ہے کہ اگر وہ ان سنتوں کے وقت میں فراغت پائے تو اسے سنتیں پڑھ لینی چاہئیں۔ نیز لکھا ہے کہ قاضی اور طالب علم کے لئے بھی یہی حکم ہونا چاہیے خصوصاً جبکہ طالب علم کو سبق فوت ہونے کا خوف ہو ماخوذ رد المحتار ج ا ص ۶۳۲ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی النوافل — النوافل	حوالہ
۸۴/۔	عن رکعتی الفجر لان الاداء حصل فی الوقت	کذا فی المحیط
۶	ولا یجوز ان یصلیها قاعدا مع القدرۃ علی القیام ولهذا قیل انها قریبۃ من الواجب	کذا فی التاتارخانیۃ ناقلا عن النافع
۷	ولا یجوز اداؤهما راکبا من غیر عذر	کذا فی السراج الوهاج
۸	السنۃ لرکعتی الفجر ان یقرأ فی الاولی الکافرون وفی الثانیۃ الاخلاص وان یأتی بهما فی اول الوقت وفی بیته	هکذا فی الخلاصۃ
۹	ولا یجوز اداؤهما قبل طلوع الفجر ولو وافق شروعه فیهما طلوع الفجر یجوز ولو شك فی الطلوع لا یجوز	هکذا فی محیط السرخسی
۱۰	ولو صلی رکعتین مرتین بعد الطلوع فالسنۃ آخرهما لانه اقرب الی المکتوبۃ ولم یتخلل بینهما صلوۃ والسنۃ ما تؤدی متصلا بالمکتوبۃ	هکذا فی محیط السرخسی
۱۱	والسنن اذا فاتت عن وقتها لم یقضها الا رکعتی الفجر اذا فاتتا مع الفرض یقضیهما بعد طلوع الشمس الی وقت الزوال ثم یسقط	هکذا فی محیط السرخسی
۱۲	وهو الصحیح	هکذا فی البحر الرائق
۱۳	واذا فاتتا بدون الفرض لا یقضی عندهما[۱] خلافا لمحمد رحمه الله	کذا فی محیط السرخسی
۱۴	واما الاربع قبل الظهر اذا فاتته وحدها بان شرع فی صلوۃ الامام ولم یشتغل بالاربع فعامتهم علی انه یقضیها بعد الفراغ من الظهر ما دام الوقت باقیا وهو الصحیح	هکذا فی المحیط
	وفی الحقائق یقدم الرکعتین عندهما[۲] وقال محمد رحمه الله یقدم الاربع وعلیه الفتوی	کذا فی السراج الوهاج
۱۵	ثم قیل لا بأس بترك سنۃ الفجر والظهر اذا صلی وحده وقیل لا یجوز ترکهما بکل حال وهذا احوط ۔ رجل ترك سنن الصلوۃ ان لم یر السنن حقا فقد کفر لانه ترکها استخفافا وان رآها حقا فالصحیح انه یأثم لانه جاء الوعید بالترك	کذا فی محیط السرخسی

۱؎ امام محمدؒ کے ہاں اگر فجر کی سنتیں فرضوں کے بغیر فوت ہو جائیں تو انہیں اس دن سورج نکلنے کے بعد زوال سے پہلے تک قضا کرے۔ ماخوذ از شرح وقایہ ج ۱ صفحہ ۱۶۹، ۱۷۰ (مترجم) ۲؎ یہ قول امام کرخیؒ اور حسن بن زیادؒ کی طرف منسوب ہے اس لئے کہ سنت نمازوں کا سنت ہونا فرض نماز با جماعت ادا ہونے کی صورت

دفعات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام — نوافل کا بیان	حوالہ
۱۸۴-	نماز کی ادا وقت میں ہوئی ہے ۔	محیط
۶	(د) جو شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے اس کے لئے فجر کی سنتیں بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں (ب) اور اسی لئے بعض فقہاءؒ نے کہا ہے کہ فجر کی سنتیں واجب کے قریب ہیں	تتارخانیہ
۷	اور فجر کی سنتیں سواری پر بغیر عذر پڑھنا جائز نہیں ہے ۔	سراج وہاج
۸	(د) فجر کی دو سنتوں میں سنت یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) پڑھے ۔ (ب) اور یہ بھی سنت ہے کہ انہیں اول وقت میں اور گھر میں پڑھے ۔	خلاصہ
۹	(د) فجر طلوع ہونے سے پہلے فجر کی سنتیں ادا کرنا جائز نہیں ہے (ب) اگر کسی کا فجر کی سنتیں شروع کرنا اور فجر کا طلوع ہونا ایک ہی وقت میں ہوا تو جائز ہوگا ۔ (ج) اور اگر کسی کو فجر کے طلوع میں شک تھا (اور اس وقت فجر کی سنتیں پڑھیں) تو یہ جائز نہ ہوگا ۔	محیط سرخسی
۱۰	اگر کسی نے فجر طلوع ہونے کے بعد دوبارہ (فجر کی سنتوں کی) دو رکعتیں پڑھیں تو ان میں سے جو بعد میں پڑھی ہیں وہ فجر کی سنتیں شمار ہوں گی اس لئے کہ وہی فرضوں سے زیادہ قریب ہیں ۔ اور ان میں اور فرض نماز میں کوئی اور نماز فاصل نہیں ہے اور سنت نماز وہی قرار پاتی ہے جو فرضوں سے متصل ادا کی جاتی ہے ۔	محیط سرخسی
۱۱	(د) اگر کوئی سنت نمازیں اپنے وقت سے فوت ہو جائیں تو انہیں قضا نہ کرے (ب) مگر فجر کی سنتیں جب فرضوں سمیت فوت ہو جائیں تو انہیں اس دن سورج نکلنے کے بعد زوال (سے پہلے) تک قضا کرے اور اس کے بعد ان سنتوں کا قضا کرنا ساقط ہو جاتا ہے ۔	محیط سرخسی
۱۲	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے ۔	بحرالرائق
۱۳	اور اگر (فجر کی سنتیں) فرضوں کے بغیر فوت ہو جائیں تو (د) امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں انہیں قضا نہ کرے (ب) اور امام محمدؒ کا اس میں اختلاف ہے [1]	محیط سرخسی
۱۴	(د) اگر ظہر سے پہلے کی چار سنتیں تنہا (فرضوں کے بغیر) فوت ہو جائیں بایں صورت کہ وہ امام کے ساتھ جماعت میں شریک ہو گیا اور وہ چار سنتیں نہ پڑھیں تو اس کے حکم کے متعلق تمام فقہاءؒ اس پر ہیں کہ فرضوں سے فارغ ہونے کے بعد جب تک ظہر کا وقت باقی ہے انہیں قضا کرے اور یہی حکم صحیح ہے ۔ (ب) اور حقائق میں ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں وہ (ظہر کے فرضوں کے بعد کی) دو سنتیں پہلے پڑھے اور امام محمدؒ کا قول ہے کہ چار سنتیں (دو سنتوں سے) پہلے پڑھے اور اسی حکم پر فتویٰ ہے ۔	محیط سراج وہاج
۱۵	(د) پھر بعض کا قول یہ (بھی) ہے کہ جب کوئی شخص نماز اکیلے پڑھے تو فجر اور ظہر کی سنتوں کو چھوڑ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے [2] (ب) اور بعض کا قول ہے کہ کسی حالت میں انہیں چھوڑنا جائز نہیں ہے اور اس حکم میں زیادہ احتیاط ہے [3] (ج) کسی شخص نے نماز کی سنتیں (اور سنت نمازیں) چھوڑ دیں تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ سنتوں کو حق نہیں سمجھتا تو	

[2] اور مراد یہ ہے کہ اکیلے نماز فرض پڑھنے والے کے حق میں وہ سنتیں مؤکدہ نہیں رہتیں اور اگر پڑھ لے تو مکروہ نہیں ہے ۔ ماخوذ از شرح وقایہ مع عمدۃ الرعایہ ج ا ص۱۷۱ (مترجم) [3] چنانچہ شرح وقایہ ج ا ص۱۷۱ میں ہے کہ زیادہ صحیح یہی ہے ۔ اور ہدایہ ج ا ص۱۴۶ میں ہے کہ اولی یہی ہے نیز اسکے متعلق حکم ۲۷/۱۸۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی النوافل　　النوافل	حوالہ
۱۸۴-		
۱۶	ولو صلی الاربع قبل الظهر ولم يقعد علی رأس الركعتين جازا ستحسانا	كذا فی المحيط
۱۷	وندب الاربع قبل العصر والعشاء وبعدها والست بعد المغرب -	كذا فی الكنز
	وخير محمدؒ بين الاربع والركعتين قبل العصر وبعد العشاء والافضل الاربع فی كليهما	هكذا فی الكافی
۱۸	(ومن المندوبات صلوة الضحی) واقلها ركعتان واكثرها ثنتا عشرة ركعة ووقتها من ارتفاع الشمس الی زوالها	كذا فی البحر الرائق
۱۹	(ومنها) تحية المسجد وهی ركعتان	كذا فی البحر الرائق
۲۰	(ومنها) ركعتان عقيب الوضوء	كذا فی البحر الرائق
۲۱	(ومنها) صلوة الاستخارة وهی ركعتان	كذا فی البحر الرائق
۲۲	(ومنها) صلوة الحاجة وهی ركعتان	كذا فی البحر الرائق

[۱] اور سجدہ سہو لازم ہوگا - نیز حکم ۳۷/۱۸۴ اور ۶۱/۱۸۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] اسکے متعلق حکم نمبر ۱۶/۱۸۲ ملاحظہ ہو نیز تحیۃ المسجد سے مراد تَحِیَّۃُ رَبِّ الْمَسْجِدِ ہے - نیز مسجد میں فرض نماز پڑھنا تحیّۃ المسجد کے قائمقام بھی ہو جاتا ہے اور ہمارے ہاں مسجد میں جاکر بیٹھ جانے سے تحیۃ المسجد ساقط نہیں ہوتے - یعنی وہ اس وقت اُٹھ کر یا نکلتے وقت پڑھ سکتا ہے - اور جو شخص وضو نہ ہونے یا کسی کام یا کسی اور وجہ سے مثلاً نماز پڑھنے کے لئے جائز وقت نہ ہونے کی بناپر تحیۃ المسجد نہ پڑھ سکے تو اسکے لئے مستحب ہے کہ وہ سُبْحَانَ اللّٰہِ - اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ - لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ لے کعبہ شریف کا طواف اس مسجد کا تَحِیَّۃ ہے مفہوم - ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۶۳۶ (مترجم) [۳] وضو کے بعد شُکْرًا لِلْوُضُوْءِ اعضا سوکھنے سے پہلے دو رکعت پڑھنا مستحب ہے اور اسکی دو رکعتوں میں سورۃ الکافرون اور الاخلاص پڑھنا مروی ہے - نیز یہ نماز الگ نہ بھی پڑھی جائے تو فرض نماز بھی اس کے قائمقام بھی ہوسکتا ہے - ماخود از درمختار و رد المحتار ج ۱ ص ۶۳۹ (مترجم) [۴] رد المحتار میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کام کے لئے استخارہ کرنا چاہے تو دو رکعتیں پڑھے - بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھے پھر نماز کے بعد یہ دعا پڑھے - اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِهٖ وَآجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَيَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِهٖ وَآجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ - پھر اپنے کام کا ذکر کرے اور جو دل میں آئے اسی میں خیر سمجھے اور اگر نماز پڑھنے میں عذر ہو تو مذکورہ دعا سے ہی استخارہ کرے - ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۶۴۲-۶۴۳ مذکورہ دعا کا ترجمہ یہ ہے - اے اللہ میں تیرے علم کے ذریعے خیر چاہتا ہوں اور تیری قدرت کی مدد سے خیر کی طاقت چاہتا ہوں اور تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں یقیناً تو کرسکتا ہے اور میں نہیں کرسکتا - تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو ہی غیب دان ہے - اے اللہ اگر تیرے علم میں یہ کام

دفعات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام — نوافل کا بیان	حوالہ
۱۸۴-	اس نے کفر کیا اس لئے کہ اس نے اسے حقیر جان کر چھوڑا اور اگر وہ سنتوں کو حق سمجھتا ہے (اور ادا نہیں کیں) تو صحیح حکم یہ ہے کہ وہ گنہگار ہوگا اس لئے کہ سنتوں کے چھوڑ دینے پر عذاب کی دھمکی آتی ہے ۔	محیط سرخسی
۱۶	اگر کسی شخص نے ظہر سے پہلے کی چار سنتیں پڑھیں اور دو رکعتوں کے بعد التحیات کے لئے نہیں بیٹھا تو از روئے استحسان (اسکی نماز) جائز ہے [۱]	محیط
۱۷	(۱) عصر سے پہلے چار رکعتیں اور عشاء سے پہلے اور بعد چار چار رکعتیں اور مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھنا مستحب ہے (۲) امام محمدؒ کے ہاں نمازی کو اختیار ہے کہ وہ عصر سے پہلے اور عشاء کے بعد چار رکعتیں پڑھے یا دو رکعتیں پڑھے اور فضل یہ ہے کہ (مذکورہ) دونوں میں چار چار رکعتیں پڑھے ۔	کنز کافی
۱۸	مستحب نمازوں میں سے ایک نماز صلوۃ الضحی (چاشت کی نماز) ہے ۔ اسکی کم از کم رکعتیں دو ہیں اور اسکی زیادہ سے زیادہ رکعتیں بارہ ہیں اور اس کا وقت سورج اونچا ہونے کے وقت سے زوال تک ہے ۔	بحرالرائق
۱۹	مستحب نمازوں میں سے ایک نماز تَحِيَّةُ الْمَسْجِد کی نماز ہے [۲] اور یہ دو رکعتیں ہیں ۔	بحرالرائق
۲۰	اور مستحب نمازوں میں سے ایک نماز (تَحِيَّةُ الْوُضُوْءِ) وضو کے بعد کی دو رکعتیں ہیں [۳]	بحرالرائق
۲۱	اور مستحب نمازوں میں سے ایک نماز استخارہ کی نماز (کہ فلاں کام کروں یا نہ کروں) ہے اور یہ دو رکعتیں ہیں [۴] ۔	بحرالرائق
۲۲	اور مستحب نمازوں میں سے ایک نماز صلوۃ الحاجۃ (کہ فلاں کام ہو جائے) ہے اور یہ دو رکعتیں ہیں [۵]	بحرالرائق

(جس کے لئے استخارہ کر رہا ہے اس کا تصور کرے) میرے لئے دین ۔ دنیا اور انجام کار میں اس جہاں میں اور اس جہان میں باعث خیر ہے تو اسے میرے لئے مقدر فرما ۔ اسے میرے لئے آسان کر دے اور پھر اس میں میرے لئے برکت عطا فرما ۔ اور اے اللہ اگر تیرے علم میں یہ کام (جس کے لئے استخارہ کر رہا ہے اس کا تصور کرے یا اس کا نام لے) میرے لئے دین، دنیا اور انجام کار میں اس جہان میں اور اس جہان میں باعث شر ہے تو مجھے اس سے ہٹادے اور اس کام کو مجھ سے ہٹادے اور میرے لئے خیر مقدر فرما جہاں کہیں ہو اور پھر مجھے اس پر راضی کر دے (مترجم) [۵] رد المحتار میں صلوۃ الحاجۃ کے لئے چار رکعتوں کا بھی ذکر ہے ۔ جنمیں سے پہلی میں سورۃ فاتحہ اور تین بار آیۃ الکرسی اور باقی تین رکعتوں میں سے ہر ایک میں سورۃ فاتحہ ۔ سورۃ اخلاص اور معوذتین ایک ایک بار پڑھے اور صلوۃ الحاجۃ کے لئے دو رکعتوں کا بھی ذکر ہے چنانچہ ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالی سے حاجت کا سوال کرنا ہو یا بندوں سے کوئی کام ہو تو وہ اچھی طرح وضو کرکے دو رکعتیں پڑھے پھر ثنا پڑھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے پھر یہ دعا پڑھے :۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ أَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًى إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۶۴۴ — ترجمہ :۔ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اللہ جو بڑا بردبار اور بخشش کرنے والا ہے ۔ پاک ہے اللہ جو بڑے عرش کا رب ہے اور سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے ۔ الہٰی میں تجھ سے ایسے اعمال کا سوال کرتا ہوں جو تیری رحمت اترنے اور تیری بخشش لازم ہونے کا سبب ہوں ۔ اور میں ہر نیکی سے فائدہ اور ہر گناہ سے سلامتی کا سوال کرتا ہوں ۔ الہٰی میرا کوئی گناہ نہ چھوڑ مگر اسے بخش دے اور میری کوئی فکر نہ چھوڑ مگر اسے دور کر دے اور میری کوئی ایسی حاجت جو تیری پسندیدہ ہو نہ چھوڑ مگر تو اسے پورا کر دے ۔ اے سب رحم کرنے والوں میں سے بہت زیادہ رحم کرنے والے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع في النوافل — النوافل	حوالہ
۱۸۴ ۔ ۲۳	(ومنها) صلوة الليل	كذا في البحر الرائق
۲۴	ومنتهى تهجده عليه السلام ثمان ركعات واقله ركعتان	كذا في فتح القدير ناقلا عن المبسوط
۲۵	واما صلوة التسبيح فذكرها في الملتقط يكبر و يقرأ الثناء ثم يقول سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر خمس عشرة مرة ثم يتعوذ و يقرأ فاتحة الكتاب وسورة ثم يقرأ هذه الكلمات عشرا وفي الركوع عشرا وفي القيام عشرا وفي كل سجدة عشرا وبين السجدتين عشرا و يتمها اربع ركعات ۔	كذا في المضمرات
۲۶	قيل لابن عباس رضي الله تعالى عنه هل تعلم لهذه الصلوة السورة قال نعم الهاكم التكاثر والعصر وقل يا ايها الكافرون وقل هو الله احد	
	قال المعلى ويصليها قبل الظهر	كذا في المضمرات

[۱] فرض اور وتر کے علاوہ مذکورہ مسنون اور مستحب نمازوں کی کل تعداد ۱۴ ہوئی ان نمازوں کے مزید ۳۲ خاص مواقع اقتاد میں اور مزید احکام ان میں ملاحظہ ہوں (و) درمختار اور ردالمحتار میں ہے سبھی نوافل مسجد کی نسبت گھر میں پڑھنا افضل ہے ۔ مگر مندرجہ ذیل نو نمازوں کے لئے مسجد میں پڑھنے کی فضیلت ہے ۔ [۱] نماز تراویح ۔ [۲] سورج گرہن پر نماز ۔ [۳] تحیۃ المسجد ۔ [۴] احرام باندھنے کے وقت کی نماز اگر میقات پر مسجد ہو ۔ [۵] طواف کے بعد مقام ابراہیم پر نماز ۔ [۶] معتکف کے نفل ۔ [۷] سفر سے واپس آنے پر دو نفل ۔ [۸] خوف وفات پر دو نفل جمعہ کی سنتیں (ان سنتوں کا ذکر ۱/۱۸۴ میں ہے) ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۶۳۸، ۶۳۹ (ب) اور فتاوی عالمگیری میں ہے کہ [۹] عیدوں کی نمازیں جامع مسجد میں گنجائش ہونے کے باوجود باہر عیدگاہ میں پڑھنا مسنون ہیں ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۲ باب ۱۷ ۔ اور [۱۰] استسقاء (بارش طلب کرنے کے لئے) صاحبین رح کے ہاں تین دن تک باہر نکل کر دو رکعتیں باجماعت پڑھی جائیں اور دعا کی جائے ماخوذ از عالمگیری بحث ۲ باب ۱۹ (ج) اور فتاوی عالمگیری میں مندرجہ ذیل مواقع پر اکیلے اکیلے نفل پڑھنے کا ذکر ہے [۱۱] چاند گرہن کے وقت ۔ [۱۲] سخت خوف اور گھبراہٹ پر مثلاً سخت طوفان کے وقت ۔ [۱۳] سخت بارش کے وقت ۔ [۱۴] ژالہ باری کے وقت ۔ [۱۵] آسمان کے سرخ ہو جانے پر ۔ [۱۶] دن کو اندھیرا چھا جانے پر ۔ [۱۷] وبائی امراض پھیلنے پر ۔ [۱۸] زلزلہ آنے پر ۔ [۱۹] بجلی کڑکنے پر ۔ [۲۰] ستاروں کے چھوٹنے پر ۔ [۲۱] رات کے وقت ہولناک روشنی پر ۔ [۲۲] اور دشمن سے خوف پر وغیرہ ۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۲ باب ۱۸ ۔ (د) درمختار و ردالمحتار میں مندرجہ ذیل موقعوں پر نفل نمازوں اور خصوصی عبادتوں کا ذکر ہے ۔ [۲۳] عیدوں کی راتوں میں [۲۴] شعبان کی پندرھویں رات میں ۔ [۲۵] رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں ۔ [۲۶] ذی الحجۃ کی پہلی دس راتوں میں [۲۷] نیز سفر میں جاتے وقت گھر میں دو رکعتیں [۲۸] سفر میں ہر منزل پر بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں [۲۹] توبہ کرنے پر ۔ [۳۰] والدین کو ثواب پہنچانے کے لئے [۳۱] دفع نفاق کے لئے [۳۲] اپنے گھر داخل ہونے پر [۳۳] گھر سے باہر جانے پر ۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۱ ص ۶۳۸ تا ص ۶۴۴ (س) فرض اور وتر کے علاوہ نمازوں اور خصوصی عبادت کے اہم موقعوں کی تعداد ۴۷ ہوئی اس کے علاوہ عام نفلوں کے لئے حکم ۱۸۴/۲۷ ، ۱۵۷/۶ ملاحظہ ہو ۔ (س) درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ اگر ذکر جہر (یعنی اونچی آواز سے ذکر کرنے) سے کسی [۱] سوئے ہوئے شخص کو [۲] یا نماز میں معروف شخص [۳] یا تلاوت میں معروف شخص کو تشویش ہوتی ہو تو ذکر جہر مستحب نہیں ہے ۔ نیز لکھا ہے کہ اگر [۴] ریا کا خوف ہو یا نماز پڑھنے والوں یا سوئے ہوئے لوگوں کے لئے ایذا کا خوف ہو تو ذکر خفی (آہستہ آواز سے ذکر کرنا) بہتر ہے ۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۱ ص ۷۱۸ (ص) نفل عبادات ۔ قرآن خوانی اور قرآن فہمی کے

دفعات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام — نوافل کا بیان	حوالہ
۱۸۴-۲۳	اور مستحب نمازوں میں سے ایک نماز رات کی نماز (تہجد) ہے۔	بحرالرائق
۲۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجد کی نماز زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں اور کم از کم دو رکعتیں ہیں۔	فتح قدیر
۲۵	اور صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا قاعدہ ملتقط میں یوں لکھا ہے کہ شروع کی تکبیر کہکر ثنا پڑھے پھر سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پندرہ بار پڑھے۔ پھر تعوذ (اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ) پڑھے پھر سورۃ فاتحہ پڑھے اور سورۃ پڑھے پھر یہی (مذکورہ) کلمے دس بار پڑھے پھر رکوع میں دس بار پڑھے پھر (رکوع کے بعد) قیام میں دس بار پڑھے پھر سر سجدہ میں دس بار پڑھے پھر دونوں سجدوں کے درمیان دس بار پڑھے اور اس نماز کی چار رکعتیں پوری کرے۔	مضمرات
۲۶	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا گیا کہ آپ کو اس نماز میں پڑھی جانے والی کوئی خاص سورت بھی معلوم ہے تو آپ نے فرمایا۔ ہاں سورۃ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ — سورۃ اَلْعَصْرِ — سورۃ قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور سورہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ	
	معلیؒ نے کہا ہے کہ صلوٰۃ التسبیح ظہر سے پہلے پڑھے [1]	مضمرات

[1] متعلق فتاوی عالمگیری سے ماخوذ چند مزید احکام درج ذیل ہیں۔ جن [1] اوقات میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے ان میں تلاوت کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا اور دعائیں اور تسبیحات پڑھنا۔ اولی ہے۔ کذا فی الغرائب۔ [2] نوافل پڑھنے کی نسبت پورا قرآن مجید سیکھنا اولی ہے کذا فی خزانۃ المفتین۔ [3] پورا قرآن مجید سیکھنے کی نسبت فقہ (دین کے احکام) سیکھنا اولی ہے کذا فی قاضیخان۔ [4] رات بھر نوافل پڑھنے کی نسبت فقہ کا مطالعہ کرنا افضل ہے۔ کذا فی خلاصۃ۔ [5] اگر نیت ٹھیک ہو تو فرضوں کے بعد نیکیوں کے تمام اعمال کی نسبت فقہ کا سیکھنا سکھانا افضل ہے اور نیت ٹھیک ہونے سے مراد اللہ تعالی کی رضا حاصل کرنا اور آخرت سنوارنے کی نیت کرنا ہے کذا فی الوجیز للکردری [6] خود عمل کرنے کی نیت سے سیکھنے والے کی نسبت دوسروں کو سکھانے کی نیت سے سیکھنے والا افضل ہے کذا فی خزانۃ المفتین [7] اگر مسجد میں ایک طرف وعظ (دین کے مسائل وفضائل ونصیحت کے احکام کا بیان) ہو رہا ہو اور دوسری طرف تلاوت ہو رہی ہو تو وعظ سننا اولی ہے۔ کذا فی القنیۃ۔ (مفہوم احکام ماخوذ از فتاوی عالمگیری مصری بحث ۴۸ باب ۴ ص ۳۰ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی النوافل — النوافل	حوالہ
۱۸۴ - ۲۷	التطوع المطلق یستحب اداؤہ فی کل وقت	کذا فی محیط السرخسی
۲۸	وکرہ الزیادۃ علی الاربع فی نوافل النھار وعلی ثمان لیلا بتسلیمۃ واحدۃ والافضل فیھما رباع لانہ ادوم تحریمۃ فیکون اکثر مشقۃ وازید فضیلۃ ولھذا لونذران یصلی اربعا بتسلیمۃ لایخرج عنہ بتسلیمتین وعلی القلب یخرج	کذا فی التبیین
۲۹	الافضل فی السنن والنوافل المنزل لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام صلوۃ الرجل فی المنزل افضل الا المکتوبۃ ثم باب المسجد ان کان الامام یصلی فی المسجد ثم المسجد الخارج ان کان الامام فی الداخل والداخل ان کان فی الخارج وان کان المسجد واحدا فخلف اسطوانۃ وکرہ خلف الصفوف بلا حائل واشدھا کراھۃ ان یصلی فی الصف مخالطا للقوم وھذا کلہ اذا کان الامام فی الصلوۃ اما قبل الشروع فیأتی بھا فی المسجد فی ای موضع شاء فاما السنن التی بعد الفرائض فیأتی بھا فی المسجد فی مکان صلی فیہ فرضہ والاولی ان یتخطی خطوۃ والامام یتأخر عن مکان صلی فیہ فرضہ لا محالۃ	کذا فی الکافی
	وذکر الحلوانی الافضل ان یؤدی کلہ فی البیت الا التراویح ومنھم من قال یجعل ذلک احیانا فی البیت والصحیح ان کل ذلک سواء فلا تختص الفضیلۃ بوجہ دون وجہ ولکن الافضل مایکون ابعد من الریاء واجمع للاخلاص والخشوع	کذا فی النھایۃ
۳۰	وفی الاربع قبل الظھر والجمعۃ وبعدھا لایصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القعدۃ الاولی ولا یستفتح اذا قام الی الثالثۃ بخلاف سائر ذوات الاربع من النوافل	کذا فی الزاھدی

۱؎ نوافل کے لئے مکروہ اوقات حکم نمبر $\frac{101}{}$ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ یعنی اگر کسی نے دو سلاموں میں چار رکعتیں پڑھنے کی نذر کی اور پھر ایک سلام میں چار رکعتیں پڑھیں تو وہ اپنی نذر سے فارغ ہو جائے گا۔ (مترجم) ۳؎ اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{52}{180}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام — نوافل کا بیان	حوالہ
۱۸۴-۲۷	عام نفل نماز کا پڑھنا ہر (جائز) وقت میں مستحب ہے [۱]	محیط سرخسی
۲۸	(ا) (ایک سلام میں) دن کے نفلوں میں چار رکعتوں سے زیادہ پڑھنا۔ اور رات کے نفلوں میں آٹھ رکعتوں سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے۔ (ب) اور دونوں (دن ہو یا رات) میں افضل یہ ہے کہ (ایک سلام میں) چار رکعتیں پڑھے اس لئے اس میں تحریمہ دیر تک باقی رہتی ہے۔ پس اسمیں مشقت بہت اور فضیلت زیادہ ہوگی۔ (ج) اسی لئے اگر کسی نے نذر مانی کہ وہ ایک سلام میں چار رکعتیں پڑھے گا تو وہ دو سلاموں سے چار رکعتیں پڑھ کر اپنی نذر سے فارغ نہ ہوگا۔ اور اگر الٹ ہو تو وہ نذر سے فارغ ہو جائے گا [۲]	تبیین
۲۹	(ا) (فرضوں سے پہلے کی) سنتیں اور نفل گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مرد کی نماز گھر میں افضل ہے۔ مگر فرض نماز (کیونکہ وہ مرد کیلئے مسجد میں افضل ہے) پھر سنتیں مسجد کے دروازے پر پڑھنا افضل ہے جبکہ مسجد میں امام نماز پڑھا رہا ہو۔ اس کے بعد سنتیں باہر کی مسجد میں پڑھنا افضل ہے جبکہ اندر کی مسجد میں امام نماز پڑھا رہا ہو اس کے بعد سنتیں اندر کی مسجد میں پڑھنا افضل ہے۔ جبکہ باہر کی مسجد میں امام نماز پڑھا رہا ہو۔ اور اگر مسجد (کا کمرہ) ایک ہی ہو تو مسجد کے ستون کے پیچھے سنتیں پڑھنا افضل ہے [۲] اور یہ مکروہ ہے کہ (جماعت ہو رہی ہو اور) کوئی شخص صفوں کے پیچھے بغیر کسی حائل (پردہ) کے سنتیں پڑھ رہا ہو [۳] اور سب سے زیادہ کراہت اس میں ہے کہ (جماعت کھڑی ہو) اور کوئی شخص جماعت کی صفوں میں ملکر سنتیں پڑھ رہا ہو [۳] [۴] اور یہ مذکورہ سب احکام اس صورت میں ہیں کہ جب (مسجد میں) امام نماز پڑھا رہا ہو مگر جماعت کھڑی ہونے سے پہلے مسجد میں جہاں چاہے پڑھے۔ [۵] اور وہ سنتیں جو فرضوں کے بعد پڑھی جاتی ہیں۔ انہیں مسجد میں اسی جگہ پڑھنا چاہیئے جہاں فرض نماز پڑھی ہے۔ اور اولی یہ ہے کہ ایک قدم ہٹ جائے [۶] اور امام کو اپنی جگہ سے ضرور ہٹ جانا چاہیئے۔	کافی
	(ب) اور حلوانی نے کہا ہے کہ افضل یہ ہے کہ تراویح [۴] کے سوا تمام سنتیں گھر میں پڑھے۔ (ج) بعض کا قول ہے کہ سنتیں کبھی کبھی گھر پڑھا کرے۔ (د) اور صحیح حکم یہ ہے کہ مذکورہ سب صورتیں برابر ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ ایک صورت سے فضیلت مخصوص ہو اور دوسری صورت میں فضیلت نہ ہو البتہ (سنتیں پڑھنے میں) افضل صورت وہ ہے کہ جو دکھاوے سے زیادہ دور ہو اور اخلاص (ریا سے پاک ہونا) [۵] اور خاکساری کی جامع ہو۔	نہایہ
۳۰	وہ چار سنتیں جو ظہر سے پہلے اور جمعہ سے پہلے اور بعد پڑھی جاتی ہیں ان کے پہلے قعدہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف نہ پڑھے اور جب تیسری رکعت میں کھڑا ہو تو ثنا (سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ) بھی نہ پڑھے۔ مگر (مذکورہ تینوں نمازوں کے	

[۴] تراویح کے متعلق حکم ۱۷/۱۸۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] ریا کے مفہوم کی وضاحت کے لئے حکم نمبر ۵۶، ۵۷/۱۱۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی النوافل — النوافل	حوالہ
١٨٤- ٢١	ولو صلی رکعتی الفجر والاربع قبل الظھر واشتغل بالبیع او الشراء او الاکل او الشرب فانہ یعید السنۃ اما باکل لقمۃ و شربۃ لا تبطل السنۃ	کذا فی الخلاصۃ
٢٢	ولو تکلم بعد الفریضۃ ھل تسقط السنۃ قیل تسقط وقیل لا و لکن ثوابہ انقص من ثوابہ قبل التکلم	کذا فی النھایۃ
٢٣	یقرأ فی کل رکعۃ من التطوع بفاتحۃ الکتاب وسورۃ فلو ترک القرأۃ فی رکعۃ او رکعتین فسد ذلک الشفع	کذا فی المضمرات
٢٤	وان شرع فی النافلۃ علی ظن انھا علیہ ثم تبین انھا لیست علیہ نافسدھا لم یقض	کذا فی الزاھدی
٢٥	واتفق اصحابنا ان الشروع فی التطوع بمطلق النیۃ لا یلزمہ اکثر من رکعتین	کذا فی الخلاصۃ
٢٦	والاختلاف فیما اذا نوی الاربع نوی ان یتطوع اربعا وشرع فھو شارع فی الرکعتین عند ابی حنیفۃ رح ومحمد رح	کذا فی الخلاصۃ کذا فی القنیۃ
٢٧	رجل صلی اربع رکعات تطوعا ولم یقعد علی رأس الرکعتین عامدا لا تفسد صلوتہ استحسانا وھو قولھما وفی القیاس تفسد وھو قول محمد رح ولو صلی التطوع ثلاث رکعات ولم یقعد علی رأس الرکعتین الاصح انہ تفسد صلوتہ ولو صلی ست رکعات او ثمانی رکعات بقعدۃ واحدۃ اختلف المشائخ فیہ والاصح انہ علی ھذا القیاس والاستحسان وذکر الامام الصفار رح فی نسختہ من الاصل انہ ان لم یقعد حتی قام الی الثالثۃ علی قیاس قول محمد رح یعود ویقعد وعندھما لا یعود	

لہ یعنی چار نفلوں کے پہلے قعدہ میں درود شریف اور تیسری رکعت کے شروع میں ثنا پڑھے اور تعوذ بھی پڑھے خواہ نذر کے نفل ہوں۔ ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ا صـ٦٣٣ (مترجم) ٢ـہ نماز میں سنتوں اور فرضوں میں اتصال چاہیئے اسکے متعلق حکم نمبر ٢٩/١٨٤ ملاحظہ ہو اور ردالمحتار میں ہے کہ سنتوں اور فرضوں کے درمیان منافی عمل کی وجہ سے اعادہ اس لئے ہے کہ انکا سنت ہونا باطل ہوگیا نیز مذکورہ صورت میں سنتوں کا ثواب کم ہونا یا ان کا سنت ہونا باطل ہو جانا اس صورت میں ہے کہ کسی عذر شرعی کے بغیر ہو

دفعات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام — نوافل کا بیان	حوالہ
۱۸۴-	علاوہ) باقی چار رکعت والی تمام نفل نمازوں کے لئے یہ حکم نہیں ہے [1]	زاہدی
۲۱	اگر کوئی شخص فجر کی دو سنتیں اور ظہر کی چار سنتیں پڑھ کر خرید و فروخت یا کھانے پینے میں مشغول ہو گیا تو ان سنتوں کو لوٹائے ۔ البتہ ایک آدھ لقمہ کھانے یا ایک بار پینے سے سنت باطل نہیں ہوتی [2] ۔	خلاصہ
۲۲	اگر کسی نے فرض نماز کے بعد[3] (دنیوی) باتیں کیں تو کیا اس سے سنتیں ساقط ہو جاتی ہیں ؟ بعض فقہاء[4] کا قول ہے کہ ساقط ہو جاتی ہیں اور بعض فقہاءؒ کا قول ہے کہ سنتیں ساقط نہیں ہوتیں ۔ لیکن (فرضوں کے بعد باتیں کر کے پھر سنتیں پڑھے تو) اس کا ثواب باتیں کرنے سے پہلے (سنتیں پڑھنے) کے ثواب سے کم ہو جاتا ہے ۔	نہایہ
۲۳	نفل کی ہر رکعت میں فاتحہ اور سورت پڑھے ۔ پس اگر اس نے ایک رکعت میں یا دو رکعتوں میں قرأت چھوڑ دی تو وہ شفع (رکعتوں کا جوڑا) فاسد ہو جائے گا ۔	مضمرات
۲۴	اگر کسی نے اس گمان پر نفل نماز شروع کی کہ وہ اس کے ذمے ہے پھر ظاہر ہوا کہ وہ نماز اسکے ذمہ نہ تھی پس اس نے اسے توڑ دیا ۔ تو (اس کے ذمہ) اسکی قضا نہیں ہے ۔	زاہدی
۲۵	ہمارے اصحاب کا اس حکم پر اتفاق ہے کہ مطلق نیت سے (جس میں دو یا چار رکعتوں کی قید نہ ہو) نفل شروع کرنے پر دو رکعتوں سے زیادہ لازم نہیں ہوتے ۔	خلاصہ
۳۶	(ا) اور اگر چار نفلوں کی نیت (سے شروع) کرے تو (اس پر رکعتیں لازم ہونے کی تعداد میں) اختلاف ہے ۔	خلاصہ
	(ب) چار نفلوں کی نیت کر کے نماز شروع کی تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اسکا شروع ہونا دو رکعتوں میں ہے [4]	قنیہ
۳۷	(ا) کسی شخص نے چار نفل پڑھے اور دو رکعت کے بعد جان بوجھ کر التحیات کے لئے نہیں بیٹھا تو[1] از روئے استحسان اسکی نماز فاسد نہ ہوگی اور یہی قول امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کا قول ہے[5] اور[2] از روئے قیاس (اسکی نماز) فاسد ہو جائے گی اور یہی قول امام محمدؒ کا ہے ۔	
	(ب) اگر کسی شخص نے تین رکعت نفل پڑھ لئے اور دو رکعتوں کے بعد التحیات کیلئے نہیں بیٹھا تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اسکی نماز فاسد ہو جائے گی ۔	
	(ج) اور اگر کسی نے چھ رکعتیں یا آٹھ رکعتیں ایک ہی قعدہ سے پڑھیں (یعنی صرف آخر میں التحیات کے لئے بیٹھا) تو اس کے حکم میں مشائخؒ کا اختلاف ہے ۔ زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اس کا حکم (۳۷/۱۸۴ ا میں) مذکورہ قیاس اور استحسان میں بیان کردہ حکم کی طرح ہے	
	(د) امام[1] صفارؒ نے اصل کے اپنے نسخہ میں لکھا ہے کہ (نفل نماز میں) اگر کوئی شخص پہلی التحیات کے لئے نہ بیٹھا ۔ حتیٰ کہ تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو امام محمدؒ کے قیاس کے مطابق وہ لوٹے اور التحیات کے لئے بیٹھے[2] اور	

[1] ردالمحتار ج ۱ ص ۶۳۶ نیز ان کا سنت ہونا باطل ہو جانے سے یہ اشارہ اخذ ہوتا ہے کہ اصل نماز باطل نہیں ہوتی اس لئے نماز باطل ہونے کے متعلق خلاصہ میں لکھا ہے قال رضی اللہ عنہ ھذا مشکل لانہ لا روایۃ فیہ اصلا الخلاصۃ الفتاوی ج ۱ ص ۶۲ نیز فجر کی سنتوں کے متعلق حکم ۸/۱۸۴ ملاحظہ ہو ۔ (مترجم) [2] نماز میں فرضوں اور سنتوں میں اتصال کے متعلق حکم نمبر ۱۷-۱۸/۱۳۸ ، ۲۹/۱۸۴ ملاحظہ ہو اور امام فرضوں کے بعد اور سنتوں سے پہلے دین کی بات اور وعظ نصیحت کرے تو روایات میں اسکا ثبوت آتا ہے جیسا کہ بخاری شریف ج ۱ ص ۸۴ میں ہے (مترجم) [3] اسکے متعلق حکم نمبر ۵/۱۸۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] جیسا کہ حکم ۱۲/۱۸۴ ، ۱۱/۱۸۶ میں اسی قسم کا حکم ہے ۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع فی النوافل — النوافل	حوالہ
۱۸۴-	ویلزمه سجود السهو	كذا في الخلاصة
	هذا اذا نوى اربعا فان لم ينو اربعا وقام الى الثالثة يعود اجماعا وتفسد ان لم يعد	كذا في البرجندي
۳۸	والاربع قبل الظهر حكمها حكم التطوع عند محمد[1] واما عند ابي حنيفة رح ففيه قياس واستحسان - في الاستحسان لا تفسد وهو المأخوذ	كذا في المضمرات
۳۹	والوتر حكمه حكم التطوع عند محمد[2] واما عند ابي حنيفة رح ففيه قياس واستحسان وفي الاستحسان لا يفسد وفي القياس يفسد عنده وهو المأخوذ	كذا في الخلاصة
۴۰	واذا افتتح التطوع على غير وضوء او في ثوب نجس لم يكن داخلا في صلوته فاذا لم يصح شروعه لا يلزمه القضاء	كذا في المحيط
۴۱	ويجوز ان يتنفل القادر على القيام قاعدا بلا كراهة في الاصح	كذا في شرح مجمع البحرين لابن الملك رح
۴۲	واذا افتتح التطوع قائما ثم اراد ان يقعد من غير عذر فله ذلك عند ابي حنيفة رح استحسانا	كذا في المحيط
۴۳	اذا تطوع قائما فأعيا لا بأس بان يتوكأ على عصا او حائط	هكذا في شرح جامع الصغير الحسامي
۴۴	ولو صلى التطوع بالايماء بغير عذر لا يجوز	كذا في التتارخانية
۴۵	ولو شرع في النفل ثم افسده ان خرج به من التحريمة كما لو احدث او تكلم لا يصح بناء الاخيرين	
	وان لم يخرج كما لو ترك القراءة يصح بناء الاخيرين عليه	كذا في التتارخانية
۴۶	ولو صلى قاعدا في التطوع او الفريضة وهو لا يقدر على القيام فانه بالخيار ان شاء جلس محتبيا في حالة القراءة وان شاء جلس متربعا	كذا في التتارخانية ناقلا عن شرح الطحاوي
	والمختار انه يقعد كما يقعد في حالة التشهد	كذا في الهداية
۴۷	ولو افتتح التطوع وادى البعض قاعدا ثم بدا له ان يقوم فقام وصلى البعض قائما اجزأه عندهم جميعا	كذا في المحيط

[1] جیسا کہ حکم ۵۴ب/۱۸۴ میں ہے اور اگر تراویح کی نماز میں دوسری رکعت پر التحیات کیلئے نہیں بیٹھا اور تیسری کے لئے کھڑا ہو گیا تو اسکے متعلق حکم نمبر ۹۲/۱۸۶ ملاحظہ ہو (مترجم)
[2] اور ثواب آدھا ہوگا۔ جیسا کہ اس قسم کا حکم ۶۰/۱۸۶ میں ہے (مترجم) [3] اس کے متعلق حکم ۵۵—۵۲/۱۸۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام — نوافل کا بیان	حوالہ
	امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق نہ لوٹے اور اس پر سجدہ سہو لازم ہو گا ۔	خلاصہ
۱۸۴-	(س) یہ مذکورہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ اس نے چار نفلوں کی نیت کی تھی ۔ اور اگر اس نے چار نفلوں کی نیت نہ کی تھی اور تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو وہ لوٹے ۔ اس پر اجماع ہے ۔ اور اگر نہ لوٹا تو اسکی نماز فاسد ہو جائے گی [1]	برجندی
۳۸	ظہر سے پہلے کی چار رکعتوں کے لئے امام محمدؒ کے ہاں وہی حکم ہے جو نفلوں کا حکم ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اسمیں بھی قیاس اور استحسان ہے (یعنی اگر ظہر سے پہلے کی چار سنتوں میں پہلی التحیات کیلئے نہ بیٹھا تو اسکی نماز ازروئے استحسان فاسد نہ ہوگی ۔ اور یہی حکم اختیار کیا گیا ہے ۔	مضمرات
۳۹	نماز وتر کا حکم امام محمدؒ کے ہاں نفل نماز کی طرح ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اسمیں بھی قیاس اور استحسان ہے پس (اگر نماز وتر میں التحیات کے لئے نہ بیٹھا تو اسکی) نماز ازروئے استحسان فاسد نہ ہوگی ۔ اور ازروئے قیاس فاسد ہو جائے گی اور یہی حکم اختیار کیا گیا ہے ۔	خلاصہ
۴۰	اگر کسی نے وضو کے بغیر یا ناپاک کپڑوں میں نفل نماز شروع کی تو وہ اپنی اس نماز میں داخل نہیں ہوا پس جب اس کا شروع ہونا ہی صحیح نہیں ہوا تو اسپر اسکی قضا بھی لازم نہ ہوگی ۔	محیط
۴۱	جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھنے پر قادر ہے ۔ اسکے لئے زیادہ صحیح قول کے بموجب کسی کراہیت کے بغیر جائز ہے کہ وہ بیٹھ کر نفل پڑھے [2]	شرح مجمع
۴۲	اگر کسی شخص نے نفل نماز کھڑے ہو کر شروع کی پھر کسی عذر کے بغیر اس نے ارادہ کیا کہ بیٹھ کر پڑھے تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اس کے لئے ایسا کرنا ازروئے استحسان جائز ہوگا ۔	محیط
۴۳	جب کسی نے نفل نماز کھڑے ہو کر شروع کی پھر تھک گیا تو اگر وہ عصا یا دیوار پر تکیہ لگائے تو کچھ حرج نہیں ہے	شرح جامع صغیر
۴۴	اگر کسی نے نفل نماز بغیر کسی عذر کے اشارہ سے پڑھی تو جائز نہیں ہے	تتارخانیہ
۴۵	اگر کسی نے نفل نماز شروع کرکے پھر توڑ دی تو اسکا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر اس توڑنے سے تحریمہ سے بھی نکل گیا مثلاً یہ کہ اسنے وضو توڑ دیا یا بات کی تو دوسری دو رکعتوں کی بنا صحیح نہیں ہے (ب) اور اگر اس توڑنے سے تحریمہ سے نہیں نکلا ۔ مثلاً اس نے قرأت چھوڑ دی [3] تو اس پر دوسری دو رکعتوں کی بنا جائز ہے ۔	تتارخانیہ
۴۶	اگر کسی نے نفل نماز یا فرض نماز بیٹھ کر پڑھی اور وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھنے پر قادر نہیں ہے ۔ تو قرأت کرنے کی حالت میں اسے اختیار ہے (ا) چاہے تو احتباء [4] کی حالت میں بیٹھے (ب) اور چاہے تو چار زانو (چوپٹ) ہو کر بیٹھے (ج) اور مختار حکم یہ ہے کہ وہ (مذکورہ صورت میں) اس طرح بیٹھے جس طرح التحیات کے لئے بیٹھا جاتا ہے ۔	تتارخانیہ ہدایہ
۴۷	اگر کسی نے نفل نماز شروع کی اور اسکا کچھ حصہ بیٹھ کر ادا کیا پھر اسے کھڑا ہو کر نماز پڑھنے کا خیال ہوا پس وہ کھڑا ہو گیا اور نماز کا کچھ حصہ کھڑے ہو کر پڑھا تو سب کے نزدیک اسے کفایت کر جائے گا ۔	محیط

[4] احتباء ۔ رانوں کو پیٹ سے ملا کر اور پنڈلیوں کو رانوں سے ملا کر ایک رومال یا چادر وغیرہ سے کمر اور پنڈلیوں کو باندھنا ۔ ماخوذ از ترجمہ منتہی الارب ج ا ص ۲۳ و المنجد اردو ص ۲۲۲ (مترجم)

حوالہ	النوافل / الباب التاسع فی النوافل	دفعات وشق نمبر
كذا فی محيط السرخسی	ولا يكره	۱۸۴-۴۸
	ومن صلى التطوع قاعدا فاذ اراد الركوع قام وركع فالافضل ان يقرأ شيئاً اذاقام فان قام مستويا ولم يقرأ شيأ وركع اجزأه	۴۹
كذا فی الخلاصة	وان لم يستو قائما وركع لا يجزيه	
كذا فی الكنز	وقضى ركعتين لو نوى اربعا وافسده بعد القعود الاوّل اوقبله	۵۰
كذا فی الهداية والكافی	وعلى هذا سنة الظهر لانها نافلة وقيل يقضى اربعا احتياطا لانها بمنزلة صلوة واحدة	۵۱
كذا فی المضمرات	وهو الاصح	۵۲
كذا فی البحر الرائق	ونص صاحب النصاب على انه الاصح	۵۳
كذا فی البرجندی	ولوقام المتطوع الى الثالثة فتذكرانه لم يقعد يعود وان كانت سنة الظهر وعن على البزدوی انه لايعود وان لم ينواربعا وقام الى الثالثة يعود اجماعا وتفسد ان لم يعد	۵۴
	ولوقعد فی الشفع الاول وسلم اوتكلم لايلزمه شئ وعن ابی يوسف انه يلزمه قضأ الاخريين ولونوى اربعا ولم يقراء فيهن شياء اوقرأ فی احدى الاخريين فقط يلزمه قضاء الاوليين عند ابی حنيفة ومحمد وعند ابی يويوسف يقضی اربعا ولوقرأ فی احدى الاوليين واحدى الاخريين اوقرأ فی احدى الاوليين لاغير فعلى قول ابی حنيفة رح وابو يوسف رح يقضی اربعا وعند محمد رح يقضی الاوليين	۵۵

[1] جیسا کہ حکم نمبر ۳۳/۱۳۹ میں ہے (مترجم) [2] اس کے متعلق حکم ۳۶/۱۸۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] یعنی اگر ظہر کی چار سنتیں شروع کرنے کے بعد پہلی التحیات بیٹھنے سے پہلے یا بعد انہیں توڑ دیا۔ تو مذکورہ حکم کی رو سے دو رکعتیں ہی قضا کرے گا جیسا کہ ۵۰/۱۸۴ میں نقل ...

حوالہ	نواں باب نوافل کے احکام — نوافل کا بیان	دفعات وشق نمبر
محیط سرخسی	اور (مذکورہ صورت میں) ایساکرنا مکروہ نہ ہوگا۔	۱۸۴-۴۸
خلاصہ	جس شخص نے نفل نماز بیٹھ کر پڑھی جب اس نے رکوع کرنے کاارادہ کیا تو کھڑے ہوکر رکوع کیا تواسکے لئے افضل یہ ہے کہ جب کھڑا ہواہے تو (قیام میں) کچھ قرأت بھی کرلے اور اگر سیدھا کھڑا ہوگیا اور (کھڑا ہونے کی حالت میں) کچھ قرأت کئے بغیر رکوع کردیا تواسے کفایت کرجائیگا۔ اور اگر کھڑا ہونے میں سیدھا کھڑا نہیں ہوا اور (صرف رکوع کی حدتک اٹھکر) رکوع کیا تواسے کفایت نہ کریگا۔ [۱]	۴۹
کنز	اگرکسی نے چار رکعت نماز (نفل) کی نیت کرکے پہلی التحیات کے لئے بیٹھنے کے بعد یااس سے پہلے اس نماز کو توڑدیا تووہ دورکعتوں کی قضاکرے گا [۲]	۵۰
ہدایہ۔ کافی	(ا) اس مذکورہ حکم کی طرح ظہر کی چار سنتوں کا حکم ہے [۳] اس لئے کہ وہ نفل ہیں (ب) اوربعض کاقول ہے کہ احتیاطاً چار رکعتیں قضاکرے گا اس لئے کہ وہ سب بمنزلہ ایک نماز کے ہیں۔	۵۱
مضمرات	اوریہی حکم (کہ مذکورہ صورت میں احتیاطاً چار رکعتیں قضاکرے) زیادہ صحیح ہے۔	۵۲
بحرالرائق	اورصاحب نصاب نے اسکی صراحت کی ہے کہ یہی (مذکورہ) حکم زیادہ صحیح ہے۔	۵۳
	(ا) (چار رکعت کی نیت سے) نفل پڑھنے والا اگر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا تو اسے یاد آیا کہ اس نے (دورکعتوں کے بعد) قعدہ نہیں کیا تو (اسکے لئے حکم یہ ہے کہ) لوٹے خواہ ظہر کی سنتوں میں یہ صورت پیش آئی ہو [۲] اور علی بزدویؒ سے منقول ہے کہ وہ نہ لوٹے۔	۵۴
برجندی	(ب) اوراگراس (نفل پڑھنے والے) نے چار رکعت کی نیت نہیں کی تھی اور وہ تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا تواس کے لئے بالاجماع حکم یہ ہے کہ وہ التحیات بیٹھنے کے لئے لوٹے اوراگر وہ نہ لوٹا تو (اسکی وہ) نماز فاسد ہوجائیگی۔	
	(ا) اگر (چار نفلوں کی نیت کی اور) پہلے دوگانہ میں التحیات کے لئے بیٹھا اور سلام پھیر دیا یابات کردی۔ تواس پر کچھ لازم نہیں ہے۔ اور امام ابویوسفؒ سے روایت ہے کہ اس پر دورکعتوں کی قضالازم ہے۔ (ب) اگرکسی نے چار نفلوں کی نیت کی اور کسی رکعت میں قرأت نہ کی یادوسرے دوگانہ میں سے صرف ایک رکعت میں قرأت کی توامام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اسپر پہلی دورکعتوں کی قضالازم ہوگی۔ اور امام ابویوسفؒ کے ہاں وہ چار رکعتیں قضاکرے گا۔ (ج) اوراگر (مذکورہ صورت میں) اس نے پہلی دورکعتوں میں سے ایک میں اورآخری دورکعتوں میں سے ایک رکعت میں قرأت کی یااس نے پہلی دورکعتوں میں سے ایک رکعت میں قرأت کی اوراسکے علاوہ کسی رکعت میں قرأت نہیں کی تووہ امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے قول کے بموجب چار رکعتوں کی قضاکرے گا [۲] اور امام محمدؒ کے ہاں وہ پہلی دورکعتیں قضاکرے گا۔ (د) اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے پہلی دورکعتوں میں قرأت کی اوراسکے علاوہ کسی	۵۵

کے لئے یہی حکم ہے (مترجم) [۳] جیساکہ حکم ۳۷/۱۸۴ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی النوافل — النوافل	حوالہ
۱۸۴-	ولو قرأ فی الاولیین لاغیر او قرأ فی الاولیین واحدی الاخریین فعلیه قضاء الاخریین بالاجماع ولو قرأ فی الاخریین لاغیر او قرأ فی الاخریین واحدی الاولیین فعلیه قضاء الاولیین بالاجماع	هکذا فی التبیین
۵۶	والاصل فیها عند محمد رح ان ترك القراءة فی الاولیین او فی احداهما یبطل التحریمة اذا قید الرکعة بالسجدة فلا یصح البناء علیه وعند ابی یوسف رح ترك القراءة فی الشفع الاول لا یوجب بطلان التحریمة لان القراءة رکن زائد بدلیل وجود الصلوة بدونها فی الجملة کصلوة الامی والاخرس والمقتدی لکن یوجب فساد الاداء وهو لا یزید علی ترکه فلا یبطل التحریمة فیصح شروعه فی الشفع الثانی وعند ابی حنیفة رح ترك القراءة فی الاولیین یوجب بطلان التحریمة لاجماع الامة علی وجوبها فلا یصح البناء علیه وفی احداهما مختلف فیه فحکمنا ببطلانها فی حق لزوم القضاء وببقائها فی حق لزوم الشفع الثانی احتیاطا	هکذا فی التبیین
۵۷	الداخل مع الامام فی الاولیین من التطوع اذا تکلم قبل ان یدخل امامه فی الاخریین لا یلزمه الا الاولیان عندهما ولو تکلم بعد ما قام الامام الی الاخریین وقرأ فی الاربع یقضی اربعا ولو اقتدی به فی الاخریین وصلاهما مع الامام قضی الاولیین	کذا فی محیط السرخسی
۵۸	اقتدی المتطوع بمصلی الظهر فی اوله او آخره ثم تکلم قضی اربعا	کذا فی محیط السرخسی
۵۹	اقتدی المتطوع بمصلی الظهر ثم ذکر انه لم یصل الظهر قطعها واستأنف التکبیر للظهر ولا قضاء علیه	کذا فی محیط السرخسی
۶۰	رجل یصلی الظهر فقال آخر لله علی ان اصلی خلف هذا الرجل هذه الصلوة تطوعا ثم ذکر انه لم یصل الظهر فدخل معه ینوی الظهر اجزأته عن الظهر ولا یلزمه قضاء شیء	کذا فی محیط السرخسی

١ جیسا کہ حکم ۴۵/۱۸۴ میں ہے (مترجم) ٢ کسی شئی کی شرط یا اس کا رکن فوت ہوجائے تو وہ باطل ہے اور اگر اس کا وصف مرغوب فوت ہوجائے

دفعات و شق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام — نوافل کا بیان	حوالہ
-۱۸۴	رکعت میں قرأت نہیں کی یا اسنے پہلی دو رکعتوں میں اور آخری دو رکعتوں میں سے کسی ایک رکعت میں قرأت کی تو (اس صورت میں) بالاجماع پھر آخری دو رکعتوں کی قضا لازم ہے اور اگر اس نے آخری دو رکعتوں میں قرأت کی اور اسکے علاوہ کسی رکعت میں قرأت نہیں کی یا اس نے آخری دو رکعتوں میں اور پہلی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں قرأت کی تو (اس صورت میں) بالاجماع اس پر پہلی دو رکعتوں کی قضا لازم ہے۔	تبیین
۵۶	(و) اور ان (مذکورہ مسائل) میں اصول یہ ہے کہ امام محمدؒ کے ہاں پہلی دو رکعتوں میں یا پہلی دو رکعتوں میں سے کسی ایک میں قرأت چھوڑنے سے (اس نماز کی) تحریمہ باطل ہو جاتی ہے۔ جبکہ بغیر قرأت والی رکعت کا سجدہ کرے پس اس تحریمہ پر (دوسرے شفع کی) بنا صحیح نہیں۔ (ب) اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں پہلے دوگانہ میں قرأت چھوڑنے سے تحریمہ باطل نہیں[۱] ہوتی اس لئے کہ قرأت ایک زائد رکن ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ فی الجملہ (بعض صورتوں میں) نماز بغیر قرأت کے بھی ہو جاتی ہے جیسا کہ امی۔ گونگے اور مقتدی کی نماز لیکن قرأت چھوڑنے سے ادا فاسد ہو جاتی ہے اور فسادِ ادا ترک ادا سے زیادہ نہیں ہوتا ہے۔ پس تحریمہ[۲] باطل نہ ہوگی اور دوسرے دوگانہ میں اسکا شروع ہونا صحیح ہوگا۔ (ج) اور[۱] امام ابو حنیفہؒ کے ہاں پہلی دونوں رکعتوں میں قرأت چھوڑنے سے (اس نماز کی) تحریمہ باطل ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ قرأت واجب ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ پس اس پر بنا کرنا صحیح نہیں۔ اور[۲] پہلی دو رکعتوں میں سے کسی ایک میں قرأت چھوڑنے کے حکم میں اختلاف ہے۔ پس ہم نے قضا لازم ہونے میں تحریمہ باطل ہونے کا حکم کیا اور دوسرے دوگانہ کے لازم ہو جانے میں از روئے احتیاط تحریمہ کے باقی رہنے کا حکم کیا۔	تبیین
۵۷	(ا) جو شخص امام کے ساتھ نفل کی پہلی دو رکعتوں میں داخل ہوا اس نے اسوقت بات کر دی[۱] جبکہ امام ابھی دوسرے دوگانہ میں داخل نہیں ہوا تو صاحبینؒ (امام ابو یوسفؒ و محمدؒ) کے ہاں اسپر صرف پہلی دو رکعتوں کی قضا لازم ہو گی۔ اور[۲] اگر اس نے اس وقت بات کی جبکہ امام دوسرے دوگانہ کے لئے کھڑا ہو چکا تھا اور امام نے چار رکعتوں میں قرأت کی تو وہ چار رکعتیں قضا کرے گا۔ (ب) اور اگر اس نے امام کے ساتھ دوسرے دوگانہ میں اقتدا کی اور انہیں امام کے ساتھ پڑھا تو (اس صورت میں) وہ پہلی دو رکعتوں کی قضا کرے گا۔	محیط سرخسی
۵۸	کسی شخص نے نفل کی نیت سے ظہر کی (فرض) نماز پڑھنے والے کے پیچھے اول نماز یا آخر نماز میں اقتدا کی پھر بات کر دی تو وہ چار رکعتوں کی قضا کرے گا۔	محیط سرخسی
۵۹	کسی شخص نے نفل کی نیت سے ظہر کی (فرض)، نماز پڑھنے والے کے پیچھے اقتدا کی پھر اسے یاد آیا اس نے ظہر کے فرض نہیں پڑھے۔ تو وہ اس نماز کو قطع کرے۔ از سرِ نو تکبیر کہے اور اسپر (ان توڑے ہوئے نفلوں کی) قضا نہیں ہے۔	محیط سرخسی
۶۰	کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھ رہا ہے۔ دوسرے نے کہا کہ میں نے اللہ کے لئے منت مانی ہے کہ میں اس شخص کے پیچھے بھی نماز نفل پڑھوں گا۔ پھر اسے یاد آیا کہ اس نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی چنانچہ وہ ظہر کی (فرض)، نماز کی نیت سے اسکے ساتھ نماز میں داخل ہو گیا تو (اس صورت میں) اسے ظہر کی نماز کیلئے کفایت کر جائیگا اور اسپر کوئی قضا لازم نہیں۔	محیط سرخسی

تو وہ شئی فاسد ہے معاملات میں تو باطل ہونے اور فاسد ہونے سے فرق پڑتا ہے مگر عبادات میں ایکدوسرے پر اطلاق ہوتا رہتا ہے ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۴۲۵ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی النوافل النوافل	حوالہ
۱۸۴-۶۱	رجل صلی اربعا تطوعا فاقتدی به رجل فی الخامسة ثم افسدها یقضی المقتدی ستا	
	ولو اقتدی به بعد ما صلی رکعتین فرعف المقتدی فانطلق یتوضأ فصلی امامه ثلاثا ثم تکلم المقتدی ثم اتم الامام الصلوٰة ستا یقضی المقتدی اربعا	كذا فی محیط السرخسی

۱۸۵۔ ومما یتصل بذلك مسائل — تعداد شق ۱۲

دفعات وشق نمبر		حوالہ
۱	(ومما یتصل بذلك مسائل) لو نذر السنن واتی بالمنذور به فهو السنة وقال تاج الدین ابو صاحب المحیط لا یکون آتیا بالسنة لانه لما التزمها صارت اخری فلا تنوب مناب السنة	كذا فی البحر الرائق
۲	لو قال لله علی ان اصلی یوما فعلیه رکعتان	كذا فی القنیة
۳	ولو نذر صلوات شهر فعلیه صلوات شهر كالمفروضات مع الوتر دون السنة لكنه یصلی الوتر والمغرب اربعا	كذا فی البحر الرائق
۴	رجل قال لله علیّ ان اصلی رکعتین بغیر وضوء لا یلزمه شیئ	كذا فی السراجیة
۵	ولو قال بغیر قرأة تلزمه صلوٰة بقراءة عند علمائنا الثلاثة رح	هكذا فی الخلاصة
۶	ولو قال لله علیّ ان اصلی نصف رکعة او رکعة یلزمه رکعتان وهذا قول ابی یوسف رح وهو المختار	هكذا فی الخلاصة
۷	ولو قال ثلاث رکعات یلزمه اربع رکعات	هكذا فی الخلاصة
۸	ولو قال لله ان اصلی الظهر ثمانی رکعات لیس علیه الا الظهر اربع رکعات	هكذا فی الخلاصة
۹	نذر ان یصلی رکعتین فصلاهما قاعدا اجاز وعلی الدابة لا	كذا فی السراجیة
۱۰	ولو نذر ان یصلی قائما یلزمه قائما ویكره الاعتماد علی شیئ	كذا فی محیط السرخسی
۱۱	اذا قال لله علیّ ان اصلی رکعتین الیوم فلم یصلهما قضاهما	

۱؎ نذر کے مزید مسائل فتاوی کی بحث ۲ روزے کی بحث میں اور بحث ۱۰ قسموں کی بحث میں اور بحث ۴۷ قربانی کی بحث

دفعات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام	
	نوافل کا بیان	حوالہ
۱۸۴- ۶۱	(ا) کسی شخص نے چار رکعت نفل پڑھے پھر اس نے پانچویں رکعت شروع کر دی جس میں کسی شخص نے اس کے پیچھے اقتداء کی پھر اس (امام) نے نماز کو فاسد کر دیا تو (اس صورت میں) مقتدی چھ رکعتیں قضا کرے گا۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اسکے پیچھے کسی شخص نے اسوقت اقتدا کی جبکہ وہ دو رکعتیں پڑھ چکا تھا پھر مقتدی کی نکسیر پھوٹی اور وہ وضو کرنے چلا گیا۔ پھر (اسکے بعد) اسکے امام نے تین رکعتیں پڑھیں پھر مقتدی نے بات کر دی اور امام نے چھ رکعتیں پوری کر دیں تو مقتدی چار رکعتیں قضا کرے گا۔	محیط سرخسی

۱۸۵- مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مسائل (نماز کیلئے نذر[1] ماننے کا بیان) اور اسمیں [12] شقیں ہیں

۱	(ا) کسی نے سنت نمازوں کی منت مانی اور اس منت کو ادا کیا تو وہ سنت (نماز) ہو لی۔ (ب) اور صاحب محیط کے والد تاج الدین رحہ نے کہا ہے کہ اسکی سنت نماز ادا نہ ہوگی۔ اس لئے کہ جب اسنے اس نماز کو اپنے اوپر لازم کر لیا تو یہ دوسری نماز ہوگئی پس سنت نماز کے قائم مقام نہ رہے گی۔	بحرالرائق
۲	اگر کسی نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے لئے منت مانی ہے کہ ایک دن نماز پڑھوں گا۔ تو اس پر دو رکعتیں لازم ہوں گی۔	قنیہ
۳	کسی شخص نے مہینہ بھر کی نمازوں کی منت مانی تو اسپر مہینہ بھر کے جتنے فرض اور وتر ہیں اتنی نمازیں لازم ہوں گی سنتیں لازم نہ ہوں گی۔ لیکن وہ وتر نمازوں اور مغرب کی نمازوں کے بدلے چار چار رکعتیں پڑھے گا۔	بحرالرائق
۴	اگر کسی شخص نے منت مانی کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مجھپر لازم ہے کہ میں دو رکعتیں وضو کے بغیر پڑھوں گا تو اسپر کچھ لازم نہیں۔	سراجیہ
۵	اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) یوں کہا کہ میں قرأت کے بغیر نماز پڑھوں گا تو ہمارے تینوں علماء کے ہاں اسپر قرأت کے ساتھ نماز لازم ہوگی۔	خلاصہ
۶	اگر کسی شخص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مجھپر لازم ہے کہ آدھی رکعت یا ایک رکعت نماز پڑھوں گا تو اسپر دو رکعتیں لازم ہوں گی اور یہ حکم (امام ابو یوسف رحہ کے قول پر ہے اور یہی حکم مختار ہے۔	خلاصہ
۷	اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) یوں کہا کہ میں تین رکعتیں نماز پڑھوں گا تو اس پر چار رکعتیں لازم ہوں گی۔	خلاصہ
۸	اگر کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مجھپر لازم ہے کہ میں ظہر کی (فرض) نماز آٹھ رکعتیں پڑھوں گا تو اسپر ظہر کی چار (فرض) رکعتوں کے سوا کچھ لازم نہ ہوگا۔	خلاصہ
۹	کسی نے منت مانی کہ وہ دو رکعتیں پڑھے گا پھر اس نے ان رکعتوں کو بیٹھ کر پڑھا تو جائز ہے اور اگر ان دو رکعتوں کو سواری پر ادا کیا تو جائز نہیں ہے۔	سراجیہ
۱۰	اگر کسی نے منت مانی کہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے گا تو اس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا لازم ہے اور اس کے لئے اس نماز میں کسی چیز کا سہارا لینا مکروہ ہوگا۔	محیط سرخسی
۱۱	(ا) جب کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مجھ پر لازم ہے کہ آج دو رکعتیں پڑھوں گا اور پھر اس دن وہ دو رکعتیں نہ پڑھیں تو وہ ان دو رکعتوں کی قضا کرے گا۔	

میں ہیں۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی النوافل — النوافل	حوالہ
۱۸۵-	ولو قال لله لاصلین الیوم رکعتین فلم یصلهما کفر عن یمینه و لاقضاء علیه	کذا فی السراجیة
۱۲	اذا نذر ان یصلی فی المسجد الحرام او فی مسجد بیت المقدس فصلاها فی مکان دونه جاز خلافا لزفرؒ	کذا فی السراجیة

الفصل (الثانی) فی التراویح

دفعات ۱۸۶ تا ۱۸۶ عنوان ۱ تعداد شق ۶۶

۱۸۶- التراویح
تعداد شق ۶۶

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	وهی خمس ترویحات کل ترویحة اربع رکعات بتسلیمتین	کذا فی السراجیة
۲	ولو زاد علی خمس ترویحات بالجماعة یکره عندنا	هکذا فی الخلاصة
۳	والصحیح ان وقتها مابعد العشاء الی طلوع الفجر قبل الوتر وبعده حتی لو تبین ان العشاء صلاها بلا طهارة دون التراویح والوتر اعاد التراویح مع العشاء دون الوتر لانها تبع للعشاء هذا عند ابی حنیفةؒ فان الوتر غیر تابع للعشاء فی الوقت عنده والتقدیم انما وجب لاجل الترتیب وذلك یسقط بعذر النسیان فیصح اذا ادّی قبل العشاء بالنسیان بخلاف التراویح فان وقتها بعد العشاء فلا یعتد بما ادّی قبل العشاء وعندهما الوتر سنة العشاء کالتراویح فابتداء وقته بعد اداء العشاء فتجب الاعادة اذا ادّی قبل العشاء وان کان بالنسیان عندهما کالتراویح وبالجملة اعادة الوتر مختلف فیها و اما اعادة التراویح و سائر سنن العشاء فمتفق علیها اذا کان الوقت باقیا	هکذا فی التبیین
۴	ویستحب الجلوس بین الترویحتین قدر ترویحة وکذا بین الخامسة والوتر	کذا فی الکافی وهکذا فی الهدایة
	ولو علم ان الجلوس بین الخامسة والوتر یثقل علی القوم لا یجلس	هکذا فی السراجیة
۵	ثم هم مخیرون فی حالة الجلوس ان شاؤا سبحوا وان شاؤا قعدوا ساکتین واهل مکة یطوفون اسبوعا ویصلون رکعتین واهل المدینة یصلون اربع رکعات فرادی	کذا فی التبیین

لے جیسا کہ حکم نمبر ۱۳/۹۹ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام — نوافل کا بیان	حوالہ
۱۸۵-	(ب) اور اگر کسی نے یوں کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کے لئے آج ضرور بالضرور دو رکعتیں پڑھوں گا (اور پھر نہ پڑھیں) تو وہ قسم کا کفارہ دیگا اور اس پر قضا لازم نہیں۔	سراجیہ
۱۲	(ا) اگر کسی نے منت مانی کہ وہ مسجد حرام یا بیت المقدس میں نماز پڑھے گا پھر اس نے وہ نماز ان جگہوں کے علاوہ جگہوں میں پڑھی تو جائز ہے (ب) اور امام زفرؒ کا اسمیں اختلاف ہے۔	سراجیہ

(دوسری) فصل تراویح کا بیان

دفعات ۱۸۶ تا ۱۸۶ عنوان ۱ تعداد شق ۶۶

۱۸۶- نماز تراویح
اور اس میں ۶۶ شقیں ہیں

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	تراویح کی نماز پانچ ترویحہ ہیں۔ ہر ترویحہ دو سلاموں کے ساتھ چار رکعتوں کا ہے۔	[illegible]
۲	اگر کسی نے تراویح کی نماز میں پانچ ترویحوں سے زیادہ باجماعت نماز پڑھی تو ہمارے ہاں مکروہ ہوگا۔	خلاصہ
۳	(ا) اور صحیح حکم یہ ہے کہ تراویح کا وقت نماز عشا کے بعد فجر طلوع ہونے تک نماز وتر سے پہلے اور بعد تک ہے۔ حتیٰ کہ اگر ظاہر ہوا کہ اس نے نماز عشا وضو کے بغیر پڑھی تھی اور نماز تراویح اور نماز وتر وضو سے پڑھے تھے تو اس صورت میں) عشا کی نماز کے ساتھ تراویح کا بھی اعادہ کرے گا۔ نماز وتر کا اعادہ نہ کریگا۔ اس لئے کہ نماز تراویح عشا کے تابع ہے۔ یہ قول امام ابوحنیفہ رح کا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ نماز وتر اپنے وقت میں عشا کی نماز کے تابع نہیں البتہ عشا کی نماز وتر کی نماز سے پہلے پڑھنا ترتیب کی وجہ سے ضروری ہے۔ اور ترتیب بھولنے کے عذر سے ساقط ہوجاتی ہے۔ پس جب بھولے سے نماز وتر عشا سے پہلے پڑھ لی تو صحیح ہے[1] مگر تراویح کے لئے یہ حکم نہیں ہے اس لئے کہ نماز تراویح کا وقت نماز عشا کے بعد ہے۔ پس جو نماز تراویح نماز عشا سے پہلے ادا ہوئی غیر معتبر ہے۔ (ب) اور صاحبینؒ (امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کے ہاں نماز وتر بھی نماز تراویح کی طرح نماز عشا کی سنتوں سے ہے لہذا نماز وتر کا ابتدائی وقت عشا کی نماز ادا کرنے کے بعد ہے پس جب نماز وتر عشا کی نماز سے پہلے ادا ہوئی خواہ بھولے سے ہو صاحبینؒ کے ہاں اس کا اعادہ ضروری ہے جیسا کہ تراویح کے لئے حکم ہے۔ (ج) حاصل یہ ہے کہ (مذکورہ صورت میں) وتر کی نماز کے اعادہ کے متعلق اختلاف ہے۔ اور تراویح اور عشا کی سنتوں کا اعادہ متفق علیہ ہے بشرطیکہ وقت باقی ہو۔	تبیین
۴	(ا) دو ترویحوں کے درمیان ایک ترویحہ کے بقدر بیٹھنا مستحب ہے (ب) اسی طرح پانچویں ترویحہ اور نماز وتر کے درمیان (بقدر ایک ترویحہ) بیٹھنا مستحب ہے۔	کافی - ہدایہ
	اگر امام سمجھے کہ پانچویں ترویحہ اور نماز وتر کے درمیان بیٹھنا لوگوں پر گراں گزرے گا تو (پانچویں ترویحہ کے بعد) نہ بیٹھے۔	سراجیہ
۵	پھر (ترویحوں کے درمیان) بیٹھنے کے وقت میں لوگوں کو اختیار ہے (و)، چاہیں تو تسبیح پڑھتے رہیں اور چاہیں تو خاموش بیٹھے رہیں مکہ والے سات دفعہ طواف کرتے اور دو رکعتیں پڑھ لیتے ہیں۔ اور مدینہ والے چار رکعتیں اکیلے پڑھ لیتے ہیں۔	تبیین

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فى النوافل — التراويح	حواله
۱۸۶-۶	والاستراحة على خمس تسليمات تكره عند الجمهور	كذا فى الكافى
۷	وهو الصحيح	هكذا فى الخلاصة
۸	والمستحب تأخيرها الى ثلث الليل او نصفه	
	واختلفوا فى ادائها بعد النصف الاصح انه لا يكره	كذا فى جواهر الاخلاطى
۹	وهى سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم وقيل هى سنة عمرؓ والاول اصح	كذا فى جواهر الاخلاطى
۱۰	وهى سنة للرجال والنساء جميعا	كذا فى الزاهدى
۱۱	ونفس التراويح سنة على الاعيان عندنا كما روى الحسنؒ	
	عن ابى حنيفةؒ وقيل تستحب والاول اصح	كذا فى التبيين
۱۲	والجماعة فيها سنة على الكفاية	كذا فى التبيين
۱۳	وهو الصحيح	كذا فى محيط السرخسى
۱۴	ولو ادى التراويح بغير جماعة او النساء وحدانا فى بيوتهن يكون تراويح	كذا فى معراج الدراية
۱۵	ولو ترك اهل المسجد كلهم الجماعة فقد اساؤا واثموا	كذا فى محيط السرخسى
۱۶	وان تخلف واحد من الناس وصلاها فى بيته فقد ترك الفضيلة ولا يكون مسيئا ولا تاركا للسنة واما اذا كان الرجل ممن يقتدى به وتكثر الجماعة بحضوره وتقل عند غيبته فانه لا ينبغى له ترك الجماعة	كذا فى السراج الوهاج
۱۷	وان صلى بجماعة فى البيت اختلف فيه المشائخؒ والصحيح ان للجماعة فى البيت فضيلة وللجماعة فى المسجد فضيلة اخرى فاذا صلى فى البيت بجماعة فقد حاز فضيلة ادائها بالجماعة وترك الفضيلة الاخرى هكذا قاله القاضى الامام ابو على النسفىؒ والصحيح ان اداءها بالجماعة فى المسجد افضل وكذلك فى المكتوبات ولو كان الفقيه قارئا فالافضل والاحسن ان يصلى بقرأة نفسه ولا يقتدى بغيره	كذا فى فتاوى قاضيخان
۱۸	قال الامام اذا كان امامه لحانا لا بأس بان يترك مسجده ويطوف وكذلك اذا كان غيره اخف قرأة واحسن صوتا وبهذا تبين انه اذا كان لا يختم فى مسجد حيه له ان يترك مسجد حيه ويطوف	كذا فى المحيط

[1] سنت کفایہ وہ سنت ہے جو بعض لوگوں کے ادا کر لینے ادا ہو جائے اور کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب گنہگار ہوں جیسا کہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ اسیطرح تراویح کی جماعت سنت کفایہ ہے اور اصل نماز تراویح سنت عین ہے۔ جیسا کہ حکم ۱۱/۱۸۶ میں ہے چنانچہ ردالمحتار میں ہے کہ اگر کسی ایک شخص نے نماز تراویح چھوڑ دی

دفعات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام — تراویح کا بیان	حوالہ
۱۸۶-۶	پانچ سلاموں کے بعد (یعنی دس رکعتوں کے بعد) وقفہ آرام کرنا جمہور کے نزدیک مکروہ ہے۔	کافی
۷	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	خلاصہ
۸	مستحب یہ ہے کہ تراویح کی نماز کے لئے تہائی رات یا آدھی رات تک تاخیر کرے اور آدھی رات کے بعد پڑھنے میں اختلاف ہے اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے۔	جواہرالاخلاطی
۹	(۱) نماز تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے (ب) اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی سنت ہے (ج) اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔	جواہرالاخلاطی
۱۰	نماز تراویح مردوں اور عورتوں سبکے لئے سنت ہے۔	زاہدی
۱۱	(۱) ہمارے ہاں اصل تراویح سنت عین ہے یہ حسنؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے (ب) بعض کا قول ہے کہ نماز تراویح مستحب ہے (ج) اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔	تبیین
۱۲	نماز تراویح با جماعت پڑھنا سنت کفایہ ہے۔ ؎	تبیین
۱۳	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	محیط سرخسی
۱۴	اگر تراویح کی نماز جماعت کے بغیر پڑھی یا عورتیں نماز تراویح اکیلے اکیلے اپنے گھروں میں پڑھیں تو تراویح کی نماز ادا ہو جائیگی	معراج الدرایہ
۱۵	اگر مسجد والے سبھی لوگ تراویح کی جماعت چھوڑدیں تو انہوں نے برائی کی اور وہ گنا ہگار ہوں گے۔	محیط سرخسی
۱۶	(۱) اگر کوئی ایک شخص تراویح کی جماعت والوں سے پیچھے رہ جائے اور اسے اپنے گھر اکیلے پڑھے تو اس نے جماعت کی فضیلت چھوڑ دی اور اس صورت میں وہ نہ گنہگار ہوگا نہ تارک سنت قرار پائے گا۔ (ب) لیکن اگر وہ شخص ایسا ہو جو پیشوا ہو۔ اسکے آنے سے جماعت زیادہ ہوتی ہو اور اسکے نہ آنے سے جماعت میں کمی ہوتی ہو تو اسے تراویح کی جماعت نہیں چھوڑنی چاہیئے۔	سراج وہاج
۱۷	(۱) اگر کسی شخص نے گھر میں جماعت کے ساتھ نماز تراویح پڑھی تو اسکے حکم کے متعلق مشائخؒ کا اختلاف ہے۔ صحیح حکم یہ ہے کہ گھر میں جماعت سے پڑھنے کی ایک فضیلت ہے اور مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھنے کی ایک مزید فضیلت ہے پس جب کسی نے گھر میں جماعت سے نماز تراویح پڑھی تو اس نے جماعت کے ساتھ ادا کرنے کی فضیلت پالی اور دوسری فضیلت (یعنی مسجد میں جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنے کی فضیلت) چھوڑ دی۔ امام ابو علی نسفیؒ نے یونہی کہا ہے۔ (ب) اور صحیح حکم یہ ہے کہ تراویح کا مسجد میں جماعت سے ادا کرنا افضل ہے۔ اور یہی حکم فرض نمازوں کا ہے۔ (ج) اور اگر کوئی فقیہ خود قاری بھی ہو تو افضل اور احسن یہ ہے کہ اپنی قرأت سے (تراویح) پڑھے اور دوسرے کی اقتدا نہ کرے۔	قاضیخان
۱۸	امام نے کہا ہے کہ اگر کسی (کے محلہ) کا امام قرآن مجید غلط پڑھتا ہو تو اپنی مسجد چھوڑ دینے اور دوسری جگہ (تراویح کی جماعت) تلاش کرنے میں کچھ حرج نہیں اور اسی طرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) جب دوسرا امام قرأت میں تخفیف کرنے والا اور آواز میں اچھا ہو۔ اور اسی سے ظاہر ہے کہ اگر کسی کے محلہ کی مسجد میں (تراویح میں) قرآن مجید کا ختم نہ ہوتا ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے محلہ کی مسجد کو چھوڑ دے اور دوسری جگہ تلاش کرے۔	محیط

؎ تو اسکے لئے مکروہ ہے اور اگر کسی نے تراویح کی جماعت چھوڑ دی تو مکروہ نہیں ہے۔ (جیساکہ ۱۲/۱۸۶ میں ہے) ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ صـ۶۶۰ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی النوافل — التراویح	حوالہ
١٨٦- ١٩	لا ینبغی للقوم ان یقدموا فی التراویح الخوشخوان[1] ولکن یقدموا الدرستخوان فان الامام اذا قرأ بصوت حسن یشغله عن الخشوع والتدبر والتفکر -	کذا فی فتاوی قاضیخان
٢٠	ولو ترکوا الجماعة فی رمضان فقط علیه اجماع المسلمین	کذا فی التبیین
٢١	الوتر فی رمضان بالجماعة افضل من ادائها فی منزله وهو الصحیح	هکذا فی السراج الوهاج
	وقال بعضهم الافضل ان یوتر فی منزله منفردا وهو المختار	هکذا فی التبیین
٢٢	ویکره للرجال ان یستاجروا رجلا یؤمهم فی بیتهم لان استئجار الامام فاسد[2]	کذا فی فتاوی قاضیخان
٢٣	ولو صلی التراویح مرتین فی مسجد واحد یکره	کذا فی فتاوی قاضیخان
٢٤	امام یصلی التراویح فی مسجدین فی کل مسجد علی الکمال لا یجوز	کذا فی محیط السرخسی
٢٥	والفتوی علی ذلك	کذا فی المضمرات
٢٦	والمقتدی اذا صلاها فی مسجدین لا بأس به ولا ینبغی ان یوتر فی المسجد الثانی	کذا فی التاتارخانیة
٢٧	ولو صلی التراویح ثم ارادوا ان یصلوا ثانیا یصلون فرادی	کذا فی التاتارخانیة
٢٨	لو صلی العشاء والتراویح والوتر فی منزله ثم ام قوما آخرین فی التراویح ونوی الامامة کره ولا یکره للقوم ولو لم ینو الامامة اولا وشرع فی الرکوع واقتدی به الناس فی التراویح لم یکره لواحد منهما	کذا فی فتاوی قاضیخان
٢٩	والافضل ان یصلی التراویح بامام واحد فان صلوها بامامین فالمستحب ان یکون انصراف کل واحد علی کمال الترویحة فان انصرف علی تسلیمة لا یستحب ذلك فی الصحیح واذا جازت التراویح بامامین علی هذا الوجه جاز ان یصلی الفریضة احدهما ویصلی التراویح الاخر وقد کان عمر رضی الله تعالی عنه یؤمهم فی الفریضة والوتر وکان ابیّ رضی الله تعالی عنه یؤمهم فی التراویح	کذا فی السراج الوهاج
٣٠	وامامة الصبی العاقل فی التراویح والنوافل المطلقة تجوز عند بعضهم ولا تجوز عند عامتهم	کذا فی محیط السرخسی
٣١	اذا فاتت التراویح لا تقضی بجماعة ولا بغیرها وهو الصحیح	هکذا فی فتاوی قاضیخان

[1] قوله الخوشخوان معناه حسن الصوت والدرستخوان صحیح القرأة - عربی حاشیہ فتاوی ہذا ترجمہ :- خوشخوان کا مفہوم اچھی آواز والا اور درستخوان کا مفہوم درست قرأت کرنے والا (مترجم) [2] قوله لان استئجار الامام فاسد هذا مبنی علی قول القدماء والمتاخرون جوزوا الاستئجار علی الامامة ونحوها وهو المفتی به فی زماننا اه بحراوی عربی حاشیہ فتاوی ہذا ترجمہ :- استئجار امام فاسد ہے یعنی

دفعات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام — تراویح کا بیان	حوالہ
۱۸۶-۱۹	لوگوں کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے کہ تراویح میں خوشخواں کو امام بنائیں بلکہ درست خواں کو امام بنائیں اس لئے کہ امام جب اچھی آواز سے پڑھتا ہے تو خشوع اور غور وفکر میں خلل پڑتا ہے ۔	قاضیخان
۲۰	نماز وتر جماعت کے ساتھ صرف رمضان شریف میں پڑھی جاتی ہے اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے ۔	تبیین
۲۱	(ا) رمضان شریف میں جماعت کے ساتھ وتر پڑھنا گھر میں وتر پڑھنے سے افضل ہے اور یہی حکم صحیح ہے ۔	سراج وہاج
	(ب) اور بعض کے قول میں افضل یہ ہے کہ نماز وتر اپنے گھر میں اکیلے پڑھے اور یہی حکم مختار ہے ۔	تبیین
۲۲	یہ مکروہ ہے کہ لوگ کسی شخص کو اجرت پر مقرر کریں جو ان کے گھر میں (تراویح کی) امامت کیا کرے اس لئے کہ امام کے لئے اجرت مقرر کرنا فاسد ہے ؎۳	قاضیخان
۲۳	اگر کسی نے ایک مسجد میں دو بار تراویح کی نماز پڑھی تو یہ مکروہ ہے ۔	قاضیخان
۲۴	کوئی امام دو مسجدوں میں تراویح کی نماز پوری پوری پڑھاتا ہے تو یہ جائز نہیں ہے ۔	محیط سرخسی
۲۵	اور فتوی اسی (مذکورہ) حکم پر ہے ۔	مضمرات
۲۶	(ا) مقتدی اگر دو مسجدوں میں تراویح کی نماز پڑھے تو کچھ حرج نہیں ۔ (ب) اور اسے ایسا نہیں کرنا چاہیئے کہ نماز وتر دوسری مسجد میں پڑھے ۔	تتارخانیہ
۲۷	اگر کسی مسجد میں تراویح کی نماز ہو چکی پھر لوگوں نے دوبارہ پڑھنے کا ارادہ کیا تو وہ اکیلے اکیلے پڑھیں ۔	تتارخانیہ
۲۸	(ا) کسی شخص نے نماز عشا ۔ نماز تراویح اور نماز وتر اپنے گھر پڑھ لی پھر تراویح میں دوسروں کا امام بنا اور اس نے امامت کی نیت سے ایسا کیا تو اس کے لئے مکروہ ہے اور جماعت کے لوگوں کے لئے مکروہ نہیں ہے ۔ (ب) اور اگر ابتدا میں اس نے امامت کی نیت نہ کی تھی وہ رکوع میں گیا تو لوگوں نے اسکی اقتداء نماز تراویح کیلئے کر لی تو امام اور جماعت والوں میں سے کسی کے لئے بھی مکروہ نہیں ہے ۔	قاضیخان
۲۹	افضل یہ ہے کہ نماز تراویح ایک امام کے ساتھ پڑھیں اور اگر دو اماموں کے ساتھ پڑھیں تو مستحب یہ ہے کہ ہر امام ترویحہ پورا کر کے ہٹے پس اگر ایک امام ایک سلام پھیرنے کے بعد ہٹ گیا تو صحیح قول کے بموجب یہ مستحب نہیں ہے ۔ جب اس مذکورہ طریق پر دو اماموں کے ساتھ نماز تراویح جائز ہے تو یہ بھی جائز ہے کہ فرض نماز ایک امام پڑھا دے اور نماز تراویح دوسرا امام پڑھا دے ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرض نماز اور وتر نماز کی امامت کیا کرتے تھے اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز تراویح میں امامت کیا کرتے تھے ۔	سراج وہاج
۳۰	نماز تراویح اور عام نفلوں میں سمجھدار لڑکے کی امامت بعض فقہاءؒ کے ہاں جائز ہے اور اکثر فقہاءؒ کے ہاں جائز نہیں ہے ۔ ؎۴	محیط سرخسی
۳۱	اگر نماز تراویح فوت ہو جائے تو اسکی قضا نہ کی جائیگی نہ جماعت سے اور نہ جماعت کے بغیر ۔ اور یہی حکم صحیح ہے ۔	قاضیخان

متقدمین فقہاء رحمہم اللہ کے قول پر ہے ۔ اور متاخرین فقہاء نے امامت اور اسکی مانند امور پر اجرت کو جائز قرار دیا ہے اور ہمارے زمانہ میں اس حکم پر فتوی ہے (مترجم) ؎۳ اسکے متعلق متقدمین کے ہاں عدم جواز اور متاخرین کے ہاں جواز کے متعلق حاشیہ عربی ملاحظہ ہو نیز قاضیخان، عالمگیریہ، فتح القدیر، البحر الرائق، فتوی مشائخ بلخ، محیط، فتاوی عتابیہ اور رد المحتار میں اسکے جواز کے متعلق حاشیہ حکم ۱۸/۱۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۴ اسکے متعلق حکم ۳۸/۱۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی النوافل — التراویح	حوالہ
۱۸۹۶-۳۲	واذا تذکروا انہ فسد علیھم شفع من اللیلۃ الماضیۃ فارادوا القضاء بنیۃ التراویح یکرہ	
	ولو تذکروا تسلیمۃ بعد ان صلوا الوتر قال محمد بن الفضل رح لا یصلونھا بجماعۃ	
	وقال الصدر الشہید رح یجوز ان یصلوھا بجماعۃ	کذا فی السراج الوھاج
۳۳	اذا سلم الامام فی ترویحۃ فقال بعض القوم صلی ثلاث رکعات وقال بعضھم صلی رکعتین یأخذ الامام بما کان عندہ فی قول ابی یوسف رح	
	وان لم یکن الامام علی یقین یأخذ بقول من کان صادقا عندہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۴	واذا شکوا فی عدد التسلیمات اختلف المشائخ رح فی الاعادہ وعدمھا بجماعۃ اوفرادی والصحیح ان یعید وافرادی	ھکذا فی المحیط
۳۵	صلی العشاء وحدہ فلہ ان یصلی التراویح مع الامام ولو ترکوا الجماعۃ فی الفرض لیس لھم ان یصلوا التراویح بجماعۃ	کذا فی القنیۃ
۳۶	واذا صلی معہ شیاء من التراویح اولم یدرک شیاء منھا اوصلاھا مع غیرہ لہ ان یصلی الوتر معہ ھو الصحیح	کذا فی القنیۃ
۳۷	واذا فاتتہ ترویحۃ او ترویحتان فلو اشتغل بھا یفوتہ الوتر بالجماعۃ یشتغل بالوتر ثم یصلی ما فاتہ من التراویح وبہ کان یفتی الشیخ الامام الاستاذ ظھیر الدین رح	کذا فی الخلاصۃ
۳۸	لو وجد[۱] الامام فی الصلوٰۃ ولم یدر انھا الفریضۃ او التراویح فقال ان کانت العشاء اقتدیت بہ وان کانت التراویح ما اقتدیت بہ لا یصح الاقتداء سواء کان فی العشاء او فی التراویح	کذا فی الخلاصۃ
۳۹	ولو قال ان کان فی العشاء اقتدیت بہ وان کان فی التراویح اقتدیت بہ فظھر انہ فی التراویح او فی العشاء صح الاقتداء	کذا فی الخلاصۃ
۴۰	ولو صلی التراویح مقتدیا بمن یصلی مکتوبۃ او وترا او نافلۃ الاصح انہ لایصح الاقتداء بہ لانہ مکروہ مخالف لعمل السلف	ھکذا فی محیط السرخسی

[۱] قولہ لو وجد الامام الخ ھذا الفرع تقدم بلفظہ قبیل الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ فالاولی حذفہ من ھذا الموضع کما ھو کذلک فی نسخۃ الطبع الھندی اھ بحراوی (حاشیہ عربی فتاوی ہذا) ترجمہ:- یہ عبارت انہیں الفاظ کے ساتھ نماز کی بحث کے باب ۴ صفت نماز سے ذرا پہلے

دفعات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام — تراویح کا بیان	حوالہ
۱۸۶-۳۲	(ا) اگر جماعت کے لوگوں کو یاد آیا کہ گذشتہ رات (نماز تراویح کا) ایک دوگانہ فاسد ہوگیا تھا چنانچہ انہوں نے اس دوگانہ کو تراویح کی نیت سے قضا کرنا۔ چاہا تو (اس دوگانہ کو تراویح کی نیت سے قضا کرنا) مکروہ ہوگا (ب) اگر انہیں نماز وتر کے بعد یاد آیا کہ تراویح کا ایک سلام (یعنی دو رکعتیں) رہ گئی ہیں تو (اسکے حکم کے متعلق) محمد بن الفضل رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس (دوگانہ) کو جماعت سے نہ پڑھیں [2] اور صدر الشہید رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جماعت سے پڑھ لیں تو جائز ہے۔	سراج وہاج
۳۳	کسی ترویحہ میں امام نے سلام پھیرا تو جماعت والوں سے بعض نے کہا کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں۔ تو (اسکے حکم کے متعلق) امام ابو یوسف کے قول کے موجب امام اپنی رائے پر عمل کرے (ب) اور اگر امام کو کسی بات کا یقین نہ ہو تو اس شخص کا قول اختیار کرے جو اس کے ہاں سچا ہو۔	قاضیخان
۳۴	اگر سلاموں کی تعداد کے متعلق انہیں شک ہوگیا تو (اسکے حکم کے متعلق) فقہاء کا اختلاف ہے کہ وہ لوٹائیں یا نہ لوٹائیں اور یہ کہ جماعت سے لوٹائیں یا اکیلے اکیلے پڑھیں۔ اور صحیح حکم یہ ہے کہ وہ اکیلے اکیلے لوٹائیں۔	محیط
۳۵	کسی شخص نے نماز عشا اکیلے پڑھی تو اسکے لئے جائز ہے کہ وہ نماز تراویح امام کے ساتھ پڑھے۔ اگر سب لوگوں نے (عشا کے) فرضوں کی جماعت چھوڑ دی تو انکے لئے نماز تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنا جائز نہیں ہے۔	قنیہ
۳۶	اگر کسی شخص نے کچھ نماز تراویح امام کے ساتھ پڑھی یا کسی نے نماز تراویح سے کچھ بھی امام کے ساتھ نہ پڑھی یا کسی نے نماز تراویح اس امام کے سوا کسی کے ساتھ پڑھی تو (ان مذکورہ صورتوں میں) اسکے لئے جائز ہے کہ وہ نماز وتر امام کے ساتھ پڑھے اور یہی حکم صحیح ہے۔	قنیہ
۳۷	جب کسی شخص کے ایک یا دو ترویحے فوت ہوگئے پس اگر وہ ان (فوت شدہ ترویحوں) کے پڑھنے میں مشغول ہو تو جماعت کے ساتھ اسکے وتر فوت ہو جائیں گے تو (اسکے لئے حکم یہ ہے کہ) وہ نماز وتر جماعت سے پڑھے اسکے بعد تراویح سے فوت شدہ نماز کو پڑھے اور شیخ امام استاذ ظہیر الدین رحمہ اللہ اسی حکم پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔	خلاصہ
۳۸	کسی شخص نے امام کو نماز میں پایا اور وہ یہ معلوم نہ کرسکا کہ آیا فرض نماز کی جماعت ہے یا تراویح کی جماعت ہے چنانچہ اس نے یوں نیت کی۔ کہ اگر نماز عشا کی جماعت ہے تو میری اقتداء ہے اور اگر تراویح کی نماز ہے تو میری اقتدا نہیں ہے۔ تو اس نیت سے اقتداء صحیح نہیں ہے خواہ امام عشا کی نماز میں تھا یا تراویح کی نماز میں تھا [2]	خلاصہ
۳۹	اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) نیت یوں کی کہ اگر امام عشا کی نماز میں ہے تو میں نے اسکی اقتداء کی اور اگر تراویح کی نماز میں ہے تب بھی میں نے اسکی اقتداء کی پھر معلوم ہوا کہ امام تراویح کی نماز میں تھا یا یہ معلوم ہوا کہ وہ عشا کی نماز میں تھا تو اس نیت سے اقتداء صحیح ہے۔	خلاصہ
۴۰	اگر کسی نے نماز تراویح کی اقتداء ایسے شخص کے پیچھے کی جو نماز فرض یا نماز وتر یا نماز نفل پڑھ رہا ہے۔ تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اسکے پیچھے تراویح کی نماز کی اقتداء صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ مکروہ ہے اور اسلاف کے عمل کے خلاف ہے [3]	محیط سرخسی

گذر چکی ہے۔ پس اس مقام سے اس عبارت کا حذف ہونا اولیٰ ہے جیسا کہ ہندی نسخہ میں ہے (مترجم) [2] جیسا کہ حکم نمبر ۶۲ — ۶۳ / ۱۱۲ میں ہے (مترجم)
[3] اور عشا کی دو سنتیں پڑھنے والا تراویح پڑھنے والے کی اقتدا کرے تو اسکے متعلق حکم نمبر ۳۲ / ۱۸۶ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی النوافل — التراویح	حوالہ
۱۸۶ - ۴۱	ولو اقتدی من یصلی التسلیمة الاولی بمن یصلی التسلیمة الثانیة فالصحیح انه یجوز کمالو اقتدی فی الرکعتین بعد الظهر بمن یصلی الاربع قبله	هکذا فی محیط السرخسی
۴۲	لو اقتدی من لم یصل السنة بعد العشاء بمن یصلی التراویح ونوی سنة العشاء جاز	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۴۳	وهل یحتاج لکل شفع من التراویح ان ینوی التراویح الاصح انه لا یحتاج[1] لان الکل بمنزلة صلوة واحدة	هکذا فی فتاوی قاضیخان
	فاذا صلی التراویح مع الامام ولم یجدد لکل شفع نیة جاز	کذا فی السراجیة
۴۴	اذا لم یسلم فی العشاء حتی بنی علیه التراویح الصحیح انه لایصح وهو مکروه	هکذا فی الخلاصة
۴۵	واذا بنی التراویح علی سنة العشاء الاصح انه لا یجوز	هکذا فی الخلاصة
۴۶	السنة فی التراویح انما هو الختم مرة فلا یترک لکسل القوم	کذا فی الکافی
۴۷	بخلاف مابعد التشهد من الدعوات فانه یترکها اذا علم انه یثقل علی القوم لکن ینبغی ان یأتی بالصلوة علی النبی صلی الله علیه وسلم	هکذا فی النهایة
۴۸	والختم مرتین فضیلة والختم ثلاث مرات افضل	کذا فی السراج الوهاج
۴۹	الافضل تعدیل القرأة بین التسلیمات فان خالف لا بأس به اما فی التسلیمة الواحدة فلا یستحب تطویل القرأة فی الرکعة الثانیة کمالا یستحب فی سائر الصلوات[2] ولو طول الاولی علی الثانیة فی القرأة لا بأس به	کذا فی فتاوی قاضیخان
	وتستحب التسویة بین الرکعتین عندهما وعند محمد یطول القرأة فی الاولی علی الثانیة	هکذا فی محیط السرخسی
۵۰	روی الحسن عن ابی حنیفة انه یقراء فی کل رکعة عشر آیات ونحوها وهو الصحیح	کذا فی التبیین
۵۱	ویکره الاسراع فی القراءة وفی اداء الارکان	کذا فی السراجیة
۵۲	وکلما رتل فهو حسن	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۳	والافضل فی زماننا ان یقراء بمالا یؤدی الی تنفیر القوم عن الجماعة لکسلهم لان تکثیر الجمع افضل من تطویل القرأة	کذا فی محیط السرخسی

[1] الاصح انه لا یحتاج ـ صحح فی الخلاصة انه یحتاج وهو الاحوط ام بحراوی (عربی حاشیہ فتاوی هذا) ترجمہ:۔ خلاصہ میں لکھا ہے کہ صحیح حکم یہ ہے کہ تراویح کے ہر دوگانہ کیلئے نماز تراویح کی نیت کی ضرورت ہے اور اسی میں زیادہ احتیاط ہے (مترجم) [2] نسخہ مطبوعہ امیریہ مصری میں سائر الصلوات

دفعات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام — تراویح کا بیان	حوالہ
۱۸۶- ۴۱	اور اگر کسی ایسے شخص نے جو تراویح کا پہلا دوگانہ پڑھ رہا تھا کسی ایسے شخص کے پیچھے اقتداء کی جو دوسرا دوگانہ پڑھ رہا تھا تو صحیح حکم یہ ہے کہ جائز ہے۔ جیسا کہ (یہ جائز ہے کہ) اگر کسی ایسے شخص نے جو نماز ظہر کے بعد کی دو رکعتیں پڑھ رہا تھا اس نے کسی ایسے شخص کی اقتداء کی جو ظہر کی پہلی چار سنتیں پڑھ رہا تھا۔	محیط سرخسی
۴۲	وہ شخص جس نے عشا کے بعد کی سنتیں نہیں پڑھیں اس نے عشا کی سنتوں کی نیت سے کسی ایسے شخص کے پیچھے اقتداء کی جو نماز تراویح پڑھ رہا ہے تو یہ جائز ہے۔ *	قاضیخان
۴۳	(ا) کیا تراویح کے ہر دوگانہ کے لئے نماز تراویح کی نیت کرنے کی ضرورت ہے؟ زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اسکی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ سب نماز تراویح بمرتبہ ایک نماز کے ہے۔	قاضیخان
	(ب) پس اگر کسی نے نماز تراویح امام کے ساتھ پڑھی اور ہر دوگانہ کے لئے نئی نیت نہ کی تو جائز ہے	سراجیہ
۴۴	اگر کسی نے عشاء کا سلام نہ پھیرا حتی کہ اسپر تراویح کی بنا کرلی تو صحیح حکم یہ ہے کہ بنا کرنا صحیح نہ ہوگا اور ایسا کرنا مکروہ ہے	خلاصہ
۴۵	اور اگر کسی نے عشا کی سنتوں پر تراویح کی بنا کی تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ جائز نہ ہوگا۔	خلاصہ
۴۶	تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنت ہے۔ پس اسے قوم کی سستی کیوجہ سے چھوڑا نہ جائے۔ ⑤	کافی
۴۷	(آخری التحیات میں) تشہد کے بعد دعاؤں کے لئے مذکورہ حکم نہیں ہے۔ اگر ان دعاؤں کا پڑھنا قوم پر گراں گذرے تو انہیں چھوڑدے لیکن (آخری التحیات میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا نہ چھوڑے۔	نہایہ
۴۸	(تراویح میں) دوبار ختم کرنے میں فضیلت ہے اور تین بار ختم کرنا افضل ہے۔	سراج وہاج
۴۹	(ا) افضل یہ ہے کہ تراویح کے سب دوگانوں میں قرأت برابر پڑھے اور کم وبیش پڑھے تو بھی کچھ حرج نہیں۔ (ب) مگر ایک سلام (یعنی ایک دوگانہ) میں دوسری رکعت کی قرأت کو لمبا کرنا مستحب نہیں ہے۔ جیسا کہ دوسری سب نمازوں کے لئے بھی یہی حکم ہے ۳ھ (ج) اور اگر کسی نے پہلی رکعت کی قرأت کو دوسری رکعت کی قرأت سے لمبا کردیا تو کچھ حرج نہیں ہے۔	قاضیخان
	(د) امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے ہاں دونوں رکعتوں میں قرأت برابر پڑھنا مستحب ہے۔ اور امام محمدؒ کے ہاں پہلی رکعت کو دوسری رکعت کی نسبت قرأت میں لمبا کرے ۴ھ	محیط سرخسی
۵۰	حسنؒ نے امام ابوحنیفہ رح سے روایت کی ہے کہ (تراویح کی نماز میں قرآن مجید ختم کرنے کے لئے) ہر رکعت میں دس آیتیں یا اسکی مانند پڑھے اور یہی حکم صحیح ہے۔	تبیین
۵۱	قرأت میں اور نماز کے ارکان ادا کرنے میں جلدی کرنا مکروہ ہے۔	سراجیہ
۵۲	جسقدر حروف کو اچھی طرح ادا کرے گا قدر بہتر ہے۔	قاضیخان
۵۳	(ا) ہمارے زمانہ میں افضل یہ ہے کہ اسقدر قرأت کرے کہ قوم اپنی سستی کیوجہ سے جماعت سے بیزار نہ ہوجائے اس لئے کہ جماعت میں نمازیوں کی تعداد کی کثرت قرآت لمبی کرنے کی نسبت افضل ہے۔	محیط سرخسی

کے الفاظ تھے اور نسخہ مطبوعہ مجیدی کانپوری میں سائر الصلوات کے الفاظ ہیں۔ چونکہ یہی صحیح ہیں لہذا یہی درج ہیں (مترجم) ۳ھ جیسا کہ حکم ۱۵/۱۳۹ میں ہے (مترجم) ۴ھ جیسا کہ حکم ۱۲/۱۳۹ میں ہے (مترجم) * اور اگر صورت حال برعکس ہو تو حکم ۴۰/۱۸۶ ملاحظہ ہو (مترجم) ⑤ حکم نمبر ۵۳، ۵۹/۱۸۶ بھی ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی النوافل — التراویح	حوالہ
۱۸۶ -	المتأخرون کانوا یفتون فی زماننا بثلاث آیات قصار اوآیة طویلة حتی لایمل القوم ولایلزم تعطیل المساجد وهذا احسن	کذا فی الزاهدی
۵۴	و ینبغی للامام اذا اراد الختم ان یختم فی لیلة السابع والعشرین ویکره ان یعجل ختم القرآن فی لیلة احدی وعشرین اوقبلها	کذا فی المحیط
	وحکی ان المشائخ جعلوا القرآن علی خمس مائة واربعین رکوعا واعلموا ذلک فی المصاحف حتی یحصل الختم فی لیلة السابع والعشرین وفی غیرهذا البلد کانت المصاحف معلمة بعشر من الآیات وجعلوا ذلک رکوعا لیقراء فی کل رکعة من التراویح القدر المسنون	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۵	لوحصل الختم لیلة التاسع عشر اوالحادی والعشرین لاتترک التراویح فی بقیة الشهر لانها سنة	کذا فی الجوهرة النیرة
۵۶	الاصح انه یکره له الترک	کذا فی السراج الوهاج
۵۷	واذا غلط فی القراء فی التراویح فترک سورة اوآیة وقراء مابعدها فالمستحب له ان یقراء المتروکة ثم المقروأة لیکون علی الترتیب	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۸	واذا فسد الشفع وقد قراء فیه لایعتد بما قراء فیه ویعید القراءة لیحصل له الختم فی الصلوة الجائزة وقال بعضهم یعتد بها	کذا فی الجوهرة النیرة
۵۹	والناس فی بعض البلاد ترکوا الختم لتوانیهم فی الامور الدینیة ثم بعضهم اختاروا قل هو الله احد فی کل رکعة وبعضهم اختاروا قراءة سورة الفیل الی آخر القرآن وهذا احسن القولین لانه لایشتبه علیه عدد الرکعات ولایشتغل قلبه بحفظها	کذا فی التجنیس
۶۰	اتفقوا علی ان اداء التراویح قاعدا لایستحب بغیر عذر واختلفوا فی الجواز قال بعضهم یجوز وهو الصحیح الا ان ثوابه یکون علی النصف من صلوة القائم فان صلی الامام التراویح قاعدا بعذرا وبغیر عذر واقتدی به قوم قیام قال بعضهم یصح عند الکل وهو الصحیح واذا صح اقتداء القائم بالقاعد اختلفوا فیما یستحب للقوم قال بعضهم المستحب	

ــــــــ

ـلـه حکم نمبر ۱۸۶/۵۹ ، ۱۸۶/۴۶ بھی ملاحظہ ہو (مترجم) ـــ ۲ ـه حکم نمبر ۱۸۶/۵۳ اور ۱۸۶/۴۶ بھی ملاحظہ ہو (مترجم) ـــ ۳ ـه اور اگر اس میں ایک سورت کا فصل ہوجائے

دفعات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام — تراویح کا بیان	حوالہ
۱۸۶-	(ب) علماء متاخرین رحمہ ہمارے زمانہ میں (نماز تراویح کی) ہر رکعت میں ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں قرأت کرنے کا فتوی دیا کرتے تھے تاکہ جماعت کے لوگ بیزار نہ ہو جائیں اور مسجدیں خالی نہ پڑی رہیں (اور اس صورتِ حال میں) یہ حکم سب سے زیادہ اچھا ہے [1]	زاہدی
۵۴	(ا) امام کو چاہیئے کہ جب (تراویح میں) قرآن مجید ختم کرنے کا ارادہ کرے تو ستائیسویں رات کو ختم کرے۔	محیط
	(ب) (تراویح میں) قرآن مجید کے ختم میں جلدی کرکے اکیسویں شب یا اس سے پہلے ختم کرنا مکروہ ہے۔	
	(ج) اور بتایا گیا ہے کہ مشائخ رحمہ نے پورے قرآن مجید کے پانچسو چالیس رکوع مقرر کئے ہیں اور قرآن مجید کے نسخوں میں اسکی علامت کردی ہے۔ تاکہ قرآن مجید (تراویح میں) ستائیسویں شب کو ختم ہو جائے۔	
	(د) اور دیگر کئی ممالک میں قرآن مجید کے نسخوں میں دس دس آیتوں پر علامت کردی گئی ہے اور اسے رکوع مقرر کیا گیا ہے۔ تاکہ تراویح کی ہر رکعت میں قرأت بقدر مسنون پڑھی جائے۔	قاضیخان
۵۵	اگر انیسویں یا اکیسویں شب ختم ہو جائے تو باقی مہینہ میں تراویح نہ چھوڑی جائیں اس لئے کہ نماز تراویح سنت ہے	جوہرہ نیرہ
۵۶	زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ (مذکورہ صورت میں) اسے (بقیہ) تراویح چھوڑ دینا مکروہ ہے۔	سراج وہاج
۵۷	اگر کسی نے نماز تراویح میں قرائت کی غلطی کی۔ پس کوئی سورت یا آیت چھوڑ دی اور اسکے بعد کی سورت یا آیت پڑھی تو (اس صورت میں) مستحب یہ ہے کہ اس چھوٹی ہوئی سورت یا آیت کو پڑھے پھر (اسکے بعد کی) پڑھی ہوئی سورت اور آیت (بھی) پڑھے تاکہ ترتیب کے موافق ہو جائے۔	قاضیخان
۵۸	(ا) جب ایک دوگانہ فاسد ہو گیا اور اس میں کچھ قرأت کرچکا ہے تو جو قرأت اس میں پڑھ چکا ہے وہ شمار نہ ہوگی۔ وہ اس قراءت کا اعادہ کرے تاکہ قرآن مجید کا ختم جائز نماز میں قرار پائے۔	
	(ب) اور بعض کا قول ہے کہ وہ قرأت بھی (جو فاسد دوگانہ میں پڑھی گئی ہے) شمار ہوگی۔	جوہرہ نیرہ
۵۹	(ا) بعض شہروں میں لوگوں نے (تراویح میں) قرآن مجید کا ختم چھوڑ دیا ہے۔ اس لئے کہ وہ دین کے کاموں میں سست ہوگئے ہیں [2]۔ (ب) پھر ان میں سے بعض نے تراویح کی ہر رکعت میں قل ھو اللہ پڑھنا اختیار کیا ہے (ج) اور بعض نے سورۃ الفیل (الم ترکیف) سے قرآن مجید کے آخر تک پڑھنا اختیار کیا ہے (د) اور (قرآن مجید کا ختم نہ ہونے کی صورت میں) ان مذکورہ دونوں طریقوں میں سے یہی (دوسری) بات زیادہ بہتر ہے اس لئے کہ اس طرح رکعتوں کی گنتی نہیں بھولتی اور دل میں رکعتوں کی تعداد یاد کرنے کا خلل نہیں پڑتا [3]	تجنیس
۶۰	(ا) اسپر فقہاء رحمہ کا اتفاق ہے کہ بغیر کسی عذر کے نماز تراویح بیٹھ کر پڑھنا مستحب نہیں ہے۔	
	(ب) البتہ (بغیر عذر نماز تراویح پڑھنے کے) جائز ہونے میں اختلاف ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ جائز ہے۔ اور یہی حکم صحیح ہے لیکن (بغیر عذر بیٹھکر تراویح) پڑھنے کا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے کے ثواب سے آدھا ہوتا ہے۔	
	(ج) پس اگر امام نے نماز تراویح کسی عذر سے یا بغیر عذر کے بیٹھکر پڑھی اور اسکے پیچھے لوگوں نے کھڑے ہو کر اقتداء کی تو بعض کا قول یہ ہے کہ سب کے نزدیک نماز صحیح ہو جائے گی اور یہی حکم صحیح ہے۔	

یعنی کسی سورت کی قرأت رہ جائے تو مکروہ نہیں ہے اسلئے کہ وہ کراہیت فرائض میں ہوتی ہے ماخوذ از رد المحتار ج ا ص ۶۶۳ اور جیسا کہ حکم ۳۶/۱۳۹ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی النوافل — التراویح	حوالہ
۱۸۶-	ان یقعد وا احترازا عن صورة المخالفة	کذا فی فتاوی قاضیخان فی الفصل فی اداء التراویح قاعدا
٦١	فی الفتاوی ولو صلی اربعا بتسلیمة ولم یقعد فی الثانیة ففی الاستحسان لاتفسد وهو اظهر الروایتین عن ابی حنیفة رح وابی یوسف رح واذا لم تفسد قال محمد بن الفضل رح تنوب الاربع عن تسلیمة واحدة وهو الصحیح	کذا فی السراج الوهاج وهکذا فی فتاوی قاضیخان
٦٢	وعن ابی بکر الاسکاف رح انه سئل عن رجل قام الی الثالثة فی التراویح ولم یقعد فی الثانیة قال ان تذکر فی القیام ینبغی ان یعود و یقعد ویسلم وان تذکر بعد ما سجد للثالثة فان اضاف الیها رکعة اخری کانت هذه الاربع عن تسلیمة واحدة وان قعد فی الثانیة قدر التشهد اختلفوا فیه فعلی قول العامة یجوز عن تسلیمتین وهو الصحیح	هکذا فی فتاوی قاضیخان
٦٣	واذا صلی التراویح عشر تسلیمات کل تسلیمة ثلاث رکعات ولم یقعد فی کل ثلاث علی رأس الثانیة فی القیاس وهو قول محمد رح واحدی الروایتین عن ابی حنیفة رح علیه قضاء التراویح لاغیر واما فی الاستحسان ففی قول ابی حنیفة رح علی قول من قال لا یجوز ذلك عن التراویح علیه قضاء التراویح وهل یلزمه للثالثة شیء علی قول ابی حنیفة رح لا یلزمه ساهیا کان او عامدا وعلی قول ابی یوسف رح ان کان ساهیا فکذلك وان کان عامدا فعلیه مع التراویح عشرون رکعة اخری لکل ثالثة قضاء رکعتین وعلی قول من قال یجوز عن التراویح فی قولهما هل یلزمه قضاء شیء آخر ان کان ساهیا لا یلزمه وان کان عامدا فعلیه قضاء عشرین رکعة	کذا فی الظهیریة وهکذا فی فتاوی قاضیخان
٦٤	ولو صلی ست رکعات او ثمانی رکعات او عشر رکعات بتسلیمة واحدة وقعد فی کل رکعتین فعلی قول العامة یجوز کل رکعتین عن تسلیمة واحدة وهو الصحیح	هکذا فی فتاوی قاضیخان

۱ حکم نمبر ۱۶/۱۸۴ و ۳۷/۱۸۴ بھی ملاحظہ ہو ۔ (مترجم) ۲ یعنی اگر وقت ہو تو تراویح پھر پڑھ لے ۔ اسکے متعلق حکم ۳۱—۳۲/۱۸۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام — تراویح کا بیان	حوالہ
۱۸۶-	(د) اور جب بیٹھکر نماز تراویح پڑھنے والے کے پیچھے کھڑے ہوکر پڑھنے والے کی اقتداء صحیح ہوگی۔ تو اس میں اختلاف ہے کہ جماعت کے لوگوں کے لئے مستحب کیا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ (اس صورت میں) ان کے لئے بھی بیٹھ کر پڑھنا مستحب ہے تاکہ مخالفت کی صورت سے بچاؤ رہے۔	قاضیخان
۶۱	فتاوی میں ہے کہ اگر کسی نے (تراویح میں) چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھیں اور دوسری رکعت میں قعدہ نہ کیا تو از روئے استحسان (اسکی) نماز فاسد نہ ہوگی اور امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کی دو روایتوں میں سے زیادہ ظاہر روایت میں یہی حکم ہے۔ ۱؎ اور جب (مذکورہ صورت میں) نماز فاسد نہیں قرار پاتی تو وہ چار رکعتیں (تراویح کے) ایک سلام (یعنی دو رکعتوں) کے قائمقام ہوں گی اور یہی حکم صحیح ہے۔	سراج وہاج قاضیخان
۶۲	(ا) ابوبکر اسکاف رح سے کسی نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص تراویح کی دوسری رکعت میں التحیات کے لئے نہیں بیٹھا اور تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا تو اسکے لئے کیا حکم ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ اگر اسے کھڑا ہونے کی حالت میں یاد آگیا تو اسے چاہیئے کہ وہ لوٹے۔ التحیات کے لئے بیٹھے اور پھر سلام پھیرے۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اسے تیسری رکعت کا سجدہ کر لینے کے بعد یاد آیا تو اگر اس نے (ان تین میں) ایک رکعت اور بڑھا دی تو یہ چار رکعتیں ایک سلام (یعنی دو رکعتوں) کے قائمقام ہوں گی۔ (ج) اور اگر وہ دوسری رکعت میں التحیات بیٹھنے کے بقدر بیٹھا ہے تو اسکے حکم میں اختلاف ہے۔ عام فقہاء کے قول کے بموجب حکم یہ ہے کہ اس کا دو سلام (یعنی چار رکعتیں) قرار پانا جائز ہوگا۔	قاضیخان
۶۳	اگر کسی نے نماز تراویح دس سلام سے پڑھی اور ہر سلام میں تین رکعتیں پڑھیں اور ان سب میں دوسری رکعت کے بعد التحیات کے لئے نہیں بیٹھا تو (ا) از روئے قیاس اسکا حکم یہ ہے اور یہی قول امام محمد رح کا ہے اور امام ابو حنیفہ رح کی دو روایتوں میں سے ایک روایت بھی یہی ہے کہ اسکے ذمہ تراویح کی نماز قضا کرنا ہے اور کچھ نہیں ۲؎ (ب) از روئے ۱؎ استحسان حکم یہ ہے کہ اس شخص کے قول کے بموجب جو اس نماز کو تراویح سمجھنا جائز قرار نہیں دیتا۔ امام ابو حنیفہ کے قول میں اسکے ذمہ نماز تراویح کی قضا ہے اور کیا تیسری رکعت کے سبب اسپر کچھ لازم ہوگا؟ امام ابو حنیفہ رح کے ہاں اسپر کچھ لازم نہ ہوگا۔ خواہ اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا یا بھولے سے ہوا اور امام ابو یوسف رح کے قول کی روسے اگر اس نے بھول کر ایسا کیا ہے۔ تو یہی حکم ہے۔ اور اگر اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو اس پر ہر تیسری رکعت کی بجائے دو رکعتیں ہوں گی پس اس کے ذمہ نماز تراویح کے علاوہ بیس رکعتیں اور ہوں گی۔ ۲؎ اور اس شخص کے قول کے بموجب جو اس نماز کو تراویح قرار دینا جائز قرار دیتا ہے۔ ان دونوں (امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف) کے قول میں کیا (تیسری رکعت کے سبب) اسپر کچھ لازم ہوگا؟ اگر بھولے سے ایسا کیا ہے تو اسپر کچھ لازم نہ ہوگا۔ اور اگر جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو اسکے ذمہ بیس رکعتیں لازم ہیں۔	ظہیریہ۔ قاضیخان
۶۴	(ا) اگر کسی نے تراویح کی چھ رکعتیں یا آٹھ یا دس رکعتیں ایک سلام سے پڑھیں اور ہر دو رکعتوں پر التحیات کے لئے بیٹھا تو عام فقہاء رح کے قول کے بموجب ہر دوگانہ (یعنی ہر دو رکعتیں) ایک سلام سے جائز قرار پائیں گی اور یہی حکم صحیح ہے۔	قاضیخان

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی النوافل — التراویح	حوالہ
۱۸۶-	ولو صلی التراویح کلها بتسلیمة واحدة ان قعد فی کل رکعتین یجوز عن[1] الکل وان لم یقعد فی کل رکعتین وقعد فی آخرها ففی الاستحسان علی القول الصحیح یجزیه عن تسلیمة واحدة	کذا فی السراج الوهاج و هکذا فی فتاوی قاضیخان
۶۵	ویکره للمقتدی ان یقعد فی التراویح فاذا اراد الامام ان یرکع یقوم وکذا اذا غلبه النوم یکره ان یصلی مع القوم بل ینصرف حتی یستیقظ لان فی الصلوۃ مع النوم تهاونا وغفلة وترک التدبر	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶۶	رجل شرع فی صلوۃ التراویح مع الامام فلما قعد الامام نام هو وسلم الامام فاتی بالشفع الاخر وقعد للتشهد فانتبه الرجل ان علم ذلک یسلم ویدخل مع الامام ویوافقه فی التشهد فاذا سلم الامام یقوم ویأتی بالرکعتین سریعا و یسلم ویدخل مع الامام فی الشفع الثالث	کذا فی الخلاصة

[1] نسخہ مطبوعہ امیریہ مصری میں یجوز عند الکل کے الفاظ تھے اور نسخہ مطبوعہ مجیدی کانپوری میں یجوز عن الکل کے الفاظ ہیں۔ اور چونکہ یہی مناسب ہیں لہذا یہی درج ہیں چنانچہ اس صورت کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ "صحت عن الکل وتکرہ ان تعمد وهذا هو الصحیح الخ یعنی ایک سلام

دفعات دشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام تراویح کا بیان	حوالہ
۱۸۶-	(ب) اور اگر کسی نے کل تراویح ایک سلام سے پڑھیں تو اگر ہر دو رکعت کے بعد التحیات کے لئے بیٹھا ہے۔ تو (تراویح کی) سب (رکعتوں) سے جائز ہوگا۔	
	(ج) اور اگر ہر دو رکعت کے بعد التحیات کے لئے نہیں بیٹھا اور صرف تراویح کے آخر میں بیٹھا ہے تو از روئے استحسان صحیح قول کے بموجب اسے ایک سلام (یعنی دو رکعتوں) کے لئے کفایت کر جائے گا۔	سراج وہاج قاضیخان
۶۵	مقتدی کیلئے ایسا کرنا مکروہ ہے کہ تراویح میں بیٹھ جائے اور جب امام رکوع کرنے لگے تو کھڑا ہو جائے۔ اسیطرح اگر اسے نیند کا غلبہ ہے تو اسکے لئے جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا مکروہ ہے۔ بلکہ علیحدہ ہو جائے حتی کہ جاگے اس لئے کہ نیند کے ساتھ نماز پڑھنے میں سستی اور غفلت ہوتی ہے اور قرآن مجید میں غور و فکر چھوٹ جاتا ہے۔	قاضیخان
۶۶	کسی شخص نے تراویح کی نماز امام کے ساتھ شروع کی پس جب امام التحیات کے لئے بیٹھا تو وہ سو گیا اور اس دوران امام نے سلام پھیرا اور دوسرا دوگانہ پڑھا اور التحیات کے لئے بیٹھا پس (اسوقت) وہ شخص جاگا تو (اسکا حکم یہ ہے کہ) اگر اسے اپنا سو جانا معلوم ہوگیا ہے تو وہ سلام پھیر دے اور امام کی نماز میں شریک ہو جائے اور اسکے ساتھ التحیات پڑھے اور جب امام سلام پھیرے تو دو رکعتیں جلدی سے پڑھ لے اور سلام پھیرے اور (پھر) امام کے ساتھ تیسرے دوگانہ میں شریک ہو جائے۔	خلاصہ

ے تراویح کی کل نماز پڑھنے اور ہر دو رکعت پر التحیات بیٹھنے سے تراویح کی کل نماز درست ہو جائیگی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے اور یہی حکم صحیح ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ صفحہ ۶۶۰۔ (مترجم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب العاشر فی ادراک الفریضۃ

دفعات ۱۸۷ تا ۱۸۷ عنوان ۱ تعداد شق ۲۷

۱۸۷- ادراک الفریضۃ تعداد شق ۲۷

۱ ان صلی رکعۃ من الفجر او المغرب فاقیم یقطع ویقتدی وکذا یقطع الثانیۃ مالم یقیدھا بالسجدۃ

واذا قیدھا بھا لم یقطعھا .

واذا اتمھا لم یشرع مع الامام لکراھۃ النفل بعد صلوۃ الفجر ولما فیہ من الاتیان بالوتر فی النفل بعد المغرب او مخالفۃ امامہ — کذا فی التبیین

۲ وکل ذلک بدعۃ فان شرع اتمھا اربعا لان موافقۃ السنۃ احق من موافقۃ الامام — ھکذا فی الکافی

وھو مسئ — کذا فی محیط السرخسی

۳ ولو سلم مع الامام تفسد صلوتہ فیقضی اربعا لانہ التزمہ بالاقتداء — کذا فی التمی

۴ ولو اقتدی ھذا المتنفل بمن یصلی المغرب ولم یقرأ فی الثالثۃ ان قرء المقتدی تجوز صلوتہ ولو لم یقراء فکذلک بتبعیۃ الامام کذا نقل عن الشیخ الامام الاستاذ خانی رح

ولو قام الامام … الرابعۃ علی ظن انھا الثالثۃ فتابعہ المقتدی فی الرابعۃ تفسد صلوۃ المقتدی قعد الامام علی رأس الثالثۃ اولم یقعد ھو المختار وان صارت صلوۃ الامام نفلا عندھما لکن کانت فرضا ثم صار متنفلا من الفرض الی النفل فصار کانہ صلی صلاتین بتحریمتین فیصیر المقتدی مصلیا صلوۃ واحدۃ باما مین من غیر عذر الحدث فلا یجوز

دفعات وشق نمبر	دسواں باب ۔ فرض نماز میں شریک ہونے کے احکام	فرض نماز میں شریک ہونے کا بیان	حوالہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دسواں باب ۔ فرض نماز میں شریک ہونیکے احکام

دفعات ١٨٧ تا ١٨٧ عنوان ١ تعداد شق ٢٧

١٨٧ - فرض نماز میں شریک ہونا

اور اسمیں ٢٧ شقیں ہیں

١ (و) اگر کوئی شخص نماز فجر یا مغرب کی ایک رکعت پڑھ چکا اور جماعت کھڑی ہوگئی تو وہ شخص نماز توڑ کر امام کی اقتدا کرے

(ب) اسیطرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر دوسری رکعت کا سجدہ (ابھی) نہیں کیا تو اسے بھی توڑ دے اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کرچکاہے تو نہ توڑے (ج) اور جب اس شخص نے وہ نماز پوری کرلی تو امام کے ساتھ شریک نہ ہو اسلئے کہ صبح کی نماز کے بعد نفل مکروہ ہیں۔ اور اس لئے کہ مغرب کے بعد یا تو نفلوں کی رکعتیں طاق ہو جائیں گی اور یا (رکعتیں جفت ہونے کی صورت میں) امام کی مخالفت لازم آئے گی۔ تبیین

٢ (ا) اور یہ مذکورہ (یعنی نفل نماز طاق پڑھنا یا امام کی مخالفت کرنا) سب بدعت ہے۔

(ب) اور اگر (مغرب پڑھ کر) امام کے ساتھ شریک ہوگیا تو چار رکعتیں پوری کرے اسلئے کہ امام کی موافقت کی نسبت سنت کی موافقت کا حق زیادہ ہے۔ کافی

(ج) اور (مذکورہ صورت میں) وہ برائی کرنے والا ہے۔ محیط سرخسی

٣ اور اگر (مغرب پڑھ کر امام کے ساتھ شریک ہونے کی صورت میں) اس نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو اسکی نماز فاسد ہوگئی پس وہ چار رکعتوں کی قضا کرے گا اسلئے کہ وہ اقتداء کرنے کی وجہ سے اس پر لازم ہوگئیں۔ شمنی

٤ (ا) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نفل پڑھنے والے نے نمازِ مغرب پڑھنے والے ایسے امام کے پیچھے اقتدا کی جس نے تیسری رکعت میں قرأت نہیں کی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر مقتدی نے (تیسری رکعت میں) قرأت کی ہے تو اس کی نماز جائز ہے۔ اور اگر مقتدی نے قرأت نہیں کی تب بھی امام کی اتباع کی وجہ سے اسکی نماز جائز ہوگی۔ شیخ امام استاذ خانی رح سے یونہی نقل کیا گیا ہے۔

(ب) اور اگر امام تیسری رکعت سمجھکر چوتھی رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا اور مقتدی نے بھی چوتھی رکعت میں اسکی متابعت کی تو مقتدی کی نماز فاسد ہوجائیگی خواہ امام تیسری رکعت پر بیٹھا ہو یا نہ بیٹھا ہو یہی حکم مختار ہے۔

اس صورت میں اگرچہ صاحبین کے نزدیک امام کی نماز نفل ہوگئی لیکن پہلے فرض نماز تھی پھر وہ فرض نماز سے نفل نماز کی طرف چلا گیا تو گویا اس امام نے دو نمازیں دو تحریموں سے پڑھیں۔ پس مقتدی کی ایک نماز حدث کے عذر کے بغیر دو اماموں کے پیچھے ہوگئی اور وہ جائز نہ ہوگی۔

دفعات وشق نمبر	الباب العاشر فی ادراک الفریضۃ — ادراک الفریضۃ	حوالہ
۱۸۷-	ولوشرع فی النفل ثم اقیمت المختار انہ لایقطعہا قید الرکعۃ بالسجدۃ اولم یقید وکذا الوشرع فی المنذورۃ اوقضاء الفوائت هکذا فی الخلاصۃ فی الاقتداء بالامام وبہ یعمل تنذ	
	ومن صلی رکعۃ من الظہر ثم اقیمت یصلی رکعۃ ثم یدخل مع الامام وان لم یقید الاولی بالسجدۃ یقطع ویشرع مع الامام هو الصحیح	کذا فی الهدایۃ
۶	اراد بالاقامۃ شروع الامام فی الصلوٰۃ لااقامۃ المؤذن فانہ لواخذ المؤذن فی الاقامۃ والرجل لم یقید الرکعۃ الاولی بالسجدۃ فانہ یتم بالرکعتین بلاخلاف بین اصحابنا[1]	کذا فی النہایۃ
۷	ولواقیمت فی موضع آخر بان کان یصلی فی البیت مثلا فاقیمت فی المسجد اوکان یصلی فی مسجد فاقیمت فی مسجد آخر لایقطع مطلقا	هکذا فی التبیین
۸	ولوصلی ثلاثا من الظہر یتم ویقتدی متطوعا بخلاف ما اذا کان فی الثالثۃ بعد ولم یقیدها بالسجدۃ حیث یقطعها ویتخیران شاء عاد الی القعود لیسلم وان شاء کبر قائما ینوی الشروع فی صلوٰۃ الامام ولم یسلم قائما والتخیر هو الاصح	هکذا فی التبیین هکذا فی معراج الدرایۃ
	وقیل یقطع قائما بتسلیمۃ واحدۃ وهو الاصح لان القعدۃ مشروطۃ للتحلل وهذا قطع ولیس بتحلل فان التحلل عن الظہر لایکون علی رأس الرکعتین ویکفیہ تسلیمۃ واحدۃ	کذا فی محیط السرخسی
۹	وکذلک فی العشاء والعصر غیرانہ لایدخل معهم تطوعا فی العصر بعد الفراغ	کذا فی السراج الوهاج
۱۰	اذا ادرک رکعۃ من الظہر مع الامام فانہ لم یصل الظہر بجماعۃ فی قولهم جمیعا ویکون مدرکا فضل الجماعۃ فی قولهم جمیعا وان ادرک ثلاثا مع الامام کان مصلیا مع الامام	کذا فی السراج الوهاج
۱۱	ولوشرع فی التطوع ثم اقیمت المکتوبۃ اتم الشفع الذی فیہ ولایزید علیہ	کذا فی محیط السرخسی

[1] نہ توڑے یعنی دو رکعتیں پوری کرے ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۶۶۸ اور جیسا کہ نمبر ۱۱/۱۸۷ اور اسکے حاشیہ میں ہے (مترجم)

[2] اسکے متعلق حکم ۴/۱۸۷ کی آخری جز مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز دو رکعت پوری کرکے اسپر اضافہ نہ کرنے کا حکم اس لئے ہے کہ نفل دوگانہ ہی ہوتا ہے

حوالہ	دسواں باب: فرض نماز میں شریک ہونے کے احکام — فرض نماز میں شریک ہونے کا بیان	دفعات وشق نمبر
خلاصہ	(ج) اور اگر اس شخص نے نفل نماز شروع کی پھر جماعت کھڑی ہوگئی تو مختار حکم یہ ہے کہ اسے نہ توڑے [1] خواہ رکعت کا سجدہ کیا ہو یا نہ کیا ہو اور اس طرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر کسی نے منت مانی ہوئی نماز یا قضا نماز شروع کی (اور جماعت کھڑی ہوگئی تو نہ توڑے)	۱۸۷-
ہدایہ	جس شخص نے نماز ظہر (کے فرضوں) کی ایک رکعت پڑھی پھر جماعت کھڑی ہوگئی تو (اسکے لئے حکم یہ ہے کہ) وہ ایک رکعت اور پڑھ لے پھر امام کے ساتھ (جماعت میں) داخل ہو۔ اور اگر پہلی رکعت کا (ابھی) سجدہ نہیں کیا تھا تو اسے توڑ دے اور امام کے ساتھ نماز شروع کرے یہی حکم صحیح ہے۔	۵
نہایہ	اقامت ہونے سے مراد امام کا نماز شروع کرنا ہے۔ اس سے مؤذن کا اقامت کہنا مراد نہیں ہے۔ پس اگر موذن نے اقامت شروع کی اور اس آدمی نے ابھی پہلی رکعت کا سجدہ نہیں کیا تو وہ دو رکعتیں پوری کرے۔ اس میں ہمارے اصحاب میں اختلاف نہیں ہے۔	۶
تبیین	اگر کسی دوسری جگہ جماعت کھڑی ہوئی۔ مثلاً وہ گھر میں نماز پڑھ رہا تھا اور مسجد میں جماعت شروع ہوئی۔ یا وہ مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا اور کسی اور مسجد میں جماعت شروع ہوئی تو وہ کسی حالت میں نماز نہ توڑے گا	۷
تبیین معراج الدرایہ	(ا) اگر کسی شخص نے نماز ظہر کی تین رکعتیں پڑھ لیں (تو جماعت کھڑی ہوئی) تو (اسکے لئے حکم یہ ہے کہ) وہ نماز پوری کرے اور نفل کی نیت سے اقتدا کرے (ب) اور اگر وہ تیسری رکعت میں تھا اور ابھی اس کا سجدہ نہیں کیا تھا تو (اسکے لئے حکم یہ ہے کہ) وہ نماز توڑ دے اور اسے اختیار ہے کہ وہ چاہے تو وہ التحیات کے لئے بیٹھے اور سلام پھیرے اور چاہے تو کھڑے کھڑے امام کی نماز میں شروع ہونے کی نیت سے تکبیر کہے اور کھڑے ہو کر سلام نہ پھیرے۔ اور اسے اختیار حاصل ہونا ہی زیادہ صحیح حکم ہے۔	۸
محیط سرخسی	بعض کا قول یہ ہے کہ وہ اسی طرح کھڑے ہوئے ایک طرف سلام پھیر کر نماز توڑ دے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔ اس لئے کہ التحیات کے لئے بیٹھنا نماز تمام کرنے کے لئے شرط ہے اور اس (مذکورہ صورت) میں نماز کا توڑنا ہے تمام کرنا نہیں اس لئے کہ نماز ظہر دو رکعتوں پر تمام نہیں ہوتی اور (اس صورت میں) اسے ایک سلام ہی کافی ہے۔	
سراج وہاج	(نماز ظہر کے مذکورہ حکم کی طرح) یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ وہ عشا اور عصر کی نماز میں تھا (اور جماعت کھڑی ہوگی) مگر نماز عصر تمام کرنے کے بعد نفلوں کی نیت سے جماعت میں شریک نہ ہوگا	۹
سراج وہاج	جب کسی نے نماز ظہر سے ایک رکعت امام کے ساتھ پائی تو اس نے سب فقہاءؒ کے قول کے بموجب نماز ظہر جماعت سے نہیں پڑھی البتہ اس نے سب فقہاءؒ کے قول کے بموجب جماعت کی فضیلت پائی۔ اور اگر کسی نے تین رکعتیں امام کے ساتھ پائیں تو وہ (نماز ظہر میں) امام کے ساتھ نماز پڑھنے والا قرار پاگیا۔	۱۰
محیط سرخسی	اگر کسی نے نفل نماز شروع کی پھر فرض نماز کی جماعت کھڑی ہوگئی تو (اسکے لئے حکم یہ ہے کہ) وہ اس دوگانہ کو پورا کرے اور اس دوگانہ پر اضافہ نہ کرے [2]	۱۱

[1] اسی لئے اگر کوئی شخص چار رکعت نفل شروع کرنے کے بعد توڑ دے تو بموجب حکم $\frac{۵۰}{۱۸۴}$ وہ دو رکعتیں ہی قضا کرے گا اور جیسا کہ حکم $\frac{۳۶}{۱۸۴}$ میں اس سے ملتا جلتا حکم ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب العاشر فی ادراک الفریضۃ — ادراک الفریضۃ	حوالہ
۱۸۷ – ۱۲	ولوکان فی السنۃ قبل الظھر والجمعۃ فاقیم او خطب یقطع علی رأس الرکعتین یروی ذلک عن ابی یوسف رح وقد قیل یتمھا	کذا فی الھدایۃ
	وھو الاصح	کذا فی محیط السرخسی
۱۳	وھو الصحیح	ھکذا فی السراج الوھاج
۱۴	ومن انتھی الی الامام فی صلوۃ الفجر وھو لم یصل رکعتی الفجر ان خشی ان یفوتہ رکعۃ ویدرک الاخری یصلی رکعتی الفجر عند باب المسجد ثم یدخل	کذا فی الھدایۃ
۱۵	وان خشی فوتھما دخل مع الامام	کذا فی الھدایۃ
	ولم یذکر فی الکتاب ان کان یرجوادراک القعدۃ کیف یفعل فظاھر ماذکر فی الکتاب انہ ان خاف ان تفوتہ الرکعتان یدل علی انہ یدخل مع الامام	
	وحکی عن الفقیہ ابی جعفر رح انہ قال علی قول ابی حنیفۃ رح وابی یوسف رح یصلی رکعتی الفجر لان ادراک التشھد عندھما کادراک الرکعۃ	کذا فی الکفایۃ
۱۶	واما بقیۃ السنن فان امکنہ ان یأتی بھا قبل ان یرکع الامام اتی بھا خارج المسجد وان خاف فوت رکعۃ شرع معہ	کذا فی التبیین
۱۷	ولو ادرک الامام فی الرکوع ولم یدر انہ فی الرکوع الاول او الثانی یترک السنۃ ویتابع الامام	کذا فی الخلاصۃ
۱۸	دخل مسجدا قد أذن فیہ یکرہ لہ ان یخرج حتی یصلی فان کان رجلا مؤذنا او امام مسجد وتتفرق الجماعۃ بسبب غیبتہ لا بأس بالخروج ھذا اذا لم یصل فان کان قد صلی مرۃ ففی العشاء والظھر لا بأس بالخروج مالم یأخذ المؤذن بالاقامۃ فان أخذ فی الاقامۃ لم یخرج حتی قضاھما تطوعا	

[1] جیسا کہ خلاصۃ الفتاوی میں ہے کہ اگر کسی نے ظہر سے پہلے سنتیں شروع کیں جب ایک یا دو رکعت پڑھیں تو فرضوں کی جماعت کھڑی ہو گئی تو اسکے متعلق شیخ ابو علی نسفی رح فرماتے ہیں کہ میں مذکورہ صورت میں چار سنتیں پوری کرنے کا فتوی دیا کرتا تھا مگر پھر امام ابو حنیفہ رح سے یہ روایت مل گئی کہ مذکورہ صورت میں وہ شخص دو رکعتوں پر سلام پھیر دے اور امام کے ساتھ شامل ہو جائے۔ ماخوذ از خلاصۃ الفتاوی ج ا ص $\frac{۱۵۹}{۱ج}$ — نیز حاشیہ ہدایہ میں بحوالہ تمرتاشی منقول ہے سعدی مذکورہ صورت میں ظہر کی سنتیں اور جمعہ کی چار سنتیں پوری کرنے کا فتوی دیتے تھے پھر نوادر میں امام ابو حنیفہ رح سے یہ روایت پائی کہ اگر وہ ایک رکعت پڑھ چکا ہے تو ایک اور ملا کر سلام پھیر دے تو اس روایت

دفعات وشق نمبر	دسواں باب - فرض نماز میں شریک ہونے کے احکام — فرض نماز میں شریک ہونے کا بیان	حوالہ
۱۸۷-۱۲	(ا) کوئی شخص نماز ظہر سے پہلے کی سنتیں یا جمعہ سے پہلے کی سنتیں پڑھ رہا ہے۔ پس ظہر کی جماعت کھڑی ہوگئی یا جمعہ کا خطبہ شروع ہوگیا تو دو رکعتیں پڑھ کر نماز توڑ دے ؎۱ یہ حکم امام ابویوسف رحؒ سے روایت کیا گیا ہے۔	
	(ب) اور بعض کا قول ہے کہ وہ ان سنتوں کو پورا کرے۔	ہدایہ
	(ج) اور یہی (حکم کہ ان سنتوں کو پورا کرے) زیادہ صحیح ہے	محیط سرخسی
۱۳	اور یہی (مذکورہ حکم) صحیح ہے ۔	سراج وہاج
۱۴	جب کوئی شخص آیا تو امام فجر کی نماز پڑھ رہا تھا اور اس شخص نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھی تھیں تو (اسکے لئے حکم یہ ہے کہ) اگر اسے (جماعت کی) ایک رکعت فوت ہونے کا ڈر ہے اور دوسری رکعت پاسکتا ہے تو وہ فجر کی دو سنتیں مسجد کے دروازے پر پڑھ لے اور پھر جماعت میں شامل ہو۔	ہدایہ
۱۵	(ا) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اسے (جماعت کی) دونوں رکعتیں فوت ہونے کا ڈر ہے تو (سنتیں چھوڑ کر) امام کے ساتھ شامل ہو۔	ہدایہ
	(ب) اور اگر اسے یہ امید ہو کہ التحیات بیٹھنے میں مل جائیگا تو کیا کرے اس کے متعلق کتاب میں حکم مذکور نہیں اور کتاب میں مذکورہ اس حکم کی دلالت سے کہ اگر دونوں رکعتیں فوت ہونے کا خوف ہو یہی ظاہر ہے کہ (وہ سنتیں چھوڑ کر) امام کے ساتھ (جماعت میں) شامل ہوجائے۔	
	(ج) اور فقیہ ابوجعفر رح سے منقول ہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے قول پر یہ حکم دیا ہے کہ (قعدہ ملنے کی امید کی صورت میں بھی) وہ فجر کی سنتیں پڑھ لے اس لئے کہ ان (شیخین رحؒ) کے ہاں التحیات میں ملنا رکعت کے مل جانے کی (فضیلت کی) طرح ہے۔	کفایہ
۱۶	(فجر کے علاوہ) باقی سنتیں نہ پڑھی ہوں تو حکم یہ ہے کہ امام کے رکوع کرنے سے پہلے انہیں پورا کرسکے تو مسجد سے باہر پڑھ لے۔ اور اگر اسے یہ ڈر ہے کہ (جماعت سے) ایک رکعت فوت ہوجائے گی تو امام کے ساتھ نماز شروع کردے۔	تبیین
۱۷	اگر کسی نے امام کو رکوع میں پایا اور اسے معلوم نہیں ہوسکا کہ امام پہلی رکعت کے رکوع میں ہے یا دوسری رکعت کے رکوع میں ہے۔ تو (سنتیں) چھوڑ دے اور امام کی پیروی کرے ؎۲	خلاصہ
۱۸	(ا) کوئی شخص کسی ایسی مسجد میں داخل ہوا جس میں اذان ہو چکی تھی تو اسکے لئے بغیر نماز پڑھے وہاں سے نکل جانا مکروہ ہے۔ اور اگر وہ شخص (کسی اور مسجد کا) مؤذن یا امام ہو اور (وہاں) اسکے غائب ہونے کی وجہ سے جماعت متفرق ہوتی ہو تو اس کے باہر چلے جانے میں کوئی حرج نہیں (ب) یہ مذکورہ حکم اس شخص کے لئے ہے جس نے ابھی وہ نماز نہ پڑھی ہو اور اگر وہ شخص وہ نماز ایکبار پڑھ چکا ہے تو (اسکے لئے حکم یہ ہے کہ) ؎۱ عشاء اور ظہر کی نماز ہونیکی صورت میں جبتک مؤذن نے اقامت نہیں کہی اس	

؎۱ کے بعد انہوں نے پہلے فتوی سے رجوع کرلیا۔ ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج ۱ ص ۱۴۴ (مترجم) ؎۲ یہ صورت فجر کی نماز کے متعلق ہی ہوسکتی ہے جیسا کہ خلاصۃ الفتاوی میں یہ عبارت جنس آخر فی السنن والتطوع کے باب میں ہے اور اس سے ما قبل فجر کا ذکر ہے خلاصۃ الفتاوی ج ۱ ص ۶۲ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب العاشر فی ادراک الفریضۃ — ادراک الفریضۃ	حوالہ
۱۸	وفی العصر والمغرب والفجر یخرج فان مکث ولم یدخل معھم یکرہ	کذا فی محیط السرخسی
۱۹	ومن انتھی الی الامام فی رکوعہ فکبر ووقف حتی رفع الامام رأسہ من الرکوع لایصیر مدرکا لتلک الرکعۃ سواء تمکن من الرکوع اولم یتمکن وکذا لو انحط ولم یقف لکن رفع الامام رأسہ قبل ان یرکع	کذا فی الھدایۃ ھکذا فی معراج الدرایۃ
۲۰	قال المجبوبی ؒ دخل المسجد والامام راکع فقد قال بعض مشائخنا ؒ ینبغی ان یکبر ویرکع ثم یمشی حتی یلتحق بالصف کیلا یفوتہ الرکوع وعندنا لومشی ثلاث خطوات متوالیۃ تبطل والا یکرہ واکثر مشائخنا ؒ علی انہ لایکبر کیلا یحتاج الی المشی فی الصلوۃ	ھکذا فی معراج الدرایۃ
۲۱	ذکر الجلابی ؒ فی صلاتہ ادرک الامام فی الرکوع فکبر قائما ثم شرع فی الانحطاط وشرع الامام فی الرفع الاصح ان یعتد بھا اذا وجدت المشارکۃ قبل ان یستقیم قائما وان قل	ھکذا فی معراج الدرایۃ
۲۲	اجمعوا انہ لو انتھی الی الامام وھو قائم فکبر ولم یرکع مع الامام حتی رکع الامام ثم رکع انہ یصیر مدرکا لتلک الرکعۃ	کذا فی البحر الرائق
۲۳	واجمعوا انہ لو اقتدی بہ فی قومۃ الرکوع لم یکن مدرکا لتلک الرکعۃ	کذا فی البحر الرائق
۲۴	ادرک امامہ راکعا یحرم قائما وکبر ویأتی بالثناء وتکبیرات العید قائما ان غلب علی ظنہ انہ یدرک الامام فی الرکوع۔ وان خشی ان یفوتہ الرکوع یرکع ولا یأتی بالتکبیرات وکبر فی رکوعہ	کذا فی الکافی فی باب صلوۃ العید
۲۵	ومدرک الامام فی الرکوع لایحتاج الی تکبیرتین خلافا لبعضھم ولو نوی بتلک التکبیرۃ الواحدۃ الرکوع لا الافتتاح جاز ولغت نیتہ	کذا فی فتح القدیر
۲۶	المقتدی اذا اتی بالرکوع والسجود قبل الامام فی الرکعات کلھا یجب علیہ ان یصلی رکعۃ واحدۃ بغیر قرأۃ ثم تتم صلوٰتہ	

۱؎ نماز میں چلنے کے متعلق حکم $\frac{۱۵}{۱۷۳}$ ، $\frac{۲۲}{۱۷۹}$ ، $\frac{۳۳}{۱۷۹}$ ، $\frac{۱۰۲ ، ۱۰۳ ، ۱۰۵}{۱۸۰}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{۳}{۱۹۸}$ ملاحظہ ہو (مترجم)۔
۳؎ اسکے متعلق حکم $\frac{۲۹}{۱۱۳}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ جیسا کہ حکم نمبر $\frac{۲}{۱۶۸}$ میں ہے۔ اور جیسا کہ ان صورتوں کا ذکر درمختار اور رد المحتار

دفعات وشق نمبر	دسواں باب ۔ فرض نماز میں شریک ہونے کے احکام — فرض نماز میں شریک ہونے کا بیان	حوالہ
۱۸۷-	کے باہر چلے جانے میں کوئی حرج نہیں اور اگر مؤذن نے اقامت شروع کر دی تو مسجد سے نہ نکلے اور نفل کی نیت سے ان نمازوں کو پڑھے اور عصر اور مغرب اور فجر کی نماز ہونے کی صورت میں وہ باہر چلا جائے اور اگر وہ ٹھہرا رہا اور جماعت کے ساتھ شامل نہ ہوا تو ایسا کرنا مکروہ ہے	محیط سرخسی
۱۹	(ا) کوئی شخص آیا اور امام رکوع میں تھا پس وہ تکبیر کہہ کر کھڑا ہوا کہ اتنے میں امام نے رکوع سے سر اٹھا لیا تو وہ شخص اس رکعت کو پانے والا نہیں قرار پائے گا	ہدایہ
	(ب) خواہ اتنی دیر میں رکوع میں شریک ہو سکتا تھا یا نہ ہو سکتا تھا دونوں صورتوں میں حکم برابر ہے ۔(ج) اسی طرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر تکبیر کہہ کر کھڑا نہ ہوا اور جھک گیا لیکن اسکے رکوع میں جانے سے پہلے امام نے (رکوع سے) سر اٹھا لیا (تو وہ اس رکعت کو پانے والا نہیں قرار پائے گا)	معراج درایہ
۲۰	(ا) محبوبی نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہوا تو امام رکوع میں تھا تو ہمارے بعض مشائخ نے کہا ہے کہ اسے تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جانا چاہیئے۔ پھر چل کر صف میں مل جانا چاہیئے تاکہ رکوع فوت نہ ہو اور ہمارے ہاں اگر (کوئی شخص نماز میں) پے درپے تین قدم چلے گا تو (اسکی) نماز باطل ہو جائے گی ورنہ مکروہ ہوگی [1] (ب) اور ہمارے اکثر مشائخ کا قول یہ ہے کہ وہ (اس طرح) تکبیر نہ کہے تاکہ نماز میں چلنا نہ پڑے ۔	معراج درایہ
۲۱	جلابی نے اپنی نماز میں ذکر کیا ہے کہ کسی شخص نے امام کو رکوع میں پایا تو کھڑے ہو کر تکبیر کہی۔ پھر (رکوع کے لئے) جھکنا شروع کیا تو (اس صورت میں) زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اگر امام کے سیدھے کھڑا ہونے سے پہلے (مقتدی) اسکے ساتھ شریک ہو گیا خواہ تھوڑی سی شرکت ہو تو (اسکی) وہ رکعت شمار میں آجائے گی ۔	معراج درایہ
۲۲	اس پر فقہاء کا اجماع ہے کہ کوئی شخص آیا اور امام قیام کی حالت میں تھا۔ آنے والے نے تکبیر کہی اور امام کے ساتھ رکوع نہ کیا حتی کہ امام نے رکوع کر لیا پھر اس نے رکوع کیا تو (اس صورت میں) وہ اس رکعت کو پانے والا قرار پائے گا۔	بحر الرائق
۲۳	اسپر فقہاء کا اجماع ہے کہ اگر کسی نے رکوع کے قومہ (رکوع سے اٹھنے کے بعد سیدھا کھڑے ہونے کی حالت) میں امام کی اقتدا کی تو (اس صورت میں) وہ اس رکعت کو پانے والے نہیں قرار پائے گا ۔	بحر الرائق
۲۴	کسی شخص نے امام کو رکوع میں پایا تو وہ کھڑے ہو کر تحریمہ باندھے تکبیر کہے اور وہ ثنا پڑھے اور عید کی تکبیریں کھڑے ہو کر کہے بشرطیکہ اس کا گمان غالب یہ ہو کہ وہ امام کو رکوع میں پالے گا۔ اور اگر اسے یہ ڈر ہو کہ (امام کے ساتھ) اس کا رکوع فوت ہو جائے گا تو وہ (تکبیر تحریمہ کے بعد) رکوع کر دے اور (کھڑا ہونے کی حالت میں) عید کی تکبیریں نہ کہے اور رکوع میں (عید کی) تکبیریں کہہ لے [2]	کافی
۲۵	(ا) جو شخص امام کو رکوع میں مل جائے اسے دو تکبیروں کی ضرورت نہیں بعض فقہاء کا اسمیں اختلاف ہے [3] (ب) اگر اس نے وہ ایک تکبیر رکوع کی نیت سے کہی۔ نماز شروع کرنے کی نیت سے کہی تو جائز ہے اور اس کی نیت لغو جائیگی [4]	فتح قدیر
۲۶	(ا) جب مقتدی نے سب رکعتوں میں رکوع و سجود امام سے پہلے کیا تو اسپر لازم ہے کہ وہ ایک رکعت قرأت کے بغیر پڑھے اور اسکی نماز پوری ہو جائیگی	

ج ا صـ ۵۵۶ میں ہے ۔ نیز اگر مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی نماز پہلے پڑھے تو اس کے متعلق حکم ۱۱۱/۱۶۹ مع حاشیہ ملا (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب العاشر فی ادراک الفریضة — ادراک الفریضة	حوالہ
۱۸۷-	وان رکع مع الامام وسجد قبلہ یجب علیہ قضاء رکعتین وان رکع قبل الامام	
	وسجد معہ یجب علیہ قضاء اربع رکعات بغیر قراءة	
	وان رکع بعد الامام وسجد بعدہ جازت صلوتہ	
	وان ادرکہ[1] الامام فی الرکوع والسجود فی آخرهما یجوز	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۲۷	ومن اتی مسجدا قد صلی فیہ لا بأس بان یتطوع قبل المکتوبة ما بدا لہ مادام	
	فی الوقت سعة	
	وان کان فیہ ضیق یترکہ قیل هذا فی غیر سنة الظهر والفجر	هکذا فی الهدایة
	وهو اختیار شمس الائمة السرخسی رح وصاحب المحیط رح وقاضیخان رح والتمرتاشی رح	کذا فی الکفایة
	والمحبوبی رح	وهکذا فی النهایة
	وقیل هذا فی الجمیع	کذا فی الهدایة
	وهو اختیار صدر الاسلام رح	کذا فی الکفایة
	والاولی ان لا یترکها فی الاحوال کلها	کذا فی الهدایة
	سواء صلی الفرض بجماعة اولا الا اذا خاف	
	فوت فرض الوقت	کذا فی الکفایة

[1] فتاوی عالمگیری مطبوعہ مطبع امیریہ مصری میں قاضیخان کی یہ عبارت یوں درج تھی " وان ادرک الامام فی الرکوع والسجود الخ " ترجمہ اگر کسی نے رکوع اور سجود کے آخری حصہ میں امام کو پایا الخ اور فتاوی قاضیخان میں یہ عبارت یوں ہے ۔ وان ادرکہ الامام فی الرکوع والسجود فی آخرهما یجوز لانہ اتی بما هو الواجب لکنہ یکرہ الخ فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۹۸ ۔ ترجمہ :- جب کسی مقتدی کو رکوع اور سجود کے آخری حصہ میں امام نے پالیا تو جائز ہے

دفعات دستی نمبر	دسواں باب ۔ فرض نماز میں شریک ہونے کے احکام — فرض نماز میں شریک ہونے کا بیان	حوالہ
۱۸۷-	(ب) اور (مذکورہ صورت میں) اگر کسی نے رکوع امام کے ساتھ کیا ہے اور سجدہ امام سے پہلے کیا ہے تو اسپر دو رکعتوں کی قضا لازم ہے (ج) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے رکوع امام سے پہلے کیا ہے اور سجدہ امام کے ساتھ کیا ہے تو اسپر بغیر قرأت کے چار رکعتیں قضا کرنا لازم ہے (د) اور اگر اس نے رکوع امام کے بعد کیا ہے اور سجدہ بھی امام کے بعد کیا ہے تو اسکی نماز جائز ہو جائے گی۔ (س) اور اگر کسی مقتدی کو رکوع اور سجود کے آخری حصہ میں امام نے پالیا تو جائز ہوگا	قاضیخان
۲۷	(ا) جو شخص کسی مسجد میں آیا اور اس مسجد میں اس وقت کی نماز باجماعت ہو چکی تھی تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ فرض نماز سے پہلے جسقدر چاہے نفل (یا سنت) پڑھ لے جبتک کہ وقت میں گنجائش ہو اور اگر وقت تنگ ہو تو نفل نماز چھوڑ دے (ب) اور[1] بعض کا قول ہے کہ یہ حکم ظہر اور فجر کی سنتوں کے علاوہ کے لئے ہے۔	ہدایہ
	اور[2] اسی حکم (کہ اکیلے نماز پڑھنے والا وقت کی تنگی کی صورت میں ظہر اور فجر کی سنتوں کے علاوہ نوافل چھوڑ دے اس) کو شمس الائمہ سرخسیؒ نے اختیار کیا ہے اور صاحب محیطؒ نے قاضیخانؒ۔ تمرتاشیؒ اور محبوبیؒ نے اختیار کیا ہے۔	کفایہ۔نہایہ
	(ج) اور[1] بعض کا قول ہے کہ (مذکورہ حکم) سب (سنتوں اور نفلوں) کیلئے ہے۔	ہدایہ
	اور[2] اس حکم (کہ اکیلے نماز پڑھنے والا وقت کی تنگی کی صورت میں سب سنتوں اور نفلوں کو چھوڑ دے اس) کو صدر الاسلامؒ نے اختیار کیا ہے۔	کفایہ
	(د) اور اولیٰ یہ ہے کہ ان (مذکورہ سنتوں) کو کسی حال میں نہ چھوڑے۔ خواہ اس نے فرض نماز جماعت سے پڑھی ہو یا نہ لیکن اگر فرض نماز کے لئے وقت جاتے رہنے کا ڈر ہو تو پھر یہ حکم نہیں (یعنی پھر ان مذکورہ سنتوں کو چھوڑ دے) [2]	ہدایہ، کفایہ

[1] اس لئے کہ اس نے واجب ادا کر دیا ہے البتہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔ اور چونکہ قاضیخان کی اصل عبارت ہی موزوں ہے۔ لہذا وہی درج ہے جیساکہ رد المحتار میں ہے۔ ان یأتی بهما قبله و یدرکه الامام فیهما وهو جائز لکنه یکره رد المحتار ج ا ص۵۵۶ اور جیساکہ حکم $\frac{3}{168}$ میں ہے (مترجم) [2] اسکے متعلق حکم $\frac{15}{184}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت / قضاء الفوائت	حوالہ
	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	
	الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت	
	دفعات ۱۸۸ تا ۱۸۹ عنوانات ۲ تعداد شق ۵۳	
۱۸۸-	**قضاء الفوائت** تعداد شق ۵۲	
۱	کل صلوۃ فاتت عن الوقت بعد وجوبها فیه یلزمه قضاؤها سواء ترک عمدا او سهوا او بسبب نوم وسواء کانت الفوائت کثیرة او قلیلة	
	فلا قضاء علی مجنون حالة جنونه لما فاته حالة عقله کما لا قضاء علیه فی حالة عقله لما فاته حالة جنونه ولا علی مرتد ما فاته زمن ردته	
	ولا علی مسلم اسلم فی دار الحرب ولم یصل مدة لجهله بوجوبها	
	ولا علی مغمی علیه ومریض عجز عن الایماء ما فاته فی تلک الحالة وزادت الفوائت علی یوم ولیلة	کذا فی البحر الرائق
۲	ومن حکمه ان الفائتة تقضی علی الصفة التی فاتت عنه الا لعذر وضرورة فیقضی مسافر فی السفر ما فاته فی الحضر من الفرض الرباعی اربعا	
	والمقیم فی الاقامة ما فاته فی السفر منها رکعتین	کذا فی البحر الرائق
۳	والقضاء فرض فی الفرض وواجب فی الواجب وسنة فی السنة	کذا فی البحر الرائق
۴	ثم لیس للقضاء وقت معین بل جمیع اوقات العمر وقت له الا ثلاثة وقت طلوع الشمس ووقت زوالها ووقت الغروب فانه لا تجوز الصلوۃ فی هذه الاوقات	کذا فی البحر الرائق

ـلـه نماز کی فرضیت مانتے ہوئے اسے بغیر عذر جان بوجھ کر چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے ۔ پس اسکے لئے قضا کے ساتھ توبہ کرنا بھی ضروری ہے ۔ جیساکہ حکم نمبر $\frac{۲}{۹۸}$ میں ہے اور نماز کی فرضیت کا منکر کافر ہے نیز اسکے متعلق حکم $\frac{۱}{۹۸}$ ، $\frac{۲۰}{۱۸۹}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ـه جیساکہ حکم $\frac{۵}{۱۸۹}$ میں ہے (مترجم) ۳ـه مثلاً درمختار میں ہے کہ مریض شخص نے بیماری کی حالت میں ان فوت شدہ

دفعات وشق نمبر	گیارہواں باب ۔ قضا نمازوں کے احکام قضا نمازوں کا بیان	حوالہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

گیارہواں باب ۔ قضا نمازوں کے احکام

دفعات ۱۸۸ تا ۱۸۹ عنوانات ۲ تعداد شق ۷۳

۱۸۸- فوت شدہ نمازوں کی قضا

اور اس میں ۵۲ شقیں ہیں

۱ (ا) ہر وہ نماز جو اپنے وقت میں لازم ہو کر اس وقت میں (اسکی ادائیگی) فوت ہو جائے تو اس کی قضاء لازم ہوتی ہے خواہ اسے جان بوجھ کر[۱] چھوڑا یا بھولے سے چھوڑا یا نیند کی وجہ سے چھوٹ گئی اور خواہ، چھوٹی ہوئی نمازیں بہت سی ہوں یا تھوڑی ہوں۔

(ب) پس[۱] پاگل شخص پر پاگل پن کی حالت میں ان نمازوں کی قضا لازم نہیں جو عقل رکھنے کی حالت میں اس سے چھوٹی ہوں اسیطرح عقل رکھنے کی حالت میں ان نمازوں کی قضا لازم نہیں جو پاگل پن کی حالت میں اس سے چھوٹی ہوں اور[۳] نہ مرتد پر ان نمازوں کی قضا لازم ہے جو مرتد رہنے کی حالت میں اس سے چھوٹی ہوں اور[۴] نہ ایسے مسلمان پر (ان) نمازوں کی قضا لازم ہے جو دار الحرب (کفرستان) میں اسلام لایا اور نماز کی فرضیت نہ جاننے کی وجہ سے ایک عرصہ تک نماز نہ پڑھی ہو[۲] اور بیہوش[۵] آدمی اور[۶] ایسا بیمار جو اشارہ سے بھی نماز نہ پڑھ سکتا ہو ان سے اس (بیہوشی اور اشارہ سے بھی معذور ہونے کے) دوران جو نمازیں چھوٹ گئی ہوں اور وہ ایک دن رات کی نمازوں سے زیادہ ہوں تو ان پر بھی انکی قضا لازم نہیں ہے۔ — بحرالرائق

۲ (ا) فوت شدہ نماز کا حکم یہ ہے کہ جس صفت سے نماز فوت ہوئی ہے اسی صفت کے ساتھ اس کی قضا کی جائے گی لیکن عذر اور ضرورت کی بنا پر یہ حکم نہیں ہے[۳]۔ (ب) پس[۱] مسافر شخص دورانِ سفر ان نمازوں کی چار رکعتیں قضا کرے گا جو اس سے حالت اقامت (مسافر نہ ہونے کی حالت) میں چار رکعت والی فرض نمازیں چھوٹ گئی تھیں اور[۲] مقیم شخص دوران اقامت چار رکعت والی نمازوں سے دو رکعتیں قضا کرے گا جو حالت سفر میں اس سے چھوٹ گئی تھیں[۴]۔ — بحرالرائق

۳ فرض نماز کی قضا فرض ہے واجب نماز کی قضا واجب ہے اور سنت نمازوں کی قضا سنت ہے۔ — بحرالرائق

۴ پھر فوت شدہ نماز قضا کرنے کے لئے کوئی مقرر وقت نہیں ہے بلکہ تمام عمر اسکا وقت ہے لیکن تین وقتوں میں قضا نماز جائز نہیں ہے۔[۵] (اور وہ تین وقت یہ ہیں) سورج طلوع ہونے کا وقت زوال کا وقت اور اس کے غروب ہونے کا وقت۔ اس لئے کہ ان اوقات میں نماز جائز نہیں ہے۔ — بحرالرائق

نمازوں کی قضا کرنا چاہیے۔ جو اس شخص کی حالت میں فوت ہوئی تھیں تو وہ مریض ان نمازوں کی قضا اس کیفیت سے کریگا جس وقت وہ درست ہو ... مختار ہے کہ کسی شخص نے ان فوت شدہ نمازوں کی قضا کرنا چاہیے۔ جو اس سے بیماری کی حالت میں فوت ہوئی تھیں جبکہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر نہ تھا تو وہ شخص صحت کی حالت میں ان نمازوں کی قضا میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے گا ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۱ ص ۔۔۔ (مترجم) [۴] اگر مسافر نے امام کی متابعت کی وجہ سے چار فرض پڑھے۔ پھر کسی وجہ سے وہ نماز فاسد ہو گئی۔ تو وہ مسافر اس نماز کی قضا کرنے میں دو رکعت سفری نماز ہی پڑھے گا ماخوذ از خلاصۃ الفتاوی ج ۱ ص ۲۰۱ (مترجم) [۵] اسکے متعلق حکم نمبر ۱۰۱ ملاحظہ ہو

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت — قضاء الفوائت	حوالہ
١٨٨-٥	رجل صلى فارتد فاسلم في الوقت يعيد	كذا في الكافي
٦	صبي صلى العشاء ثم نام واحتلم وانتبه قبل طلوع الفجر يقضي العشاء بخلاف الصبية اذا بلغت بالحيض قبل طلوع الفجر لا يلزمها قضاء العشاء لان الحيض لو طرأ على الوجوب اسقط الوجوب فاذا قارنه اولى ان يمنع وان بلغت بالسن تلزمها العشاء وان لم ينتبه حتى طلع الفجر قيل يقضي العشاء	كذا في محيط السرخسي
٧	هو المختار	كذا في فتاوى قاضيخان
٨	ومتى قضى الفوائت ان قضاها بجماعة فان كانت صلوة يجهر فيها يجهر فيها الامام بالقراءة وان قضاها وحده يتخير بين الجهر والمخافتة والجهر افضل كما في الوقت كذا الامام ويخافت فيما يخافت فيه حتما وكذا الامام	كذا في الظهيرية
٩	الترتيب بين الفائتة والوقتية وبين الفوائت مستحق	كذا في الكافي
١٠	حتى لا يجوز اداء الوقتية قبل قضاء الفائتة	كذا في محيط السرخسي
١١	وكذا بين الفروض والوتر	هكذا في شرح الوقاية
١٢	ولو صلى الفجر وهو ذاكر انه لم يوتر فهي فاسدة عند ابي حنيفة[١] ولو تذكر فائتة في تطوعه لم يفسد تطوعه لان الترتيب عرف واجبا في الفرض بخلاف القياس فلا يلحق به غيره	كذا في محيط السرخسي
١٣	وفي الفتاوى العتابية الصبي اذا بلغ وصلى صلوة في وقتها يصير صاحب ترتيب كالمرأة اذا بلغت ورأت دما صحيحا تصير صاحبة عادة بمرة واحدة	كذا في التاتارخانية
١٤	واما الترتيب في بعض اعمال الصلوة فليس بفرض عندنا	كذا في المحيط
١٥	حتى ان من ادرك الامام في اول الصلوة ونام خلفه او سبقه الحدث فسبقه الامام ثم انتبه او توضأ وعاد فعليه ان يقضي اولا ما سبقه الامام ثم يتابع امامه اذا ادركه	

[١] یہ واقعہ امام محمد رحمہ کا ہے۔ چنانچہ انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ سے اسکا حکم پوچھا اور ان کے مذکورہ جواب پر نماز کا اعادہ کیا۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۵ (مترجم) [٢] جیسا کہ حکم $\frac{۴}{۷۱}$ میں ہے (مترجم) [٣] اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲۹، ۳۷}{۱۱۹}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	گیارہواں باب ۔ قضا نمازوں کے احکام — قضا نمازوں کا بیان	حوالہ
۱۸۸-۵	کسی شخص نے نماز پڑھی پھر مرتد ہوگیا۔ پھر اس نماز کے وقت کے اندر مسلمان ہوگیا تو وہ اس نماز کو لوٹائے گا۔	کافی
۶	(ا) کسی لڑکے نے عشا کی نماز پڑھی پھر سوگیا اور اس کو احتلام ہوا اور فجر کے طلوع ہونے سے پہلے جاگ پڑا تو وہ عشا کی نماز قضا کرے گا[1] (ب) لڑکی کے لئے حکم اسکے خلاف ہے۔ جب لڑکی فجر طلوع ہونے سے پہلے حیض کے ساتھ بالغ ہوئی تو اس پر نماز عشا کی قضا لازم نہیں ہے۔ اس لئے کہ نماز فرض ہونے کی حالت میں جب حیض آئے تو وہ فرض ساقط ہوجاتا ہے[2] تو جب فرضیت کے ساتھ حیض آئے تو فرض ہونے کے لئے بطریق اولی مانع ہوگا۔ (ج) اور اگر لڑکی سالوں کے حساب سے بالغ ہوئی تو (مذکورہ صورت میں) اسپر عشا کی نماز لازم ہوگی۔ (د) اور اگر (مذکورہ صورت میں) لڑکا طلوع فجر سے پہلے نہ جاگا تو بعض کا قول یہ ہے کہ وہ عشا کی نماز قضا کریگا۔	محیط سرخسی
۷	اور یہی حکم (کہ مذکورہ صورت میں وہ لڑکا عشا کی نماز قضا کرے گا) مختار ہے۔	قاضیخان
۸	جب فوت شدہ نماز قضا کرے تو (حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر انہیں باجماعت قضا کرے تو جہری نمازوں (جن نمازوں میں قرأت اونچی پڑھی جاتی ہے) کی قضا کی صورت میں امام اونچی قرأت کرے اور اگر انہیں اکیلے قضا کرے تو (جہری نمازوں کی صورت میں) اسے اونچی قرأت کرنے اور آہستہ قرأت کرنے میں اختیار ہے۔ اور اونچی قرأت کرنا افضل ہے جیساکہ وقت کی جہری نماز اکیلے پڑھنے کی صورت میں اونچی قرأت کرنا افضل ہے[3] (ب) اور جن نمازوں میں قرأت آہستہ کی جاتی ہے انہیں (اکیلے) قضا کرنے میں آہستہ قرأت کرنا ضروری ہے اور امام کے لئے بھی یہی حکم ہے۔	ظہیریہ
۹	فوت شدہ نماز اور وقتی نماز کے مابین اور کئی فوت شدہ نمازوں کے مابین ترتیب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے[4]	کافی
۱۰	حتی کہ فوت شدہ نماز کی قضا سے پہلے وقتی نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے۔	محیط سرخسی
۱۱	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح فرض نمازوں اور نماز وتر میں بھی ترتیب ضروری ہے۔	شرح وقایہ
۱۲	(ا) اگر کسی نے نماز فجر پڑھی اور اسے یاد تھا کہ اس نے نماز وتر نہیں پڑھی ہے تو امام ابوحنیفہؒ کے ہاں اسکی وہ نماز فجر فاسد ہے۔ (ب) اور اگر نماز نفل میں کوئی فوت شدہ (فرض یا واجب) نماز یاد آئی تو اسکی نماز نفل فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ ترتیب کا ضروری ہونا۔ فرض نمازوں میں خلاف قیاس ثابت ہوا ہے۔ پس غیر فرض اس حکم میں شامل نہ ہوگا۔	محیط سرخسی
۱۳	فتاوی عتابیہ میں ہے (ا) کہ لڑکا جب بالغ ہوا اور نماز کے وقت میں نماز پڑھ لے تو وہ صاحب ترتیب ہوجاتا ہے (ب) جیساکہ عورت جب بالغ ہوجائے اور صحیح خون دیکھ لے تو ایک بار (کے حیض) سے وہ صاحب عادت ہوجاتی ہے۔	تتارخانیہ
۱۴	اور ہمارے ہاں نماز کے بعض اعمال میں باہم ترتیب فرض نہیں ہے[5]	محیط
۱۵	(ا) حتی کہ (مذکورہ حکم کی بنا پر) جو شخص امام کے ساتھ شروع نماز میں شریک ہوا پھر اسکے پیچھے سوگیا یا اسے حدث (وضو توڑنے والا امر درپیش ہوا) اور امام (نماز کی ادائیگی میں) آگے نکل گیا پھر (وہ سویا ہوا مقتدی) جاگا یا اس (حدث والے)	

[4] اسکے متعلق حکم ۱۷—۲۳—۳۴—۳۵ / ۱۸۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] اس کے متعلق حکم ۱۰۰۹ / ۱۱۹ حکم ۱۳ / ۱۹۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت — قضاء الفوائت	حوالہ
۱۸۸-	فلو تابع الامام اولا ثم قضی بعد تسلیم الامام جاز عند علمائنا الثلاثۃ	
	وکذلک فی صلوۃ الجمعۃ اذا زحمہ الناس فلم یقدر علی اداء الرکعۃ الاولی مع الامام بعد الاقتداء وبقی قائما وامکنہ اداء الرکعۃ الثانیۃ فادی اولا الرکعۃ الثانیۃ قبل ان یؤدی الاولی ثم قضی الاولی بعد تسلیم الامام جاز عندنا	کذا فی شرح الطحاوی فی فصل ستر العورۃ
۱۶	ثم الترتیب یسقط بالنسیان وبما ہو فی معنی النسیان	کذا فی المضمرات
۱۷	ولو تذکر صلوتہ تد نسیہا بعد ما ادی وقتیۃ جازت الوقتیۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۸	ولو صلی الظہر علی ظن انہ متوضیٔ ثم توضأ وصلی العصر ثم تبین انہ صلی الظہر من غیر وضوء یعید الظہر خاصۃ لانہ بمنزلۃ الناسی فی حق الظہر	
	بخلاف ما لو صلی الظہر یوم عرفۃ علی ظن انہ متوضیٔ ثم صلی العصر بوضوء ثم تبین یعیدہما لان العصر ثمۃ تبع للظہر	کذا فی محیط السرخسی
۱۹	واذا صلی الظہر وہو ذاکر انہ لم یصل الفجر فسد ظہرہ ثم قضی الفجر وصلی العصر وہو ذاکر للظہر یجوز العصر لانہ لا فائتۃ علیہ فی ظنہ حال اداء العصر وہو ظن معتبر	کذا فی التبیین
۲۰	ولو شک فی الظہر انہ ہل صلی الفجر ام لا فلما فرغ تیقن انہ لم یصل الفجر یعید الفجر ثم الظہر	کذا فی محیط السرخسی
۲۱	ومن تذکر صلوات علیہ وہو فی الصلوۃ فقد حکی عن الفقیہ ابی جعفر رح ان مذہب علماءنا رح ان تفسد صلوتہ قال ولکن لا تفسد حین ذکرہا بل یتمہا رکعتین ویعدہما تطوعا سواء کان الفوائت قدیما او حدیثا	کذا فی المحیط
۲۲	ولو ان مصلی الجمعۃ تذکر ان علیہ الفجر فان کان بحیث لو قطعہا واشتغل بالفجر تفوتہ الجمعۃ ولا یفوتہ الوقت فعند ابی حنیفۃ رح وابی یوسف رح یقطع الجمعۃ ویصلی الفجر ثم یصلی الظہر وعند محمد رح یتم الجمعۃ ولو کان بحیث انہ اذا قضی الفجر ادرک الجمعۃ مع الامام فانہ یشتغل بالفجر اجماعا وان کان بحیث اذا قطع الجمعۃ واشتغل بالفجر یفوتہ الوقت اتم الجمعۃ	

ـــہ ۱ اس کے متعلق حکم $\frac{\text{۹ - ۲۳ — ۳۴ — ۳۵}}{\text{۱۸۸}}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــہ ۲ اس کے متعلق

دفعات وشق نمبر	گیارہواں باب - قضا نمازوں کے احکام / قضا نمازوں کا بیان	حوالہ
۱۸۸-	وضو کیا اور لوٹا تو اسے لازم ہے کہ وہ پہلے وہ نماز پڑھے جو نماز امام پہلے پڑھ چکا ہے اسکے بعد اگر امام کو نماز میں پالیا ہے تو اسکی پیروی کرے۔ اور اگر اس نے پہلے امام کی پیروی کی پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد (کھوئی ہوئی) نماز پڑھی تو ہمارے تینوں اماموں کے ہاں جائز ہے۔	
	(ب) اسیطرح اگر جمعہ کی نماز میں کوئی مقتدی اقتدا کرنے کے بعد لوگوں کی بھیڑ کی وجہ سے پہلی رکعت امام کے ساتھ ادا نہ کر سکا اور کھڑا رہا اور اسنے دوسری رکعت (امام کے ساتھ) ادا کر لی۔ پس اسنے پہلی رکعت ادا کرنے سے پہلے دوسری رکعت ادا کی پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد پہلی رکعت پڑھی تو ہمارے ہاں جائز ہے۔	شرح طحاوی
۱۶	ترتیب (کا حکم) بھول جانے سے یا ان چیزوں سے جو بھولنے کے حکم میں ہیں ساقط ہو جاتی ہے۔ [1]	مضمرات
۱۷	کسی کو وقت کی نماز ادا کرنے کے بعد کوئی فوت شدہ نماز یاد آئی جسے وہ بھول گیا تھا تو (اس صورت میں) وقت کی وہ نماز جائز ہوگی۔	قاضیخان
۱۸	(د) کسی نے نماز ظہر اس گمان پر پڑھی کہ وہ باوضو ہے۔ پھر اس نے وضو کیا اور نماز عصر پڑھی پھر ظاہر ہوا کہ اس نے نماز ظہر وضو کے بغیر پڑھی تھی تو (اس صورت میں) وہ صرف نماز ظہر کو لوٹائے گا اس لئے کہ وہ ظہر کی نماز کے حق میں بھولنے والے کے حکم میں ہے۔	
	(ب) اس حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ اگر کسی نے عرفہ (ذوالحجۃ کی نویں تاریخ) کے دن ظہر کی نماز اس گمان سے پڑھی کہ وہ باوضو ہے۔ پھر اس نے نماز عصر وضو کر کے پڑھی پھر ظاہر ہوا (کہ اس نے نماز ظہر وضو کے بغیر پڑھی تھی) تو وہ ظہر اور عصر دونوں نمازیں لوٹائے گا اس لئے کہ عصر کی نماز وہاں ظہر کے تابع ہے۔	محیط سرخسی
۱۹	کسی شخص نے نماز ظہر پڑھی اور اسے یاد ہے کہ اس نے نماز فجر نہیں پڑھی ہے تو اس کی ظہر فاسد ہو گئی ہے پھر اس نے نماز فجر قضا کی اور نماز عصر پڑھی اور اسے نماز ظہر یاد ہے تو (اسکی) نماز عصر جائز ہوگی۔ اس لئے کہ عصر کی نماز ادا کرتے وقت اسکے گمان میں کسی نماز کی قضا اسپر نہیں ہے اور یہ گمان معتبر ہے۔	تبیین
۲۰	اگر کسی کو نماز ظہر پڑھتے وقت شک ہوا کہ اسنے فجر کی نماز پڑھی ہے یا نہ پھر جب وہ (ظہر کی نماز سے) فارغ ہوا تو اسے یقین ہو گیا کہ اس نے فجر کی نماز نہیں پڑھی تھی تو (اس صورت میں) وہ (پہلے) فجر کی نماز لوٹائے اور پھر ظہر لوٹائے۔	محیط سرخسی
۲۱	جس شخص کو نماز کے اندر یاد آیا کہ اس کے ذمے کچھ نمازوں کی قضا ہے تو (اسکے حکم کے متعلق) فقیہ ابو جعفرؒ سے منقول ہے کہ ہمارے ہاں اسکی نماز فاسد ہو جائے گی۔ لیکن بقول ان کے وہ نماز یاد آتے ہی فاسد نہ ہو گی بلکہ وہ دو رکعتیں پوری کرے اور انہیں نفل سمجھے [2] خواہ قضا نمازیں پرانی ہوں یا نئی ہوں حکم برابر ہے۔	محیط
۲۲	جمعہ کی نماز پڑھنے والے کو یاد آیا کہ اسکے ذمہ فجر کی نماز کی قضا باقی ہے تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) (د) اگر ایسی حالت ہے کہ اگر نماز جمعہ توڑ کر نماز فجر میں مشغول ہو تو نماز جمعہ فوت ہو جائیگی البتہ اسکا وقت فوت نہیں ہوگا۔ تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں وہ نماز جمعہ توڑ کر نماز فجر پڑھے اور پھر نماز ظہر پڑھے اور امام محمدؒ کے ہاں نماز جمعہ پوری کرے (ب) اور اگر ایسی حالت ہے کہ وہ اگر نماز فجر قضا کرے تو (پھر بھی) امام کے ساتھ نماز جمعہ پالے گا تو بالاجماع نماز فجر پڑھے (ج) اور اگر ایسی حالت ہے کہ اگر وہ نماز جمعہ توڑ کر نماز فجر میں مشغول ہو گیا تو نماز کا وقت	

[1] [2] حکم نمبر ۱۸۸/الف ، ۳۰ب/۲۰۰ ، ۶۴/۱۶۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت — قضاء الفوائت	حوالہ
۱۸۸-	اجماعا ثم یصلی الفجر بعدھا	کذا فی السراج الوھاج
۲۳	ویسقط الترتیب عند ضیق الوقت	کذا فی محیط السرخسی
	ولو قدم الفائتۃ جاز و أثم	ھکذا فی النھر الفائق
۲۴	ثم تفسیر ضیق الوقت ان یکون الباقی منہ مالا یسع فیہ الوقتیۃ والفائتۃ جمیعا حتی لو کان علیہ قضاء العشاء مثلا وعلم انہ لو اشتغل بقضائہ ثم صلی الفجر تطلع الشمس قبل ان یقعد قدر التشھد صلی الفجر فی الوقت وقضی العشاء بعد ارتفاع الشمس	کذا فی التبیین
۲۵	ویراعی الترتیب وان کان لا یؤدی الوقتیۃ علی وجہ الافضل کما لو ضاق الوقت بحیث لا یمکنہ ان یصلی الوقتیۃ الا مع تخفیفھا وقصر القرأۃ والافعال فیھا فانہ لابد من الترتیب والاقتصار علی اقل ما تجوز بہ الصلوۃ	کذا فی التمرتاشی
۲۶	ثم ضیق الوقت یعتبر عند الشروع حتی لو شرع فی الوقتیۃ مع تذکر الفائتۃ واطال القرأۃ حتی ضاق الوقت لا تجوز صلوتہ الا ان یقطعھا ویشرع فیھا ولو شرع ناسیا والمسئلۃ بحالھا ثم تذکرھا عند ضیق الوقت جازت صلوتہ ولا یلزمہ القطع	کذا فی التبیین
۲۷	و یعتبر ضیق الوقت فی نفس الامر لا بحسب ظنہ	ھکذا فی البحر الرائق
۲۸	حتی لو ظن من علیہ العشاء ان وقت الفجر قد ضاق فصلی الفجر ثم تبین انہ کان فی الوقت سعۃ بطل الفجر فاذا بطل ینظر فان کان الوقت یسعھما صلاھما والا اعاد الفجر وھکذا یفعل مرۃ بعد اخری ولو اشتغل بالعشاء ولم یعد الفجر فطلعت الشمس قبل ان یقعد قدر التشھد فی العشاء صح فجرہ	ھکذا فی التبیین
۲۹	وکذا اذا ذکر الفجر فی آخر وقت الظھر فوقع علی ظنہ ان الوقت لا یحتمل الصلاتین فافتتح الظھر فصلاھا وقد بقی من وقت الظھر بعضہ نظر فیہ فان کان ما بقی من وقت الظھر ما امکنہ ان یصلی فیہ الفجر ثم الظھر لم تجزئہ التی صلی وعلیہ ان یقضی الفجر ثم یعید الظھر وکذلک ان بقی من الوقت مقدار ما یصلی الفجر ویصلی من الظھر رکعۃ	کذا فی التاتار خانیۃ ناقلا عن الحجۃ

... ۹-۱۶-۳۴-۳۵

ملاحظہ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	گیارہواں باب ۔ قضا نمازوں کے احکام — قضا نمازوں کا بیان	حوالہ
	جاتا رہیگا تو (اس صورت میں) اسکے لئے بالاجماع حکم یہ ہے کہ وہ نماز جمعہ پوری کرے اور پھر اسکے بعد نماز فجر پڑھے ۔	سراج وہاج
۱۸۸- ۲۳	(د) (وقت کی نماز کا) وقت تنگ ہو تو ترتیب (کا حکم) ساقط ہوتا ہے ؎۱ (ب) اگر کسی نے وقت کی تنگی کے باوجود فوت شدہ نماز پہلے پڑھی تو جائز ہے مگر گنہگار ہے ۔	محیط سرخسی نہر فائق
۲۴	وقت کی تنگی سے مراد یہ ہے کہ اس نماز کے وقت سے اس قدر باقی ہو کہ اس میں وقتی نماز اور فوت شدہ نماز دونوں کے پڑھنے کی گنجائش نہ ہو۔ مثلاً اگر اسکے ذمہ عشا کی نماز کی قضا باقی ہو اور وہ یہ جانے کہ اگر نماز عشا کی قضا میں مشغول ہو گیا اور پھر نماز فجر پڑھی تو التحیات بیٹھنے میں بقدر تشہد بیٹھنے سے پہلے ہی سورج نکل آئیگا تو (اس صورت میں) وہ فجر کی نماز فجر کے وقت میں پڑھے اور نماز عشا سورج بلند ہونے کے بعد پڑھے ۔	تبیین
۲۵	ترتیب کی رعایت ضروری ہے خواہ (قضا نمازوں کے ساتھ) وقتی نماز کو افضل طور پر ادا نہ کرے مثلاً اگر وقت اتنا تنگ ہو کہ وقتی نماز تخفیف کے ساتھ اور قراءت اور دوسرے ارکان کو اختصار کے ساتھ ہی پڑھ سکتا ہے تو ترتیب کا لحاظ رکھے اور اختصار کرنے میں کم از کم پر اکتفا کرے جس سے نماز جائز ہو جاتی ہے ۔	تمرتاشی
۲۶	(د) وقت کی تنگی کا اعتبار نماز شروع کرنے کے وقت ہے ۔ حتی کہ اگر کسی کو وقتی نماز شروع کرتے وقت فوت شدہ نماز یاد تھی اور اس نے اتنی لمبی قرأت کی کہ وقت تنگ ہو گیا تو اسکی (وہ وقتی) نماز جائز نہ ہوگی ۔ لیکن اگر اس کو توڑ کر پھر شروع کرے (اور وقت تنگ ہو — تو پھر جائز ہو جائے گی ۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) نماز شروع کرتے وقت اسے فوت شدہ نماز یاد نہ تھی اور صورت حال وہی ہو (یعنی اتنی لمبی قرأت کی کہ وقت تنگ ہو گیا) پھر اسے وقت تنگ ہونے پر فوت شدہ نماز یاد آگئی تو اسکی نماز جائز ہے اور اسے اس نماز کا توڑنا لازم نہ ہوگا ۔	تبیین
۲۷	وقت کی تنگی کا اعتبار تب ہے کہ حقیقت میں وقت تنگ ہو۔ نمازی کے گمان کا اعتبار نہیں ہے ۔	بحر رائق
۲۸	(د) حتی کہ (مذکورہ حکم کی بنا پر) جسکے ذمہ نماز عشا کی قضا تھی اسے گمان ہوا کہ نماز فجر کا وقت تنگ ہے پس اس نے نماز فجر پڑھ لی ۔ پھر ظاہر ہوا کہ وقت میں گنجائش تھی تو وہ نماز فجر باطل ہو گئی ۔ (ب) پھر جب وہ نماز فجر باطل ہو گئی تو وہ غور کرے اگر وقت (عشا اور فجر کی) دونوں نمازوں کی گنجائش رکھتا ہے تو دونوں نمازیں پڑھے ورنہ نماز فجر لوٹائے اور اس طرح اسکے بعد پھر کریگا (یعنی غور کریگا اور حسب سابق عمل کریگا) (ج) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے نماز عشا پڑھ لی اور نماز فجر نہ لوٹائی اور نماز عشا کی قضا کرتے ہوئے التحیات بیٹھنے میں قدر تشہد بیٹھنے سے پہلے سورج نکل آیا تو (اس صورت میں) اسکی وہ نماز فجر صحیح ہو گئی ۔	تبیین
۲۹	(د) اسی طرح اگر کسی کو ظہر کے آخری وقت میں فجر کی فوت شدہ نماز یاد آئی اور اسے گمان ہوا کہ وقت میں دونوں نمازیں پڑھنے کی گنجائش نہیں پس اس نے نماز ظہر شروع کی اور اسے پڑھ لیا اور نماز ظہر کا کچھ وقت ابھی باقی تھا تو وہ غور کرے اگر ظہر کے باقی ماندہ اس وقت میں یہ گنجائش ہے کہ وہ اس میں نماز فجر پڑھکر پھر نماز ظہر بھی پڑھ سکتا ہے تو ظہر کی جو نماز وہ پڑھ چکا ہے وہ اور اسپر لازم ہے کہ وہ نماز فجر (پہلے) قضا کرے پھر نماز ظہر لوٹائے (ب) اور اسیطرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر (مذکورہ صورت میں) ظہر کا وقت صرف اتنا باقی ہو کہ اس میں نماز فجر پڑھ کر نماز ظہر کی ایک رکعت پڑھ سکتا ہو ۔	تاتارخانیہ

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت — قضاء الفوائت	حوالہ
۱۸۸/ ۳۰	وان کانت المتروکۃ اکثر من واحدۃ والوقت یسع فیہ بعضہا مع الوقتیۃ لا تجوز الوقتیۃ مالم یقض ذلک البعض حتی لو تذکر فی وقت الفجر انہ لم یصل العشاء والوتر و بقی من الوقت مالا یسع فیہ الا خمس رکعات علی قول ابی حنیفۃ رح یقضی الوتر ثم یصلی الفجر ثم یقضی العشاء بعد طلوع الشمس	
۳۱	وکذا لو تذکر فی وقت العصر انہ لم یصل الفجر والظہر و لم یبق من الوقت الا مایسع فیہ ثمانی رکعات فانہ یقضی الظہر ثم یصلی العصر وان کان لا یسع فیہ الا ست رکعات فانہ یصلی الفجر ثم العصر ثم الفائتۃ والعبرۃ فی العصر لاخر الوقت عند ابی حنیفۃ رح وابی یوسف رح	ھکذا فی فتاوی قاضیخان کذا فی التبیین
	وذکر شمس الائمۃ السرخسی رح فی المبسوط ان امکنہ اداء الظہر والعصر قبل تغیر الشمس فعلیہ مراعاۃ الترتیب[1] وان لا یمکنہ اداء الصلاتین قبل غروب الشمس فعلیہ اداء العصر	
	وان کان یمکنہ اداء الظہر قبل تغیر الشمس وتقع العصر کلہا او بعضہا بعد تغیر الشمس فعلیہ مراعاۃ الترتیب الا علی قول حسن بن زیاد رح فان عندہ مابعد تغیر الشمس لیس بوقت العصر[2]	کذا فی النہایۃ
	ولو کان بقی من الوقت المستحب قدر مالا یسع فیہ الظہر سقط الترتیب بالاجماع	کذا فی التبیین
۳۲	ولو افتتح العصر فی اول الوقت و ھو لا یعلم ان علیہ الظہر و اطالہا حتی دخل وقت الکراھۃ ثم تذکر ان علیہ الظہر فلہ ان یمضی علی صلوتہ	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۳۳	ولو سقط الترتیب لضیق الوقت ثم خرج الوقت لا یعود علی الاصح حتی لو خرج فی خلال الوقتیۃ لا تفسد علی الاصح	

[1] اس لئے کہ ہمارے ہاں نماز عصر کی تاخیر کے جواز کے لئے آخری وقت تغیر الشمس ہے اور ترتیب کا حکم لاگو ہونے کے لئے عصر کا آخری وقت غروب الشمس ہے ماخوذ از ردالمختار ج ۱ صـ ۶۸۰ (مترجم) [2] اس لئے کہ تغیر شمس کے بعد اس دن کی عصر کے سوا

دفعات دستی نمبر	گیارہواں باب ۔ قضا نمازوں کے احکام قضا نمازوں کا بیان	حوالہ
۱۸۸-۳۰	(ا) اگر چھوٹی ہوئی نمازیں ایک سے زیادہ ہوں اور وقت میں صرف اتنی گنجائش ہو کہ وقت کی فرض نماز کے ساتھ چھوٹی ہوئی نمازوں میں سے صرف بعض کو پڑھ سکتا ہے تو جبتک ان بعض نمازوں کو نہ پڑھ لے وقتی نماز جائز نہ ہوگی (ب) حتیٰ کہ اگر کسی کو فجر کے وقت میں یاد آیا کہ اس نے نماز عشا اور نماز وتر نہیں پڑھی تھیں اور فجر کا وقت صرف اتنا باقی ہے کہ اس میں صرف پانچ رکعتیں پڑھنے کی گنجائش ہے تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب وہ (پہلے) نماز وتر قضا کرے ۔ پھر نماز صبح پڑھے پھر سورج طلوع ہونے کے بعد نماز عشاء قضا کرے (ج) اسی طرح اگر کسی کو عصر کے وقت میں یاد آیا کہ اس نے فجر اور ظہر کی نماز نہیں پڑھی تھی اور عصر کا وقت صرف اتنا باقی ہے کہ اس میں صرف آٹھ رکعتیں پڑھنے کی گنجائش ہے تو وہ نماز ظہر قضا کرے پھر نماز عصر پڑھے ۔ (د) اور اگر (مذکورہ صورت میں) صرف چھ رکعتیں پڑھنے کی گنجائش ہے تو وہ نماز فجر قضا کرلے پھر نماز عصر پڑھے پھر فوت شدہ (نماز ظہر) قضا کرے ۔	قاضیخان
۳۱	(ا) اور (مذکورہ مسائل کے متعلق) عصر کے وقت میں امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں آخری وقت کا اعتبار ہے ۔	تبیین
	(ب) اور[1] شمس الائمہ سرخسیؒ نے مبسوط میں ذکر کیا ہے کہ اگر ظہر (کی قضا) اور عصر کی (وقتی) نماز کا ادا کرنا سورج کے تغیر سے پہلے ممکن ہو تو ترتیب کی رعایت ضروری ہے ۔ اور[2] اگر مذکورہ دونوں نمازیں سورج کے غروب ہونے سے پہلے ادا نہیں ہوسکتیں تو اسپر نماز عصر (پہلے) ادا کرنا لازم ہے ۔ اور[3] اگر نماز ظہر سورج کے تغیر سے پہلے قضا ہوسکتی ہے اور نماز عصر ساری یا اس کا کچھ حصہ سورج کے تغیر کے بعد واقع ہوتا ہے تو اسپر ترتیب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے [1] لیکن حسن بن زیادؒ کے ہاں یوں حکم نہیں ہے ۔ ان کے ہاں (پہلے نماز عصر پڑھے) اس لئے کہ سورج کے تغیر کے بعد ان کے ہاں عصر کا وقت نہیں رہتا ۔	نہایہ
	(ج) اور اگر (مذکورہ صورت میں) مستحب وقت صرف اس قدر باقی ہے کہ اس میں نماز ظہر (قضا کرنے) کی گنجائش نہیں تو بالاجماع ترتیب ساقط ہوجائے گی [2]	تبیین
۳۲	اگر کسی نے نماز عصر اول وقت میں شروع کی اور اسے یہ معلوم نہیں کہ اسکے ذمہ نماز ظہر کی قضا باقی ہے اور اس نے نماز عصر کو اتنا لمبا کیا کہ مکروہ وقت داخل ہوگیا پھر اسے یاد آیا کہ اسکے ذمہ نماز ظہر کی قضا باقی ہے ۔ تو (اس صورت میں اسکے لئے حکم یہ ہے کہ) وہ اپنی نماز پڑھتا رہے ۔	جوہرہ نیرہ
۳۳	اگر وقت تنگ ہوجانے کی وجہ سے ترتیب ساقط ہوجائے تو زیادہ صحیح قول کے بموجب وہ وقت نکل جانے کے بعد ترتیب نہیں لوٹتی ۔ حتیٰ کہ اگر وقت کی نماز پڑھنے کے درمیان وقت خارج ہوگیا تو زیادہ صحیح قول	

کسی اور نماز کی ادائیگی کا وقت نہیں ہوتا ماخوذ از رد المحتار ج ا ص ۶۸۱ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت — قضاء الفوائت	حوالہ
۱۸۸-	وهو مؤد على الاصح لاقاض	كذا فی الزاهدی
۳۴	ولا يظهر حكم الترتيب عند النسيان مادام ناسيا واذا تذكر يلزمه	هكذا فی التاتارخانية ناقلا عن الخلاصة
۳۵	ويسقط الترتيب عند كثرة الفوائت وهو الصحيح	هكذا فی محيط السرخسی
۳۶	وحد الكثرة ان تصير الفوائت ستا بخروج وقت الصلوة السادسة	
	وعن محمدؒ انه اعتبر دخول وقت السادسة والاول هو الصحيح	كذا فی الهداية
۳۷	ثم المعتبر فيه ان تبلغ الاوقات المتخللة منذ فاتته ستة وان أدى مابعدها فی اوقاتها وقيل يعتبر ان تبلغ الفوائت ستا ولو كانت متفرقة وثمرة الاختلاف تظهر فيما اذا ترك ثلاث صلوات مثلا الظهر من يوم والعصر من يوم والمغرب من يوم وهو لا يدری ايتها اولی - فعلى الاول يسقط الترتيب لان المتخللة بين الفوائت كثيرة و على الثانی لا يسقط لان الفوائت بنفسها يعتبر ان تبلغ ستا فيصلی سبع صلوات الظهر ثم العصر ثم الظهر ثم المغرب ثم الظهر ثم العصر ثم الظهر والاول اصح	كذا فی التبيين
۳۸	وهو اوسع وبالثانی قال الشيخ الامام ابوبكر محمد بن الفضل رح وهو احوط	هكذا فی فتاوی قاضيخان
۳۹	وكثرة الفوائت كما تسقط الترتيب فی الاداء تسقط فی القضاء حتی لو ترك صلوة شهر ثم قضى ثلاثين فجرا ثم ثلاثين ظهرا ثم هكذا صح	هكذا فی محيط السرخسی
۴۰	الترتيب اذا سقط بكثرة الفوائت ثم قضى بعض الفوائت وبقيت الفوائت اقل من ستة الاصح انه لا يعود	هكذا فی الخلاصة
۴۱	قال الشيخ الامام الزاهد ابوحفص الكبيرؒ وعليه الفتوى	كذا فی المحيط

۱؎ اس کے متعلق حکم ۰۹، ۱۶، ۲۳، ۳۵ / ۱۸۸ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ اس کے متعلق حکم نمبر ۰۹، ۱۶، ۲۳، ۳۴ / ۱۸۸ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ اس لئے کہ اسکو یہ معلوم نہیں کہ ان تین فوت شدہ نمازوں میں سے پہلی فوت شدہ نماز کونسی ہے اور پہلے کی فوت

دفعات و شق نمبر	گیارہواں باب ۔ قضا نمازوں کے احکام — قضا نمازوں کا بیان	حوالہ
۱۸۸-	کے بموجب وہ نماز فاسد نہ ہوگی اور (اس صورت میں) وہ زیادہ صحیح قول کے بموجب نماز ادا کرنے والا ہے، قضا کرنے والا نہیں ہے ۔	زاہدی
۳۴	بھولنے کی صورت میں جب تک وہ بھولا ہوا ہے ترتیب کا حکم ظاہر نہیں ہوگا اور جب اسے فوت شدہ نماز یاد آجائے تو پھر اس پر ترتیب کا حکم لازم ہوجاتا ہے [1]	تتارخانیہ
۳۵	جب فوت شدہ نمازیں کثیر ہوجائیں تو ترتیب کا حکم ساقط ہوجاتا ہے [2]	محیط سرخسی
۳۶	(ا) فوت شدہ نمازیں کثیر ہونے کی حد یہ ہے کہ فوت شدہ نمازیں چھ ہوجائیں تو چھٹی نماز کا وقت خارج ہوجانے پر کثیر قرار پائیں گی۔ (ب) اور امام محمدؒ سے منقول ہے کہ چھٹی نماز کا وقت داخل ہونے پر (فوت شدہ نمازیں) کثیر قرار پائیں گی۔ (ج) اور پہلا قول ہی صحیح ہے۔	ہدایہ
۳۷	(ا) معتبر یہ ہے کہ فوت شدہ نماز کے بعد چھ اوقات درمیان میں آجائیں۔ خواہ اسکے بعد نمازیں اپنے وقت میں اداکرے (ب) اور بعض کا قول ہے کہ فوت شدہ نمازیں چھ ہوجائیں خواہ متفرق ہوں اور اس اختلاف کا ثمرہ اس صورت میں ظاہر ہوگا جبکہ کسی کی تین نمازیں چھوٹ گئیں۔ مثلاً ایک دن کی نماز ظہر ایک دن کی نماز عصر اور ایک دن کی نماز مغرب چھوٹ گئی اور اسے یہ معلوم نہیں کہ کونسی نماز پہلے چھوٹی ہے۔ تو (اس صورت میں) پہلے قول کے بموجب ترتیب ساقط ہوجائے گی اس لئے کہ فوت شدہ نمازوں کے درمیان کثیر اوقات آگئے۔ اور دوسرے قول کے بموجب ترتیب ساقط نہ ہوگی اس لئے کہ خود فوت شدہ نمازیں چھ ہونا معتبر ہے (اور یہ صرف تین ہیں) پس وہ سات نمازیں (قضا) پڑھے گا۔ پہلے نماز ظہر پڑھے پھر نماز عصر پڑھے پھر نماز ظہر پڑھے پھر نماز مغرب پڑھے پھر نماز ظہر پڑھے پھر نماز عصر پڑھے پھر نماز ظہر پڑھے [3] ( ) اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے ۔	تبیین
۳۸	(ا) اور اس (مذکورہ قول) میں (کہ فوت شدہ نماز کے بعد چھ اوقات درمیان میں آجائیں) زیادہ وسعت ہے ۔ (ب) اور دوسرا قول شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضلؒ نے اختیار کیا ہے اور اس میں زیادہ احتیاط ہے ۔	قاضیخان
۳۹	اور کثیر نمازوں کے فوت ہوجانے سے جس طرح ادا نمازوں کے لئے ترتیب کا حکم ساقط ہوجاتا ہے اسیطرح فوت شدہ نمازوں کی قضا میں بھی ترتیب ساقط ہوجاتی ہے ۔ حتیٰ کہ اگر کسی سے مہینہ بھر کی نمازیں چھوٹ گئیں پھر اس نے (اسطرح قضا کیں کہ) تیس نمازیں فجر کی قضا کیں پھر تیس نمازیں ظہر کی قضا کیں پھر اس طرح (اور) قضا کیں تو صحیح ہے ۔	محیط سرخسی
۴۰	جب فوت شدہ نمازیں کثیر ہوجانے کی وجہ سے ترتیب کا حکم ساقط ہوگیا پھر کسی نے فوت شدہ بعض نمازیں قضا کرلیں اور فوت شدہ نمازیں چھ سے کم رہ گئیں تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ ترتیب نہیں لوٹتی ۔	خلاصہ
۴۱	شیخ امام زاہد ابوحفص الکبیرؒ کا قول ہے کہ اسی (مذکورہ) حکم پر فتویٰ ہے ۔	محیط

شدہ ایک نماز بھی باقی ہو تو صاحب ترتیب کے لئے دوسری نماز جائز نہیں ہوتی (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت — قضاء الفوائت	حوالہ
۸۸ | ۴۲-	حتی لو ترک صلوۃ شهر فقضاها الا صلوۃ واحدۃ ثم صلی الوقتیۃ وهو ذاکر لها جاز	کذا فی محیط السرخسی
۴۳	(والفوائت نوعان قدیمۃ وحدیثۃ) فالحدیثۃ تسقط الترتیب اتفاقا	کذا فی الکافی
۴۴	وفی القدیمۃ اختلاف المشائخ وذلک کمن ترک صلوات شهر ثم صلی مدۃ ولم یقض تلک الصلوات حتی لو ترک صلوۃ ثم صلی اخری ذاکرا للفائتۃ الحدیثۃ لم یجز عند البعض وقیل یجوز وعلیه الفتوی	کذا فی الکافی
۴۵	واذا أخر الصلوۃ الفائتۃ عن وقت التذکر مع القدرۃ علی القضاء هل یکره فالمذکور فی الاصل انه یکره لان وقت التذکر انما هو وقت الفائتۃ وتأخیر الصلوۃ عن وقتها مکروه بلا خلاف	کذا فی المحیط
۴۶	فی الاصل رجل صلی العصر وهو ذاکر انه لم یصل الظهر فهو فاسد الا ان یکون فی آخر الوقت لکن اذا فسدت الفریضۃ لا یبطل اصل الصلوۃ عند ابی حنیفۃ رح وابی یوسف رح وعند محمد رح یبطل والمسئلۃ معروفۃ ثم عند ابی حنیفۃ رح فریضۃ العصر تفسد فسادا موقوفا حتی لو صلی ست صلوات او اکثر ولم یعد الظهر عاد العصر جائزا لا یجب علیه اعادته وعندهما تفسد فسادا باتا لا جواز لها بحال فالاصل عند ابی حنیفۃ رح مراعاۃ الترتیب بین الفائتۃ والوقتیۃ کما تسقط بکثرۃ الفوائت تسقط بکثرۃ المؤدی	کذا فی المحیط
۴۷	رجل نسی صلوۃ ولا یدریها ولم یقع تحریه علی شئ یعید صلوۃ یوم ولیلۃ عندنا	کذا فی الظهیریۃ
۴۸	قال الفقیه رح وبه نأخذ	کذا فی التاتارخانیۃ ناقلا عن الینابیع
۴۹	وکذا لو نسی صلوتین من یومین ولا یدری ای صلاتین اعاد صلوۃ یومین وعلی هذا القیاس لو نسی ثلاث صلوات من ثلاثۃ ایام او خمس صلوات	

سه اسکے متعلق حکم ۳۱، ۳۰ ب اور ۴۳ ب مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	گیارہواں باب ۔ قضا نمازوں کے احکام قضا نمازوں کا بیان	حوالہ
۱۸۸-۴۲	حتی کہ (مذکورہ حکم کی بناپر) اگر کسی سے مہینہ بھر کی نمازیں چھوٹ گئیں اور اس نے ایک نماز کے سوا باقی سب فوت شدہ نمازیں قضا کرلیں۔ پھر اس نے اس ایک باقیماندہ فوت شدہ نماز کے یاد ہونے کے باوجود وقتی نماز پڑھی تو جائز ہے۔	محیط سرخسی
۴۳	(فوت شدہ نمازیں دو قسم کی ہیں۔ پرانی اور نئی)۔ (ا) نئی فوت شدہ (کثیر) نمازیں بالاتفاق ترتیب کا حکم ساقط کردیتی ہیں۔	کافی
۴۴	(ا) اور پرانی فوت شدہ (کثیر) نمازوں سے ترتیب ساقط ہونے میں مشائخ کا اختلاف ہے ۔ مثلاً کسی سے مہینہ بھر کی نمازیں چھوٹ گئیں پھر ایک مدت تک اس نے نماز پڑھی اور ان فوت شدہ نمازوں کو قضا نہ کیا حتی کہ (اسکے بعد پھر) اس کی ایک نماز چھوٹ گئی اور اس نئی فوت شدہ نماز کے یاد ہونے کے باوجود اس نے دوسری نماز پڑھی تو بعض کے ہاں یہ نماز جائز نہ ہوگی۔ (ب) اور بعض کا قول ہے کہ جائز ہوگی اور اس پر فتوی ہے ۔	کافی
۴۵	جب فوت شدہ نماز یاد آئے اور اس وقت اسے پڑھنے کی قدرت کے باوجود تاخیر کردے تو کیا ایسا کرنا مکروہ ہے اصل میں مذکور ہے کہ ایسا کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ یاد آنے کا وقت ہی فوت شدہ نماز پڑھنے کا وقت ہے اور نماز کے وقت سے نماز کی تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ۔	محیط
۴۶	(ا) اصل میں ہے کہ کسی شخص نے نماز عصر پڑھی اور اسے یاد تھا کہ اس نے نماز ظہر نہیں پڑھی تو وہ (نماز عصر) فاسد ہوگئی ۔ لیکن اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے نماز عصر آخری وقت میں پڑھی تو فاسد نہ ہوگی ۔ (ب) لیکن[1] امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے ہاں (ترتیب کے حکم کی وجہ سے) جب نماز فاسد ہوتی ہے تو فرضیت فاسد ہوتی ہے اصل نماز باطل نہیں ہوتی اور[2] امام محمد رح کے ہاں اصل نماز بھی باطل ہوجاتی ہے ۔ اور یہ مسئلہ مشہور ہے[1] (ج) پھر[1] امام ابو حنیفہ رح کے ہاں (مذکورہ صورت میں) نماز عصر کی فرضیت کا فاسد ہونا موقوف رہتا ہے حتی کہ اگر کسی نے ظہر کی نماز فوت ہونے کے بعد چھ نمازیں یا اس سے زیادہ پڑھیں اور نماز ظہر کو نہیں لوٹایا (یعنی قضا نہیں کیا) تو اب اس عصر کی نماز جائز قرار پائے گی اور اس کا اعادہ واجب نہ ہوگا اور[2] ان دونوں (امام ابو یوسف[2] اور امام محمد[2]) کے ہاں (مذکورہ صورت میں) نماز قطعاً فاسد ہوجاتی ہے جو کسی حال میں جائز نہیں ہوسکتی ۔ (د) پس امام ابو حنیفہ رح کے ہاں فوت شدہ اور ادا نمازیں ترتیب کا حکم جس طرح فوت شدہ نمازوں کے کثیر ہونے کی صورت میں ساقط ہوجاتا ہے اسی طرح ادا نمازیں کثیر ہونے کی صورت میں ترتیب کا حکم ساقط ہوجاتا ہے ۔	محیط
۴۷	کوئی شخص کسی ایک نماز کو بھول گیا اسے سمجھ نہیں آتا اور گمان غالب بھی کسی نماز پر واقع نہیں ہوتا تو ہمارے ہاں (اس کا حکم یہ ہے کہ) وہ ایک دن رات کی نمازیں لوٹائے ۔	ظہیریہ
۴۸	فقیہ ابو اللیث رح نے کہا ہے کہ ہم اسی (مذکورہ حکم) کو اختیار کرتے ہیں ۔	تتارخانیہ
۴۹	(ا) اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر کوئی شخص دو نمازیں دو دنوں میں سے بھول گیا اور وہ نہیں جانتا کہ وہ کونسی دو نمازیں تھیں تو وہ دو دنوں کی نمازیں لوٹائے گا (ب) اور علی ھذا القیاس اگر وہ تین نمازیں تین دنوں میں سے	

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت — قضاء الفوائت	حواله
۱۸۸-	من خمسة ايام	هكذا فى محيط السرخسى
۵۰	ولو ترك الظهر والعصر من يومين ولا يدرى ايتهما ترك اوّلا تحرى فان لم يكن له رأى يعيد ما ادى اولا مرة اخرى عند ابى حنيفة رح اذ يمكنه مراعاة الترتيب بطريق الاحتياط والاحتياط واجب فى العبادات وقالوا لا نأمره الا بالتحرى ويسقط عنه الترتيب لعجزه فلا يلزمه الاداء مرتين	هكذا فى محيط السرخسى
۵۱	فان بدأ بالظهر ثم بالعصر ثم بالظهر كان افضل وان بدأ بالعصر ثم بالظهر ثم بالعصر يجوز ايضا	كذا فى المحيط
۵۲	مصلى العصر اذا تذكر انه ترك سجدة واحدة ولا يدرى انها من صلوة الظهر او من صلوة العصر التى هو فيها فانه يتحرى فان لم يقع تحريه على شئ يتم العصر ويسجد سجدة واحدة لاحتمال انه تركها من العصر ثم يعيد الظهر احتياطا ثم يعيد العصر وان لم يعد لا شئ عليه	كذا فى المحيط

۱۸۹- مسائل متفرقة   تعداد شق ۲۱

۱	فى اليتيمة سئل والدى عمن شرع فى العصر ثم غربت الشمس فى خلاله ثم اقتدى به انسان فى هذا العصر هل يصح اقتداؤه فقال نعم ان لم يكن الامام مقيما والمقتدى مسافرا	كذا فى التاتارخانية
۲	شافعى المذهب اذا صار حنفى المذهب وقد فاتته صلوات فى وقت كان شافعيا ثم اراد ان يقضيها فى الوقت الذى صار حنفيا يقضى على مذهب ابى حنيفة رح	كذا فى الخلاصة
۳	رجل يرى التيمم الى الرسغ والوتر ركعة ثم رأى التيمم الى المرفق والوتر ثلاثا لا يعيد ما صلى وان صلى كذلك عن جهل من غير ان يسأل احدا ثم سأل وامر بالثلاث يعيد ما صلى	كذا فى الذخيرة
۴	وفى الصيرفية امرأة تركت صلوة فحاضت وطهرت فصلت مع تذكر الفائتة قال لا يجوز	كذا فى التاتارخانية
۵	حربى اسلم فى دار الحرب ولم يعلم بالشرائع من الصوم والصلوة ونحوهما ثم دخل دار الاسلام او مات لم يكن	

۱ اسکے متعلق حکم ۲۷ - ۲۸ / ۱۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	گیارہواں باب ۔ قضا نمازوں کے احکام — قضا نمازوں کا بیان	حوالہ
۱۸۸-	یا پانچ نمازیں پانچ دنوں میں سے بھول گیا (تو وہ تین یا پانچ دنوں کی نمازیں لوٹائے گا)	محیط سرخسی
۵۰	اگر کسی شخص کی ایک دن کی نماز ظہر اور ایک دن کی نماز عصر فوت ہوگئی اور اسے معلوم نہیں ہوتا کہ ان میں سے کونسی نماز پہلے فوت ہوئی تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) وہ گمان غالب سے کسی کو اول قرار دے اور اگر اسے گمان غالب کسی طرف نہ ہو تو امام ابوحنیفہؒ کے ہاں (جب، دونوں کی قضا کرے تو) جس نماز کو پہلے پڑھا ہے اسے دوبارہ پھر پڑھے ۔ اسلئے کہ احتیاط کے (اس) طریقہ سے ترتیب کی رعایت ہوسکتی ہے اور عبادات میں احتیاط ضروری ہے (ب) اور ان (یعنی امام ابو یوسفؒ اور محمدؒ) کا قول ہے کہ ہم اسے گمان غالب سے رائے قائم کرنے کے سوا اور کوئی حکم نہ دیں گے اور اگر وہ اس میں عاجز ہے تو اس سے ترتیب کا حکم ساقط ہو جائیگا۔ پس اسے دوبارا ادا کرنا ضروری نہیں۔	محیط سرخسی
۵۱	پس اگر (مذکورہ صورت میں امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب) اس نے پہلے نماز ظہر پڑھی پھر نماز عصر پڑھی پھر نماز ظہر پڑھی تو افضل ہے اور اگر اس نے پہلے نماز عصر پڑھی پھر نماز ظہر پڑھی پھر نماز عصر پڑھی تب بھی جائز ہے ۔	محیط
۵۲	نماز عصر پڑھنے والے کو اگر یہ یاد آیا کہ اس کا ایک سجدہ چھوٹ گیا ہے ۔ اور وہ نہیں جانتا کہ وہ سجدہ نماز ظہر سے چھوٹا ہے یا عصر کی نماز سے چھوٹا ہے جسے وہ پڑھ رہا ہے ۔ تو (اسکے لئے حکم یہ ہے کہ) وہ گمان غالب سے رائے قائم کرے اور اگر گمان غالب کسی طرف نہ ہو تو نماز عصر پوری کر کے اس احتمال سے کہ شاید وہ سجدہ نماز عصر سے چھوٹا ہو ایک سجدہ اور کردے پھر احتیاطاً نماز ظہر لوٹائے پھر نماز عصر لوٹائے اور اگر نہ لوٹائے تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے	محیط
۱۸۹-	**متفرق مسائل** اور اسمیں ۲۱ شقیں ہیں	
۱	یتیمہ میں ہے کہ میرے والد صاحبؒ سے کسی نے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے نماز عصر شروع کی اور نماز کے درمیان سورج غروب ہوگیا پھر کسی آدمی نے اس عصر میں اسکی اقتدا کی تو کیا اسکی اقتدا صحیح ہوجائیگی ۔ تو آپ نے جواب دیا ۔ ہاں ۔ اگر ایسی صورت نہیں ہے کہ امام مقیم ہو اور مقتدی مسافر ہو (تو پھر مذکورہ صورت میں) اقتدا صحیح ہوجائے گی ۔ ۱؎	تتارخانیہ
۲	شافعی مسلک والا اگر حنفی مسلک اختیار کرے اور اسکی کچھ نمازیں فوت ہوئی ہوں جبکہ وہ شافعی مسلک پر تھا پھر حنفی مسلک پر ہونے کے زمانہ میں اس نے ان (فوت شدہ) نمازوں کو قضا کرنے کا ارادہ کیا تو انہیں امام ابوحنیفہ کے مسلک کے مطابق قضا کرے گا۔	خلاصہ
۳	(ا) کوئی شخص تیمم گٹوں تک کرنا اور نماز وتر ایک رکعت پڑھنا جائز سمجھتا ہے پھر وہ تیمم کہنیوں تک اور نماز وتر تین رکعت پڑھنا جائز سمجھنے لگا تو جو نمازیں پڑھ چکا ہے وہ نہ لوٹائے گا۔ (ب) اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے بغیر کسی سے پوچھے صرف اپنی جہالت سے مذکورہ طریقے سے نماز پڑھی پھر کسی سے پوچھا اور اس نے اسے نماز وتر تین رکعت پڑھنا بتایا تو وہ پڑھی ہوئی نمازیں لوٹائے گا۔	ذخیرہ
۴	صیرفیہ میں ہے کہ کسی عورت کی ایک نماز چھوٹ گئی پھر اسے حیض آگیا ۔ پھر وہ حیض سے پاک ہوئی اور اس نے فوت شدہ نماز یاد ہونے کے باوجود (اسے قضا نہ کیا) اور (ادا) نماز پڑھی تو یہ جائز نہ ہوگا۔	تتارخانیہ
۵	(ا) کوئی حربی کافر (کافروں کی مملکت میں رہنے والا کافر) دار الحرب (کفرستان) میں مسلمان ہوا اور اسے	

حوالہ	قضاء الفوائت — الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت	دفعات وشق نمبر
	علیہ قضأ الصوم والصلوٰۃ قیاسا واستحسانا ولا یعاقب علیہ اذامات	۱۸۹-
کذا فی فتاوی قاضیخان فی آخر باب مایکون اسلامامن الکافر وما لایکون	ولو اسلم فی دار الاسلام ولم یعلم بالشرائع یلزمہ القضأ استحسانا	
کذا فی محیط السرخسی	فان بلغہ رجل فی دار الحرب یلزمہ وروی الحسنؒ عن ابی حنیفۃ رحمہ الله مالم یخبرہ رجلان اورجل وامرأتان لا یلزمہ	٦
کذا فی المضمرات	فی العتابیۃ عن ابی نصرؒ فیمن یقضی صلوات عمرہ من غیر ان فاتہ شئ یرید الاحتیاط فان کان لاجل النقصان والکراھۃ فحسن وان لم یکن لذلک لا یفعل والصحیح انہ یجوز الا بعد صلوۃ الفجر والعصر وقد فعل ذلک کثیر من السلف لشبھۃ الفساد	٧
کذا فی الظھیریۃ	ویقرأ فی الرکعات کلھا الفاتحۃ مع السورۃ	٨
کذا فی المضمرات	وفی الفتاوی رجل یقضی الفوائت فانہ یقضی الوتر وان لم یستیقن انہ بقی علیہ وترا ولم یبق فانہ یصلی ثلاث رکعات ویقنت ثم یقعد قدر التشھد ثم یصلی رکعۃ اخری فان کان وترا فقد اداہ وان لم یکن فقد صلی التطوع اربعا ولا یضرہ القنوت فی التطوع	٩
کذا فی المضمرات	وفی الحجۃ والاشتغال بالفوائت اولی واھم من النوافل الا السنن المعروفۃ وصلوۃ الضحی وصلوۃ التسبیح والصلوات التی رویت فی الاخبار فیھا سور معدودۃ واذکار معھودۃ فتلک بنیۃ النفل وغیرھا بنیۃ القضاء	١٠

۱؎ جیسا کہ حکم نمبر $\frac{1}{181}$ میں ہے (مترجم) ۲؎ اس لئے کہ وہ نماز بظاہر نفل ہے - ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری ج۱ ص $\frac{115}{}$ اور مذکورہ نمازوں کے بعد نوافل مکروہ ہیں - جیساکہ حکم $\frac{30}{101}$ ، $\frac{22}{101}$ میں

دفعات وشق نمبر	گیارہواں باب ۔ قضا نمازوں کے احکام قضا نمازوں کا بیان	حوالہ
۱۸۹-	شریعت کے احکام نماز اور روزہ وغیرہ کچھ معلوم نہ ہوئے پھر دارالاسلام (مسلمانوں کے ملک) میں آگیا یا مرگیا تو از روئے قیاس اور استحسان اسکے ذمہ نماز و روزہ کی قضا نہیں ہے اور مرنے کے بعد اسے (ان فرائض پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے) عذاب بھی نہ ہوگا ؎۱ (ب) اور اگر کوئی شخص دارالاسلام (مسلمانوں کے ملک) میں مسلمان ہوا اور اس نے شریعت کے احکام نہ جانے تو از روئے استحسان اسکے ذمہ قضا لازم ہے۔	قاضیخان
۶	(ا) اگر (مذکورہ صورت میں کافروں کے ملک میں مسلمان ہوتے والے) اس شخص کو کافروں کے ملک میں کسی آدمی نے (دین کے احکام کی) تبلیغ کردی تو اسپر قضا لازم ہوگی۔ (ب) اور حسنؒ نے ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے کہ جب تک اسے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں (شریعت کے احکام کی) خبر نہ دیں اس پر (انکی) قضا لازم نہ ہوگی۔	محیط سرخسی
۷	عتابیہ میں ابو نصرؒ سے منقول ہے کہ جس شخص کی کوئی نماز فوت نہیں ہوئی وہ از روئے احتیاط عمر بھر کی نمازیں قضا کرے تو (اسکا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر وہ (اپنی پچھلی نمازوں میں) کسی نقصان یا مکروہ ہونے کی وجہ سے ایسا کرتا ہے تو بہتر ہے۔ (ب) اور اگر اس وجہ سے نہیں کرتا تو پھر (قضا) نہ کرے (ج) اور صحیح حکم یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے۔ مگر نماز فجر اور نماز عصر کے بعد جائز نہیں ہے۔ ؎۲ اور سلف صالحین میں بہت سے لوگوں نے نماز فاسد ہونے کے شبہہ کی وجہ سے (نمازیں قضا کرنے کا) مذکورہ عمل کیا ہے۔	مضمرات
۸	اور (مذکورہ صورت میں) وہ شخص سب رکعتوں میں فاتحہ اور سورت پڑھے گا۔	ظہیریہ
۹	فتاوی میں ہے کہ ایسا شخص جو نمازیں قضا کر رہا ہو تو وہ نماز وتر بھی قضا کرے اور اگر اسے یقین نہ ہو کہ آیا اسکے ذمہ کوئی نماز وتر باقی ہے یا نہیں تو وہ تین رکعتیں پڑھے اور قنوت پڑھے پھر التحیات کے لئے بیٹھے اور بقدر تشہد پڑھے پھر ایک رکعت اور پڑھ لے پس اگر نماز وتر (اسکے ذمہ باقی) ہے تو وہ ادا ہوگئی اور نماز وتر (اسکے ذمہ باقی) نہ تھی تو اس نے چار رکعت نفل پڑھے ہیں اور نفل نماز میں قنوت پڑھنے سے اسے کوئی ضرر نہیں ہوگا۔	مضمرات
۱۰	حجہ میں ہے کہ نفل نمازوں میں مشغولیت کی نسبت فوت شدہ نمازوں کو قضا کرنے کی مشغولیت اولی اور اہم ہے لیکن مشہور سنت نمازیں۔ چاشت کی نماز۔ صلوۃ التسبیح اور وہ نمازیں جن کے متعلق حدیثوں میں خاص سورتیں اور خاص ذکر روایت کئے گئے ہیں پس ان (مذکورہ نمازوں) ؎۳ کو نفل کی نیت سے پڑھے اور اسکے سوا باقی (نوافل) کو قضا کی نیت سے پڑھے۔	مضمرات

ہے (مترجم) ؎۳ ان نمازوں کا ذکر حکم نمبر ۱۸۴ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت	قضاء الفوائت	حوالہ
۱۸۹-۱۱	ولا یقضی الفوائت فی المسجد وانما یقضیها فی بیته		کذا فی الوجیز للکردری
۱۲	فی الملتقط ولو أمر الاب ابنه ان یقضی عنه صلوات وصیام ایام لایجوز عندنا		کذا فی التتارخانیة
۱۳	اذا مات الرجل وعلیه صلوات فائتة فأوصی بان تعطی کفارة صلواته یعطی لکل صلوة نصف صاع من بر وللوتر نصف صاع ولصوم یوم نصف صاع من ثلث ماله		کذا فی الخلاصة
۱۴	وان لم یترک مالا یستقرض ورثته نصف صاع ویدفع الی مسکین ثم یتصدق المسکین علی بعض ورثته ثم یتصدق ثم وثم حتی یتم لکل صلوة ماذکرنا		کذا فی الخلاصة

لہ اس لئے کہ بدنی عبادات مثلاً نماز اور روزہ میں نیابت جائز نہیں ہے اور مالی عبادات مثلاً زکوٰۃ میں نیابت جائز ہے اور مالی اور بدنی مرکب عبادت مثلاً حج میں حکم یہ ہے کہ اگر نفل حج ہو تو نیابت جائز ہے اور فرض حج ہو تو دائمی عجز کی بنا پر ہی نیابت جائز ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص (صدقہ کر کے یا) نماز پڑھ کر یا روزہ رکھکر اس کا ثواب کسی کو پہنچاتا ہے تو صحیح ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۶۸۷ اور عالمگیری میں ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ کرنے اور اسکے لئے دعا کرنے سے میت کو ثواب پہنچتا ہے۔ فتاوی عالمگیری بحث ۴۸، باب ۴ (مترجم) ۲ ہ (ا) فتاوی عالمگیری ردالمحتار اور نورالایضاح میں ہے کہ میت کے ذمے ایسی نمازوں کے لئے وصیت کرنا ضروری نہیں ہے جنہیں وہ اشارہ سے پڑھنے پر بھی قادر نہیں ہوا (حکم ۱/۱۸۸ ملاحظہ ہو) اسی طرح وہ روزے جو اس نے سفر کی وجہ سے چھوڑے تھے یا بیماری کی وجہ سے چھوٹے تھے اور پھر مقیم ہونے یا صحتمند ہونے سے پہلے اسکی وفات آگئی تو ان روزوں کیلئے اسپر وصیت کرنا ضروری نہیں ہے اور وہ انکے لئے عند اللہ معذور قرار پا سکتا ہے۔ البتہ جو نمازیں، روزے، زکوٰۃ اور فرض حج جنکی ادائیگی کی قدرت پانے کے باوجود اسکے ذمہ باقی رہ گئے ہوں انکے فدیہ کے لئے میت کے ذمہ وصیت کرنا واجب ہے۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری حکم ۲۵/۲۰۴ وبحث ۵۶، باب ۱، ردالمحتار ج ۱ ص ۶۸۵ و نورالایضاح ص ۴۴ (ب) تہائی ترکہ سے وصیت پر عمل کرنا واجب ہوگا اسمیں وارثوں کی رضامندی ضروری نہیں ہے۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۴ (ج) ردالمحتار میں ہے کہ اگر میت نے تہائی ترکہ سے زیادہ کی وصیت کی تو تہائی ترکہ سے زیادہ دینا وارثوں کی اجازت پر منحصر ہے اور اگر میت نے تہائی ترکہ سے کم کی وصیت کی اور اسکے ذمہ فوت شدہ بقیہ نمازوں وغیرہ کے فدیہ کی مقدار زیادہ بنتی ہے تو اس نے اپنے ذمہ واجب کو ترک کر کے گناہ کیا۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۶۸۶، ص ۶۸۷ (د) فتاوی عالمگیری میں ہے کہ اگر میت نے وصیت نہیں کی تو ہمارے ہاں اسکے ترکہ سے وارثوں کی اجازت کے بغیر فدیہ ادا کرنا جائز نہیں اور اس صورت میں فدیہ ادا کرنے پر وارثوں کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۳، باب ۸ اور ردالمحتار میں ہے کہ اگر میت نے وصیت نہیں کی تو وارثوں پر میت کی طرف سے فدیہ دینا ضروری نہیں اور اگر میت نے حیلہ اسقاط کی وصیت کی تو اسکا کرنا بھی وارث کے ذمہ ضروری نہیں ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۶۸۶ (س) بحوالہ ہدایہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ سبھی وارثوں کی اجازت اس صورت میں معتبر ہوتی ہے کہ وہ میت کی وفات کے بعد اجازت دیں میت کی زندگی میں اجازت دینا غیر معتبر ہے نیز وہ سبھی وارث بڑے ہوں (یعنی ان میں کوئی نابالغ وارث نہ ہو) نیز وارث احسان کرنے کا اہل ہو۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۵۶، باب ۱، بحث ۳، باب ۸ (مترجم)

۳ ہ حسب وصیت نمازوں اور روزوں کا فدیہ دینے کیلئے اگر میت کے ذمے باقیماندہ نمازوں وغیرہ کی تعداد معلوم ہے تو انکے فدیہ کا حساب کر کے تہائی ترکہ سے ادا کیا جائیگا اور اگر میت کے ذمہ نمازوں اور روزوں کی تعداد مجہول ہے تو اسکے حکم کے متعلق ردالمحتار میں ہے کہ اگر وہ نمازیں اور روزے اتنے زیادہ ہیں کہ انکا فدیہ میت کے تہائی ترکہ سے یقیناً زیادہ ہے تو تہائی ترکہ صدقہ کرنے سے اسکے بقدر میت کی نمازوں وغیرہ کا فدیہ ادا ہو جائیگا اور اگر ان مجہول تعداد کی نمازوں اور روزوں کا فدیہ تہائی ترکہ سے یقیناً زیادہ نہیں ہے تو پھر تہائی

دفعات وشق نمبر	گیارہواں باب ـ قضا نمازوں کے احکام — قضا نمازوں کا بیان	حوالہ
۱۸۹-۱۱	فوت شدہ نمازوں کی قضا مسجد میں نہ کرے البتہ انہیں اپنے گھر میں قضا کرے ۔	وجیز للکردری
۱۲	ملتقط میں ہے کہ اگر باپ نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ وہ اسکی طرف سے کچھ نمازیں اور کچھ دنوں کے روزے قضا کرے تو ہمارے ہاں یہ جائز نہیں ہے [1]	تتارخانیہ
۱۳	کوئی شخص مرنے لگا اور اسکے ذمہ کئی فوت شدہ نمازیں تھیں پس اس نے وصیت[2] کی کہ اس کی نمازوں کا کفارہ[3] دیا جائے تو (اس صورت میں) اس کے تہائی ترکہ سے ہر فرض نماز کے لئے نصف صاع گیہوں اور نماز وتر کے لئے (بھی) نصف صاع اور ہر روزہ کے لئے نصف صاع (بطور فدیہ) دیا جائے گا[4]	خلاصہ
۱۴	اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا ـ تو[5] تو اسکے لئے وارث نصف صاع گیہوں قرض لیں اور کسی مسکین کو[6] (بطور فدیہ) دیں پھر وہ مسکین اسے میت کے بعض وارثوں پر صدقہ کردے[7] پھر وہ وارث صدقہ کردے پھر اس طرح کریں اور پھر اس طرح کریں حتی کہ (میت کی فوت شدہ بقیہ) سب نمازوں کے لئے جیساکہ ہم نے ذکر کیا کفارہ ہو جائے ۔	خلاصہ

ترکہ سے فدیہ کی مقدار مجہول ہوگی اور مجہول مقدار کی وصیت باطل ہوتی ہے ماخوذ از ردالمحتار ج ا ص۶۸۶ (مترجم) [4] پس نصف صاع پونے دو سیر ہونے کی صورت
میں ایکدن کی پانچ نمازوں اور نماز وتر کا فدیہ تقریباً ساڑھے دس سیر ہوگا اور ایک ماہ کی نمازوں کا فدیہ تقریباً سات من پچیس سیر گندم اور ایک سال کی نمازوں کا فدیہ تقریباً
چورانوے من بیس سیر گندم یا اسکی قیمت ہوگی ۔ اسی طرح روزوں، قربانیوں کے فدیہ اور قسموں وغیرہ کے کفارہ کا حساب ہوگا اور ردالمحتار میں ہے کہ عمر بھر کے فدیہ کی صورت
میں مرد کیلئے بارہ سال اور عورت کیلئے نو سال نابالغی کی کم از کم عمر منہا کردی جائے ۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ا ص۶۸۷ — نیز نورالانوار میں ہے کہ اگر وہ فدیہ نماز کا
عوض بن سکا تو فبہا ورنہ میت کو صدقہ کا ثواب حاصل ہوگا ماخوذ از نورالانوار ص۲۷۲ اور صدقہ کا ثواب پہنچنے کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۱۸۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو ۔ (مترجم)
[5] چنانچہ ردالمحتار میں ہے کہ اگر میت نے ترکہ بالکل نہیں چھوڑا یا بقدر وصیت مال مقدار فدیہ کو کفایت نہیں کرتا ـ یا میت نے وصیت نہیں کی اور بین السطور،
نورالایضاح میں ہے کہ یا تہائی ترکہ مقدار فدیہ کیلئے کفایت نہیں کرتا اور (ان مذکورہ صورتوں میں) وارث نے احسان کرنا چاہا تو اسکے لئے فقہاء کرام نے (روزہ کے فدیہ
پر قیاس کرتے ہوئے) مذکورہ (مندرجہ حکم نمبر ۱۳ تا ۱۵/۱۸۹ مع حواشی) شرائط کے ساتھ حیلہ اسقاط تجویز کیا ہے اور اسے ان نمازوں کے لئے فدیہ بن سکنے کی امید رکھی ہے
ماخوذ از ردالمحتار ج ا ص۷۸۶ و نورالایضاح ص۴۴ [6] مسکین کو اسلئے کہ فدیہ کا مال صدقات واجبہ میں سے ہے اور صدقات واجبہ غنی شخص ـ اپنی اولاد، اصل پر ـ اور سادات ہاشمیہ پر صرف کرنا جائز نہیں ہے ـ اور غنی شخص سے مراد وہ شخص ہے جو اپنے حاجاتِ اصلیہ کی چیزوں کو چھوڑ کر اور اپنے ذمہ قرض کو
منہا کرنے کے بعد اتنے مال کا مالک ہو کہ وہ مال کسی قسم کی زکوٰۃ کے لئے نصاب بن سکے ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۳ ـ باب ۸ و فتاوی برازیہ علی ہامش
عالمگیری ج ۴ ص۸۵ و ہدایہ ج ا ص۱۹۹، ص۲۰۰، خلاصہ الفتاوی ج ا ص۲۴۲ مثلاً جو شخص کچھ سونا اور کچھ چاندی یا روپوؤں کا مالک ہو اور اگر ان
سب کی قیمت ملائی جائے تو ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت جتنی مالیت ہو جاتی ہے تو اسپر فدیہ کی رقم صرف کرنا جائز نہ ہوگا (مترجم) [7] نورالایضاح
کی عبارت کا مفہوم یوں ہے کہ پھر فقیر ولی پر ہبہ کردے اور ولی اس مال پر قبضہ کرکے پھر فقیر کو دے دے اور ردالمحتار ج ا کی عبارت کا مفہوم یوں
ہے کہ وارث فقیر کو دے دے اور پھر اس سے بطور ہبہ مانگ لے اور اسپر قبضہ کرکے پھر اس فقیر کو یا کسی اور فقیر کو دے دے اور ہر بار اس مال کے بقدر میت
کی بقیہ نمازوں کا فدیہ ادا ہوگا ـ ماخوذ از نورالایضاح ص۴۴ و ردالمحتار ج ا ص۶۸۶ (مترجم)

* حکم نمبر ۱/۲۴۲ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت — قضاء الفوائت	حواله
۱۸۹-۱۵	وفی فتاوی الحجۃ وان لم یوص لورثته وتبرع بعض الورثۃ یجوز	کذا فی التاتارخانیۃ
۱۶	ویدفع عن کل صلوۃ نصف صاع حنطۃ منوین ولودفع جملۃ الی فقیر واحد جاز بخلاف کفارۃ الیمین وکفارۃ الظهار وکفارۃ الافطار	کذا فی التاتارخانیۃ
۱۷	وفی الولوالجیۃ ولودفع عن خمس صلوات تسع امنان لفقیر واحد ومنا لفقیر واحد اختار الفقیه ؒ انه یجوز عن اربع صلوات ولا یجوز عن الصلوۃ الخامسۃ	کذا فی التاتارخانیۃ
۱۸	وفی الیتیمۃ سئل الحسن بن علی رضی اللہ عنهما عن الفدیۃ عن الصلوات فی مرض الموت هل یجوز فقال لا	کذا فی التاتارخانیۃ
۱۹	وسئل حمیر الوبری ؒ وابویوسف ؒ بن محمد عن الشیخ الفانی هل تجب علیه الفدیۃ عن الصلوات کما تجب علیه عن الصوم وهو حی فقال لا	کذا فی التاتارخانیۃ
۲۰	فی فتاوی اهل سمرقند رجل صلی خمس صلوات ثم انه لم یقرأ فی الاولیین من احدی صلوات الخمس ولا یعلم تلک فانه یعید الفجر والمغرب احتیاطا ولو تذکر انه ترک القرأۃ فی رکعۃ واحدۃ ولا یدری من ایۃ صلوۃ ترکها قالوا یعید صلوۃ الفجر والوتر ولو تذکر انه ترک القراءۃ فی رکعتین یعید الفجر والمغرب والوتر ولو تذکر انه ترک القراءۃ فی اربع رکعات یعید صلوۃ الظهر والعصر والعشاء ولا یعید الوتر والفجر والمغرب	کذا فی المحیط
۲۱	تارک الصلوۃ عمدا لا یقتل	کذا فی الکافی فی باب قضاء الفوائت

ؔ۱ خلاصہ یہ کہ میت کے ذمہ فدیہ کیلئے تہائی ترکہ سے وصیت پر عمل کرنا واجب ہے۔ اور اگر میت کا ترکہ نہیں یا قابل صرف ترکہ فدیہ کیلئے کافی نہیں اور بالغ وارث ترکہ میں سے اپنے اپنے حصے یا کوئی شخص اپنا مال میت کے ذمے فدیہ میں دینے کے لئے راضی نہیں یا راضی ہیں مگر وہ مقدار فدیہ کے لئے کافی نہیں یا سرے سے فدیہ کے لئے مال جیبا ہی نہیں تو ان صورتوں میں بقیہ فدیہ یا سب فدیہ کیلئے شرائط مندرجہ حکم نمبر $\frac{۱۳،۱۴،۱۵}{۱۸۹}$ مع حواشی کی رعایت رکھتے ہوئے حیلہ اسقاط کی اجازت ہوگی گو حیلہ اسقاط کرنا ضروری نہ ہوگا۔ لیکن اگر میت کا ترکہ ہے۔ اس نے وصیت بھی کی ہے۔ اور وارث تہائی ترکہ میں سے بقدر وصیت مال میت کے ذمہ فدیہ میں نہ دیں اور اسکی بجائے حیلہ اسقاط سے کام لیں تو حیلہ اچھے مقصد کیلئے نہیں ہے بلکہ ایسا کرنا شریعت کے حکم۔ مقصد اور میت کے حق کو باطل کرنا ہے اسی لئے فتاوی عالمگیری

دفعات وشق نمبر	گیارہواں باب ۔ قضا نمازوں کے احکام / قضا نمازوں کا بیان	حوالہ
۱۸۹-۱۵	فتاوی حجہ میں ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے اپنے وارثوں کو (فوت شدہ نمازوں کا کفارہ ادا کرنے کے لئے) وصیت نہیں کی۔ اور وارثوں میں سے بعض نے احسان کردیا تو جائز ہوگا ۔ ۱	تتارخانیہ
۱۶	(و) اور (کفارہ میں) ہر نماز کے لئے نصف صاع گیہوں دے اور نصف صاع کے شرعی دو من ہوتے ہیں (ب) اور اگر کسی نے (کفارہ کا سب گیہوں) ایک فقیر کو دے دیا تو جائز ہے ۔ مگر قسم۔ ظہار۔ اور روزہ افطار کردینے کے کفارہ کا حکم اس کے خلاف ہے ۔	تتارخانیہ
۱۷	الولوالجیہ میں ہے کہ اگر کسی نے پانچ نمازوں کے کفارہ میں سے نو (شرعی) من ایک فقیر کو دے دیئے اور ایک (شرعی) من ایک فقیر کو دے دیا تو (اسکے متعلق) فقیہ نے یہ حکم اختیار کیا ہے کہ چار نمازوں کا کفارہ جائز ہوگا اور پانچویں نماز کا کفارہ جائز نہ ہوگا ۔	تتارخانیہ
۱۸	یتیمہ میں ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے کسی شخص نے پوچھا کہ کیا مرض الموت میں کسی شخص کو اپنی (فوت شدہ) نمازوں کا فدیہ دینا جائز ہے؟ تو آپؓ نے فرمایا جائز نہیں ۔	تتارخانیہ
۱۹	اور حضرت حمیر وبریؒ اور ابو یوسف بن محمدؒ سے بہت ضعیف بوڑھے کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا اس پر اپنی زندگی میں نمازوں کا فدیہ لازم ہے جیسا کہ اس پر روزوں کا فدیہ لازم ہے ۔ تو انہوں نے کہا نہیں ۲	تتارخانیہ
۲۰	(و) فتاوی اہل سمرقند میں ہے کہ کسی شخص نے پانچ نمازیں پڑھیں تو ان پانچ نمازوں میں سے کسی ایک نماز کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت نہ کی اور اسے وہ نماز معلوم نہیں تو (اس صورت میں) وہ از روئے احتیاط فجر اور مغرب کی نماز لوٹالے ۔ (ب) اور اگر اسے یاد آیا کہ (مذکورہ صورت میں) اس سے صرف ایک رکعت میں قرأت چھوٹی ہے اور اسے معلوم نہیں کہ کس نماز (کی رکعت) میں قرأت چھوٹی ہے تو فقہاءؒ نے کہا ہے کہ وہ نماز فجر اور نماز وتر لوٹالے ۔ (ج) اور اگر اسے (صرف یہ) یاد آیا کہ اس سے دو رکعتوں میں قرأت چھوٹی ہے تو وہ نماز فجر۔ نماز مغرب اور نماز وتر کو لوٹالے ۔ (د) اور اگر اسے یہ یاد آیا کہ اس سے چار رکعتوں میں قرأت چھوٹی ہے تو (اس صورت میں) وہ نماز ظہر۔ نماز عصر اور نماز عشا لوٹائے گا۔ اور نماز وتر۔ نماز فجر اور نماز مغرب نہیں لوٹائے گا۔	محیط
۲۱	جو شخص (نماز کو فرض مانتا ہوا اور کسی عذر کے بغیر) جان بوجھ کر نماز کا تارک ہو تو اسے قتل نہ کیا جائے ۳	کافی

۱ کی کتاب الحیل میں ہے کہ ہر وہ حیلہ جو ابطال حق الغیر کے لئے ہو۔ باطل ہے ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۵۹ فصل ۹ (مترجم) ۲ یعنی اپنی زندگی میں نمازوں یا روزوں کا فدیہ دینا جائز نہیں ہے۔ لیکن شیخ فانی (ایسا بوڑھا یا بیمار جس کے لئے روزوں پر قادر ہو سکنے کی کوئی امید نہیں رہتی اس) کے لئے اپنی زندگی میں صرف روزوں کا فدیہ ادا کرنا صحیح ہے۔ ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۶۸۷ ، ص ۶۸۸ (مترجم) ۳ اس کے متعلق حکم نمبر ۲/۹۸ وحاشیہ ۱/۱۸۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السہو — سجود السہو	حوالہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الباب الثانی عشر فی سجود السہو

دفعات ۱۹۰ تا ۲۰۱ عنوانات ۱۳ تعداد شق ۱۱۲

(الفصل الاول) سجود السہو

دفعات ۱۹۰ تا ۱۹۹ عنوانات ۱۰ تعداد شق ۶۵

تعداد شق ۱۷

۱۹۰- سجود السہو

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	وہو واجب	کذا فی التبیین
۲	وہو الصحیح	کذا فی الہدایۃ
۳	والوجوب مقید بما اذا کان الوقت صالحا حتی ان من علیہ السہو فی صلوۃ الصبح اذا لم یسجد حتی طلعت الشمس بعد السلام الاول سقط عنہ السجود	کذا فی البحر الرائق
۴[1]	وکذا اذا سہا فی قضاء الفائتۃ فلم یسجد حتی احمرت	کذا فی البحر الرائق
۵	وکل ما یمنع البناء اذا وجد بعد السلام یسقط السہو	کذا فی البحر الرائق
۶	وفی القنیۃ لو بنی النفل علی فرض سہا فیہ لم یسجد	کذا فی النہر الفائق
۷	ومحلہ بعد السلام سواء کان من زیادۃ او نقصان ولو سجد قبل السلام اجزاہ عندنا	ہکذا روایۃ الاصول
	ویأتی بتسلیمتین ہو الصحیح	کذا فی الہدایۃ
	والصواب ان یسلم تسلیمۃ واحدۃ وعلیہ الجمہور والیہ اشار فی الاصل	کذا فی الکافی
۸	ویسلم عن یمینہ	کذا فی الزاہدی

[1] بنا کے احکام حکم نمبر ۱۷۲ میں ملاحظہ ہوں اور (اگر مانع بنا امر نہ پایا جائے تو) سلام کے بعد بھی سجدہ کرلے خواہ وہ سلام نماز قطع کرنے کی نیت سے کیا ہو اس کے متعلق حکم ۲۱/۲۰۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	بارہواں باب ۔ سجدہ سہو کے احکام — سجدہ سہو کا بیان	حوالہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بارہواں باب ۔ سجود سہو کے احکام !

دفعات ۱۹۰ تا ۲۰۱ عنوانات ۱۲ تعداد شق ۱۱۲

(پہلی فصل) سجود السہو

دفعات ۱۹۰ تا ۱۹۹ عنوانات ۱۰ تعداد شق ۶۵

اور اس میں ۱۷ شقیں ہیں

۱۹۰- سجود سہو

دفعات و شق نمبر	متن	حوالہ
۱	سجدہ سہو واجب ہے ۔	تبیین
۲	یہی (مذکورہ حکم) صحیح ہے ۔	ہدایہ
۳	سجدہ سہو کا واجب ہونا تب ہے کہ وقت میں اسکی گنجائش ہو ۔ حتی کہ اگر جس شخص پر فجر کی نماز میں سجدہ سہو لازم ہوا تھا ۔ اس نے ابھی سجدہ سہو نہیں کیا اور پہلے سلام کے بعد سورج نکل آیا تو اس سے سجدہ سہو ساقط ہو گیا ۔	بحرالرائق
۴	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح جب کسی شخص کو فوت شدہ نماز کی قضا میں سہو ہوا اور سجدہ سہو کرنے سے پہلے سورج سرخ ہو گیا (تو اس سے سجدہ سہو ساقط ہو گیا)	بحرالرائق
۵	ہر وہ امر جو نماز پر بنا کرنے کے لئے مانع ہوتا ہے اگر سلام کے بعد پایا جائے تو اس کی وجہ سجدہ سہو ساقط ہو جاتا ہے	بحرالرائق
۶	قنیہ میں ہے کہ کسی شخص کو فرض نماز میں سہو ہوا اس نے اس نماز پر نفل نماز کی بنا کی تو سجدہ سہو نہ کرے ۲	نہر فائق
۷	(ا) سجدہ سہو کا موقع سلام پھیرنے کے بعد ہے ۔ خواہ وہ سہو نماز میں کسی امر کے زیادہ ہونے کیوجہ سے ہوا ہو یا کمی کی وجہ سے ہوا ہو ۔ اور اگر کسی نے سجدہ سہو سلام پھیرنے سے پہلے کر دیا تو ہمارے ہاں اسے کفایت کر جائے گا ۔ یونہی اصول کی روایت ہے	روایۃ الاصول
	(ب) ۱ اور (سجدہ سہو کے لئے) دونوں طرف سلام پھیرے ۔	ہدایہ
	اور ۲ ٹھیک یہ ہے کہ ایک طرف سلام پھیرے ۔ جمہور اسی پر ہیں اور اصل میں اسی کی طرف اشارہ ہے ۔	کافی
۸	اور (سجدہ سہو کے لئے صرف) اپنے دائیں طرف سلام پھیرے ۔	زاہدی

ـــہ ۲ اس کے متعلق حکم $\frac{۲۰ \text{ ب } ۵}{۲۰۰}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السہو — سجود السہو	حوالہ
۱۹۰-۹	وکیفتہ ان یکبر بعد سلامہ الاول ویخر ساجدا ویسبح فی سجودہ ثم یفعل ثانیا کذلک ثم یتشہد ثانیا ثم یسلم	کذا فی المحیط
۱۰	ویأتی بالصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والدعا فی قعدۃ السہو ھو الصحیح وقیل یأتی بہما فی القعدۃ الاولی	کذا فی التبیین
	والاحوط ان یصلی فی القعدتین[1]	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۱	وحکم السہو فی الفرض والنفل سواء	کذا فی المحیط
۱۲	قال فی الفتاوی القعدۃ بعد سجدتی السہو لیست برکن وانما امر بہا بعد سجدتی السہو لیقع ختم الصلوٰۃ بہا حتی لو ترکہا فقام وذھب لاتفسد صلوتہ کذا قالہ الحلوانی رح	کذا فی السراج الوہاج
۱۳	وفی الولوالجیۃ الاصل فی ھذا ان المتروک ثلاثۃ انواع فرض وسنۃ و واجب ففی الاول ان امکنہ التدارک بالقضا یقضی والا فسدت صلوتہ وفی الثانی لاتفسد لان قیامہا بارکانہا وقد وجدت ولایجبر بسجدتی السہو وفی الثالث ان ترک ساہیا یجبر بسجدتی السہو وان ترک عامدا لا	کذا فی التاتارخانیۃ
۱۴	وظاہر کلام الجم الغفیر انہ لایجب السجود فی العمد وانما تجب الاعادہ جبرا لنقصانہ	کذا فی البحر الرائق
۱۵	ولایجب السجود الا بترک واجب او تأخیرہ او تاخیر رکن او تقدیمہ او تکرارہ او تغییر واجب بان یجہر فیما یخافت[2] وفی الحقیقۃ وجوبہ بشئ واحد وھو ترک الواجب	کذا فی الکافی
۱۶	ولایجب بترک التعوذ والبسملۃ فی الاولی والثناء وتکبیرات الانتقالات الا فی تکبیرۃ رکوع الرکعۃ الثانیۃ من صلوۃ العید۔	

[1] اس لئے کہ دعا کا موقع نماز کے آخر میں ہوتا ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ا ص ۱۵۰ (مترجم) [2] اور کسی رکن کی تاخیر۔ تقدیم یا تکرار سے سجدہ سہو واجب ہوگا جیسا کہ حکم ۱۵/۱۹۰ میں ہے (مترجم) [3] اور جان بوجھ کر نماز میں واجب چھوڑنے کی صورت میں اس نماز کا لوٹانا واجب ہے ۱۳/۱۹۰

دفعات وشق نمبر	بارہواں باب ۔ سجدہ سہو کے احکام سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۹-۱۹۰	سجدہ کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سلام کے بعد تکبیر کہے اور سجدہ کے لئے جھک جائے اپنے سجدہ میں تسبیح پڑھے پھر اسیطرح دوبارہ کرے پھر دوبارہ التحیات پڑھے اور سلام پھیرے ۔	محیط
۱۰	(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور دعا سہو کے قعدہ (التحیات کے لئے بیٹھنے کی حالت) میں پڑھے [۱]	
	(ب) اور بعض کا قول ہے کہ درود شریف اور دعا پہلے قعدہ میں پڑھے ۔	تبیین
	(ج) اور زیادہ احتیاط اسمیں ہے کہ دونوں قعدوں میں (درود شریف اور دعا) پڑھے ۔	قاضیخان
۱۱	فرض نماز اور نفل نماز میں سجدہ سہو کا حکم برابر ہے ۔	محیط
۱۲	فتاوی میں ہے کہ سہو کے دونوں سجدوں کے بعد قعدہ نماز کا رکن نہیں ہے ۔ البتہ سہو کے دونوں سجدوں کے بعد اس کا حکم اس لئے ہوا ہے تاکہ نماز کا اختتام قعدہ پر ہو ۔ حتی کہ اگر کوئی نمازی سہو کے سجدوں کے بعد والا قعدہ چھوڑ کر کھڑا ہو گیا اور چلا گیا تو اسکی نماز فاسد نہ ہوگی یہ حلوانی ؒ نے کہا ہے ۔	سراج وہاج
۱۳	الولوالجیہ میں ہے کہ ان مسائل میں اصول یہ ہے کہ نماز میں جو عمل چھوٹ جاتے ہیں وہ تین قسم کے ہیں ۔ فرض سنت اور واجب ۔ پس پہلا عمل یعنی (فرض) چھوٹ جانے کی صورت میں اگر یہ ممکن ہو کہ فوت شدہ فرض کی قضا نماز میں کرے تو قضا کرے گا [۲] ورنہ اسکی نماز فاسد ہو جائے گی ۔ اور دوسرا عمل (یعنی سنت) چھوٹ جانے کی صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ نماز کا قیام نماز کے ارکان سے ہے اور وہ پائے گئے ہیں ۔ اور نماز میں (سنت چھوٹنے کی صورت میں) سہو کے سجدوں سے نقصان کو پورا نہیں کیا جاتا اور تیسرا عمل (یعنی واجب) چھوٹ جانے کی صورت میں اگر کسی سے وہ واجب بھولے سے چھوٹا ہے تو سجدہ سہو سے نقصان کو پورا کیا جاتا ہے اور اگر کسی نے وہ واجب جان بوجھ کر چھوڑا ہے تو سجدہ سہو نہیں [۳]	تتارخانیہ
۱۴	بہت بڑی جماعت کا ظاہر کلام یہی ہے کہ اگر کوئی شخص نماز میں جان بوجھ کر واجب ترک کر دے تو سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا بلکہ اس نقصان کو درست کرنے کے لئے اس نماز کا لوٹانا واجب ہوگا ۔	بحرالرائق
۱۵	اور سجدہ سہو تب واجب ہوتا ہے کہ جب [۱] کوئی واجب چھوٹ جائے یا واجب [۲] کی ادائیگی میں تاخیر ہو جائے [۳] یا کسی فرض کی ادائیگی میں تاخیر ہو جائے یا [۴] کسی فرض کو اپنے مقام سے پہلے ادا کر دے یا [۵] کسی فرض کا تکرار کر دے یا [۶] واجب میں تبدیلی کر دے مثلاً جن نمازوں میں قرأت آہستہ آواز سے کی جاتی ہے ان میں قرأت اونچی آواز سے کر دے [۵] اور در حقیقت (ان سب صورتوں میں) سجدہ سہو کا واجب ہونا ایک ہی چیز سے ہے اور وہ ہے کسی واجب کا چھوٹ جانا ۔	کافی
۱۶	پہلی رکعت میں [۱] اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور بِسْمِ اللّٰہِ [۲] چھوڑ دینے سے ۔ ثنا چھوڑ دینے اور نماز ایک حالت سے دوسری حالت میں جاتے وقت کی تکبیریں چھوڑ دینے سے سجدہ سہو واجب نہ ہوگا ۔ لیکن عید کی نماز کی دوسری رکعت کے رکوع کی تکبیر چھوڑ دینے سے سجدہ سہو واجب ہے [۶] عیدوں اور ان کے علاوہ کی نمازوں میں	

اور نہ لوٹائی تو گنہگار ہے ۔ البتہ ترک واجب سے نماز ناقص ہوتی ہے فاسد نہیں ہوتی ماخوذ از درمختار ج ا ص ۴۲۵ (مترجم) [۴] اس کے متعلق حکم نمبر ۲۰ و ۲ / ۲۰۰ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] ایسی قرأت کی مقدار اور اسمیں منفرد کیلئے حکم اور دعاؤں وغیرہ کے اونچا پڑھنے کے حکم کے متعلق حکم نمبر ۲ تا ۴ / ۱۹۹ ملاحظہ ہو نیز سجدہ سہو کے متعلق حکم ۹ / ۲۰۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۶] کیونکہ وہ تکبیر عیدوں کی واجب تکبیروں کے ساتھ ملحق ہوگئی ہے جیسا کہ حکم ۴ / ۱۹۸ میں ہے نیز حکم ۲ / ۱۹۷ بھی ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السهو — سجود السهو	حوالہ
۱۹۰-	ولا يجب بترك رفع اليدين فی العيدين وغيرهما ومن ذلك مالو سلم عن الشمال اولا ساهيا	كذا فی فتح القدير
۱۴	ولو ترك القومة ساهيا بان انحط من الركوع ساجدا ففی فتاوى قاضيخان ان عليه السجود عند ابی حنيفة رح ومحمد رح	هكذا فی فتح القدير
۱۹۱-	**قراءة الفاتحة والسورة** تعداد شق [۱۵]	
۱	(ثم واجبات الصلوة انواع) —(منها) قرأة الفاتحة والسورة اذا ترك الفاتحة فی الاوليين او احداهما يلزمه السهو وان قراء اكثر الفاتحة ونسی الباقی لاسهو عليه وان بقی الاكثر كان عليه السهو اماما كان او منفردا	كذا فی فتاوى قاضيخان
۲	وان تركها فی الاخريين لا يجب ان كان فی الفرض وان كان فی النفل او الوتر وجب عليه	كذا فی البحر الرائق
۳	ولو كررها فی الاوليين يجب عليه سجود السهو بخلاف مالو اعادها بعد السورة او كررها فی الاخريين	كذا فی التبيين
۴	ولو قرأ الفاتحة الاخرفا او قرأ اكثرها ثم اعادها ساهيا فهو بمنزلة مالو قرأها مرتين	كذا فی الظهيرية
۵	ولو قرأ الفاتحة وحدها وترك السورة يجب عليه سجود السهو وكذا لو قرأ مع الفاتحة آية قصيرة	كذا فی التبيين
۶	ولو قراء الفاتحة وآيتين فخر راكعا ساهيا ثم تذكر عاد واتم ثلاث آيات وعليه سجود السهو	كذا فی الظهيرية
۷	ولو اخر الفاتحة عن السورة فعليه سجود السهو	كذا فی التبيين
۸	ولو قرأ فی الاخريين الفاتحة والسورة لا يلزمه السهو وهو الاصح	كذا فی محيط السرخسی

[۱] اس لئے کہ وہ واجب نہیں ہیں۔ سنت ہیں اسکے متعلق حکم ۱/۱۲۰ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] اسکے متعلق حکم نمبر ۷/۱۳۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] رکوع وسجود فرض ہے جیساکہ حکم ۱۱۶، ۱۱۷ میں ہے اور رکوع اور سجود میں تعدیل (تعدیل کے مفہوم کے متعلق حکم ۱۵/۱۱۹، ۱/۱۹۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو) واجب ہے جیساکہ حکم ۲،۳/۱۱۹، ۱/۱۹۴ میں ہے مگر رکوع کا قومہ (رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا) اور جلسہ (دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا) واجب نہیں جیساکہ حکم ۱۴-۷/۱۹۶، ۱/۱۳۲ میں ہے البتہ سنت ہے

دفعات و شق نمبر	بارہواں باب ۔ سجدہ سہو کے احکام سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۱۹۰-	(زائد تکبیر یا تکبیر تحریمہ وغیرہ میں) رفع یدین (یعنی ہاتھ اٹھانا) چھوڑ دینے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا[۱] اور ان میں سے ایک حکم یہ ہے کہ اگر کسی نے بھول کر پہلے بائیں طرف سلام پھیر دیا (تو اسپر سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا) [۲]	فتح قدیر
۱۷	اگر کسی نے بھول کر قومہ بایں صورت چھوڑ دیا کہ رکوع سے ہی جھک کر سجدہ میں چلا گیا تو فتاوی قاضیخان میں ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اسپر سجدہ سہو ہے [۳]	فتح قدیر
۱۹۱-	**فاتحہ اور کسی سورت کی قرأت کرنا** اور اسمیں ۱۵ شقیں ہیں	
۱	(و) پھر نماز کے واجبات کی کئی قسمیں ہیں [۴] اور ان میں سے سورۃ فاتحہ اور کسی سورت کی قرأت کرنا ہے۔ اگر کسی سے پہلی دو رکعتوں میں یا ان میں سے کسی ایک میں سورۃ فاتحہ پڑھنا رہ گیا تو اسپر سجدہ سہو لازم ہے [۵] (ب) اور اگر اس نے سورۃ فاتحہ کا اکثر حصہ پڑھ لیا اور باقی بھول گیا تو اس پر سجدہ سہو نہیں (ج) اور اگر سورۃ فاتحہ کا اکثر حصہ پڑھنے سے رہ گیا تو اس پر سجدہ سہو ہوگا۔ (د) خواہ امام ہو یا اکیلے نماز پڑھ رہا ہو۔ (حکم برابر ہے)	قاضیخان
۲	اگر کسی سے آخری دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ پڑھنا رہ گیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (و) اگر فرض نماز تھی تو اس پر سجدہ سہو واجب نہ ہوگا (ب) اور اگر نفل (یا سنت) یا وتر تھے تو اس پر سجدہ سہو لازم ہوگا [۶]	بحر رائق
۳	(و) اگر کسی نے پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ دو بار پڑھی تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا۔ (ب) اور اگر کسی نے سورت پڑھنے کے بعد سورۃ فاتحہ دوبارہ پڑھی یا آخیر کی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ دو بار پڑھی تو اس پر سجدہ نہیں ہے [۷]	تبیین
۴	اگر کسی نے سورت فاتحہ پڑھی مگر ایک حرف باقی رہ گیا۔ یا اس نے سورت فاتحہ کا اکثر حصہ پڑھ لیا پھر (اسی رکعت میں) بھولے سے سورت فاتحہ دوبارہ پڑھی تو وہ ایسا ہی ہے کہ گویا اس نے سورۃ فاتحہ دو بار پڑھی ۔	ظہیریہ
۵	(و) (جن رکعتوں میں مع سورت پڑھنا واجب ہے ان میں سے کسی رکعت میں) کسی نے سورت فاتحہ اکیلی پڑھی اور سورت نہ پڑھی تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا۔ (ب) اور یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی نے سورۃ فاتحہ پڑھی اور اس کے ساتھ (صرف) ایک چھوٹی آیت پڑھی (تو اس پر سجدہ سہو لازم ہے)	تبیین
۶	اگر کسی نے (ایسی رکعت میں جس میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ پڑھنا واجب ہے) سورۃ فاتحہ اور دو آیتیں پڑھیں اور پھر بھول کر رکوع میں چلا گیا پھر اسے یاد آگیا تو وہ لوٹے اور (کھڑے ہو کر) تین آیتیں پوری کرے اور اس پر سجدہ سہو ہے [۸]	ظہیریہ
۷	اگر کسی نے سورت فاتحہ کو سورت کے بعد پڑھا تو اس پر سجدہ سہو ہے۔	تبیین
۸	اگر کسی نے (فرضوں کی) آخری دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ پڑھی تو اسپر سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	محیط سرخسی

[۱] جیساکہ حکم ۱/۱۲۰ میں ہے اور ان کا چھوڑنا مکروہ ہے جیساکہ حکم ۵۱/۱۸۰ میں ہے۔ اسی طرح قومہ میں اعتدال اور جلسہ میں طمانینت واجب نہیں ہے جیساکہ ۱۱-۱۲/۱۱۹ میں ہے۔ البتہ سنت ہے جیساکہ حکم ۱/۱۲۰ میں ہے لیکن اگر کسی سے قومہ یوں چھوٹا کہ وہ رکوع سے سیدھا ہی سجدہ میں چلا گیا تو اس پر بموجب حکم ۱۷/۱۹۰ سجدہ سہو ہے (مترجم) [۴] نماز کے واجبات کے متعلق حکم نمبر ۱۱۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] اسکے متعلق ۱/۱۱۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] جیساکہ حکم ۲/۱۱۹ میں ہے (مترجم) [۷] اسکے متعلق حکم ۷/۱۱۹ ملاحظہ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السهو — سجود السهو	حوالہ
۱۹۱ - ۹	ولو قرأ فی رکوعه او سجوده او تشهده یلزمه وهذا اذا بدأ بالقراءة ثم بالتشهد وان بدأ بالتشهد ثم بالقراءة فلا سهو علیه	كذا فی محیط السرخسی
۱۰	ولو لم یقرأ الفاتحة فی الشفع الثانی لا سهو علیه فی ظاهر الروایة	كذا فی السراج الوهاج ناقلا عن الفتاوی
۱۱	ولو لم یقرأ شیئا من القرآن فی الشفع الثانی ولم یسبح عن ابی حنیفة رحمه الله انه قال ان كان متعمدا فقد اساء وان كان ساهیا كان علیه سجود السهو وروی ابو یوسف رحمه الله عن ابی حنیفة رحمه الله انه لا حرج علیه فی العمد ولا سجود علیه فی السهو وعلیه الاعتماد	كذا فی فتاوی قاضیخان
۱۲	ومن سها عن الفاتحة فی الاولی او فی الثانیة وتذكر بعد ما قرأ بعض السورة یعود فیقرأ بالفاتحة ثم بالسورة قال الفقیه ابو اللیث رحمه الله یلزمه سجود السهو وان كان قرأ حرفا من السورة وكذلك اذا تذكر بعد الفراغ من السورة او فی الركوع او بعد ما رفع رأسه من الركوع فانه یأتی بالفاتحة ثم یعید السورة ثم یسجد للسهو وفی الخلاصة اذا ركع ولم یقرأ السورة رفع رأسه وقرأ السورة واعاد الركوع وعلیه السهو هو الصحیح	كذا فی التاتارخانیة
۱۳	واذا قرأ فی الركعة الاولی سورة وقرأ فی الركعة الثانیة سورة قبلها فلا سهو علیه	كذا فی المحیط
۱۴	وفی الولوالجیة المصلی اذا تلا آیة السجدة ونسی ان یسجد لها ثم ذكرها وسجدها وجب علیه سجود السهو لانه تارك للوصل وهو واجب وقیل لا سهو علیه والاول اصح	كذا فی التاتارخانیة

ـــــه اس حکم کا اطلاق آخری التحیات کی صورت میں ہوگا کیونکہ پہلی التحیات کی صورت میں تیسری رکعت کے قیام میں تاخیر لازم آنے کی وجہ سے سجدہ سہو لازم ہوگا۔ اردو حاشیہ فتاوی ہذا از سید امیر علی رحمہ اللہ نیز اس کے متعلق حکم نمبر ۵/۱۹۶ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ـــــه ۲ جیساکہ حکم نمبر ۲/۱۹۲ سے ظاہر ہے

دفعات وشق نمبر	بارہواں باب ۔ سجدہ سہو کے احکام — سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۱۹۱-۹	اور اگر کسی نے رکوع میں یا سجود میں یا التحیات میں قرأت کی تو اسپر سجدہ سہو لازم ہوگا یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس نے پہلے قرأت کی پھر تشہد پڑھی اور اگر پہلے التحیات پڑھی پھر قرأت کی تو اسپر سجدہ سہو نہیں ہے [۱]	محیط سرخسی
۱۰	اگر کسی نے (فرضوں کے) دوسرے دوگانہ میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو ظاہر روایت کے بموجب اسپر سجدہ سہو نہیں ہے ۔	سراج وہاج
۱۱	(ا) اگر کسی نے (فرضوں کے) دوسرے دوگانہ میں کچھ بھی قرآن نہ پڑھا اور نہ تسبیح پڑھی تو (اسکے حکم کے متعلق) امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا ہے کہ اگر اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو برائی کی ہے اور اگر اس نے بھولے سے ایسا کیا ہے تو اسپر سجدہ سہو ہے ۔ (ب) اور (دوسری روایت میں) امام ابو یوسف رح نے امام ابو حنیفہ رح سے روایت کیا ہے کہ (مذکورہ صورت میں) جان بوجھ کر ایسا کرنے کی صورت میں اسپر کوئی حرج نہیں ہے اور بھولے سے ایسا کرنے میں اسپر سجدہ سہو نہیں ہے اور اسی حکم پر اعتماد ہے ۔	قاضیخان
۱۲	(ا) جو شخص پہلی رکعت میں یا دوسری رکعت میں سورت فاتحہ پڑھنا بھول گیا اور تھوڑی سی سورت پڑھنے کے بعد اسے یاد آگیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) وہ لوٹے پس سورت فاتحہ پڑھے اور پھر سورت پڑھے [۲] فقیہ ابو اللیث رح نے کہا ہے کہ اس صورت میں اسپر سجدہ سہو لازم ہوگا خواہ اس نے (سورت فاتحہ سے پہلے) سورت کا ایک ہی حرف پڑھا تھا ۔ ※ (ب) اور اسی طرح اگر (مذکورہ صورت میں) کسی کو سورت پڑھنے سے فارغ ہونے پر یاد آیا (کہ اس نے سورت فاتحہ نہیں پڑھی) یا اسے رکوع میں یاد آیا یا رکوع سے سر اٹھانے کے بعد یاد آیا تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) وہ سورۃ فاتحہ پڑھے پھر سورت دوبارہ پڑھے اور پھر سجدہ سہو کرے گا ۔ (ج) اور خلاصہ میں ہے کہ اگر کسی نے رکوع کر دیا اور سورۃ نہیں پڑھی تھی تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) وہ (رکوع سے) سر اٹھائے ۔ سورت پڑھے اور (پھر) رکوع لوٹائے اور اسپر سجدہ سہو ہوگا ۔ یہی حکم صحیح ہے [۳]	تتارخانیہ
۱۳	اگر کسی نے پہلی رکعت میں ایک سورہ پڑھی اور دوسری رکعت میں اس سے پہلے کی سورہ پڑھی تو اسپر سجدہ سہو لازم نہ ہوگا [۴]	محیط
۱۴	(ا) الولوالجیہ میں ہے کہ کسی نماز پڑھنے والے نے سجدہ کی ایت پڑھی اور اس وقت سجدہ تلاوت کرنا بھول گیا پھر اسے یاد آیا تو اس نے سجدہ تلاوت کیا تو اس صورت میں اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا اس لئے کہ (نماز میں) آیت سجدہ کے ساتھ سجدہ تلاوت کو ملانا واجب ہے اور وہ اس سے ترک ہوگیا (ب) اور بعض کا قول ہے کہ (مذکورہ صورت میں) اسپر سجدہ سہو نہیں ہے (ج) اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے ۔	تتارخانیہ

[۳] اس کے متعلق حکم نمبر ۹، ۱۰/۱۱۹ ، ۶/۱۹۱ ، ۲۰/۱۹۳ بھی ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] اس کے متعلق حکم نمبر ۲۶/۱۳۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

※ اور مذکورہ صورت کے متعلق البحر الرائق میں کہ فتح القدیر میں اتنی مقدار کی قید لگائی گئی ہے جسمیں ایک رکن ادا ہوسکے ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۹۴ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السہو — سجود السہو	حوالہ
۱۹۱-۱۵	اذا اراد ان یقرأ فی صلوته سورة فاخطاء فقرأ سورة اخری لا سہو علیہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۹۲-	**تعیین القراءة فی الاولین** تعداد شق [۱]	
۱	(ومنہا) تعیین القراءة فی الاولین	کذا فی البحر الرائق
۱۹۳-	**رعایة الترتیب فی فعل مکرر** تعداد شق [۲]	
۱	(ومنہا) رعایة الترتیب فی فعل مکرر فلو ترک سجدة من رکعة فتذکرہا فی آخر الصلوة سجدہا و سجد للسہو لترک الترتیب فیہ ولیس علیہ اعادة ماقبلہا	کذا فی البحر الرائق
۲	ولو قدم الرکوع علی القراءة لزمہ السجود لکن لا یعتد بالرکوع فیفرض اعادته بعد القراءة	کذا فی البحر الرائق
۱۹۴-	**تعدیل الارکان** تعداد شق [۳]	
۱	(ومنہا) تعدیل الارکان وہو الطمانینة فی الرکوع والسجود وقد اختلف فی وجوب السجود بترکہ بناء علی انہ واجب او سنة والمذہب الوجوب ولزوم السجود بترکہ ساہیا وصححہ فی البدائع	کذا فی البحر الرائق
۱۹۵-	**القعدة الاولی** تعداد شق [۴]	
۱	(ومنہا) القعدة الاولی حتی لو ترکہا یجب علیہ السہو	کذا فی التبیین
۱۹۶-	**التشہد** تعداد شق [۱۷]	
۱	(ومنہا) التشہد فاذا ترکہ فی القعدة الاولی او الاخیرة وجب علیہ سجود السہو وکذا اذا ترک بعضہ	کذا فی التبیین

[۱] نماز میں نفس قرأت فرض ہے جیساکہ حکم ۱۱۵ میں ہے اور فرضوں کی پہلی دو رکعتوں کو قرأت کے لئے مقرر کرنا واجب ہے، جیساکہ حکم ۱/۱۱۹، ۱/۱۹۱ میں ہے اور فرض نماز کے علاوہ نمازوں میں پہلی دو رکعتوں اور آخری دو رکعتوں یعنی سبھی رکعتوں میں قرأت واجب ہے اس کے متعلق حکم ۲/۱۱۹، ۲/۱۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۲] اس کے متعلق حکم نمبر ۹-۱۰/۱۱۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۳] اسکے متعلق ۹-۱۰/۱۱۹، ۶/۱۹۱، ۱۲/۱۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۴] تعدیل ارکان واجب ہے۔ جیساکہ حکم ۱۳-۱۴/۱۱۹ اور اس حکم نمبر ۱/۱۹۴ میں ہے۔ البتہ تعدیل ارکان سے مراد حکم نمبر ۱۵/۱۱۹ میں یہ ہے کہ ارکان (رکوع وسجود وغیرہ) میں (کم ازکم) ایک تسبیح کے بقدر دیر تک اعضاء میں سکون اور ٹھہراؤ ہو جائے جو کہ واجب ہے اور تعدیل ارکان سے مراد حکم ۱/۱۹۴ میں یہ ہے کہ رکوع وسجود میں طمانینت ہو جائے

دفعات و شق نمبر	بارہواں باب ۔ سجدہ سہو کے احکام — سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۱۹۱-۱۵	اگر کسی نے نماز میں کوئی ایک سورت پڑھنے کا ارادہ کیا پھر اس نے غلطی کی اور کوئی دوسری سورت پڑھ دی تو (اس صورت میں) اسپر سجدہ سہو نہیں ہے۔	قاضیخان
۱۹۲	**پہلی دو رکعتوں کو قرأت کیلئے مقرر کرنا** اور اسمیں ۱ شق ہے	
۱	نماز کے واجبات میں سے پہلی دو رکعتوں کو قرأت کے لئے مقرر کرنا ہے۔ ۱	بحرالرائق
۱۹۳	**نماز میں کئی بار ہونے والے کاموں میں ترتیب کی رعایت رکھنا** اور اسمیں ۲ شقیں ہیں	
۱	نماز کے واجبات میں سے نماز میں کئی بار ہونے والے کاموں میں ترتیب کی رعایت رکھنا ہے ۲ پس اگر کسی نمازی سے کسی رکعت میں ایک سجدہ چھوٹ گیا اور وہ سجدہ اسے نماز کے آخر میں یاد آیا تو وہ سجدہ کرلے اور ترتیب چھوٹ جانے کی وجہ سے سجدہ سہو کرے اور اس نماز کے جو ارکان پہلے ادا کرچکا ہے ان کا اعادہ واجب نہیں۔	بحرالرائق
۲	اور اگر کسی نے رکوع کو قرأت سے پہلے کر دیا تو اس پر سجدہ سہو لازم ہے۔ لیکن (قرأت سے پہلے کئے ہوئے) اس رکوع کا اعتبار نہ ہوگا۔ پس قرأت کے بعد پھر رکوع کرنا فرض ہوگا ۳	بحرالرائق
۱۹۴	**نماز کے ارکان میں اعتدال** اور اسمیں ۱ شق ہے	
۱	(ا) نماز کے واجبات میں سے تعدیل ارکان یعنی رکوع اور سجود اطمینان سے کرنا ہے اور اس کے چھوٹ جانے سے سجدہ سہو واجب ہونے میں اختلاف ہے اس لئے کہ اسکے واجب یا سنت ہونے میں اختلاف ہے (ب) اور ٹھیک مذہب یہ ہے کہ واجب ہے اور بھولے سے تعدیل ارکان چھوٹ جانے کی صورت میں سجود سہو لازم ہیں اور بدائع میں اس حکم کو صحیح کہا گیا ہے ۴	بحرالرائق
۱۹۵	**پہلا قعدہ** اور اسمیں ۱ شق ہے	
	نماز کے واجبات میں سے (چار یا تین رکعت نماز کی صورت میں) پہلی التحیات کیلئے بیٹھنا ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی نے پہلا قعدہ چھوڑ دیا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔	تبیین
۱۹۶	**تشہد پڑھنا** اور اسمیں ۱۷ شقیں ہیں	
۱	(ا) نماز کے واجبات میں سے تشہد (التحیات پڑھنے میں عبدہ و رسولہ تک) پڑھنا ہے پس اگر کسی سے پہلے قعدہ (التحیات کیلئے بیٹھنے کی حالت) میں تشہد پڑھنا چھوٹ گیا یا آخری قعدہ میں تشہد پڑھنا چھوٹ گیا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوگیا۔ (ب) اسیطرح یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ کسی سے تشہد کا کچھ حصہ چھوٹ گیا۔	تبیین

جس کا چھوڑ دینا واجب چھوڑ دینا ہے۔ جیساکہ نور الایضاح میں واجباتِ نماز میں ہے اور طمانینت کا مفہوم حاشیہ نور الایضاح میں یہ ہے کہ اطمینان (طمانینت) سے مراد اعضاء میں سکون پیدا ہونے کے بقدر ٹھہراؤ ہے ۔ یہ واجب ہے ماخوذ از نور الایضاح مع حاشیہ ص۲۳ بحوالہ عنایہ بین السطور ہدایہ ج ۱ ص۹۶ اور طمانینتِ ارکان کا ایک اور مفہوم مکروہات کے عنوان کے تحت مذکور ہے کہ اگر نمازی رکوع و سجود میں طمانینت یعنی پیٹھ سیدھا کرنا چھوڑ دے تو مکروہ ہے جیساکہ حکم ۵۰/۱۸۰ میں ہے (اور جیساکہ اس سے ملتا جلتا حکم نور الایضاح ص۲۴ و منیۃ المصلی ص۱۹۹ اور حکم ۱۱/۱۲۸ میں ہے) پس حکم ۱/۱۹۴، ۵۰/۱۸۰ میں تعارض نہیں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السهو — سجود السهو	حوالہ
۱۹۶-۲	سواء كان فى الفرض او النفل	كذا فى البحر الرائق
۳	ولو قرأ التشهد فى القيام ان كان فى الركعة الاولى لا يلزمه شيئ وان كان فى الركعة الثانية اختلف المشائخ[1] فيه والصحيح انه لا يجب	كذا فى الظهيرية
	ولو تشهد فى قيامه قبل قرأة الفاتحة فلا سهو عليه وبعدها يلزمه سجود السهو وهو الاصح لان بعد الفاتحة محل قراءة السورة فاذا تشهد فيه فقد أخر الواجب وقبلها محل الثناء	كذا فى التبيين
۴	ولو تشهد فى الاخريين لا يلزمه السهو	كذا فى محيط السرخسى
۵	واذا فرغ من التشهد وقرأ الفاتحة سهوا فلا سهو عليه واذا قرأ الفاتحة مكان التشهد فعليه السهو وكذلك اذا قراء الفاتحة ثم التشهد كان عليه السهو كذا روى عن ابى حنيفة رح فى الواقعات الناطقية وذكر هناك اذا بدأ فى موضع التشهد بالقراءة ثم تشهد فعليه السهو	
	ولو بدأ بالتشهد ثم بالقراءة فلا سهو عليه ولو قرأ التشهد قائما او راكعا او ساجدا لا سهو عليه	هكذا فى المحيط
۶	ولو كرر التشهد فى القعدة الاولى فعليه السهو	كذا فى التبيين
۷	وكذا لو زاد على التشهد الصلوة على النبى صلى الله عليه وسلم	كذا فى التبيين
۸	وعليه الفتوى	كذا فى المضمرات
۹	واختلفوا فى قدر الزيادة فقال بعضهم يجب عليه سجود السهو بقوله اللهم صل على محمد	
	وقال بعضهم لا يجب عليه حتى يقول وعلى آل محمد والاول اصح	كذا فى التبيين
۱۰	ولو كرره فى القعدة الثانية فلا سهو عليه	كذا فى التبيين
۱۱	واذا نسى قراءة التشهد حتى سلم ثم تذكر عاد وتشهد وعليه السهو فى قول	

[1] اس کے متعلق حکم نمبر ۹/۱۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	بارہواں باب ۔ سجدہ سہو کے احکام — سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۲-۱۹۶	خواہ فرض نماز ہو یا نفل نماز ہو (تشہد چھوٹ جانے سے سجدہ سہو لازم ہونیکا حکم برابر ہے)۔	بحرالرائق
۳	اگر کسی شخص نے قیام (نماز میں کھڑا ہونیکی حالت) میں تشہد پڑھا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (الف) اگر پہلی رکعت میں پڑھا ہے تو اس پر کچھ لازم نہیں اور اگر دوسری رکعت میں پڑھا ہے تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے۔ اور صحیح حکم یہ ہے کہ سجدہ سہو واجب نہ ہوگا۔	ظہیریہ
	(ب) اگر کسی نے قیام میں سورۃ فاتحہ پڑھنے سے پہلے تشہد پڑھا تو اسپر سجدہ سہو لازم نہ ہوگا۔ اور اگر سورت فاتحہ کے بعد تشہد پڑھا تو اسپر سہو ہوگا اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔ اس لئے کہ سورۃ فاتحہ کے بعد سورت پڑھنے کا موقع ہوتا ہے اور جب اس نے اس موقع پر تشہد پڑھ دیا تو اس واجب (یعنی سورت پڑھنے) میں تاخیر کردی اور سورت فاتحہ سے پہلے ثنا پڑھنے کا موقع ہوتا ہے۔	تبیین
۴	اگر کسی نے آخری دو رکعتوں میں تشہد پڑھا تو اسپر سجدہ سہو لازم نہیں ہے۔	محیط سرخسی
۵	(الف) جب کوئی شخص تشہد پڑھنے سے فارغ ہوا تو اس نے بھولے سے سورت فاتحہ پڑھی تو اس پر سجدہ سہو نہیں ہے (ب) اور اگر کسی نے تشہد پڑھنے کی جگہ سورت فاتحہ پڑھی تو اسپر سجدہ سہو ہے۔ (ج) اسی طرح اگر کسی نے سورت فاتحہ پڑھکر تشہد پڑھا تو اسپر سجدہ سہو ہے واقعات ناطقیہ میں امام ابوحنیفہؒ سے یونہی روایت کیا گیا ہے اور وہاں (واقعات ناطقیہ میں) یہ بھی ذکر ہے کہ جب کسی نے تشہد کے موقع پر پہلے قرأت کی پھر تشہد پڑھا تو اسپر سجدہ سہو ہے۔ (د) اور اگر کسی نے پہلے تشہد پڑھا پھر قرأت کی تو اسپر سجدہ سہو نہیں ہے [1] (س) اور اگر کسی نے تشہد کو کھڑے ہوکر یا رکوع کی حالت میں یا سجدہ کی حالت میں پڑھا تو اسپر سجدہ سہو نہیں ہے۔	محیط
۶	اگر کسی نے پہلے قعدہ میں دوبار تشہد پڑھا تو اسپر سجدہ سہو لازم ہے۔	تبیین
۷	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی نے (پہلے قعدہ میں) تشہد پر درود شریف کا اضافہ کر دیا (تو اس پر سجدہ سہو ہے)	تبیین
۸	اور اسی (مذکورہ) حکم پر فتویٰ ہے۔	مضمرات
۹	(اور پہلے قعدہ میں) تشہد پر اضافہ کی مقدار کے متعلق فقہاءؒ نے اختلاف کیا ہے۔ (الف) بعض کا قول ہے کہ اگر کسی نے (تشہد کے بعد) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہا تو اسپر سجدہ سہو واجب ہوگا۔ (ب) اور بعض کا قول ہے کہ سجدہ سہو تب واجب ہوتا ہے کہ جب (پہلے قعدہ میں تشہد کے بعد اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اور) وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ (بھی) کہے۔ (ج) اور پہلا حکم زیادہ صحیح ہے۔	تبیین
۱۰	اور اگر کسی نے تشہد کو دوسرے قعدہ میں دوبار پڑھ دیا تو اسپر سجدہ سہو نہیں ہے۔	تبیین
۱۱	اگر کوئی نمازی تشہد پڑھنا بھول گیا حتیٰ کہ اس نے سلام پھیر دیا۔ پھر اسے یاد آیا تو لوٹے اور تشہد پڑھے اور امام	

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السهو — سجود السهو	حوالہ
۱۹۶-	ابی حنیفةؒ وابی یوسفؒ	کذا فی المحیط
۱۲	ویجب اذا قعد فیما یقام او قام فیما یجلس فیه وهو امام او منفرد اراد بالقیام اذا استتم قائما او کان الی القیام اقرب فانه لا یعود الی القعدة هکذا فی فتاوی قاضیخان وسجد للسهو	هکذا فی فتاوی قاضیخان
	ولو عاد الی القعود تفسد صلوته علی الصحیح	کذا فی التبیین
	وان لم یکن کذلك یقعد ولا سهو علیه	کذا فی فتاوی قاضیخان
	وهو الاصح	هکذا فی الهدایة والتبیین
	ویعتبر ذلك بالنصف الاسفل من الانسان ان کان النصف الاسفل مستویا کان الی القیام اقرب والا لا	کذا فی الکافی
	وفی روایة اذا قام علی رکبتیه لینهض یقعد وعلیه السهو ویستوی فیه القعدة الاولی والثانیة وعلیه الاعتماد وان رفع الیتیه ورکبتاه علی الارض لم یرفعهما لا سهو علیه هکذا روی عن ابی یوسفؒ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۳	وکذا اذا سجد فی موضع الرکوع ورکع فی موضع السجود او کرر رکنا او قدم الرکن او اخرہ ففی هذه الفصول کلها یجب سجود السهو	کذا فی المحیط
۱۴	وفی القدوری ومن ترك من صلوته فعلا وضع فیه ذکر فعلیه سجود السهو لان الفعل اذا وضع فیه ذکر فذلك امارة کونه مقصودا فی نفسه فتمکن بترکه النقص فی صلوته فیجب جبره بسجدة السهو وان کان فعلا لم یوضع فیه ذکر فلیس فیه سجود السهو کوضع الیمین علی الشمال والقومة التی بین الرکوع والسجود	کذا فی المحیط

ــــہ ۱ جیساکہ حکم ۳۰/۲۰۰ میں ہے اور بموجب حکم ۳/۱۲۸ جان بوجھکر نماز کا سلام پھیردینا مفسد نماز ہے مگر بموجب حکم ۲۱/۲۰۰ جس پر سجدہ سہو ہو وہ خواہ نماز قطع کرنیکی نیت سے سلام پھیرے نماز سے فارغ نہیں ہوتا بشرطیکہ سجدہ سہو کرے البتہ اسکے متعلق حکم ۵/۱۹۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ــــہ ۲ نماز فاسد ہونے کا یہ قول اور ماقبل میں فتاوی قاضیخان کا قول اس صورت میں ہے کہ مذکورہ صورت حال پہلے قعدہ میں پیش آئے اور "صحیح قول کے بموجب" سے واضح ہے کہ پہلے قعدہ میں بھی نماز فاسد ہونے میں اختلاف ہے چنانچہ درمختار میں ہے کہ پہلا قعدہ بھول جانے اور سیدھا کھڑا ہو کر لوٹنے کی صورت میں نماز فاسد ہوگی اسے زیلعیؒ نے بھی صحیح کہا ہے اور بعض کا قول ہے کہ فاسد نہ ہوگی سجدہ سہو آئے گا یہی اشبہ ہے اور کمال اور بحرالرائق نے اسے حق کہا ہے اور ردالمحتار میں ہے کہ اس صورت میں نماز فاسد ہونا اس لئے غلط ہے کہ اس نے واجب قعدہ کے لئے فرض قیام کو چھوڑا نہیں بلکہ مؤخر کیا ہے جیساکہ کسی شخص سے سورۃ چھوٹ جائے تو وہ رکوع چھوڑ کر قیام کرکے سورت پڑھے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی سجدہ سہو آتا ہے

دفعات وشق نمبر	بارہواں باب ۔ سجدہ سہو کے احکام — سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۱۹۶ ۔	ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے بموجب اسپر سجدہ سہو لازم ہوگا[1]	محیط
۱۲	(د) اگر کوئی نمازی قیام کے موقع پر بیٹھ گیا یا اس نے بیٹھنے کے موقع پر قیام کر دیا تو امام ہو یا اکیلے نماز پڑھ رہا ہو سجدہ سہو واجب ہوگا ۔ قیام سے مراد یہ ہے کہ وہ پوری طرح کھڑا ہو جائے یا وہ (بیٹھنے کی نسبت) کھڑا ہونے کے زیادہ قریب ہو اس لئے کہ (اس صورت میں) وہ قعدہ کی طرف نہیں لوٹے گا اور سجدہ سہو کرے گا ۔	قاضیخان
	اور اگر وہ (مذکورہ صورت میں پہلے) قعدہ کی طرف لوٹا تو صحیح قول کے بموجب اسکی نماز فاسد ہو جائیگی[2]	تبیین
	(ب) اور اگر (پہلے قعدہ سے بھول کر کھڑا ہونے والا) قیام کے قریب نہیں ہوا تو قعدہ کرے اور (اس صورت میں) اسپر سجدہ سہو نہیں ہے ۔	قاضیخان
	اور یہی (مذکورہ حکم) زیادہ صحیح ہے ۔	ہدایہ ۔ تبیین
	(ج) اور مذکورہ (قیام کے قریب ہونے یا نہ ہونے) میں آدمی کے نچلے آدھے دھڑ کا اعتبار کیا جاتا ہے ۔ اگر نچلا آدھا دھڑ سیدھا ہو گیا تو وہ (بیٹھنے کی نسبت) قیام کے زیادہ قریب ہے ۔ ورنہ نہیں ۔	کافی
	اور ایک روایت میں ہے کہ اگر (کوئی شخص قعدہ کو بھول کر) کھڑا ہونے کے ارادہ سے اپنے گھٹنوں پر کھڑا ہو گیا تو وہ بیٹھ جائے اور اس پر سجدہ سہو ہوگا ۔ اور اس حکم میں پہلا قعدہ اور دوسرا قعدہ برابر ہیں اور اسی حکم پر اعتماد ہے ۔	
	اور اگر کسی نے (مذکورہ صورت میں) اپنے دونوں سرین اٹھالئے اور اسکے دونوں گھٹنے زمین پر ہیں جنہیں اس نے نہیں اٹھایا تو اس پر سجدہ سہو نہیں ہے اسی طرح امام ابو یوسفؒ سے روایت کیا گیا ہے ۔	قاضیخان
۱۳	اسیطرح اگر کسی نے رکوع کی جگہ سجدہ کیا یا سجدہ کی جگہ رکوع کیا یا کسی رکن کو دوبارہ کر دیا یا کسی رکن کو اسکے موقع سے پہلے یا اسے پیچھے کر دیا تو ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہوگا[3]	محیط
۱۴	(د) اور قدوری میں ہے کہ اگر کسی سے اسکی نماز میں کوئی ایسا کام چھوٹ گیا جسمیں کوئی ذکر مقرر ہے تو اس پر سجدہ سہو لازم ہے اسلئے کہ جب کسی کام میں ذکر مقرر کیا گیا ہے تو یہ اس کام کے فی نفسہ مقصود ہونے کا نشان ہے ۔ پس اس کام کے چھوٹ جانے سے اسکی نماز میں نقصان آجائے گا اور سجدہ سہو سے اسکی اصلاح کرنا واجب ہوگا ۔	
	(ب) اور اگر وہ کام (جو نماز پڑھنے والے سے چھوٹ گیا ہے) ایسا ہے کہ اس میں کوئی ذکر مقرر نہیں ہے تو اس (کے چھوٹ جانے کی صورت) میں سجدہ سہو نہیں ہے مثلاً دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا اور وہ قومہ جو رکوع اور سجود کے درمیان میں ہے (پس انکے چھوٹ جانے سے سجدہ سہو نہیں)[4]	محیط

(جیسا کہ حکم ۶/۱۹۱ ، ۱۲/۱۹۱ اور ۲/۱۹۳ میں ہے) ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۱ ص ۶۹۷ اور البحر الرائق ج ۲ ص ۱۰۱ ۔ اور اگر آخری قعدہ بیٹھنے کی بجائے بھول کر اٹھ جائے تو اسکے متعلق حکم نمبر ۲۰ ا/۲۰۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] اسکے متعلق حکم ۹–۱۰/۱۱۹ ، ۱۴/۱۸۸ ، ۱۹۳ ملاحظہ ہو اور حکم ۱۰/۱۱۹ میں ترتیب فرض ہونے سے مراد یہ ہے کہ کسی نے وہ رکن اپنے مقام سے پہلے ادا کر لیا تو وہ لغو جائیگا اور حسب ترتیب اپنے مقام پر اسکا اعادہ ضروری ہوگا ماخوذ ردالمحتار ج ۱ ص ۴۳۰ اور بے موقع وہ رکن ادا کرنے پر حسب ترتیب اسکے اعادہ کے بعد سجدہ سہو بھی کریگا کیونکہ تاخیر رکن سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے ۔ اسکے متعلق ۱۲ ج/۱۱۹ ، ۱۵/۱۹۰ اور ۱۳/۱۹۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کا ذکر سنت انتقال ہے ۔ یعنی ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہونے کیلئے مسنون ذکر ہے ۔ یہ قومہ کا ذکر نہیں ہے ۔ جیسا کہ حکم ۶/۱۲۳ میں ہے ۔ نیز حکم ۱۷/۱۹۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السهو — سجود السهو	حوالہ
۱۹۶- ۱۵	واذا قعد المصلی فی صلوته وتشهد ثم شک انه صلی ثلاثا او اربعا حتی شغله ذلك عن التسليم ثم استيقن انه صلی اربعا فاتم صلوته فعليه سجدتا السهو	كذا فی المحيط
۱۶	وان شک فی ذلك بعد ما سلم تسليمة واحدة فلا سهو عليه	كذا فی المحيط
۱۷	واذا احدث فی صلوته وذهب ليتوضأ فوقع له هذا الشک حتی شغله عن الوضوء ساعة فعليه سجدتا السهو	كذا فی المحيط
۱۹۷- القنوت	تعداد شق ۲	
۱	(ومنها القنوت) فاذا ترکه يجب عليه السهو وترکه يتحقق برفع رأسه من الرکوع	كذا فی التبيين
۲	ولو ترک التکبيرة التی بعد القراءة قبل القنوت سجد للسهو لانها بمنزلة تکبيرات العيد	كذا فی التبيين
۱۹۸- تکبيرات العيدين	تعداد شق ۵	
۱	(ومنها تکبيرات العيدين) قال فی البدائع اذا ترکها او نقص منها او زاد عليها اواتی بها فی غير موضعها فانه يجب عليه سجود	كذا فی البحر الرائق
۲	ويستوی فی الزيادة والنقصان القليل والکثير فقد روی عن الحسن عن ابی حنيفة اذا سها الامام عن تکبيرة واحدة فی صلوة العيد يسجد للسهو	كذا فی الذخيرة
۳	وذکر فی کشف الاسرار ان الامام اذا سها عن التکبيرات حتی رکع فانه يعود الی القيام بخلاف المسبوق اذا ادرك الامام فی الرکوع فانه ياتی بالتکبيرات فی الرکوع	كذا فی البحر الرائق
۴	ولو ترك تکبيرة الرکوع الثانی فی صلوة العيد وجب عليه السهو لانها واجبة تبعا لتکبيرات العيد بخلاف تکبيرة الرکوع الاول لانها ليست ملحقة بها	كذا فی التبيين

ــه درمختار میں ہے کہ اگر سوچنا اور غور کرنا ایک رکن کے بقدر ہو جائے اور اسمیں قرأت یا تسبیح کچھ نہ کہے تو اس پر سجدہ سہو لازم ہے ماخوذ از درمختار ج ۱ صـ۴۰۶ اور جیسا کہ البحر الرائق ج ۲ صـ۹۸ اور جیسا کہ حاشیہ ۲ ۱۲۰/۲۰۰ میں ہے اور البحر الرائق میں ہے کہ اگر مذکورہ سوچنا اور غور کرنا ایک رکن کے بقدر نہیں اس سے کم ہے تو اسپر سجدہ سہو نہیں ہے چونکہ وہ قلیل ہے اور حرج کی وجہ سے معاف ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ صـ۹۷ اور اگر سوچنے سے کسی رکن میں خلل نہیں آیا بایں صورت کہ نماز پڑھتے پڑھتے سوچ لیا اور اس سے اسکا شک رفع ہو گیا تو اسپر بموجب حکم نمبر ۱۰ و/۲۰۱ سجدہ سہو نہیں ہے اور ردالمحتار میں ہے کہ اگر نماز میں شک کی بنا پر دل سے سوچ رہا ہے اور عملی لحاظ سے وہ ارکان ادا کرنے میں مشغول ہے مگر اس کی طویل سوچ کی وجہ سے اسکی حالت میں تغیر آگیا ہے۔ مثلاً اسکا قیام یا رکوع یا سجود طویل ہو گیا ہے تو اسپر استحساناً سجدہ سہو ہے (جیسا کہ ۱۰ ب/۲۰۱ میں ہے) اسلئے کہ ان ارکان میں طویل اذکار اگرچہ مسنون

ــه بحرالرائق کی یہ عبارت فتاوی عالمگیری میں یوں درج تھی "ترک الامام الخ" اور اصل ماخذ البحر الرائق میں یوں ہے "ادرک الامام الخ البحر الرائق ج ۲ صـ۱۷۱ اور چونکہ مفہوم کے لحاظ ادرک الامام ہی درست

دفعات وشق نمبر	بارھواں باب ۔ سجدہ سہو کے احکام — سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۱۹۶- ۱۵	(ا) اگر کوئی نمازی اپنی نماز میں التحیات کے لئے بیٹھا اور تشہد پڑھا پھر اسے شک ہوا کہ اس نے تین رکعتیں، پڑھی ہیں یا چار رکعتیں پڑھی ہیں حتی کہ اس تذبذب نے اسے سلام پھیرنے سے غافل کر دیا پھر اسے یقین ہو گیا کہ اس نے چار رکعتیں پڑھی ہیں پس اس نے نماز پوری کی تو (اس صورت میں) اسپر سہو کے سجدے ہیں [1]	محیط
	اور اگر (مذکورہ صورت میں) اسے ایک سلام پھیرنے کے بعد شک ہوا تو اسپر سجدہ سہو نہیں ہے ۔	محیط
۱۶	اگر کسی شخص کو نماز میں حدث ہوا۔ وہ وضو کرنے کے لئے گیا تو اسے مذکورہ شک ہوا (کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار)	
۱۷	اور اس شک نے اسے [2] کچھ دیر کے لئے وضو سے غافل کر دیا تو اسپر سہو کے سجدے ہیں ۔	محیط

۱۹۷- دعائے قنوت پڑھنا

اور اس میں [2] شقیں ہیں

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	نماز کے واجبات میں سے قنوت پڑھنا ہے ۔ پس اگر کسی سے دعائے قنوت پڑھنا چھوٹ گیا تو اسپر سجدہ سہو واجب ہو گا اور قنوت کا چھوٹ جانا اس وقت یقینی ہوتا ہے جب نمازی اپنا سر رکوع سے اٹھالے ۔	تبیین
۲	اگر کسی نے اس تکبیر کو چھوڑ دیا جو قرأت کے بعد اور قنوت پڑھنے سے پہلے ہے تو سجدہ سہو کرے گا۔ اس لئے کہ وہ تکبیر عید کی تکبیروں کے مرتبہ میں ہے [3]	تبیین

۱۹۸- عیدوں کی تکبیریں کہنا [4]

اور اس میں [5] شقیں ہیں

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	نماز کے واجبات میں سے عید کی تکبیریں ہیں بدائع میں ہے [1] کہ اگر کسی نے عید کی تکبیریں چھوڑ دیں یا ان [2] میں سے کچھ کم کر دیں یا زیادہ کہدیں یا انہیں [3] اپنے موقع کے بغیر ادا کیا تو (ان سب صورتوں میں) اسپر سجدہ سہو واجب ہو گا ۔	بحرالرائق
۲	عید کی تکبیریں زیادہ کہہ دینا یا ان میں کمی کر دینا خواہ تھوڑی ہو یا بہت ہو حکم برابر ہے ۔ حضرت حسنؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے کہ جب امام عید کی نماز میں ایک تکبیر بھی بھول گیا تو سجدہ سہو کرے گا ۔	ذخیرہ
۳	(ا) کشف الاسرار میں ہے کہ اگر امام (عید کی) تکبیریں بھول گیا حتی کہ اس نے رکوع کر دیا تو (اسکا حکم یہ ہے کہ) وہ قیام کی طرف لوٹے (ب) اور مسبوق کا حکم اسکے خلاف ہے اگر اس نے امام کو (نماز عید کے) رکوع میں پایا تو عید کی تکبیریں رکوع میں کہہ لے گا [5]	بحرالرائق
۴	(ا) اگر کسی سے عید کی نماز میں دوسرے رکوع کی تکبیر چھوٹ گئی تو اسپر سجدہ سہو واجب ہو گیا۔ اسلئے کہ وہ تکبیر عید کی تکبیروں کی ذیل میں ہو کر واجب ہو جاتی ہے [6] (ب) اور (عید کی نماز کے) پہلے رکوع کی تکبیر کا حکم اسکے خلاف ہے اسلئے کہ وہ عید کی تکبیروں سے ملحق نہیں ہے ۔	تبیین

ہیں۔ مگر اس نے یہ طوالت سنت قائم کرنے کے لئے نہیں کی بلکہ اس سوچ کی وجہ سے طوالت کی ہے جو اسے مذکورہ شک کی وجہ سے پیش آیا ہے اور ایسی سوچ اعمال نماز میں سے نہیں۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ا ص ۶۰۷ نیز سجود سہو کے متعلق حکم $\frac{9}{201}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] اسکے متعلق حکم $\frac{15}{196}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[3] جیسا کہ اس سے ملتا جلتا حکم عید کی دوسری رکعت کے رکوع کی تکبیر کیلئے ہے اور اسکے متعلق حکم $\frac{16}{190}$، $\frac{4}{198}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] نماز عید اور نماز جمعہ میں جن وجوہات سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے ان میں سجدہ سہو ادا کرنے کے متعلق حکم $\frac{5}{198}$ ملاحظہ ہو یہی حکم درمختار میں بھی ہے اور ردالمحتار میں ہے کہ متاخرین مشائخ کے ہاں عید اور جمعہ کی نماز میں سجدہ سہو ادا نہ کرنے کے قول سے یہ مراد نہیں ہے کہ ان میں سجدہ سہو ادا کرنا جائز ہی نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ ان نمازوں میں سجدہ سہو ادا نہ کرنا اولی ہے تا کہ لوگ فتنہ میں نہ پڑیں۔ نیز یہ حکم اس صورت میں ہے کہ عید اور جمعہ میں لوگ بہت ہوں نیز اگر عید اور جمعہ کے علاوہ کسی اور نماز میں بھی لوگ اتنے زیادہ ہوں کہ سجدہ سہو ادا کرنے سے فتنہ کا اندیشہ ہو تو وہاں بھی بظاہر لیا یہی حکم ہو گا جیسا کہ عید اور جمعہ کی نمازوں میں سجدہ سہو ادا کرنے کے متعلق ہے ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ا ص ۵۰۶ (مترجم) [5] اسکے متعلق حکم $\frac{24}{182}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] جیسا کہ اس سے ملتا جلتا حکم $\frac{2}{200}$ میں ہے اور جیسا کہ $\frac{16}{190}$ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السھو — سجود السھو	حوالہ
۱۹۸-۵	السھو فی الجمعۃ والعیدین والمکتوبۃ والتطوع واحد الا ان مشائخنا قالوا لا یسجد للسھو فی العیدین والجمعۃ لئلا یقع الناس فی فتنۃ	کذا فی المضمرات ناقلا عن المحیط
۱۹۹-	**الجھر والاخفاء** — تعداد شق ۴	
۱	(ومنھا الجھر والاخفاء) حتی لو جھر فیما یخافت او خافت فیما یجھر وجب علیہ سجود السھو	ھکذا فی التبیین
۲	واختلفوا فی مقدار ما یجب بہ السھو منھما قیل یعتبر فی الفصلین بقدر ما تجوز بہ الصلوۃ وھو الاصح ولا فرق بین الفاتحۃ وغیرھا	ھکذا فی التبیین
۳	والمنفرد لا یجب علیہ السھو بالجھر والاخفاء لانھما من خصائص الجماعۃ	ھکذا فی التبیین
۴	وان جھر بالتعوذ او بالتسمیۃ او بالتأمین لا سھو علیہ	کذا فی فتاوی قاضیخان

الفصل (الثانی)

دفعات ۲۰۰ تا ۲۰۱ عنوانات ۲ تعداد شق ۴۷

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۲۰۰-	**سھو الامام والماموم** — تعداد شق ۳۰	
۱	سھو الامام یوجب علیہ وعلی من خلفہ السجود	کذا فی المحیط
۲	ولا یشترط ان یکون مقتدیا بہ وقت السھو حتی لو ادرک الامام بعد ما سھا یلزمہ ان یسجد مع الامام تبعا لہ	کذا فی التبیین
۳	ولو دخل معہ بعد ما سجد سجدۃ السھو یتابعہ فی الثانیۃ و لا یقضی الاول وان دخل معہ بعد ما سجدھما لا یقضیھما	کذا فی التبیین
۴	سھو المؤتم لا یوجب السجدۃ	کذا فی محیط
۵	ولو ترک الامام سجود السھو فلا سھو علی الماموم	کذا فی المحیط
۶	والمسبوق یتابع الامام فی سجود السھو ثم یقوم الی قضاء ما سبق بہ ولا یعید فی آخر صلوتہ	ھکذا فی محیط السرخسی
۷	واللاحق اذا سجد للسھو مع الامام لا یعتد بہ ویسجد فی آخر صلوتہ	ھکذا فی محیط السرخسی

ـلـہ اونچی قرأت اور آہستہ قرأت کی تعریف کے متعلق حکم ۴۱ تا ۴۴ / ۱۱۹ اور حکم اج / ۱۲۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـ۲ـہ رد المحتار میں ہے کہ اگر کسی نے نماز میں کوئی دعا یا ثنا خواہ التحیات ہو بھولے سے اونچی پڑھ دی تو اس پر سجدہ سہو نہ ہونے کے متعلق فقہاء نے

دفعات وشق نمبر	بارہواں باب ۔ سجدہ سہو کے احکام — سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۱۹۸-۵	سجدہ سہو نماز جمعہ ۔ عیدوں کی نماز ، فرض نماز اور نفل نماز میں ایک جیسا ہے ۔ مگر ہمارے مشائخ نے کہا ہے کہ عیدوں اور جمعہ کی نماز میں (امام) سجدہ سہو نہ کرے تاکہ لوگ فتنہ میں نہ پڑ جائیں ۔ (۱۹۸ کا حاشیہ ملاحظہ ہو)	مضمرات
۱۹۹-	**اونچا پڑھنا اور آہستہ پڑھنا** اور اس میں ۴ شقیں ہیں	
۱	نماز کے واجبات میں سے اونچا پڑھنا اور آہستہ پڑھنا ہے ۔ حتیٰ کہ اگر (کسی امام) نے آہستہ پڑھنے کی موقع پر اونچا پڑھا اور اونچا پڑھنے کے موقع پر آہستہ پڑھا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوگیا [1]	تبیین
۲	فقہاء کا اسمیں اختلاف ہے کہ کتنی مقدار تک اونچا اور آہستہ پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے ۔ بعض کا قول ہے کہ دونوں صورتوں (اونچا یا آہستہ پڑھنے) میں اتنی مقدار معتبر ہے ۔ جتنی مقدار کی قرأت سے نماز جائز ہو جاتی ہے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے اور اس میں سورت فاتحہ اور اسکے علاوہ میں کوئی فرق نہیں ہے ۔	تبیین
۳	اکیلے نماز پڑھنے والے پر اونچا یا آہستہ پڑھنے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا ۔ اسلئے کہ وہ دونوں جماعت کی خصوصیات میں سے ہیں ۔	تبیین
۴	اگر کسی نے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ یا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یا آمِیْن اونچی آواز سے کہی تو اس پر سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا [2]	قاضیخان

(دوسری) فصل

دفعات ۲۰۰ تا ۲۰۱ عنوانات ۲ تعداد شق ۴۷

دفعات وشق نمبر	بیان	حوالہ
۲۰۰-	**امام اور مقتدی کا سجدہ سہو** اور اس میں ۳۰ شقیں ہیں	
۱	امام کے سہو سے امام اور مقتدی سب پر سجدہ سہو* واجب ہو جاتا ہے ۔	محیط
۲	مقتدی کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ امام کے بھولنے کے وقت امام کی اقتداء میں ہو ۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شخص امام کے بھولنے کے بعد امام کی نماز میں شریک ہوا تو اس پر بھی امام کی متابعت کی وجہ سے سجدہ سہو لازم ہوگا ۔	تبیین
۳	(ا) اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اس وقت شریک ہوا جبکہ امام سجدہ سہو کا ایک سجدہ کر چکا تھا تو مقتدی دوسرے سجدے میں امام کی پیروی کریگا اور پہلا سجدہ قضا نہ کرے گا ۔ (ب) اور اگر کوئی شخص اس وقت امام کے ساتھ شریک ہوا جبکہ امام سہو کے دونوں سجدے کر چکا تھا تو مقتدی ان دونوں سجدوں کو قضا نہ کرے گا ۔	تبیین
۴	مقتدی کے بھولنے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا ۔	محیط
۵	اور اگر امام نے سجدہ سہو چھوڑ دیا تو مقتدی پر بھی سجدہ سہو لازم نہیں ہے ۔	محیط
۶	مسبوق شخص سجدہ سہو میں امام کی پیروی کرے پھر اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھے اور اپنی نماز کے آخر میں سہو نہ لوٹائیگا [3]	محیط سرخسی
۷	لاحق جب امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے تو اسکا کوئی اعتبار نہیں ۔ وہ اپنی نماز کے آخر میں سجدہ سہو کریگا [4]	محیط سرخسی

تصریح کی ہے رد المحتار ج ۱ ص ۶۹۵ (مترجم) [3] اس کے متعلق حکم ۳۶/۱۶۹ ملاحظہ ہو اور مسبوق کے مفہوم کے لئے حکم ۱/۱۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

[4] اس کے متعلق حکم ۲/۱۷۰ ملاحظہ ہو اور لاحق کے مفہوم کے لئے حکم ۱/۱۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم) * اس عنوان میں حکم نمبر ۱۶/۲۰۰ کے بعد امام ، مقتدی کے سہو کے احکام کے علاوہ منفرد کے سہو کے احکام بھی درج ہیں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السهو — سجود السهو	حوالہ
۲۰۰ - ۸	وینبغی للمسبوق ان یمکث ساعة بعد سلام الامام لجواز ان یکون علی الامام سهو	هکذا فی محیط السرخسی
۹	ولو لم یتابع الامام فی سجود السهو وقام الی القضاء لا یسقط عنه ویسجد فی آخر صلوته	کذا فی السراج الوهاج
۱۰	ولو سلم الامام فقام المسبوق ثم تذکر الامام ان علیه سهوا فسجد له قبل ان یقید المسبوق الرکعة بسجدة فعلیه ان یرفض ذلک ویعود الی متابعته ثم اذا سلم الامام قام الی القضاء ولا یعتد بما فعل من القیام والقراءة والرکوع	
	ولو لم یعد الی متابعة الامام ومضی علی قضائه فانه تجوز صلوته ویسجد للسهو بعد فراغه استحسانا	
	ولو سجد الامام بعد ما قید هذا المسبوق الرکعة بسجدة فانه لا یعود فان عاد الی متابعته فسدت صلوته	کذا فی السراج الوهاج
۱۱	ولو سها الامام فی صلوة الخوف سجد للسهو وتابعه فیه الطائفة الثانیة واما الطائفة الاولی فانما یسجدون بعد الفراغ من الاتمام	کذا فی البحر الرائق
۱۲	واللاحق لا یسجد لسهوه فیما یقضی	کذا فی محیط السرخسی
۱۳	والمسبوق یسجد لسهوه فیما یقضی	هکذا فی محیط السرخسی
۱۴	ولو سها امامه ولم یسجد المسبوق معه وسها هو فیما یقضی یکفیه سجدتان	هکذا فی محیط السرخسی
۱۵	والمقیم خلف المسافر حکمه حکم المسبوق فی سجدتی السهو	هکذا فی محیط السرخسی
۱۶	الامام اذا سها ثم احدث فقدم مسبوقا اتمها الا السلام فانه یقدم رجلا ادرک اول الصلوة فیسلم ویسجد للسهو ویسجد معه المسبوق	
	فان لم یکن فیهم من ادرک اول الصلوة قام کل واحد الی قضاء ما سبق به	

۱ جیساکہ حکم نمبر $\frac{۱۷-۷}{۱۶۹}$ لیں ہے نیز اسکے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۲}{۱۶۹}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ اسکے متعلق حکم نمبر $\frac{۳۲}{۱۶۹}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ اور اگر امام کو سجدہ

دفعات و شق نمبر	بارہواں باب - سجدہ سہو کے احکام — سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۲۰۰-۸	مسبوق کو چاہیئے کہ امام کے سلام کے بعد وہ تھوڑی دیر ٹھہرا رہے اسلئے کہ شاید امام پر سجدہ سہو ہو ۔[۱]	محیط سرخسی
۹	اگر مسبوق نے سجدہ سہو میں امام کی پیروی نہ کی اور (اپنی بقیہ) نماز پڑھنے کھڑا ہوگیا تو اس سے سجدہ سہو ساقط نہ ہوگا اور وہ اپنی نماز کے آخر میں سجدہ سہو کرے گا ۔	سراج وہاج
۱۰	اگر امام نے سلام پھیرا تو مسبوق (اپنی بقیہ نماز پڑھتے) کھڑا ہوگیا پھر امام کو یاد آیا کہ اسپر سجدہ سہو ہے چنانچہ امام نے سجدہ سہو کیا تو (مسبوق کے لئے حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر مسبوق نے ابھی اپنی رکعت کا سجدہ نہیں کیا ہے تو (اس صورت میں) اسپر لازم ہے کہ وہ اس رکعت کو چھوڑ دے اور امام کی پیروی کی طرف لوٹے ۔ اور پھر جب امام سلام پھیر چکے تو مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو اور وہ قیام ۔ قرأت اور رکوع جو وہ (اس چھوڑی ہوئی رکعت میں) کر چکا ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں (یعنی انکا شمار نہ ہوگا) [۲] اور اگر مسبوق (ابھی اپنی رکعت کا سجدہ نہ کرنے کے باوجود) امام کی پیروی کی طرف نہ لوٹا اور اپنی (بقیہ) نماز پڑھنے میں لگا رہا تو اسکی نماز جائز ہوجائے گی البتہ ازروئے استحسان اپنی نماز سے فراغت پر (یعنی نماز کے آخر میں) سجدہ سہو کرے گا [۲] (ب) اور اگر امام نے اس وقت سجدہ کیا جبکہ مسبوق (اپنی بقیہ نماز پڑھنے کھڑا ہوگیا اور وہ) اپنی رکعت کا سجدہ کر چکا تھا تو (اس صورت میں) وہ نہیں لوٹے گا اور اگر وہ امام کی پیروی کیلئے لوٹا تو اسکی (وہ) نماز فاسد ہوگئی ۔[۳]	سراج وہاج
۱۱	اگر کسی امام کو نماز خوف میں سہو ہوا تو وہ سجدہ سہو کرے گا ۔ اور دوسرا گروہ سجدہ سہو میں امام کی پیروی کرے اور پہلے گروہ والے اپنی نماز کی تکمیل سے فارغ ہونے پر سجدہ سہو کریں گے ۔	بحر رائق
۱۲	لاحق کو اپنی کھوئی ہوئی نماز پڑھنے میں جو سہو ہو اس کے لئے سجدہ سہو نہ کرے گا [۴]	محیط سرخسی
۱۳	مسبوق کو اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے میں جو سہو ہو اس کے لئے سجدہ سہو کرے گا [۵]	محیط سرخسی
۱۴	اگر امام کو سہو ہوا (اس نے سجدہ سہو کیا) اور مسبوق نے اسکے ساتھ سجدہ سہو نہ کیا اور پھر مسبوق کو اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے میں سہو ہوا تو دونوں سہو کے لئے ایک سہو کے سجدے کافی ہیں ۔	محیط سرخسی
۱۵	مقیم شخص (یعنی جو مسافر نہ ہو) نے کسی مسافر کی اقتداء میں نماز پڑھی تو سجدہ سہو میں اسکے لئے وہی حکم ہے جو مسبوق کے لئے ہے ۔	محیط سرخسی
۱۶	اگر کسی امام کو سہو ہوا پھر اسے حدث (وضو توڑنے والا امر) پیش آگیا تو اس نے کسی مسبوق کو (بطور خلیفہ) آگے کر دیا تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) (ا) وہ مسبوق (جماعت کی) نماز پوری کرے مگر سلام نہ پھیرے پھر وہ کسی ایسے شخص کو (بطور خلیفہ) آگے کرے جس نے امام کے ساتھ سب رکعتیں پائی ہوں پس وہ شخص (جماعت کے ساتھ) سلام پھیرے اور سجدہ سہو کرے اور مسبوق بھی اسکے ساتھ سجدہ سہو کرے [۶] (ب) اور اگر جماعت کے لوگوں میں کوئی شخص ایسا نہ ہو جس نے امام کے ساتھ سب رکعتیں پائی ہوں تو سبھی اپنی	

تلاوت یاد آیا تو اسکے متعلق حکم نمبر ۳۷/۱۶۹ ملاحظہ ہو اور اگر امام کو نماز کا سجدہ یاد آیا تو اسکے متعلق حکم نمبر ۳۸/۱۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] جیساکہ حکم نمبر ۱/۱۷۰ میں ہے (مترجم) [۵] اسکے متعلق حکم نمبر ۲۷/۱۶۹ ، ۱/۱۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] جیساکہ حکم نمبر ۶/۱۷۵ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السہو — سجود السہو	حوالہ
۲۰۰ ـ	ویسجد کل واحد لسہوہٖ فی اٰخر صلوٰتہ	ھکذا فی محیط السرخسی
۱۷	رجل صلی الظہر خمسا وقعد فی الرابعۃ قدر التشہد ان تذکر قبل ان یقید الخامسۃ بالسجدۃ انہا الخامسۃ عاد الی القعدۃ وسلم	کذا فی المحیط
	ویسجد للسہو[1]	کذا فی السراج الوہاج
	وان تذکر بعد ما قید الخامسۃ بالسجدۃ انہا الخامسۃ لایعود الی القعدۃ ولایسلم بل یضیف الیہا رکعۃ اخری حتی یصیر شفعا ویتشہد ویسلم	ھکذا فی المحیط
	ویسجد للسہو استحسانا	کذا فی الہدایۃ
	وھو المختار	کذا فی الکفایۃ
	ثم یتشہد ویسلم	کذا فی المحیط
	والرکعتان نافلۃ ولاتنوبان عن سنۃ الظہر علی الصحیح	کذا فی الجوہرۃ النیرۃ
۱۸	قالوا فی العصر لایضم الیہا سادسۃ وقیل یضم وھو الاصح	کذا فی التبیین
	وعلیہ الاعتماد لان التطوع انما یکرہ بعد العصر اذا کان عن اختیار واما اذا لم یکن عن اختیار فلا یکرہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۹	وفی الفجر اذا قام الی الثالثۃ بعد ما قعد قدر التشہد وقیدھا بالسجدۃ لایضم الیہا رابعۃ	کذا فی التبیین
	وصرح فی التجنیس بان الفتوی علی روایۃ ھشامؒ من عدم الفرق بین الصبح والعصر فی عدم کراہۃ الضم	کذا فی البحر الرائق
	واذا لم یقعد قدر التشہد فی الفجر بطل فرضہ بترک القعود علی الرکعتین والتنفل قبل الفجر باکثر من رکعتی الفجر مکروہ بخلاف ما اذا قام الی الخامسۃ فی العصر قبل ان یقعد فی الرابعۃ وقیدھا بالسجدۃ حیث یضم الیہا سادسۃ لان التنفل قبل العصر لیس بمکروہ[2]	ھکذا فی التبیین

[1] اس صورت میں تشہد دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ماخوذ از رد المحتار ج ۱ صــــ (مترجم) [2] اس لئے کہ اس کے سلام میں تاخیر ہوگئی ہے ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ ج ۱ صـــ ۱۷۶ (مترجم) [3] یعنی اگرچہ از رُوئے قیاس اس پر سجدہ سہو نہیں اسلئے کہ سہو فرض نماز میں ہوا ہے اور سجود سہو عملاً نفل نماز کے آخر ہو رہا ہے ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج ۱ صـــ ۱۵۲ مگر چونکہ اس ؒ سے فرض نماز کا سلام (ایسا سلام کہ اس کے اور آخری تعدہ کے درمیان کوئی نماز نہ آتی) چھوٹ گیا ہے پس اس

دفعات وشق نمبر	بارہواں باب ۔ سجدہ سہو کے احکام سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
٢٠٠ ۔	چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو جائیں اور ہر شخص اپنی نماز کے آخر میں اپنا اپنا سجدہ سہو کرے گا	محیط سرخسی
١٧	کسی آدمی نے نماز ظہر پانچ رکعتیں پڑھی اور وہ چوتھی رکعت پر بقدر تشہد التحیات کے لئے بیٹھا تھا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر[1] اسے پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے یاد آگیا کہ وہ اس کی پانچویں رکعت ہے تو وہ قعدہ کے لئے لوٹے اور سلام پھیرے [1]	محیط
	[2] اور وہ (مذکورہ صورت میں) سجدہ سہو کرے [2]	سراج وہاج
	(ب) اور[1] اگر اسے پانچویں رکعت کا سجدہ کر لینے کے بعد یاد آیا کہ وہ پانچویں رکعت میں ہے تو وہ قعدہ کے لئے نہ لوٹے اور نہ سلام پھیرے بلکہ ایک رکعت اور پڑھ کر دوگانہ پورا کرے پھر تشہد پڑھکر سلام پھیرے	محیط
	اور[2] از روئے استحسان سجدہ سہو کرے [3]	ہدایہ
	اور[3] یہی مذکورہ حکم مختار ہے ۔	کفایہ
	اور[4] پھر (سجدہ سہو کے بعد) تشہد پڑھے اور سلام پھیر دے ۔	محیط
	اور[5] وہ دو رکعتیں نفل ہوں گی ۔ اور صحیح قول کے بموجب وہ ظہر کی سنتوں کے قائمقام نہ ہو سکیں گی ۔	جوہرہ نیرہ
١٨	(ا) فقہاءؒ نے کہا ہے کہ نماز عصر (کی مذکورہ صورت یعنی چوتھی رکعت کے بعد بقدر تشہد بیٹھنے اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لینے ۔ (کی صورت) میں اسکے ساتھ چھٹی رکعت نہ ملائے ۔	
	(ب) اور[1] بعض کا قول ہے کہ ملائے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے ۔	تبیین
	اور[2] اس حکم (کہ عصر کی نماز کی صورت میں چھٹی رکعت ملالے) پر اعتماد ہے اس لئے کہ نماز عصر کے بعد نماز نفل تب مکروہ ہے کہ جب اپنے اختیار سے پڑھے اور اگر اختیار سے نہ ہوں تو پھر مکروہ نہیں ہے ۔	قاضیخان
١٩	(ا) اور[1] نماز فجر میں جب تیسری رکعت کے لئے اٹھا اور وہ دوسری رکعت پر بقدر تشہد بیٹھا تھا اور تیسری رکعت کا سجدہ کر لیا تو (پھر ایک رکعت اور پڑھکر) اس کے ساتھ چوتھی رکعت نہ ملائے ۔	تبیین
	[2] تجنیس میں تصریح ہے کہ فتوی ہشامؒ کی اس روایت پر ہے کہ ایک رکعت اور ملانے کی کراہیت نہ ہونے میں نماز فجر اور نماز عصر میں کچھ فرق نہیں ۔	بحر رائق
	(ب) اگر نماز فجر (کی تیسری رکعت کا سجدہ کر لینے کی صورت) میں بقدر تشہد نہیں بیٹھا تھا تو دو رکعتوں پر قعدہ چھوٹ جانیکی وجہ سے اسکے فرض باطل ہو گئے اور نماز فجر سے پہلے فجر کی (دو سنتوں کی) دو رکعتوں سے زیادہ نفل پڑھنا مکروہ ہے ۔ اور نماز عصر کی صورت میں حکم اسکے خلاف ہے اگر نماز عصر میں کوئی شخص چوتھی رکعت پر بقدر تشہد بیٹھنے سے پہلے [4] پانچویں رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا اور اسکا سجدہ کر لیا تو وہ پانچویں رکعت کے ساتھ چھٹی رکعت بھی ملائیگا اسلئے کہ نماز عصر سے پہلے نفل پڑھنا مکروہ نہیں ہے	تبیین ۔

نقصان کے تدارک کے لئے سجدہ سہو کرے گا ۔ ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ ج ١ ص ١٧٦ ، ص ١٧٧ و رد المختار ج ١ ص ٧٠١ (مترجم)

[4] نماز مغرب کا ذکر نہیں ہے اسلئے کہ اس میں آخری قعدہ نہ بیٹھنے اور چوتھی رکعت کا سجدہ کر لینے کی صورت میں فرض بدل کر چار رکعتیں نفل تو ہو چکیں اب اگر اس میں اور رکعت ملائیگا تو نماز طاق بن جائے گی اور وہ مطلقاً مکروہ ہے ۔ ماخوذ از رد المختار ج ١ ص ٦٩٩ ، ص ٧٠٠ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السھو — سجود السھو	حوالہ
۲۰۰ - ۲۰	وان لم یقعد علی رأس الرابعة حتی قام الی الخامسة ان تذکر قبل ان یقید الخامسة بالسجدة عاد الی القعدة	ھکذا فی المحیط
	وفی الخلاصة و یتشھد و یسلم و یسجد للسھو	کذا فی التتارخانیة
	وان قید الخامسة بالسجدة فسد ظھرہ عندنا	کذا فی المحیط
	و تحولت صلوته نفلا عند ابی حنیفة رح و ابی یوسف رح ویضم الیھا رکعة سادسة ولو لم یضم فلا شئ علیه	کذا فی الھدایة
	ثم اختلف ابویوسف رح و محمد رح فی وقت الفساد فقال ابو یوسف رح کما وضع رأسه للسجود تفسد صلوته وقال محمد رح لاتفسد صلوته حتی یرفع رأسه من السجود ففرض السجود عند ابی یوسف رح یتأدی بوضع الرأس وعند محمد رح بالوضع والرفع	کذا فی المحیط
	قال فخر الاسلام رح فی الجامع الصغیر والمختار للفتوی قول محمد رح	کذا فی النھایة
	وفائدة الاختلاف تظھر فیما اذا احدث فی ھذہ السجدة عند ابی یوسف رح لایمکنه اصلاحھا وعند محمد رح یمکن فیذھب و یتوضاء	کذا فی المحیط
	ویقعد و یتشھد و یسلم	کذا فی فتح القدیر
	والاصح انه لایسجد للسھو	کذا فی النھایة

۱؎ درمختار میں ہے کہ اس صورت میں اس پر سجدہ سہو اس لئے ہے کہ اس نے آخری قعدہ میں تاخیر کر دی ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۶۹۸ اور شرح وقایہ میں ہے کہ تاخیر کی معتبر مقدار اتنی دیر ہے جس میں کوئی رکن ادا کیا جا سکے مفہوم ماخوذ از شرح وقایہ ج ۱ ص ۱۷۵ اور جیسا کہ حاشیہ ۱۵/۱۹۲ میں ہے اور رد المحتار میں ہے کہ اس صورت میں یہ تفصیل نہیں کہ وہ بیٹھنے کے قریب تھا یا نہ جیسا کہ تفصیل پہلے قعدہ میں بھول ہونے کی صورت میں موجود ہے اور اس میں حکم ہے کہ بیٹھنے کے قریب ہو اور قعدہ کیلئے واپس لوٹ آئے تو سجدہ سہو نہیں ہے (اس کے متعلق حکم ۱۲/۱۹۲ ملاحظہ ہو) اور تفصیل نہ ہونے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ بیٹھنے کے قریب ہونے کو اگرچہ بیٹھنے کا حکم دیا گیا ہے مگر وہ حقیقت میں بیٹھنا نہیں ہے۔ پس پہلے قعدہ میں تو وہ بیٹھنے کے حکم میں ہے مگر آخری قعدہ میں حقیقت کا لحاظ رکھتے ہوئے اسے بیٹھنے کا حکم نہیں دیا گیا تاکہ واجب قعدہ اور فرض قعدہ میں فرق ظاہر رہے ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۱ ص ۶۹۸ (مترجم)

۲؎ اس لئے کہ چھٹی رکعت ملانا واجب نہیں ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۷۰۰ (مترجم) ۳؎ اس لئے کہ امام محمد رح کے ہاں جب سجدہ سے سر اٹھانے سے قبل سجدہ مکمل نہیں ہوتا تو مذکورہ پانچویں رکعت کے سجدہ سے نماز تب فاسد ہوگی جب وہ سجدہ سے سر اٹھائے گا اور سر اٹھانے سے پہلے اسکی نماز فاسد نہ ہوگی پس اس سجدہ میں حدث ہونا نماز میں حدث ہونا ہے جس پر بنا جائز ہے مگر امام ابو یوسف رح کے ہاں تو مذکورہ صورت

دفعات وشق نمبر	بارہواں باب ۔ سجدہ سہو کے احکام سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۲۰۰-۲۰۰	(د) اور (چار رکعت نماز فرض ہونے کی صورت میں) اگر چوتھی رکعت پر التحیات کے لئے نہیں بیٹھا اور پانچویں رکعت کیلئے کھڑا ہوگیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر اسے پانچویں رکعت کا سجدہ کر لینے سے پہلے یاد آگیا تو وہ قعدہ کے لئے لوٹے ۔	محیط
	۲ اور خلاصہ میں ہے کہ وہ (مذکورہ صورت میں) تشہد پڑھے سلام پھیرے اور سجدہ سہو کرے ۔ ۱	تتارخانیہ
	(ب) اور اگر (چوتھی رکعت کے بعد التحیات کیلئے نہ بیٹھنے کی صورت میں) اس نے پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو ہمارے ہاں (نماز ظہر کی صورت میں) اسکی نماز ظہر فاسد ہوگئی ۔ ※	محیط
	۲ اور (مذکورہ صورت میں) امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں اسکے فرض نفل سے بدل گئے اور وہ چھٹی رکعت ملائے اور اگر اس نے چھٹی رکعت نہ ملائی تو اسپر کچھ لازم نہیں ۔ ۲	ہدایہ
	۳ پھر امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ میں اسکے متعلق اختلاف ہے کہ (مذکورہ صورت میں) اسکی نماز کس وقت فاسد ہوتی ہے ۔ امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ جس وقت اس نے سجدہ کے لئے سر رکھا اس کی نماز فاسد ہوگئی اور امام محمدؒ کا قول ہے کہ اسکی اس وقت فاسد ہوگی جب وہ سجدہ سے سر اٹھائے گا پس امام ابو یوسفؒ کے ہاں زمین پر سر رکھتے ہی سجدہ کا فرض ادا ہو جاتا ہے اور امام محمدؒ کے ہاں سر رکھ کر اٹھانے سے سجدہ کا فرض ادا ہوتا ہے ۔	محیط
	حضرت فخر الاسلامؒ نے جامع صغیر میں لکھا ہے کہ فتویٰ کے لئے امام محمدؒ کا قول مختار ہے ۔	نہایہ
	اس اختلاف کا فائدہ اس صورت میں ظاہر ہوگا کہ اگر اس (مذکورہ) سجدہ میں کسی کو حدث (وضو توڑنے والا امر) پیش آیا تو امام ابو یوسفؒ کے ہاں اسکے لئے اس سجدہ کی اصلاح ممکن نہیں اور امام محمدؒ کے ہاں اسکی اصلاح ممکن ہے وہ جائے اور وضو کرے ۔ ۳	محیط
	۴ اور (چوتھی رکعت کے بعد التحیات کے لئے نہ بیٹھنے اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لینے کی صورت میں جب اس کے فرض نفل سے بدل گئے تو) وہ التحیات بیٹھے ۔ تشہد پڑھے اور سلام پھیرے ۔	فتح قدیر
	۵ اور (مذکورہ صورت میں) زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ وہ سجود سہو نہ کرے ۔ ۴	نہایہ

۳ یعنی پانچویں رکعت کے سجدہ میں سر رکھتے ہی وہ نماز فاسد ہو چکی ہے ۔ اب اس میں حدث ہونا نماز فاسد ہونے کے بعد حدث ہونا ہے پس بنا نہیں ہو سکتی ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج ۱ ص ۱۵۱ اور الدرالمختار میں ہے کہ مذکورہ مسئلہ میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ نے امام محمدؒ سے اختلاف کرتے ہوئے ازراہ تعجب کلمہ تعجب زہ ، کہا تھا حتی قال زہ صلاۃ فسدت اصلحہا الحدث (یعنی تعجب ہے کہ نماز فاسد قرار پا رہی تھی کہ وضو توڑنے والے امر نے اسکی اصلاح ممکن کر دی) چنانچہ اس مسئلہ کا نام ہی مسئلہ زہ پڑ گیا ۔ ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۶۹۹ ۔ نیز اس سے ملتا جلتا حکم نمبر ۳/۹۱ ، ۲۰۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

۴ اس لئے کہ آخری قعدہ چھوٹ کر فرض نماز فاسد ہونے سے جو نقصان ہوا ہے اسکی اصلاح سجدہ سہو سے نہیں ہو سکتی اور اس قعدہ کا چھوٹ جانا نفلوں میں بھولے سے قعدہ چھوٹ جانا بھی قرار نہیں پا سکتا کہ سجدہ سہو کا حکم ہو اس لئے کہ قعدہ چھوٹنے کے وقت یہ نماز نفل نہ تھی ۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۷۰۰ ۔ نیز حکم ۶/۱۹۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۔ ※ نماز فاسد ہونے کے متعلق حکم نمبر ۲۱/۱۸۸ ، ۴۹/۱۸۸ اور ۲۴/۱۷۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السهو — سجود السهو	حوالہ
۲۰۰-۲۱	وان سلم بنية القطع من وجب عليه السهو فهو فی الصلوٰة ان سجد للسهو والالا عندهما[1] وهو الاصح	
	وعند محمد[2] وزفر هو فيها وان لم يسجد فبعد السلام ان اقتدى به رجل صح عند محمد مطلقا وعندهما صح ان سجد للسهو	
	وان قهقه انتقض الوضوء عنده خلافا لهما و صلوته تامة اجماعا وسقط عنه سجود السهو	
	ولو نوى الاقامة انقلب فرضه اربعا عنده ويسجد فی اخر الصلوٰة وعندهما لاينقلب اربعا وسقط عنه سجود السهو اذ ايجابه يوجب ابطاله	كذا فی شرح النقاية للشيخ ابی المكارم
۲۲	ومن صلى ركعتين تطوعا فسها فيهما و سجد للسهو ثم اراد ان يصلى اخريين لم يبن	كذا فی الهداية
	ولو بنى صح لبقاء التحريمة ويعيد سجود السهو فی المختار وكذا المسافر لو نوى الاقامة بعد ما سجد للسهو يلزمه اربع ركعات ويعيد سجود السهو	كذا فی التبيين
۲۳	رجل صلى العشاء فسها فيها وقرأ سجدة التلاوة فلم يسجدها وترك سجدة من ركعة ثم سلم فالمسئلة على اربعة اوجه ان كان ناسيا للكل اوعامدا للكل اوناسيا للتلاوة عامدا للصلبية او على العكس	
	ففی الوجه الاول لاتفسد صلوته بالاتفاق لان هذا سلام السهو وسلام السهو	

[1] جیساکہ درمختار میں ہے کہ جس شخص پر سجدہ سہو لازم ہوا ہے وہ اگر نماز قطع کرنے کی نیت سے سلام پھیردے تب بھی سجدہ سہو کرلے
درمختار ج ۱ ص ۲۰۲ البتہ اگر سلام کے بعد کوئی ایسا امر پایا گیا جسکی وجہ سے نماز کا بنا کرنا جائز نہیں رہتا تو پھر سجدہ سہو ساقط ہوجاتا ہے جیساکہ حکم ۵/۱۹۰
میں ہے (مترجم) [2] شیخین کے ہاں مذکورہ صورت میں سجدہ سہو نہ کرے تو اس سلام سے اسکی نماز ختم ہے اور پھر مقیم ہونے کی نیت سے
اسکے وہ فرض چار نہ ہوں گے پس اس کا سجدہ سہو ساقط ہے اس لئے کہ اگر مذکورہ صورت میں وہ سجدہ سہو کرلے تو وہ شخص نماز
میں قرار پاتا ہے اور دوران نماز مقیم ہونے کی نیت سے اسکے وہ فرض چار ہوجائیں گے اور سجود سہو وسط نماز میں لازم آئے گا
اور وسط نماز میں سجدہ سہو باطل ہے ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۱ باب ۱۵ ہدایہ ج ۱ ص ۱۵۲ اور جیساکہ وسط نماز میں سجدہ سہو

دفعات وشق نمبر	بارھواں باب ـ سجدہ سہو کے احکام ـ سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۲۰۰ - ۲۱	(ا) جس شخص پر سجدہ سہو واجب ہے اگر وہ نماز قطع کرنے کے لئے سلام پھیرے تو وہ (سلام پھیرنے کے بعد بھی) نماز میں ہی رہتا ہے بشرطیکہ سجدہ سہو کرے ۱؎ ۲؎ اور اگر سجدہ سہو نہ کرے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں نماز میں نہیں رہتا اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے اور امام محمدؒ اور امام زفرؒ کے ہاں وہ نماز میں ہی رہتا ہے خواہ سجدہ سہو نہ کرے۔ (ب) پس (مذکورہ اختلاف کی بنا پر) ۱؎ اگر کسی نے مذکورہ شخص کی اقتدا اسکے سلام کے بعد کی تو امام محمدؒ کے ہاں ہر صورت میں درست ہے اور امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں تب صحیح ہے کہ وہ شخص سجدہ سہو کرے۔ ۲؎ اور اگر اس نے (سلام کے بعد) قہقہہ مارا تو امام محمدؒ کے ہاں اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اور امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کا اختلاف ہے۔ اور اس کی نماز بالاجماع پوری ہوگئی ہے۔ اور (اس صورت میں) اس سے سجدہ سہو ساقط ہو جائیگا۔ ۳؎ اور اگر اس نے (اس وقت) اقامت کی نیت کرلی تو امام محمدؒ کے ہاں اس کے فرض چار ہو جائیں گے اور وہ سجود سہو نماز کے آخر میں کرے گا۔ اور امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں اس کے فرض چار نہیں ہوں گے اور اس سے سجدۂ سہو ساقط ہو جائیگا۔ اسلئے کہ سجدہ سہو واجب قرار دینا سجدہ سہو کو باطل قرار دیتا ہے ۲؎	شرح نقایہ
۲۲	(ا) جس شخص نے دو رکعت نفل نماز پڑھی اسے اس نماز میں سہو ہوا اور اس نے سجدہ سہو کر لیا پھر اس نے ارادہ کیا کہ (اسی پر بنا کرکے) دو رکعتیں پڑھے تو (اس صورت میں) وہ بنا نہ کرے۔ اور اگر اس نے بنا کرلی تو صحیح ہو جائے گی۔ اس لئے کہ تحریمہ باقی ہے اور مختار یہ ہے کہ پھر سجدہ سہو لوٹائے گا ۳؎ (ب) اسی طرح اگر کسی مسافر نے سجدہ سہو کے بعد مقیم ہونے کی نیت کرلی تو (اب) اس پر چار رکعتیں لازم ہو جائیں گی اور وہ سجدہ سہو لوٹائے گا۔	ہدایہ تبیین
۲۳	کسی شخص نے عشا کی نماز پڑھی اور اس میں اسے سہو ہوا۔ اور (اس نماز میں) آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ نہ کیا اور ایک رکعت کا سجدہ بھی چھوڑ دیا پھر اس نے سلام پھیر دیا تو اس میں چار صورتیں ہیں۔ (۱) یا تو سب کے متعلق بھول ہو گئی (۲) یا سب کو جان بوجھ کر چھوڑا (۳) یا تلاوت کا سجدہ بھول کر چھوڑا اور نماز کا سجدہ جان بوجھ کر چھوڑا۔ پس پہلی صورت میں اس کی نماز بالاتفاق فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ یہ سلام بھولے سے ہوا ہے اور	

کے متعلق البحر الرائق میں ہے کہ (سجدہ سہو) یبطل بوقوعه فی وسط الصلوٰة وغیر مشروع الا علی سبیل المتابعة الخ البحر الرائق ج ۲ ص ۱۰۵ پس شیخین کے ہاں مذکورہ صورت میں سہو کا واجب کرنا اس کا ابطال لازم کرتا ہے (مترجم) ۳؎ اس لئے کہ وہ سجدہ سہو جو اس نے پہلے کیا ہے وہ نماز کے آخر میں ہونے کی بجائے نماز کے دوران قرار پایا ہے اور وسط نماز میں سجود سہو باطل ہے جیسا کہ حاشیہ ۲۱ب۳/۲۰۰ میں ہے (مترجم) ۴؎ یعنی سجود سہو کر لینے کے بعد نماز ختم کرنیکے لئے سلام نہیں پھیرا اور ابھی نماز سے باہر نہیں نکلا اور اس نے مقیم ہونے کی نیت کرلی (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السہو — سجود السہو	حوالہ
۲۰۰-	لایخرجه عن حرمة الصلوة وفی الوجه الثانی والثالث تفسد صلوته بالاتفاق لان سلام العمد یخرجه عن حرمة الصلوة وفی الوجه الرابع فی ظاهر الروایة تفسد صلوته	کذا فی المحیط
۲۴	السهو فی سجود السهو لا یوجب السهو لانه لا یتناهی	کذا فی التهذیب
۲۵	ولو سها فی سجود السهو عمل بالتحری	کذا فی الخلاصة
۲۶	ولو سها فی صلوته مرارا یکفیه سجدتان	کذا فی الخلاصة
۲۷	ولو ام فی التطوع فی اللیل فخافت متعمدا فقد اساء وان کان ساهیا فعلیه السهو	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۸	وفی الیتیمة اذا ترک الجهر فی الوتر وفی التراویح یلزمه السهو	کذا فی التاتارخانیة
۲۹	اذا احدث الامام وقد سها فاستخلف رجلا یسجد خلیفته للسهو بعد السلام وان سها خلیفته فیما یتم ایضا کفاه سجدتان لسهوه ولسهوه الاول کما لو سها الاول مرتین وان لم یکن الاول سها وانما سها الخلیفة لزم الاول سجود السهو لسهو خلیفته ولو سها الاول بعد الاستخلاف لا یوجب سهوه شیئا	کذا فی الذخیرة
۳۰	وفی الاصل اذا سلم فی الرابعة ساهیا بعد قعوده مقدار التشهد ولم یقرء التشهد فان علیه ان یعود الی قراءة التشهد ثم یسلم ویسجد للسهو ثم یتشهد ویسلم	کذا فی المحیط

۲۰۱- ومما یتصل بذلک مسائل الشک والاختلاف الواقع بین الامام والمأموم

تعداد شق ۱۷

دفعات وشق نمبر		حوالہ
۱	(ومما یتصل بذلک مسائل الشک والاختلاف الواقع بین الامام والمأموم فی مقدار المؤدی)	
	من شک فی صلوته فلم یدر أثلاثا صلی ام اربعا وکان ذلک اول ما عرض له استأنف الصلوة	کذا فی السراج الوهاج

ا جیسا کہ ۳ ب / ۱۲۸ میں ہے اور جیسا کہ البحر الرائق میں ہے کہ نماز میں بھولے سے سلام پھیر دینا نماز کو باطل نہیں کرتا اس لئے کہ سلام ایک دعا ہے ۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۱۰۱ اور اگر کوئی شخص سرے سے اصل نماز کو ہی بھولے ہوئے ہو تو پھر حکم ۳ ج ۹ / ۱۲۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

۲ جیسا کہ حکم ۳ / ۱۲۸ میں ہے ۔ اور ۲۱ د / ۲۰۰ ملاحظہ ہو (مترجم) سجود سہو میں سہو ہونا ۔ مثلاً سجدہ میں بقدر ایک تسبیح کہنے کے بھی نہ ٹھہرا تو ترک واجب

دفعات دشق نمبر	بارہواں باب - سجدہ سہو کے احکام سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۲۰۰-	بھولے سے سلام پھیرنا نمازی کو نماز کی تحریمہ سے نہیں نکالتا [1] اور دوسری اور تیسری صورت میں اس کی نماز بالاتفاق فاسد ہو جائے گی کیونکہ جان بوجھ کر (نماز کا) سلام پھیرنا نمازی کو نماز کی تحریمہ سے نکال دیتا ہے [2] اور چوتھی صورت میں ظاہر روایت کے بموجب اسکی نماز فاسد ہو جائے گی۔	محیط
۲۴	سجود سہو میں بھول ہونے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا اس لئے کہ (اسطرح) یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا [3]	تہذیب
۲۵	اگر سجود سہو میں سہو ہوا تو گمان غالب پر عمل کرے۔	خلاصہ
۲۶	اور اگر کسی کو اپنی نماز میں کئی بار سہو ہوا تو اُسے ایک سہو کے دو سجدے (ایکبار کرنا) ہی کافی ہے [4]	خلاصہ
۲۷	(و) اگر کسی نے رات کے وقت نفل نماز کی امامت کی تو جان بوجھ کر قرأت آہستہ کی تو اس نے برائی کی (ب) اور اگر بھولے سے قرأت آہستہ کی تو اس پر سجدہ سہو ہوگا۔	قاضیخان
۲۸	یتیمہ میں ہے کہ اگر نماز وتر اور نماز تراویح میں امام نے اونچی قرأت نہ کی تو اس پر سجدہ سہو لازم ہوگا۔	تتارخانیہ
۲۹	(و) کسی امام کو (نماز میں) حدث ہوا تو اس پر سجود سہو تھا۔ پس اس نے کسی کو خلیفہ بنایا تو اس کا خلیفہ سلام کے بعد سجدۂ سہو کرے گا۔	
	(ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس کے خلیفہ کو بھی اس نماز میں سہو ہوا جسے وہ پوری کر رہا ہے تو اس کے سہو کے لئے اور پہلے امام کے سہو کیلئے (ایک) سہو کے دو سجدے ہی کافی ہیں جیساکہ اگر پہلا امام دو بار سہو کرے تو اسے (ایک) سہو کے دو سجدے ہی کافی ہوتے ہیں۔	
	(ج) اور اگر (مذکورہ صورت میں) پہلے امام کو سہو نہیں ہوا تھا البتہ اسکے خلیفہ کو سہو ہوا تو خلیفہ کے سہو کی وجہ سے پہلے امام پر بھی سجدہ سہو ہوگا۔	
	(د) اور اگر پہلے امام کو خلیفہ بنانے کے بعد سہو ہو تو اس سے کچھ واجب نہیں ہوتا۔	ذخیرہ
۳۰	اور اصل میں ہے کہ اگر کسی نمازی نے چوتھی رکعت پر بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد بھولے سے سلام پھیر دیا اور اس نے تشہد نہیں پڑھا تھا تو اس پر لازم ہے کہ وہ لوٹ کر تشہد پڑھے پھر سلام پھیرے سجدہ سہو کرے پھر تشہد پڑھے پھر سلام پھیرے [5]	محیط

۲۰۱- مذکور مسائل سے ملتے جلتے مسائل نماز میں شک ہونا اور امام اور مقتدی کے درمیان اختلاف ہونا

اور اس میں ۱۷ شقیں ہیں

۱	مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مسائل ادا شدہ نماز کی مقدار میں شک کے مسائل اور امام اور مقتدی کے درمیان اختلاف کے مسائل ہیں جب کسی شخص کو نماز میں شک ہوا اور اسے یہ معلوم نہیں رہا کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں پڑھی ہیں اور یہ صورت حال اسے پہلی بار پیش آئی ہے تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) وہ نماز از سر نو پڑھے	سراج وہاج

[1] ہو گیا جیساکہ حکم ۱۵/۱۱۹ میں ہے تو اس سے بناء حکم ۲۴/۲۰۰ سجود سہو لازم نہ ہوگا۔ (مترجم) [4] حتی کہ اگر کسی نے بھولے سے نماز کے تمام واجب چھوڑ دیئے تو اس پر سجدہ سہو ایک بار کرنے سے زیادہ کچھ لازم نہ ہوگا۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۲ ص ۹۹ (مترجم) [5] جیساکہ حکم نمبر ۱۱/۱۹۶ میں ہے (مترجم)

دفعات ومتن نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السهو — سجود السهو	حواله
۲۰۱—۲	ثم الاستقبال لا یتصور الا بالخروج عن الاول وذلك بالسلام او الكلام او عمل آخر مما ینافی الصلوٰۃ	
	والسلام قاعدا اولی و مجرد النیة یلغو ولا یخرج من الصلوٰۃ	کذا فی التبیین
۳	ثم اختلف المشائخ فی معنی قوله اول ماعرض له ـ قال بعضهم ان السهو لیس بعادة له لانه لم یسه فی عمره قط	
	وقال بعضهم معناه انه اول سهو وقع له فی تلك الصلوٰۃ	
	والاول اشبه	کذا فی المحیط
۴	وان کثر شکه تحری واخذ باکبر رأیه	کذا فی التبیین
۵	وان لم یترجح عنده شیٔ بعد الطلب فانه یبنی علی الاقل فیجعلها واحدة فیما لو شك انها ثانیة وثانیة لو شك انها ثالثة وثالثة لو شك انها رابعة	کذا فی البحر الرائق
۶	وعند البناء علی الاقل یقعد فی کل موضع یتوهم انه محل قعود فرضا کان القعود او واجبا کیلا یصیر تارکا فرض القعدة او واجبها	
	فان وقع فی رباعی انها الاولی او الثانیة یجعلها الاولی ثم یقعد ثم یقوم فیصلی رکعة اخری ویقعد ثم یقوم فیصلی رکعة اخری ویقعد ثم یقوم فیصلی رکعة فیأتی باربع قعدات قعدتان مفروضتان وهی الثالثة والرابعة وقعدتان واجبتان	کذا فی البحر الرائق
۷	واذا شك بعد السلام اوقبل السلام لکن بعد ما فرغ من التشهد یحکم بالجواز ولا یعتبر هذا الشك	کذا فی الخلاصة
۸	رجل شك فی صلوٰۃ انه صلاها ام لا فان کان فی الوقت فعلیه ان یعید وان خرج الوقت ثم شك فلا شیٔ علیه	کذا فی المحیط
۹	ولو شك فی صلوٰۃ الفجر وهو فی القیام انها الثالثة اوالاولی لا یتم رکعة بل یقعد قدر التشهد ویرفض القیام ثم یقوم فیصلی رکعتین ویقرأ فی کل رکعة فاتحة الکتاب وسورة ثم یتشهد ثم یسجد سجدتی السهو	
	وان شك وهو ساجد فان شك فی انها الرکعة الاولی او الثانیة فانه یمضی فیها[۱]	

[۱] اس کے متعلق حکم $\frac{۶۶}{۱۷۹}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] گمان غالب پر عمل کرنے کی صورت میں سجود سہو کے متعلق

دفعات وشق نمبر	بارہواں باب ـ سجدہ سہو کے احکام — سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۲۰۱-۲	(ا) پھر از سر نو پڑھنا اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ پہلی نماز سے خارج ہو اور پہلی نماز سے خارج ہونا سلام سے ہوگا یا بات سے ہوگا یا کسی اور ایسے عمل سے ہوگا جو نماز کے منافی ہو (ب) (نماز سے نکلنے کے لئے) بیٹھکر سلام پھیرنا اولی ہے (ج) اور (نماز سے نکلنے کی) فقط نیت کر لینے سے کوئی فائدہ نہیں اور اس سے نماز سے نہیں نکلتا [1]	تبیین
۳	(نماز میں) پہلی بار بھول ہونے سے مراد کے متعلق مشائخؒ کا اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ بھولنا اس کی عادت نہیں ہے اور یہ مراد نہیں کہ وہ اس سے پہلے عمر بھر کبھی نہ بھولا ہو۔ (ب) بعض کا قول ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس نماز میں اسے وہ پہلی بھول ہوئی ہے۔ (ج) پہلا مفہوم اشبہ (قواعد فقہ سے زیادہ مشابہ) ہے۔	محیط
۴	اگر کسی کو (نماز میں) شک اکثر ہوتا ہے تو وہ غور و فکر کرے اور گمان غالب کو اختیار کرے [2]	تبیین
۵	(ا) اگر کوئی شخص (نماز میں شک کے بعد) غور و خوض کے باوجود کسی جانب کو ترجیح نہ دے سکے تو (اسکے لئے حکم یہ ہے کہ) وہ کمی والی جانب مقرر کرے [3] (ب) پس اگر اسے یہ شک ہو کہ اسکی پہلی رکعت ہے یا دوسری تو وہ اسے پہلی رکعت قرار دے اور اگر اسے شک ہو کہ دوسری ہے یا تیسری تو وہ اسے دوسری رکعت قرار دے اور اسے شک ہو تیسری ہے یا چوتھی تو وہ اسے تیسری رکعت قرار دے۔	بحرالرائق
۶	(ا) اور وہ (مذکورہ صورت میں) کمی والی جانب مقرر کرنے کے باوجود وہ ان سب موقعوں پر التحیات کے لئے بیٹھے گا جہاں جہاں فرض یا واجب قعدہ کا موقع ہونے کا خیال کیا جا سکتا ہو تاکہ فرض قعدہ یا واجب قعدہ کا تارک نہ ہو (ب) پس اگر کسی کو چار رکعتوں والی نماز میں شک ہوا کہ وہ پہلی ہے یا دوسری تو وہ اسے پہلی رکعت قرار دے پھر قعدہ کرے پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت اور پڑھے اور قعدہ کرے پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت اور پڑھے اور قعدہ کرے پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت اور پڑھے پس کل چار قعدے کرے دو قعدے فرض ہوں گے یعنی تیسرا اور چوتھا قعدہ اور (باقی) دو قعدے واجب ہوں گے۔	بحرالرائق
۷	اگر کسی شخص کو تشہد سے فارغ ہونے کے بعد سلام سے پہلے یا بعد شک پیدا ہوا تو (نماز کے) جواز کا حکم دیا جائیگا اور (مذکورہ) شک کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔	خلاصہ
۸	اگر کسی شخص کو یہ شک ہوا کہ آیا اس نے نماز پڑھی ہے یا نہیں تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر (اس) نماز کا وقت باقی ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس نماز کو لوٹائے (ب) اور اس نماز کا وقت نکل چکا ہے پھر (مذکورہ) شک ہوا تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے	محیط
۹	(ا)[1] اگر کسی شخص کو نماز فجر کے قیام کے دوران شک ہوا کہ اسکی رکعت تیسری ہے یا پہلی ہے تو (اسکے لئے حکم یہ ہے کہ) وہ رکعت پوری نہ کرے بلکہ بقدر تشہد قعدہ کرے اور وہ قیام چھوڑ دے پھر کھڑا ہو پس دو رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ اور سورت پڑھے پھر تشہد پڑھے پھر سہو کے سجدے کرے۔ اور[2] اگر کسی شخص کو (نماز فجر) کے سجدہ کے دوران شک ہوا۔ تو اگر اسے شک یہ ہوا کہ پہلی رکعت ہے یا دوسری تو اسی طرح	

حکم ۹/۲۰۱ د ملاحظہ ہو (مترجم) [3] کمی والی جانب اختیار کرنے کی صورت میں سجود سہو کے متعلق حکم ۹/۲۰۱ د ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السهو — سجود السهو	حوالہ
۲۰۱ــ	شک فی السجدة الاولى او الثانية لانها ان كانت الاولى لزمه المضى فيها وان كانت الثانية يلزمه تكميلها واذا رفع رأسه من السجدة الثانيه يقعد قدر التشهد ثم يقوم فيصلى ركعة ولو شك فى صلوة الفجر فى سجوده انه صلى ركعتين او ثلاثا ان كان فى السجدة الاولى امكنه اصلاح صلوته لانه ان كان صلى ركعتين كان عليه اتمام هذه الركعة لانها ثانية فيجوز ولو كانت ثالثة من وجه لاتفسد صلوته عند محمد رح لانه لما تذكر فى السجدة الاولى ارتفعت تلك السجدة وصارت كانها لم تكن كما لو سبقه الحدث فى السجدة الاولى من الركعة الخامسة وهى مسئله (زه) وان كان هذا الشك فى السجدة الثانية فسدت صلوته ولو شك فى الفجر انها ثانية ام ثالثة فان لم يقع تحريه على شئ فان كان قائما يقعد فى الحال ثم يقوم ويصلى ركعة ويقعد وان كان قاعدا والمسئلة بحالها يتحرى وان وقع تحريه انها ثانية مضى على صلوته وان وقع تحريه انها ثالثة تحرى فى القعدات ان وقع تحريه انه لم يقعد على رأس الركعتين فسدت صلوته وان لم يقع تحريه على شئ فسدت صلوته ايضا وكذا فى ذوات الاربع اذا شك انها الرابعة او الخامسة ولو شك انها ثالثة او خامسة فعلى ماذكرنا فى الفجر فيعود الى القعدة ثم يصلى ركعة اخرى و يتشهد ثم يقوم فيصلى ركعة اخرى ويقعد ويسجد للسهو ولو شك فى الوتر وهو قائم انها ثانية ام ثالثة يتم تلك الركعة ويقنت فيها ويقعد ثم يقوم فيصلى ركعة اخرى ويقنت فيها ايضا هو المختار الى هنا عبارة الخلاصة ومما لا ينبغى اغفاله انه يجب سجود السهو فى جميع صور الشك	

ــــه مسئلہ زہ کی تفصیل اور وجہ تسمیہ حکم ۳۰ ب ۳ / ۲۰۰ مع حاشیہ میں ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	بارہواں باب ۔ سجدہ سہو کے احکام سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۲۰۱ ۔	نماز پڑھتا رہے خواہ پہلے سجدہ کے دوران شک ہوا یا دوسرے سجدے کے دوران شک ہوا اس لیئے کہ اگر وہ رکعت پہلی ہے تو اسکے لئے اسے اسی طرح پڑھتے رہنا لازم ہے اور اگر وہ رکعت دوسری ہے تو بھی اسکی تکمیل لازم ہے اور جب دوسرے سجدہ سے اپنا سر اٹھائے تو بقدر تشہد قعدہ کرے پھر کھڑا ہوا اور ایک رکعت اور پڑھ لے ۔	
	۳ اور اگر کسی شخص کو (نماز فجر) کے سجدہ کے دوران یہ شک ہوا کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین پڑھی ہیں تو اگر وہ پہلے سجدہ میں ہے تو اسے اپنی نماز کی اصلاح کر لینا ممکن ہے ۔ اس لئے کہ اگر اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں تو یہ دوسری رکعت ہے ۔ اس کا پورا کرنا اس پر لازم ہے پس نماز جائز ہو جائے گی ۔ اور اگر وہ ایک لحاظ سے تیسری رکعت ہے تو (بھی) امام محمد کے ہاں اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ جب اسے پہلے سجدہ میں یاد آگیا تو وہ سجدہ ختم ہوگیا گویا کہ وہ ہوا ہی نہیں جیسا کہ (چوتھی رکعت کے بعد التحیات کے لئے نہ بیٹھنے کی صورت میں کوئی پانچویں رکعت کے سجدہ میں گیا تو) پانچویں رکعت کے پہلے سجدہ میں حدث ہونے سے وہ سجدہ کالعدم ہو جاتا ہے اور یہ مسئلہ مسئلہ زرہ کہلاتا ہے لے اور اگر اسے یہ (مذکورہ) شک دوسرے سجدہ میں ہوا ہے تو اسکی نماز فاسد ہوگی ۔	
	۴ اگر کسی شخص کو نماز فجر میں شک ہوا کہ دوسری رکعت ہے یا تیسری تو اگر اس کا گمان غالب کسی صورت پر قائم نہیں ہوا تو (اس کے لئے حکم یہ ہے کہ) اگر وہ قیام کی حالت میں ہے تو فوراً قعدہ کرے پھر کھڑا ہوا اور ایک رکعت اور پڑھے اور قعدہ کرے ۔	
	۵ اور اگر وہ (مذکورہ صورت میں) قعدہ کی حالت میں ہے اور وہی شک ہوا (کہ رکعت دوسری ہے یا تیسری) تو اگر اس کے گمان غالب میں وہ دوسری رکعت ہے تو اپنی نماز پڑھتا رہے اور اگر اس کے گمان غالب میں وہ تیسری رکعت ہے تو قعدوں میں غور و خوض کرے اگر اس کے گمان غالب میں ہے کہ اس نے دو رکعتوں پر قعدہ نہیں کیا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی اور اس کا گمان غالب کسی صورت پر قائم نہیں ہوا تب بھی اس کی نماز فاسد ہوگی ۔	
	(ب) چار رکعت والی نمازوں پر اگر شک ہو کہ وہ رکعت چوتھی ہے یا پانچویں تو اس کے لئے بھی وہی مذکورہ حکم ہے (جو نماز فجر میں اس شک کی صورت میں ہے کہ اسکی رکعت دوسری ہے یا تیسری) اور اگر کسی کو (چار رکعت والی نماز میں) شک ہوا کہ وہ رکعت تیسری ہے یا پانچویں ہے تو اس کا حکم وہی ہے جو نماز فجر میں (اس شک کی صورت میں ہے کہ وہ پہلی رکعت ہے یا تیسری جیسا کہ) ہم نے ذکر کیا ہے پس وہ قعدہ کی طرف لوٹے ۔ پھر ایک رکعت اور پڑھے اور تشہد پڑھے پھر قیام کرے اور ایک رکعت اور پڑھے اور قعدہ کرے اور سجدہ سہو کرے ۔	
	(ج) اور اگر کسی کو نماز وتر میں قیام کے دوران شک ہوا کہ وہ رکعت دوسری ہے یا تیسری تو وہ اس رکعت کو پورا کرے ۔ اس میں قنوت پڑھے اور قعدہ کرے پھر قیام کرے اور ایک رکعت اور پڑھے اس میں بھی قنوت پڑھے ۔ یہی حکم مختار ہے ۔ یہاں تک خلاصہ کی عبارت ہے ۔	
	(د) اور اس (حکم) سے غفلت نہیں کرنی چاہیئے کہ شک کی مذکورہ تمام صورتوں میں سجدہ سہو	

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السهو — سجود السهو	حوالہ
۲۰۱ –	سواء عمل بالتحری او بنی علی الاقل	كذا فی البحر الرائق ناقلا عن فتح القدير
۱۰	واذا شک فی صلوته فلم يدر أثلاثا صلى ام اربعا وتفكر فی ذلك كثيرا ثم استيقن انه صلى ثلاث ركعات فان لم يكن تفكره شغله عن أداء ركن بان يصلی و يتفكر فليس عليه سجود السهو وان طال تفكره حتى شغله عن ركعة او سجدة او يكون فی ركوع او سجود فيطول تفكره فی ذلك وتغير عن حاله بالتفكر فعليه سجود السهو استحسانا	هكذا فی المحيط
۱۱	ولو غلب على ظنه فی الصلوة انه احدث او انه لم يمسح تيقن بذلك لا شک له فيه ثم تيقن انه لم يحدث او انه قد مسح قال ابو بکرؒ ان كان ادى ركنا حال التيقن بالحدث او بعدم المسح فانه يستقبل الصلوة والا يمضی فيها	هكذا فی فتاوی قاضيخان
۱۲	ولو علم انه ادى ركنا وشک انه كبر للافتتاح اولا او هل احدث اولا او هل اصابت النجاسة ثوبه اولا او مسح رأسه ام لا استقبل ان كان اول مرة والا مضى ولا يلزم الوضوء ولا غسل ثوبه	كذا فی فتح القدير
۱۳	وفی الفتاوی العتابية لو شک فی صلوته انه مسافر او مقيم يصلی اربعا و يقعد على الثانية احتياطاً	كذا فی التتارخانية
۱۴	رجل صلى بقوم فلما صلى ركعتين وسجد السجدة الثانية شک انه صلى ركعة او ركعتين او شک فی الرابعة والثالثة فلحظ الى من خلفه ليعلم بهم ان قاموا قام معهم وان قعدوا قعد يعتمد بذلك فلا بأس به ولا سهو عليه	كذا فی المحيط
۱۵	اذا شک الامام فأخبره عدلان يأخذ بقولهما	كذا فی المحيط
۱۶	رجل صلى وحده او صلى بقوم فلما سلم اخبره رجل عدل انک صليت الظهر ثلاث	

ـلـه جیساکہ بحوالہ فتح الدر المختار میں ہے۔ اور بحوالہ السراج الدر المختار میں ہے کہ سجدہ سہو کا یہ حکم کسی کی جانب اختیار کرنے کی صورت میں تو مطلقاً ہے اور گمان غالب پر عمل کرنے کی صورت میں سجدہ سہو تب ہے کہ اس کا خاموش ہو کر سوچنا بقدر رکن ہو جائے اور رد المحتار میں ہے کہ گمان غالب کی صورت میں مذکورہ تفصیل ظاہر ہے اس لئے کہ گمان غالب یقین کے مرتبہ میں ہوتا ہے۔ اور اس پر عمل کرنے سے سجدہ سہو کی کوئی وجہ نہیں سوائے اس کے اس کا سوچنا

دفعات دشق نمبر	بارہواں باب ـ سجدہ سہو کے احکام — سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۲۰۱-	واجب ہوتا ہے خواہ کسی نے گمان غالب پر عمل کیا یا کمی کی جانب کو اختیار کیا [۱]	بحرالرائق
۱۰	(ا) جب کسی کو نماز میں شک ہوا اسے معلوم نہ ہوا کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی یا چار رکعتیں پڑھی ہیں اور وہ بہت سوچتا رہا پھر اسے یقین ہوگیا کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں۔ پس اگر اس کے سوچنے سے کسی رکن کے ادا کرنے میں خلل نہیں آیا بایں صورت کہ وہ نماز پڑھتا رہا اور سوچتا رہا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا۔ (ب) اور اگر اس کا سوچنا لمبا ہو جائے حتی کہ اس سے کسی رکعت یا سجدہ میں خلل آجائے یا وہ رکوع یا سجدہ میں ہو اور اس میں دیر تک سوچتا رہے اور اس سوچنے سے اس کی حالت میں تبدیلی آجائے تو (اس صورت میں) اس پر از روئے استحسان سجدہ سہو لازم ہوگا [۲]	محیط
۱۱	اگر کسی کو نماز میں غالب گمان ہوا کہ اسے حدث (وضو توڑنے والا امر) ہوا ہے یا اس نے مسح نہیں کیا تھا اور اسے اس کا یقین ہوگیا جس میں اسے کوئی شک نہ تھا پھر اسے یہ یقین ہوگیا کہ اسے حدث نہیں ہوا یا یہ کہ اس نے مسح کیا تھا تو (اسکے حکم کے متعلق) ابو بکرؒ نے کہا ہے کہ اگر ایسا حدث ہونے کے یقین یا مسح کرنے کے یقین کی حالت میں کوئی رکن ادا کیا تھا تو وہ اس نماز کو از سر نو پڑھے گا۔ ورنہ وہ اپنی (موجودہ) نماز پڑھتا رہے گا	قاضیخان
۱۲	اگر کسی شخص کو معلوم ہے کہ اس نے نماز کا کوئی رکن ادا کیا ہے اور اسے [۱] یہ شک ہوا کہ اس نے شروع کی تکبیر کہی تھی یا نہیں یا یہ [۲] شک ہوا کہ اسے حدث ہوا ہے یا نہیں یا یہ [۳] شک ہوا کہ اس کے کپڑے کو نجاست لگی ہے یا نہیں یا یہ [۴] شک ہوا کہ اس نے سر کا مسح کیا ہے یا نہیں تو (ان صورتوں میں اس کے لئے حکم یہ ہے کہ) اگر یہ شک پہلی بار پیش آیا ہے تو وہ نماز از سر نو پڑھے ورنہ نماز پڑھتا رہے اور اس پر (مذکورہ شک کی وجہ سے) نہ وضو لازم ہوگا اور نہ کپڑا دھونا لازم ہوگا [۳]	فتح قدیر
۱۳	فتاوی عتابیہ میں ہے کہ اگر کسی شخص کو اپنی نماز کے اندر شک ہوا کہ وہ مسافر ہے یا مقیم تو وہ چار رکعتیں پڑھے اور احتیاطاً دوسری رکعت پر التحیات کے لئے بیٹھے۔	تتارخانیہ
۱۴	کوئی شخص کچھ لوگوں کا امام بنا۔ جب دو رکعتیں پڑھ چکا اور دوسری رکعت کا سجدہ کر چکا تو اسے شک ہوا کہ اسکی پہلی رکعت ہے یا دوسری یا اسے شک ہوا کہ چوتھی رکعت ہے یا تیسری تو اسے اپنے مقتدیوں کی طرف کنکھیوں سے دیکھنا تاکہ ان کے ذریعہ معلوم کرے اگر وہ کھڑے ہوں تو یہ بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور اگر وہ قعدہ کریں تو یہ بھی قعدہ کرے وہ اس پر اعتماد کرتا ہے۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں اور (مذکورہ صورت میں) اس پر سجدہ سہو نہیں ہے۔	محیط
۱۵	جب امام کو نماز کے کسی امر کے متعلق شک ہوا تو دو معتبر شخصوں نے اسے خبر دی تو ان دونوں کا قول اختیار کرے [۴]	محیط
۱۶	کسی شخص نے اکیلے نماز پڑھی یا امام بنا جب اس نے سلام پھیرا تو (د) ایک معتبر شخص نے اسے خبر دی	

طویل ہو جائے۔ ا ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ا ص۵۰۲ ـ اور جیسا کہ حکم $\frac{1}{201}$ میں ہے نیز سوچنے کے متعلق حکم $\frac{15}{196}$ مع حاشیہ اور $\frac{14}{196}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] اس کے متعلق حکم $\frac{15-17}{196}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] جیسا کہ الدر المختار ج ا ص۵۰۷ میں ہے نیز اس قسم کے شک کے بعض مسائل کا حکم $\frac{1}{29}$ میں ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] امام اور مقتدی یا جماعت میں اختلاف ہونے کے مزید احکام حکم نمبر $\frac{142}{}$ میں ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السهو سجود السهو	حوالہ
۲۰۱ —	رکعات قالوا ان کان عند المصلی انه صلی اربع رکعات لا یلتفت الی قول المخبر	کذا فی المحیط
	وفی الظهيرية قال محمد بن الحسن رحمه الله اما انا فاعید بقول واحد عدل بکل حال	کذا فی التاتارخانیه
	ولو شک المصلی فی المخبر انه صادق او کاذب روی عن محمد انه یعید الصلوٰة احتیاطا	
	وان شک فی قول رجلین عدلین اعاد صلوته	
	وان لم یکن المخبر عدلا لا یقبل قوله	کذا فی المحیط
۱۷	امام صلی بقوم وذهب فقال بعضهم هی الظهر وقال بعضهم هی العصر فان کان فی وقت الظهر فهی الظهر وان کان فی وقت العصر فهی العصر لان الظاهر شاهد لمن یدعی ما یوافقه الوقت وان کان مشکلا جاز للفریقین فی القیاس	کذا فی المحیط

ـــــــ

ـلـه جیساکہ حکم نمبر ۸/۱۴۲ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	بارہواں باب ۔ سجدہ سہو کے احکام — سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۲۰۱-	کہ آپ نے نمازِ ظہر میں تین رکعتیں پڑھی ہیں تو (اس کے حکم کے متعلق) فقہاءؒ نے کہا ہے کہ ۱؎ اگر نماز پڑھنے والے کی رائے یہ ہے کہ اس نے چار رکعتیں پڑھی ہیں تو اس خبر دینے والے کی بات پر توجہ نہ دے ۔	محیط
	۲؎ اور ظہیریہ میں ہے کہ (مذکورہ صورت کے متعلق) امام محمدؒ بن الحسنؒ نے کہا ہے کہ میں ایک معتبر شخص کے خبر دینے سے ہر حال میں نماز لوٹاؤں گا ۔	تتارخانیہ
	(ب) ۱؎ اگر (مذکورہ صورت میں) نمازی کو خبر دینے والے کے متعلق شک ہوا کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا ہے تو امام محمدؒ سے روایت ہے کہ وہ احتیاطاً نماز لوٹالے ۲؎ اور اگر اس نے دو معتبر شخصوں کی بات میں شک کیا تو اپنی نماز لوٹالے ۔ (ج) اور اگر خبر دینے والا غیر معتبر شخص ہو تو اس کی بات قبول نہ کی جائے گی ۔	محیط
۱۷	کوئی امام نماز پڑھ کر چلا گیا (پھر اختلاف ہوا) بعضوں نے کہا کہ یہ نماز ظہر تھی اور بعضوں نے کہا یہ نماز عصر تھی تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر یہ ظہر کے وقت میں ہوا ہے تو وہ نماز ظہر ہے اور اگر عصر کے وقت میں ہوا ہے تو وہ نماز عصر ہے اس لئے کہ ظاہر اس شخص کا گواہ ہے جس کے دعوی سے وقت موافقت کرتا ہے اور اگر وقت میں اشکال پڑتا ہے (یعنی مشکل پیش آتی ہے) تو از روئے قیاس دونوں فریقوں کی نماز درست ہے ۔ ۱؎	محیط

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ — سجود التلاوۃ	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ

دفعات ۲۰۲ تا ۲۰۳ عنوانات ۲ تعداد شق ۸۶

۲۰۲ ـ سجود التلاوۃ

تعداد شق ۸۲

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	سجود التلاوۃ فی القران اربعة عشر ـ	کذا فی الهدایة
۲	فی آخر الاعراف عند قوله ان الذین عند ربك لا یستکبرون عن عبادته ویسبحونه وله یسجدون ـ والرعد عند قوله وللہ یسجد من فی السمٰوٰت والارض طوعا وکرها وظلالهم بالغدو والآصال ـ والنحل عند قوله وللہ یسجد ما فی السمٰوٰت وما فی الارض من دابة والملائکة وهم لا یستکبرون ـ وبنی اسرائیل عند قوله ان الذین اوتوا العلم من قبله اذا یتلیٰ علیهم یخرون للاذقان سجدا ویقولون ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا ـ ومریم عند قوله اذا تتلیٰ علیهم آیات الرحمٰن خروا سجدا وبکیا ـ والاولیٰ فی الحج عند قوله الم تر ان اللہ یسجد له من فی السمٰوٰت ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس وکثیر حق علیه العذاب ومن یهن اللہ فما له من مکرم ان اللہ یفعل ما یشاء ـ والفرقان عند قوله تعالیٰ واذا قیل لهم اسجدوا للرحمٰن قالوا وما الرحمٰن أنسجد لما تامرنا وزادهم نفورا ـ والنمل عند قوله ویعلم ما تخفون وما تعلنون ـ والم تنزیل عند قوله انما یؤمن بآیاتنا الذین اذا ذکروا بها	

دفعات وشق نمبر	تیرھواں باب سجدہ تلاوت کے احکام	سجدہ تلاوت کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیرھواں باب سجدۂ تلاوت کے احکام

دفعات ۲۰۲ تا ۲۰۳ عنوانات ۲ تعداد شق ۸۷

۲۰۲۔ سجدۂ تلاوت کا بیان اور اس میں ۸۲ شقیں ہیں

۱ قرآن مجید میں تلاوت کے چودہ سجدے ہیں۔ ہدایہ

۲ (اور ان چودہ سجدوں کی آیتیں یہ ہیں) ۱۔ سورۂ اعراف کے آخر میں اس آیت پر اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ
لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَیُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ یَسْجُدُوْنَ۔

۲۔ اور سورۂ رعد میں اس آیت پر وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا
وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ۔

۳۔ اور سورۂ نحل میں اس آیت پر وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ
وَهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ۔

۴۔ اور سورۂ بنی اسرائیل میں اس آیت پر اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ
لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا وَّیَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا۔

۵۔ اور سورۂ مریم میں اس آیت پر اِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِیًّا۔

۶۔ اور سورۂ حج میں اس آیت پر اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ
وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِیْرٌ
حَقَّ عَلَیْهِ الْعَذَابُ وَمَنْ یُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ۔

۷۔ اور سورۂ فرقان میں اس آیت پر وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ
اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا۔

۸۔ اور سورۂ نمل میں اس آیت پر وَیَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ۔

۹۔ اور سورۂ الم تنزیل میں اس آیت پر اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ	سجود التلاوۃ	حوالہ
۲۰۲	خرّوا سجدا وسبحوا بحمد ربھم وھم لا یستکبرون ۔		
	وص عند قولہ فاستغفر ربہ وخرّ راکعا واناب ۔		
	وحم السجدۃ عند قولہ لا یسأمون ۔		
	والنجم عند قولہ فاسجدوا للہ واعبدوا ۔		
	واذا السماء انشقت عند قولہ فما لھم لا یؤمنون واذا قرئ علیھم القرآن لا یسجدون ۔		
	واقرأ باسم ربك الذی خلق عند قولہ واسجد واقترب ۔		ھٰکذا فی العینی
۳	والسجدۃ واجبۃ فی ھٰذہ المواضع علی التالی والسامع سواء قصد سماع القرآن اولم یقصد ۔		کذا فی الھدایۃ
۴	رجل قرأ آیۃ السجدۃ لا یلزمہ السجدۃ بتحریك الشفتین وانما تجب اذا صحح الحروف وحصل بہ صوت سمع ھو او غیرہ اذا قرب اذنہ الیٰ فمہ ۔		کذا فی فتاویٰ قاضیخان
۵	ولو قرأ آیۃ السجدۃ الا الحرف الذی فی آخرھا لا یسجد ولو قرأ الحرف الذی یسجد فیہ وحدہ لا یسجد الا ان یقرأ اکثر آیۃ السجدۃ بحرف السجدۃ ۔ وفی مختصر البحر لو قرأ واسجد وسکت ولم یقل واقترب یلزمہ السجود ۔		کذا فی التبیین
۶	رجل سمع آیۃ السجدۃ من قوم من کل واحد منھم حرفا لیس علیہ ان یسجد لانہ لم یسمعھا من تال ۔		کذا فی فتاویٰ قاضیخان
۷	والاصل فی وجوب السجدۃ ان کل من کان من اھل وجوب الصلوٰۃ اما اداء او قضاء کان اھلا لوجوب سجدۃ التلاوۃ ومن لا فلا ۔		کذا فی الخلاصۃ
۸	حتیٰ لو کان التالی کافرا او مجنونا او صبیا او حائضا او نفساء او عقیب الطھر دون العشرۃ والاربعین لم یلزمھم وکذا السامع ۔		کذا فی الزاھدی

ہ حکم نمبر ۴/۱۱۹ میں اس صورت کا ذکر ہے کہ جس میں مونھ کے قریب کان لگا کر سننے والے سے حرف آواز سنائی دے اور مفہوم سمجھ میں آجائے۔ مگر یہ مجمل ہے اس میں حد غیر واضح ہیں اور یہ غیر معتبر ہے۔ چنانچہ حکم نمبر ۴/۱۱۵ میں ہے کہ کم از کم قرأت میں یہ تصحیح حروف ضروری ہے۔ اور حکم نمبر ۱/۱۱۹ اور ۱/۱۶۸ میں یہ بھی ہے کہ قرأت میں ضروری ہے کہ اس قرأت کو وہ خود یا دوسرا سن سکے۔ اور حکم نمبر ۴/۲۰۲ میں ہے کہ جب حروف صحیح ہوں اور خود یا دوسرا سن لے تو آیتِ سجدہ سے سجدہ تلاوت واجب ہوگا پس مذکورہ

دفعات وشق نمبر	تیرھواں باب سجدہ تلاوت کے احکام — سجدہ تلاوت کا بیان	حوالہ
۲۰۲	خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۔	
	نمبر ۱۰ اور سورۂ صٓ میں اس آیت پر فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۔	
	نمبر ۱۱ اور سورۂ حم سجدہ میں اس آیت پر لَا يَسْأَمُوْنَ ۔	
	نمبر ۱۲ اور سورۃ النجم میں اس آیت پر فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ۔	
	نمبر ۱۳ اور سورۃ اذا السماء انشقت میں اس آیت پر فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ۔	
	نمبر ۱۴ اور سورۃ اقرأ باسم ربک میں اس آیت پر وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۔	عینی
۳	ان مذکورہ (چودہ) مقامات پر پڑھنے والے اور سننے والے پر سجدہ تلاوت واجب ہے۔ خواہ وہ قرآن سننے کا ارادہ کرے یا نہ کرے۔	ہدایہ
۴	اگر کسی نے سجدہ کی آیت پڑھی تو اس پر صرف ہونٹوں کے ہلانے سے سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا۔ البتہ اس پر سجدہ تلاوت اُس وقت واجب ہوگا جب کہ حروف صحیح ہوں اور اس سے آواز پیدا ہو جسے وہ خود سُن سکے یا اس کے علاوہ کوئی شخص اپنا کان اس کے مونہہ کے قریب کرے تو سُن لے[۱]۔	قاضی خان
۵	(الف) اگر کسی نے سجدہ کی آیت پڑھی مگر اُس کا آخری حرف* نہ پڑھا تو سجدہ (واجب) نہ ہوگا۔ اور اگر صرف وہی حرف پڑھا جس میں سجدہ ہوتا ہے تو بھی سجدہ (واجب) نہ ہوگا۔ لیکن اگر سجدہ والی آیت آدھے سے زیادہ مع حروفِ سجدہ پڑھی تو اس پر سجدہ واجب ہوگا۔ (ب) اور مختصر البحر میں ہے کہ اگر کسی نے (سورۃ اقرأ والی آیت میں) وَاسْجُدْ پڑھا اور خاموش ہو گیا، اور وَاقْتَرِبْ نہ پڑھا تو اُس پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔	تبیین
۶	اگر کسی نے آیتِ سجدہ ایک جماعت سے اس طرح سُنی کہ ایک ایک شخص سے ایک ایک حرف سُنا تو (اس صورت میں) اس پر سجدۂ تلاوت لازم نہ ہوگا۔ اس لیے کہ اس نے کسی تلاوت کرنے والے سے نہیں سُنا۔	قاضی خان
۷	سجدۂ تلاوت واجب ہونے میں اصول یہ ہے کہ جو شخص خواہ بطور ادا یا بطور قضا نماز فرض ہونے کا اہل ہے، وہ سجدۂ تلاوت واجب ہونے کا بھی اہل ہے ورنہ نہیں۔	خلاصہ
۸	حتیٰ کہ اگر (آیتِ سجدہ) تلاوت کرنے والا کافر[۱] ہو یا پاگل ہو یا بچہ[۲] ہو یا ایسی عورت[۳] ہو جو حالتِ حیض میں ہے[۴] یا ایسی عورت[۵] ہو جو حالتِ نفاس میں ہے یا اُس (عورت نے) دس دن سے کم[۶] حیض سے پاک ہونے پر یا چالیس[۷] دن سے کم نفاس سے پاک ہونے پر تلاوت کی تو اِن سب پر سجدۂ تلاوت لازم نہ ہوگا۔ اور یہی حکم سننے والے کے لیے ہے[۸]	زاہدی

متفرق احکام میں تطبیق واضح ہے۔ (مترجم) [۲] جیسا کہ حکم نمبر ۷ میں ہے۔ (مترجم) [۳] اس لیے کہ اس صورت میں وہ نماز کی اہل تب ہوگی کہ طہر کے بعد بقدر غسل و تحریمہ وقت گزرے جیسا کہ حکم نمبر ۲۳ میں ہے۔ (مترجم) [۴] یعنی ان مذکورہ نے سجدے کی آیت خود تلاوت نہ کی بلکہ کسی سے سنی تو ان پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔ (مترجم)

* آخری حرف یعنی وہ کلمہ جس میں سجدہ کا مادّہ ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۷۱۶ (مترجم)

دفعات و شق نمبر		الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ — سجود التلاوۃ	حوالہ
۲۰۲	۹	ولو سمع منہم مسلم عاقل بالغ تجب علیہ لسماعہ۔	کذا فی الخلاصۃ
	۱۰	ولو قرأ المحدث او الجنب او سمعا تجب علیہما۔	کذا فی الخلاصۃ
	۱۱	وکذا المریض۔	کذا فی الخلاصۃ
	۱۲	ولا تجب اذا سمعہا من طیر ھو المختار۔	کذا فی الخلاصۃ
	۱۳	ومن النائم الصحیح انہا تجب۔	کذا فی الخلاصۃ
	۱۴	وان سمعہا من الصدیٰ لا تجب علیہ۔	کذا فی الخلاصۃ
	۱۵	النائم اذا اخبر انہ قرأ اٰیۃ السجدۃ فی حال النوم تجب علیہ۔ وفی النصاب ھو الاصح۔	کذا فی التتارخانیۃ
	۱۶	ولو قرأہا سکران تجب علیہ وعلیٰ من سمعہا۔	کذا فی محیط السرخسی
	۱۷	المرأۃ اذا قرأت اٰیۃ السجدۃ فی صلوٰتہا ولم تسجد لہا حتیٰ حاضت سقطت عنہا السجدۃ۔	کذا فی المحیط
	۱۸	مصلی التطوع اذا قرأ اٰیۃ السجدۃ وسجد لہا ثم فسدت صلوٰتہ وجب علیہ قضاءہا لا تلزمہ اعادۃ تلک السجدۃ۔	کذا فی فتاویٰ قاضیخان
	۱۹	وکذا المسلم اذا قرأ اٰیۃ السجدۃ ثم ارتد العیاذ باللہ ثم اسلم لم تجب علیہ تلک السجدۃ۔	کذا فی فتاویٰ قاضیخان
	۲۰	ولا تجب السجدۃ بکتابۃ القراٰن۔	کذا فی فتاویٰ قاضیخان
	۲۱	اذا قرأ اٰیۃ السجدۃ بالفارسیۃ فعلیہ وعلیٰ من سمعہا السجدۃ فہم السامع اولا اذا اخبر السامع انہ قرأ اٰیۃ السجدۃ۔ وعندھما ان کان السامع یعلم انہ یقرأ القراٰن یلزمہ والا فلا۔	کذا فی الخلاصۃ
		وقیل تجب بالاجماع ھو الصحیح۔	کذا فی محیط السرخسی
		ولو قرأ بالعربیۃ یلزمہ مطلقا لکن یعذر بالتاخیر مالم یعلم۔	کذا فی الخلاصۃ
	۲۲	وان تلاہا وھو اصم فلم یسمع وجب علیہ السجدۃ۔	کذا فی الخلاصۃ

لہ یعنی کسی نے چلا کر سجدے کی آیت پڑھی تو وہ آواز پہاڑ وغیرہ سے بطور بازگشت لوٹی اور وہ گونج کسی نے سنی تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	تیرھواں باب سجدہ تلاوت کے احکام — سجدہ تلاوت کا بیان	حوالہ
۲۰۲ — 9	اور اگر (مذکورہ لوگوں میں سے کسی سے) کسی عاقل بالغ مسلمان نے آیتِ سجدہ سنی تو اس کے سننے کی وجہ سے اس پر سجدہ تلاوت واجب ہوگا۔	خلاصہ
۱۰	اور اگر کسی بے وضو شخص نے یا جنبی شخص نے سجدے کی آیت پڑھی یا بے وضو اور جنبی نے سجدے کی آیت سنی تو ان پر سجدہ تلاوت واجب ہوگا۔	خلاصہ
۱۱	اور مذکورہ (حکم) کی طرح مریض کا حکم بھی ہے۔	خلاصہ
۱۲	اگر کسی شخص نے سجدے کی آیت کسی پرندے سے سنی تو اس پر سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا۔ یہی حکم مختار ہے۔	خلاصہ
۱۳	اگر کسی شخص نے سجدے کی آیت سوتے ہوئے شخص سے سنی تو صحیح حکم یہ ہے کہ سجدہ تلاوت واجب ہوگا۔	خلاصہ
۱۴	اور اگر کسی شخص نے گونج سے سجدے کی آیت سنی تو اس پر سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا۔	خلاصہ
۱۵	سوتے ہوئے آدمی کو بتایا گیا کہ اس نے سوتے میں سجدے کی آیت پڑھی ہے تو اس پر سجدہ تلاوت واجب ہوگا۔ اور نصاب میں ہے کہ یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	تاتارخانیہ
۱۶	اگر کسی نے نشہ کی حالت میں سجدے کی آیت پڑھی تو اس پر اور سننے والوں پر سجدہ تلاوت واجب ہوگا۔	محیط سرخسی
۱۷	کسی عورت نے اپنی نماز میں سجدے کی آیت پڑھی اور ابھی اس نے سجدہ تلاوت نہیں کیا تھا کہ اسے حیض آگیا تو اس عورت سے وہ سجدہ تلاوت ساقط ہوگیا۔	محیط
۱۸	نفل نماز میں کسی نے سجدے کی آیت پڑھی اور اس کا سجدہ تلاوت کر لیا۔ پھر (وہ) نماز فاسد ہوگئی اور اس پر اس نماز کی قضا واجب ہوئی تو اس پر اس سجدہ تلاوت کا لوٹانا لازم نہ ہوگا۔[1]	قاضی خان
۱۹	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر کسی مسلمان نے سجدے کی آیت پڑھی پھر معاذ اللہ وہ مرتد ہوگیا۔ پھر وہ مسلمان ہوگیا تو اس پر وہ سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا۔	قاضی خان
۲۰	قرآن مجید کے لکھنے (میں آیتِ سجدہ لکھنے) سے سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔	قاضی خان
۲۱	(ا) اگر کسی شخص نے سجدے کی آیت فارسی میں پڑھی تو پڑھنے والے اور سننے والے پر سجدہ تلاوت واجب ہوگا، خواہ سننے والا سمجھے یا نہ سمجھے، بشرطیکہ سننے والے کو بتایا جائے کہ سجدے کی آیت پڑھی گئی ہے۔ (ب) اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اگر سننے والا جانتا ہے کہ وہ قرآن پڑھ رہا ہے تو اس پر (فارسی میں سجدے کی آیت سننے سے) سجدہ تلاوت لازم ہوگا ورنہ نہیں۔	خلاصہ
	(ج) اور بعض کا قول ہے کہ (مذکورہ صورت میں) بالاجماع سجدہ تلاوت واجب ہوگا۔	محیط سرخسی
	(د) اور اگر قرآن مجید عربی میں پڑھا گیا تو اس پر ہر صورت میں سجدہ تلاوت لازم ہوگا۔ لیکن جب تک اسے معلوم نہیں ہوا وہ تاخیر کرنے پر معذور ہوگا۔	خلاصہ
۲۲	اگر کسی بہرے نے سجدے کی آیت پڑھی اور خود اسے نہ سنا تو اس پر سجدہ تلاوت واجب ہے۔	خلاصہ

[1] اور اس نماز کے متعلق حکم نمبر ۱۷۱/۱۵۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر		الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ	سجود التلاوۃ حوالہ
۲۰۲	۲۳	اذا قرأ آیۃ السجدۃ بالهجاء لم تجب السجدۃ۔	کذا فی السراجیۃ
	۲۴	واذا تلا الامام آیۃ السجدۃ سجدها وسجد المأموم معه سواء سمعها منه ام لا وسواء کان فی صلوٰۃ الجهر او المخافتۃ۔	
		الا انه یستحب ان لا یقرأ فی صلوٰۃ المخافتۃ۔	کذا فی الجوهرۃ النیرۃ
	۲۵	ولو سمعها من الامام اجنبی لیس معهم فی الصلوٰۃ ولم یدخل معهم فی الصلوٰۃ لزمه السجود۔	کذا فی الجوهرۃ النیرۃ
	۲۶	وهو الصحیح	کذا فی الهدایۃ
	۲۷	سمع من امام فدخل معه قبل ان یسجد سجد معه۔	
		وان دخل فی صلوٰۃ الامام بعد ما سجدها الامام لا یسجدها۔	
		وهذا اذا ادرکه فی آخر تلک الرکعۃ اما لو ادرکه فی الرکعۃ الاخری یسجدها بعد الفراغ۔	کذا فی الکافی وهکذا فی النهایۃ
	۲۸	وان تلا المأموم لم یلزم الامام ولا المؤتم السجود لا فی الصلوٰۃ ولا بعد الفراغ منها۔	کذا فی السراج الوهاج
	۲۹	ولو سمع المصلی من اجنبی یسجد بعد الفراغ۔	
		ولو سجد فی الصلوٰۃ لا یجزیه ولا تفسد صلوٰته۔	کذا فی التهذیب
		هو الصحیح۔	کذا فی الخلاصۃ
		هذا اذا لم یقرأ المصلی السامع من غیر المؤتم فان قرأها ولا ثم سمعها فسجد لها لم یعدها فی ظاهر الروایۃ۔	
		وان سمعها اولا ثم تلاها ففیه روایتان وجزم فی السراج بانه لا یعیدها۔	کذا فی النهر الفائق

لہ اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲۵}{۱۸۰}$ ملاحظہ ہو۔(مترجم) سلہ یعنی اس صورت میں تلاوت کرنے والے مقتدی پر اور اس کے ساتھی دوسرے مقتدیوں پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔ البتہ اگر مقتدی سے اس مقتدی کے امام کے علاوہ کسی امام نے آیتِ سجدہ سنی یا اس مقتدی سے اس مقتدی کے امام کے علاوہ امام کے مقتدی نے آیتِ سجدہ سنی یا اس مقتدی سے اکیلے نماز پڑھنے والے نے آیتِ سجدہ سنی تو وہ اپنی نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ تلاوت کریں گے۔ نیز اگر اس مقتدی سے

دفعات	دشتی نمبر	تیرھواں باب سجدۂ تلاوت کے احکام — سجدۂ تلاوت کا بیان	حوالہ
۲۰۷	۲۳	اگر کسی نے سجدے کی آیت ہجے کر کے پڑھی تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔	سراجیہ
	۲۴	(ا) اگر امام نے سجدے کی آیت پڑھی تو وہ سجدۂ تلاوت کرے گا اور مقتدی بھی اس کے ساتھ سجدۂ تلاوت کرے گا خواہ مقتدی نے امام سے سجدے کی آیت سنی یا نہ سنی اور خواہ اونچی قرأت والی نماز تھی یا آہستہ قرأت والی نماز تھی۔ (ب) مگر مستحب یہ ہے کہ آہستہ قرأت والی نماز میں سجدے کی آیت نہ پڑھے[ف۱]۔	جوہرہ نیرہ
	۲۵	اگر امام سے کسی اجنبی شخص نے سجدے کی آیت سنی جو جماعت والوں کے ساتھ نماز میں شامل نہیں اور (بعد میں بھی) ان کے ساتھ اس نماز میں شامل نہیں ہوا تو اس پر سجدۂ تلاوت لازم ہے۔	جوہرہ نیرہ
	۲۶	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	ہدایہ
	۲۷	(ا) کسی شخص نے کسی امام سے سجدے کی آیت سنی اور امام کے سجدۂ تلاوت کرنے سے پہلے اس کے ساتھ نماز میں شریک ہوگیا تو وہ شخص امام کے ساتھ سجدۂ تلاوت کرے۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ شخص امام کے سجدۂ تلاوت کرنے کے بعد امام کے ساتھ نماز میں شریک ہوا تو وہ شخص سجدۂ تلاوت نہ کرے۔ مسـ۲ یہ مذکورہ حکم اس صورت میں ہے کہ وہ شخص اسی رکعت (جس میں امام نے سجدۂ تلاوت کیا ہے) کے آخر میں امام کی نماز میں شامل ہوجائے۔ اور اگر وہ شخص بعد کی رکعت میں امام کے ساتھ شامل ہو تو وہ شخص نماز سے فارغ ہو کر سجدۂ تلاوت کرے۔	کافی نہایہ
	۲۸	اگر کسی مقتدی نے سجدہ کی آیت پڑھی تو (اس سے) نہ امام پر اور نہ مقتدی پر[ف۲]۔ نہ نماز کے اندر اور نہ اس نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدۂ تلاوت لازم ہوگا۔	سراج وہاج
	۲۹	(ا) اگر نماز پڑھنے والے[ف۳] نے کسی غیر شخص سے سجدے کی آیت سنی۔ تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ کرے گا۔ مسـ۲ اور اگر اس نمازی نے وہ سجدۂ تلاوت نماز کے اندر کر لیا تو اسے کفایت نہ کرے گا اور اس کی نماز فاسد بھی نہ ہوگی	تہذیب
		مسـ۳ یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	خلاصہ
		(ب) یہ مذکورہ حکم اس صورت میں ہے کہ جس نمازی نے سجدہ کی آیت غیر شخص سے سنی، وہ مقتدی نہیں ہے اور اس نے خود اس آیت کو نہیں پڑھا ہے، اور اگر پہلے خود اس نے وہ آیت پڑھی، پھر غیر شخص سے سنی، پھر سجدۂ تلاوت کیا تو ظاہر روایت کے مطابق دوبارہ سجدۂ تلاوت نہ کرے۔ اور اگر پہلے اس نے غیر شخص سے سجدے کی آیت سنی پھر اس نے خود اسے پڑھا تو اس کے حکم کے متعلق دو روایتیں ہیں۔ اور سراج الوہاج میں اس پر یقین کیا گیا ہے کہ (مذکورہ صورت میں) سجدۂ تلاوت دوبارہ نہ کرے۔	نہر فائق

ف۱ ... کسی غیر نمازی نے آیتِ سجدہ سنی تو اس پر سجدۂ تلاوت لازم ہوگا۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۱ ۔ ص۷۱۱ ، ص۷۲۱ (مترجم)

ف۳ نمازی سے مراد عام ہے خواہ وہ امام تھا یا مقتدی تھا یا اکیلے نماز پڑھ رہا تھا۔ اور غیر شخص سے مراد یہ ہے کہ جو شخص اس کے ساتھ نماز میں شریک نہ تھا خواہ وہ اس نمازی کے علاوہ کسی کا امام تھا یا اس نمازی کے امام کا مقتدی تھا یا وہ اکیلے نماز پڑھ رہا تھا یا وہ نماز پڑھ ہی نہیں رہا تھا۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص۷۲۴ ۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ — سجود التلاوۃ	حوالہ
۲۰۲ ۳۰	وان قرأ اٰیۃ السجدۃ فی الصلوٰۃ فان کانت فی وسط السورۃ فالافضل ان یسجد ثم یقوم ویختم السورۃ ویرکع۔ ولو لم یسجد ورکع ونوی السجدۃ یجزیہ قیاسا وبہ ناخذ۔ ولو لم یرکع ولم یسجد واتم السورۃ ثم رکع ونوی السجدۃ لایجزیہ ولا یسقط عنہ بالرکوع وعلیہ قضاؤھا بالسجود مادام فی الصلوٰۃ۔ وذکر الشیخ الامام المعروف بخواھر زادۃ انہ اذا قرأ بعد اٰیۃ السجدۃ ثلاث اٰیات ینقطع الفور ولاینوب الرکوع عن السجدۃ وقال شمس الائمۃ الحلوانی لاینقطع مالم یقرأ اکثر من ثلاث اٰیات۔	کذا فی فتاویٰ قاضیخان
۳۱	ولو کانت بختم السورۃ فالافضل ان یرکع بھا ولو سجد ولم یرکع فلابد من ان یقرأ شیئاً من السورۃ الاخریٰ بعد مارفع راسہ من السجود۔ ولو رفع ولم یقرأ شیئاً ورکع جاز۔ وان لم یرکع ولم یسجد وتجاوز الیٰ موضع اٰخر فلیس لہ ان یرکع بھا وعلیہ ان یسجد مادام فی الصلوٰۃ۔	ھٰکذا فی المضمرات
۳۲	ولو کانت السجدۃ فی اٰخر السورۃ وبعدھا اٰیتان او ثلاث فھو بالخیار ان شاء رکع بھا وان شاء سجد فاذا اراد ان یرکع بھا جاز لہ ان یختم السورۃ ویرکع۔ ولو سجد بھا ثم قام یختم السورۃ ویرکع۔ فان وصل شیئا اٰخر من سورۃ اخریٰ فھو افضل۔	ھٰکذا فی المضمرات
۳۳	واذا سجد ورکع لھا علی حدۃ علی الفور یعود الی القیام	

۵۱ اس کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۱۹۱ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۵۲ سجدۂ تلاوت کے لیے رکوع کرنے کی صورت میں نیت ضروری ہے۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۳۲/۲۰۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۵۳ اس کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۱۹۱ ملاحظہ ہو۔ ۵۴ سجدۂ تلاوت کے لیے رکوع کرنے کی صورت میں نیت ضروری ہے۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۳۴/۲۰۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات	شق نمبر	تیرھواں باب سجدۂ تلاوت کے احکام — سجدۂ تلاوت کا بیان	حوالہ
۲۰۲	۳۰	اگر کسی نے سجدے کی آیت نماز کے اندر پڑھی تو اگر وہ آیت سورۃ کے درمیانی حصہ میں ہے تو (ا) افضل یہ ہے کہ سجدہ تلاوت کرلے پھر کھڑا ہو کر سورۃ ختم کرلے اور رکوع کرے۔(ب) اور اگر اس نے سجدۂ تلاوت نہ کیا اور رکوع کر دیا اور سجدۂ تلاوت کی نیت کر لی تو از روئے قیاس کفایت کر جائیگا اور ہم اس حکم کو اختیار کرتے ہیں۔(ج) اور اگر اس نے (سورۃ کے درمیانی حصہ میں سجدے کی آیت پڑھنے کے بعد) نہ رکوع کیا اور نہ سجدہ تلاوت کیا اور سورۃ تمام کی پھر رکوع کیا اور سجدۂ تلاوت کی نیت کی تو اسے کفایت نہ کرے گا اور اس طرح کے رکوع سے اس سے سجدۂ تلاوت ساقط نہ ہوگا۔ اور جب تک وہ اس نماز میں ہے اس پر اس سجدۂ تلاوت کی قضا کرنا واجب ہے۔ (د) امام خواہر زادہؒ نے ذکر کیا ہے کہ جب اس نے سجدہ کی آیت کے بعد تین آیتیں پڑھ لیں تو فوراً سجدۂ تلاوت قرار پانا ختم ہو گیا، اور پھر رکوع سجدۂ تلاوت کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔[1] اور[2] شمس الائمہ حلوائیؒ کا قول ہے کہ (مذکورہ صورت میں) جب تک وہ تین آیتوں سے زیادہ نہ پڑھے فوراً سجدۂ تلاوت قرار پانا ختم نہیں ہوتا۔	قاضی خان
	۳۱	اور اگر (نماز کے اندر سجدہ کی آیت پڑھنے کی صورت میں) وہ آیت سجدہ سورۃ کے خاتمہ میں تھی تو (ا) افضل یہ ہے کہ سجدہ تلاوت کے عوض رکوع کر دے۔[2] (ب) اور[1] اگر اس نے سجدہ تلاوت کر لیا اور رکوع نہ کیا تو جب سجدہ تلاوت سے سر اٹھائے تو دوسری سورت سے کچھ پڑھ لے۔ اور[2] اگر سجدہ تلاوت سے سر اٹھانے کے بعد کچھ نہ پڑھا اور رکوع کر دیا تو جائز ہو جائے گا۔ (ج) اور اگر اس نے (سورت کے آخری حصہ میں سجدے کی آیت پڑھنے کے بعد) نہ رکوع کیا اور نہ سجدۂ تلاوت کیا اور پڑھتے ہوئے آگے نکل گیا تو پھر اس کا رکوع کرنا سجدۂ تلاوت کے عوض نہ ہو سکے گا اور جب تک وہ اس نماز میں ہے اس پر وہ سجدۂ تلاوت لازم ہے۔[3]	مضمرات
	۳۲	اور اگر (نماز کے اندر سجدے کی آیت پڑھنے کی صورت میں) وہ آیتِ سجدہ سورت کے آخری حصہ میں تھی اور اس کے بعد دو یا تین آیتیں تھیں تو (ا) اسے اختیار ہے اگر چاہے تو اس کے لیے رکوع کر دے اور چاہے تو سجدہ تلاوت کرے۔(ب) اور اگر سجدہ تلاوت کے عوض رکوع کرنا چاہے تو یہ بھی جائز ہے کہ وہ سورت ختم کر کے رکوع کرے۔[4] (ج) اور اگر اس نے آیتِ سجدہ کے لیے سجدۂ تلاوت کیا پھر کھڑا ہوا تو سورت ختم کرے اور رکوع کر دے۔ اور اگر اس نے اس کے ساتھ دوسری سورت سے کچھ حصہ ملا دیا تو افضل ہے۔	مضمرات
	۳۳	اور اگر اس نے (نماز میں آیتِ سجدہ پڑھنے کے بعد سجدہ تلاوت کے لیے) سجدہ[5] یا الگ رکوع فوراً کیا تو	

[5] ردالمحتار میں ہے کہ یہاں واؤ بمعنی اور نہیں، بلکہ بمعنی یا ہے۔ جیسا کہ صاحبِ حلیہ نے کہا ہے۔ چنانچہ ردالمحتار میں یہ عبارت بحوالہ حلیہ یوں ہے ثم اذا سجد او رکع لها علی حدة فورا یعود الی القیام ویستحب ان لا یعقبه بالرکوع بل یقرأ آیتین او ثلاثا فصاعدا ثم یرکع الخ ماخوذ از ردالمحتار۔ ج ۱۔ ص۷۲۳ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ — سجود التلاوۃ	حوالہ
۲۰۲	ویستحب ان لا یعقبہ بالرکوع بل یقرأ آیتین او ثلاث آیات ثم یرکع۔	کذا فی شرح المنیۃ المصلی لابن امیر الحاج
۳۴	ولو قرأ آیۃ السجدۃ فی الصلوٰۃ فاراد ان یرکع بہا یحتاج الی النیۃ عند الرکوع فان لم یوجد منہ النیۃ عند الرکوع لا یجزیہ عن السجدۃ۔ ولو نوی فی رکوعہ اختلف المشائخ فیہ قال بعضہم یجزیہ وقال بعضہم لا یجزیہ۔	ھٰکذا فی المضمرات
	والاظہر انہ لا یجوز۔	کذا فی شرح ابی المکارم
	وفی البدائع ولو نوی بعد رفع الرأس من الرکوع لا یجزیہ بالاجماع۔	کذا فی البحر الرائق
۳۵	ولو نواہا فی الرکوع عقیب التلاوۃ ولم ینوہا المقتدی لا ینوب عنہ ویسجد اذا سلم امامہ ویعید القعدۃ ولو ترکہا تفسد صلوٰتہ۔	کذا فی القنیۃ
۳۶	اجمعوا علی ان سجدۃ التلاوۃ تتادی بسجدۃ الصلوٰۃ وان لم ینو للتلاوۃ۔	کذا فی الخلاصۃ
۳۷	المصلی اذا نسی سجدۃ التلاوۃ فی موضعہا ثم ذکرہا فی الرکوع او السجود او فی القعود فانہ یخر لہا ساجدا ثم یعود الی ما کان فیہ ویعیدہ استحسانا وان لم یعد جازت صلوٰتہ۔	کذا فی الظہیریۃ فی فصل السہو

۵۱ اور اگر سجدے میں چلا جائے تو حکم نمبر ۳۶/۲۰۲ ملاحظہ ہو۔ نیز نماز سے باہر سجدہ والی آیت پڑھے اور اس کے عوض سجدے کی بجائے رکوع کرنا چاہیے تو اس کے جواز کا حکم غیر ظاہر روایت کا ہے۔ ماخوذ از رد المحتار۔ ج ۱۔ صـ۷۲۳ و فتاویٰ بزازیہ علی حامش عالمگیریہ ج ۴۔ صـ۶۹۔ (مترجم) ۵۲ یعنی آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد کسی تاخیر کے بغیر رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کی۔ اور اگر آیتِ سجدہ کی تلاوت کے بعد تاخیر ہو جائے تو پھر رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کرنا کافی نہیں ہوتا۔ اس کے متعلق اور تاخیر کرنے کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۳۰/۲۰۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۵۳ جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ لم تجز نیۃ الامام المؤتم (یعنی اس صورت میں امام کی نیت مقتدی کے لیے جواز نہ بنے گی) نیز لکھا ہے یہ حکم جہری نمازوں میں ہونا چاہیے تاکہ مقتدی کو معلوم ہو سکے۔ اور آہستہ قرأت والی نمازوں میں امام کی نیت کافی ہونی چاہیے۔ لیکن اگر امام نے فوراً رکوع کر دیا اور پھر سجدہ کیا تو اس صورت میں بغیر نیت کیے امام اور مقتدی کا سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا۔ نیز امام کو چاہیے کہ وہ رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت نہ کرے۔ کیونکہ اس صورت میں مقتدی پر نیت کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار۔ ج ۱۔ صـ۷۲۴۔ نیز اس کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۱۹۱ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۵۴ اس لیے کہ آخری قعدہ کے بعد سجدہ تلاوت کرنے کی صورت میں

یرھواں باب سجدۂ تلاوت کے احکام

دفعات و شق نمبر	سجدۂ تلاوت کا بیان	حوالہ
۲۰۲	وہ (اس صورت میں) پھر قیام کرے گا۔ اور مستحب یہ ہے کہ کھڑا ہونے کے بعد (بھی فوراً) رکوع نہ کرے بلکہ دو یا تین آیتیں پڑھے پھر رکوع کرے۔	شرح منیہ
۳۴	(ا) اگر کسی نے سجدے کی آیت نماز میں پڑھی۔ پھر ارادہ کیا کہ سجدۂ تلاوت کے عوض رکوع میں چلا جائے تو رکوع کرتے وقت (سجدۂ تلاوت کی) نیت ضروری ہے[۱]۔ اور اگر رکوع کرتے وقت اس کی نیت نہ پائی گئی تو (وہ رکوع) سجدۂ تلاوت کے عوض کفایت نہ کرے گا۔	
	(ب) اور[۱] اگر اس نے (مذکورہ صورت میں سجدۂ تلاوت کے لیے) رکوع کے اندر (پہنچ کر) نیت کی تو اس کے حکم میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ اسے کفایت کر جائے گا۔ اور بعض کا قول ہے کہ اسے کفایت نہیں کرے گا۔	مضمرات
	اور[۲] زیادہ ظاہر حکم یہ ہے کہ (رکوع کے اندر جاکر سجدۂ تلاوت کے لیے نیت کرنا) جائز نہ ہوگا۔	شرح ابی المکارم
	(ج) اور بدائع میں ہے کہ اگر اس نے رکوع سے سر اٹھانے کے بعد (سجدۂ تلاوت کے لیے) نیت کی تو اسے کفایت نہ کرے گا، اس پر اجماع ہے۔	بحر رائق
۳۵	اگر امام نے تلاوت کے بعد[۲] رکوع کے اندر سجدۂ تلاوت کی نیت کی اور مقتدی نے سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کی تو وہ رکوع مقتدی کے سجدۂ تلاوت کے قائم مقام نہ ہو سکے گا[۳]۔ اور اس صورت میں مقتدی امام کے سلام پھیرنے کے بعد سجدۂ تلاوت کرے گا اور قعدہ لوٹائے گا۔ اور اگر اس نے قعدہ چھوڑ دیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی[۴]۔	قنیہ
۳۶	اس پر اجماع ہے کہ تلاوت کا سجدہ نماز کے سجدے سے ادا ہو جاتا ہے خواہ تلاوت کے سجدے کی نیت سے نہ کرے۔	خلاصہ
۳۷	نماز پڑھنے والا اگر تلاوت کا سجدہ اس کے موقع پر بھول گیا پھر اسے رکوع میں یا سجود میں یا قعدے میں یاد آیا تو (اس کے لیے حکم یہ ہے کہ) وہ (اسی وقت) سجدے میں چلا جائے۔ پھر اس رکن کے ادا کرنے کے لیے لوٹ آئے جس میں کہ وہ تھا اور از روئے استحسان اس رکن کو لوٹائے۔ اور اگر اس نے وہ رکن نہ لوٹایا تو اس کی نماز جائز ہوگی[۵]۔	ظہیریہ

سجدۂ تلاوت اس قعدہ کو کالعدم کر دیتا ہے، جیسا کہ نماز کے سجدے کی صورت میں یہی حکم ہے۔ البتہ سجودِ سہو قعدہ کو کالعدم نہیں کرتا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ا۔ صہ ۲۲۴ اور در مختار ج ا۔ صہ ۳۳۲ میں ہے کہ سجدہ سہو تشہد کو کالعدم کرتا ہے قعدہ کو کالعدم نہیں کرتا۔ ماخوذ از در مختار ج ا۔ صہ ۳۳۲ اور سجدہ سہو کے بعد قعدہ کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۱۹ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ؁۵ اور سجدہ سہو ہوگا۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۱۹۱ ملاحظہ ہو۔ نیز جیسا کہ خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے کہ اذا اخر سجدۃ التلاوۃ عن موضعہا او السجدۃ الصلوٰتیۃ کان علیہ السہو الخ۔ ماخوذ از خلاصۃ الفتاویٰ۔ ج ا۔ صہ ۱۷۹ (نوٹ) حکم نمبر ۳۷/۲۰۲ میں اس صورت کا ذکر ہے کہ جب اسے رکوع، سجود یا قعدہ کے دوران سجدۂ تلاوت کرنا یاد آیا اور کر لیا۔ اس میں وہ رکن استحساناً لوٹانے کا حکم ہے، کیونکہ وہ ابھی اسی نماز میں ہے جیسا کہ قاضی خان میں مذکورہ صورت کے متعلق لکھا ہے کہ لان الصلوٰۃ واحدۃ۔ قاضی خان علیٰ ہامش عالمگیریہ۔ ج ا۔ صہ ۱۲۷ اور اگر قعدہ کے بعد نماز سے فارغ ہونے پر اسے سجدۂ تلاوت کرنا یاد آیا اور سجدۂ تلاوت کر لیا تو وہ قعدہ کالعدم ہو جائے گا۔ اس کا لوٹانا ضروری ہے۔ جیسا کہ حکم نمبر ۳۵/۲۰۲ مع حاشیہ میں اور جیسا کہ قاضی خاں میں ہے المصلی اذا سلم ناسیا وعلیہ سجدۃ التلاوۃ فسجدہا ثم خرج عن الصلوٰۃ قبل ان یقعد قدر التشہد فسدت صلوٰتہ الخ فتاویٰ قاضی خاں علیٰ ہامش عالمگیریہ ج ا۔ صہ ۱۲۶۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر		الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ — سجود التلاوۃ	حوالہ
۲۰۲	۳۸	اذا قرأ الامام اٰیۃ السجدۃ وبعض القوم فی الرحبۃ فکبر الامام للسجدۃ وحسب من کان فی الرحبۃ انہ کبر للرکوع فرکعوا ثم قام الامام من السجدۃ فکبر فظن القوم انہ رفع رأسہ من الرکوع فکبروا ورفعوا رؤسہم ان لم یزیدوا علی ذٰلک لم تفسد صلوٰتہم۔	کذا فی الخلاصۃ
	۳۹	المصلی اذا سمع اٰیۃ السجدۃ من غیرہ وسجد مع التالی ان قصد بہ اتباع التالی تفسد صلوٰتہ۔	
		والمستحب فی غیر الصلوٰۃ ان یسجد السامع مع التالی ولا یرفع راسہ قبلہ۔	کذا فی الخلاصۃ
	۴۰	ومن المستحب ان یقدم التالی ویصف القوم خلفہ فیسجدون۔	کذا فی البحر الرائق
	۴۱	وذکر ابوبکرؒ ان المرأۃ تصلح اماما للرجل فیہا۔	کذا فی البحر الرائق
	۴۲	ومن حکم ھذہ السجدۃ التداخل حتی یکتفی فی حق التالی بسجدۃ واحدۃ وان اجتمعت فی حقہ التلاوۃ والسماع۔	
		وشرط التداخل اتحاد الاٰیۃ واتحاد المجلس حتی لو اختلفت المجلس واتحدت الاٰیۃ او اتحد المجلس واختلفت الاٰیۃ لا تتداخل۔	کذا فی المحیط
	۴۳	ولو تبدل مجلس السامع دون التالی یتکرر الوجوب علیہ ولو تبدل مجلس التالی دون السامع یتکرر الوجوب علیہ لا علی السامع علی قول اکثر المشائخؒ وبہ ناخذ۔	کذا فی العتابیۃ
	۴۴	والمجلس واحد وان طال او اکل لقمۃ او شرب شربۃ او قام او مشی خطوۃ او خطوتین او انتقل من زاویۃ البیت او المسجد الی زاویۃ الا اذا کانت الدار کبیرۃ کدار السلطان۔ وان انتقل فی المسجد الجامع من زاویۃ الی زاویۃ لا یتکرر الوجوب۔ وان انتقل فیہ من دار الی دار ففی کل موضع یصح الاقتداء یجعل کمکان واحد۔	کذا فی فتاویٰ قاضیخان

ف البحر الرائق میں ہے کہ یہ حقیقت میں اقتدا نہیں ہے حتیٰ کہ اگر کسی وجہ سے اس امام کا سجدہ فاسد ہو جائے تو پیچھے صف والوں کا سجدۂ تلاوت فاسد نہ ہوگا۔ ماخوذ از بحر الرائق

دفعات وشق نمبر	تیرھواں باب سجدۂ تلاوت کے احکام — سجدۂ تلاوت کا بیان	حوالہ
۲۰۲ ۳۸	امام نے سجدے کی آیت پڑھی اور جماعت کے کچھ لوگ مسجد کے صحن میں تھے۔ پس امام نے سجدۂ تلاوت میں جانے کے لیے تکبیر کہی اور صحن والوں نے گمان کیا کہ اس نے رکوع کے لیے تکبیر کہی ہے۔ پس وہ رکوع میں چلے گئے۔ پھر جب امام سجدے سے اٹھا اور اس نے تکبیر کہی تو ان لوگوں نے سمجھا کہ امام نے رکوع سے اپنا سر اٹھایا ہے۔ پس انہوں نے تکبیر کہی اور اپنے سر اٹھائے، اگر انہوں نے اس پر اور کچھ زیادہ نہیں کیا تو ان کی نماز فاسد نہیں ہوئی۔	خلاصہ
۳۹	(ا) نماز پڑھنے والے نے اگر کسی غیر شخص سے (جس کے ساتھ نماز میں نہ تھا) سجدے کی آیت سنی اور اس تلاوت کرنے والے کے ساتھ سجدۂ تلاوت کیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر نمازی نے اس غیر شخص کی اتباع کے ارادے سے ایسا کیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ب) اور نماز سے باہر مستحب یہ ہے کہ (سجدے کی آیت) سننے والا تلاوت کرنے والے کے ساتھ سجدہ کرے اور اس سے پہلے (سجدے سے) سر نہ اٹھائے۔	خلاصہ
۴۰	اور (نماز سے باہر کی صورت میں) مستحب ہے کہ (سجدے کی آیت) تلاوت کرنے والا آگے ہو جائے (اور سننے والے لوگ اس کے پیچھے صف بنالیں اور سب مل کر سجدۂ تلاوت کریں۔	بحر رائق
۴۱	اور ابوبکرؒ نے ذکر کیا ہے کہ سجدۂ تلاوت میں عورت مرد کی امام بن سکتی ہے۔	بحر رائق
۴۲	(ا) اس سجدہ (یعنی سجدۂ تلاوت) کے حکم میں سے یہ (بھی) ہے کہ اس میں تداخل (یعنی کئی سجدوں کے بدلے ایک ہی سجدہ جائز ہوتا) ہے یہاں تک کہ اگر (سجدے کی آیت) تلاوت کرنے والا پڑھتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے تو اس کے لیے دونوں سجدوں کے لیے ایک سجدہ کرنا ہی کافی ہے۔ (ب) اور (اس مذکورہ) تداخل کی شرط یہ ہے کہ آیت ایک ہو اور مجلس بھی ایک ہی ہو۔ پس اگر مجلس مختلف اور آیت ایک ہی ہو یا مجلس ایک ہی اور آیتیں مختلف ہوں تو تداخل (کئی سجدوں کے بدلے ایک سجدہ کرنا) کافی نہ ہوگا۔	محیط
۴۳	اگر سننے والے کی مجلس بدلی، پڑھنے والے کی مجلس نہ بدلی تو اس (سننے والے) پر پھر سجدہ واجب ہوگا۔ اور اگر پڑھنے والے کی مجلس بدلی سننے والے کی نہ بدلی تو پڑھنے والے پر پھر سجدہ واجب ہوگا۔ سننے والے پر اکثر مشائخ کے قول کے بموجب مکرر سجدہ واجب نہ ہوگا اور ہم اسی حکم کو اختیار کرتے ہیں۔	عتابیہ
۴۴	اور (ایک مجلس کا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر بہت دیر تک ایک مجلس میں رہے یا ایک لقمہ کھالے۔ ایک بار پانی پی لے۔ یا کھڑا ہو جائے۔ یا ایک دو قدم چلے۔ یا گھر یا مسجد کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں چلا جائے تو ان صورتوں میں) مجلس ایک ہی رہتی ہے۔ (ب) لیکن اگر گھر بڑا ہے جیسے بادشاہ کا گھر تو (اس میں ایک کونے سے دوسرے کونے میں جانے سے) مجلس بدل جائے گی۔ (ج) اور اگر جامع مسجد میں ایک کونے سے دوسرے کونے میں چلا گیا تو مکرر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔ اور اگر جامع مسجد میں ایک مکان سے دوسرے مکان میں چلا گیا تو جہاں تک (مسجد کے امام کے ساتھ) اقتدا صحیح ہو سکتی ہے وہاں تک ایک ہی مکان سمجھا جائے گا۔	قاضی خان

ج ۲ ر صے ۱۲ (مترجم) ؎ اقتدا صحیح ہونے اور صحیح نہ ہونے کے متعلق حکم نمبر ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات	شق نمبر	الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ — سجود التلاوۃ	حوالہ
٢٠٢	٤٥	وسیر السفینۃ لا یقطع المجلس بخلاف سیر الدابۃ اذا لم یکن راکبها فی الصلوٰۃ۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
	٤٦	وان اشتغل بالتسبیح والتهلیل والقرأۃ لا ینقطع حکم المجلس۔	کذا فی الجوهرۃ النیرۃ
	٤٧	ولو قرأها ثم رکب علی الدابۃ ثم نزل قبل السیر لم ینقطع ایضا۔	کذا فی الجوهرۃ النیرۃ
	٤٨	ولو قرأها فسجد ثم قرأ القرآن بعد ذلک طویلا ثم اعاد تلک السجدۃ لا تجب علیه اخریٰ۔	کذا فی الجوهرۃ النیرۃ
	٤٩	ولو قرأها فی مکان ثم قام فرکب الدابۃ ثم قرأها مرۃ اخریٰ قبل ان تسیر فعلیه سجدۃ واحدۃ یسجدها علی الارض۔ ولو سارت ثم تلاها یلزمه سجدتان۔	کذا فی الجوهرۃ النیرۃ
	٥٠	وکذا اذا قرأها راکبا ثم نزل قبل ان تسیر فقرأها فعلیه سجدۃ واحدۃ یسجدها علی الارض۔	کذا فی الجوهرۃ النیرۃ
	٥١	واعتبر تبدل المجلس دون الاعراض حتی لو قال لا اقرأ ثانیا ثم قرأها فی مجلسه کفته سجدۃ۔	هکذا فی الکافی
	٥٢	ویتکرر فی تسدیۃ الثوب والدیاسۃ وکرب الارض۔	هکذا فی الکافی
	٥٣	وفی الانتقال من غصن الی غصن فی اصح الاقوال۔	هکذا فی المضمرات
	٥٤	ولو قرأها وهو ماش یلزمه بکل قرأۃ سجدۃ۔	هکذا فی الخلاصۃ
	٥٥	وکذا ان کان یسبح فی الماء فی بحر او نهر عظیم۔ اما اذا کان یسبح فی حوض او غدیر له حد معلوم فالصحیح انه یتکرر۔	هکذا فی الخلاصۃ
	٥٦	وکذا لو قرأها حول الرحی فی الطاحونۃ الصحیح انه یتکرر۔	هکذا فی الخلاصۃ
	٥٧	وان عمل عملا کثیرا بان اکل کثیرا او نام مضطجعا او باع او نحوه تجب استحسانا لان المجلس تبدل بهذه الاعمال اسما فصار مضافا الیها عرفا۔	کذا فی محیط السرخسی
	٥٨	والسجدۃ التی وجبت فی الصلوٰۃ لا تؤدی خارج الصلوٰۃ ویکون اثما بترکها۔	کذا فی السراجیۃ وهکذا فی الکافی وهکذا فی البحر الرائق

دفعات دشتی نمبر		تیرھواں باب سجدۂ تلاوت کے احکام سجدۂ تلاوت کا بیان	حوالہ
۲۰۲	۴۵	کشتی کے چلنے سے مجلس ختم نہیں ہوتی۔ اور سواری کے جانور کے چلنے سے اگر اس کا سوار نماز میں نہ ہو تو (پہلی) مجلس ختم ہو جاتی ہے۔	قاضی خان
	۴۶	اگر تسبیح (سبحان اللہ کہنے) تحلیل (لا الٰہ الا اللہ کہنے) یا قرأت میں مشغول ہوا تو اس سے مجلس ختم ہونے کا حکم نہیں ہوتا۔	جوہرہ نیرہ
	۴۷	اور اگر کسی نے سجدے کی آیت پڑھی پھر جانور پر سوار ہوا۔ پھر جانور کے چلنے سے پہلے اتر پڑا تو اس سے مجلس ختم نہ ہو گی۔	جوہرہ نیرہ
	۴۸	اور اگر کسی نے سجدے کی آیت پڑھی پھر سجدہ کیا۔ پھر اس کے بعد بہت سا قرآن پڑھا۔ پھر اس (آیت) سجدہ کا اعادہ کیا تو اس پر دوسرا سجدہ واجب نہ ہو گا۔	جوہرہ نیرہ
	۴۹	(ا) اگر کسی نے سجدے کی آیت ایک جگہ پڑھی، پھر کھڑا ہوا اور جانور پر سوار ہوا، پھر اس جانور کے چلنے سے پہلے اس آیت کو دوبارہ پڑھا تو اس پر ایک ہی سجدہ واجب ہو گا اور وہ سجدہ زمین پر کرے گا۔	
		(ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) جانور چل پڑا، پھر سجدے کی آیت کی تلاوت کی تو اس پر تلاوت کے دو سجدے واجب ہوں گے۔	جوہرہ نیرہ
	۵۰	اسی طرح اگر کسی نے جانور پر سوار ہو کر سجدے کی آیت پڑھی، پھر اس جانور کے چلنے سے پہلے اتر پڑا پھر سجدے کی اس آیت کو دوبارہ پڑھا تو اس پر ایک ہی سجدہ واجب ہو گا اور وہ زمین پر سجدہ کرے گا۔	جوہرہ نیرہ
	۵۱	مجلس کے بدلنے کا اعتبار ہے۔ اعراض کے بدلنے کا اعتبار نہیں۔ حتیٰ کہ اگر کسی نے کہا کہ دوبارہ (آیتِ سجدہ) نہ پڑھوں گا پھر اس نے اسی مجلس میں (آیتِ سجدہ) پڑھی تو اسے ایک سجدہ ہی کافی ہو گا۔	کافی
	۵۲	کپڑے کا تانا تننے میں اور گاہنے میں اور ہل چلانے میں (آیتِ سجدہ پڑھنے کی صورت میں) سجدۂ تلاوت مکرر واجب ہو گا۔	کافی
	۵۳	ایک شاخ (پر سجدے کی آیت پڑھ کر پھر اس) سے دوسری شاخ پر چلے جانے (اور اس پر سجدے کی وہی آیت پڑھنے) کی صورت میں زیادہ صحیح قول کے بموجب سجدۂ تلاوت مکرر واجب ہو گا۔	مضمرات
	۵۴	اگر کسی نے چلتے ہوئے سجدے کی آیت پڑھی تو ہر مرتبہ کے پڑھنے سے اس پر سجدۂ تلاوت لازم ہو گا۔	خلاصہ
	۵۵	(ا) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب وہ دریا یا بڑی نہر میں تیرتے ہوئے سجدے کی آیت پڑھے (تو ہر مرتبہ پڑھنے سے اس پر سجدۂ تلاوت لازم ہو گا)۔	
		(ب) لیکن اگر وہ حوض میں یا ایسے جوہڑ میں جس کی حد بندی معلوم ہے تیر رہا ہو (اور سجدے کی آیت پڑھے) تو صحیح حکم کے بموجب (مکرر مرتبہ پڑھنے سے) اس پر سجدۂ تلاوت مکرر واجب ہو گا۔	خلاصہ
	۵۶	اگر کسی نے (چکی گھر میں) چکی کے اردگرد سجدے کی آیت پڑھی تو صحیح حکم یہ ہے کہ (ہر مرتبہ پڑھنے سے) سجدۂ تلاوت مکرر واجب ہو گا۔	خلاصہ
	۵۷	اگر کسی نے کثیر عمل کیا مثلاً (ایک لقمہ سے) زیادہ کھانا کھایا یا پہلو کے بل لیٹا یا کچھ بیچا یا اسی طرح کا کوئی کام کیا۔ (اور سجدے کی آیت دوبارہ پڑھی) تو از روئے استحسان (تلاوت کا دوسرا سجدہ) واجب ہو گا۔ اس لیے کہ ان کاموں سے مجلس کا نام بدل جاتا ہے۔ پس سجدۂ تلاوت کے لیے بھی عرف کے مطابق حکم متعلق ہو گا۔	محیط سرخسی
	۵۸	(۱) جو سجدۂ تلاوت نماز میں واجب ہوا ہو وہ نماز سے باہر ادا نہ ہو گا۔	سراجیہ، کافی
		(۲) اور اس سجدۂ تلاوت کو چھوڑ دینے سے گنہگار ہو گا۔	بحر الرائق

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ — سجود التلاوۃ	حوالہ
۲۰۲	هذا اذا لم يفسدها قبل السجود فان افسدها قضاها خارجها۔	
	ولو بعد ما سجدها لا يعيدها۔	كذا فی القنية
۵۹	ولو قرأ القرآن فی الركوع او السجود لا يلزمه سجود التلاوة۔ قال رضی الله تعالیٰ عنه وعندی انها تجب ولكن تتأدی فيه۔	كذا فی الظهيرية
۶۰	ولو قرأها فسجد ثم افتتح الصلوٰة مكانه ثم قرأها ثانيا فعليه سجدة اخرىٰ۔ وان كان لم يسجد للاولیٰ عليه سجدة واحدة۔ حتیٰ لو لم يؤدها تسقط۔	كذا فی محيط السرخسی
۶۱	ولو تلاها فی ركعة فسجدها ثم اعادها فی تلك الركعة لا تجب ثانيا۔	كذا فی محيط السرخسی
۶۲	المصلی اذا قرأ اٰية السجدة فی الاولیٰ ثم اعادها فی الركعة الثانية والثالثة وسجد للاولیٰ ليس عليه ان يسجدها وهو الاصح۔	كذا فی الخلاصة
۶۳	ولو قرأ اٰية السجدة فی الصلوٰة وسجد ثم قرأها بعد السلام فی مكانه مرة اخرىٰ يسجد سجدة اخرىٰ فی ظاهر الرواية۔ قيل هذا اذا سلم وتكلم ثم قرأ۔	كذا فی فتاویٰ قاضيخان
۶۴	ولو قرأ اٰية السجدة فی الصلوٰة ولم يسجد حتیٰ سلم فقرأها مرة اخرىٰ سجد سجدة واحدة وسقطت منه الاولیٰ۔	كذا فی فتاویٰ قاضيخان
۶۵	قرأها اٰية السجدة فی ركعة ثم احدث فانصرف فتوضأ ثم عاد وسمعها من غيره عليه سجدتان۔	كذا فی محيط السرخسی
۶۶	ولو تلا اٰية السجدة فی الصلوٰة وسمعها من غيره فسجد لها ثم احدث فتوضأ و بنی ثم سمعها منه وجبت عليه سجدة اخرىٰ ويسجد اذا فرغ من الصلوٰة۔	

له کیونکہ نماز والا سجدہ تلاوت قوی ہے۔ اس لیے غیر نماز والا سجدہ تلاوت نماز والے سجدۂ تلاوت کے ماتحت ہو جائے گا۔ نیز یہ حکم اس بنا پر ہے کہ اسی جگہ نماز شروع کرنے ہے

دفعات دش نمبر	تیرھواں باب سجدہ تلاوت کے احکام — سجدہ تلاوت کا بیان	حوالہ
۲۰۲	(ب) یہ[1] (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ اس نے (نماز میں واجب شدہ) سجدہ تلاوت کو ادا کرنے سے پہلے نماز کو فاسد نہیں کیا۔ اور[2] اگر اس نے سجدہ تلاوت کے ادا کرنے سے پہلے اس نماز کو فاسد کر دیا تو اس سجدہ تلاوت کو نماز سے باہر ادا کرے۔ (ج) اور اگر اس سجدہ تلاوت کے بعد اس نے نماز کو فاسد کیا تو اس سجدہ تلاوت کو نہ لوٹائے۔	قنیہ
۵۹	(۱) اگر کسی نے رکوع یا سجدے میں قرآن مجید پڑھا (اور سجدے کی آیت تلاوت کی) تو اس پر سجدہ تلاوت لازم نہ ہوگا۔ (ب) اور امام رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ میرے نزدیک (مذکورہ صورت میں) اس پر سجدہ تلاوت واجب ہوگا لیکن اس رکوع یا سجدے میں ادا ہو جائے گا۔	ظہیریہ
۶۰	(۱) اگر کسی نے سجدے کی آیت پڑھ کر سجدہ تلاوت کیا، پھر اسی جگہ نماز شروع کر دی۔ اور اس میں اس آیت سجدہ کو دوبارہ پڑھا تو اس پر دوسرا سجدہ واجب ہوگا۔ (ب) اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) پہلا سجدہ تلاوت نہیں کیا تھا تو ایک سجدہ تلاوت ہی کافی ہے[5]۔ حتیٰ کہ اگر اس نے پہلا سجدہ تلاوت نہیں کیا تو وہ ساقط ہو جائے گا۔	محیط سرخسی
۶۱	اگر کسی نے ایک رکعت میں سجدے کی آیت پڑھی اور سجدہ تلاوت کر لیا پھر اس نے اسی رکعت میں سجدے کی اس آیت کو لوٹایا تو (اس پر وہ) سجدہ تلاوت دوبارہ واجب نہ ہوگا۔	محیط سرخسی
۶۲	اگر کسی نے نماز کی پہلی رکعت میں سجدے کی آیت پڑھی۔ پھر اس نے دوسری رکعت اور تیسری رکعت میں سجدے کی اس آیت کو لوٹایا اور اس نے پہلی رکعت میں سجدے کی آیت کا سجدہ تلاوت کر لیا (تھا) تو اس پر (مزید) سجدہ تلاوت لازم نہیں ہے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	خلاصہ
۶۳	اگر کسی نے سجدے کی آیت نماز میں پڑھی اور سجدہ تلاوت کر لیا پھر سلام پھیرنے کے بعد اسی جگہ وہی آیت دوبارہ پڑھی تو (۱) ظاہر روایت کے بموجب وہ دوسرا سجدہ تلاوت کرے گا۔ (ب) اور بعض کا قول ہے کہ یہ (مذکورہ حکم) اس صورت میں ہے جب کہ اس نے سلام پھیرنے کے بعد بات کی ہو اور پھر سجدے کی وہ آیت پڑھی ہو۔	قاضی خان
۶۴	اگر کسی نے نماز میں سجدے کی آیت پڑھی اور اس کا سجدہ تلاوت نہ کیا، حتیٰ کہ اس نے سلام پھیر دیا۔ اس کے بعد اس نے سجدے کی وہی آیت دوبارہ پڑھی تو وہ ایک سجدہ کرے گا اور اس سے پہلا سجدہ تلاوت ساقط ہو گیا۔	قاضی خان
۶۵	کسی نے ایک رکعت میں سجدے کی آیت پڑھی، پھر اسے حدث (وضو توڑنے والا امر پیش آنا) ہو گیا۔ پس وہ واپس گیا اور وضو کیا، پھر وہ لوٹا اور کسی اور سے سجدے کی اس آیت کو سنا تو اس پر تلاوت کے دو سجدے لازم ہیں۔	محیط سرخسی
۶۶	(۱) کسی نے نماز میں سجدے کی آیت پڑھی یا کسی اور سے سنی اور اس کے لیے سجدہ تلاوت کر لیا۔ پھر اسے حدث (وضو توڑنے والا امر پیش آنا) ہوا۔ پس اس نے وضو کیا اور پھر سجدے کی اس آیت کو اس سے سنا تو اس پر دوسرا سجدہ تلاوت واجب ہوگا اور وہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد وہ سجدہ تلاوت کرے گا۔	

مجلس نہیں بدلتی ماخوذ از درمختار ورد المحتار۔ ج ۱ ص ۷۲۵۔ (مترجم) [2] اس کے متعلق حکم نمبر ۲۹/۲۰۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة — سجود التلاوة	حوالہ
۲۰۲	بخلاف ما اذا تلا آیة السجدة فی الصلوٰة ثم احدث فتوضأ وبنی ثم تلا تلک الآیة لم تجب علیه سجدة اخری۔	كذا فی الظهيرية
۶۷	ولو تلاها فی وقت مباح فسجد فی اوقات مکروهة لم تجز۔ ولو تلاها فی اوقات مکروهة فسجد فی هذه الاوقات جاز۔	كذا فی محيط السرخسی
۶۸	ولو قرأها نازلا ثم اصابه خوف فرکب فسجد اجزأه فی حالة الخوف ولا یجزیه فی حالة الامن۔	كذا فی محيط السرخسی
۶۹	وشرائط هذه السجدة شرائط الصلوٰة الا التحريمة وركنها وضع الجبهة على الارض او ما يقوم مقامه من الركوع او الايماء للمريض او الراكب على الدابة فی السفر۔	كذا فی البحر الرائق
۷۰	وما وجب من السجدة على الارض لا يجوز على الدابة وما وجب على الدابة يجوز على الارض۔	كذا فی البحر الرائق
۷۱	ويفسدها ما يفسد الصلوٰة من الحدث العمد والكلام والقهقهة وعليه اعادتها كما لو وجدت فی سجدة الصلوٰة۔ الا انه لا وضوء عليه فی القهقهة وكذا محاذات المرأة لا تفسدها۔ ولو نام فيها لا تنتقض طهارته على الصحيح۔	كذا فی البحر الرائق
۷۲	وسنتها التكبير ابتداء وانتهاء۔	كذا فی محيط السرخسی
۷۳	هو الظاهر۔	كذا فی التبيين
۷۴	فاذا اراد السجود كبر ولا يرفع يديه وسجد ثم كبر ورفع رأسه ولا تشهد عليه ولا سلام۔	كذا فی الهداية
۷۵	ويقول فی سجوده سبحان ربی الاعلى ثلاثا ولا ينقص عن الثلاث كما فی المكتوبة۔	كذا فی الخلاصة
	وهو الصحيح۔	هكذا فی فتاوى قاضيخان
	ولو لم يذكر فيها شيئا يجزيه كما فی المكتوبة۔	كذا فی الخلاصة

۱ اس کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۰۱ ، ۲۰۳/۱۰۱ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

۲ نماز کی شرطوں کے لیے حکم نمبر ۱۰۵ تا ۱۱۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

۳ نماز کو فاسد کرنے والے امور کے متعلق حکم نمبر ۱۷۸ - ۱۷۹ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	تیرھواں باب سجدہ تلاوت کے احکام — سجدہ تلاوت کا بیان	حوالہ
۲۰۲	(ب) اس (مذکورہ حکم کے) خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ اگر کسی نے نماز میں سجدے کی آیت پڑھی پھر اسے حدث ہوا، پس اس نے وضو کیا اور بنا کی۔ پھر اس نے وہی آیت پڑھی تو اس پر دوسرا سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔	ظہیریہ
۶۷	(۱) اگر کسی نے مباح وقت میں سجدے کی آیت تلاوت کی اور مکروہ وقت میں سجدہ تلاوت کیا تو یہ جائز نہیں۔ (ب) اور اگر کسی نے مکروہ وقت میں سجدے کی آیت تلاوت کی اور انہیں وقتوں میں سجدہ تلاوت کیا تو جائز ہے[۱]۔	محیط سرخسی
۶۸	اور اگر کسی نے سجدے کی آیت سواری سے اترتے ہوئے ہونے کی حالت میں پڑھی، پھر اسے خوف ہوا پس وہ سوار ہو گیا اور (سواری کی حالت میں) سجدہ تلاوت کیا تو اسے حالتِ خوف میں کفایت کر جائے گا اور حالتِ امن میں کفایت نہ کرے گا۔	محیط سرخسی
۶۹	تحریمہ کے سوا سجدہ تلاوت کے لیے سب وہی شرطیں ہیں جو جو شرطیں نماز کے لیے ہیں[۲]۔ اور سجدہ تلاوت کا رکن زمین پر ماتھا رکھنا ہے یا جو اس کے قائم مقام ہو۔ مثلاً رکوع۔ یا مریض کے لیے اشارہ۔ یا سفر میں جانور پر سواری۔	بحرالرائق
۷۰	اور جو سجدہ تلاوت زمین پر واجب ہوا وہ جانور پر سوار ہو کر ادا کرنا جائز نہ ہوگا۔ اور جو سجدہ تلاوت جانور پر سواری کے دوران واجب ہوا۔ وہ زمین پر ادا کرنا جائز ہوگا۔	بحرالرائق
۷۱	(۱) اور جو امور نماز کو فاسد کر دیتے ہیں وہ سجدہ تلاوت کو بھی فاسد کر دیتے ہیں[۳]۔ مثلاً جان بوجھ کر بے وضو ہونا۔ اور بات کرنا اور قہقہہ لگانا۔ اور (اس سجدے میں ان مذکورہ امور کے پائے جانے کی صورت میں) اس پر اس سجدہ تلاوت کا لوٹانا لازم ہوگا جیسا کہ نماز کے سجدے میں مذکورہ امور پائے جائیں تو اس نماز کے لوٹانے کا حکم ہے۔ (ب) مگر (فرق یہ ہے کہ) سجدہ تلاوت میں قہقہہ لگانے سے اس پر وضو لازم نہیں ہوتا[۴]۔ اور اسی طرح سجدہ تلاوت میں عورت کی محاذات اس سجدے کو فاسد نہیں کرتی[۵]۔ (ج) اور اگر کوئی شخص اس سجدے میں سو جائے تو صحیح قول کے بموجب اس کا وضو نہیں ٹوٹتا[۶]۔	بحرالرائق
۷۲	سجدہ تلاوت کی سنت یہ ہے کہ اس کی ابتدا میں اور آخر میں تکبیر کہے۔	محیط سرخسی
۷۳	یہی (مذکورہ حکم) ظاہر حکم ہے۔	تبیین
۷۴	جب سجدہ تلاوت کا ارادہ کرے تو تکبیر (اللہ اکبر) کہے اور ہاتھ نہ اٹھائے اور سجدہ کرے پھر تکبیر کہے اور اپنا سر اٹھائے اور اس پر تشہد اور سلام لازم نہیں۔	ہدایہ
۷۵	(۱) اور تلاوت کے سجدے میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے اور یہ کہنا تین بار سے کم نہ کرے جیسا کہ فرض نماز کے بارے میں حکم ہے۔ (ب) اور یہی (مذکورہ حکم) صحیح ہے۔ (ج) اور اگر کسی نے تلاوت کے سجدے میں کچھ نہ پڑھا تو کفایت کر جائے گا۔ جیسا کہ فرض نمازوں کے سجدے میں کفایت کر جاتا ہے۔	خلاصہ، قاضی خان، خلاصہ

[۴] نماز میں قہقہہ سے وضو ٹوٹنے کے متعلق حکم نمبر ۲۷ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

[۵] عورت کی محاذات سے نماز فاسد ہونے کے متعلق حکم نمبر ۱۶۴ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

[۶] اور سو جانے سے وضو ٹوٹنے کے متعلق حکم نمبر ۲۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة — سجود التلاوة	حوالہ
۲۰۲ ، ۷۶	ویرفع صوته بالتکبیر۔	كذا فی الظهیریة
۷۷	والمستحب انه اذا اراد ان یسجد للتلاوة یقوم ثم یسجد واذا رفع راسه من السجود یقوم ثم یقعد۔	كذا فی الظهیریة
۷۸	ثم اذا اراد السجود ینویها بقلبه ویقول بلسانه اسجد لله تعالیٰ سجدة التلاوة الله اکبر۔	كذا فی السراج الوهاج
۷۹	وفی الغیاثیة واداؤها لیس علی الفور حتی لو اداها فی ای وقت کان یکون مؤدیا لا قاضیا۔	كذا فی التتارخانیة
	هذا فی غیر الصلوٰتیة اما الصلوٰتیة اذا اخرها حتی طالت القرأة تصیر قضاء ویاثم۔	هكذا فی البحر الرائق
۸۰	القاری اذا کان عنده قوم ان کانوا متاهبین للسجود ویقع فی قلبه انه لا یشق علیهم اداء السجدة ینبغی ان یقرأ جهرا۔	
	وان کانوا محدثین اویظن انهم یسمعون ولا یسجدون اویشق علیهم اداء السجدة ینبغی ان یقرأ فی نفسه سواء کان فی الصلوٰة اوخارج الصلوٰة۔	كذا فی الخلاصة
۸۱	ویکره ان یقرأ السورة ویدع اٰیة السجدة۔	كذا فی فتاویٰ قاضیخان
۸۲	وان قرأ اٰیة السجدة وحدها فی غیر الصلوٰة لا یکره۔	
	والمستحب ان یقرأ معها اٰیة اواٰیتین۔	كذا فی فتاویٰ قاضیخان
	وان لم یقرأ معها شیئا لم یضره۔	كذا فی الخلاصة

ومما یتصل بذلك مسائل سجدة الشکر

۲۰۳ سجدة الشکر

تعداد شق ۵

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	(ومما یتصل بذلك مسائل سجدة الشکر) وسجدة الشکر لا عبرة لها عند ابی حنیفة وهی مکروهة عنده لا یثاب علیها وترکها اولیٰ۔	
	وقال ابویوسف ومحمد هی قربة یثاب علیها۔	كذا فی السراج الوهاج
۲	وصورتها عندهما ان من تجددت عنده نعمة ظاهرة اورزقه الله تعالیٰ ولدا اومالا او وجد ضالة اواندفعت عنه نقمة او	

ۛ۱ اس کے متعلق حکم نمبر ۶۷/۲۰۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۲ تاخیر کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۳۰/۲۰۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

۳ فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ جمعہ اور عیدوں کی نمازیں سجدۂ تلاوت والی آیت نہ پڑھے۔ اور اگر پڑھے تو لوگوں کی تشویش کی رعایت رکھتے ہوئے

دفعات وشق نمبر	تیرھواں باب سجدہ تلاوت کے احکام — سجدہ تلاوت کا بیان	حوالہ
۲۰۲ ۷۶	اور سجدہ تلاوت کرنے میں اللہ اکبر اونچی آواز سے کہے۔	ظہیریہ
۷۷	اور مستحب یہ ہے کہ جب سجدہ تلاوت کا ارادہ کرے تو کھڑا ہو جائے اور پھر سجدہ کرے اور جب سجدے سے سر اٹھائے تو کھڑا ہو جائے پھر بیٹھ جائے۔	ظہیریہ
۷۸	نیز جب سجدہ تلاوت کا ارادہ کرے تو دل سے اس کی نیت کرے اور زبان سے کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ تلاوت کرتا ہوں، اللہ اکبر۔	سراج وہاج
۷۹	(ا) غیاثیہ میں ہے کہ سجدہ تلاوت※ فی الفور ادا کرنا واجب نہیں حتیٰ کہ اگر (بعد میں) کسی وقت ادا کر دے[۵] تو وہ ادا کرنے والا ہے، قضا کرنے والا نہیں ہے۔	تتارخانیہ
	(ب) یہ مذکورہ حکم اس سجدہ تلاوت کا ہے جو نماز میں واجب نہ ہوا ہو اور جو سجدہ نماز میں واجب ہوا ہو اگر اس کے ادا کرنے میں تاخیر کی حتیٰ کہ اس کے بعد بھی قرأت کی تو وہ سجدہ تلاوت قضا قرار پائے گا۔ اور وہ گنہگار ہوگا۔	بحرالرائق
۸۰	(ا) قرأت کرنے والے کے پاس اگر ایسے لوگ ہوں کہ سجدہ تلاوت کے لیے تیار ہوں اور قرأت کرنے والے کا دل باور کرتا ہو کہ انہیں سجدۂ تلاوت مشقت میں نہیں ڈالے گا تو اسے چاہیے کہ وہ اونچی آواز سے قرأت کرے۔	
	(ب) اور اگر قرأت کرنے والے کے پاس ایسے لوگ ہوں کہ وہ بے وضو ہوں یا اس کا گمان ہو کہ وہ سنیں گے اور سجدہ نہ کریں گے یا سجدہ تلاوت کرنا انہیں مشقت میں ڈالے گا تو اسے چاہیے کہ آہستہ قرأت کرے خواہ نماز میں ہو یا نماز سے[۵۳] خارج ہو۔	خلاصہ
۸۱	ایسا کرنا مکروہ ہے کہ کوئی شخص سورت پڑھے اور (اس میں سے) سجدے کی آیت چھوڑ دے۔	قاضی خان
۸۲	(ا) اور اگر کسی نے نماز سے باہر صرف سجدے کی آیت پڑھی تو مکروہ نہیں ہے۔	
	(ب) اور مستحب یہ ہے کہ (مذکورہ صورت) اس کے ساتھ ایک یا دو آیتیں (اور) پڑھ لے۔	قاضی خان
	(ج) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے سجدے کی آیت کے ساتھ اور کچھ نہ پڑھا تو اسے نقصان دہ نہیں ہے۔	خلاصہ

مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مسائل رسجدہ شکر کے احکام

۲۰۳ سجدہ شکر

اور اس میں ۵ شقیں ہیں

دفعات وشق نمبر	سجدہ شکر	حوالہ
۱	(ا) مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مسائل سجدہ شکر کے احکام میں امام ابوحنیفہؒ کے ہاں سجدہ شکر غیر معتبر ہے۔ ان کے ہاں سجدہ شکر مکروہ ہے۔ اس پر ثواب نہیں ملتا اور اس کا چھوڑ دینا اولیٰ ہے۔	
	(ب) اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے کہ سجدہ شکر عبادت ہے، اس پر ثواب ملتا ہے۔	سراج وہاج
۲	امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں سجدہ شکر کی صورت یہ ہے کہ جس[۱] شخص پر کوئی نئی نعمت ظاہر ہو۔ یا[۲] اللہ تعالیٰ اسے فرزند عطا فرمائیں یا[۳] اسے مال دیں یا[۴] اس شخص کو گم شدہ چیز مل جائے یا[۵] اس سے کوئی مصیبت دور ہو یا	

سجدہ تلاوت نہ کرے۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیریہ۔ ج ۴۔ ص۶۷ اور جیسا کہ جمعہ اور عیدوں کی نماز میں سجدہ سہو کرنے کے متعلق حکم نمبر ۵/۱۹۸ میں ہے۔ نیز ۱۹۸ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ※یعنی وہ سجدہ تلاوت جو نماز سے باہر واجب ہوا ہو جیسا کہ بعد سے واضح ہے۔ نیز ردالمحتار میں ہے کہ جب آیت سجدہ پڑھنے والا یا سننے والا اس وقت سجدہ نہ کر سکے تو کہہ دے سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۷۱۲ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ — سجدۃ الشکر	حوالہ
٢٠٣	شفی مریض لہ او قدم لہ غائب یستحب لہ ان یسجد شکرا للہ تعالیٰ مستقبل القبلۃ یحمد اللہ فیہا ویسبحہ ثم یکبر اخری فیرفع رأسہ کما فی سجدۃ التلاوۃ۔	کذا فی السراج الوہاج
٣	قال فی الحجۃ لا یمنع العباد من سجدۃ الشکر لما فیہا من الخضوع والتعبد وعلیہ الفتویٰ۔	کذا فی التتارخانیۃ
٤	ویکرہ ان یسجد شکرا بعد الصلوٰۃ فی الوقت الذی یکرہ فیہ النفل ولا یکرہ فی غیرہ۔	کذا فی القنیۃ
٥	واما اذا سجد بغیر سبب فلیس بقربۃ ولا مکروہ۔ وما یفعل عقیب الصلوٰۃ مکروہ لان الجہال یعتقدونہا سنۃ او واجبۃ۔ وکل مباح یؤدی الیہ فمکروہ۔	ھکذا فی الزاہدی

ؔ۱ اور رد المحتار میں ہے کہ احکام شرعیہ ؔ۲ عرف حادث کا کوئی اعتبار نہیں الا یہ کہ وہ صحابہؓ اور آئمہ مجتہدین کے زمانہ سے عام ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ج ا صفحہ ٤٦٩

(مترجم)

دفعات وشق نمبر	تیرھواں باب سجدہ تلاوت کے احکام — سجدہ شکر کا بیان	حوالہ
۲۰۳	اس کے کسی مریض کو شفا ملے۔ یا اس کا کوئی غائب شخص آجائے تو ان سب صورتوں میں اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ قبلہ رو ہو کر (اور تکبیر کہہ کر) اللہ تعالیٰ کے لیے سجدۂ شکر ادا کرے۔ اور وہ اس سجدے میں اللہ کی تعریف اور اس کی تسبیح کرے پھر دوبارہ تکبیر کہہ کر اپنا سر اٹھالے، جیسا کہ سجدہ تلاوت میں کیا جاتا ہے۔	مراج وہاج
۳	حجہ میں لکھا ہے کہ لوگوں کو سجدۂ شکر سے منع نہ کیا جائے۔ اس لیے کہ اس میں (اللہ تعالیٰ کے لیے) عاجزی کرنا اور عبادت کرنا ہے۔ اور اسی حکم پر فتویٰ ہے۔	تتارخانیہ
۴	نماز کے بعد سجدہ شکر ادا کرنا ان وقتوں میں مکروہ ہے جن وقتوں میں نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اور ان کے علاوہ وقتوں میں سجدۂ شکر ادا کرنا مکروہ نہیں ہے۔	قنیہ
۵	(ا) البتہ اگر کسی نے بغیر سبب سجدہ کیا تو وہ عبادت نہیں اور مکروہ بھی نہیں ہے۔ (ب) اور نماز کے فوراً بعد جو سجدہ کیا جائے وہ مکروہ ہے، اس لیے کہ جاہل لوگ اسے سنت یا واجب سمجھ لیتے ہیں۔ اور ہر مباح کام جس کا یہ مذکورہ حال ہو (یعنی لوگ اسے سنت یا واجب سمجھنے لگیں) تو وہ مکروہ ہے۔ ؎	زاہدی

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع عشر فی صلوٰۃ المریض — صلوٰۃ المریض	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	الباب الرابع عشر فی صلوٰۃ المریض	
	دفعات ۲۰۴ تا ۲۰۵ عنوان ۱ تعداد شق ۴۸	
	۲۰۴ صلوٰۃ المریض تعداد شق ۴۸	
۱	اذا عجز المریض عن القیام صلی قاعدا یرکع ویسجد۔	کذا فی الهدایة
۲	واصح الاقاویل فی تفسیر العجز ان یلحقه بالقیام ضرر وعلیه الفتویٰ۔	کذا فی معراج الدرایة
۳	وکذلک اذا خاف زیادة المرض او ابطاء البرء بالقیام او دوران الرأس۔	کذا فی التبیین
۴	او یجد وجعا لذلک فان لحقه نوع مشقة لم یجز ترک ذلک القیام۔	کذا فی الکافی
۵	ولو کان قادرا علی بعض القیام دون تمامه یؤمر بان یقوم قدر ما یقدر حتی اذا کان قادرا علی ان یکبر قائما ولا یقدر علی القیام للقرأة او کان قادرا علی القیام لبعض القرأة دون تمامها یؤمر بان یکبر قائما ویقرأ قدر ما یقدر علیه قائما ثم یقعد اذا عجز۔ قال شمس الائمة الحلوانی رح هو المذهب الصحیح ولو ترک هذا خفت ان لا تجوز صلوته۔	کذا فی الخلاصة
۶	ولو قدر علی القیام متکئا الصحیح انه یصلی قائما متکئا ولا یجزیه غیر ذلک۔	کذا فی التبیین
	وکذلک لو قدر علی ان یعتمد علی عصا او علی خادم له فانه یقوم ویتکئ۔	کذا فی التبیین
۷	المریض اذا صلی فی بیته یستطیع القیام واذا خرج لا یستطیع اختلف	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

چودھواں باب مریض کی نماز کے احکام

دفعات ۲۰۴ تا ۲۰۵ عنوان ۱ تعداد شق ۴۸

۲۰۴ مریض کی نماز

اور اس میں ۴۸ شقیں ہیں

۱ جب کوئی مریض کھڑا ہونے سے عاجز ہو جائے تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور (اس میں) رکوع اور سجدہ کرے۔ — ہدایہ

۲ اور عاجز ہونے کی وضاحت میں زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ اسے کھڑا ہونے سے ضرر ہوتا ہو اور اسی حکم پر فتویٰ ہے۔ — معراج درایہ

۳ اسی طرح یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ جب مریض کو (کھڑا ہونے کی صورت میں) بیماری زیادہ ہونے یا دیر سے صحت ہونے یا سر چکرانے کا خوف ہو (تو وہ کھڑا ہونے سے عاجز قرار پائے گا) — تبیین

۴ (ا) اس طرح یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے جب کہ مریض کو کھڑا ہونے سے درد ہوتا ہو (تو وہ کھڑا ہونے سے عاجز قرار پائیگا)

(ب) اور اگر مریض کو (کھڑا ہونے میں) کچھ مشقت ہوتی ہو (تو اس کے کے لیے نماز میں) قیام کا چھوڑنا جائز نہیں۔[1] — کافی

۵ (ا) اگر کوئی شخص کچھ دیر کھڑا ہو سکتا ہے اور ساری نماز میں کھڑا نہیں رہ سکتا تو جتنی دیر کھڑا ہو سکتا ہے اتنی دیر کھڑا ہونے کا حکم دیا جائے گا۔

(ب) پس اگر وہ کھڑا ہو کر تکبیر (تحریمہ) کہہ سکتا ہے اور قرأت کے لیے کھڑا نہیں ہو سکتا۔ یا کچھ قرأت کے لیے کھڑا ہو سکتا ہے پوری قرأت کے لیے کھڑا نہیں ہو سکتا تو اس کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ کھڑے ہو کر تکبیر کہے! ور جس قدر کھڑا ہو کر پڑھ سکتا ہے اتنی دیر کھڑا ہو کر قرأت کرے۔ پھر جب کھڑا ہونے سے عاجز ہو جائے بیٹھ جائے۔

(ج) حضرت شمس الائمہ حلوانیؒ نے کہا ہے کہ یہی صحیح مذہب ہے اور اگر کسی نے اس (مذکورہ صورت میں مذکورہ) مقدار تک کھڑا ہونے کو) چھوڑ دیا تو مجھے یہ ڈر ہے کہ اس کی نماز جائز نہ ہوگی۔ — خلاصہ

۶ (ا) اگر کوئی شخص ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو (اس کے لیے) صحیح حکم یہ ہے کہ وہ ٹیک لگا کر اور کھڑا ہو کر نماز پڑھے، اسے اس کے بغیر کفایت نہ کرے گا۔ — تبیین

(ب) اسی طرح یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ اگر وہ عصا پر یا اپنے خادم پر سہارا لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو وہ ٹیک لگا کر اور کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔ — تبیین

۷ کوئی مریض ایسا ہے کہ اگر گھر میں نماز پڑھے تو وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ اور گھر سے نکلنے (نماز کے لیے) کھڑا ہونے پر

[1] جیسا کہ اگر وہ تھوڑی مشقت سے وضو کر سکتا ہو تو اس کے لیے تیمم جائز نہیں۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۴۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الرابع عشر فی صلوٰۃ المریض — صلوٰۃ المریض	حوالہ
۲۰۴	المشائخ فیہ المختار انہ یصلی فی بیتہ قائما وبہ یفتیٰ۔	ھٰکذا فی المضمرات
۸	ثم اذا صلی المریض قاعدا کیف یقعد الاصح ان یقعد کیف یتیسر علیہ۔	ھٰکذا فی السراج الوھاج
۹	وھو الصحیح۔ ھٰکذا فی العینی	شرح الھدایۃ
۱۰	واذا لم یقدر علی القعود مستویا وقدر متکئا او مستندا الی حائط او انسان یجب ان یصلی متکئا او مستندا۔	کذا فی الذخیرۃ
	ولا یجوز لہ ان یصلی مضطجعا علی المختار۔	کذا فی التبیین
۱۱	وان عجز عن القیام والرکوع والسجود وقدر علی القعود یصلی قاعدا بایماء۔	
	ویجعل السجود اخفض من الرکوع۔	کذا فی فتاویٰ قاضیخان
	حتی لو سوّی لم یصح۔	کذا فی البحر الرائق
۱۲	وکذا لو عجز عن الرکوع والسجود وقدر علی القیام فالمستحب ان یصلی قاعدا بایماء۔	
	وان صلی قائما بایماء جاز عندنا۔	ھٰکذا فی فتاویٰ قاضیخان
۱۳	والمومی یسجد للسھو بالایماء۔	کذا فی المحیط
۱۴	ویکرہ للمومی ان یرفع الیہ عودا او وسادۃ یسجد علیہ فان فعل ذلک ینظر ان کان یخفض رأسہ للرکوع ثم للسجود اخفض من الرکوع جازت صلوٰتہ۔	کذا فی الخلاصۃ
۱۵	ویکون مسیئا۔	ھٰکذا فی المضمرات
۱۶	وان کان لا یخفض رأسہ ولکن یوضع العود علی جبھتہ لم یجز ھو الاصح۔	کذا فی الخلاصۃ
۱۷	فان کانت الوسادۃ موضوعۃ علی الارض وکان یسجد علیھا جازت صلوٰتہ۔	کذا فی الخلاصۃ
۱۸	وان کان بجبھتہ جرح لا یستطیع السجود علیہ لم یجزیہ الایماء وعلیہ ان یسجد علی الانف وان لم یسجد علی الانف واومأ لم تجز صلوٰتہ۔	کذا فی الذخیرۃ

لہ اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{1}{114}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۵۴ اساءت برائی کی۔ اور مسیئا برائی کرنے والا۔ اور اس لفظ کے معنی میں کبھی یہ مفہوم مراد ہوتا ہے کہ برائی ہے، مگر گناہ نہیں۔ اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{20}{158}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات شق نمبر	چودھواں باب مریض کی نماز کے احکام — مریض کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۴	قادر نہیں ہوتا تو اس (کے حکم) میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ مختار حکم یہ ہے کہ اپنے گھر میں کھڑا ہو کر نماز پڑھ لے۔ اسی حکم پر فتویٰ ہے[1]۔	مضمرات
۸	پھر جب مریض بیٹھ کر نماز پڑھے تو کس طرح بیٹھے (اس کے متعلق) زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ جس طرح اسے آسانی ہو اس طرح بیٹھے۔	سراج وہاج
۹	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	عینی
۱۰	(ا) اگر کوئی شخص سیدھا نہیں بیٹھ سکتا اور تکیہ لگا کر بیٹھ سکتا ہے یا دیوار سے یا کسی انسان کا سہارا لے کر بیٹھ سکتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ تکیہ لگا کر یا سہارا لے کر (اور بیٹھ کر) نماز پڑھے۔	ذخیرہ
	(ب) اور مختار قول کے بموجب اس کے لیے (مذکورہ صورت) لیٹ کر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔	تبیین
۱۱	(ا) اور اگر کوئی شخص قیام، رکوع اور سجود سے عاجز ہے اور بیٹھ سکتا ہے تو (اس کے لیے حکم یہ ہے کہ) وہ بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھ لے۔	
	(ب) اور رکوع کی نسبت سجدہ کو زیادہ نیچا کرے۔	قاضی خان
	(ج) حتیٰ کہ اگر اس نے (رکوع و سجدہ کا اشارہ) برابر کر دیا تو صحیح نہ ہوگا۔	بحر رائق
۱۲	اسی طرح یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کوئی شخص رکوع و سجود سے عاجز ہے اور کھڑا ہو سکتا ہے تو (اس کے لیے) مستحب یہ ہے کہ وہ بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھے۔ اور اگر اس نے کھڑے ہو کر اشارے سے نماز پڑھی تو ہمارے ہاں جائز ہے۔	قاضی خان
۱۳	اور اشارے سے نماز پڑھنے والا سجدہ سہو بھی اشارے سے کرے۔	محیط
۱۴	اور اشارے سے نماز پڑھنے والے کی طرف لکڑی یا تکیہ اٹھا دینا مکروہ ہے۔ اور ایسا کیا گیا تو دیکھا جائے گا، اگر وہ اپنا سر رکوع کے لیے جھکاتا ہے اور رکوع میں سر جھکانے کی نسبت سجدے میں زیادہ جھکاتا ہے تو اس کی نماز جائز ہو (رہی) گئی۔	خلاصہ
۱۵	اور (مذکورہ صورت میں) وہ بُرائی کرنے والا ہے[2]۔	مضمرات
۱۶	اور اگر (مذکورہ صورت میں رکوع اور سجود کرنے میں) اس کا سر نہ جھکتا ہو اور (کوئی چیز مثلاً) لکڑی اس کی پیشانی پر رکھ دی جائے تو نماز جائز نہ ہوگی۔ یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	خلاصہ
۱۷	اور اگر تکیہ زمین پر رکھا ہو۔ اور وہ مریض اس پر سجدہ کرتا ہو تو اس کی نماز جائز ہے۔	خلاصہ
۱۸	اگر کسی کی پیشانی پر زخم ہو (جس کی وجہ سے) وہ پیشانی کے ساتھ سجدہ نہ کر سکے تو اس کے لیے اشارے سے نماز پڑھنا کفایت نہ کرے گا۔ اور اس پر لازم ہے کہ وہ ناک کے ساتھ سجدہ کرے۔ اور اگر اس نے ناک کے ساتھ سجدہ نہ کیا اور اشارے سے نماز پڑھی تو اس کی نماز جائز نہ ہوگی[3]۔	ذخیرہ

[3] صرف پیشانی یا ناک رکھنے کے متعلق حکم ۲/۱۱۷ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع عشر في صلوٰة المريض — صلوٰة المريض	حوالہ
٢٠٤ ١٩	وان تعذر القعود أومأ بالركوع والسجود مستلقيا على ظهره وجعل رجليه الى القبلة وينبغي ان يوضع تحت رأسه وسادة حتى يكون شبيه القاعد ليتمكن من الايماء بالركوع والسجود۔ وان اضطجع على جنبه ووجهه الى القبلة وأومأ جاز۔ والاول اولى۔	كذا في الكافي
٢٠	وان لم يستطع على جنبه الايمن فعلى الايسر۔ ووجهه الى القبلة۔	كذا في السراج الوهاج كذا في القنية
٢١	ولو شرع صحيح في الصلوٰة قائما فحدث به مرض يمنعه من القيام صلى قاعدا يركع ويسجد وان لم يستطع فمؤميا قاعدا فان لم يستطع فمضطجعا۔	كذا في التبيين
٢٢	ومن صلى قاعدا يركع ويسجد ثم صح بنى على صلوٰته قائما عند الشيخين[2]۔ وان صلى بعض صلوٰته بالايماء ثم قدر على الركوع والسجود استأنف عندهم جميعا۔ هذا اذا قدر على ذلك بعد ما ركع وسجد اما اذا قدر بعد الافتتاح قبل الاداء صح له البناء۔	كذا في الهداية كذا في الجوهرة النيرة
٢٣	واذا عجز المريض عن الايماء بالرأس في ظاهر الرواية يسقط عنه فرض الصلوٰة ولا يعتبر الايماء بالعينين والحاجبين۔ ثم اذا خف مرضه هل يلزمه القضاء اختلفوا فيه قال بعضهم ان زاد عجزه على يوم وليلة لا يلزمه القضاء وان كان دون ذلك يلزمه كما في الاغماء وهو الاصح۔	هٰكذا في فتاوىٰ قاضيخان

[1] اور درمختار ورد المحتار میں ہے کہ اس صورت میں وہ گھٹنے کھڑے (رکھ سکے تو) کر دے۔ کیونکہ قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا مکروہ تنزیہی ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار۔ ج ۱ ص۱۱۷ و ص۱۲۷۔ البتہ میّت کے غسل کے وقت میت کے پاؤں قبلہ کی طرف ہوں تو اس کے متعلق حکم نمبر ٦/٢٢٢ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

[2] رکوع وسجود پر قادر ہوگیا۔ یعنی خواہ کھڑے ہوکر رکوع وسجود کرنے پر قادر ہوگیا یا بیٹھ کر رکوع وسجود کرنے پر قادر ہوگیا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص۱۳۷ (مترجم)

[3] رکوع وسجود کی ادائیگی سے پہلے یعنی اشارے سے رکوع و

دفعات وشق نمبر	چودھواں باب مریض کی نماز کے احکام — مریض کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۴ ۱۹	اگر کوئی شخص بیٹھنے سے بھی معذور رہے (ا) تو وہ پیٹھ کے بل چت لیٹے۔ اپنے دونوں پاؤں قبلہ کی طرف کر دے[۱] اور اشارے سے رکوع اور سجدہ کرے۔ اور اس کے سر کے نیچے ایک تکیہ رکھ دینا چاہیے حتیٰ کہ وہ بیٹھنے والوں کے مشابہ ہوجائے تاکہ رکوع وسجود کا اشارہ اچھی طرح کر سکے۔ (ب) اور اگر وہ پہلو کے بل لیٹے اور اس کا مونہہ قبلہ کی طرف ہو اور اشارے سے نماز پڑھے تو جائز ہے۔ (ج) اور پہلی صورت اولیٰ ہے۔	کافی
۲۰	(ا) اگر وہ (بیٹھنے سے معذور شخص) دائیں کروٹ پر نہ لیٹ سکے تو بائیں کروٹ پر لیٹے (اور نماز پڑھے)۔ (ب) اور (مذکورہ صورت میں) اس کا مونہہ قبلہ کی طرف ہو۔	سراج وہاج قنیہ
۲۱	کسی تندرست آدمی نے کھڑے ہو کر نماز شروع کی پھر اسے کوئی ایسا مرض پیدا ہوگیا جو اس کے کھڑا رہنے میں مانع ہے۔ تو (ا) وہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع وسجود کرے۔ (ب) اور اگر وہ رکوع وسجود نہ کر سکے تو بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھے (ج) اور اگر بیٹھ بھی نہ سکے تو پھر لیٹ کر (اشارے سے) نماز پڑھے۔	تبیین
۲۲	جو (معذور) شخص بیٹھ کر رکوع اور سجود سے نماز پڑھ رہا ہو۔ پھر وہ صحتمند ہوجائے تو (ا) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں وہ اپنی اس نماز پر کھڑے ہو کر بنا کرے۔ (ب) اور اگر اس نے اس نماز کا کچھ حصہ اشاروں سے پڑھا ہے تو پھر وہ رکوع وسجود پر قادر ہوگیا[۲]، تو بالاتفاق حکم یہ ہے کہ وہ از سر نو نماز پڑھے۔ (ج) یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ جب وہ (اشارے سے پہلے[۳]) رکوع اور سجود کر لینے کے بعد صحتمند ہوگیا۔ لیکن اگر وہ نماز شروع کرنے کے بعد (اشارے سے رکوع وسجود کی) ادائیگی سے پہلے صحتمند ہوگیا تو اس کے لیے بنا کرنا صحیح ہے۔ (پھر اسے وہ نماز از سر نو پڑھنے کی ضرورت نہیں[۴])	ہدایہ جوہرہ نیرہ
۲۳	جب کوئی مریض سر سے اشارہ کرنے سے بھی عاجز ہوجائے تو ظاہر روایت کے بموجب اس سے نماز کا فرض ساقط ہوجاتا ہے (اس صورت میں) آنکھوں اور پلکوں سے اشارا کرنے کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ پھر (مذکورہ صورت میں) جب اس کی بیماری میں کمی ہوجائے تو کیا اس پر ان نمازوں کی قضا لازم ہے (جس دوران وہ سر سے اشارہ کرنے سے بھی عاجز رہا) تو اس میں اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اگر اس کا (مذکورہ) عاجز ہونا ایک دن رات سے زیادہ ہوگیا تو اس پر (اس دوران کی نمازوں کی) قضا لازم نہ ہوگی۔ اور اگر اس کا وہ عجز دن رات سے کم ہو تو اس پر (اس دوران کی نمازوں کی) قضا لازم ہوگی جیسا کہ بیہوش ہونے کی صورت میں ایسا ہی حکم ہے۔ اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	قاضی خان

سجود کی ادائیگی سے پہلے قادر ہوگیا۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار۔ ج ۱۔ صـ۱۳ (مترجم) [۴] ردالمحتار میں ہے کہ بظاہر یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس نے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھنے کے ارادے سے نماز شروع کی تھی۔ اور اگر اس نے لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھنے کے ارادے سے نماز شروع کی تھی پھر اشارے سے رکوع وسجود کرنے سے پہلے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر رکوع وسجود کرنے پر قادر ہوگیا تو وہ از سر نو نماز پڑھے گا۔ ماخوذ از ردالمحتار۔ ج ۱۔ صـ۱۳۔ (مترجم)

حوالہ	صلوٰۃ المریض، الباب الرابع عشر فی صلوٰۃ المریض	دفعات و شق نمبر
	والفتویٰ علیہ۔	۲۰۴ ۲۴
کذا فی الظهیریة	وان مات فی ذلک المرض لاشیٔ علیہ ولایلزمہ فدیة۔	۲۵
کذا فی المحیط		
کذا فی فتاویٰ قاضیخان	رجل صلی اربع رکعات جالسا فلما قعد فی الرکعة الرابعة منها قرأ ورکع قبل ان یتشهد فهو بمنزلة القیام ویمضی۔	۲۶
کذا فی التتارخانیة	وفی الحاوی ویسجد للسهو۔	
کذا فی فتاویٰ قاضیخان	ولوکان حین رفع رأسہ من السجدة الثانیہ فی الرکعة الثانیة نوی القیام ولم یقرأ ثم علم یعود ویتشهد۔	۲۷
	مریض صلی جالسا فلما رفع رأسہ من السجدة الاخیرة فی الرکعة الرابعة ظن انها ثالثة فقرأ ورکع وسجد بالایماء فسدت صلوٰتہ۔	۲۸
هٰکذا فی المحیط	ولوکان فی الثالثة وظن انها ثانیة فاخذ فی القراءة ثم علم انها ثالثة لایعود الی التشهد بل یمضی فی قرأتہ ویسجد للسهو فی اٰخر صلوٰتہ۔	۱
	وفی التجرید یفعل المریض فی صلوتہ من القراءة والتسبیح والتشهد ما یفعلہ الصحیح۔	۲۹
کذا فی التتارخانیة	وان عجز عن ذلک کلہ ترکہ۔	
	مفارقة المریض للصحیح فیما هو عاجز عنہ فاما فیما یقدر علیہ فهو کالصحیح۔	۳۰
	فان کان یعرف القبلة ولکن لایستطیع ان یتوجہ الی القبلة ولم یجد احدا یحوّلہ الی القبلة فی ظاهر الروایة انہ یصلی کذلک ولایعید۔	
هٰکذا فی المحیط	فان وجد احدا یحوّلہ الی القبلة ینبغی ان یأمرہ حتی یحولہ فان لم یأمرہ وصلی علی غیر القبلة لایجوز۔	
	وکذلک اذا کان علی فرش نجس ان کان لایجد فراشا طاهرا	۳۱

ل جیسا کہ حکم نمبر ۱/۱۸۸ اور حاشیہ ۳/۱۸۹ میں ہے۔ (مترجم) ۲ سجدہ سہو اس لیے کہ اس نے اس قرأت اور اس رکوع کی وجہ سے آخری قعدہ کرنے میں تاخیر کردی۔ اور بموجب حکم نمبر ۱۵/۱۹۰ کسی رکن کی تاخیر سے سجدہ سہو لازم ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چودھواں باب مریض کی نماز کے احکام — مریض کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۴ ۲۴	اور فتویٰ اسی (مذکورہ) حکم پر ہے۔	ظہیریہ
۲۵	اور اگر (سر سے اشارہ کرنے سے بھی معذور مریض ہونے کی صورت میں) وہ اسی بیماری میں مرجائے، تو اس پر (ان نمازوں کی قضا میں سے) کوئی چیز لازم نہیں۔ اور (اس پر ان نمازوں کا فدیہ بھی لازم نہیں ہوگا۔[۱]	محیط
۲۶	(۱) کسی شخص نے چار رکعتیں بیٹھ کر پڑھیں۔ جب چوتھی رکعت پر قعدہ کے لیے بیٹھا تو اس نے تشہد پڑھنے سے پہلے قرأت کی اور رکوع کیا تو ایسا کرنا کھڑا ہونے کے حکم میں ہوگا اور وہ اسی طرح نماز پڑھتا رہے۔	قاضی خان
	(ب) اور حاوی میں ہے کہ (مذکورہ صورت میں) وہ سجدہ سہو کرے گا۔[۲]	تتارخانیہ
۲۷	اور جب کسی (مریض نے) دوسری رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اٹھایا تو قیام کی نیت کی اور قرأت نہ کی پھر اسے معلوم ہوگیا (کہ اسے التحیات کے لیے بیٹھنا ہے) تو وہ لوٹے اور التحیات پڑھے۔	قاضی خان
۲۸	(۱) کسی مریض نے بیٹھ کر نماز پڑھی جب اس نے چوتھی رکعت میں آخری سجدے سے سر اٹھایا تو اس نے گمان کیا کہ یہ تیسری رکعت ہے۔ پس اس نے قرأت کی اور اشارے سے رکوع و سجود کیا تو اس کی نماز فاسد ہوگی۔[۳] (ب) اور اگر وہ تیسری رکعت میں تھا اور اس نے گمان کیا کہ وہ دوسری رکعت ہے پس قرأت شروع کر دی پھر اسے معلوم ہوا کہ وہ تیسری رکعت ہے تو وہ تشہد کی طرف نہ لوٹے بلکہ قرأت جاری رکھے اور نماز کے آخر میں سجدہ سہو کرے۔	محیط
۲۹	تجرید میں لکھا ہے کہ مریض اپنی نماز میں قرأت، تسبیح اور تشہد اس طرح کرے جس طرح تندرست آدمی ان امور کو کرتا ہے۔ اور اگر مریض ان سب کے کرنے سے عاجز ہوجائے تو چھوڑ دے۔	تتارخانیہ
۳۰	(۱) مریض اور تندرست آدمی (کی نماز) میں صرف ان امور میں فرق ہے۔ جن امور کے کرنے سے مریض عاجز ہو اور (نماز کے) جن کاموں کو مریض کرسکتا ہو تو اس (کے لیے ان کاموں کے کرنے) کا حکم تندرست کی طرح ہے۔ (ب) پس اگر مریض قبلہ کی سمت پہچانتا ہے لیکن وہ قبلہ کی طرف رخ نہیں کرسکتا اور اس نے کوئی ایسا شخص نہ پایا جو اس کا مونہہ قبلہ کی طرف کردے، تو ظاہر روایت کے بموجب (اس کے لیے حکم یہ ہے کہ) وہ اسی طرح نماز پڑھ لے اور اس نماز کو نہ لوٹائے۔ (ج) اور اگر اس نے ایسا شخص پایا جو اس (مریض) کا مونہہ قبلہ کی طرف کر دے تو اس مریض کو چاہیے کہ وہ اس شخص کو کہے تاکہ وہ اس کا مونہہ قبلہ کی طرف کردے۔ اور اگر اس مریض نے اس شخص سے نہ کہا اور قبلہ کی سمت کے علاوہ سمت کو نماز پڑھی تو یہ جائز نہ ہوگا۔	محیط
۳۱	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح (یہ حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر کوئی مریض ناپاک بچھونے پر تھا تو (اس صورت	

[۳] کیونکہ اس نے قرأت رکوع و سجود کر کے پوری رکعت پڑھ دی ہے! اور چار رکعت کے بعد آخری قعدہ سے پہلے پوری رکعت پڑھنے کی صورت میں وہ نماز فاسد ہو جاتی ہے جیسا کہ حکم نمبر ۲۰ ب/۲۰۰ میں ہے۔ نیز اس کے متعلق حکم نمبر ۶۴/۱۷۹ مع حاشیہ اور ۴۶/۱۸۸، ۲۱/۱۸۸ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع عشر فی صلوٰۃ المریض — صلوٰۃ المریض	حوالہ
۲۰۴	او یجدہ لکن لا یجد احدا یحولہ الی فراش طاہر یصلی علی الفراش النجس۔	
	وان کان یجد احدا یحولہ الی فراش طاہر ینبغی ان یأمرہ حتی یحولہ۔	
	فان لم یأمرہ وصلی علی الفراش النجس لا یجوز۔	ھٰکذا فی المحیط
۳۲	مریض تحتہ ثیاب نجسۃ ان کان بحال لا یبسط شئ الا ویتنجس من ساعتہ یصلی علی حالہ۔	
	وکذا اذا لم یتنجس الثانی لکن یلحقہ زیادۃ مشقۃ بالتحویل۔	کذا فی فتاویٰ قاضیخان
۳۳	ومن اغمی علیہ خمس صلوات قضی ولو اکثر لا یقضی۔	
	والجنون کالاغماء وھو الصحیح۔	
	ثم الکثرۃ تعتبر من حیث الاوقات عند محمدؒ وھو الاصح۔	
	ھٰذا اذا دام الاغماء ولم یفق فی المدۃ۔	
	اما اذا کان یفیق ینظر فان کان لا فاقتہ وقت معلوم مثل ان یخفف عنہ المرض عند الصبح مثلا فیفیق قلیلا ثم یعاودہ فیغمی علیہ تعتبر ھٰذہ الافاقۃ[1] فیبطل ما قبلھا من حکم الاغماء اذا کان اقل من یوم ولیلۃ۔	
	وان لم یکن لافاقتہ وقت معلوم لکنہ یفیق بغتۃ فیتکلم بکلام الاصحاء ثم یغمی علیہ فلا عبرۃ بھٰذہ الافاقۃ۔	کذا فی التبیین
۳۴	ولو اغمی علیہ بفزع من سبع او آدمی اکثر من یوم ولیلۃ یسقط عنہ القضاء بالاجماع۔	کذا فی الخلاصۃ
۳۵	ولو شرب الخمر حتی ذھب عقلہ اکثر من یوم ولیلۃ لا یسقط۔	
	ولو شرب البنج او الدواء حتی ذھب عقلہ اکثر من یوم	

[1] فتاویٰ ہذا کے نسخہ امیریہ میں لکھا تھا ھٰذہ الافاقتہ اور نسخہ میمنیہ میں ہے ھٰذہ الافاقۃ الخ اور چونکہ ھٰذہ الافاقۃ

حوالہ	چودھواں باب مریض کی نماز کے احکام — مریض کی نماز کا بیان	دفعات وتحقیق نمبر
	میں) اگر اسے پاک بچھونا نہیں ملتا، یا اسے پاک بچھونا ملتا ہے مگر اسے کوئی ایسا شخص نہیں ملتا جو اس مریض کو پاک بچھونے پر کردے تو وہ مریض ناپاک بچھونے پر نماز پڑھ لے۔	۲۰۴
	(ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ مریض کوئی ایسا شخص پاتا ہے جو اسے پاک بچھونے پر کردے تو اس مریض کو چاہیے کہ وہ اس شخص کو بچھونا تبدیل کرنے کے لیے کہے۔	
محیط	اور اگر اس مریض نے اس شخص سے نہ کہا اور ناپاک بچھونے پر نماز پڑھ لی تو یہ جائز نہ ہوگا۔	
قاضی خان	کسی مریض کے نیچے ناپاک کپڑے (بچھے) ہیں تو اگر صورت حال یہ ہے کہ جو بچھونا اس کے نیچے بچھایا جاتا ہے فوراً ناپاک ہو جاتا ہے تو وہ اسی حالت میں نماز پڑھ لے اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر دوسرا بچھونا ناپاک تو نہ ہوتا ہو مگر بچھونا بدلنے سے مریض کو بہت مشقت اٹھانی پڑتی ہو (تو وہ اسی حالت میں نماز پڑھ لے)	۳۲
	(ا) جو[۱] شخص پانچ نمازوں (کے وقت) تک بیہوش رہا تو وہ ان نمازوں کو قضا کرے۔ اور اگر اس سے زیادہ (وقت تک بیہوش رہا) ہو تو پھر نمازیں قضا نہ کرے۔	۳۳
	اور[۲] جنون (یا گل پن) کا حکم بھی بیہوش کے حکم کی طرح ہے اور یہی حکم صحیح ہے۔	
	حضرت امام محمدؒ کے ہاں زیادہ ہونے کا اعتبار اوقات سے کیا جاتا ہے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	
	اور[۳] مذکورہ (احکام) اس صورت میں ہیں کہ وہ مریض مسلسل بیہوش رہے اور اس مدت میں اسے افاقہ نہ ہو (یعنی ہوش میں نہ آئے)	
	(ب) اور اگر اس مریض کو افاقہ ہوتا ہو تو دیکھا جائے گا۔ اگر اس کے ہوش میں آنے کا وقت مقررہ ہو مثلاً یہ کہ صبح کے وقت اس کی بیماری کم ہو جاتی ہے۔ اور وہ کچھ دیر ہوش میں آجاتا ہے۔ پھر اس کا مرض لوٹ آتا ہے اور وہ بیہوش ہو جاتا ہے تو ایسے افاقہ کا اعتبار کیا جائے گا اور اس سے پہلے کی بیہوشی اگر ایک دن رات سے کم تھی تو اس کے لیے ہوش کا حکم نہ رہے گا۔	
تبیین	اور اگر اس کے افاقہ کے لیے کوئی مقررہ وقت نہ ہو لیکن کبھی وہ اچانک ہوش میں آجاتا ہو اور تندرستوں کی طرح باتیں کرتا ہو پھر اس پر بیہوشی طاری ہو جاتی ہو تو ایسے افاقہ کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔	
خلاصہ	اگر کوئی شخص کسی جانور یا آدمی کے خوف سے ایک دن رات سے زیادہ بیہوش رہا تو اس سے (ان نمازوں کی) قضا بالاجماع ساقط ہو جائے گی۔	۳۴
	(ا) اگر کسی نے شراب پی تو ایک دن رات سے زیادہ اس کی عقل جاتی رہی تو (اس سے ان وقتوں کی نمازیں) ساقط نہ ہوں گی۔	۳۵
	(ب) اور اگر کسی نے بھنگ یا اور کوئی دوا پی تو ایک دن رات سے زیادہ اس کی عقل جاتی رہی۔ تو امام	

ہی انسب ہے۔ لہٰذا یہی درج ہے۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع عشر في صلوٰة المريض — صلوٰة المريض	حواله
٢٠٤	وليلة لا يسقط عند الشيخين۔	كذا في الخلاصة
٣٦	ولو نام اكثر من يوم وليلة يقضي۔	كذا في محيط السرخسي
٣٧	رجل ان صام في رمضان صلى قاعدا وان افطر يصلي قائما يصوم ويصلي قاعدا۔	كذا في محيط السرخسي
٣٨	وان صلى المريض قبل الوقت عمدا او خطأ مخافة ان يشغله المرض عن الصلوة لم يجزئه۔ وكذلك لو صلى بغير قراءة او بغير وضوء لم يجزئه ايضا۔	
	فان عجز عن القراءة يومئ ايماء بغير قراءة۔	كذا في المحيط
٣٩	رجل له عبد مريض لا يقدر على الوضوء فعلى المولى ان يوضئه۔	كذا في المحيط
٤٠	ولو كان له امرأة مريضة ليس عليه ان يوضئها۔	كذا في المحيط
٤١	كل من لا يقدر على اداء ركن الا بحدث يسقط عنه ذلك الركن۔	كذا في فتاویٰ قاضيخان
٤٢	حتى لو كان به جراحة لا يستطيع ان يسجد الا وتسيل جراحته وهو صحيح فيما سوى ذلك يقدر على الركوع والقيام والقراءة يصلي قاعدا او يومئ ايماء۔ ولو صلى بالركوع وقعد واومأ بالسجود اجزأه۔ والاول افضل۔	هكذا في المحيط
٤٣	وكذا ان صلى قائما سلس بوله او سال جرحه او لم يقدر على القراءة ولو صلى قاعدا لم يصبه شئ يصلي قاعدا۔	كذا في السراجية
٤٤	ومن خاف العدو ان صلى قائما او كان خباء لا يستطيع ان يقيم صلبه فيه وان خرج لم يستطع ان يصلي من الطين والمطر يصلي قاعدا۔	كذا في محيط السرخسي
٤٥	المريض اذا فاتته الصلوة فقضاها في حالة الصحة فعل	

له مذکورہ صورت میں قرأت سے عجز بنا بر حصر نہیں بلکہ بنا بر مرض ہے اور ایسا مریض قرأت سے بھی عاجز ہو رکوع وسجود سے بطریق اولیٰ عاجز ہوگا پس وہ بغیر قرأت

دفعات وشق نمبر	چودھواں باب مریض کی نماز کے احکام — مریض کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۴	ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں (اس سے ان وقتوں کی نمازیں) ساقط نہ ہوں گی۔	خلاصہ
۳۶	اگر کوئی شخص ایک دن رات سے زیادہ سو گیا تو (وہ ان وقتوں کی نمازیں) قضا کرے گا۔	محیط سرخسی
۳۷	کسی شخص کی حالت یہ ہے کہ اگر وہ رمضان شریف کے روزے رکھے تو نماز کی ادائیگی بیٹھ کر کرتا ہے اور اگر روزے نہ رکھے تو نماز کی ادائیگی کھڑے ہو کر کر سکتا ہے۔ تو (اس کے لیے حکم یہ ہے کہ) وہ روزے رکھے اور نماز بیٹھ کر پڑھ لے۔	محیط سرخسی
۳۸	(ا) اگر کسی مریض نے جان بوجھ کر یا غلطی سے نماز وقت سے پہلے اس ڈر کی وجہ سے پڑھ لی کہ پھر بیماری کی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکے گا۔ تو (اسے اس نماز کے لیے ایسا کرنا) کفایت نہ کرے گا۔ اسی طرح اگر (مذکورہ صورت میں) کسی نے بغیر قرأت کے یا بغیر وضو کے نماز پڑھ لی تو (ایسا کرنا) بھی اسے کفایت نہ کرے گا۔ (ب) پس اگر وہ قرأت سے عاجز ہے تو بغیر قرأت کے اشارے سے نماز پڑھ لے[۱]۔	محیط
۳۹	(ا) کسی شخص کا غلام ایسا بیمار ہے کہ وہ وضو نہیں کر سکتا تو آقا پر واجب ہے کہ اسے وضو کرائے۔	محیط
۴۰	اور اگر کسی کی بیوی بیمار ہو تو خاوند کے ذمہ اسے وضو کرانا واجب نہیں ہے[۲]۔	محیط
۴۱	ہر وہ شخص جس کی حالت ایسی ہو کہ نماز کا کوئی خاص رکن حدث (بے وضو ہونا کی حالت) کے بغیر نہ کر سکتا ہو تو وہ رکن اس کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔	قاضی خان
۴۲	پس اگر کسی شخص کو ایسا زخم ہو کہ اس کی وجہ سے سجدہ نہیں کر سکتا ہے اور جب سجدہ کرتا ہے تو وہ زخم بہہ پڑتا ہے اور سجدے کے سوا (ارکانِ نماز مثلاً) رکوع، قیام، قرأت کر سکتا ہے۔ تو (اس صورت میں اس کے لیے حکم یہ ہے کہ) (ا) وہ بیٹھ کر اشاروں سے نماز پڑھے۔ (ب) اور اگر اس نے رکوع کر کے نماز پڑھی اور بیٹھ کر سجدے کا اشارہ کر لیا تو اسے کفایت کر جائے گا۔ (ج) اور پہلی صورت افضل ہے۔	محیط
۴۳	اس (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کوئی شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو اس کا پیشاب جاری ہو جاتا ہے یا اس کا زخم بہنے لگتا ہے۔ یا قرأت نہیں کر سکتا اور بیٹھ کر نماز پڑھے تو اسے کوئی حرج لاحق نہیں ہوتا تو (اس صورت میں اس کے لیے حکم یہ ہے کہ) وہ بیٹھ کر نماز پڑھے۔	سراجیہ
۴۴	جس شخص کو کھڑا ہو کر نماز پڑھنے میں دشمن کا خوف ہو۔ یا وہ ایسے خیمے میں ہو کہ وہ اس میں سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اور اگر باہر نکلے تو کیچڑ اور بارش کی وجہ سے نماز نہیں پڑھ سکتا تو (اس صورت میں اس کے لیے حکم یہ ہے کہ) وہ بیٹھ کر نماز پڑھ لے۔	محیط سرخسی
۴۵	کسی مریض کی جب کوئی نماز فوت ہو گئی تو حالتِ صحت میں اس طرح قضا کرے گا جس طرح تندرست لوگ نماز	

اشارہ سے نماز پڑھ لے۔ (مترجم) [۲] اسی طرح بیوی کے ذمہ خاوند کو وضو کرانا واجب نہیں ہے۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۴۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع عشر فی صلوٰۃ المریض — صلوٰۃ المریض	حوالہ
۲۰۴	کما یفعل الصحاء و لو قضاها کما فاتت لا یجوز۔	کذا فی محیط السرخسی
۴۶	فان قضیٰ فی المرض فوائت الصحۃ قضاها کما قدر قاعدا او مؤمیا۔	کذا فی السراجیۃ
۴۷	مصلی اقعد عند نفسه انسانا فیخبره اذا سها عن رکوع او سجود یجزیه اذا لم یمکنه الا بهذا۔	کذا فی القنیۃ
۴۸	ویستحب للمریض ان یؤخر الصلوٰۃ الیٰ ان یفرغ الامام من صلوٰۃ الجمعة وان لم یؤخر یکره وهو الصحیح۔	کذا فی المضمرات

لے جیسا کہ حکم نمبر ۲/۱۸۸ میں ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چودھواں باب مریض کی نماز کے احکام — مریض کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۴	پڑھتے ہیں۔ اور اگر اس نے اس طرح قضا کی جس حالت کی وہ نماز اس کے ذمہ پڑھنا فوت ہوئی تھی تو یہ جائز نہ ہوگا۔[1]	محیط سرخسی
۴۶	اور اگر کسی نے مرض کی حالت میں ان فوت شدہ نمازوں کی قضا کی جو صحت کی حالت میں فوت ہوئی تھیں تو اس طرح قضا کرے جس طرح قضا کر سکتا ہو۔ (کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتا اور بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے) بیٹھ کر پڑھے یا پھر اشارے سے پڑھے۔	سراجیہ
۴۷	کسی نماز پڑھنے والے نے کسی آدمی کو اپنے پاس اس لیے بٹھایا کہ اگر وہ نمازی رکوع یا سجدے میں بھولے تو اسے بتادے تو اسے کفایت کر جائے گا بشرطیکہ وہ ایسا کیے بغیر صحیح نماز نہ پڑھ سکتا ہو۔	قنیہ
۴۸	(ا) مریض کے لیے مستحب ہے کہ وہ (جمعہ کے دن ظہر کی نماز کی صورت میں) نماز ظہر اتنی دیر سے پڑھے کہ امام جمعہ کی نماز سے فارغ ہو جائے۔ (ب) اور اگر مریض نے اتنی تاخیر نہ کی تو مکروہ ہے اور یہی حکم صحیح ہے۔[2]	مضمرات

[2] جیساکہ حکم نمبر ۶/۲۱۴ ، ۵/۲۰۹ ، ۱۶/۲۱۴ میں ہے۔ نیز حکم ۱۴/۲۱۴ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر — صلوٰۃ المسافر	حوالہ
۲۰۵		

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر

دفعات ۲۰۵، ۲۰۶ — عنوانات ۲ — تعداد شق ۱۱۵

۲۰۵ صلوٰۃ المسافر

تعداد شق ۴۳

شق	متن	حوالہ
۱	اقل مسافة تتغير فيه الاحكام مسيرة ثلاثة ايام۔	كذا في التبيين
۲	هو الصحيح۔	كذا في الجواهر الاخلاطي
۳	الاحكام التي تتغير بالسفر هي قصر الصلوٰة واباحة الفطر وامتداد صلوٰة المسح الى ثلاثة ايام وسقوط وجوب الجمعة والعيدين والاضحية وحرمة الخروج على الحرة بغير محرم۔	كذا في العتابية
۴	والمعتبر السير الوسط۔	كذا في السراجية
۵	وهو سير الابل ومشي الاقدام في اقصر ايام السنة۔	كذا في التبيين
۶	وهل يشترط سير كل يوم الى الليل اختلفوا فيه۔ الصحيح انه لا يشترط حتى لو بكر في اليوم الاول ومشى الى الزوال وبلغ المرحلة ونزل وبات فيها ثم بكر في اليوم الثاني كذلك ثم في اليوم الثالث كذلك يصير مسافرا۔	كذا في السراج الوهاج
۷	ولا معتبر بالفراسخ هو الصحيح۔	كذا في الهداية
۸	ولا يعتبر السير في البر بالسير في البحر ولا السير في البحر بالسير في البر وانما يعتبر في كل موضع منهما ما يليق بحاله۔	كذا في الجوهرة النيرة
۹	وتعتبر المدة من اى طريق اخذ فيه۔	كذا في البحر الرائق
۱۰	فاذا قصد بلدة والى مقصده طريقان احدهما مسيرة ثلاثة ايام و	

لہ جیساکہ درمختار و ردالمحتار میں ہے کیونکہ راستوں کی نوعیت کے اختلاف کی بناپر فرسخوں (اور میلوں) کی تعداد بدل جاتی ہے اور تین منزلیں نہیں بدلتیں۔ البتہ شرعی سفر کی تعیین کے اقوال میں سے کم از کم مقدار کا قول ۴۸ شرعی میل کا ہے جو ائمہ خوارزم کے ہاں مفتیٰ بہ ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص۸۲۵۔ اور شرعی میل اور مروجہ انگریزی میل میں فرق کے متعلق حکم نمبر ۳/۱۴۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ تاہم ہمارے ملک کے کئی اہلِ علم حضرات نے میدانی علاقوں میں تین منزلوں کی ایک متوسط مقدار ۴۸ انگریزی میل قرار دی ہے۔ ماخوذ از اوزان شرعیہ ص۲۷ اور اس سے کم و بیش بھی کہا گیا ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام — مسافر کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۵	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام	
	دفعات ۲۰۵ تا ۲۰۶ — عنوانات ۲ — تعداد شق ۱۱۵	
۲۰۵	**مسافر کی نماز** — اور اس میں ۴۳ شقیں ہیں	
۱	کم سے کم مسافت (یعنی گھر سے منزل مقصود تک دوری) جس سے احکام بدل جاتے ہیں، تین دن کا سفر ہے۔	تبیین
۲	یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	جواہر الاخلاطی
۳	وہ احکام جو سفر کی وجہ سے بدل جاتے ہیں۔ یہ ہیں۔ نماز[1] میں قصر (چار رکعت والی نماز دو رکعت) ہونا۔ فرض[2] روزہ (اس وقت) نہ رکھنے کی اجازت ہونا۔ موزوں[3] کے مسح کی مدت تین دن تک بڑھ جانا۔ جمعہ[4]۔ عیدین[5]۔ اور قربانی[6] کا وجوب نہ رہنا۔ اور آزاد[7] عورت کا محرم کے بغیر باہر جانا منع ہونا۔	عتابیہ
۴	اور معتبر درمیانی رفتار سے سفر کرنا ہے۔	سراجیہ
۵	اور وہ (درمیانی رفتار) اونٹوں اور پیدل چلنے کی رفتار ہے (اور دنوں سے مراد ان دنوں کا سفر معتبر ہے) جو سال کے سب سے چھوٹے دن کے حساب سے ہو۔	تبیین
۶	اور کیا سفر کرنے میں صبح سے شام تک سارا دن سفر کرنا شرط ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔ صحیح حکم یہ ہے کہ (مذکورہ) شرط نہیں ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی نے پہلے دن صبح سویرے سفر شروع کر دیا اور زوال تک چلا اور منزل پر پہنچ گیا اور اس نے وہاں پڑاؤ کیا اور رات گزاری۔ اور پھر اسی طرح دوسرے دن صبح سویرے چلا اور پھر اسی طرح تیسرے دن صبح سویرے چلا تو وہ مسافر قرار پائے گا۔	سراج وہاج
۷	اور (اس مسئلہ میں مقررہ) فرسخوں[1] کا حساب معتبر نہیں ہے۔ یہی حکم صحیح ہے۔	ہدایہ
۸	خشکی میں سفر کی رفتار کا اعتبار پانی میں سفر کی رفتار سے کرنا معتبر نہیں ہے۔ بلکہ ان مذکورہ مقامات کے سفر میں سے ہر مقام میں وہی رفتار معتبر ہوگی جو اس کے حال کے مطابق ہو[2]۔	جوہرہ نیرہ
۹	اور مدت کا اعتبار اس راستے سے ہوگا جس راستے کو اس نے اختیار کیا ہے۔	بحر الرائق
۱۰	(۱) پس اگر کسی نے کسی شہر کا ارادہ کیا اور اس کی منزلِ مقصود کے دو راستے ہیں۔ ان میں سے ایک راستہ تین دن کا	

[1] اگر معتاد سفر تیز رفتاری سے جلد طے کر لیا جائے تو اس کے متعلق حکم ۲۰۵/۱۳-۶ تا ۱۴ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر — صلوٰۃ المسافر	حوالہ
۲۰۵	لیالیها والاخرو دونها فسلك الطریق الابعد كان مسافرا عندنا۔ وان سلك الاقصر یتم۔	هكذا فی فتاویٰ قاضیخان كذا فی البحر الرائق
۱۱	ولو كان فی موضع له طریقان احدهما فی الماء وهو یقطع ایام والثانی فی البر وهو یقطع فی یومین فانه اذا ذهب فی طریق الماء یقصر وفی البر لا یقصر۔ ولو كان اذا سار فی البر وصل فی ثلاثة ایام واذا سار فی البحر وصل فی یومین قصر فی البر ولا یقصر فی البحر۔	كذا فی الجوهرة النیرة
۱۲	والمعتبر فی البحر ثلاثة ایام فی ریح مستویة غیر غالبة ولا ساكنة۔ كما فی الجبل یعتبر فیه ایضاً ثلاثة ایام وان كان فی السهل تقطع فی اقل منها۔	كذا فی الجوهرة النیرة
۱۳	ولو كانت المسافة ثلاثا بالسیر المعتاد فسار الیها علی الفرس جریا حثیثا فوصل فی یومین او اقل قصر۔	كذا فی الجوهرة النیرة
۱۴	وفرض المسافر فی الرباعیة ركعتان۔	كذا فی الهدایة
۱۵	والقصر واجب عندنا۔	كذا فی الخلاصة
۱۶	فان صلی اربعا وقعد فی الثانیة قدر التشهد اجزأته والاخریان نافلة ویصیر مسیئا لتاخیر السلام۔ وان لم یقعد فی الثانیة قدرها بطلت۔	كذا فی الهدایة
۱۷	وكذا اذا ترك القرأة فی الاولیین او فی ركعة منهما تفسد صلوته عندنا۔	كذا فی التتارخانیة
۱۸	القصر ثابت فی حق كل مسافر سفر الطاعة والمعصیة فی ذلك سواء۔	كذا فی المحیط
۱۹	وكذا الراكب والماشی۔	هكذا فی التهذیب

ل۱ اس کے متعلق حکم نمبر ۱۲ تا ۱۲/۲۰۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

ل۲ اس کے متعلق حکم نمبر ۴ تا ۸/۲۰۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام — مسافر کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۵	ہے۔ اور دوسرا راستہ اس سے کم کا ہے۔ اور وہ لمبے راستے سے گیا تو ہمارے ہاں وہ مسافر قرار پائے گا۔ (ب) اور اگر وہ (مذکورہ صورت میں) قریبی راستے سے گیا تو نماز پوری پڑھے گا۔	قاضی خان بحر رائق
۱۱	اگر کسی جگہ کے دو راستے ہیں (۱) ایک پانی کا راستہ ہے جو تین دن میں کٹتا ہے اور دوسرا خشکی کا راستہ ہے جو دو دن میں کٹتا ہے۔ پس جب وہ پانی کے راستے سے جائے گا تو نماز میں قصر[۱] (چار رکعتوں والی فرض نماز کو دو رکعتیں ادا) کرے گا۔ اور خشکی کے راستے سے نماز میں قصر نہیں کرے گا۔ (ب) اور اگر (صورتِ حال یہ ہو کہ) خشکی کے راستے سے سفر کرے تو تین دنوں میں پہنچتا ہے اور اگر پانی کے راستے سے سفر کرے تو دو دنوں میں پہنچتا ہے۔ تو (پھر) خشکی (کے راستے سے جانے کی صورت میں نماز) میں قصر کرے گا۔ اور پانی (کے راستے سے جانے کی صورت میں نماز) میں قصر نہیں کرے گا۔	جوہرہ نیرہ
۱۲	(۱) اور پانی کے راستے سے تین دن ایسی حالت میں معتبر ہیں کہ ہوا اعتدال کے ساتھ ہو، نہ بہت تیز ہوا اور نہ ساکن ہو۔ (ب) جیسا کہ پہاڑ کے سفر میں بھی (پہاڑی علاقہ میں سفر کی رفتار سے) تین دن کا اعتبار کیا جاتا ہے خواہ میدانی علاقہ میں اتنا سفر تین دن سے کم میں کٹتا ہو۔	جوہرہ نیرہ
۱۳	اگر (درمیانی) عادت کے[۲] مطابق سفر کرنے سے وہ مسافت تین دن کی تھی۔ پس کسی شخص نے تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر سفر کیا اور دو دن یا اس سے بھی کم میں (اس مسافت کو طے کر کے منزلِ مقصود پر) پہنچ گیا تو وہ نماز میں قصر کرے گا۔	جوہرہ نیرہ
۱۴	چار رکعت والی فرض نمازوں میں مسافر پر دو رکعتیں فرض ہیں۔	ہدایہ
۱۵	اور قصر کرنا (چار رکعت فرضوں کی جگہ دو فرض پڑھنا) ہمارے ہاں واجب ہے۔	خلاصہ
۱۶	(۱) اگر کسی (مسافر) نے چار رکعت والی فرض نماز میں چار رکعتیں پڑھ لیں اور وہ دوسری رکعت پر تشہد کے بقدر التحیات کے لیے بیٹھا تو اسے کفایت کر جائے گا اور اس کی اخیر کی دو رکعتیں نفل ہو جائیں گی۔ اور ایسا کرنے میں وہ برائی کرنے والا ہے۔ اس لیے کہ سلام میں تاخیر ہو جاتی ہے۔ (ب) اور اگر وہ (مذکورہ صورت میں) دوسری رکعت پر بقدر تشہد التحیات کے لیے نہیں بیٹھا تو اس کی نماز باطل ہو گئی[۳]۔	ہدایہ
۱۷	اسی طرح اگر کسی (مسافر) نے پہلی دو رکعتوں میں یا ان میں سے کسی ایک رکعت میں قرأت چھوڑ دی تو ہمارے ہاں اس (مسافر) کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	تتارخانیہ
۱۸	(سفر میں چار رکعت والی فرض نمازوں میں) قصر کرنے کا (مذکورہ) حکم ہر مسافر کے لیے ہے۔ خواہ اس کا سفر نیکی کے لیے ہو یا گناہ کے لیے ہو (قصر کے لیے) حکم برابر ہے۔	محیط
۱۹	اس (مذکورہ حکم کی) طرح (سفر کے احکام میں) سوار اور پیادے کا حکم برابر ہے۔	تہذیب

[۳] نماز باطل ہونے کے مفہوم کے متعلق ۶۴/۱۷۹ حاشیہ اور ۲۱/۱۸۸ ملاحظہ نیز حکم نمبر ۶۴/۱۸۶، ۲۰ب/۲۰۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس عشر في صلوٰة المسافر — صلوٰة المسافر	حوالہ
۲۰۵ ۲۰	ولا قصر في السنن۔	كذا في المحيط السرخسي
۲۱	وبعضهم جوزوا للمسافر ترك السنن۔	
	والمختار انه لا يأتي بها في حال الخوف ويأتي بها في حال القرار والامن۔	هكذا في الوجيز للكردري
۲۲	قال محمد رحمه الله يقصر حين يخرج من مصره ويخلف دور المصر۔	كذا في المحيط
	وفي الغياثية هو المختار وعليه الفتوىٰ۔	كذا في التاتارخانية
	الصحيح ما ذكر انه يعتبر مجاوزة عمران المصر لا غير الا اذا كان ثمة قرية او قرى متصلة بربض[1] المصر فحينئذ تعتبر مجاوزة القرىٰ۔ بخلاف القرية التي تكون متصلة بفناء[2] المصر فانه يقصر الصلوٰة وان لم يجاوز تلك القرية۔	كذا في المحيط
۲۳	وكذا اذا عاد من سفره الى مصره لم يتم حتى يدخل العمران۔	
۲۴	ولا يصير مسافرا بالنية حتى يخرج۔ ويصير مقيما بمجرد النية۔	كذا في محيط السرخسي
۲۵	ثم المعتبر المجاوزة من الجانب الذي خرج منه حتى لو جاوز عمران المصر قصر وان كان بحذائه من جانب آخر ابنية۔	كذا في التبيين
۲۶	وان كان في الجانب الذي خرج منه محلة منفصلة عن المصر وفي القديم كانت متصلة بالمصر لا يقصر الصلوٰة حتى يجاوز تلك المحلة۔	كذا في الخلاصة
۲۷	ولا بد للمسافر من قصد مسافة مقدرة بثلاثة ايام حتى يترخص برخصة المسافرين والا لا يترخص ابدا ولو طاف الدنيا جميعها بان كان طالب آبق او غريم او نحو ذلك۔ ويكفي في ذلك القصد غلبة الظن يعني اذا غلب على ظنه انه يسافر قصر ولا يشترط فيه التيقن۔	كذا في التبيين
۲۸	ويعتبر ان يكون من اهل النية حتى ان صبيا ونصرانيا	

[1] رد المحتار میں ہے کہ ربض المصر سے مراد شہر کے ماحول میں مکانات اور رہنے کی جگہیں جو شہر کے حکم میں ہوتی ہیں۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۴۳۲ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام — مسافر کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۵ ۲۰	قصر کرنے کا حکم سنت نمازوں میں نہیں ہے۔	محیط سرخسی
۲۱	(ا) بعض فقہار کے ہاں مسافر کے لیے سنتوں کا چھوڑ دینا جائز ہے۔ (ب) اور مختار حکم یہ ہے کہ خوف کی حالت میں سنتیں نہ پڑھے اور امن واطمینان کی حالت میں سنتیں پڑھے۔	وجیز للکردری
۲۲	(ا) امام محمدؒ نے کہا ہے کہ جب مسافر اپنے شہر سے باہر نکل آئے اور شہر کے مکانات کو پیچھے چھوڑ دے تو اس وقت قصر کرے گا۔	محیط
	غیاثیہ میں ہے کہ یہی (مذکورہ) حکم مختار ہے اور اسی حکم پر فتویٰ ہے۔	تتارخانیہ
	(ب) صحیح یہ ہے جو مذکور ہے کہ (اپنے) شہر کی آبادی سے نکل جانے کا اعتبار ہے۔ اس کے علاوہ (آبادی) کا اعتبار نہیں لیکن اگر وہاں ایک گاؤں یا کئی گاؤں جو شہر کے ماحول سے ملے ہوئے ہوں تو ان سے نکل جانے کا بھی اعتبار ہوگا (ج) اور اس حکم کے خلاف اس گاؤں کا حکم ہے جو کہ شہر کے مفاد کی جگہوں سے ملا ہوا ہو۔ اس لیے کہ مسافر خواہ ایسے گاؤں سے باہر نہ نکلا ہو، قصر کرے گا۔	محیط
۲۳	اسی طرح جب مسافر اپنے سفر سے اپنے شہر کو لوٹے تو جب تک آبادی کے اندر داخل نہ ہو تب تک نماز (کی رکعتیں) پوری نہ پڑھے۔	
۲۴	(ا) مسافر جب تک شہر سے باہر نہ نکلے صرف نیت کرنے سے مسافر نہیں قرار پاتا۔ (ب) اور مسافر صرف اقامت کی نیت کرنے سے مقیم قرار پاتا ہے۔	محیط
۲۵	شہر سے نکلنا اس طرف سے معتبر ہے جس طرف سے مسافر شہر سے باہر نکلا ہے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی مسافر (ایک طرف سے) شہر کی آبادی سے باہر نکل گیا تو وہ نماز قصر ادا کرے گا خواہ اس شہر کی دوسری طرف کے مکانات اس کے سامنے پڑتے ہوں۔	تبیین
۲۶	اگر شہر کی اس طرف جس طرف سے مسافر باہر نکلا ہے کوئی ایسا محلہ ہو جو (اب) شہر سے جدا ہو اور پہلے وہ محلہ شہر سے ملا ہوا ہوتا تھا تو جب تک مسافر اس سے باہر نہ نکلے نماز میں قصر نہ کرے گا۔	خلاصہ
۲۷	(ا) مسافر کو رخصت کا حکم اس وقت حاصل ہوگا جب وہ تین دن کے سفر کی مسافت کا ارادہ کرے گا اور اگر اس نے اتنے سفر کا ارادہ نہ کیا تو خواہ ساری دنیا کا چکر لگا آئے اس کے لیے سفر کی رخصت کا حکم نہ ہوگا۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی بھاگے ہوئے یا قرض دار شخص یا اسی طرح کے کسی شخص کی تلاش کر رہا ہو۔ (تو جب تک کہ تین دن کے سفر کی مسافت کا ارادہ نہ ہوگا سفر کی رخصت کا حکم نہ ہوگا) (ب) اور مذکورہ مسافت کے ارادے میں صرف ظن غالب کافی ہے۔ یعنی جب اس کا گمان غالب یہ ہو کہ وہ (تین دن کی مسافت کا) سفر کرے گا تو نماز میں قصر کرے گا اور اس مسافت کا یقین ہونا شرط نہیں ہے۔	تبیین
۲۸	اور اس کا اعتبار بھی کیا جاتا ہے کہ وہ مسافر نیت کی اہلیت رکھتا ہو۔ حتیٰ کہ جب کسی لڑکے اور عیسائی نے سفر	

لہ ردالمحتار میں ہے کہ فنائے مصر سے مراد وہ جگہیں ہیں جو شہر کے مفاد کی خاطر بنائی ہوتی ہیں مثلاً گھوڑ دوڑ، قبرستان وغیرہ۔ ماخوذ از رد المحتار۔ ج ۱ ص ۳۲ اور جیسا کہ حکم نمبر ۱۲/۲۰۹ میں ہے۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر — صلوٰۃ المسافر	حوالہ
۲۰۵	اذا خرجا الی السفر وسارا یومین ثم بلغ الصبی و اسلم النصرانی فالصبی یتم والمسلم یقصر۔	كذا في الزاهدي
۲۹	ولا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الاقامۃ فی بلدۃ او قریۃ خمسۃ عشر یوما او اکثر۔	كذا في الهداية
	هذا اذا سار ثلاثۃ ایام اما اذا لم یسر ثلاثۃ ایام فعزم علی الرجوع او نوی الاقامۃ یصیر مقیما وان کان فی المفازۃ۔	هكذا في معراج الدراية
۳۰	ونیۃ الاقامۃ انما تؤثر بخمسۃ شرائط ترک السیر حتی لو نوی الاقامۃ وهو یسیر لم یصح۔ وصلاحیۃ الموضع حتی لو نوی الاقامۃ فی بر او بحر او جزیرۃ لم یصح واتحاد الموضع والمدۃ والاستقلال بالرأی۔	هكذا في معراج الدراية
۳۱	قال شمس الائمۃ الحلوانیؒ عسکر المسلمین اذا قصدوا موضعا ومعهم اخبیتهم وخیامهم وفساطیطهم فنزلوا مفازۃ فی الطریق ونصبوا الاخبیۃ والفساطیط وعزموا فیها علی اقامۃ خمسۃ عشر یوما لم یصیروا مقیمین لانها حمولۃ ولیست بمساکن۔	كذا في المحيط
۳۲	اختلف المتأخرون فی الذین یسکنون فی الخیام والاخبیۃ فی المفازات من الاعراب والترکمۃ هل صاروا مقیمین بالنیۃ عند ابی یوسفؒ فیه روایتان فی احداهما لا و فی الاخری قال یصیرون مقیمین وعلیه الفتویٰ۔	كذا في الغياثية
۳۳	وان نوی الاقامۃ اقل من خمسۃ عشر یوما قصر۔	هكذا في الهداية
۳۴	ولو بقی فی المصر سنین علی عزم انه اذا قضی حاجته یخرج ولم ینو الاقامۃ خمسۃ عشر یوما قصر۔	كذا في التهذيب

۱ھ اور لڑکے کے بالغ ہونے اور نصرانی کے اسلام لانے کے بعد نماز جمعہ پڑھنے کے متعلق حکم نمبر ۱۳/۲۱۰ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۲ھ کیونکہ اس کے لیے سفر کا حکم مستحکم نہیں ہوا۔ ماخوذ از درمختار۔ ج ۱ ص ۷۳۶۔ (مترجم) ۳ھ پس بحری جہاز اور کشتی ملاح کے لیے وطن نہیں ہے۔ خواہ اہل و عیال ساتھ ہوں۔ ماخوذ از ردالمحتار۔ ج ۱ ص ۷۳۷۔ اس لیے کہ سمندر کی سطح دار الحرب کے حکم میں ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار۔ ج ۱ ص ۷۳۸، اور جیسا کہ حکم نمبر ۳۵/۲۰۲ میں ہے۔ (مترجم) ۴ھ یعنی ایسا جزیرہ جس میں لوگ آباد نہ ہوں۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۷۳۷۔ (مترجم) ۵ھ مثلاً مسافروں میں سے ماتحت نے

دفعات و شق نمبر	پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام — مسافر کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۸	(شروع) کیا۔ جب دو دن چلے تو لڑکا بالغ ہوگیا۔ اور عیسائی مسلمان ہوگیا۔ تو (اس صورت میں) لڑکا نماز پوری پڑھے گا اور وہ مسلمان (جو عیسائی سے مسلمان ہوا ہے) نماز میں قصر کرے گا۔	زاہدی
۲۹	(۲) اور مسافر کے لیے سفر کا حکم جاری رہے گا۔ جب تک کہ وہ کسی گاؤں یا شہر میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ کے ٹھہرنے کی نیت نہ کرے۔	ہدایہ
	(ب) یہ حکم تب ہے کہ جب وہ تین دن سفر (کی مسافت) کر چکے اور اگر تین دن (کی مسافت) کا سفر نہیں کیا اور سفر سے واپسی کا ارادہ کیا یا ٹھہرنے کی نیت کر لی تو وہ مقیم قرار پا جائے گا خواہ بیابان میں ہو۔[۲]	معراج درایہ
۳۰	مقیم ہونے کی نیت کا اثر پانچ شرطوں سے ہوتا ہے۔ وہ[۱] مسافر سفر کرنا چھوڑ دے حتیٰ کہ اگر مسافر نے مقیم ہونے کی نیت کر لی اور وہ سفر کیے جا رہا ہے تو اس کی مقیم ہونے کی وہ نیت درست نہیں قرار پائے گی۔ جہاں[۲] مقیم ہونے کی نیت کی ہے وہ جگہ ٹھہرنے کے لائق ہو حتیٰ کہ اگر کسی مسافر نے صحرا میں یا پانی میں[۳] یا کسی (غیر آباد) جزیرہ میں ٹھہرنے کی نیت کی تو مقیم ہونے کی وہ نیت درست نہیں قرار پائے گی۔ ایک[۳] مقام پر ٹھہرنے کی نیت کرے۔ اور[۴] (پندرہ دن کی) خاص مدت تک ٹھہرنے کی نیت کرے۔ اور[۵] اقامت کی نیت کرنے میں اس مسافر کی رائے مستقل ہو۔[۵]	معراج درایہ
۳۱	شمس الائمہ حلوانی رح نے کہا ہے کہ اگر مسلمانوں کا لشکر کسی جگہ کا ارادہ کرے اور ان کے ساتھ سائبان اور سوتی اور اونی خیمے ہوں وہ راستے میں کسی جنگل بیابان میں اتر کر خیمے نصب کر دیں اور وہاں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کر لیں تو وہ مقیم نہ قرار پائیں گے۔ اس لیے کہ وہ سب سامان اٹھا لے چلنے کا سامان ہے مسکن (ٹھہرنے کی جگہ) نہیں ہے۔	محیط
۳۲	فقہاء نے ان دیہاتیوں اور خانہ بدوشوں کے بارے میں اختلاف کیا ہے جو جنگلوں بیابانوں میں سوتی اور اونی خیموں میں رہتے ہیں کہ آیا وہ نیت کریں تو مقیم قرار پاتے ہیں؟ اس کے حکم کے متعلق امام ابو یوسف رح سے دو روایتیں ہیں۔ ان میں سے ایک روایت میں یہ حکم ہے کہ وہ مقیم نہیں قرار پاتے۔ اور دوسری روایت میں آپ رح نے کہا ہے کہ وہ مقیم قرار پاتے ہیں۔ اور اسی حکم پر فتویٰ ہے۔[۶]	غیاثیہ
۳۳	اگر کسی مسافر نے پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کی، تو وہ قصر کرے گا۔	ہدایہ
۳۴	اگر کوئی مسافر کسی شہر میں کئی سال اس ارادے سے رہے کہ جب اس کا کام ہو جائے گا تو چلا جائے گا اور اس نے پندرہ روزہ ٹھہرنے کی نیت نہ کی تو وہ نماز میں قصر کرے گا۔	تہذیب

اقامت کی نیت کی اور افسر مجاز نے اقامت کی نیت نہیں کی یا اس کی نیت کا حال معلوم نہ ہو سکا تو اس صورت میں قصر نہ چھوڑے گا۔ ماخوذ از رد المحتار۔ ج ۱۔ صہ ۳۸۷ (مترجم) ھ۷ درمختار میں ہے کہ جب ان کے پاس پانی اور گھاس وغیرہ مقیم ہونے کی مدت کے لیے کافی ہو تو وہ مقیم ہیں۔ اس لیے کہ مقیم ہونا اصل ہے۔ اور اگر وہ کسی ایسی جگہ کا قصد کریں جو سفر قرار پا سکتا ہو تو پھر وہ قصر کریں گے۔ ورنہ نہیں۔ ماخوذ از درمختار۔ ج ۱۔ صہ ۳۹۷۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر — صلوٰۃ المسافر	حوالہ
۲۰۵ ۳۵	الحجاج اذا وصلوا بغداد ولم ينووا الاقامة وعزموا ان لا يخرجوا الا مع القافلة ويعلمون ان بين هذا الوقت وبين خروج القافلة خمسة عشر يوما فصاعدا يتمون اربعا۔	هكذا في محيط السرخسي
۳۶	ولو نوى الاقامة خمسة عشر يوما في موضعين فان كان كل منهما اصلا بنفسه نحو مكة ومنى والكوفة والحيرة لا يصير مقيما۔ وان كان احدهما تبعا للآخر حتى تجب الجمعة على سكانه يصير مقيما۔	هكذا في محيط السرخسي
۳۷	ولو نوى الاقامة خمسة عشر يوما بقريتين النهار في احداهما والليل في الاخرى يصير مقيما اذا دخل التي نوى البيتوتة فيها۔ ولا يصير مقيما بدخوله اولا في القرية الاخرى۔	هكذا في محيط السرخسي كذا في الخلاصة
۳۸	ذكر في كتاب المناسك ان الحاج اذا دخل مكة في ايام العشر ونوى الاقامة نصف شهر لا تصح لانه لابد له من الخروج الى عرفات فلا يتحقق الشرط۔ وقيل كان سبب تفقه عيسى بن ابان هذه المسئلة وذلك انه كان مشغولا بطلب الحديث قال دخلت مكة في اول العشر من ذي الحجة مع صاحب لي وعزمت على الاقامة شهرا فجعلت اتم الصلوة فلقيني بعض اصحاب ابي حنيفة رح فقال أخطأت فانك تخرج الى منى وعرفات فلما رجعت من منى بدا لصاحبي ان يخرج وعزمت على ان اصاحبه وجعلت اقصر الصلوة فقال لي صاحب ابي حنيفة رح أخطأت فانك مقيم بمكة فما لم تخرج منها لا تصير مسافرا فقلت أخطأت في مسئلة في موضعين فرحلت الى مجلس محمد رح واشتغلت بالفقه۔	كذا في البحر الرائق
۳۹	حاصر قوم مدينة في دار الحرب او اهل البغي في دار الاسلام في غير مصر ونوى الاقامة خمسة عشر يوما قصروا لان حالهم متردد بين بين قرار وفرار فلا تصح نيتهم وان نزلوا في بيوتهم۔	كذا في التمرتاشي

۵؎ ردالمحتار میں اس حکایت کے بعد لکھا ہے کہ اس صورت میں ان کی نصف ماہ ٹھہرنے کی نیت نے عرفات اور منیٰ سے واپسی کے بعد عمل کیا ہے۔ ممکن ہے کہ انہوں نے عرفات اور منیٰ سے واپسی پر نصف ماہ ٹھہرنے کی پھر نیت کی ہو۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱۔ ص ۷۳۶ (مترجم)

دفعات دشق نمبر	پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام — مسافر کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۵ ۳۵	حج کو جانے والے لوگ جب بغداد پہنچے تو انہوں نے مقیم ہونے کی نیت نہ کی اور انہوں نے ارادہ کیا وہ قافلے کے ساتھ ہی جائیں گے اور وہ جانتے ہیں کہ قافلہ جانے میں اب سے بعد پندرہ دن یا اس سے زیادہ کا وقفہ ہے تو وہ (چار رکعت والی فرض نمازیں) چار رکعت پوری پڑھیں گے۔	محیط سرخسی
۳۶	اگر کسی مسافر نے دو مقام میں (کُل) پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت کی تو اس کا حکم یہ ہے کہ (ا) اگر وہ دو مقام الگ مستقل مقام ہیں مثلاً مکہ مکرمہ، منیٰ، کوفہ اور حیرہ تو وہ مقیم نہ قرار پائے گا۔ (ب) اور اگر ان دو مقاموں میں سے ایک مقام دوسرے کی ذیل میں ہو، حتیٰ کہ وہاں کے لوگوں پر جمعہ واجب ہوتا ہو تو وہ مقیم قرار پائے گا۔	محیط سرخسی
۳۷	اگر کسی مسافر نے دو گاؤں میں پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت یوں کی کہ دن کو (ان میں سے) ایک گاؤں میں رہا کرے گا اور رات کو (ان میں سے) دوسرے گاؤں میں رہا کرے گا تو (اس صورت میں) جب وہ اس گاؤں داخل ہوگا جس میں رات رہنے کی نیت کی ہے تو وہ مقیم قرار پائے گا۔ اور (مذکورہ صورت میں) اولاً دوسرے گاؤں میں داخل ہونے سے مقیم نہ قرار پائے گا۔	محیط سرخسی خلاصہ
۳۸	(ا) کتاب مناسک میں ہے کہ حج کو جانے والے لوگ اگر ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں میں مکے میں داخل ہوں اور وہاں آدھا مہینہ ٹھہرنے کی نیت کر لیں تو ان کی نیت (مقیم قرار پانے کے لیے) صحیح نہیں ہے اس لیے کہ انہیں عرفات کو ضرور جانا پڑے گا۔ (ب) حکایت ہے کہ عیسیٰ بن ابانؒ کے فقہ سیکھنے کا سبب یہی مسئلہ ہوا، اور وہ واقعہ یہ ہے کہ وہ حدیث کی طلب میں مشغول تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ذی الحجہ کے پہلے مہینہ میں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ مکہ میں داخل ہوا اور میں نے ایک ماہ ٹھہرنے کا ارادہ کیا اور فرض نماز (کی رکعتیں) پوری پڑھنا شروع کیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے کسی ساتھی سے میری ملاقات ہوئی۔ تو انہوں نے کہا کہ تو نے غلطی کی۔ اس لیے کہ تجھے منیٰ اور عرفات جانا پڑے گا۔ پھر جب میں منیٰ سے واپس آیا تو میرے ساتھی نے باہر جانے کا ارادہ کیا اور میں نے بھی اس کے ساتھ جانے کا ارادہ کیا اور میں نے نماز میں قصر شروع کر دیا تو امام ابو حنیفہؒ کے ساتھی نے کہا کہ تو نے پھر غلطی کی، اس لیے کہ تم ابھی مکے میں مقیم ہو[۵۲] جب تک تم وہاں سے باہر نہ نکلو گے مسافر نہ قرار پاؤ گے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں نے ایک مسئلہ میں دو جگہ غلطی کی۔ چنانچہ میں نے امام محمدؒ کی مجلس کی طرف کوچ کیا اور فقہ میں مشغول ہو گیا۔	بحر رائق
۳۹	ایک قوم نے دار الحرب (کافروں کی مملکت) میں کسی شہر کا یا دار الاسلام (مسلمانوں کی مملکت) میں باغیوں کا محاصرہ ایسی جگہ کیا جو شہر نہیں ہے۔ اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کر لی تو (اس صورت میں) وہ قصر کریں گے اس لیے کہ ان کی حالت میں (استقلال بالرای نہیں) تردد ہے۔ اور اس میں قرار (ٹھہرنا) بھی ہوتا ہے اور فرار (بھاگنا) بھی ہوتا ہے[۵۳] پس ان کی مقیم ہونے کی نیت صحیح نہیں قرار پائے گی۔ خواہ وہ گھر میں ہوں۔	تمرتاشی

[۵۳] جیسا کہ حکم نمبر ۴۸/۲۰۵ میں ہے۔ (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر — صلوٰۃ المسافر	حوالہ
۲۰۵ ۴۰	ولهذا قال اصحابنا فی تاجر دخل مدینة لحاجة نوٰی ان یقیم خمسة عشر یوما لقضاء تلك الحاجة لا یصیر مقیما لانه متردد بین ان یقضی حاجته فیرجع وبین ان لا یقضی فیقیم فلا تکون نیته مستقرة۔ وهذا الفصل حجة علی من یقول من اراد الخروج الی مکان ویرید ان یترخص برخص السفر ینوی مکانا ابعد منه وهذا اغلط۔	کذا فی البحر الرائق ناقلا عن معراج الدرایة
۴۱	ومن دخل دار الحرب بامان ونوی الاقامة فی موضع الاقامة صحت نیته۔	کذا فی الخلاصة
۴۲	اذا اسلم الرجل من اهل الحرب فی دارهم فعلموا باسلامه وطلبوه لیقتلوه فخرج هاربا یرید مسیرة ثلاثة ایام فهو مسافر وان اقام فی موضع مختفیا شهرا او اکثر لانه صار محاربا لهم۔ وکذا المستامن اذا غدر وطلبوه لیقتلوه۔	کذا فی المحیط
۴۳	وان کان واحد من هؤلاء مقیما بمدینة من دار الحرب فلما طلبوه لیقتلوه اختفی فیها فانه یتم الصلوٰة فانه کان مقیما بهذه البلدة فلا یصیر مسافرا ما لم یخرج منها۔	کذا فی المحیط
۴۴	وکذلك لو کان اهل مدینة من اهل الحرب اسلموا فقاتلهم اهل الحرب وهم مقیمون فی مدینتهم فانهم یتمون الصلوٰة۔	کذا فی المحیط
۴۵	وکذلك ان غلبهم اهل الحرب علی مدینتهم فخرجوا منها یریدون مسیرة یوم فانهم یتمون الصلوٰة۔ وان خرجوا یریدون مسیرة ثلاثة ایام قصروا الصلوٰة۔	کذا فی المحیط
۴۶	فان عادوا الی مدینتهم ولم یکن المشرکون عرضوا للمدینة اتموا فیها الصلوٰة۔ وان کانوا المشرکون غلبوا علی مدینتهم وقاموا فیها ثم ان المسلمین رجعوا الیها وخلی المشرکون عنها فان کانوا اتخذوها دارا ومنزلا لا یبرحونها فصارت دار اسلام یتمون فیها الصلوٰة۔	

دفعات وشق نمبر	پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام — مسافر کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۵ ۴۰	(۲) اسی (مذکورہ حکم کی) وجہ سے ہمارے اصحابؒ نے کہا ہے کہ ایسا تاجر جو کسی شہر میں کسی کام کے لیے داخل ہوا ہوا اور اس نے اس کام کو سرانجام دینے کے لیے پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت کر لی تو (اس صورت میں) وہ مقیم نہیں قرار پائے گا۔ اس لیے کہ اس کی حالت میں تردد ہے۔ اس کا کام ہو جائے تو وہ چلا جائے گا۔ اور اگر اس کا کام نہ ہوا تو وہ ٹھہرے گا۔ پس اس صورت میں اس کی پختہ نیت نہیں ہے۔ (ب) اور یہ فرق اس شخص پر حجت ہے جو یہ کہتا ہے کہ جسے کسی (قریب) جگہ جانا ہو۔ اور وہ یہ چاہتا ہے کہ وہ سفر کی رخصتیں حاصل کرے تو وہ اس جگہ سے دور جگہ کے سفر کی نیت کرے۔ حالانکہ ایسا (حیلہ) کرنا غلط ہے۔	بحرالرائق
۴۱	جو شخص دارالحرب (کافروں کی مملکت) میں امن حاصل کر کے داخل ہوا۔ اور ٹھہرنے کے لائق جگہ میں مقیم ہونے کی نیت کی تو اس کی نیت صحیح ہے۔	خلاصہ
۴۲	(۱) مگر جب کافروں میں سے کوئی شخص دارالحرب میں مسلمان ہوا تو حربیوں کو اس کے اسلام کا علم ہو گیا اور اسے قتل کرنے کے لیے تلاش کرنے لگے تو وہ ان کے ڈر سے تین دن سفر کا ارادہ کر کے بھاگ نکلا تو وہ مسافر قرار پائے گا، خواہ وہ کسی جگہ ایک ماہ یا اس سے بھی زیادہ چھپا رہا (مسافر رہے گا) اس لیے کہ وہ ان سے لڑنے والا قرار پائے گا۔ (ب) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اس شخص کے لیے حکم ہے جو امن حاصل کر کے (دارالحرب میں) گیا اور اس کے ساتھ عہد شکنی کی گئی اور ان لوگوں نے اسے قتل کرنے کے لیے تلاش شروع کی (تو وہ کہیں روپوش ہو گیا پس وہ مسافر ہی رہے گا)	محیط
۴۳	اگر ان (مذکورہ ۴۲/۲۰۵) میں سے کوئی دارالحرب (کافروں کی مملکت) میں کسی شہر میں مقیم تھا۔ پس جب ان لوگوں نے اسے قتل کرنے کے لیے تلاش شروع کی تو وہ اس شہر میں روپوش ہو گیا تو (اس صورت میں) وہ نماز پوری پڑھے گا۔ (قصر نہیں کرے گا) اس لیے کہ وہ اس شہر میں مقیم تھا۔ اب جب تک وہاں سے (سفر کے ارادے سے) باہر نہ نکلے۔ مسافر قرار نہ پائے گا۔	محیط
۴۴	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر دارالحرب (کافروں کی حکومت) کے کسی شہر کے لوگ مسلمان ہو گئے۔ تو حربیوں نے ان سے لڑائی شروع کر دی اور وہ مسلمان اپنے شہر میں مقیم ہوں تو وہ نماز پوری پڑھیں گے (قصر نہیں کریں گے)	محیط
۴۵	(۱) اسی (مذکورہ حکم کی) کی طرح اگر (مذکورہ صورت میں) کافروں نے ان کے شہر پر غلبہ حاصل کر لیا اور وہ مسلمان ایک دن کے سفر کا ارادہ کر کے اس شہر سے نکل کھڑے ہوئے تو وہ نماز پوری پڑھیں گے (قصر نہیں کریں گے) (ب) اور اگر وہ مسلمان تین دن کے سفر کے ارادے سے نکلے تو قصر کریں گے۔	محیط
۴۶	(۱) اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ مسلمان اپنے شہر میں واپس آئیں اور اس شہر میں مشرکین نے سامنا نہ کیا ہو تو وہ مسلمان نماز پوری پڑھیں گے۔ (ب) اور اگر مشرکوں نے اس شہر پر غلبہ حاصل کیا۔ اور وہ اس میں رہ پڑے اور پھر مسلمان اس شہر کو واپس آئے تو مشرکوں نے شہر خالی کر دیا تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) اگر مسلمان اس شہر کو اپنا گھر اور منزل بنا لیں اور وہاں سے جانے کا ارادہ نہ کریں تو وہ شہر دارالاسلام قرار پائے گا اور وہ اس میں نماز پوری پڑھیں گے (قصر نہ کریں گے)	

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر — صلوٰۃ المسافر	حوالہ
۲۰۵	وان کانوا لا یریدون ان یتخذوا دارھا دارا ولکن یقیمون فیھا شھرا ثم یخرجون الی دار الاسلام یقصرون الصلوٰۃ فیھا۔	کذا فی المحیط
۴۷	والاسیر فی دار الحرب اذا انفلت منھم ووطن علی الاقامۃ خمسۃ عشر یوما فی غار او نحوہ لم یصر مقیما۔	کذا فی الخلاصۃ
۴۸	وفی التجنیس عسکر المسلمین اذا دخلوا دار الحرب وغلبوا فی مدینۃ ان اتخذوھا دارا یتمون الصلوٰۃ وان لم یتخذوھا دارا ولکن ارادوا الاقامۃ بھا شھرا او اکثر فانھم یقصرون۔	کذا فی البحر الرائق
۴۹	وکل من کان تبعا لغیرہ یلزمہ طاعتہ یصیر مقیما باقامتہ ومسافرا بنیتہ وخروجہ الی السفر۔	کذا فی محیط السرخسی
	فیصیر الجندی مقیما فی الفیافی بنیۃ اقامۃ الامیر فی المصر۔	کذا فی الکافی فی نواقض الوضوء
	والاصل ان من یمکنہ الاقامۃ باختیارہ یصیر مقیما بنیۃ نفسہ ومن لا یمکنہ الاقامۃ باختیارہ لا یصیر مقیما بنیۃ نفسہ حتی ان المرأۃ اذا کانت زوجھا فی السفر والرقیق مع مولاہ والتلمیذ مع استاذہ والاجیر مع مستاجرہ والجندی مع امیرہ فھؤلاء لا یصیرون مقیمین بنیۃ انفسھم فی ظاھر الروایۃ۔	کذا فی المحیط
	ثم المرأۃ انما تکون تبعا للزوج اذا اوفاھا مھرھا المعجل واما اذا لم یوفھا فلا تکون تبعا لہ قبل الدخول۔	
	والجندی انما یکون تبعا للامیر اذا کان یرزق من الامیر۔	کذا فی التبیین
	اما اذا کانت ارزاقھم من اموال انفسھم فالعبرۃ لنیتھم۔	کذا فی الظھیریۃ
۵۰	المحبوس بالدین والملازم بہ یعتبر فیہ نیۃ صاحب الدین ان کان المطلوب معسرا وان کان موسرا یعتبر فیہ نیۃ المطلوب حتی لو عزم ان لا یقضی دینہ فھو کالمعسر۔	کذا فی المضمرات
۵۱	العبد اذا کان بین المولیین فی السفر فنوی احدھما الاقامۃ دون الاخر	

۱؎ اس لیے کہ اس کی حالت متردد ہے وہ مذکورہ مدت سے پہلے ہی جونہی موقع پائے گا بھاگ نکلے گا۔ ماخوذ بحوالہ فتح از ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۸۷۔ (مترجم)

۲؎ اس لیے کہ وہ دار الحرب ہے اور وہ اس میں حالتِ جنگ میں ہیں۔ اور یہ الیت قرار اور فرار میں متردد ہے اور ان کے مقیم ہونے کے ارادے کے منافی ہے۔ خواہ لشکر اسلام کو شوکت حاصل ہو کیونکہ اس کا احتمال ہے کہ دشمن کو مدد پہنچ جائے یا وہ دھوکہ کی چال چلیں۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱، ص ۷۔ اور اس کے متعلق حکم نمبر ۳۹/۲۰۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام — مسافر کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۵	(ج) اور اگر (مذکورہ صورت میں) مسلمانوں کا ارادہ اس شہر کو گھر بنانے کا نہ ہو لیکن یہ ارادہ ہو کہ وہ اس میں ایک ماہ ٹھہریں گے۔ پھر دارالاسلام کی طرف چلے جائیں گے تو (اس صورت میں) وہ اس شہر میں نماز قصر ادا کریں گے۔	محیط
۴۷	کوئی (مسلمان) قیدی جو کافروں کی حکومت میں تھا وہ جب ان سے بچ نکلا تو کسی غار وغیرہ میں وطن بنا کر پندرہ دن ٹھہرا تو (اس سے) وہ مقیم نہ قرار پائے گا۔[۱]	خلاصہ
۴۸	تجنیس میں ہے کہ اگر مسلمانوں کا لشکر کافروں کی حکومت میں داخل ہوا اور کسی شہر پر قبضہ کر لیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر انہوں نے اس شہر کو گھر بنا لیا تو نماز پوری پڑھیں گے (قصر نہ کریں گے) اور اگر انہوں نے اس شہر کو گھر نہ بنایا لیکن انہوں نے اس شہر میں ایک ماہ یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ کیا تو وہ نماز قصر کے ساتھ پڑھیں گے۔[۲]	بحرالرائق
۴۹	(ا) جو شخص کسی دوسرے شخص کے ماتحت ہو اور اس کی اطاعت اس پر لازم ہو تو وہ ماتحت اس افسر کے مقیم ہونے سے مقیم قرار پائے گا اور اس کی نیت سفر اور سفر کی طرف نکلنے سے مسافر قرار پائے گا۔	محیط سرخسی
	(ب) پس فوج کا افسر کسی شہر میں مقیم ہونے کی نیت کرے تو اس کا فوجی جنگل میں مقیم قرار پائے گا۔	کافی
	(ج) (ان مسائل میں) اصول یہ ہے کہ جو شخص اپنے اختیار سے مقیم ہو سکتا ہے وہ اپنی نیت سے مقیم قرار پاتا ہے۔ اور جو شخص اپنے اختیار سے مقیم نہیں ہو سکتا وہ اپنی نیت سے مقیم قرار نہیں پاتا حتیٰ کہ جب سفر میں عورت اپنے خاوند کے ساتھ ہو! اور غلام اپنے آقا کے ساتھ ہو اور شاگرد اپنے استاد کے ساتھ ہو اور نوکر اپنے سردار کے ساتھ ہو اور سپاہی اپنے افسر کے ساتھ تو ظاہر روایت کے بموجب یہ سب اپنی نیت سے مقیم نہ قرار پائیں گے۔	محیط
	(د) پھر عورت اپنے خاوند کی ذیل میں اس وقت قرار پاتی ہے جب خاوند اس کا مہر معجل (جس مہر کی ادائیگی فوری قرار پائی ہو) ادا کر دے۔ اور اگر خاوند نے عورت کا مہر معجل ادا نہیں کیا تو وہ عورت دخول سے پہلے اس کی ذیل میں نہ قرار پائے گی۔	
	(س) اور فوجی اپنے افسر کی ذیل میں اس وقت قرار پاتا ہے جب کہ اس کی خوراک اس افسر کی طرف سے ہو۔[۳] اور اگر ان کی خوراک خود ان کے اپنے مال سے ہو تو (سفر اور اقامت میں) ان کی اپنی نیت معتبر ہو گی۔	تبیین ظہیریہ
۵۰	جو شخص قرض کے بدلے پکڑا ہوا ہو اور قرض خواہ کی حوالات میں ہو تو اس کے لیے قرض خواہ کی نیت کا اعتبار ہے بشرطیکہ وہ مقروض اس قرض کو ادا نہ کر سکتا ہو۔ اور اگر مقروض اس قرض کو ادا کر سکتا ہو تو مقروض کی نیت کا اعتبار ہے۔ اور اگر مقروض یہ ارادہ کرے کہ وہ قرض خواہ کا قرض ادا نہیں کرے گا تو اس کا حکم قرض ادا نہ کر سکنے والے کی طرح ہے۔	مضمرات
۵۱	سفر میں کسی غلام کے دو مالک ہیں۔ ان میں سے ایک نے مقیم ہونے کی نیت کی اور دوسرے نے نہ کی تو (اس غلام	

[۳] درمختار میں اور ردالمحتار میں بحوالہ شرح منیہ ہے کہ فوجی اپنے امیر (افسر) کی ذیل میں تب قرار پاتا ہے جب کہ اس کی خوراک اس امیر کی طرف سے یا بیت المال کی طرف سے ہو۔ اور حاکم نے اس فوجی کو اس افسر کے ساتھ جانے کا حکم دیا ہو۔ اور ذخیرہ میں ہے۔ المتطوع بالجہاد۔ اسلامی فوج میں بغیر معاوضہ رضا کارانہ خدمات سرانجام دینے والا نماز کی قصر کے احکام میں افسر کی ذیل میں نہیں ہوتا۔ ماخوذ از رحمت رد ردالمحتار۔ ج ۱۔ ص ۷۴۴، ص ۷۴۵۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر — صلوٰۃ المسافر	حوالہ
۲۰۵	فان کان تھایاہ فی خدمتہ فالعبد یتم یوم خدمتہ ویقصر یوم خدمۃ الاخر۔	
	وان لم یکونا تھایاہ قالوا ینبغی ان یصلی اربعا اعتبار الاصل ویقعد علی راس الرکعتین لا محالۃ احتیاطا۔	کذا فی الغیاثیۃ
۵۲	ان لم یعلم التبع باقامۃ الاصل یصیر مقیما وقیل لا یصیر مقیما وھو الاصح لان فی لزوم الحکم قبل العلم بہ حرجا وضررا وھو مدفوع شرعا۔	کذا فی محیط السرخسی
۵۳	العبد اذا خرج مولاہ مسأله فان لم یخبرہ اتم صلوٰتہ وان صلی اربعا ایاما ولم یقعد فی الثانیۃ ثم اخبرہ مولاہ انہ قصد مسیرۃ سفر حین خرج الاصح انہ لا یعیدھا لما بینا۔	کذا فی محیط السرخسی
۵۴	اذا ام العبد مولاہ ومعہ جماعۃ من المسافرین فلما صلی رکعۃ نوی المولی الاقامۃ صحت نیتہ فی حقہ وفی حق العبد ولا یظہر فی حق القوم فی قول محمد رح فیصلی العبد رکعتین ویقدم الواحد من المسافرین لیسلم بالقوم ثم یقوم المولی والعبد ویتم کل واحد منھما صلوٰتہ اربعا۔ ثم بماذا یعلم العبد ان المولی نوی الاقامۃ قال بعضھم یقوم المولی بازاء العبد فینصب اصبعیہ اولا ویشیر باصبعیہ ثم ینصب اربع اصابع ویشیر باصابعہ الاربع۔	کذا فی المحیط
۵۵	ولو نوی المسافر الاقامۃ فی الصلوٰۃ فی الوقت اتمھا منفردا کان او مقتدیا مسبوقا[1] او مدرکا۔ فان کان لاحقا[2] فنوی الاقامۃ بعد فراغ امامہ لم یتمھا بخلاف ما لو نوی الاقامۃ قبل فراغ الامام فان تکلم اللاحق بعد ما نوی الاقامۃ صلی اربعا ان کان فی الوقت وان خرج الوقت صلی رکعتین۔	کذا فی محیط السرخسی

[1] مسبوق کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۴۳/۱۱۰ کا حاشیہ اور حکم ۱/۱۶۹ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

[2] لاحق کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۴۳/۱۱۰ کا حاشیہ اور حکم ۱/۱۶۷ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پندرھواں باب مسافر کی نماز کا بیان — مسافر کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۵	کے لیے حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر ان دونوں نے اسے باری باری اپنی خدمت کے لیے مقرر کیا ہے تو وہ غلام اس ایک کی خدمت کے دن (جس نے مقیم ہونے کی نیت کی ہے) پوری نماز پڑھے گا۔ اور دوسرے کی خدمت کے دن (جس نے مقیم ہونے کی نیت نہیں کی ہے) نمازیں قصر کرے گا۔	
	(ب) اور اگر ان دونوں نے اسے باری باری خدمت کے لیے مقرر نہیں کیا ہے تو فقہاءؒ نے کہا ہے کہ اس غلام کو چاہیئے کہ اصل کے اعتبار سے چار رکعتیں پڑھے (یعنی قصر نہ کرے) اور از روئے احتیاط دو رکعتوں کے بعد قعدہ ضرور کرے۔	غیاثیہ
۵۲	اور اگر ماتحت (مسافر) کو اپنے اصل (یعنی خاوند، مالک، استاد آقا اور افسر وغیرہ) کے مقیم ہونے کا حال معلوم نہ ہو تو بعض کا قول ہے کہ وہ مقیم قرار پاتا ہے! اور بعض کا قول یہ ہے کہ وہ مقیم نہیں قرار پاتا اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔ اس لیے کہ معلوم ہونے سے پہلے حکم لاگو ہونے میں حرج اور ضرر ہے اور ایسا حکم شریعت میں رد کیا ہوا ہے۔	محیط سرخسی
۵۳	غلام جب اپنے آقا کے ساتھ نکلے تو اسے چاہیئے کہ اس سے پوچھ لے اور اگر وہ اسے نہ بتائے تو غلام اپنی نماز پوری پڑھے۔ اور اگر (مذکورہ صورت میں) غلام نے چند روز چار رکعتیں پڑھیں (یعنی نمازیں قصر نہ کی) اور دوسری رکعت پر التحیات کے لیے نہ بیٹھا۔ پھر اس کے آقا نے اسے بتایا کہ وہ جب سے نکلا ہے سفر کی نیت سے روانہ ہوا ہے تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ وہ غلام ان نمازوں کو نہ لوٹائے اس سبب سے جسے ہم نے (۵۲/۲۰۵ میں) بیان کر دیا ہے۔	محیط سرخسی
۵۴	(ا) جب غلام اپنے آقا کی امامت کرے! اور اس جماعت میں اور مسافر بھی ہوں۔ پس جب اس نے ایک رکعت پڑھی تو آقا نے مقیم ہونے کی نیت کر لی، تو آقا کی نیت اس کے حق میں صحیح ہو جائے گی۔ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب جماعت والے دوسرے لوگوں کے حق میں یہ حکم جاری نہ ہوگا۔ پس غلام دو رکعتیں پڑھنے کے بعد جماعت کے مسافروں میں سے کسی ایک کو (امامت کے لیے) آگے کر دے گا تاکہ وہ جماعت والوں کے ساتھ سلام پھیر دے۔ پھر غلام اور آقا کھڑے ہوں گے اور ان دونوں میں سے ہر ایک اپنی اپنی نماز چار رکعتیں پوری کرے گا۔	
	(ب) پھر (یہ امر کہ) کس طرح غلام جان لے گا کہ (اس کے) آقا نے مقیم ہونے کی نیت کر لی ہے (اس کے متعلق) بعض نے کہا ہے کہ آقا اپنے غلام کے سامنے کھڑا ہو، پھر پہلے اپنی دو انگلیاں کھڑی کرے اور ان سے اشارہ کرے پھر چار انگلیاں کھڑی کرے اور ان چار انگلیوں سے اشارہ کرے۔	محیط
۵۵	(ا) اگر مسافر نے نماز کے وقت میں اپنی نماز کے اندر مقیم ہونے کی نیت کی تو وہ پوری نماز پڑھے (قصر نہ کرے)[۵۵] خواہ اکیلے نماز پڑھ رہا ہو یا مقتدی ہو یا مسبوق ہو یا اس نے سبھی رکعتیں امام کے ساتھ پائی ہوں۔ اور اگر وہ لاحق تھا اور اس نے امام کے فارغ ہونے کے بعد مقیم ہونے کی نیت کی تو وہ نماز پوری نہ پڑھے گا (بلکہ قصر کرے گا) اور اگر اس نے امام کے فارغ ہونے سے پہلے مقیم ہونے کی نیت کی تو اس کا حکم اس کے خلاف ہے (یعنی پھر وہ قصر نہ کرے گا) پس اگر لاحق نے مقیم ہونے کی نیت کرنے کے بعد بات کر دی اور نماز کا وقت ابھی باقی ہو تو وہ چار رکعتیں نماز پڑھے گا (قصر نہیں کرے گا) اور اگر اس نماز کا وقت نکل چکا ہے تو وہ دو رکعتیں پڑھے گا (یعنی قصر کرے گا)۔	محیط سرخسی

[۵۵] کیونکہ نماز قصر سے پوری نماز ہونے اور پوری نماز سے قصر ہونے کی تبدیلی میں نماز کے اس وقت کا آخری حصہ معتبر ہے۔ بشرطیکہ وہ نماز اس وقت میں پہلے ادا نہیں ہوئی۔ ماخوذ از رد المحتار۔ ج ۱، ص ۷۴۲۔ اس کے متعلق حکم ۵۷/۲۰۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر — صلوٰۃ المسافر	حوالہ
۲۰۵	ولوخرج الوقت وھو فی الصلوٰۃ فنوی الاقامۃ فانہ لایتحول فرضہ الی الاربع فی حق تلک الصلوٰۃ۔	کذا فی الخلاصۃ
۵۶	المسافر اذا نوی الاقامۃ بعد ماسلم وعلیہ سھو لم تصح نیتہ فی ھذہ الصلوٰۃ لانہ نوی الاقامۃ بعد الخروج ویسقط عنہ سجود السھو فی قول ابی حنیفۃؒ وابی یوسفؒ لانہ لوعاد الی سجود السھو تصح نیۃ الاقامۃ وینقلب فرضہ اربعا وتصیر السجدۃ فی خلال الصلوٰۃ فیبطل۔ وان سجد لسھو ثم نوی الاقامۃ تصح نیتہ وتصیر صلوتہ اربع سواء سجد سجدتین او سجدۃ واحدۃ او نوی الاقامۃ فی السجدۃ لانہ لما سجد للسھو عادت حرمۃ الصلوٰۃ فصار کما نوی الاقامۃ فیھا۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۷	ولوکان مسافرا فی اول الوقت ان صلی صلوٰۃ السفر ثم اقام فی الوقت لایتغیر فرضہ۔ وان لم یصل حتی اقام فی اٰخر الوقت ینقلب فرضہ اربعا وان لم یبق من الوقت الاقدر ما یسع فیہ بعض الصلوٰۃ۔ وان اقام بعد الوقت یقضی صلوٰۃ السفر۔	کذا فی فتاوی قاضیخانؒ
۵۸	رجل صلی الظھر ثم سافر فی الوقت ثم صلی العصر فی وقتہ ثم ترک السفر قبل غروب الشمس ثم ذکر انہ صلی الظھر والعصر بغیر وضوء یصلی الظھر رکعتین والعصر اربعا۔ ولوصلی الظھر والعصر وھو مقیم ثم سافر قبل غروب الشمس ثم ذکر انہ صلاھما بغیر وضوء یصلی الظھر اربعا والعصر رکعتین۔	کذا فی محیط السرخسی
۵۹	مسافر ام قوما مسافرین فاحدث واستخلف مسافرا فنوی الثانی الاقامۃ لایتغیر فرض من خلفہ۔ وان نوی الامام الاقامۃ بعد ما احدث قبل ان یخرج من المسجد یصیر فرضہ وفرض القوم اربعا۔	کذا فی الظھیریۃ

ﻝ۵ اس کے متعلق حکم نمبر ۲۱-۲۲/۲۰۰ مع حواشی ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۵۲ اس کے متعلق حکم ۵۵/۲۰۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام مسافر کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۵	اگر اس نماز کا وقت نکل گیا اور وہ نماز میں تھا پس اس نے مقیم ہونے کی نیت کر لی۔ تو اس صورت میں اس نماز کے حق میں وہ (قصر) نماز چار رکعتوں میں تبدیل نہ ہو گی۔	خلاصہ
۵۶	(ا) مسافر نے سلام پھیرنے کے بعد مقیم ہونے کی نیت کی اور اس پر سجدہ سہو تھا تو اس نماز میں اس کی مقیم ہونے کی نیت صحیح نہ ہو گی۔ اس لیے کہ اس نے (گویا) نماز سے نکل چکنے کے بعد مقیم ہونے کی نیت کی ہے اور اس کا سجدہ سہو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے بموجب ساقط ہو جائے گا کیونکہ اگر وہ سجدہ سہو کی طرف لوٹے گا تو (نماز کے اندر ہونا قرار پاکر) اس کی مقیم ہونے کی نیت صحیح ہو جائے گی اور اس کے فرض چار ہو جائیں گے اور پھر سجدہ سہو نماز کے درمیان واقع قرار پاکر باطل ہو جائے گا۔ (ب) اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) سجدہ سہو کر لیا پھر مقیم ہونے کی نیت کی تو اس کی نیت صحیح قرار پائے گی اور اس کی نماز چار رکعتیں ہو جائے گی خواہ اس نے دو سجدے کیے ہوں یا ایک سجدہ کیا ہو یا اس نے سجدے کے اندر مقیم ہونے کی نیت کی ہو۔ اس لیے کہ جب اس نے سجدہ سہو کیا تو نماز کی حرمت لوٹ آئی اور (اس میں مقیم ہونے کی نیت کرنا) ایسا ہو گیا گویا کہ اس نے مقیم ہونے کی نیت نماز کے اندر کی ہے۔	قاضی خان
۵۷	(ا) اگر کوئی شخص نماز کے اول وقت میں مسافر تھا تو اگر اس نے وہ نماز سفر کی نماز (قصر) پڑھ لی۔ پھر اس مسافر نے اس نماز کے وقت میں مقیم ہونے کی نیت کر لی تو اس وقت کے فرض (چار میں) تبدیل نہ ہوں گے۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے (ابھی) نماز نہیں پڑھی حتیٰ کہ اس نماز کے وقت کے آخری حصہ میں اس نے مقیم ہونے کی نیت کر لی تو اس کے فرض چار رکعت ہو جائیں گے (یعنی قصر نہ کرے گا) خواہ اس نماز کا وقت صرف اتنا باقی رہا تھا جس میں نماز کا صرف بعض حصہ پڑھ سکتا ہے۔ (ج) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے اس نماز کا وقت گزرنے کے بعد مقیم ہونے کی نیت کی تو وہ سفر کی نماز (یعنی قصر کے ساتھ) قضا کرے گا۔	قاضی خان
۵۸	(ا) کسی شخص نے ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر اسی نماز کے وقت میں سفر شروع کیا۔ پھر عصر کی نماز عصر کے وقت میں پڑھی پھر اس نے سورج غروب ہونے سے پہلے سفر چھوڑ دیا۔ پھر اسے یاد آیا کہ اس نے ظہر اور عصر کی نماز وضو کے بغیر پڑھی ہے۔ تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) وہ ظہر کی دو رکعتیں (قضا) اور عصر کی چار رکعتیں پڑھے گا۔ (ب) اور اگر اس نے مقیم ہونے کی حالت میں ظہر اور عصر کی نماز پڑھی پھر اس نے سورج غروب ہونے سے پہلے سفر شروع کیا۔ پھر اسے یاد آیا کہ اس نے ظہر اور عصر کی نمازیں وضو کے بغیر پڑھی ہیں تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) وہ ظہر کی نماز چار رکعتیں (قضا) پڑھے گا اور عصر کی دو رکعتیں پڑھے گا۔	محیط سرخسی
۵۹	(ا) کسی مسافر نے مسافروں کی امامت کی تو امام کو حدث (وضو توڑنے والا امر) پیش آ گیا پس اس نے کسی مسافر کو خلیفہ بنایا۔ پھر دوسرے امام نے مقیم ہونے کی نیت کر لی تو اس کے مقتدیوں کے فرض (چار میں) تبدیل نہ ہوں گے۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں پہلے) امام نے حدث پیش آنے کے بعد مسجد سے نکلنے سے پہلے مقیم ہونے کی نیت کر لی تو اس کے اور تمام مقتدیوں کے فرض چار رکعتیں ہو جائیں گے (یعنی وہ قصر نہ پڑھیں گے)	ظہیریہ

دفعات شق نمبر	الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر — صلوٰۃ المسافر	حواله
۲۰۵ ۶۰	مسافر اقتدى بمسافر فاحدث الامام فاستخلف مقيما لم يلزم المسافر الاتمام۔	كذا في محيط السرخسي
۶۱	وان اقتدى مسافر بمقيم اتم اربعا وان افسده يصلي ركعتين۔ بخلاف ما لو اقتدى به بنية النفل ثم افسد حيث يلزم الاربع۔	كذا في التبيين
۶۲	وان صلى المسافر بالمقيمين ركعتين سلم واتم المقيمون صلوٰتهم۔	كذا في الهداية
	وصاروا منفردين كالمسبوق الا انهم لا يقرؤن في الاصح۔	هكذا في التبيين
۶۳	ويستحب للامام ان يقول اتموا صلوٰتكم فانا قوم سفر[1]۔	كذا في الهداية
۶۴	الخليفة اذا سافر يصلي صلوٰة المسافرين۔	كذا في الذخيرة
۶۵	ولا يكره الخروج للسفر يوم الجمعة قبل الزوال وبعده وان كان يعلم انه لا يخرج من مصره الا بعد مضي الوقت يلزمه ان يشهد الجمعة ويكره له الخروج قبل ادائها۔	كذا في محيط السرخسي
۶۶	ولا تسافر المرأة بغير محرم ثلاثة ايام وما فوقها[2]۔ والصبي الذي لم يدرك ليس بمحرم وكذا المعتوه والشيخ الكبير الذي يعقل محرم۔	هكذا في المحيط في كتاب الاستحسان والكراهة
۶۷	واذا دخل المسافر مصره اتم الصلوٰة وان لم ينو الاقامة فيه سواء دخله بنية الاختيار او دخله لقضاء الحاجة۔	كذا في الجوهرة النيرة
۶۸	عبارة عامة المشائخ ان الاوطان ثلاثة۔ وطن اصلي وهو مولد الرجل او البلد الذي تاهل به۔ ووطن سفر وقد سمي وطن اقامة وهو البلد الذي ينوي المسافر الاقامة فيه خمسة عشر يوما او اكثر۔ ووطن سكنى وهو البلد الذي ينوي الاقامة فيه دون خمسة عشر يوما۔	

۱ تاکہ کسی مقتدی کو یہ وہم نہ ہو جائے کہ امام سے بھول ہو گئی ہے۔ یا نماز شروع کرنے سے پہلے مقتدیوں کو بتا دے ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ا صفحہ ۔ (مترجم)

۲ تین دن کا سفر تیز رفتاری سے کم وقت میں کیا جائے تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱۳/۲۰۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام — مسافر کی نماز کا بیان	حوالہ
۲،۵ ۶۰	کسی مسافر نے مسافر کی اقتدا کی پھر امام کو حدث پیش ہوا تو اس امام نے کسی مقیم شخص کو خلیفہ بنایا تو (اس صورت میں) اس (مسافر) مقتدی پر نماز پوری (چار رکعتیں) پڑھنا لازم نہیں ہے۔	محیط سرخسی
۶۱	(ا) اگر کسی مسافر نے کسی مقیم کی اقتدا کی تو وہ (مسافر) چار رکعتیں پوری پڑھے۔ اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) اس نماز کو فاسد کر دیا تو دو رکعتیں پڑھے گا۔	
	(ب) اس حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ جب مسافر نے مقیم کی اقتدا نفل نماز کی نیت سے کی پھر اس نماز کو فاسد کر دیا تو اس پر چار رکعتیں پڑھنا لازم ہوگا۔	تبیین
۶۲	اگر مسافر امام نے مقیم مقتدیوں کے ساتھ دو رکعتیں نماز (قصر کے ساتھ) پڑھی تو امام سلام پھیر دے گا اور مقتدی اپنی اپنی نماز پوری کر لیں گے۔	ہدایہ
	اور وہ مسبوق کی طرح اکیلے نماز پڑھنے والے قرار پائیں گے، البتہ وہ زیادہ صحیح قول کے بموجب قرأت نہ کریں گے۔	تبیین
۶۳	(مسافر) امام کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ یوں کہہ دے کہ "اپنی اپنی نمازیں پوری کر لو ہم مسافر ہیں"۔[۹۱]	ہدایہ
۶۴	خلیفہ اگر سفر کرے تو وہ مسافروں کی نماز (قصر) پڑھے گا۔	ذخیرہ
۶۵	جمعہ کے دن زوال سے پہلے اور بعد سفر کے لیے نکلنا مکروہ نہیں ہے۔ اگر وہ جانتا ہو کہ وہ اپنے شہر سے جمعہ کا وقت گزرنے کے بعد نکلے گا تو اس پر لازم ہے کہ جمعہ میں حاضر ہو۔ اور (اس صورت میں) اس کے لیے جمعہ ادا کرنے سے پہلے نکلنا مکروہ ہوگا۔	محیط سرخسی
۶۶	(ا) عورت تین دن[۹۲] یا اس سے زیادہ کا سفر محرم کے بغیر نہ کرے۔[۹۳]	
	(ب) وہ لڑکا جو ابھی بالغ نہیں ہوا ہے۔ اور اسی طرح وہ شخص جو خفیف العقل (مدہوش) ہو محرم نہیں قرار پاتا۔[۱]	محیط
	(ج) اور بہت بوڑھا جس کی عقل درست ہے اس کا محرم ہونا درست ہے۔	
۶۷	مسافر جب اپنے شہر میں داخل ہو تو نماز پوری پڑھے (قصر نہ کرے)، خواہ اس میں مقیم ہونے کی نیت نہ کرے اور اس حکم میں برابر ہے کہ وہ اس شہر میں (محض) اپنی مرضی سے آیا ہو یا وہ اس شہر میں کسی ضرورت سے آیا ہو۔	جوہرہ نیرہ
۷۰	(ا) عام مشائخ رحمہم کی عبارت میں وطن تین قسم ہے۔	
	(ا) اصلی وطن اور وہ اس کی پیدائش کا علاقہ ہے۔ یا وہ شہر جہاں اس کے اہل وعیال ہوں۔	
	(ب) سفری وطن اور اسے وطن اقامت بھی کہتے ہیں۔ اور وہ ایسا شہر ہے جہاں مسافر پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرے	
	(ج) رہائشی وطن۔ اور وہ ایسا شہر ہے جہاں مسافر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کرے۔	

[۱] المعتوہ جو خفیف العقل ہو۔ ماخوذ از المنجد اردو۔ صـ۷۴۴۔ یعنی وہ کم عقل شخص جو بالکل دیوانہ تو نہیں۔ لیکن وہ اتنی عقل نہیں رکھتا کہ اس پر اعتماد کیا جا سکے اور وہ مستورات کی حفاظت کر سکے۔ (مترجم)

حوالہ	الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر۔ ومما یتصل بذلک الصلوٰۃ علی الدابۃ والسفینۃ	دفعات و شق نمبر
	وعبارۃ المحققین من مشائخنا ان الوطن وطنان وطن اصلی ووطن اقامۃ ولم یعتبروا وطن السکنی وطنا وھو الصحیح۔	۲۰۵
ھٰکذا فی الکفایۃ		
	ویبطل الوطن الاصلی بالوطن الاصلی اذا انتقل عن الاول باھلہ واما اذا لم ینتقل باھلہ ولکنہ استحدث اھلا ببلدۃ اخری فلا یبطل وطنہ الاول ویتم فیھا۔	۶۹
	ولا یبطل الوطن الاصلی بانشاء السفر وبوطن الاقامۃ۔	
ھٰکذا فی التبیین	ووطن الاقامۃ یبطل بوطن الاقامۃ وبانشاء السفر وبالوطن الاصلی۔	
کذا فی الزاھدی	ولو انتقل باھلہ ومتاعہ الی بلد وبقی لہ دور وعقار فی الاول قیل بقی الاول وطنا لہ والیہ اشار محمدؒ فی الکتاب۔	۷۰
کذا فی المحیط	ثم تقدم السفر لیس بشرط لثبوت الوطن الاصلی بالاجماع۔	۷۱
	وھل من شرط وطن الاقامۃ تقدم السفر علیہ فیہ روایتان احدٰھما لا یکون الا بعد السفر ثلاثۃ ایام۔	۷۲
کذا فی السراج الوھاج	والثانیۃ یکون وطنا وان لم یتقدمہ سفر ولم یکن بینہ وبین اھلہ ثلاثۃ ایام۔	
	وھو ظاھر الروایۃ۔ ھٰکذا فی البحر الرائق وشرح المنیہ لابن امیر الحاج	
کذا فی فتاویٰ الغرائب	المسافر اذا خاف اللصوص او قطاع الطریق ولا ینتظر الرفقۃ جاز لہ تاخیر الصلوٰۃ لانہ بعذر منہ۔	۷۳

ومما یتصل بذلک الصلوٰۃ علی الدابۃ والسفینۃ

۲۰۶ الصلوٰۃ علی الدابۃ والسفینۃ تعداد شق ۲[52]

حوالہ		
کذا فی محیط السرخسی	(ومما یتصل بذلک الصلوٰۃ علی الدابۃ والسفینۃ) یجوز التطوع علی الدابۃ خارج المصر ویومی حیث توجھت الدابۃ۔	۱
کذا فی السراج الوھاج	فان صلی الی غیر ما توجھت الدابۃ لا یجوز۔	۲

لہ اس کے متعلق حکم نمبر ۵/۹۸ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۵۲ یہ احکام نفل نمازوں سے متعلق ہیں۔ اور سواری کے جانور پر فرض نماز کے متعلق حکم نمبر ۲۱/۲۰۹، ۱۲/۱۱۰ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۵۳ یعنی اس صورت میں ہمارے ہاں ابتداء نماز میں قبلہ رو ہونا شرط نہیں ہے۔ البتہ اس کے مستحب ہونے کا شبہ کہا گیا ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱، ص ۶۵۴، ۶۵۵۔ (مترجم)

حوالہ	پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام - مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے سواری کے جانور پر اور کشتی میں نماز پڑھنے کا بیان	دفعات و شق نمبر
کفایہ	(ب) اور ہمارے مشائخ رحمہم میں سے محققین کی عبارت میں وطن دو ہیں - (ایک) اصلی وطن - اور (دوسرے) وطنِ اقامت اور ان کے ہاں رہائشی وطن کو معتبر نہیں کہا گیا اور یہی حکم صحیح ہے -	۲۰۵
	(۱) (ایک) اصلی وطن - (دوسرا) اصلی وطن (بنا لینے) سے باطل ہو جاتا ہے جبکہ پہلے وطن سے مع اپنے اہل و عیال منتقل ہو جائے - اور اگر اپنے اہل و عیال سمیت منتقل نہیں ہوا ہو، لیکن اس نے دوسرے شہر میں ایک اور نکاح کر لیا ہے تو اس سے پہلا وطن باطل نہ ہو گا اور دونوں وطنوں میں نماز پوری پڑھے گا (قصر نہ کرے گا) -	۶۹
	(ب) اور اصلی وطن سفر کر جانے اور وطنِ اقامت بنا لینے سے باطل نہیں ہوتا -	
تبیین	(ج) اور (ایک) وطنِ اقامت (دوسرا) وطنِ اقامت (بنا لینے) سے اور سفر کر جانے سے اور اصلی وطن سے باطل ہو جاتا ہے -	
زاہدی	اگر (کوئی شخص اصلی وطن سے) بال بچوں سمیت کسی شہر کو منتقل ہو گیا لیکن مکانات اور زمین پہلے شہر میں باقی ہیں تو (اس کے حکم کے متعلق) بعض کا قول ہے کہ پہلا شہر اس کا وطن باقی رہے گا - اور امام محمد رحمہ نے کتاب میں اسی طرف اشارہ کیا ہے -	۷۰
محیط	پھر اصلی وطن مقرر ہونے کے لیے پہلے سفر ہونا شرط نہیں - اس پر اجماع ہے -	۷۱
	(۱) اور کیا وطنِ اقامت سے پہلے سفر ہونے کی شرط ہے - اس میں دو روایتیں ہیں - ایک روایت یہ ہے کہ وطنِ اقامت تین دن کے سفر کے بعد ہی مقرر ہوتا ہے -	۷۲
سراج وہاج	(ب) دوسری روایت یہ ہے کہ وہ وطنِ اقامت تین دن کے سفر سے پہلے بھی مقرر ہو جاتا ہے، خواہ اس کے اور اس کے بال بچوں کے درمیان تین دن کا فاصلہ نہ ہو -	
بحر الرائق - شرح منیہ	اور یہی (مذکورہ حکم) ظاہر روایت ہے -	
غرائب	مسافر کو اگر چوروں اور ڈاکوؤں کا ڈر ہو اور ساتھی اس کا انتظار نہ کریں - تو اس کے لیے جائز ہے کہ نماز (اپنے وقت سے) مؤخر کر دے، اس لیے کہ وہ معذور ہے[۵۱] -	۷۳

مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے سواری کے جانور پر اور کشتی میں نماز پڑھنے کا بیان

۲۰۶ سواری کے جانور پر اور کشتی پر نماز پڑھنا

اور اس میں ۴۲ شقیں ہیں

محیط سرخسی	(مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے سواری کے جانور اور کشتی پر نماز پڑھنے کے مسائل میں) شہر سے باہر جانور پر سوار ہو کر نفل پڑھنا جائز ہے[۵۲] - اور اس طرف اشارے سے نماز پڑھے گا جس طرف جانور کا رخ ہے[۵۳] -	۱
سراج وہاج	اور جس طرف جانور کا رخ ہے اگر کسی نے اس طرف کے علاوہ رخ کر کے نماز پڑھی تو جائز نہ ہو گا[۵۴] -	۲

[۵۴] اس کے متعلق حکم نمبر ۱۱/۲۰۶ ملاحظہ ہو نیز رد المحتار میں ہے کہ اس صورت میں کہ جانور کے رخ کے علاوہ طرف کو رخ کر کے نماز پڑھنا اس لیے جائز نہیں ہے کہ اس کی ضرورت نہیں ہے - ماخوذ از رد المحتار ج ۱ - ص ۶۵۴ - اور حاشیہ شرح وقایہ میں ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں) جانور کے رخ کے علاوہ اور قبلہ کی سمت کے علاوہ رخ کر کے نماز پڑھی تو جائز نہیں ہے - ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ عمدۃ الرعایہ - ج ۱ - ص ۱۶۵ - (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس عشر في صلوٰة المسافر - ومما يتصل بذلك الصلوٰة على الدابة والسفينة	حوالہ
۲۰۶ ۳	ولا يجوز في المصر عند ابي حنيفةؒ۔	كذا في محيط السرخسي
۴	والصحيح ان المسافر وغير المسافر في ذلك سواء بعد ان يكون خارج المصر حتى ان من خرج الى ضياعه جاز له ان يصلي التطوع على الدابة وان لم يكن مسافرا۔	كذا في المحيط
۵	تكلموا في حد خارج المصر والاصح انه مقدار ما يجوز للمسافر القصر فيه[1]۔	كذا في السراج الوهاج
۶	وكيفية الصلوٰة على الدابة ان يصلي بالايماء۔	كذا في الخلاصة
۷	وفي الحجة ويصلي قاعدا على السرج او الاكاف ويقرأ ويركع ويسجد ويتشهد ويسلم۔	هكذا في التتارخانية
۸	ويجعل السجود اخفض من الركوع من غير ان يضع رأسه على شيء سائرة دابة او واقفة۔	كذا في الخلاصة
۹	ولو سجد على شيء وضع عنده او على سرجه لا يجوز۔	كذا في البحر الرائق
۱۰	ويجوز ان يومي على اي الدواب شاء۔	كذا في السراج الوهاج
۱۱	ويستوي الجواب عندنا بين ان يفتتح الصلوٰة مستقبل القبلة وبين ان يفتتحها مستدبر القبلة۔	كذا في المحيط
۱۲	وفي الحجة هو المختار[2]۔	كذا في التتارخانية
۱۳	ويصلون فرادى فان صلوا بجماعة فصلوٰة الامام تامة وصلوٰة القوم فاسدة۔	كذا في الخلاصة
۱۴	واذا صلى على الدابة خارج المصر هل له ان يسوق الدابة ذكر شيخ الاسلامؒ في شرح السير ان المسئلة على التفصيل ان كانت الدابة تنساق بنفسها ليس له ان يسوقها۔ فاما اذا كانت لا تنساق بنفسها فساقها هل تفسد صلوٰته قال ان كان معه سوط فهيبها ونخسها به لا تفسد لانه عمل قليل۔	كذا في الذخيرة
۱۵	والسنن الرواتب نوافل حتى تجوز على الدابة۔	كذا في التبيين

[1] مسافر کے لیے قصر کے جواز کی حد کے متعلق حکم نمبر ۲۲/۲۰۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [2] قرأت کے دوران لگام تھامنے کی ضرورت نہ پڑے تو ہاتھ باندھ لے۔ ورنہ ہاتھ رانوں پر رکھ لے۔ اور رد المحتار میں ہے کہ مختار قول کے بموجب بظاہر یہ کہا گیا ہے کہ وہ (مذکورہ صورت میں) قرأت کے دوران ہاتھ رانوں پر رکھے۔ ماخوذ از رد المحتار۔ ج ۱۔ ص ۶۵۴۔ (مترجم)

دفعات و متن نمبر	پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام۔ مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے سواری کے جانور پر اور کشتی میں نماز پڑھنے کا بیان	حوالہ
۲۰۶ ۳	امام ابوحنیفہؒ کے ہاں (مذکورہ نماز) شہر کے اندر جانور پر سوار ہو کر پڑھنا جائز نہیں ہے۔	محیط سرخسی
۴	صحیح حکم یہ ہے کہ شہر سے باہر نکلنے کے بعد (مذکورہ اجازت میں) مسافر اور غیر مسافر برابر ہیں حتیٰ کہ اگر کوئی شخص اپنی زمینوں کو جاتا ہو تو خواہ وہ مسافر نہ ہو اُس کے لیے سواری کے جانور پر نفل نماز پڑھنا جائز ہے۔	محیط
۵	شہر سے باہر نکلنے کی حد کی تعریف میں کلام کیا گیا ہے۔ زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ وہ مقدار ہے جو مسافر کے لیے قصر کرنے کے لیے جواز کی حد ہے[۱]۔	سراج وہاج
۶	سواری کے جانور پر (مذکورہ) نماز پڑھنے کی کیفیت یہ ہے کہ وہ اشاروں سے نماز پڑھے۔	خلاصہ
۷	اور حجتہ میں ہے کہ وہ (مذکورہ صورت میں) زین پر یا پالان پر بیٹھ کر نماز پڑھے۔ قرأت کرے[۲]۔ رکوع اور سجدہ کرے۔ التحیات پڑھے اور سلام پھیرے۔	تتارخانیہ
۸	اور (مذکورہ صورت میں) سجدے میں رکوع سے زیادہ جھکے اور کسی چیز پر اپنا سر نہ رکھے خواہ اس کی سواری کا جانور چل رہا ہو یا کھڑا ہو۔	خلاصہ
۹	اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) کسی چیز پر سجدہ کیا جو اس کے پاس رکھی ہوئی ہے، یا اس نے زین پر سجدہ کیا تو یہ جائز نہ ہوگا۔	بحر رائق
۱۰	جس جانور پر چاہے اشارے سے (مذکورہ) نماز پڑھے جائز ہوگا۔	سراج وہاج
۱۱	ہمارے ہاں اس میں جواب برابر ہے کہ وہ (سواری کے جانور پر) قبلہ رو ہو کر (مذکورہ) نماز شروع کرے یا قبلہ کی طرف پیٹھ پھیر کر نماز شروع کرے[۳]۔	محیط
۱۲	حجتہ میں ہے کہ یہی (مذکورہ) حکم مختار ہے۔	تتارخانیہ
۱۳	اور (سواری کے جانور پر نفل) نماز اکیلے اکیلے پڑھیں گے۔ پس اگر انہوں نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی تو امام کی نماز مکمل ہوگی اور جماعت والوں کی نماز فاسد ہوگی[۴]۔	خلاصہ
۱۴	جب کوئی شخص شہر کے باہر سواری کے جانور پر (نفل نماز) پڑھ رہا ہو تو کیا اس کے لیے جانور کو ہانکنا جائز ہے (اس کے حکم کے متعلق) شیخ الاسلامؒ نے شرح السیر میں لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں تفصیل ہے۔ (ا) اگر جانور اپنے آپ چلتا ہو تو اسے ہانکنا جائز نہیں ہے۔ (ب) اور اگر وہ جانور اپنے آپ نہ چلتا ہو۔ پس اس نے اسے ہانکا تو کیا اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس کے متعلق جواب میں آپ نے کہا ہے کہ اگر اس کے پاس کوڑا ہے جس سے اس نے اس سواری کو ڈرایا۔ یا چوک دی تو وہ نماز فاسد نہ ہوگی، اس لیے کہ یہ قلیل عمل ہے[۵]۔	ذخیرہ
۱۵	سنت مؤکدہ[۶] نفل کے حکم میں ہیں۔ حتیٰ کہ انہیں سواری کے جانور پر پڑھنا جائز ہے۔	تبیین

[۱] اس کے متعلق حکم نمبر ۲۰۶/۱ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)   [۲] جیسا کہ حکم نمبر ۲۰۶/۲ میں ہے۔ (مترجم)

[۳] اس کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۱۲۹، ۳۵/۱۲۹ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)   [۴] ردالمحتار میں ہے کہ مقیم آدمی (شہر سے باہر) فجر کی سنتوں کے سوا تمام مؤکدہ سنتیں سواری کے جانور پر پڑھ سکتا ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار۔ ج ۱ ص ۲۵۳۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر ومما یتصل بذلک الصلوٰۃ علی الدابۃ والسفینۃ	حوالہ
۲۰۶ ۱۶	افتتح التطوع على الدابة خارج المصر ثم دخله قبل الفراغ اكثرهم على انه ينزل ويتمها نازلا وهو الماخوذ به۔	كذا في الغياثية
۱۷	واذا افتتح التطوع على الارض فاتمها راكبا لم يجز۔ ولو افتتحها راكبا فاتمها نازلا جاز۔	كذا في المتون
۱۸	رجلان في محمل اقتدى احدهما بالاخر في التطوع اجزأهما۔ وكذلك في الفرض حالة الضرورة۔	كذا في السراجية
۱۹	سواء كانا في شق او شقين لانه ليس بينهما حائل يمنع صحة الاقتداء۔	كذا في محيط السرخسي
۲۰	فان كان كل واحد على دابة لم تجز صلوٰة المقتدى لان بين الدابتين طريقا مستطرقا وانه مانع صحة الاقتداء۔	كذا في محيط السرخسي
۲۱	ولا تجوز المكتوبة على الدابة الا من عذر۔	هكذا في فتاوى قاضيخان
۲۲	وكذا الواجبات مثل الوتر والمنذور والمشروع الذي افسده وصلوٰة الجنازة وسجدة التلاوة التي تليت على الارض۔	هكذا في العيني شرح الكنز
۲۳	ومن الاعذار ان يخاف لو نزل عن الدابة على نفسه او على ثيابه او دابته لصا او سبعا او عدوا او كانت الدابة جموحا لو نزل عنه لا يمكنه الركوب الا بمعين او كان شيخا كبيرا لا يمكنه ان يركب ولا يجد من يركبه او كان في طين وردغة لا يجد على الارض مكانا يابسا۔	هكذا في المحيط
	هذا اذا كان الطين بحال يغيب وجهه فان لم يكن بهذه المثابة لكن الارض ندية مبتلة صلى هنالك۔	كذا في الخلاصة
۲۴	ولا تلزمه الاعادة اذا استطاع النزول۔	كذا في السراج الوهاج

۱ اس کے متعلق حکم نمبر ۲۷/۱۷۹ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)
۲ اس کے متعلق حکم نمبر ۲۱/۲۰۶، حکم نمبر ۱۶/۱۱۰ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)
۳ جیسا کہ حکم نمبر ۱۳/۲۰۶ میں ہے۔ (مترجم)
۴ جیسا کہ حکم نمبر ۱۶/۱۱۰ میں ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام۔ مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے سواری کے جانور پر اور کشتی میں نماز پڑھنے کا بیان	حوالہ
۲۰۶ ۱۶	کسی شخص نے نفل نماز سواری کے جانور پر شہر سے باہر شروع کی۔ پھر اس نماز سے فارغ ہونے سے پہلے شہر میں داخل ہوگیا تو (اس کے حکم کے متعلق) اکثر فقہاء اس پر ہیں کہ وہ سواری سے اتر کر اس نماز کو پورا کرے اور یہی حکم اختیار کیا گیا ہے۔	غیاثیہ
۱۷	(ا) اگر کسی نے نفل نماز زمین پر شروع کی اور اسے سوار ہو کر پورا کیا تو جائز نہیں ہے۔ (ب) اور اگر کسی نے (نفل نماز) سواری کی حالت میں شروع کی اور سواری سے اتر کر پوری کی تو یہ جائز ہے[۵۱]۔	متون
۱۸	(ا) دو شخص ایک کجاوے میں سوار ہیں ایک نے دوسرے کی اقتدا نفل نمازیں کی تو ان کے لیے کفایت کر جائے گا۔ (ب) اسی طرح حالتِ ضرورت میں فرض نماز بھی جائز ہے[۵۲]۔	سراجیہ
۱۹	خواہ وہ دونوں (مذکورہ صورت میں) کجاوے کے ایک ہی حصہ میں ہوں اور یا وہ کجاوے کے دونوں حصوں میں ہوں۔ اس لیے کہ ان دونوں کے درمیان کوئی ایسی چیز حائل (رکاوٹ) نہیں جو اقتدا صحیح ہونے کے لیے مانع ہو۔	محیط سرخسی
۲۰	اور اگر ان میں سے ہر ایک الگ الگ جانور پر سوار ہوا اور پھر ایک شخص دوسرے کی اقتدا کرے) تو مقتدی کی نماز جائز نہ ہوگی[۵۳]۔ اس لیے کہ دونوں جانوروں کے درمیان چالو راستہ ہے اور وہ اقتدا صحیح ہونے کے لیے مانع ہے۔	محیط سرخسی
۲۱	فرض نماز سواری کے جانور پر بغیر عذر جائز نہیں ہے[۵۴]۔	قاضی خان
۲۲	اس (مذکورہ حکم کی) طرح واجب نمازیں مثلاً وتر کی نماز، منت مانی ہوئی نماز اور وہ جائز نماز جو شروع کرکے فاسد کردی ہو اور جنازے کی نماز اور وہ سجدہ تلاوت جس کی آیتِ سجدہ زمین پر پڑھی گئی ہو، ان سب کا یہی حکم ہے (یہ سب نمازیں سواری کے جانور پر بغیر عذر جائز نہیں ہیں)	عینی
۲۳	اور سواری کے جانور پر فرض نماز جائز ہونے کے عذروں میں سے یہ ہے کہ اسے جانور سے اترنے کی صورت میں اپنی جان یا اپنے کپڑوں یا اپنے جانور پر چور یا درندے یا دشمن کا خوف ہو۔ یا جانور ایسا سرکش ہو کہ اگر وہ اس سے اترا تو کسی دوسرے آدمی کی مدد کے بغیر سوار نہ ہو سکے گا۔ یا وہ ضعیف بوڑھا ہو کہ وہ خود سوار نہ ہو سکتا ہو اور سوار کرانے کے لیے کوئی دوسرا شخص نہیں پاتا۔ یا (زمین پر) کیچڑ اور دلدل ہو کہ وہ زمین پر (نماز کے لیے) خشک جگہ نہ پاتا ہو (تو ان عذروں کی وجہ سے فرض نماز سواری پر پڑھنا جائز ہے[۵۵])	محیط
	یہ عذر (متعلقہ کیچڑ) اس وقت ہے جب کہ کیچڑ اس قدر ہو کہ اس میں (سجدہ کرتے وقت) اس کا مونہہ دھنس جائے اور اگر کیچڑ اس قسم کی نہ ہو، لیکن زمین گیلی اور تر ہو تو وہاں (زمین پر) نماز پڑھے۔	خلاصہ
۲۴	اور (اگر مذکور عذروں کی وجہ سے فرض نماز سواری پر پڑھے تو) جب اس کے لیے اترنا ممکن ہو تو اس پر ان نمازوں کا لوٹانا لازم نہیں ہے۔	سراج وہاج

۵۵ اس کے متعلق حکم نمبر ۱۶/۱۱۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور رد المحتار میں ہے کہ مال یا جان کا خوف ہو۔ یا عورت کو کسی فاسق کا ڈر ہو تو یہ بھی سواری پر فرض نماز جائز ہونے کے لیے عذر ہے۔ ماخوذ از رد المحتار، ج ۱، ص ۵۶۲۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر۔ ومما یتصل بذلک۔ الصلوٰۃ علی الدابۃ والسفینۃ	حوالہ
۲۰۶ ۲۵	المعذور ان امکنہ ایقاف الدابۃ یوقف ویصلی بالایماء ولو لم یوقفھا لا یجوز۔	کذا فی المضمرات
۲۶	واما الصلوٰۃ علی العجلۃ فان کان طرفھا علی الدابۃ وھی تسیر او لا تسیر فھی صلوٰۃ علی الدابۃ وقد مرّ حکمھا۔ وان لم یکن فھی بمنزلۃ السریر۔ وکذا لو رکز تحت المحمل خشبۃ حتی بقی قرارہ علی الارض لا علی الدابۃ یکون بمنزلۃ الارض۔	کذا فی التبیین
۲۷	ولا تضر النجاسۃ علی الدابۃ وقیل ان کانت علی السرج او الرکابین تمنع۔ وقیل ان کانت علی الرکابین لا تمنع۔ والاصح عدم المنع مطلقا۔	کذا فی العینی شرح الکنز
۲۸	اما الصلوٰۃ فی السفینۃ فالمستحب ان یخرج من السفینۃ للفریضۃ اذا قدر علیہ۔	کذا فی محیط السرخسی
۲۹	واذا صلی قاعدا فی السفینۃ وھی تجری مع القدرۃ علی القیام یجوز مع الکراھۃ عند ابی حنیفۃ رح وعندھما لا یجوز۔ ولو کانت السفینۃ مشدودۃ لا تجری لا تجوز اجماعا۔	کذا فی التھذیب
۳۰	ولو صلی فیھا فان کانت مشدودۃ علی الجدّ مستقرۃ علی الارض فصلی قائما اجزاہ۔ وان لم یکن مستقرۃ ویمکنہ الخروج عنھا لم تجز الصلوٰۃ فیھا۔	کذا فی محیط السرخسی
۳۱	وان کانت موثقۃ فی لجۃ البحر وھی تضطرب فالاصح انہ ان کانت الریح تحرکھا تحریکا شدیدا فھی کالسائرۃ وان حرکتہ قلیلا فھی کالواقفۃ۔	کذا فی التمرتاشی
۳۲	اجمعوا انہ لو کان بحال یدور رأسہ لو قام یجوز الصلوٰۃ فیھا قاعدا۔	کذا فی الخلاصۃ

لہ اس کے متعلق حکم نمبر ۱۶/۱۱۰ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۲ہ سریر یعنی تخت اور خوابگاہ۔ ماخوذ از منتہی الارب۔ ج ۲۔ صـ۱۴۹۳ نیز اس مفہوم میں چارپائی شامل ہونی چاہیے۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۴۲/۱۱۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۳ہ ردالمحتار میں ہے کہ رکاب از زین اور سواری کے جانور پر نجاست کے متعلق یہ رعایت بنا بر ضرورت ہے۔ اور اگر خود سوار پر نجاست ہو تو اس کے لیے یہ رعایت نہیں ہے کیونکہ اس میں ضرورت نہیں ہے۔ پس مذکور بنا پر ناپاک جوتا اتارے گا۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱۔ صـ۶۵۵۔ نیز ناپاک جوتے پاک کرنے کے متعلق حکم ۸۵ مع حواشی ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام۔ مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے سواری کے جانور پر اور کشتی میں نماز پڑھنے کا بیان	حوالہ
۲۰۶ ۲۵	(فرض نماز سواری پر پڑھنے کی صورت میں) معذور آدمی جب سواری ٹھہرا سکتا ہو تو وہ سواری کو ٹھہرائے اور نماز اشاروں سے پڑھے۔ اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) سواری کو نہ ٹھہرایا تو نماز جائز[۵۱] نہ ہوگی۔	مضمرات
۲۶	(ا) جانور سے کھینچی جانے والی گاڑی پر نماز پڑھنے کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر گاڑی کی ایک طرف جانور کے اوپر ہو اور وہ چل رہی ہو یا نہ چل رہی ہو تو اس پر نماز پڑھنے کا وہی حکم ہے جو سواری کے جانور پر نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ اور اس کا حکم گزر چکا ہے۔ (ب) اور اگر اس گاڑی کی کوئی طرف جانور پر نہ ہو تو وہ بمنزلہ تخت[۵۲] کے ہے۔ (ج) اسی طرح اگر کسی نے اپنے کجاوے کے نیچے ایک لکڑی گاڑی حتیٰ کہ وہ کجاوہ زمین پر ٹھہر جائے جانور پر نہ ہو تو وہ کجاوہ بمنزلہ زمین کے ہے۔	تبیین
۲۷	(ا) (سواری کے جانور پر نماز پڑھنے کی صورت میں) سواری کے جانور پر اگر نجاست ہو تو اس سے نماز میں کچھ ضرر نہیں۔ (ب) بعض کا قول ہے کہ اگر وہ نجاست زین پر یا رکابوں پر ہو تو نماز جائز ہونے کے لیے مانع ہے۔ (ج) اور بعض کا قول ہے کہ اگر وہ نجاست رکابوں پر ہو تو نماز جائز ہونے کے لیے مانع نہیں ہے۔ (د) اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ وہ (نجاست خواہ رکابوں پر ہو اور خواہ زین پر) نماز جائز ہونے کے لیے مانع نہیں ہے[۵۳]۔	عینی
۲۸	کشتی میں نماز پڑھنے کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر کر سکے تو (فرض نماز پڑھنے کے لیے) کشتی سے باہر نکلے تو یہ مستحب ہے۔	محیط سرخسی
۲۹	اگر کشتی چل رہی ہو اور کوئی شخص اس میں کھڑا ہونے کی قدرت کے باوجود بیٹھ کر (فرض) نماز پڑھے تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں وہ نماز کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں جائز نہیں ہے۔ اور اگر کشتی بندھی ہوئی ہو چل نہ رہی ہو تو اس میں بیٹھ کر (فرض) نماز پڑھنا بالاجماع جائز نہیں ہے۔	تہذیب
۳۰	(ا) اگر کسی شخص نے کشتی میں نماز پڑھی پس اگر وہ کنارے پر بندھی ہوئی اور زمین پر ٹھہری ہوئی ہو۔ اور کسی نے اس میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو اسے کفایت کر جائے گی۔ (ب) اور اگر وہ کشتی (مذکورہ صورت میں) زمین پر ٹھہری ہوئی نہ ہو اور اس سے باہر نکلنا ممکن ہو تو اس میں جائز نہ ہوگی۔	محیط سرخسی
۳۱	اگر کشتی دریا کی گہرائی میں بندھی ہوئی ہے اور وہ ہلتی ہے تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اگر ہوا اس کشتی کو زیادہ ہلاتی ہے تو وہ چلتی کشتی کی طرح ہے اور اگر ہوا اسے تھوڑا ہلاتی ہے تو وہ کھڑی ہوئی کشتی کی طرح ہے۔	تمرتاشی
۳۲	فقہاءؒ کا اس پر اجماع ہے کہ اگر کسی شخص کا حال یہ ہو کہ اگر وہ کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو اس کا سر چکراتا ہے تو اس عذر کی وجہ سے اس کے لیے کشتی میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔	خلاصہ

۵۴ قولہ الجُدّ ہو شاطی النہر۔ حاشیہ عربی فتاویٰ ہذا ترجمہ:۔ الجد سے مراد نہر کا کنارہ ہے۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر۔ ومما یتصل بذلک ۔ ۲ الصلوٰۃ علی الدابۃ والسفینۃ	حوالہ
۲۰۶ ۳۳	ویلزمہ التوجہ الی القبلۃ عند افتتاح الصلوٰۃ۔	کذا فی الکافی فی باب صلوٰۃ المریض
۳۴	وکلما دارت السفینۃ یحول وجہہ الیہا۔ ولو ترک تحویل وجہہ الی القبلۃ وھو قادر علیہ لا یجزیہ۔ ولو صلی فیہا بالایماء وھو قادر علی الرکوع والسجود لا یجزیہ فی قولہم جمیعا۔	ھکذا فی المضمرات فی باب صلوٰۃ المسافر
۳۵	ولا یصیر مقیما بنیۃ الاقامۃ فیہا۔ وکذلک صاحب السفینۃ والملاح الا ان تکون السفینۃ بقرب من بلدتہ او قریتہ فحینئذ یکون مقیما باقامۃ الاصلیۃ۔	کذا فی المحیط
۳۶	وفی الولوالجیۃ افتتح الصلوٰۃ فی السفینۃ حالۃ اقامتہ فی طرف البحر فنقلتہا الریح وھو فی السفینۃ فنوی السفر یتم صلوٰۃ المقیم عند ابی یوسفؒ وفی الحجۃ الفتوی علی قول ابی یوسفؒ احتیاطا۔	کذا فی التاتارخانیۃ
۳۷	وفی العتابیۃ ولو کان مسافرا وشرع فی الصلوٰۃ فی السفینۃ خارج المصر فجرت السفینۃ حتی دخل المصر یتم اربعا۔	کذا فی التاتارخانیۃ
۳۸	ولا یجوز ان یأتم رجل من اھل السفینۃ بامام فی سفینۃ اخری فان کانت السفینتان مقرونتین یجوز۔	کذا فی الخلاصۃ
۳۹	وفی النوازل اذا کان بحال یقدر ان یثب من احدھما الی الاخری من غیر عنف فہما بمنزلۃ المقرونتین وتجوز صلوٰۃ الطائفتین۔	کذا فی التاتارخانیۃ
۴۰	ومن اقتدی علی الجُدّ بامام فی السفینۃ او علی العکس فانہ ینظر ان کان بینہما طریق او طائفۃ من النہر لم یجز الاقتداء۔ وان کان علی العکس یجوز۔	کذا فی المحیط
۴۱	واذا وقف علی الاطلال یقتدی بالامام فی السفینۃ صح اقتداءہ الا ان یکون امام الامام۔	کذا فی المحیط

۱ اس لیے کہ کشتی اس کے حق میں گھر کی طرح ہے۔ اسی لیے اس میں رکوع وسجود کی قدرت پانے کی صورت میں نوافل اشاروں سے ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ مگر سواری کے جانور پر نماز پڑھنے کی صورت میں یہ حکم نہیں ہے۔ ماخوذ از رد المحتار۔ ج ۱ صـ۱۴۷ ۔ (مترجم)

۲ اس کے متعلق حکم نمبر ۳۰/۲۰۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات	شق نمبر	پندرھواں باب۔ مسافر کی نماز کے احکام۔ مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے۔ سواری کے جانور پر اور کشتی میں نماز پڑھنے کا بیان	حوالہ
۲۰۶	۳۳	(مذکورہ صورت میں) کشتی میں نماز شروع کرتے وقت قبلہ کی طرف رخ کرنا ضروری ہے۔	کافی
	۳۴	(ا) اور (مذکورہ صورت میں) جب کشتی گھومے تو (نماز پڑھنے والا) اپنا مونہہ قبلہ کی طرف کو پھیرے۔ (ب) اور اگر کسی نے قدرت کے باوجود قبلہ کی طرف مونہہ نہ پھیرا تو اسے کفایت نہ کرے گا۔ (ج) اور اگر کسی نے کشتی میں اشاروں سے نماز پڑھی حالانکہ وہ رکوع اور سجود کر سکتا ہے تو اسے کفایت نہ کرے گا۔ یہ حکم سب کے قول کے بموجب ہے[۵۱]۔	مضمرات
	۳۵	(ا) کشتی کے اندر مقیم ہونے کی نیت کرنے سے مقیم نہیں قرار پائے گا[۵۲]۔ (ب) اسی طرح کشتی کے مالک اور ملاح کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر کشتی اس کے شہر یا گاؤں کے قریب ہو تو پھر اصلی اقامت کی وجہ سے مقیم ہو گا۔	محیط
	۳۶	الولوالجیہ میں ہے کہ اگر کسی شخص نے مقیم ہونے کی حالت میں دریا کے کنارے لگی ہوئی کشتی میں نماز شروع کی پھر وہ کشتی ہوا کی وجہ سے چل پڑی۔ اور وہ شخص کشتی کے اندر (نماز میں) ہے۔ پس اس نے سفر کی نیت کر لی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) وہ مقیم کی طرح (وہ) نماز پوری پڑھے گا (قصر نہیں کرے گا) اور حجۃ میں ہے کہ از روئے احتیاط فتویٰ امام ابو یوسفؒ کے قول پر ہے۔	تتارخانیہ
	۳۷	عتابیہ میں ہے کہ اگر کسی مسافر نے کشتی کے اندر شہر سے باہر نماز شروع کی پس کشتی چل پڑی حتٰی کہ وہ شہر میں داخل ہو گئی تو وہ شخص چار رکعتیں پوری پڑھے گا۔ (قصر نہ کرے گا)	تتارخانیہ
	۳۸	یہ جائز نہیں ہے کہ ایک کشتی والوں میں سے کوئی شخص ایسے امام کی اقتدا کرے جو دوسری کشتی میں ہے۔ اور اگر دونوں کشتیاں باہم ملی ہوئی ہوں تو پھر (وہ اقتدار) جائز ہے[۵۳]۔	خلاصہ
	۳۹	نوازل میں ہے کہ اگر (دونوں کشتیاں اتنی پاس پاس ہوں) کہ کوئی شخص کسی دقت کے بغیر ایک کشتی میں سے دوسری میں کود کر جا سکتا ہے۔ تو وہ باہم ملی ہوئی کشتیوں کے حکم میں ہیں اور دونوں گروہوں کی نماز جائز ہو گی۔	تتارخانیہ
	۴۰	جو شخص دریا کے کنارے پر کھڑا ہو کر اس امام کی اقتدا کرے جو کشتی میں ہو یا صورت حال اس کے برعکس ہو تو (اس کے حکم کے متعلق) دیکھا جائے گا۔ اگر ان دونوں کے درمیان راستہ ہے۔ یا کچھ نہر ہے[۵۴] تو اقتدا جائز نہ ہو گی۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو اقتدا جائز ہو گی۔	محیط
	۴۱	اگر کسی شخص نے کشتی کے سائبان پر کھڑے ہو کر اس امام کی اقتدا کی جو کشتی میں ہے تو اس کی اقتدا صحیح ہو گی لیکن اگر وہ امام سے آگے ہو گیا تو پھر اقتدا صحیح نہ ہو گی۔	محیط

[۵۳] اور اگر دونوں کشتیاں ملی ہوئی نہ ہوں تو پھر مذکورہ اقتدا جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ ان کے درمیان کا فاصلہ بمنزلہ نہر کے ہے جو کہ مانع اقتدا ہے۔ ماخوذ از رد المحتار۔ ج ۱۔ صـ۱۴۱۷ اور جیسا کہ حکم نمبر ۱۶۱ میں ہے۔ اور ملی ہوئی کشتیوں کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۳۹/۲۰۶ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

[۵۴] یا کچھ نہر ہے یعنی نہر عظیم ہے۔ ماخوذ از رد المحتار۔ ج ۱۔ صـ۱۴۱۷ اور نہر عظیم کی تعریف کے لیے حکم نمبر ۱۶۱ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر ۔ ومما یتصل بذلک ۔ الصلوٰۃ علی الدابۃ والسفینۃ	حوالہ
۲۰۶ ۴۲	واذا استوثق السفینۃ وھو فی الصلوٰۃ استقبلھا لانہ عمل کثیر۔	کذا فی محیط السرخسی

لہ کئی اہلِ علم حضرات نے دورانِ پرواز جہاز میں نماز کو ریل پر قیاس کیا ہے ۔ اور ریل میں نماز پڑھنے کے متعلق حکم ۷/۱۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز چلتی ریل میں نماز کے دوران ریل کھڑی ہو جائے تو اس وقت گر جانے کے خوف کا عذر ختم قرار پائے گا۔ نیز ردالمختار میں ہے کہ لوگوں کی بھیڑ کی وجہ سے نماز میں قیام متعذر ہو یا پانی کی باری آنے تک نماز کے فوت ہونے کا خوف ہو اور وہ نماز ایسی ہو کہ اس کی قضا ہو سکتی ہو تو قدرت پانے پر وہ نماز لوٹائے ۔ البتہ احتیاطاً اس وقت بیٹھ کر یا تیمم سے، جیسے پڑھ سکتا ہو پڑھ لے ۔ ماخوذ از ردالمختار ج ۱ ۔ صـ ۲۱۵ ۔ نیز حکم نمبر ۲۳/۴۹ ، ۱۳/۱۱۰ کے حواشی ملاحظہ ہوں ۔ لیکن ہر ممکن کوشش ہونی چاہیئے کہ فرض نماز ریل سے اتر کر یا پھر چلتی ریل میں کھڑے ہو کر ادا ہو۔ (مترجم)

دفعات وتحقیق نمبر	پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام۔مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے سواری کے جانور پر اور کشتی میں نماز پڑھنے کا بیان	حوالہ
۲۰۶ ۴۲	اگر نماز کے اندر کشتی کو باندھے تو وہ نماز از سر نو پڑھے اس لیے کہ وہ عمل کثیر ہے۔[۱]	محیط سرخسی

دفعات و شق نمبر	الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ	صلوٰۃ الجمعۃ	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ

دفعات ۲۰۷ تا ۲۱۴ عنوانات ۸ تعداد شق ۱۳۶

۲۰۷ صلوٰتہ الجمعۃ

تعداد شق ۱

شق	متن	حوالہ
۱	وھی فرض عین۔	کذا فی التھذیب

۲۰۸ شرائط وجوب الجمعۃ فی المصلی

تعداد شق ۱۳

شق	متن	حوالہ
۱	(ثم لوجوبھا شرائط فی المصلی) وھی الحرّیۃ والذکورۃ والاقامۃ والصحۃ۔	کذا فی الکافی
۲	والقدرۃ علی المشی۔	کذا فی البحر الرائق
۳	والبصر۔	ھکذا فی التمرتاشی
۴	حتیٰ لا تجب الجمعۃ علی العبید والنسوان والمسافرین والمرضٰی۔[1]	کذا فی محیط السرخسی
۵	ولا علی المقعد بالاجماع۔[2]	کذا فی المحیط
	وان وجد من یحملہ۔	کذا فی نزانۃ ھدایۃ
۶	ولا علی الاعمٰی وان وجد قائدًا۔	کذا فی السراجیۃ
۷	والشیخ الکبیر الذی ضعفت ملحق بالمریض فلا تجب علیہ۔	کذا فی فتح القدیر
۸	والمطر الشدید والاختفاء من السلطان الظالم مسقط۔	کذا فی فتح القدیر
۹	وللمولی ان یمنع عبدہ عن الجمعۃ والجماعات والعید۔	کذا فی فتاویٰ قاضیخان
۱۰	وعلی المکاتب الجمعۃ۔	
	وکذلک معتق البعض اذا کان یسعیٰ۔	کذا فی فتاویٰ قاضیخان

[1] جمعہ کے دن سفر کے متعلق حکم نمبر ۶۵/۲۰۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

[2] مقعد کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲/۱۵۷ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	سولھواں باب نماز جمعہ کے احکام — جمعہ کی نماز کا بیان	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵	
	سولھواں باب نماز جمعہ کے احکام	
	دفعات ۲۰۷ تا ۲۱۴ — عنوانات ۸ — تعداد شق ۱۳۶	
۲۰۷	**نماز جمعہ** — اس میں ۱ شق ہے	
۱	(نماز جمعہ کی شرطیں پائی جائیں) نماز جمعہ فرض عین ہے۔	تہذیب
۲۰۸	**جمعہ واجب ہونے کے لیے نمازی میں شرطیں** — اور اس میں ۱۴ شقیں ہیں	
۱	پھر نماز جمعہ فرض ہونے کے لیے (جمعہ کی) نماز پڑھنے والے میں کچھ (۶) شرطیں ہیں۔ اور وہ شرطیں یہ ہیں: آزاد ہونا۔ مرد ہونا۔ مقیم ہونا اور تندرست ہونا ہے۔	کافی
۲	اور چلنے پر قادر ہونا ہے۔	بحرالرائق
۳	اور دیکھنے پر قادر ہونا ہے	تمرتاشی
۴	حتیٰ کہ غلاموں۔ عورتوں۔ مسافروں[۱] اور مریضوں پر نماز جمعہ فرض نہیں ہے۔	محیط سرخسی
۵	(ا) اور چلنے سے معذور شخص پر بھی نماز جمعہ بالاجماع فرض نہیں ہے۔	محیط
	(ب) خواہ وہ کسی ایسے شخص کو پاتا ہے جو اسے اٹھا کر لے جائے (پھر بھی چلنے سے معذور شخص پر نماز جمعہ فرض نہیں ہے)۔	زاہدی
۶	اور اندھے پر بھی نماز جمعہ فرض نہیں ہے۔ خواہ وہ کسی ایسے شخص کو پاتا ہو جو اس کی رہنمائی کرے۔	سراجیہ
۷	اور بڑا بوڑھا جو ضعیف ہو چکا ہے وہ مریض کے حکم میں ہے۔ پس اس پر نماز جمعہ فرض نہیں ہے۔	فتح القدیر
۸	سخت بارش ہو۔ اور (یا) ظالم بادشاہ سے روپوشی کر رکھی ہو تو اس شخص سے جمعہ کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔	فتح القدیر
۹	آقا کو اختیار رہے کہ وہ اپنے غلام کو نماز جمعہ۔ جماعت اور عیدوں کی نمازوں میں جانے سے روک دے۔	قاضی خان
۱۰	(ا) مکاتب غلام[۲] پر جمعہ فرض ہے۔	
	(ب) اسی طرح وہ غلام جس کا بعض حصہ آزاد شدہ ہو جبکہ وہ باقی حصہ کی آزادی کے لیے کوشش کر رہا ہو۔	قاضی خان

[۱] جیسا کہ حکم نمبر ۲۰۹/۱۱ میں ہے۔ (مترجم)

[۲] مکاتب وہ غلام جو کمانے میں آزاد کر دیا گیا ہو۔ اور طے شدہ رقم ادا کرنے کے بعد آزاد ہو جائے۔ ماخوذ از فتاویٰ عالمگیری۔ بحث ۳۶۔ باب ۱۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ ۔۔۔ صلوٰۃ الجمعۃ	حوالہ
۲۰۸ ۱۱	ولیس علی العبد المأذون[1] ۔ ولا علی العبد الذی یؤدی الضریبۃ جمعۃ ۔	کذا فی فتاویٰ قاضیخان
۱۲	وفی العبد الذی حضر باب الجامع مع مولاہ لحفظ الدابۃ خلاف ۔	
	الاصح انہ یصلی اذا لم یخل بحفظ دابتہ ۔	کذا فی العینی شرح الھدایۃ
۱۳	وللمستاجر ان یمنع الاجیر عن حضور الجمعۃ وھذا قول الامام ابی حفص ؒ ۔ قال ابو علی الدقاق ؒ لیس لہ ان یمنعہ فی المصر ولکن یسقط عنہ الاجر بقدر اشتغالہ بذلک ان کان بعیدا وان کان قریبا لایحط عنہ شیٔ ۔ ولیس للاجیر ان یطالب من المحطوط بمقدار اشتغالہ بالصلوٰۃ ۔	ھٰکذا فی المحیط
	وظاھر المتون یشھد للدقاق ؒ ۔	کذا فی البحر الرائق
۱۴	ومن لاجمعۃ علیہ ان اداھا جاز عن فرض الوقت ۔	کذا فی الکنز
۲۰۹	**شرائط اداء الجمعۃ فی غیر المصلی ومنھا المصر** تعداد شق ۱۴	
۱	(ولادائھا شرائط فی غیر المصلی) منھا المصر ۔	ھٰکذا فی الکافی
۲	والمصر فی ظاھر الروایۃ الموضع الذی یکون فیہ مفت وقاض یقیم الحدود وینفذ الاحکام وبلغت ابنیتہ ابنیۃ منیٰ[2] ۔	ھٰکذا فی الظھیریۃ وفتاویٰ قاضیخان
	وفی الخلاصۃ وعلیہ الاعتماد ۔	کذا فی التاتارخانیہ

[1] ماذون غلام وہ ہے جو اپنے آقا کی طرف سے کاروبار میں اجازت یافتہ ہو۔ ماخوذ از فتاویٰ عالمگیری بحث ۲۰۴ باب ۱۵ (مترجم)

[2] مصر کی تعریف کے متعلق درمختار ورد المحتار میں ہے کہ مصر (شہر) وہ جگہ ہے کہ وہاں کے مکلف لوگ یعنی معذوروں، عورتوں، بچوں اور مسافروں کو چھوڑ کر باقی لوگ وہاں کی سب سے بڑی مسجد میں نہ سما سکیں۔ اکثر فقہاءؒ کا اس پر فتویٰ ہے۔ صدر الشریعۃ نے اس کی تائید کی ہے اس لیے کہ شرعی احکام نافذ کرنے میں خصوصاً شرعی حدیں قائم کرنے میں سستی ظاہر ہے۔ اور ظاہر مذہب یہی ہے کہ مصر وہ جگہ ہے جہاں امیر اور قاضی ہو جو شرعی حدیں قائم کرنے پر قادر ہو۔ (اور حدیں قائم کرنے سے مراد کے متعلق حکم نمبر ۲ ج ۲۰۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔

دفعات وشق نمبر	سولھواں باب نماز جمعہ کے احکام — جمعہ کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۸ ۱۱	(ا) ماذون[۱۱۴] غلام پر جمعہ فرض نہیں ہے۔ (ب) اور[۱۱۵] اسی طرح اس غلام پر جمعہ فرض نہیں ہے جو روزانہ کچھ ادا کرتا ہو۔	قاضی خان
۱۲	(ا) اس[۱۱۶] غلام کے متعلق (جمعہ کی فرضیت میں) اختلاف ہے جو اپنے آقا کے ساتھ جامع مسجد کے دروازے پر (اس کے سواری کے) جانور کی نگرانی کے لیے ہو۔ (ب) اور (اس کے متعلق) زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اگر اس کے جانور کی نگرانی میں خلل نہیں آتا تو وہ غلام جمعہ پڑھے۔	عینی
۱۳	(ا) مزدوری[۱۱۷] پر رکھنے والے کو اختیار حاصل ہے کہ وہ مزدور کو نمازِ جمعہ پر جانے سے منع کر دے۔ اور یہ حکم حضرت ابو حفص رحؒ کے قول پر ہے۔ (ب) حضرت ابو علی دقاق رحؒ کا قول ہے کہ مزدوری پر رکھنے والے کے لیے یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ مزدور کو شہر کے اندر نماز جمعہ پر جانے سے منع کر دے۔ لیکن اگر جامع مسجد دور ہو تو نماز جمعہ کے لیے مشغولیت کے بقدر اس کی مزدوری کم ہو جائے گی۔ اور اگر جامع مسجد قریب ہے تو مزدوری سے کچھ کم نہ ہوگا۔ اور مزدور کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ نماز جمعہ میں مشغولیت کی وجہ سے اس کی جو مزدوری کم کی گئی ہے۔ وہ اس کا مطالبہ کرے۔ (ج) متون کی کتب بظاہر حضرت دقاق رحؒ کے قول کے حق میں ہیں۔	محیط بحر رائق
۱۴	جس شخص پر نماز جمعہ فرض نہیں ہے۔ اگر اس نے نماز جمعہ ادا کی تو اس وقت کا فرض ادا ہو جائے گا۔	کنز

۲۰۹ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے نمازی کے علاوہ شرطیں اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ شہر ہو

اور اس میں ۱۴۸ شقیں ہیں

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے کچھ شرطوں کا تعلق نمازی کے علاوہ سے ہے۔ ان شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ جگہ مصر (شہر) ہو۔	کافی
۲	(ا) ظاہر روایت کے بموجب مصر (شہر) وہ جگہ ہے[۱۱۸]۔ جہاں مفتی اور قاضی ہو جو حدیں (شریعت کی مقرر کردہ سزائیں) قائم کرے اور احکام جاری کرے اور اس جگہ کی آبادی کم از کم منیٰ کے بقدر ہو۔ (ب) اور خلاصہ میں ہے کہ اسی (مذکورہ حکم) پر اعتماد ہے۔	ظہیریہ۔ قاضیخان تتارخانیہ

اور تحفہ میں ہے کہ امام ابو حنیفہ رحؒ کا یہ قول بھی منقول ہے کہ مصر ایسا شہر ہے جہاں ڈاک کا انتظام ہو، بازار ہو اور اس کی ذیل میں چھوٹے چھوٹے گاؤں ہوں اور وہاں حاکم ہو جو اپنے جاہ و جلال اور اپنے علم یا کسی دوسرے کے علم کے ذریعہ انصاف کے مطابق مظلوم کا حق ظالم سے دلا سکے اور لوگ حادثوں میں اس کی طرف رجوع کرتے ہوں۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار۔ ج ۱۔ ص ۵۴۷، ص ۵۴۸ وہکذا فی البحرالرائق۔ ج ۲۔ ص ۱۴۱۔ اور بحوالہ عنایہ حاشیہ شرح وقایہ میں ہے کہ امیر سے مراد یہ ہے کہ وہ فسادیوں سے لوگوں کی حفاظت کر سکے اور احکام شرع کو تقویت دے۔ ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ۔ ج ۱۔ ص ۱۸۸۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ — صلوٰۃ الجمعۃ	حوالہ
۲۰۹	ومعنی اقامۃ الحدود القدرۃ علیھا۔	ھٰکذا فی الغیاثیۃ
۳	وکما یجوز اداء الجمعۃ فی المصر یجوز اداؤھا فی فناء المصر وھو الموضع المعدّ لمصالح المصر متصلا بالمصر۔ ومن کان مقیما بموضع بینہ وبین المصر فرجہ من المزارع والمراعی نحو القلاع ببخارا لاجمعۃ علیٰ اھل ذلک الموضع وان کان النداء یبلغھم والغلوۃ والمیل والامیال لیس بشیئ۔	ھٰکذا فی الخلاصۃ
۴	ھٰکذا روی الفقیہ ابوجعفرؒ عن ابی حنیفۃؒ وابی یوسفؒ وھو اختیار شمس الائمۃ الحلوانیؒ۔	کذا فی فتاویٰ قاضیخان
۵	القروی اذا دخل المصر ونوی ان یمکث یوم الجمعۃ لزمتہ الجمعۃ لانہ صار کواحد من اھل المصر فی حق ھذا الیوم۔ وان نوی ان یخرج فی یومہ ذلک قبل دخول الوقت او بعد الدخول لاجمعۃ علیہ۔ ولو صلی مع ذلک کان ماجورا۔	کذا فی فتاویٰ قاضیخان والتجنیس۔ والمحیط
۶	ومن لا تجب علیھم الجمعۃ من اھل القریٰ والبوادی لھم ان یصلوا الظھر بجماعۃ یوم الجمعۃ باذان واقامۃ۔	کذا فی فتاویٰ قاضیخان
۷	والمسافرون اذا حضروا یوم الجمعۃ فی مصر یصلون فرادیٰ وکذا اھل المصر اذا فاتتھم الجمعۃ واھل السجن والمرض ویکرہ لھم الجماعۃ۔	کذا فی فتاویٰ قاضیخان
۸	وجازت بمنی فی الموسم للخلیفۃ اولامیر الحجاز لا لامیر الموسم۔	کذا فی الوقایۃ

لہ جیسا کہ درمختار میں ہے اور ردالمحتار میں ہے کہ جواز جمعہ کے لیے مصر کی مذکورہ تعریف میں شریعت کے تمام احکام بالفعل نافذ کرنا مراد نہیں ہے، اس لیے کہ حجاج ظالم کے عہد میں بھی باوجودیکہ وہ شرعی احکام پورے نافذ نہیں کرتا تھا، جمعہ قائم کیا جاتا رہا۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ اسے شرعی احکام نافذ کرنے کا اقتدار حاصل ہو اور اس میں بھی مراد یہ ہونا چاہیے کہ اسے اکثر شرعی احکام نافذ کرنے کا اقتدار حاصل ہو۔ اس لیے کہ حاکم کے لیے اقتدار حاصل ہونے کے باوجود کبھی بعض شرعی احکام نافذ کرنے کا اقتدار حکام بالا کی ممانعت یا کسی فتنہ وغیرہ کی وجہ سے متعذر ہو جاتا ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار۔ ج ۱۔ صـ ۷۴۸ (مترجم)

ـــہ فنائے شہر میں جمعہ ادا ہو سکتا ہے۔ اور فنائے شہر میں مسافر کے لیے قصر کے حکم کے متعلق حکم نمبر ۲۲، ۲۵، ۲۶ / ۲۰۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

ـــہ شہر کے مفاد کے لیے مثلاً شہر کا قبرستان، گھوڑا دوڑانے کا میدان، لشکرگاہ اور بندوق اور تیر اندازی کے لیے مشق کرنے کی جگہ وغیرہ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار۔ ج ۱۔ صـ ۷۴۹۔ اور جیسا کہ ۲۲ / ۲۰۵ کے حاشیہ میں ہے۔ (مترجم)

ـــہ غلوہ۔ تیر مارنے کا انتہائی فاصلہ۔ ماخوذ از المنجد اردو صـ ۸۸۷۔ (مترجم)

دفعات دشق نمبر	سولھواں باب نماز جمعہ کے احکام — جمعہ کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۹	(ج) اور حدیں قائم کرنے سے مراد یہ ہے کہ اسے حدیں قائم کرنے کا اقتدار حاصل ہو[51]۔	غیاثیہ
۳	(ا) جس طرح شہر میں نمازِ جمعہ ادا کرنا جائز ہے۔ اسی طرح فنائے شہر[52] (شہر کے مفاد کی جگہوں) میں نمازِ جمعہ ادا کرنا جائز ہے۔ اور فنائے شہر سے مراد وہ مقام ہے جو شہر کے مفاد کے لیے[53] شہر کے متصل مقرر کیا گیا ہو۔	
	(ب) جو شخص ایسی جگہ رہتا ہو کہ اس جگہ اور شہر کے درمیان کھیتوں اور چراگاہوں کا فاصلہ ہو جیسا کہ بخارا کا قلعہ ہے۔ تو اس جگہ کے رہنے والوں پر نمازِ جمعہ فرض نہیں ہے۔ خواہ اذان کی آواز انہیں پہنچتی ہو۔ اور (مذکورہ حکم میں) غلوہ[54] یا میل یا کئی میلوں کے فاصلہ کا اعتبار نہیں ہے[55]۔	خلاصہ
۴	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح فقیہ ابو جعفرؒ نے امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ سے روایت کیا ہے۔ اور یہی حکم شمس الائمہ الحلوانیؒ نے اختیار کیا ہے۔	قاضی خان
۵	(ا) دیہاتی آدمی جب شہر میں داخل ہوا اور اس نے جمعہ کے دن (وہاں) ٹھہرنے کی نیت کی تو اس پر نماز جمعہ لازم ہو گئی۔ اس لیے کہ اس دن کے لیے وہ بھی شہری کے حکم میں ہو گیا۔	
	(ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے یہ نیت کی کہ وہ اسی دن جمعہ کا وقت داخل ہونے سے پہلے یا بعد اس شہر سے چلا جائے گا تو اس پر جمعہ لازم نہیں۔	
	اور اگر اس کے باوجود اس نے جمعہ کی نماز پڑھی تو ثواب پائے گا۔	قاضی خان۔ تجنیس ۔ محیط
۶	(ا) دیہاتوں اور جنگلوں میں رہنے والے جن لوگوں پر نمازِ جمعہ فرض نہیں ہے، انہیں جائز ہے کہ وہ جمعہ کے دن ظہر کی نماز جماعت اذان اور اقامت سے پڑھیں[56]۔	قاضی خان
۷	مسافر لوگ جب جمعہ کے دن شہر میں آئیں (اور ظہر کی نماز پڑھیں) تو وہ نماز (ظہر) اکیلے اکیلے پڑھیں۔ اسی طرح شہری لوگ جب ان کی نماز جمعہ فوت ہو جائے اور قید خانہ والوں اور بیمار لوگوں کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ اور ان کے لیے (جمعہ کے دن نماز ظہر) جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے[57]۔	قاضی خان
۸	(ا) منیٰ کے مقام پر حج کے موسم میں خلیفہ یا حاکم حجاز نماز جمعہ قائم کرے تو جائز ہے[58]۔ البتہ امیر موسم کیلیے جائز نہیں ہے[59] کہ وہ نمازِ جمعہ قائم کرے	وقایہ

[55] اس لیے کہ شہروں کی نسبت سے اس کی حدوں کا اعتبار ہوتا ہے۔ بسا اوقات شہر کے مفاد کی جگہیں کئی میلوں تک پھیلی ہوتی ہیں۔ ماخوذ از رد المحتار۔ ج ا۔ صہ ۴۷۹۔ (مترجم)

[56] جیسا کہ حکم نمبر $\frac{17}{214}$ میں ہے۔ (مترجم)

[57] چنانچہ درمختار میں ہے کہ معذور، قیدی اور مسافر کے لیے شہر میں (جمعہ کے دن) ظہر کی نماز جماعت سے پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ خواہ وہ نماز جمعہ سے پہلے پڑھیں یا بعد میں پڑھیں۔ اس لیے کہ اس سے جمعہ کی جماعت میں کمی اور جمعہ کی نماز سے مقابلہ کی صورت بن جاتی ہے۔ ماخوذ از درمختار۔ ج ا۔ صہ ۷۶۶ نیز حکم نمبر $\frac{4}{214}$، $\frac{48}{204}$، $\frac{16}{214}$ اور $\frac{14}{214}$ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

[58] اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{14}{210}$ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

[59] یہ حکم اس صورت میں ہے کہ وہ صرف حاجیوں کا امیر ہو۔ پورا صاحبِ اقتدار نہ ہو۔ اس لیے کہ اس کا حاکم ہونا امورِ حج تک ہے۔ اور اگر اسے جمعہ قائم کرنے کی اجازت دی جائے تو پھر جائز ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار۔ ج ا۔ صہ ۷۵۵ اور جیسا کہ حکم نمبر $\frac{8-ب}{209}$ میں ہے۔ (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ — صلوٰۃ الجمعۃ	حوالہ
۲۰۹	سواء کان امیر الموسم مقیما او مسافرا۔ الا اذا کان ماذونا من جہۃ امیر العراق او امیر مکۃ۔	
	وقیل ان کان مقیما تجوز وان کان مسافرا لا تجوز۔ والصحیح الاول۔	ھٰکذا فی البدائع
	ولا تجوز فی غیر ھذہ الایام۔	کذا فی محیط السرخسی
۹	ولا جمعۃ بعرفات اتفاقا۔	کذا فی الکافی
۱۰	وتودی الجمعۃ فی مصر واحد فی مواضع کثیرۃ وھو قول ابی حنیفۃؒ ومحمدؒ وھو الاصح۔	
	وذکر الامام السرخسیؒ انہ الصحیح من مذھب ابی حنیفۃؒ وبہ ناخذ۔	ھٰکذا فی البحر الرائق
۱۱	اذا اصاب الناس مطر شدید یوم الجمعۃ فھم فی سعۃ فی التخلف۔	کذا فی الخلاصۃ
۱۲	ثم فی کل موضع وقع الشک فی جواز الجمعۃ لوقوع الشک فی المصر او غیرہ واقام اھلہ الجمعۃ ینبغی ان یصلوا بعد الجمعۃ اربع رکعات وینووا بھا الظھر حتی لو لم تقع الجمعۃ موقعھا یخرج عن عھدۃ فرض الوقت بیقین۔	کذا فی الکافی وھٰکذا فی المحیط
۱۳	ثم اختلفوا فی نیتھا قیل ینوی آخر ظھر علیہ وھو الاحسن۔	
	والاحوط ان یقول نویت آخر ظھر ادرکت وقتہ ولم اصلہ بعد۔	کذا فی القنیۃ
۱۴	وفی فتاوی (آھو) ینبغی ان یقرأ الفاتحۃ والسورۃ فی الاربع التی یصلی بعد الجمعۃ فی دیارنا۔	کذا فی التاتارخانیۃ

۲۱۰ السلطان
تعداد شق ۱۹

۱	(ومنھا السلطان) عادلا کان او جابرا۔	ھٰکذا فی التاتارخانیۃ ناقلا عن النصاب
	او من امرہ السلطان وھو الامیر او القاضی او الخطباء۔	کذا فی العینی شرح الھدایۃ

لہ جیسا کہ حکم نمبر ۲۰۹ میں ہے۔ (مترجم) لہ جمعہ جائز ہونے میں اشتباہ کے باوجود جمعہ کی نماز پڑھ لینے کی صورتوں میں اس کے بعد احتیاطاً ظہر کی نماز پڑھ لینے کے متعلق درج ذیل احکام ملاحظہ ہوں۔ حاشیہ البحر میں ہے کہ شک والی ایسی جگہوں میں احتیاط یہ ہے کہ پہلے چار سنتیں پڑھے، پھر نماز جمعہ، پھر جمعہ کی چار سنتیں پھر نماز ظہر پھر دو رکعت سنتیں۔ ماخوذ از حاشیہ بحر الرائق۔ ج ۱۔ ص ۱۴۱ اور درمختار میں ہے کہ نماز جمعہ کے بعد نماز ظہر پڑھنے کا حکم خلاف المذہب ہے۔ ماخوذ از درمختار۔ ج ۱۔ ص ۵۵۰۔ اور بحر الرائق میں ہے کہ اس سے اس مفسدہ کا خوف ہے کہ عوام نماز جمعہ فرض نہ ہونے کا اعتقاد کریں۔ ماخوذ از بحر الرائق۔ ج ۱۔ ص ۱۴۳ اور رد المحتار میں ہے کہ اگر جمعہ کے جواز میں مجرد وہم ہے تو مذکورہ چار رکعتیں پڑھنا مندوب ہے، اور وہ

دفعات وشق نمبر	سولھواں باب نمازِ جمعہ کے احکام — جمعہ کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۹	(ب) خواہ امیرِ موسم مقیم ہو یا مسافر ہو۔ لیکن اگر امیرِ عراق یا امیرِ مکہ کی طرف سے اسے (نمازِ جمعہ قائم کرنے کی) اجازت ہو تو جائز ہے۔ بعض[۲] کا قول ہے کہ اگر امیرِ موسم مقیم ہو تو جائز ہے، اور اگر مسافر ہو تو جائز نہیں ہے۔ اور صحیح قول پہلا ہے۔ (ج) اور حج کے موسم کے علاوہ اور دنوں میں (منیٰ کے مقام پر نمازِ جمعہ) جائز نہیں ہے۔	بدائع محیط سرخسی کافی
۹	عرفات کے مقام پر بالاتفاق جمعہ جائز نہیں ہے۔	
۱۰	ایک شہر میں کئی جگہوں پر جمعہ ادا ہو سکتا ہے۔ اور یہ قول امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کا ہے۔ اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔ اور امام سرخسیؒ نے ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے مذہب میں صحیح حکم یہی ہے اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔	بحر الرائق
۱۱	اگر جمعہ کے دن لوگوں کو سخت بارش کا سامنا ہو تو لوگوں کے لیے گنجائش حاصل ہے کہ وہ جمعہ کے لیے حاضر نہ ہوں[۱]۔	خلاصہ
۱۲	پھر ہر وہ مقام جہاں جمعہ جائز ہونے میں شک ہو بایں وجہ کہ اس جگہ کے مصر (شہر) ہونے میں شک ہے یا کسی اور وجہ سے جمعہ جائز ہونے میں شک ہو اور وہاں کے لوگوں نے جمعہ قائم کیا تو انہیں نمازِ جمعہ پڑھ لینے کے بعد چار رکعتیں نمازِ ظہر کی نیت سے پڑھ لینی چاہئیں[۲] تاکہ اگر نمازِ جمعہ اپنے موقع پر واقع نہ ہو تو اس وقت کا فرض یقینی طور پر ادا ہو جائے۔	کافی۔ محیط
۱۳	پھر اس (مذکورہ صورت) میں اختلاف ہے کہ وہ (مذکورہ ظہر کی ادائیگی میں) نیت کیا کرے۔ (۱) بعض کا قول ہے کہ وہ یہ نیت کرے کہ آخری ظہر جو میرے ذمہ ہے اسے پڑھتا ہوں۔ اور یہی حکم زیادہ اچھا ہے۔ (ب) اور زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ وہ یہ نیت کرے کہ میں اس آخری ظہر کی نماز کی نیت کرتا ہوں جس کا میں نے وقت پایا اور ابھی تک نہیں پڑھی۔	قنیہ
۱۴	اور فتاویٰ آہو میں ہے کہ ہمارے ملک میں جو چار رکعتیں نمازِ جمعہ کے بعد پڑھی جاتی ہیں ان چاروں میں فاتحہ کے ساتھ کوئی سورت پڑھنی چاہیے۔	تتارخانیہ
۲۱۰	**سلطان کا ہونا** — اور اس میں ۱۹ شقیں ہیں	
۱	نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے جن شرطوں کا تعلق نمازی کے علاوہ سے ہے ان میں سے ایک شرط سلطان ہونا ہے خواہ وہ سلطان عادل ہو یا ظالم ہو۔ (ب) یا وہ شخص ہو جسے سلطان نے حکم دیا ہو، اور وہ حاکم ہے یا قاضی ہے یا خطیب ہے۔	تتارخانیہ عینی

سنتوں سے کفایت کر سکتی ہیں۔ اور اگر جمعہ کے جواز میں شک اور اشتباہ ہے، تو نمازِ جمعہ کے بعد مذکورہ چار رکعتیں پڑھنا واجب ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اگر اس سے کوئی مفسدہ پیدا ہو تو اعلانیہ ایسا نہ کیا جائے۔ نیز لکھا ہے کہ یہ حکم عوام کے لیے نہیں خواص کے لیے ہے۔ ماخوذ از رد المحتار، ج ۱، ص ۵۶۷۔ پس جوازِ جمعہ میں شک کی صورت ہو تو عملی لحاظ سے مذکورہ مفسدہ کی بنا پر انسب یہی ہے کہ صرف نمازِ ظہر پڑھ لینی چاہیئے۔ اور اگر جمعہ کے عدمِ جواز کا وہم ہو یا جوازِ جمعہ کا یقین ہو تو جمعہ پر اکتفا کرنا چاہیے۔ (مترجم)

حوالہ	صلوٰۃ الجمعۃ — الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ		دفعات و شق نمبر
کذا فی محیط السرخسی	حتیٰ لا تجوز اقامتھا بغیر امر السلطان او امر نائبہ۔	۲	۲۱۰
کذا فی فتاویٰ قاضیخان	رجل خطب یوم الجمعۃ بغیر اذن الامام والامام حاضر لا یجوز ذلک الا ان یکون الامام امرہ بذلک۔	۳	
کذا فی التتارخانیۃ ناقلاً عن جامع الجواھر	مرض الامیر فصلی الشرطی لم تجز الا باذنہ۔	۴	
کذا فی الخلاصۃ	العبد اذا قلد عمل ناحیۃ فصلی بھم الجمعۃ جاز۔	۵	
ھکذا فی فتح القدیر	صلوٰۃ الجمعۃ خلف المتغلب الذی لا منشور لہ من الخلیفۃ تجوز ان کانت سیرتہ سیرۃ الامراء یحکم فیما بین رعیتہ بحکم الولایۃ۔	۶	
ھکذا فی فتح القدیر	المرأۃ اذا کانت سلطانۃ یجوز امرھا باقامۃ الجمعۃ لا اقامتھا۔	۷	
کذا فی الغیاثیۃ	الصحیح فی زماننا ان صاحب الشرط وھو الذی یسمی شحنۃ والوالی والقاضی لا یقیمون الجمعۃ لانھم لا یولون ذلک الا اذا جعل ذلک فی عھدھم وکتب فی منشورھم۔	۸	
کذا فی السراجیۃ	والی مصر مات فصلی بھم خلیفۃ المیت او صاحب الشرط او القاضی جاز فان لم یکن ثمۃ واحد منھم واجتمع الناس علی رجل فصلی بھم جاز۔	۹	
کذا فی التھذیب	ولو تعذر الاستئذان من الامام فاجتمع الناس علی رجل یصلی بھم الجمعۃ جاز۔	۱۰	
کذا فی محیط السرخسی	ولو مات الخلیفۃ ولہ ولاۃ وامراء علی امور المسلمین فھم علی ولایتھم یقیمون الجمعۃ ما لم یعزلوا۔	۱۱	
	اذن الامیر فی الخطبۃ اذن فی الجمعۃ واذنہ فی الجمعۃ اذن فی الخطبۃ۔	۱۲	
کذا فی الزاھدی	ولو قال اخطب لھم ولا تصل اجزأہ ان یصلی بھم۔		
کذا فی التھذیب	ولو استعمل صبی او نصرانی علی مصر فاسلم ھذا وبلغ ذلک لا یقیمان الجمعۃ الا بامر جدید الا اذا قال لھما الخلیفۃ اذا سلمت فصل واذا بلغت فصل۔	۱۳	

لہ نیز حکم نمبر ۲-۱۰-۱۴ / ۲۱۰ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ٥؎ نیز نمازِ قصر میں اس سے ملتا جلتا حکم نمبر ۲۸ / ۲۰۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات دشق نمبر	سولہواں باب نمازِ جمعہ کے احکام — نماز جمعہ کا بیان	حوالہ
۲۱۰ ۲	حتیٰ کہ سلطان یا اس کے نائب کے حکم کے بغیر نمازِ جمعہ قائم کرنا جائز نہیں ہے۔	محیط سرخسی
۳	کسی شخص نے جمعہ کے دن حاکم کی اجازت کے بغیر خطبہ پڑھا۔ اور حاکم حاضر ہو تو یہ جائز نہیں۔ لیکن اگر حاکم نے اس شخص کو حکم دیا ہو تو پھر جائز ہے۔	قاضی خان
۴	حاکم بیمار ہو گیا تو کوتوال نے نماز جمعہ پڑھائی تو جائز نہیں۔ لیکن اگر اس نے حاکم کی اجازت سے ایسا کیا تو جائز ہے۔	تتارخانیہ
۵	غلام کسی ضلع کا حاکم بنایا گیا پس اس نے لوگوں کو نمازِ جمعہ پڑھائی تو جائز ہے۔	خلاصہ
۶	جو شخص غلبہ حاصل کر کے حاکم ہو گیا ہو اس کے پاس خلیفۃ المسلمین کی طرف سے کوئی فرمان نہ ہو تو اس کے پیچھے جمعہ کی نماز پڑھنے کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر اس کا کردار حاکموں کا کردار ہو اور وہ اپنی رعیت میں بطور حکومت حکم جاری کرتا ہو تو جائز ہے۔	فتح قدیر
۷	عورت اگر سلطانہ ہو تو نماز جمعہ قائم کرنے کے لیے اس کا حکم دینا جائز ہے اور خود اسے جمعہ پڑھانا جائز نہیں ہے۔	فتح قدیر
۸	ہمارے زمانہ میں صحیح حکم یہ ہے کہ صاحبِ شرط جسے کوتوال کہتے ہیں (یعنی پولیس کا افسر) اور والی (گورنر) اور قاضی نماز جمعہ نہ پڑھائیں۔ اس لیے کہ وہ اس کے لیے مقرر نہیں کیے جاتے۔ لیکن اگر یہ کام ان کے ذمہ کیا جائے اور ان کے فرمان میں درج ہو تو پھر جمعہ پڑھائیں۔	غیاثیہ
۹	کسی شہر کا حاکم مر گیا تو اس، فوت شدہ حاکم کے نائب یا کوتوال یا قاضی نے نماز جمعہ پڑھائی تو جائز ہے۔ اور اگر ان مذکورین میں سے وہاں کوئی بھی نہ تھا اور لوگوں نے وہاں جمع ہو کر کسی ایک شخص کو مقرر کر لیا اور اس نے نماز جمعہ پڑھائی تو جائز ہے۔	سراجیہ
۱۰	اور اگر حاکم سے اجازت حاصل کرنا مشکل ہو جائے اور لوگ جمع ہو کر کسی ایک شخص کو مقرر کر لیں اور انہیں نماز جمعہ پڑھا دے تو جائز ہے۔	تہذیب
۱۱	اگر خلیفہ وفات پا جائے اور اس کی طرف سے مسلمانوں کے انتظام کے لیے والی اور حاکم مقرر تھے تو جب تک وہ معزول نہ کیے جائیں وہ بطور حاکم مقرر رہیں گے اور نمازِ جمعہ پڑھائیں گے۔	محیط سرخسی
۱۲	خطبہ دینے کے لیے حاکم کی اجازت نماز جمعہ کے لیے اجازت قرار پاتی ہے۔ اور نماز جمعہ کے لیے اس کی اجازت خطبہ کے لیے اجازت قرار پاتی ہے۔ (ب) اور اگر کوئی حاکم کسی شخص کو یہ حکم دے کہ لوگوں کو خطبہ دے اور نماز نہ پڑھائے تو اس شخص کے لیے کفایت کر جائے گا کہ وہ ان لوگوں کو نماز جمعہ (بھی) پڑھا دے۔	زاہدی
۱۳	اگر کوئی لڑکا یا نصرانی کسی شہر کا حاکم بنایا جائے۔ پھر وہ نصرانی اسلام لے آئے یا وہ لڑکا بالغ ہو جائے تو جب تک (خلیفہ کی طرف سے انہیں) نیا حکم نہ ملے، وہ نمازِ جمعہ نہیں پڑھا سکتے۔ لیکن اگر خلیفہ نے نصرانی کو بشرطِ اسلام اور لڑکے کو بعد بلوغ (نمازِ جمعہ) پڑھانے کی اجازت دے رکھی ہو تو پھر نئے حکم کی ضرورت نہیں ہے۔	تہذیب

دفعات	شق نمبر	الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ — صلوٰۃ الجمعۃ	حوالہ
۲۱۰	۱۴	الخليفة اذا سافر وهو فی القریٰ ليس له ان يجمع بالناس ولو مرّ بمصر من امصار ولايته فجمع بها وهو مسافر جاز لان صلوٰة غيره تجوز باذنه فصلوٰته اولیٰ۔	كذا فی الظهيرية
	۱۵	ولو ان امام مصر مصّر ثم نفر الناس عنه لخوف عدو او ما اشبه ذلك ثم عادوا اليه فانهم لا يجمعون الا باذن مستانف من الامام۔	كذا فی الظهيرية
	۱۶	الامام اذا منع اهل المصر ان يجمعوا لم يجمعوا قال الفقيه ابوجعفر رح هذا اذا نهاهم مجتهداً بسبب من الاسباب واراد ان يخرج ذلك الموضع من ان يكون مصراً فاما اذا نهاهم متعنتا او اضرارا بهم فلهم ان يجمعوا على رجل يصلي بهم الجمعة۔	كذا فی الظهيرية
	۱۷	الامام اذا عزل كان له ان يصلي الجمعة بالناس الى ان ياتيه الكتاب بعزله او يقدم عليه الامير الثانی فاذا جاء الكتاب بعزله او علم بقدوم الامير فصلاته باطلة۔	كذا فی فتاوىٰ قاضيخان
	۱۸	ولو افتتح الامام الجمعة ثم حضر وال آخر فانه يمضی فی صلوٰته۔	كذا فی الخلاصة
	۱۹	بلاد عليها ولاة كفار يجوز للمسلمين اقامة الجمعة ويصير القاضی قاضيا بتراضی المسلمين ويجب عليهم ان يلتمسوا واليا مسلما۔	كذا فی معراج الدراية
۲۱۱		**وقت الظهر** تعداد شق ۳	
	۱	(و منها وقت الظهر) حتىٰ لو خرج وقت الظهر فی خلال الصلوٰة تفسد الجمعة وان خرج بعد ما قعد قدر التشهد فكذا عند ابی حنيفة رح۔	كذا فی المحيط
	۲	وليس له ان يبنی الظهر عليها لاختلاف الصلوٰتين۔	كذا فی التبيين

[1] اس کے متعلق حکم نمبر ۳/۲۰۹ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	سولھواں باب نماز جمعہ کے احکام — جمعہ کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۱۰ ۱۴	خلیفہ اگر دورانِ سفر کسی گاؤں میں ہو تو وہاں اسے نماز جمعہ پڑھنا جائز نہیں۔ اور اگر وہ اپنی حکومت کے کسی شہر میں سے گزرے اور وہ مسافر ہو تو اسے وہاں جمعہ پڑھانا جائز ہے[۵]۔ اس لیے کہ جب دوسروں کی نمازِ جمعہ اس کی اجازت سے جائز ہو جاتی ہے تو اس کی نمازِ جمعہ بطریقِ اولیٰ جائز ہو گی۔	ظہیریہ
۱۵	اگر حاکم نے کسی جگہ کو شہر قرار دیا۔ پھر وہاں کے لوگ دشمن کے خوف یا ایسی ہی کسی اور بنا پر وہاں سے چلے گئے، پھر لوٹ آئے تو جب تک حاکم کی طرف سے نئی اجازت نہ ملے وہ وہاں جمعہ قائم نہ کریں گے۔	ظہیریہ
۱۶	(ا) اگر حاکم کسی شہر والوں کو جمعہ پڑھنے سے منع کر دے تو وہ جمعہ نہ پڑھیں۔ (ب) فقیہ ابوجعفرؒ کا قول ہے کہ یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے جب کہ حاکم نے اجتہاد کے طور پر کسی خاص وجہ سے جمعہ قائم کرنے پر پابندی لگا دی ہو، اور وہ اس جگہ کو شہر ہونے کے حکم سے خارج کرنا چاہتا ہو۔ لیکن اگر (حاکم کی بے دینی وغیرہ کی وجہ سے یہ معلوم ہو جائے کہ) وہ حاکم وہاں کے لوگوں کو تکلیف دینے یا ضرر پہنچانے کے لیے انہیں جمعہ پڑھنے سے منع کرتا ہے تو وہاں کے لوگوں کو اختیار ہے کہ وہ کسی شخص کو مقرر کر لیں جو انہیں نماز جمعہ پڑھا دے۔	ظہیریہ
۱۷	(ا) حاکم جب معزول ہو جائے تو جب تک اس کی معزولی کا پروانہ نہ آ جائے یا دوسرا حاکم مقرر ہو کر نہ آ جائے وہ لوگوں کو جمعہ پڑھا سکتا ہے۔ (ب) اور جب اس کا معزولی نامہ آ جائے یا اسے دوسرے امیر کے آ جانے کا علم ہو جائے تو پھر اس کا جمعہ پڑھانا باطل ہے۔	قاضی خان
۱۸	اور اگر (مذکورہ صورت میں) حاکم نے نماز جمعہ شروع کر دی۔ پھر دوسرا حاکم آ گیا تو وہ اپنی اس نماز کو پورا کرے گا۔	خلاصہ
۱۹	جن علاقوں کے حاکم کافر ہوں تو وہاں کے مسلمانوں کو جمعہ قائم کرنا جائز ہے۔ اور مسلمانوں کی رضامندی سے قاضی قاضی قرار پا سکتا ہے۔ اور وہاں کے لوگوں پر لازم ہے کہ وہ مسلمان حاکم مقرر ہونے کے لیے کوشش کرتے رہیں۔	معراج الدرایہ
۲۱۱	**ظہر کا وقت ہونا** اور اس میں ۳ شقیں ہیں	
۱	نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے جن شرطوں کا تعلق نمازی کے علاوہ سے ہے۔ ان میں سے ایک شرط ظہر کا وقت ہے۔ حتیٰ کہ اگر نمازِ جمعہ کے دوران ظہر کا وقت خارج ہو جائے تو نمازِ جمعہ فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر (نمازِ جمعہ میں) بقدر تشہد التحیات کے لیے بیٹھنے کے بعد ظہر کا وقت خارج ہو گیا۔ تب بھی امام ابوحنیفہؒ کے ہاں یہی حکم ہے[۹]۔	محیط
۲	اور نماز جمعہ پڑھنے والے کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ نماز جمعہ پر نمازِ ظہر کی بنا کرے، کیونکہ دونوں نمازیں مختلف ہیں۔	تبیین

[۵] اس کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۷۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

حوالہ	صلوٰۃ الجمعۃ الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ	دفعات شق نمبر	
کذا فی المحیط	المقتدی اذا نام فی صلوٰۃ الجمعۃ ولم ینتبہ حتی خرج الوقت فسدت صلوٰتہ ولو انتبہ بعد فراغ الامام والوقت دائم اتمہا جمعۃ۔	۳	۲۱۱

۲۱۲ الخطبۃ تعداد شق ۵

حوالہ	متن	شق
کذا فی الکافی	(ومنہا الخطبۃ قبلہا) حتی لو صلوا بلا خطبۃ او خطب قبل الوقت لم یجز۔	۱
ھٰکذا فی العینی شرح الھدایۃ	الخطبۃ تشتمل علیٰ فرض وسنۃ۔ فالفرض شیئان الوقت وھو بعد الزوال وقبل الصلوٰۃ حتی لو خطب قبل الزوال او بعد الصلوٰۃ لا یجوز۔	۲
کذا فی البحر الرائق	والثانی ذکر اللہ تعالیٰ۔	
کذا فی المتون	وکفت تحمیدۃ او تہلیلۃ او تسبیحۃ۔	۳
کذا فی الجوھرۃ النیرۃ	ھٰذا اذا کان علیٰ قصد الخطبۃ اما اذا عطس فحمد اللہ او سبح او ھلل متعجبا من شیٔ لا ینوب عن الخطبۃ اجماعا۔	
ھٰکذا فی معراج الدرایۃ	خطب وحدہ او بحضرۃ النساء الصحیح انہ لا یجوز۔	۴
کذا فی الخلاصۃ	ولو حضر واحد او اثنان وخطب وصلیٰ بالثلاثۃ جاز۔	۵
کذا فی العینی شرح الھدایۃ	ولو خطب والقوم نیام او صم جازت۔	۶
ھٰکذا فی البحر الرائق	(واما سننہا فخمسۃ عشر) احدھا الطہارۃ حتی کرھت للمحدث والجنب۔	۷
ھٰکذا فی البحر الرائق	(وثانیہا) القیام۔	۸
ھٰکذا فی فتاوی قاضی خان	ولو خطب قاعدا او مضطجعا جاز۔	
ھٰکذا فی البحر الرائق	(وثالثہا) استقبال القوم بوجہہ۔	۹
ھٰکذا فی البحر الرائق	(ورابعہا) التعوذ فی نفسہ قبل الخطبۃ۔	۱۰
ھٰکذا فی البحر الرائق	(وخامسہا) ان یسمع القوم الخطبۃ وان لم یسمع اجزأہ۔	۱۱
ھٰکذا فی البحر الرائق	(وسادسہا) البداءۃ بحمد اللہ۔	۱۲
ھٰکذا فی البحر الرائق	(وسابعہا) الثناء علیہ بما ھو اھلہ۔	۱۳

لہ زوال کے متعلق حکم نمبر ۹۹/۲۷۶ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)
لہ۲ اس کے متعلق حکم نمبر ۲۱۳/۱۳ تا ۲۱۴ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات دشق نمبر	سولھواں باب نماز جمعہ کے احکام — جمعہ کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۱۱ ۳	(ا) مقتدی اگر جمعہ کی نماز میں سوجائے اور وقت خارج ہوجانے کے بعد جاگے تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ (ب) اور اگر وہ (مذکورہ صورت میں) امام کے فارغ ہونے کے بعد جاگا اور وقت ابھی باقی ہو تو نمازِ جمعہ پوری کرے۔	محیط
۲۱۲	**خطبہ دینا** اور اس میں ۵۰ شقیں ہیں	
۱	نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے جن شرطوں کا تعلق نمازی کے علاوہ سے ہے، ان میں سے ایک شرط یہ ہے کہ نمازِ جمعہ سے پہلے خطبہ دے۔ حتیٰ کہ اگر خطبہ کے بغیر جمعہ پڑھیں یا خطیب وقت سے پہلے خطبہ دے تو جائز نہیں۔	کافی
۲	(ا) خطبہ میں فرض بھی ہیں اور سنتیں بھی۔ اور فرض دو ہیں۔ خطبہ کا پہلا فرض یہ ہے کہ خطبہ وقت کے اندر ہو اور خطبہ کا وقت زوال کے بعد اور نمازِ جمعہ سے پہلے ہے۔ پس اگر کسی نے زوال سے پہلے خطبہ دیا تو جائز نہ ہوگا۔	عینی
	(ب) خطبہ کا دوسرا فرض اللہ کا ذکر ہے۔	بحرالرائق
۳	(ا) اور خطبہ میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یا سُبْحَانَ اللّٰہِ پڑھنا کفایت کرجاتا ہے۔	متون
	(ب) یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ جب (مذکورہ کلمات) خطبہ کے ارادے سے پڑھے۔ لیکن اگر چھینکا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا سُبْحَانَ اللّٰہِ پڑھا یا کسی چیز پر تعجب کرکے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا تو خطبہ کے قائم مقام نہ ہوگا، اس پر اجماع ہے۔	جوہرہ نیرہ
۴	کسی نے اکیلے خطبہ پڑھا۔ یا (صرف) عورتوں کے سامنے خطبہ پڑھا۔ تو صحیح حکم یہ ہے کہ جائز نہیں ہے۔	معراج الدرایہ
۵	اگر کسی نے ایک یا دو آدمیوں کے سامنے خطبہ پڑھا اور تین آدمیوں کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی تو جائز ہے۔ [ف۲]	خلاصہ
۶	اگر کسی نے سوئے ہوئے لوگوں کو خطبہ دیا یا کانوں سے بہرے لوگوں کو خطبہ دیا تو جائز ہے۔	عینی
۷	خطبۂ جمعہ میں پندرہ سنتیں ہیں۔ ان میں سے ایک طہارت ہے۔ حتیٰ کہ بے وضو اور جنبی کا خطبہ پڑھنا مکروہ ہے۔	بحرالرائق
۸	(ا) خطبہ کی دوسری سنت کھڑے ہوکر خطبہ دینا ہے۔	بحرالرائق
	(ب) اگر کسی نے بیٹھ کر یا لیٹ کر خطبہ پڑھا تو جائز ہوجاتا ہے۔	قاضی خان
۹	خطبہ کی تیسری سنت یہ ہے کہ خطبہ میں قوم کی طرف متوجہ ہو۔	بحرالرائق
۱۰	خطبہ کی چوتھی سنت یہ ہے کہ خطبہ سے پہلے دل میں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ لے۔	بحرالرائق
۱۱	خطبہ کی پانچویں سنت یہ ہے کہ قوم کو خطبہ سنائے، اور اگر (سب کو) نہ سنائے تو بھی اسے کفایت کرجاتا ہے۔ [ف۳]	بحرالرائق
۱۲	خطبہ کی چھٹی سنت یہ ہے کہ خطبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے شروع کرے۔	بحرالرائق
۱۳	خطبہ کی ساتویں سنت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شایانِ شان تعریف کرے۔	بحرالرائق

ف۳ اونچی آواز سے خطبہ دینے کے متعلق حکم نمبر ۲۷/۲۱۲ اور اونچی آواز کے متعلق حکم نمبر ۴۱/۱۱۹ ، ۱۳۶/۱۷۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ — صلوٰۃ الجمعۃ	حوالہ
۲۱۲ ۱۴	(وثامنها) الشهادتان ۔	هٰكذا فی البحر الرائق
۱۵	(وتاسعها) الصلوٰة على النبی عليه الصلوٰة والسلام ۔	هٰكذا فی البحر الرائق
۱۶	(وعاشرها) العظة والتذكير ۔	هٰكذا فی البحر الرائق
۱۷	(والحادی عشر) قراءة القراٰن وتاركها مسيئ ۔	هٰكذا فی البحر الرائق
	ومقدار ما يقرأ فيهما من القراٰن ثلاث اٰيات قصار او اٰية طويلة ۔	كذا فی الجوهرة النيرة
۱۸	(والثانی عشر) اعادة التحميد والثناء على الله تعالٰى والصلوٰة على النبی عليه الصلوٰة والسلام فی الخطبة الثانية ۔	هٰكذا فی البحر الرائق
۱۹	(والثالث عشر) زيادة الدعاء للمسلمين والمسلمات ۔	هٰكذا فی البحر الرائق
۲۰	(والرابع عشر) تخفيف الخطبتين بقدر سورة من طوال المفصل ويكره التطويل ۔	هٰكذا فی البحر الرائق
۲۱	(والخامس عشر) الجلوس بين الخطبتين ۔	هٰكذا فی البحر الرائق
۲۲	ومقدار الجلوس بينهما مقدار ثلاث اٰيات فی ظاهر الرواية ۔	هٰكذا فی السراج الوهاج ناقلا عن الفتاوٰی
	قال شمس الائمة السرخسیؒ فی تقدير الجلسة بين الخطبتين انه اذا تمكن فی موضع جلوسه واستقر كل عضو منه فی موضعه قام من غير مكث ولبث ۔	كذا فی التتارخانية
	والمختار ما قاله شمس الائمة السرخسیؒ ۔	كذا فی الغياثية
۲۳	والاصح انه يكون مسيئا بترك الجلسة بين الخطبتين ۔	كذا فی القنية
۲۴	والقعود قبل الخطبة سنة ۔	هٰكذا فی العينی شرح الكنز
۲۵	واما الخطيب فيشترط فيه ان يتاهل للامامة فی الجمعة ۔	كذا فی الزاهدی
۲۶	ومن السنة ان يكون الخطيب على منبر اقتداء برسول الله صلى الله عليه وسلم ۔	كذا فی البحر الرائق
۲۷	ومن المستحب ان يرفع الخطيب صوته وان يكون الجهر فی الثانية دون الاولٰى ۔	كذا فی البحر الرائق
۲۸	وينبغی ان تكون الخطبة الثانية الحمد لله نحمده ونستعينه الخ وذكر الخلفاء الراشدين والعمين رضوان الله تعالٰى عليهم اجمعين مستحسن بذلك جرى التوارث ۔	كذا فی التجنيس

لہ جیساکہ البحر الرائق میں ہے کہ وثامنها ان يعيد فی الخطبة الثانية الحمد لله والثناء والصلوٰة على النبی صلى الله عليه وسلم وتاسعها ان يزيد فيها الدعاء للمؤمنين والمؤمنات الخ البحر الرائق ج ۲ ص ۱۴۸ ۔ اور رد المحتار میں ہے کہ قال فی التجنيس والثانية كالاولٰى الا انه يدعو للمسلمين مكان الوعظ اھ رد المحتار ص ۷۵۹ ۔ (مترجم) ٭ ۲ طوال مفصل کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{6}{139}$ ملاحظہ ہو ۔ (مترجم)

٭ اس کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{20}{158}$ اور $\frac{2}{163}$ کے حواشی ملاحظہ ہوں ۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	سولھواں باب نماز جمعہ کے احکام نماز جمعہ کا بیان	حوالہ
۲۱۲ ۱۴	خطبہ کی آٹھویں سنت یہ ہے کہ خطبہ میں دونوں شہادتیں (یعنی اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ) پڑھے۔	بحرالرائق
۱۵	خطبہ کی نویں سنت یہ ہے کہ خطبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے۔	بحرالرائق
۱۶	خطبہ کی دسویں سنت یہ ہے کہ خطبہ میں وعظ اور نصیحت کرے۔	بحرالرائق
۱۷	(ا) خطبہ کی گیارھویں سنت یہ ہے کہ خطبہ میں (کچھ) قرآن مجید پڑھے۔ اور اس کا چھوڑنے والا برائی کرنے والا ہے۔	بحرالرائق
	(ب) خطبہ میں قرآن مجید میں سے پڑھنے کی مقدار تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت ہے۔	جوہرہ نیرہ
۱۸	خطبہ کی بارھویں سنت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کا دوسرے خطبہ میں اعادہ کرے۔	بحرالرائق
۱۹	خطبہ میں تیرھویں سنت یہ ہے کہ (دوسرے خطبہ میں) مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے دعا کی زیادتی کرے۔	بحرالرائق
۲۰	خطبہ میں چودھویں سنت یہ ہے کہ خطبوں میں تخفیف کرے تاکہ وہ طوال مفصل میں سے کسی سورۃ کے برابر رہیں اور اس سے مقدار سے طویل کرنا مکروہ ہے۔	بحرالرائق
۲۱	خطبہ میں پندرھویں سنت یہ ہے کہ دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھے۔	بحرالرائق
۲۲	(ا) اور ظاہر روایت میں دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنے کی مقدار تین آیتیں پڑھنے کے بقدر ہے۔	سراج وہاج
	(ب) شمس الائمہ سرخسیؒ نے دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنے کی مقدار کے متعلق کہا ہے کہ جب خطیب اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بیٹھ جائے اور اس کے سب اعضا اپنی جگھوں پر قرار پکڑ لیں تو پھر مزید ٹھہرنے یا دیر لگانے کے بغیر کھڑا ہو۔	تتارخانیہ
	(ج) اور مختار حکم وہ ہے جو شمس الائمہ سرخسیؒ نے بیان کیا ہے۔	غیاثیہ
۲۳	زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ دونوں خطبوں کے درمیان نہ بیٹھنے میں برائی کرنے والا ہے۔	قنیہ
۲۴	خطبہ دینے سے پہلے بیٹھنا سنت ہے۔	عینی
۲۵	خطبہ دینے والے خطیب میں یہ شرط ہے کہ وہ جمعہ میں امامت کا اہل ہو۔	زاہدی
۲۶	یہ سنت ہے کہ خطیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کی پیروی کے مطابق منبر پر خطبہ دے۔	بحرالرائق
۲۷	یہ مستحب ہے کہ خطیب اپنی آواز بلند کرے۔ اور دوسرے خطبہ میں پہلے خطبہ کی نسبت آواز کی بلندی کم ہو۔	بحرالرائق
۲۸	(ا) دوسرا خطبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ سے شروع ہونا چاہیئے۔	
	(ب) اور (جمعہ کے خطبہ میں) خلفاء راشدینؓ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں چچا صاحبان کا ذکر مستحسن ہے۔ اسی طرح اسلاف سے معمول چلا آتا ہے۔	تجنیس

سے جیسا کہ درمختار میں ہے کہ (ویسن خطبتان) خفیفتان (وتکرہ زیادتہما علیٰ قدر سورۃ من طوال المفصل الخ درمختار ج ۱ ص ۵۹۰، یعنی جمعہ میں دو خطبے مسنون ہیں وہ دونوں خفیف ہوں طویل نہ ہوں اور اگر ان دونوں خطبوں کی (مجموعی) طوالت طوال مفصل کی سورت سے طویل ہو جائے تو مکروہ ہے۔ (مترجم)

سے اساءت کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۰/۱۵۸، ۲/۱۶۳ مع حواشی ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۵ اور درمختار میں ہے کہ (خطبہ سے قبل) منبر کے دائیں طرف خلوت میں بیٹھنا اور خطبہ کیلئے نکلنے سے لے کر نماز میں داخل ہونے تک سلام نہ کہنا اور خطیب کا سیاہ لباس پہننا بھی سنت طریقہ سے ہے۔ ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۵۹۱ نیز حکم ۲۵/۲۱۴ مع حاشیہ ۲۹/۲۱۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

حوالہ	صلوٰۃ الجمعۃ / الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ	دفعات و شق نمبر
کذا فی فتح القدیر	ویکرہ للخطیب ان یتکلم فی حال الخطبۃ الا ان یکون امرا بمعروف۔	۲۱۲ ۲۹
کذا فی الکافی	ولا ینبغی ان یصلی غیر الخطیب۔	۳۰
	واذا احدث الامام بعد الخطبۃ فاستخلف رجلا ان شهد الخطبۃ جاز والا فلا۔	۳۱
کذا فی التهذیب	ولو احدث بعد الدخول فی الصلوٰۃ جاز کیفما کان۔	
	واذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام۔	۳۲
کذا فی الکافی	وقالا لا بأس اذا خرج الامام قبل ان یخطب واذا فرغ قبل ان یشتغل بالصلوٰۃ۔	
کذا فی السراج الوهاج	سواء کان کلام الناس او التسبیح او تشمیت العاطس ورد السلام۔	۳۳
هٰکذا فی المحیط	واما دراسۃ الفقہ والنظر فی کتب الفقہ وکتابتہ فمن اصحابنا رحمهم اللہ تعالیٰ من کرہ ذلک ومنهم من قال لا بأس بہ۔	۳۴
هٰکذا فی المحیط	واذا لم یتکلم بلسانہ ولکنہ اشار بیدہ او برأسہ او بعینہ نحو ان رأی منکرا من انسان فنهاہ بیدہ او اخبر بخبر فاشار برأسہ الصحیح انہ لا بأس بہ۔	۳۵
کذا فی شرح الطحاوی	وتکرہ الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔[1]	۳۶
کذا فی جواهر الاخلاطی	والنائی عن الامام فی استماع الخطبۃ کالقریب والانصات فی حقہ هو المختار۔	۳۷
کذا فی التبیین	وهو الاحوط۔	۳۸
کذا فی محیط السرخسی	وقیل یقرأ القرآن وقیل یسکت وهو الاصح۔	۳۹
هٰکذا فی الخلاصۃ	ویحرم فی الخطبۃ ما یحرم فی الصلوٰۃ حتیٰ لا ینبغی ان یاکل او یشرب والامام فی الخطبۃ۔	۴۰

[1] اس کے متعلق حکم نمبر ۲۶، ۲۴ / ۱۰۱ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [2] جیسا کہ البحر الرائق ج ا ص ۱۴۸ میں ہے اور درمختار و رد المحتار میں ہے کہ خطبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنے تو دل میں بایں طور درود شریف پڑھ لے کہ وہ خود سن سکے یا حروف صحیح ہو جائیں۔ اور امام ابو یوسف رح کے ہاں محض دل میں پڑھے! درج مبرہ میں ہے کہ زبان سے بول کر نہ پڑھے ورنہ خطبہ کا سماع فوت ہو جائے گا۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ا ص ۷۶۸ ۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	سولھواں باب نماز جمعہ کے احکام — نماز جمعہ کا بیان	حوالہ
۲۱۲ ۲۹	یہ مکروہ ہے کہ خطیب خطبہ میں بات چیت کرے لیکن امر بالمعروف (نیکی کی تبلیغ) کرے تو مکروہ نہیں ہے۔	فتح القدیر
۳۰	اور خطبہ دینے والے کے علاوہ کسی اور شخص کو نماز نہیں پڑھانی چاہیئے۔	کافی
۳۱	(ا) اگر امام خطبہ پڑھنے کے بعد بے وضو ہوگیا اور اس نے کسی اور شخص کو خلیفہ بنایا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر وہ شخص خطبہ میں حاضر تھا تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ (ب) اگر امام نماز میں داخل ہونے کے بعد بے وضو ہوگیا تو ہر صورت میں خلیفہ بنانا جائز ہے (خواہ وہ خلیفہ خطبہ میں حاضر تھا یا نہ)	تہذیب
۳۲	(ا) جب امام (خطبہ پڑھنے کے لیے نکلے تو (حکم یہ ہے کہ) نہ نماز پڑھیں نہ کلام کریں۔ ف۱ (ب) اور صاحبینؒ کا قول یہ ہے کہ (خطبہ کے لیے) امام کے نکلنے کے بعد اور خطبہ شروع کرنے سے پہلے اور اسی طرح خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد اور نماز شروع کرنے سے پہلے (مذکورہ امور میں) حرج نہیں۔	کافی
۳۳	(مذکورہ حکم میں) خواہ ایسا کلام ہو جیسے لوگ آپس میں باتیں کرتے ہیں یا سبحان اللہ کہنا ہو۔ یا چھینکنے پر جواب میں یرحمک اللہ کہنا ہو یا کسی کے سلام کے جواب میں وعلیکم السلام کہنا ہو (سب کا حکم برابر ہے)	سراج وہاج
۳۴	(ا) البتہ (مذکورہ وقت میں) فقہ کے سمجھنے، فقہ کی کتابوں پر نظر کرنے اور اس کے لکھنے کے متعلق ہمارے بعض اصحاب کے ہاں حکم یہ ہے کہ مکروہ ہے۔ (ب) اور ہمارے بعض اصحاب کا قول یہ ہے کہ (فقہ کی مذکورہ مصروفیت میں) کوئی ہرج نہیں۔	محیط
۳۵	اور (اگر مذکورہ وقت میں) زبان سے کلام نہ کرے۔ لیکن ہاتھ یا سر یا آنکھوں سے اشارہ کردے۔ مثلاً (اس وقت) کسی کو ناجائز کام کرتے دیکھا تو اسے ہاتھ سے منع کر دیا۔ یا اسے کوئی خبر دی گئی تو اس نے سر سے اشارہ کر دیا، تو اس کے متعلق صحیح حکم یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔	محیط
۳۶	اور (مذکورہ وقت میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا مکروہ ہے ف۲	شرح طحاوی
۳۷	اور خطبہ سننے میں جو شخص امام سے دور ہو۔ خطبہ سننے میں وہ بھی اسی کی مانند ہے جو امام کے قریب ہو۔ اس کے حق میں بھی خاموش رہنے کا حکم ہے۔ یہی حکم مختار ہے۔	جواہر الاخلاطی
۳۸	اور اسی (مذکورہ) حکم میں زیادہ احتیاط ہے۔	تبیین
۳۹	اور (خطبہ کے وقت) بعض کے قول کے بموجب قرآن مجید پڑھ سکتا ہے ف۳۔ اور بعض کا قول یہ ہے کہ (قرآن مجید پڑھنے کی بجائے) خاموش رہے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	محیط سرخسی
۴۰	جو امور نماز میں حرام ہیں وہ خطبہ میں بھی حرام ہیں حتیٰ کہ جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو کچھ کھانا پینا نہیں چاہیئے ف۴	خلاصہ

ف۳ جیسا کہ البحر الرائق میں ہے کہ خطبہ سننے والا قرآن مجید پڑھے یا فقہ سمجھے یا اس میں نظر کرے۔ تو ان امور کے جواز میں اختلاف ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق۔ ج ۲۔ ص ۱۴۸۔ نیز حکم نمبر ۳۴/۲۱۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

ف۴ اس کے متعلق حکم نمبر ۴۶/۲۱۲ بھی ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ — صلوٰۃ الجمعۃ	حوالہ
۲۱۲ ۴۱[۱]	ویستحب للرجل ان یستقبل الخطیب بوجهه هٰذا اذا کان امام الامام فان کان عن یمین الامام او عن یسارہ قریبا من الامام ینحرف الی الامام مستعدا للسماع۔	کذا فی الخلاصۃ
۴۲	والذی علیه عامة مشائخنا ان علی القوم ان یسمعوا الخطبة من اولها الی آخرها۔	هٰکذا فی المحیط
۴۳	والدنو من الامام افضل من التباعد عنه وهو الصحیح من الجواب من مشائخنا۔	هٰکذا فی المحیط
	ولا یتخطی رقاب الناس للدنو من الامام۔ وذکر الفقیه ابو جعفرؒ عن اصحابناؒ انه لا بأس بالتخطی ما لم یأخذ الامام فی الخطبة۔ ویکرہ اذا أخذ۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۴	لان للمسلم ان یتقدم ویدنو من المحراب اذا لم یکن الامام فی الخطبة لیتسع المکان علی من یجیٔ بعدہ وینال فضل القرب من الامام فاذا لم یفعل الاول فقد ضیع ذلك المکان من غیر عذر فکان للذی جاء بعدہ ان یأخذ ذلك المکان۔	
	واما من جاء والامام یخطب فعلیه ان یستقر فی موضعه من المسجد لان مشیه وتقدمه عمل فی حالة الخطبة۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۵	واما تخطی السؤال فمکروہ بالاجماع فی جمیع الاحوال۔	کذا فی البحر الرائق
	المختار ان السائل اذا کان لا یمر بین یدی المصلی ولا یتخطی رقاب الناس ولا یسئل الناس الحافا ویسئل لامر لا بد منه لا بأس بالسؤال والاعطاء ولا یحل اعطاء سؤال المسجد اذا لم یکونوا علی تلك الصفة المذکورة۔	کذا فی الوجیز للکردری
۴۶	اذا شهد الرجل عند الخطبة ان شاء جلس محتبیا او متربعا او کما تیسر لانه لیس بصلوٰة عملا وحقیقة۔	کذا فی المضمرات
	ویستحب ان یقعد فیها کما یقعد فی الصلوٰة۔	کذا فی معراج الدرایۃ
۴۷	ان کان فی النفل ثم شرع الخطیب فی الخطبة یقطع قبل السجدة وبعدها عنه الرکعتین۔	هٰکذا فی القنیة
۴۸	ولو ذکر فی الجمعة ان علیه الفجر۔ فان کان لا یخاف فوت الجمعة یقطعها ویبدأ بالفجر۔ ولو فات الوقت یتم الجمعة لسقوط الترتیب بضیق الوقت۔	

[۱] اس کے متعلق حکم نمبر ۴۰/۲۱۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	سولھواں باب نماز جمعہ کے احکام — نماز جمعہ کا بیان	حوالہ
۲۱۲ ۴۱	یہ مستحب ہے کہ (خطبہ سننے والا) آدمی خطیب کی طرف رخ کرے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ جب وہ امام کے سامنے ہو۔ اور اگر امام کے قریب اس کے دائیں یا بائیں طرف ہو تو اس کی طرف پھر کر سننے کے لیے تیار ہو کر بیٹھے۔	خلاصہ
۴۲	ہمارے عام مشائخ رحمہم اللہ کے ہاں قوم پر لازم ہے کہ وہ اول سے آخر تک خطبہ سنیں۔	محیط
۴۳	(ا) اور امام سے قریب بیٹھنا اس سے دور بیٹھنے کی نسبت افضل ہے۔ ہمارے مشائخ رحمہم اللہ کے جواب میں صحیح حکم یہی ہے۔ (ب) امام سے قریب ہونے کے لیے لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے۔ (ج) فقیہ ابوجعفر رحمہ اللہ نے ہمارے اصحاب رحمہم اللہ سے نقل کیا ہے کہ جب تک امام نے خطبہ شروع نہیں کیا تو پھلانگ کر جانے میں کوئی حرج نہیں۔ اور جب امام نے خطبہ شروع کر دیا تو پھر پھلانگنا مکروہ ہے۔	محیط قاضی خان
۴۴	(ا) (مذکورہ حکم کی) وجہ یہ ہے کہ مسلمان کو چاہیے کہ جب تک امام نے خطبہ شروع نہیں کیا آگے بڑھے اور محراب سے قریب ہو، تاکہ اس سے بعد میں آنے والوں کے لیے گنجائش ہو اور امام سے قریب ہونے کی فضیلت حاصل کرے۔ اور جب پہلے شخص نے ایسا نہیں کیا تو اس نے وہ جگہ بغیر عذر کے ضائع کی۔ پس بعد میں آنے والے کو وہ جگہ لینے کا اختیار ہے۔ (ب) البتہ جو شخص امام کے خطبہ کے دوران آئے تو اسے چاہیے کہ وہ مسجد میں اپنی جگہ پر بیٹھ جائے۔ اس لیے کہ اس کا چلنا اور آگے بڑھنا خطبہ کی حالت میں عمل ہے۔	قاضی خان
۴۵	(ا) البتہ لوگوں سے سوال کرنے کے لیے گردنیں پھلانگنا بالاجماع مکروہ ہے۔ (ب) اور مختار حکم یہ ہے کہ سائل[1] جب نمازی کے سامنے سے نہ گزرتا ہو۔ وہ[2] لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگتا ہو۔ اور[3] لوگوں سے اصرار کر کے نہ مانگتا ہو۔ اور کسی ضرورت[4] کی وجہ سے مانگتا ہو تو اس کے مانگنے اور اسے دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اور اگر مذکورہ طریقے سے نہ ہو تو مسجد میں مانگنے والوں کو دینا جائز نہیں ہے۔	بحرالرائق وجیز للکردری
۴۶	(ا) جب کوئی شخص خطبہ میں حاضر ہو تو اسے اختیار ہے کہ خواہ گھٹنے کھڑے رکھ کر بیٹھے یا چار زانو ہو کر بیٹھے یا جس طرح اسے آسانی ہو۔ اس لیے خطبہ حقیقت اور عملی لحاظ سے نماز نہیں ہے۔ (ب) اور مستحب یہ ہے کہ (خطبہ سننے والا) خطبہ کے دوران اس طرح بیٹھے جس طرح نماز میں بیٹھتا ہے۔	مضمرات معراج الدرایۃ
۴۷	اگر کوئی شخص نفل نماز پڑھ رہا تھا اور خطیب نے خطبہ شروع کر دیا تو (اس کے لیے حکم یہ ہے کہ) اگر اس نے سجدہ[5] نہیں کیا ہے تو نماز توڑ دے اور اگر اس نے سجدہ کر لیا ہے تو دو رکعتیں پوری کر کے نماز ختم کر دے[6]۔	قنیہ
۴۸	اگر کسی کو نماز جمعہ میں یاد آیا کہ اس نے نماز فجر نہیں پڑھی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر اسے نماز جمعہ فوت ہونے کا خوف نہیں ہے تو نماز توڑ کر پہلے فجر پڑھ لے۔ (ب) اور اگر وقت فوت ہوتا ہو، تو جمعہ کی نماز پوری کرے۔ اس لیے کہ وقت کی تنگی سے ترتیب کا حکم ساقط ہو جاتا ہے۔	

۵ جیسا کہ حکم نمبر ۴۱/۱۱ ۱۸۷ میں ہے۔ اور اگر مستحب نفل کی بجائے مؤکدہ سنتیں ہوں مثلاً نماز ظہر یا نماز جمعہ سے پہلے کی چار سنتیں پڑھ رہا تھا کہ جماعت کھڑی ہو گئی یا امام خطبہ کے لیے نکلا تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۱۸۷ جس میں خطبہ شروع ہونے کا ذکر ہے اور اس کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۲۷/۱۰۱ ملاحظہ ہو جس میں خطبہ کیلئے ۲ خطیب کے نکلنے کا ذکر ہے۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ — صلوٰۃ الجمعۃ	حوالہ
۲۱۲	اما لوخاف فوت الجمعۃ لا الوقت فعندھما یبدأ بالفجر وعند محمدؒ یتم الجمعۃ۔	کذا فی معراج الدرایۃ
۴۹	ویکرہ ان یخطب متکئا علیٰ قوس او عصا۔	کذا فی الخلاصۃ وھٰکذا فی المحیط
۵۰	ویتقلد الخطیب السیف فی کل بلدۃ فتحت بالسیف۔	کذا فی شرح الطحاوی
۲۱۳	**الجماعۃ** تعداد شق ۹	
۱	(ومنھا الجماعۃ) واقلھا ثلاثۃ سوی الامام۔	کذا فی التبیین
۲	ولا یشترط کونھم ممن حضر الخطبۃ۔	کذا فی فتح القدیر
۳	ولوخطب الامام یوم الجمعۃ ونفر الناس وجاء اخرون وصلی بھم الجمعۃ اجزأھم۔	کذا فی محیط السرخسی
۴	والشرط فیھم ان یکونوا صالحین للامامۃ اما اذا کانوا لا یصلحون لھا کالنساء والصبیان لا تصح الجمعۃ۔	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۵	وتنعقد الجمعۃ باقامۃ العبید والمسافرین والمرضی وکذا بالامیین والخرس۔	کذا فی محیط السرخسی
۶	اذا کبر الامام للجمعۃ والقوم حضور ولم یشرعوا معہ ذکر فی الاصل انھم اذا کبروا قبل رفع الامام رأسہ من الرکوع صحت الجمعۃ والا استقبلھا ولم یذکر خلافا۔	کذا فی الغیاثیۃ
۷	ولوکبروا مع الامام ثم نفروا وخرجوا من المسجد ثم جاءوا وکبروا قبل رفع الامام رأسہ من الرکوع اجزأتھم الجمعۃ۔	کذا فی محیط السرخسی
۸	اذا کبر الامام ومعہ قوم متوضئون فلم یکبروا معہ حتی احدثوا ثم جاء اخرون وذھب الاولون جاز استحسانا۔ ولوکانوا محدثین فکبر ثم جاء اخرون استقبل التکبیر۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۹	ان نفروا بعد الافتتاح قبل التقیید بالسجدۃ لم یجمع عند ابی حنیفۃؒ خلافا لھما۔	کذا فی التمرتاشی

له اور شیخینؒ کے ہاں اس صورت میں وہ نماز جمعہ توڑ کر نماز فجر پڑھے اور پھر نماز ظہر پڑھے جیسا کہ حکم نمبر ۲۲/۱۸۸ میں ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	سولھواں باب نماز جمعہ کے احکام — نماز جمعہ کا بیان	حوالہ
۲۱۲	(ج) اور اگر اسے نمازِ جمعہ فوت ہونے کا خوف ہو اور وقت فوت ہونے کا خوف نہ ہو امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے ہاں پہلے نماز فجر پڑھ لے[۵۱]۔ اور امام محمدؒ کے ہاں وہ جمعہ کی نماز پوری کر لے۔	معراج الدرایہ
۴۹	اور یہ مکروہ ہے کہ خطبہ دینے والے کمان یا عصا پر سہارا لے کر خطبہ دے۔	خلاصہ۔ محیط
۵۰	جو شہر جنگ کے ذریعہ فتح ہوئے ہوں ان میں خطیب گردن میں تلوار لٹکا کر خطبہ دے۔	شرح طحاوی
۲۱۳	**جماعت ہونا** — اور اس میں ۱۰ شقیں ہیں	
۱	نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے جن شرطوں کا تعلق نمازی کے علاوہ سے ہے۔ ان میں ایک شرط جماعت کا ہونا ہے۔ کم سے کم جماعت یہ ہے کہ امام کے علاوہ تین آدمی ہوں[۵۲]۔	تبیین
۲	اور (مذکورہ حکم میں) یہ شرط نہیں ہے کہ وہ سب لوگ خطبہ میں حاضر ہوئے ہوں۔	فتح القدیر
۳	اگر (مذکورہ صورت میں) امام نے جمعہ کا خطبہ پڑھا اور وہ لوگ بھاگ گئے۔ پھر دوسرے لوگ آئے اور ان کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی تو انہیں کفایت کر جائے گا۔	محیط سرخسی
۴	(مذکورہ صورت میں) جماعت والوں کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ امام ہونے کے اہل ہوں۔ لیکن اگر وہ امام بننے کے اہل نہ ہوں۔ مثلاً عورتیں ہوں یا لڑکے ہوں تو نماز جمعہ صحیح نہ ہوگی۔	جوہرہ نیرہ
۵	اگر (مذکورہ صورت میں) جماعت کے لوگ غلام، مسافر یا بیمار ہوں۔ اسی طرح اگر وہ امّی[۵۳] یا گونگے ہوں تو نمازِ جمعہ درست ہو جاتی ہے۔	محیط سرخسی
۶	جب امام نے نماز جمعہ کے لیے تکبیر (تحریمہ) کہی تو جماعت کے لوگ حاضر تھے۔ البتہ انہوں نے امام کے ساتھ نماز شروع نہ کی تو (اس کے متعلق) اصل میں ذکر ہے کہ اگر انہوں نے امام کے رکوع سے سر اٹھانے سے پہلے تکبیر (تحریمہ) کہہ لی تو نماز جمعہ صحیح ہوگی۔ ورنہ نماز از سرِ نو شروع کرے۔ اور اس حکم کے متعلق کوئی اختلاف مذکور نہیں۔	غیاثیہ
۷	اور اگر (نماز جمعہ میں) جماعت کے لوگوں نے امام کے ساتھ تکبیر کہی پھر چلے گئے اور مسجد سے نکل گئے پھر آگئے اور انہوں نے امام کے رکوع سے سر اٹھانے سے پہلے تکبیر کہہ لی تو انہیں نماز جمعہ کفایت کر جائے گی۔	محیط سرخسی
۸	(ا) اگر امام نے (نماز جمعہ کے لیے) تکبیر کہی اور اس کے ساتھ کچھ لوگ باوضو موجود تھے اور انہوں نے امام کے ساتھ تکبیر نہ کہی حتیٰ کہ وہ بے وضو ہو گئے۔ پھر وہ لوگ چلے گئے اور دوسرے لوگ آگئے تو اس صورت میں از روئے استحسان نماز جمعہ جائز ہے۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ باوضو نہ تھے۔ پس امام نے تکبیر کہہ دی پھر دوسرے لوگ آگئے تو امام از سرِ نو تکبیر کہے۔	قاضی خان
۹	اگر (نماز جمعہ میں) جماعت کے لوگ نماز شروع کرنے کے بعد اور سجدہ کرنے سے پہلے چلتے بنے تو امام ابوحنیفہؒ کے ہاں جمعہ نہیں ہوا۔ اور امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کا اختلاف ہے۔	تمرتاشی

۵۱ جیسا کہ حکم ۵/۲۱۲ میں ہے نیز حکم نمبر ۴/۲۱۳ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۵۳ امّی کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۷/۱۵۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ	صلوٰۃ الجمعۃ	حوالہ
۲۱۳ ۱۰	وان نفروا بعد ما قیدوا الرکعۃ بالسجدۃ صلی الجمعۃ عند علمائنا الثلاثۃ۔		کذا فی المضمرات

۲۱۴ الاذن العام
تعداد شق ۲۵

۱	(ومنها الاذن العام) وھو ان تفتح ابواب الجامع فیؤذن للناس کافۃ حتی ان جماعۃ لو اجتمعوا فی الجامع واغلقوا ابواب المسجد علی انفسھم وجمعوا لم یجز۔	کذا فی المحیط
۲	وکذلک السلطان اذا اراد ان یجمع بحشمہ فی دارہ فان فتح باب الدار واذن اذنا عاما جازت صلوٰتہ شھدھا العامۃ او لم یشھدوھا۔	کذا فی المحیط
	ویکرہ۔	کذا فی التاتارخانیۃ
۳	وان لم یفتح باب الدار واجلس البوابین علیھا لم تجز لھم الجمعۃ۔	کذا فی المحیط
۴	ویجوز للمسافر والعبد والمریض ان یؤموا فی الجمعۃ۔	کذا فی القدوری
۵	ومن لاعذر لہ لو صلی الظھر قبلھا کرہ۔	کذا فی الکنز
۶	ویستحب للمریض والمسافر واھل السجن تاخیر الظھر الی فراغ الامام من الجمعۃ وان لم یؤخر یکرہ فی الصحیح۔	کذا فی الوجیز للکردری
۷	ان ادی الظھر ثم سعی الی الجمعۃ فادرکھا مع الامام بطل ظھرہ سواء کان معذورا کالمسافر والمریض والعبد وغیرہ۔	
	وان لم یدرکھا۔	
	فان خرج من بیتہ والامام فرغ منھا لایبطل اجماعا۔	
	وان خرج من بیتہ والامام فیھا فقیل ان یصل الیہ فرغ منھا بطل ظھرہ عند ابی حنیفۃ خلافا لھما۔	
	وان خرج لایرید الجمعۃ لایبطل اجماعا۔	کذا فی الکافی
۸	وان سعی الی الجمعۃ وکان سعیہ مقارنا لفراغہ لایبطل۔	ھکذا فی التبیین

لہ اگر مذکورہ صورت میں سنتری صرف دیکھ بھال کے لیے ہوں اور وہ چیک کر کے لوگوں کو اندر جانے کی اجازت دے دیتے ہوں۔ تو پھر نماز جمعہ جائز ہونے کی گنجائش ہونی چاہیئے۔ (مترجم) ×× جیسا کہ درمختار ورد المحتار میں ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اذنِ عام کی صراحت شرط نہیں ہے نیز مسجد کے دروازے کھولنا اور دین مکلفین کے لیے ہے پس اگر خوفِ فتنہ کے لیے مثلاً عورتوں کا داخلہ منع ہو تو اذنِ عام میں حرز نہ ہوگا نیز اگر قلعہ کا دروازہ دشمن کی وجہ سے یا عادت کی وجہ سے بند ہو تو چونکہ قلعہ میں رہنے والوں کے لیے اذنِ عام ہے پس اس سے اذنِ عام میں حرز نہ ہوگا۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۱ ص نیز حکم نمبر ۳۰، ۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	سولھواں باب نماز جمعہ کے احکام — نماز جمعہ کا بیان	حوالہ
۲۱۳ — ۱۰	(اور اگر (نماز جمعہ میں جماعت کے لوگ) ایک رکعت کا سجدہ کرنے کے بعد چلے گئے تو ہمارے تینوں عالموں کے ہاں امام جمعہ پڑھے گا۔	مضمرات
۲۱۴	**اذن عام** اور اس میں ۲۵ شقیں ہیں	
۱	نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے جن شرطوں کا تعلق نمازی کے علاوہ سے ہے۔ ان میں سے ایک شرط اذنِ عام ہے۔ اور اذنِ عام سے مراد یہ ہے کہ مسجد کے دروازے کھول دیئے جائیں اور سب لوگوں کو آنے کی اجازت ہو۔ حتیٰ کہ اگر کچھ لوگ مسجد کے اندر جمع ہو کر مسجد کے دروازے بند کرلیں اور جمعہ پڑھیں تو جائز نہیں ہے۔	محیط
۲	(ا) اسی طرح اگر سلطان نے اپنے لوگوں کے ساتھ اپنے گھر جمعہ پڑھنا چاہا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر وہ دروازہ کھول دے۔ اذن عام دیدے تو اس کی نماز جمعہ جائز قرار پائے گی۔ خواہ لوگ اس نماز جمعہ میں آئیں یا نہ آئیں۔	محیط
	(ب) اور مذکورہ صورت سے نماز جمعہ پڑھنا مکروہ ہے۔	تتارخانیہ
۳	اور اگر (مذکورہ صورت میں سلطان نے) گھر کا دروازہ کھلا نہ رکھا اور اس پر دربان (سنتری) بٹھا دیئے تو ان کے لیے نماز جمعہ جائز نہ ہوگی۔[۱]	محیط
۴	مسافر۔ غلام اور مریض کے لیے جائز ہے کہ وہ نماز جمعہ میں امام بنیں۔	قدوری
۵	جس شخص کو کوئی عذر نہیں ہے وہ اگر نماز جمعہ سے پہلے ظہر پڑھ لے تو مکروہ ہے۔	کنز
۶	یہ مستحب ہے کہ مریض مسافر اور قیدی لوگ امام کے جمعہ سے فارغ ہونے تک نماز ظہر پڑھنے میں تاخیر کریں[۲]۔ اور اگر تاخیر نہ کی جائے تو صحیح حکم کے بموجب مکروہ ہے۔	وجیز للکردری
۷	(ا) اگر کسی نے نماز ظہر ادا کی پھر نماز جمعہ کے ارادے سے گیا۔ پس اس نے امام کے ساتھ نماز جمعہ پالی تو اس کی وہ (اداشدہ) ظہر باطل ہوگئی خواہ وہ معذور تھا مثلاً مسافر یا مریض یا غلام تھا یا وہ معذور نہ تھا۔ (ب) اور اگر اس نے امام کے ساتھ نماز جمعہ نہ پائی تو (دیکھا جائے گا) (۱) اگر وہ گھر سے نکلا تو امام جمعہ سے فارغ ہو چکا تھا تو اس کی وہ ظہر باطل نہ ہوگی، اس پر اجماع ہے[۳]۔ (۲) اور اگر گھر سے نکلا تو امام نماز جمعہ میں مشغول تھا اور اس کے پہنچنے سے پہلے امام نمازِ جمعہ سے فارغ ہوگیا تو اس کی وہ نماز ظہر امام ابوحنیفہؒ کے ہاں باطل ہوگئی۔ اور امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کا اس میں اختلاف ہے۔ (۳) اور اگر وہ شخص گھر سے نکلا تو اس کا ارادہ نماز جمعہ کا نہ تھا تو اس کی وہ نماز ظہر بالاجماع باطل نہ ہوگی۔	کافی
۸	اگر وہ (مذکورہ صورت میں) جمعہ کے ارادے سے چلا اور اسی وقت امام نماز جمعہ سے فارغ ہوا تو اس کی نماز ظہر باطل نہ ہوگی۔	تبیین

[۲] اس کے متعلق حکم نمبر ۴۸/۲۰۴، ۷/۲۰۹، اور ۱۴/۲۱۴ ملاحظہ ہو۔ نیز ردالمحتار میں ہے کہ قہستانی میں مریض کے لفظ کی جگہ معذور کا لفظ ہے جو کہ مریض کی نسبت عام ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار۔ ج ۱۔ ص ۶۷۷۔ (مترجم) [۳] اس کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۲۱۴ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ — صلوٰۃ الجمعۃ	حوالہ
۲۱۴ ۹	ولو صلی الظہر فی منزلہ ثم توجہ الیہا ولم یؤدھا الامام بعد الا انہ لا یرجو ادراکہا لبعد المسافۃ بطل ظہرہ فی قول البلخیین وھو الصحیح۔	ھٰکذا فی الکفایۃ
۱۰	فان کان توجہ الیہا ولم یصل الامام بعذر او بغیر عذر اختلفوا فی بطلان ظہرہ الصحیح انہ لا یبطل۔	ھٰکذا فی الکفایۃ
۱۱	واختلفوا فیما اذا توجہ الیہا والناس فیہا الا انہم خرجوا قبل اتمامہا لنائبۃ الصحیح انہ یبطل ظہرہ۔	ھٰکذا فی الکفایۃ
۱۲	ثم المعتبر فی السعی الانفصال عن دارہ فلا یبطل قبلہ علی المختار۔	کذا فی فتح القدیر
۱۳	ولو کان جالسا فی المسجد بعد ما صلی الظہر لا یبطل حتی یشرع مع الامام اتفاقا۔	کذا فی البحر الرائق
۱۴	والمریض اذا وجد خفۃ بعد ما صلی الظہر فی بیتہ ثم راح الی الجمعۃ فصلی الجمعۃ انتقض ظہرہ وانقلب نفلا۔	کذا فی النہایۃ
۱۵	ومن ادرکہا فی التشہد او فی سجود السہو اتم جمعۃ عند الشیخین۔	ھٰکذا فی شرح مختصر الوقایۃ لابی المکارم
۱۶	وکرہ فی المصر ظہر المعذور وغیرہ کالمسجون والمسافر جماعۃ قبل فراغ الامام وبعدہ۔ وکرہ جماعۃ الظہر لاھل المصر اذا لم یجمعوا لمانع۔	ھٰکذا فی شرح مختصر الوقایۃ لابی المکارم
۱۷	واما اھل القریٰ فلہم ذلک بالاذان والاقامۃ من غیر کراھۃ وذکرہ قاضی خان وغیرہ۔	ھٰکذا فی شرح مختصر الوقایۃ لابی المکارم
۱۸	ویجب السعی وترک البیع بالاذان الاول۔	

۱؎ جمعہ کے لیے چلنے کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۲۱۴ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۲؎ جمعہ کے لیے متوجہ ہونے کے مفہوم کے متعلق حکم ۱۲/۲۱۴ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)
۳؎ جیسا کہ حکم نمبر ۸/۲۱۴ میں ہے اور البحر الرائق میں ہے کہ اپنی حویلی سے یعنی اپنی حویلی کے دروازے سے نکل جائے۔ ماخوذ از بحر الرائق۔ ج ۲، ص ۱۵۳ (مترجم)
۴؎ جیسا کہ حکم نمبر ۷/۲۱۴ میں ہے۔ (مترجم) ۵؎ نیز حکم ۶/۲۱۴، ۴۸/۲۰۴، ۷/۲۰۹، ۱۴/۲۱۴ ملاحظہ ہوں۔ (مترجم)
۶؎ اس کے متعلق حکم ۸/۲۰۹، ۶/۲۱۴، ۴۸/۲۰۴، ۱۴/۲۱۴ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۷؎ جیسا کہ حکم نمبر ۶/۲۰۹ میں ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	سولھواں باب نماز جمعہ کے احکام — نماز جمعہ کا بیان	حوالہ
۲۱۴ ۹	اگر کسی نے نماز ظہر اپنے گھر میں پڑھ لی پھر وہ نماز جمعہ کی طرف متوجہ ہوا[ف۱]۔ اور ابھی تک امام نے جمعہ نہیں پڑھا تھا۔ لیکن اسے فاصلہ کی دوری کی وجہ سے نماز جمعہ پا لینے کی امید نہیں تو (اس صورت میں) فقہائے بلخ رحمہم اللہ کے قول کے بموجب اس کی وہ نماز ظہر باطل ہو گئی اور یہی حکم صحیح ہے۔	کفایہ
۱۰	اور اگر وہ (مذکورہ صورت میں) نماز جمعہ کی طرف متوجہ ہوا اور امام نے کسی عذر کی وجہ سے یا بغیر عذر نماز جمعہ نہ پڑھی تو (اس صورت میں) اس کی نماز ظہر باطل ہونے کے متعلق اختلاف ہے۔ صحیح حکم یہ ہے کہ وہ نماز ظہر باطل نہ ہو گی۔	کفایہ
۱۱	اور اگر (گھر میں نماز ظہر پڑھ لینے کے بعد) وہ نماز جمعہ کی طرف متوجہ ہوا[ف۲]۔ اور لوگوں نے نماز جمعہ شروع کر دی تھی لیکن وہ لوگ نماز جمعہ پوری کرنے سے پہلے ہی کسی حادثہ کی وجہ سے نکل آئے تو اس (صورت کے حکم) میں اختلاف ہے۔ صحیح حکم یہ ہے کہ اس کی وہ نمازِ ظہر باطل ہو جائے گی۔	کفایہ
۱۲	پھر نماز جمعہ کے لیے چلنے میں معتبر حکم یہ ہے کہ وہ اپنی حویلی سے جدا ہو جائے[ف۳]۔ اور اس سے پہلے مختار قول کے بموجب نماز ظہر باطل نہیں ہوتی۔	فتح القدیر
۱۳	اگر کوئی شخص نمازِ ظہر پڑھنے کے بعد مسجد میں بیٹھا ہو تو بالاتفاق حکم یہ ہے کہ جب تک امام کے ساتھ نماز جمعہ شروع نہ کرے (اس کی وہ) نماز ظہر باطل نہیں ہوتی۔	بحرالرائق
۱۴	کسی مریض نے اپنے گھر نماز ظہر پڑھنے کے بعد بیماری میں کمی پائی۔ پس وہ نماز جمعہ کے لیے چلا گیا اور اس نے نمازِ جمعہ پڑھی تو اس کی وہ نماز ظہر ختم ہو گئی اور وہ نماز نفل ہو گئی[ف۴]۔	نہایہ
۱۵	جو شخص نمازِ جمعہ کی تشہد میں یا سجدہ سہو میں شریک ہوا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے ہاں وہ نماز جمعہ پوری کرے۔	شرح مختصرالوقایہ
۱۶	(ا) اور یہ مکروہ ہے[ف۵] کہ شہر کے اندر معذور لوگ اور ان کے علاوہ مثلاً قیدی اور مسافر لوگ امام کے (نمازِ جمعہ سے) فارغ ہونے سے پہلے یا بعد ظہر کی نماز جماعت سے پڑھیں۔ (ب) اور یہ بھی مکروہ ہے[ف۶] کہ شہر والے جب کسی مانع کی وجہ سے نماز جمعہ میں شامل نہ ہوں تو وہ نمازِ ظہر جماعت سے پڑھیں۔	شرح مختصرالوقایہ
۱۷	البتہ گاؤں والوں کو ایسا کرنے کی بلا کراہت اجازت ہے[ف۷] کہ وہ اذان اور اقامت کے ساتھ ایسا کریں (یعنی جمعہ کے دن نمازِ ظہر جماعت سے پڑھیں)۔ اس حکم کو قاضی خاں وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔	شرح مختصرالوقایہ
۱۸	(ا) اور نمازِ جمعہ کی پہلی اذان کے ساتھ جمعہ کے لیے چلنا اور خرید و فروخت چھوڑنا[ف۸] واجب ہو جاتا ہے۔	

[ف۸] البحرالرائق میں ہے کہ خرید و فروخت سے مراد ہر ایسے مشغلہ کو بھی شامل ہے جو نماز کی طرف جانے سے روک دے۔ پس اگر خرید و فروخت کے علاوہ کسی کام میں مصروف ہو گیا تو وہ بھی مکروہ ہو گا۔ ماخوذ از بحرالرائق۔ ج ۱۔ صـ ۱۵۶۔ (مترجم) نیز لکھا ہے کہ اگر کھانا سامنے ہے اور ادھر نماز جمعہ فوت ہونے کا خوف ہے تو کھانا چھوڑ دے۔ ماخوذ از بحرالرائق۔ ج ۲، صـ ۱۵۷ اور دوسری نمازوں کی جماعت کے وقت کھانا سامنے آ جائے تو جی خواہش کر رہا ہو تو اس کے متعلق حکم نمبر ۳/۱۵۷ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ — صلوٰۃ الجمعۃ	حوالہ
۲۱۴	وقال الطحاوی رحؒ یجب السعی ویکرہ البیع عند اذان المنبر۔ وقال الحسن بن زیاد رحؒ المعتبر ھو الاذان علی المنارۃ۔ والاصح ان کل اذان یکون قبل الزوال فھو غیر معتبر والمعتبر اول الاذان بعد الزوال سواء کان علی المنبر او علی الزوراء۔	کذا فی الکافی
۱۹	وسرعۃ المشی والعدو الی المسجد لا تجب عندنا وعند عامۃ الفقہاء رحؒ۔ واختلف فی استحبابہ۔ والاصح ان یمشی علی السکینۃ والوقار۔	کذا فی القنیۃ
۲۰	واذا جلس علی المنبر اذن بین یدیہ۔ واقیم بعد تمام الخطبۃ بذلک جری التوارث۔	کذا فی البحر الرائق
۲۱	وصلوٰۃ الجمعۃ رکعتان یقرأ فی کل رکعۃ بفاتحۃ الکتاب وای سورۃ شاء ویجھر بالقرأۃ فیھما۔[1]	کذا فی محیط السرخسی
۲۲	واذا کبر ولم یستطع ان یسجد علی الارض للزحام فانہ ینتظر حتی یقوم الناس فان وجد فرجۃ سجد وان سجد علی ظھر رجل اجزاءہ۔ وان وجد فرجۃ ومع ھذا سجد علی ظھر رجل آخر لم یجزئہ۔	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
۲۳	ولو زحمہ الناس فلم یستطع السجود فوقف حتی سلم الامام فھو لاحق حتی یمضی فی صلوٰتہ بغیر قرأۃ۔	کذا فی البحر الرائق
۲۴	لو سبق رجل یوم الجمعۃ ثم قام لقضاء ما فاتہ کان بالخیار ان شاء جھر وان شاء خافت کالمنفرد فی صلوٰۃ الفجر۔	کذا فی الخلاصۃ
۲۵	ویستحب لمن حضر صلوٰۃ الجمعۃ ان یدھن۔ ویمس طیبا ان وجد۔ ویلبس احسن ثیابہ ان کان وتستحب الثیاب الابیض۔ ویجلس فی الصف الاول۔	کذا فی معراج الدرایۃ

[1] البحر الرائق میں ہے کہ سورۂ فاتحہ کے ساتھ اس مقدار کی سورت پڑھے جتنی مقدار نماز ظہر میں پڑھی جاتی ہے۔ اور اگر پہلی رکعت میں سورت جمعہ اور دوسری رکعت میں المنافقون پڑھے یا پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اور دوسری رکعت میں ہَلْ اَتَاکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَۃِ پڑھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے تبرک کی بنا پر اچھا ہے لیکن کبھی ان سورتوں کے علاوہ بھی پڑھے ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ صفحہ ۱۵۷۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۱۷/۱۳۹ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	سولھواں باب نماز جمعہ کے احکام — نماز جمعہ کا بیان	حوالہ
۲۱۴	(ب) اور طحاویؒ کا قول ہے کہ منبر کی اذان (یعنی خطبہ کی اذان) کے وقت نمازِ جمعہ کے لیے چلنا واجب اور خرید و فروخت مکروہ ہو جاتی ہے۔	
	(ج) حسن بن زیادؒ کا قول ہے کہ منارہ کی اذان کا اعتبار ہے۔	
	(د) اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ ہر وہ اذان جو زوال سے پہلے ہو اس کا اعتبار نہیں۔ اور پہلی اذان جو زوال کے بعد ہو اس کا اعتبار ہے، خواہ وہ منبر کے سامنے ہو یا مینار پر ہو۔	کافی
۱۹	(ا) (جمعہ کے لیے) مسجد کی طرف جلد چلنا، دوڑنا ہمارے ہاں اور عام فقہاءؒ کے ہاں واجب نہیں ہے۔	
	(ب) اور اس کے مستحب ہونے میں اختلاف ہے۔	
	(ج) اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اطمینان اور وقار کے ساتھ چلے۔	قنیہ
۲۰	(ا) جب (خطیب) منبر پر بیٹھے تو اس کے سامنے اذان کہی جائے۔	
	(ب) اور خطبہ کے تمام ہونے کے بعد اقامت کہی جائے۔ اسلاف سے اسی طریقہ کا معمول چلا آتا ہے۔	بحرالرائق
۲۱	جمعہ کی نماز دو رکعتیں ہیں، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور جونسی سورت چاہے پڑھے[۱] اور دونوں رکعتوں میں قرأت اونچی پڑھے۔	محیط سرخسی
۲۲	(ا) اگر تکبیر کہی اور لوگوں کی بھیڑ کی وجہ سے زمین پر سجدہ نہ کر سکا تو وہ انتظار کرے حتیٰ کہ لوگ کھڑے ہوں۔ پس اگر (سجدہ کے لیے) کچھ جگہ پائے تو سجدہ کر لے اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے کسی دوسرے آدمی کی پیٹھ پر سجدہ کیا تو اسے کفایت کر جائے گا۔	
	(ب) اور اگر اسے سجدہ کے لیے کچھ جگہ مل گئی تھی اس کے باوجود اس نے کسی دوسرے آدمی کی پیٹھ پر سجدہ کیا تو (اس صورت میں) اسے کفایت نہ کرے گا۔	قاضی خان
۲۳	اگر کوئی شخص لوگوں کی بھیڑ کی وجہ سے سجدہ نہ کر سکا پس وہ ٹھہرا رہا حتیٰ کہ امام نے سلام پھیر دیا تو وہ لاحق کے حکم میں ہے حتیٰ کہ وہ قرأت کے بغیر نماز کو پورا کرے۔	بحرالرائق
۲۴	اگر کوئی شخص نمازِ جمعہ میں مسبوق ہوا پھر (جب) وہ اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے کھڑا ہوا تو اسے اختیار ہے کہ چاہے اونچی قرأت کرے اور چاہے تو آہستہ قرأت کرے جیسا کہ فجر کی نماز میں اکیلے نماز والے کے لیے حکم ہے۔	خلاصہ
۲۵	نمازِ جمعہ میں حاضر ہونے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ[۱] تیل لگائے۔ [۲] خوشبو موجود ہو تو لگائے۔ اور[۳] اگر اچھے کپڑے میسر ہوں تو پہنے اور سفید کپڑے پہننا مستحب ہے۔ اور[۴] (یہ بھی مستحب ہے کہ) پہلی صف میں بیٹھے[۲]	معراج الدرایہ

[۱] جمعہ کیلیے سوار ہو کر جانے کے متعلق حکم نمبر ۵/۲۱۵، ملاحظہ ہو۔ نیز جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے۔ جیسا کہ حکم نمبر ۶/۳۰ میں ہے۔ نیز ردالمحتار میں ہے کہ جمعہ اور عیدین میں اچھے کپڑے پہنے اور سفید لباس پہننا مستحب ہے اور سیاہ لباس کا مسنون اور متوارث ہونا بظاہر خطیب کے لیے مخصوص ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۶۰۷۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۲۴/۲۱۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ جمعہ کے دن دعا قبول ہونے کی ساعت کے متعلق صحیح قول یہ ہے کہ خطیب کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز سے فارغ ہونے کی ساعت تک۔ اور بعض کا قول ہے کہ وہ ساعت جمعہ کی عصر کے وقت سے آخر یوم تک ہے۔ نیز جمعہ کے دن یا رات میں سورۂ کہف پڑھنے کے خاص فضائل ہیں۔ نیز جمعہ کے دن حجامت بنوانا۔ ناخن کٹوانا۔ جمعہ کے لیے مسجد جلد جانا۔ مسجد میں خوشبو کا استعمال بھی منقول ہے۔ نیز مسلمان میت کے لیے جمعہ کا دن آنے پر عذابِ قبر سے امن اور اہلِ جنت کے لیے ہر جمعہ کو اللہ تعالیٰ کی زیارت بھی منقول ہے۔ اور جمعہ کا دن جمعہ کی رات سے افضل ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۱ ص ۶۳۷۔ نیز جمعہ کے دن زیارتِ قبور کے متعلق حاشیہ حکم نمبر ۲۸/۲۲۶ اور جمعہ کے دن یا رات کو وفات پانے والے مسلمان کیلیے آخرت میں شہادت کا درجہ ... [illegible]

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی صلوٰۃ العیدین — صلوٰۃ العیدین	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب السابع عشر فی صلوٰۃ العیدین

دفعات ۲۱۵ تا ۲۱۶ عنوانات ۲ تعداد شق ۶۶

۲۱۵۔ صلوٰۃ العیدین

تعداد شق ۵۳

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	وهى واجبة وهو الاصح	هكذا فى محيط السرخسى
۲	ويستحب يوم الفطر للرجل الاغتسال والسواك ولبس احسن ثيابه	كذا فى القنية
۳	جديدا كان او غسيلا	كذا فى محيط السرخسى
۴	ويستحب التختم والتطيب والتبكير وهو سرعة الانتباه والابتكار وهو المسارعة الى المصلى واداء صدقة الفطر قبل الصلوة وصلوة الغداة فى مسجد حيه والخروج الى المصلى ماشيا والرجوع فى طريق آخر	كذا فى القنية
۵	ولا بأس بالركوب فى الجمعة والعيدين والمشى افضل فى حق من يقدر عليه	كذا فى الظهيرية
۶	واستحب فى عيد الفطر ان ياكل قبل الخروج الى المصلى تميرات ثلاثا او خمسا او سبعا او اقل او اكثر بعد ان يكون وترا والاما شاء من اى حلو كان	كذا فى العينى شرح الكنز
۷	ولو لم ياكل قبل الصلوة لا يأثم ولو لم ياكل بعدها الى العشاء ربما يعاقب عليه۔	كذا فى القنية
۸	والاضحى كالفطر فيها الا انه يترك الاكل حتى يصلى العيد	كذا فى القنية
۹	وفى الكبرى الاكل قبل الصلوة يوم الاضحى هل هو مكروه فيه روايتان والمختار انه لا يكره لكن يستحب له ان لا يفعل	كذا فى التتارخانية

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی عید الفطر ہجرت کے دوسرے سال پڑھی ۔ ماخوذ از حاشیہ اردو فتاوی ہذا از سید امیر علی رح (مترجم) [2] اور اگر عیدگاہ کی طرف سوار ہوکر گیا تو حکم $\frac{۵، ۱۴}{۲۱۵}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	ستر ہواں باب عیدوں کی نمازوں کے احکام	عیدوں کی نمازوں کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ستر ہواں باب عیدوں کی نمازوں کے احکام

دفعات ۲۱۵ تا ۲۱۶ عنوانات ۲ تعداد شق ۶۶

۲۱۵- عیدوں کی نماز

اور اس میں ۵۳ شقیں ہیں

شق	متن	حوالہ
۱	عیدوں کی نماز واجب ہے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے ۔ [1]	محیط سرخسی
۲	عیدالفطر کے دن مرد کے لئے مستحب ہے کہ وہ [1] غسل کرے ۔ [2] مسواک کرے ۔ اور [3] اپنے کپڑوں میں سے جو نسبتاً اچھے ہوں وہ پہنے ۔	قنیہ
۳	خواہ وہ (مذکورہ) کپڑے نئے ہوں یا دھلے ہوئے ہوں ۔	محیط سرخسی
۴	اور (عید کے دن) [4] انگوٹھی پہننا [5] خوشبو لگانا ۔ [6] تبکیر یعنی سویرے اٹھنا ۔ [7] ابتکار یعنی عیدگاہ کی طرف جلد جانا [8] صدقہ فطر نماز عید سے پہلے ادا کرنا ۔ [9] صبح کی نماز اپنے محلہ کی مسجد میں پڑھنا ۔ [10] عیدگاہ کی طرف پیدل جانا [2] اور دوسرے [11] راستہ سے واپس آنا مستحب ہے ۔	قنیہ
۵	(ا) اور جمعہ کے لئے اور عیدوں کے لئے سوار ہو کر جانے میں کچھ حرج نہیں (ب) اور جو شخص چل سکتا ہو اس کے حق میں جمعہ اور عیدوں کے لئے پیدل جانا افضل ہے [3]	ظہیریہ
۶	(ا) عیدالفطر میں مستحب ہے کہ [12] عیدگاہ جانے سے پہلے تین یا پانچ یا سات کھجوریں کھالے یا اس سے کم یا زیادہ ہوں مگر تعداد میں طاق ہوں (ب) ورنہ کوئی میٹھی چیز جو چاہے کھالے ۔	عینی
۷	(ا) اگر کسی نے عیدالفطر کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھایا تو گنہگار نہ ہوگا (ب) اور اگر کسی نے نماز عید سے بعد بھی عشاء تک کچھ نہ کھایا تو شاید اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مواخذہ کیا جائے ۔	قنیہ
۸	اور مذکورہ حکموں میں عیدالاضحی کا حکم بھی عیدالفطر کی طرح ہے ۔ لیکن عیدالاضحی میں عید کی نماز پڑھنے تک کچھ نہ کھائے [4]	قنیہ
۹	کبریٰ میں ہے کہ کیا عیدالاضحی کے دن نماز عید سے پہلے کھانا مکروہ ہے تو اس کے متعلق دو روایتیں ہیں مختار حکم یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے ۔ لیکن مستحب یہ ہے کہ ایسا نہ کرے ۔	تاتارخانیہ

[3] جیساکہ حکم نمبر ۴، ۱۴/۲۱۵ میں ہے (مترجم) [4] اور اگر عیدالاضحی سے پہلے کچھ کھایا تو اس کے متعلق حکم نمبر ۹، ۱۰/۲۱۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی صلوۃ العیدین — صلوۃ العیدین	حوالہ
۲۱۵-۱۰	و یستحب ان یکون اول تناولهم من لحوم الاضاحی التی هی ضیافة اللّٰہ تعالی	کذا فی العینی شرح الهدایة
۱۱	الخروج الی الجبانة فی صلوة العید سنة وان کان یسعهم المسجد الجامع علی هذا عامة المشائخ رحمہم اللہ وهو الصحیح	هکذا فی المضمرات
۱۲	و تجوز اقامة صلوة العید فی موضعین واما اقامتها فی ثلاثة مواضع فعند محمد تجوز وعند ابی یوسف رح لا تجوز	کذا فی المحیط
۱۳	ولا یخرج المنبر الی الجبانة یوم العید واختلف المشائخ فی بناء المنبر فی الجبانة قال بعضهم لا یکره وقال بعضهم یکره	کذا فی فتاوی قاضیخان
	والصحیح انه لا یکره	کذا فی الغرائب
۱۴	وینبغی ان یخرج ماشیا الی المصلی علی السکینة والوقار مع غض البصر عما لا ینبغی ان یبصر	کذا فی المضمرات
۱۵	ویکبر فی الطریق فی الاضحی جهرا ویقطعه اذا انتهی الی المصلی وهو المأخوذ به	کذا فی الغیاثیة
	وفی الفطر المختار من مذهبه انه لا یجهر وهو المأخوذ به اما سرا فمستحب	کذا فی الجوهرة النیرة
۱۶	تجب صلوة العید علی کل من تجب علیه صلوة الجمعة	کذا فی الهدایة
۱۷	ویشترط للعید ما یشترط للجمعة الا الخطبة	کذا فی الخلاصة
	فانها سنة بعد الصلوة وتجوز الصلوة بدونها وان خطب قبل الصلوة جاز ویکره	کذا فی محیط السرخسی
	ولا تعاد الخطبة بعد الصلوة	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۸	المستحب ان یصلی اربعا بعد الرجوع الی منزله	کذا فی الزاد
۱۹	اذا قضی صلوة الفجر قبل صلوة العید لا بأس به ولو لم یصل صلوة الفجر لا یمنع جواز صلوة العید	هکذا فی التاتارخانیة ناقلا عن الحجة
۲۰	وکذا یجوز قضاء فوائت القدیمة قبلها لکن لو قضاها بعدها فهو احب واولی	هکذا فی التاتارخانیة ناقلا عن الحجة

؎۱ جیسا کہ درمختار ج ۱ ص ۷۷۶ اور البحر الرائق ج ۲ ص ۱۵۹ میں ہے ؎۲ اسکے متعلق حکم ۲، ۵ / ۲۱۵ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۳ تکبیریں کہے یعنی تکبیرات تشریق کہے کیونکہ ان ایام میں ان تکبیروں کے پڑھنے کا معمول ہوتا ہے اسکے متعلق حکم نمبر ۱، ۳ / ۲۱۶ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۴ اسکے متعلق حکم ۲۰۸ ملاحظہ ہو (مترجم) اور جمعہ واجب

دفعات وشق نمبر	سترہواں باب عیدوں کی نمازوں کے احکام — عیدوں کی نمازوں کا بیان	حوالہ
۲۱۵-۱۰	اور مستحب یہ ہے کہ عیدالاضحیٰ کے دن سب سے پہلے قربانیوں کے گوشت سے کھائیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہمانی ہے	عینی
۱۱	عید کی نماز کے لئے باہر کھلی جگہ (عید گاہ) کو جانا سنت ہے خواہ جامع مسجد میں گنجائش ہو۔ عام مشائخ اسی حکم پر ہیں اور یہی حکم صحیح ہے [1]	مضمرات
۱۲	(کسی شہر میں) عید کی نماز دو جگہ پڑھنا جائز ہے۔ اور تین جگہ پڑھنے کے جواز کے متعلق حکم یہ ہے کہ امام محمدؒ کے ہاں جائز ہے اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں جائز نہیں ہے۔	محیط
۱۳	(ا) عید کے دن عید گاہ میں منبر نہ لایا جائے (ب) اور عید گاہ میں منبر بنا دینے کے متعلق مشائخ رح کا اختلاف ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ مکروہ ہے۔ (ج) اور صحیح قول یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے۔	قاضیخان غرائب
۱۴	اور چاہیئے کہ عید گاہ کی طرف اطمینان اور وقار کے ساتھ پیدل جائے [2] اور جن چیزوں کو دیکھنا نہیں چاہیئے ان سے نگاہ بند رکھے۔	مضمرات
۱۵	(ا) عیدالاضحیٰ کے دن راستہ میں اونچی آواز سے تکبیریں کہے [3] اور عید گاہ میں پہنچکر مذکورہ تکبیریں ختم کر دے اور اسی حکم کو اختیار کیا گیا ہے۔ (ب) اور عیدالفطر کے دن امام ابوحنیفہ رح کے مذہب (یعنی آپ کی تحقیقات) میں مختار حکم یہ ہے کہ اونچی آواز سے تکبیریں نہ کہے اور اسی حکم کو اختیار کیا گیا ہے۔ [2] اور (مذکورہ صورت میں تکبیریں) آہستہ کہنا مستحب ہے۔	غیاثیہ جوہرہ نیرہ
۱۶	جس شخص پر جمعہ کی نماز لازم ہوتی ہے اس پر عید کی نماز بھی لازم ہوتی ہے [4]	ہدایہ
۱۷	(ا) خطبہ کے سوا جو شرطیں جمعہ کی نماز میں ہیں وہی شرطیں عید کی نماز میں ہیں [5] (ب) [1] اسلئے کہ عید کی نماز میں خطبہ نماز کے بعد سنت ہے اور [2] عید کی نماز خطبہ کے بغیر جائز ہو جاتی ہے۔ [3] اور اگر کسی نے عید کی نماز سے پہلے خطبہ دیا تو جائز ہے البتہ مکروہ ہے۔ [4] اور (مذکورہ صورت میں) نماز کے بعد خطبہ نہ لوٹایا جائے	خلاصہ محیط سرخسی قاضیخان
۱۸	مستحب یہ ہے کہ عید کی نماز سے لوٹنے کے بعد گھر آکر چار رکعت پڑھے۔	زاد
۱۹	(ا) اگر کسی نے عید کی نماز سے پہلے فجر کی نماز قضا کی تو کچھ حرج نہیں۔ (ب) اور اگر کسی نے فجر کی نماز نہ پڑھی تھی اور عید کی نماز پڑھ لی تو عید کی نماز جائز ہو جائے گی۔	تتارخانیہ
۲۰	(ا) اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح عید کی نماز سے پہلے پرانی قضا نمازوں کا پڑھنا بھی جائز ہے۔	

ہونے کے لئے نمازی میں شرطیں حکم نمبر ۲۰۸ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] اور جمعہ کی ادائیگی کے لئے نمازی کے علاوہ شرطیں حکم نمبر ۲۰۹ میں ملاحظہ ہوں اور عید کی نماز کے وقت کے متعلق ۲۱/۲۱۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فى صلوة العيدين — صلوة العيدين	حوالہ
۲۱۵–۲۱	ووقت صلوة العيد من حين تبيض الشمس الى ان تزول [1]۔	كذا فى السراجية وكذا فى التبيين
۲۲	والافضل ان يعجل الاضحى ويؤخر الفطر	كذا فى الخلاصة
۲۳	ويصلى الامام ركعتين فيكبر تكبيرة الافتتاح ثم يستفتح ثم يكبر ثلاثا ثم يقرأ [2] جهرا ثم يكبر تكبيرة الركوع فاذا قام الى الثانية قرأ ثم كبر ثلاثا وركع بالرابعة فتكون التكبيرات الزوائد ستا ثلاثا فى الاولى وثلاثا فى الاخرى وثلاث اصليات تكبيرة الافتتاح وتكبيرتان للركوع فيكبر فى الركعتين تسع تكبيرات ويوالى بين القرأتين وهذه رواية ابن مسعود رض وبها اخذ اصحابنا رح	كذا فى محيط السرخسى
۲۴ [3]	ويرفع يديه فى الزوائد ويسكت بين كل تكبيرتين مقدار ثلاث تسبيحات [4]	كذا فى التبيين
۲۵	وبه افتى مشائخنا	كذا فى الغياثية
۲۶	ويرسل اليدين بين التكبيرتين ولا يضع	هكذا فى الظهيرية
۲۷	ثم يخطب بعد الصلوة خطبتين	كذا فى الجوهرة النيرة
۲۸	ويجلس بينهما جلسة خفيفة	كذا فى فتاوى قاضيخان
۲۹	واذا صعد المنبر لا يجلس عندنا	كذا فى العينى شرح الهداية
۳۰	ويخطب فى عيد الفطر بالتكبير والتسبيح والتهليل والتحميد والصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم	كذا فى التاتارخانية
۳۱	ويستحب ان يفتتح الخطبة الاولى بتسع تكبيرات تترى والثانية بسبع	كذا فى الزاهدى
۳۲	ويعلم الناس صدقة الفطر [5] واحكامها وهى خمسة على من تجب ولمن تجب ومتى تجب وكم تجب ومم تجب	كذا فى الجوهرة النيرة

[1] زوال کے وقت کے متعلق حکم نمبر ۶/۹۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] یعنی دوسری رکعت میں زائد تکبیریں قرأت کے بعد کہے تاکہ دوسری رکعت کی قرأت پہلی رکعت کی قرأت کے ساتھ پیچھے قرار پائے اور اگر ہر رکعت میں زائد تکبیریں پہلے کہدیں تو جائز ہو جائے گا ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۱ ص ۷۸۱ (مترجم) [3] حکم نمبر ۴۰/۲۱۵ بھی ملاحظہ ہو (مترجم) [4] بحوالہ بحر رد المحتار میں ہے کہ خاموش رہنے کی یہ مقدار ضروری نہیں ہے بلکہ ہجوم کی کثرت اور قلت کی بنا پر یہ مقدار مختلف بھی ہو سکتی ہے اس لئے کہ مقصد یہ ہے کہ اشتباہ نہ ہو ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۷۸۲ (مترجم) [5] البحر الرائق میں مذکورہ پانچ امور کی تفصیل یوں درج ہے کہ (۱) صدقۃ الفطر آزاد مسلمان کسی نصاب کے مالک پر

دفعات وشق نمبر	سترہواں باب عیدوں کی نمازوں کے احکام — عیدوں کی نمازوں کا بیان	حوالہ
۲۱۵-	(ب) لیکن اگر پرانی قضا نمازوں کو عید کی نماز کے بعد پڑھے تو پسندیدہ اور اولی ہے۔	تتارخانیہ
۲۱	عیدوں کی نماز کا وقت سورج کے سفید ہونے کے وقت سے لیکر زوال تک ہے [۱]	مراجیہ۔تبیین
۲۲	افضل یہ ہے کہ عیدالاضحی کی نماز (شروع کرنے) میں جلدی کی جائے اور عیدالفطر کی نماز (شروع کرنے) میں تاخیر کی جائے۔	خلاصہ
۲۳	(عید کی نمازوں میں) امام دو رکعتیں پڑھائے۔ پس شروع کی تکبیر (تکبیر تحرمیہ) کہے پھر سبحنك اللھم پڑھے۔ پھر تین بار تکبیر کہے پھر اونچی آواز سے قرأت کرے پھر رکوع کے لئے تکبیر کہے پھر جب دوسری رکعت کے کے لئے کھڑا ہو تو قرأت کرے پھر تین بار تکبیر کہے اور چوتھی تکبیر پر رکوع کردے پس عید کی نماز میں زائد تکبیریں چھ ہیں تین پہلی رکعت میں اور تین دوسری رکعت میں ہیں اور تین تکبیریں اصل ہیں یعنی تکبیر تحرمیہ اور دو تکبیریں رکوع کی پس اس طرح دو رکعتوں (کے قیام) میں کل نو تکبیریں کہے گا۔ اور دونوں قرأتیں ملائے گا [۲] اور مذکورہ طریقہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کے مطابق ہے اور ہمارے اصحاب نے اسی طریقہ کو اختیار کیا ہے۔	
۲۴	زائد تکبیریں (کہنے) میں ہاتھ اٹھائے [۳] اور ہر دو تکبیروں کے درمیان تین تسبیحوں کے بقدر خاموش رہے [۴]	تبیین
۲۵	اور اسی (مذکورہ) حکم پر ہمارے مشائخ نے فتوی دیا ہے۔	غیاثیہ
۲۶	ہر دو تکبیروں کے درمیان ہاتھ چھوڑ دے اور باندھ کر نہ رکھے	ظہیریہ
۲۷	پھر عید کی نماز کے بعد دو خطبے پڑھے ٭	جوہرہ نیرہ
۲۸	اور عید کے دونوں خطبوں کے درمیان تھوڑی دیر بیٹھے۔	قاضیخان
۲۹	جب (عید کے خطبہ کے لئے) منبر پر چڑھے تو ہمارے ہاں منبر پر نہ بیٹھے۔ ⊙	عینی
۳۰	عیدالفطر کے خطبہ میں یہ کلمات کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنا۔ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا۔ الحمد للہ کہنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھ۔	تتارخانیہ
۳۱	مستحب یہ ہے کہ عید کے پہلے خطبہ میں پے در پے نو تکبیریں کہے اور دوسرے خطبہ میں سات تکبیریں کہے۔	زاہدی
۳۲	(عیدالفطر کے) خطبہ میں لوگوں کو صدقۃ الفطر اور اس کے احکام کی تعلیم کرے اور وہ پانچ ہیں [۱] کس پر صدقہ واجب ہوتا ہے [۲] کس کے واسطے واجب ہوتا ہے [۳] کب واجب ہوتا ہے [۴] کس قدر واجب ہوتا ہے۔ [۵] اور کس چیز سے واجب ہوتا ہے [۵]	جوہرہ نیرہ

واجب ہے (۲) غربا اور مساکین کیلئے جو کسی نصاب کے مالک نہیں (۳) مسلمانوں پر عید کی فجر طلوع ہونے پر واجب ہے (۴) نصف صاع گندم (یا اسکا آٹا) یا ایک صاع کھجور یا جَو (یا اسکا آٹا) یا کشمش واجب ہے (۵) جنس کی شکل میں مذکورہ چار چیزوں میں سے کوئی چیز دے اور ان کے علاوہ میں ان کی قیمت کے حساب سے دے ماخوذ از البحرالرائق ج ۲ ص ۱۶۲۔ اور صاع کے مفہوم کے لئے حاشیہ حکم نمبر $\frac{13}{189}$ ملاحظہ ہو۔ اور صدقۃ الفطر کے مزید احکام فتاوی عالمگیری کی بحث ۳ باب ۸ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) ٭ درمختار میں ہے کہ عید اور نکاح کے خطبہ کے دوران بھی خاموشی سے سننے کے احکام جمعہ کے خطبہ کی طرح ہیں ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۷۶۹ اور جمعہ کے خطبہ کے دوران خاموشی سے سننے کے احکام $\frac{21}{212}$ تا $\frac{26}{212}$ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) ⊙ اور اگر جمعہ کا خطبہ ہو تو حکم نمبر $\frac{24}{212}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی صلوۃ العیدین — صلوۃ العیدین	حوالہ
۲۱۵-۳۳	و فی عید النحر یکبر الخطیب و یسبح و یعظ الناس و یعلمهم احکام الذبح والنحر والقربان	كذا فی التتارخانية
۳۴	و یعلم تکبیر التشریق[1]	كذا فی الزاد
۳۵	واذا کبر الامام بالخطبة یکبر القوم معه واذا صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الناس فی انفسهم[2] امتثالا للامر وسنة الانصات	كذا فی التتارخانية ناقلا عن الحجة
۳۶	اذا اقتدی بمن لا یری رفع الیدین فی تکبیرات العیدین یرفع یدیہ لان هذه مخالفة یسیرة فلا تخل بالمتابعة	كذا فی الغیاثیة
۳۷	قال محمدؒ فی الجامع اذا دخل الرجل مع الامام فی صلوة العید وهذا الرجل یری تکبیر ابن مسعودؓ فکبر الامام غیر ذلك اتبع الامام الا اذا کبر الامام تکبیرا لم یکبره احد من الفقهاء فحینئذ لا یتابعه	كذا فی المحیط
	لکن هذا اذا کان بقرب من الامام یسمع التکبیرات منه فاما اذا کان یبعد منه یسمع من المکبرین یاتی بجمیع ما یسمع وان خرج من اقاویل الصحابة بجواز ان الغلط من المکبرین فلو ترک شیئا منها ربما کان المتروک ما اتی به الامام	كذا فی البدائع
۳۸	قال محمدؒ فی الکبیر ولو ان رجلا دخل مع الامام فی صلوة العید فی الرکعة الاولی بعد ما کبر الامام تکبیر ابن عباسؓ ست تکبیرات فدخل معه وهو فی القراءة والرجل یری تکبیر ابن مسعودؓ فانه یکبر برأی نفسه فی هذه الرکعة حال ما یقرأ الامام وفی الرکعة الثانیة یتبع رأی الامام	كذا فی التتارخانية
۳۹	ولو انتهی الرجل الی الامام فی العیدین فانه یکبر للافتتاح تاما فان امکنه ان یأتی بالتکبیرات ویدرک الرکوع فعل ویکبر علی رای نفسه وان لم یمکنه رکع واشتغل بالتکبیرات	

[1] تکبیرات تشریق کے متعلق حکم نمبر ۲۱۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] قوله فی انفسهم ۱ھ ط۔ الظاهر انه متعلق بالتکبیر والصلوۃ لانه یجب الانصات لجمیعها اھ وقوله سنة الانصات هذا احد اقوال الثلاثة والثانی انه فرض والثالث انه واجب والمشهور الوجوب اھ بحراوی۔ حاشیہ عربی فتاوی ہذا۔ یعنی "سننے والے دل میں پڑھیں" اس کا تعلق تکبیر کہنے اور درود پڑھنے دونوں سے ہے اس لئے کہ سبھی خطبہ سننا واجب ہے اور خاموش ہوکر سننے کو "سننے کی سنت" کہنا تین اقوال میں سے ایک قول کی بنا پر ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ فرض ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ خطبہ خاموش ہوکر سننا واجب ہے

دفعات وشق نمبر	سترہواں باب عیدوں کی نمازوں کے احکام — عیدوں کی نمازوں کا بیان	حوالہ
۲۱۵ - ۳۳	اور عیدالاضحی کے خطبہ میں امام اللہ اکبر کہے۔ سبحان اللہ کہے لوگوں کو وعظ کہے اور ذبح کرنے نحر کرنے اور قربانی کرنے کے احکام سکھائے۔	تتارخانیہ
۳۴	اور (عیدالاضحی کے خطبہ میں لوگوں کو) تکبیرات تشریق سکھائے [۱]	زاد
۳۵	جب امام عید کے خطبہ میں تکبیر کہے تو لوگ اس کے ساتھ تکبیر اور جب وہ درود شریف پڑھے تو لوگ درود شریف اپنے دل میں پڑھیں تاکہ حکم کی تعمیل ہوجائے اور خاموش ہوکر سننے کی سنت بھی پوری ہوجائے۔	تتارخانیہ
۳۶	جب کسی نے ایسے شخص کی اقتدا کی جس کے ہاں عیدوں کی تکبیروں میں ہاتھ نہیں اٹھایا جاتا تو (مقتدی) ہاتھ اٹھائے اس لئے کہ ایسی معمولی مخالفت سے امام کی متابعت میں خلل نہیں آتا۔	غیاثیہ
۳۷	(ا) امام محمدؒ نے جامع میں لکھا ہے کہ جب کوئی آدمی عید کی نماز میں امام کے ساتھ شامل ہوا اور اس (مقتدی) آدمی کے ہاں حضرت ابن مسعودؓ کی روایت والی تکبیر اختیار کردہ ہو اور امام مقتدی کے ہاں اختیار کردہ تکبیر کے علاوہ تکبیر کہے تو وہ مقتدی اس امام کی پیروی کرے لیکن اگر وہ امام کوئی ایسی تکبیر کہے کہ فقہاء رح میں سے کسی نے بھی ایسی تکبیر کہنا (اختیار) نہ کیا ہو تو اس صورت میں اس کی پیروی نہ کرے [۳]	محیط
	(ب) لیکن [۱] یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ وہ مقتدی امام کے قریب ہو اس سے تکبیریں سنتا ہو اور [۲] اگر وہ مقتدی امام سے دور ہو اور مکبروں سے تکبیریں سنتا ہو تو جس قدر سنے ادا کردے خواہ اس طرح کرنے میں صحابہؓ کے اقوال سے خارج ہوجائے۔ اس لئے کہ اس کا امکان ہے کہ شاید مکبرین [۴] سے غلطی ہوئی ہو۔ پس [۳] اگر ان میں سے کچھ چھوٹ گیا تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو کچھ چھوٹ گیا ہے امام نے اسے ادا کردیا ہو۔	بدائع
۳۸	امام محمدؒ نے کبیر میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص عید کی نماز میں امام کے ساتھ پہلی رکعت میں اس وقت شامل ہوا جبکہ امام حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے بموجب چھ تکبیریں کہہ چکا ہے اور قرأت میں ہے اور مقتدی حضرت ابن مسعودؓ کی روایت کردہ تکبیر کو اختیار کرتا ہو تو اس صورت میں وہ مقتدی اس رکعت میں امام کی قرأت کی حالت میں اپنے ہاں اختیار کردہ تکبیر کہے گا اور دوسری رکعت میں امام کی اختیار کردہ تکبیر کی پیروی کرے گا۔	تتارخانیہ
۳۹	(ا) اگر عید کی نماز میں کوئی مقتدی اس وقت پہنچے جب امام رکوع میں ہو تو وہ کھڑے ہوکر نماز کے شروع کی تکبیر (تکبیر تحریمہ) کہے پھر اگر اسکے لئے ممکن ہو کہ عید کی زائد تکبیریں کہہ کر امام کے ساتھ رکوع میں مل جائے [۵] تو اس پر عمل کرے	

اور مشہور قول واجب ہونے کا ہے۔ (مترجم) [۳] جیسا کہ حکم ۱/۱۶۷ میں ہے (اور درمختار میں ہے کہ (وھی ثلاث تکبیرات فی کل رکعۃ) ولو زاد تابعۃ الی ستۃ عشر لانہ ماثور الخ ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۸۰ یعنی عید کی نماز کی ہر رکعت میں تین تکبیریں ہیں اور اگر امام زیادہ تکبیریں کہے تو سولہ تکبیروں تک اس کی پیروی کرے اس لئے کہ اس تعداد کی روایات آتی ہیں۔ (مترجم) [۴] یہ حکم مکبرین سے غلطی کے احتمال کی بناپر ہے اور اگر امام کی خطا یقینی ظاہر ہوجاتے مثلاً امام نماز جنازہ کی تکبیریں پانچ کہہ دے تو امام کی پیروی نہ کرے جیسا کہ حکم ۱/۱۶۷ میں ہے (مترجم) [۵] رکوع میں ملنے کے متعلق حکم ۲۱/۱۸۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی صلوۃ العیدین — صلوۃ العیدین	حوالہ
۲۱۵-	عند ابی حنیفۃ رح و محمد رح	ھکذا فی السراج الوھاج
۴۰	ولایرفع یدیہ اذا اتی بتکبیرات العید فی الرکوع	کذا فی الکافی
۴۱	ولو رفع الامام رأسہ بعدما ادی بعض التکبیرات فانہ یرفع رأسہ ویتابع الامام وتسقط عنہ تکبیرات الباقیۃ	کذا فی السراج الوھاج
۴۲	ولو ادرکہ فی القومۃ لایقضی فیھا لانہ یقضی الرکعۃ الاولی مع التکبیرات	کذا فی الکافی
۴۳	واللاحق یکبر برأی امامہ کمن شرع مع الامام ونام فانتبہ یکبر برأی الامام لانہ کانہ خلف الامام بخلاف المسبوق	کذا فی الکافی
۴۴	اذا ادرک الامام فی صلوۃ العید بعدما تشھد الامام قبل ان یسلم او بعدما سلم قبل ان یسجد للسھو او بعدما سجد للسھو ولم یسلم الامام فانہ یقوم ویقضی صلوۃ العید	
	ومن المشائخ من قال المذکور قول ابی حنیفۃ رح وابی یوسف رح فاما علی قول محمد رح لایصیر مدرکا کصلوۃ الجمعۃ ومنھم من قال ھذا بلاخلاف وھو الصحیح	کذا فی الظھیریۃ
۴۵	فی الانفع تکبیرۃ الرکوع فی صلوۃ العیدین من الواجبات لانھا من التکبیرات العید وتکبیرات العید واجبۃ	کذا فی التاتارخانیۃ

۱؎ جیساکہ حکم نمبر ۲۴/۱۸۷ ، ۳/۱۹۸ میں ہے (مترجم) ۲؎ بصورت دیگر حکم ۲۴/۲۱۵ ملاحظہ ہو (مترجم)
۳؎ لاحق کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ جیساکہ حکم نمبر ۲۷/۱۶۹ میں ہے
اور مسبوق کے مفہوم کے متعلق حکم ۱/۱۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ اور امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے ہاں نماز

دفعات و شق نمبر	ستر ہواں باب عیدوں کی نمازوں کے احکام — عیدوں کی نمازوں کا بیان	حوالہ
۲۱۵-	اور وہ اپنے ہاں اختیار کردہ تکبیریں کہے گا (ب) اور اگر اس کے لئے ایسا ممکن نہ ہو تو رکوع کرے اور امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں عید کی زائد تکبیریں۔ (رکوع میں) کہہ لے [۱]	سراج وہاج
۴۰	جب (مذکورہ صورت میں) عید کی تکبیریں رکوع میں کہے تو ہاتھ نہ اٹھائے گا [۲]	کافی
۴۱	اگر (مذکورہ صورت میں) اس مقتدی نے کچھ تکبیریں کہیں تو امام نے رکوع سے سر اٹھا لیا تو وہ مقتدی بھی رکوع سے سر اٹھالے اور امام کی پیروی کرے اور (اس صورت میں) اس سے باقی ماندہ عید کی زائد تکبیریں ساقط ہو جائیں گی۔	سراج وہاج
۴۲	اور اگر (عید کی نماز میں) کسی مقتدی نے امام کو قومہ (رکوع کے بعد کھڑا ہونے کی حالت) میں پایا تو وہ مقتدی قومہ میں عید کی زائد تکبیریں قضا نہ کرے گا اس لئے کہ وہ (چھوٹی ہوئی) پہلی رکعت عید کی زائد تکبیروں سمیت قضا کرے گا۔	کافی
۴۳	(ا) (عید کی نماز میں) لاحق [۳] شخص امام کے ہاں اختیار کردہ تکبیریں کہے گا مثلاً کسی شخص نے امام کے ساتھ عید کی نماز شروع کی پھر سو گیا تو وہ امام کے ہاں اختیار کردہ تکبیریں کہے گا۔ اس لئے کہ گویا وہ امام کی اقتدا میں ہے۔ (ب) اور مسبوق کے لئے حکم اس کے خلاف ہے (اس لئے کہ مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے میں امام کا مقتدی نہیں ہوتا) [۴]	کافی
۴۴	(ا) جب کوئی شخص عید کی نماز میں امام کے ساتھ اس وقت شامل ہوا جب کہ امام تشہد پڑھ چکا ہے، اور ابھی سلام نہیں پھیرا یا امام سلام پھیر چکا ہے اور ابھی سجدہ نہیں کیا یا امام سجدہ سہو کر چکا ہے اور ابھی سلام نہیں پھیرا تو (ان سب صورتوں میں) وہ مقتدی کھڑا ہوگا اور باقی ماندہ چھوٹی ہوئی عید کی نماز پڑھے گا (ب) بعض مشائخ نے کہا ہے کہ مذکورہ حکم امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے بموجب ہے اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب نماز جمعہ کی طرح مذکورہ صورت میں وہ شخص عید کی نماز پانے والا نہیں قرار پائے گا [۵] اور بعض مشائخ کا قول ہے کہ مذکورہ حکم میں (شیخینؒ سے امام محمدؒ کا) اختلاف نہیں ہے اور یہی حکم صحیح ہے۔	ظہیریہ
۴۵	(ا) انفع میں ہے کہ عیدوں کی نماز (کی آخری رکعت) کے رکوع کی تکبیر واجبات [۶] میں سے ہے اس لئے کہ وہ منجملہ عید کی تکبیروں کے ہے۔ اور عید کی تکبیریں واجب ہیں۔	تتارخانیہ

جمعہ کی تشہد میں شامل ہونے والا شخص نماز جمعہ پوری کرے گا جیسا کہ حکم ۱۵/۲۱۴ میں ہے (مترجم) [۶] قوله تكبيرة الركوع اى فى الركعة الثانية اھ مجراوی عربی حاشیہ فتاوی ھذا۔ یعنی عید کی نماز میں رکوع کی تکبیر سے مراد دوسری رکعت کے رکوع کی تکبیر ہے۔ اور جیسا کہ حکم نمبر ۴۰/۱۹۸، ۲/۱۹۷، ۱۶/۱۹۰ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی صلوٰۃ العیدین — صلوٰۃ العیدین	حوالہ
۲۱۵-۴۶	وفی النافع وکذا تجب رعایۃ لفظ التکبیر فی الافتتاح حتی یجب سجود السھو اذا قال اللہ اجل او اعظم فی صلوٰۃ العید دون غیرھا [1]	کذا فی التاتارخانیۃ
۴۷	واذا نسی الامام تکبیرات العید حتی قرأ فانہ یکبر بعد القرأۃ او فی الرکوع مالم یرفع راسہ	کذا فی التاتارخانیۃ
۴۸	وتؤخر صلوٰۃ العید الفطر الی الغد اذا منعھم من اقامتھا عذر بان غم علیھم الھلال وشھد عند الامام بعد الزوال اوقبلہ بحیث لایمکن جمع الناس قبل الزوال اوصلاھا فی یوم غیم فظھرانھا وقعت بعد الزوال ولاتؤخر الی بعد الغد	
	والامام لو صلاھا مع الجماعۃ وفاتت بعض الناس لا یقضیھا من فاتتہ خرج الوقت اولم یخرج	ھکذا فی التبیین
	واذا احدث عذر یمنع . . . ـرہ فی یوم الاضحی صلاھا من الغد وبعد الغد ولایصلیھا بعد ذلک	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
	ثم العذر ھھنا لنفی الکراھۃ حتی لواخروھا الی ثلاثۃ ایام من غیر عذر جازت الصلوٰۃ وقد أساؤا وفی الفطر للجواز حتی لواخروھا الی الغد من غیر عذر لایجوز	ھکذا فی التبیین
۴۹	ووقتھا من الغد کوقتھا من الیوم الاول	کذا فی التاتارخانیۃ
۵۰	امام صلی بالناس صلوٰۃ العید یوم الفطر علی غیر وضوء وعلم بذلک قبل الزوال اعاد الصلوٰۃ وان علم بعد الزوال خرج من الغد وصلی فان لم یعلم حتی زالت الشمس من الغد لم یخرج	کذا فی فتاوی قاضیخان

[1] قولہ دون غیرھا۔ الاشبۃ وجوب لفظ التکبیر فی کل صلوٰۃ کما فی شرح الملتقی اھ بحر اوی۔ عربی حاشیہ فتاوی ھذا ۔یعنی نقد سے مشابہ حکم یہ ہے کہ نماز شروع کرنے کے لئے اللہ اکبر کے الفاظ کہنا سب نمازوں میں واجب ہے اور جیساکہ نور الایضاح ص۲۳ میں ہے ۔پس عید اور دوسری نمازوں میں مذکورہ فرق غیر معتبر ہے نیز تکبیر تحریمہ۔ بموجب حکم نمبر ۱/۱۱۳ شرط ہے اس میں ترک واجب سے سجدہ سہو کے متعلق حاشیہ

دفعات وشق نمبر	سترہواں باب عیدوں کی نمازوں کے احکام — عیدوں کی نمازوں کا بیان	حوالہ
۲۱۵–۴۶	اور نافع میں ہے کہ اسی طرح (عید کی نماز کی) شروع کی تکبیر میں اللہ اکبر کہنے کے الفاظ کی رعایت واجب ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی نے عید کی نماز میں (شروع کی تکبیر کے بدلے) اَللّٰہُ اَجَلّ یا اللّٰہُ اَعْظَمُ کہا تو سجدہ سہو واجب ہو گا۔ مگر دوسری نمازوں میں یہ حکم نہیں ہے	تتارخانیہ
۴۷	(ا) اگر امام (عید کی نماز میں) عید کی تکبیریں بھول گیا اور قرأت شروع کردی تو وہ قرأت کے بعد تکبیریں کہہ لے یا رکوع میں سر اٹھانے سے پہلے کہہ لے۔	تتارخانیہ
۴۸	(ا) اگر کسی عذر کی وجہ سے عیدالفطر کی نماز اس دن ادا نہ ہوئی مثلاً [۱] بادل کی وجہ سے چاند نظر نہ آیا اور امام کے پاس زوال کے بعد شہادت پہنچی یا [۲] زوال سے پہلے ایسے وقت میں شہادت ملی کہ زوال سے پہلے لوگوں کا جمع ہونا مشکل ہو یا [۳] جس وقت عید کی نماز پڑھی گئی اس وقت بادل تھا پھر معلوم ہوا کہ عید کی نماز زوال کے بعد پڑھی گئی تو (ان صورتوں میں) عید کی نماز دوسرے دن پڑھ لیں۔ اور دوسرے دن کے بعد تک تاخیر نہ کی جائے گی۔ (ب) اور اگر امام نے عید کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ لی اور بعض آدمیوں کی نماز عید فوت ہوگئی تو جن کی نماز عید چھوٹ گئی ہے وہ اس کی قضا نہ کریں گے۔ خواہ وقت نکل چکا ہو یا نہ نکل چکا ہو۔	تبیین
	(ب) اگر کسی عذر کی وجہ سے عیدالاضحی کی نماز اس دن ادا نہ ہوئی تو دوسرے دن اور تیسرے دن تک تاخیر سے پڑھ لیں اور اس کے بعد نہ پڑھیں۔	جوہرہ نیرہ
	(ج) اس (یعنی عیدالاضحی کی) نماز میں (مذکورہ تاخیر کے لئے) عذر (کا ہونا) کراہت دور کرنے کے لئے ہے۔ حتیٰ کہ اگر عیدالاضحی کی نماز پڑھنے والوں نے اس نماز کے پڑھنے میں بغیر کسی عذر کے تین دن (کی مذکورہ) تاخیر کردی تو نماز جائز ہو جائے گی البتہ اسطرح کرنے میں انہوں نے برائی کی۔ (د) اور عیدالفطر کی نماز میں عذر (کی بنا پر تاخیر کرنا) جواز کے لئے ہے۔ حتیٰ کہ اگر عیدالفطر کی نماز پڑھنے والوں نے اس نماز کے پڑھنے میں بغیر کسی عذر دوسرے دن تک تاخیر کردی تو جائز نہ ہو گا۔	تبیین
۴۹	عید کی نماز کا وقت دوسرے دن بھی وہی ہوتا ہے جو پہلے دن ہوتا ہے [۲]	تتارخانیہ
۵۰	[۳] (ا) کسی امام نے عیدالفطر کی نماز پڑھائی اور اس دن زوال سے پہلے اسے معلوم ہوا کہ اس نے عید کی نماز وضو کے بغیر پڑھائی تھی تو نماز کا اعادہ کریں (ب) اور اگر اسے زوال کے بعد معلوم ہوا تو دوسرے دن عیدگاہ جاکر عید کی نماز پڑھ لیں (ج) اور اگر دوسرے دن کے زوال کے بعد معلوم ہوا تو پھر عید کی نماز کے لئے نہ جائیں۔	قاضیخان

ملاحظہ ہو نیز عید کی نماز میں سجدہ سہو ادا کرنے کے متعلق حکم ۵/۱۹۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)۔ [۲] اسکے متعلق حکم نمبر ۲۱ – ۲۲/۲۱۵ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۳] عید کی نماز کے لئے تیمم کے متعلق حکم ۳۴ تا ۳۸/۵۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی صلوٰۃ العیدین — صلوٰۃ العیدین	حوالہ
۲۱۵ - ۵۱	وان کان ذلک فی عید الاضحی فعلم بعد الزوال وقد ذبح الناس جاز ذبح من ذبح ویخرج من الغد ویصلی وکذا ان علم فی الیوم الثانی صلی بالناس مالم تزل الشمس فان زالت یخرج من الغد ویصلی مالم تزل الشمس فان علم بعد مازالت فی الیوم الثالث لا یصلی بعد ذلک فان علم یوم النحر قبل الزوال نادی فی الناس بالصلوٰۃ وجاز ذبح من ذبح قبل العلم ومن ذبح بعد العلم لایجوز ذبحہ حتی تنزول الشمس	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۲	وتقدم صلوٰۃ العید علی صلوٰۃ الجنازۃ اذا اجتمعتا وتقدم صلوٰۃ الجنازۃ علی الخطبۃ	کذا فی القنیۃ
۵۳	والتعریف وھوان یجتمع الناس یوم عرفۃ فی بعض المواضع تشبھا بالواقفین بعرفۃ لیس بشئ	کذا فی التبیین

۲۱۶- تکبیرات ایام التشریق

تعداد شق ۱۳

۱	رو مایتصل بذلک تکبیرات ایام التشریق) (الکلام فی تکبیرات التشریق فی مواضع) الاول فی صفتہ والثانی فی عددہ وماھیتہ والثالث فی شروطہ والرابع فی وقتہ اما صفتہ فانہ واجب	ھکذا فی التبیین
۲	واما عددہ وماھیتہ فھوان یقول مرۃ واحدۃ اللہ اکبر اللہ اکبر لاالہ الااللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد	ھکذا فی التبیین
۳	واما شروطہ فاتامۃ ومصرو مکتوبۃ وجماعۃ مستحبۃ	ھکذا فی التبیین
۴	ولاتشترط الحریۃ والسلطان عندابی حنیفۃ رحمہ اللہ علی الاصح	ھکذا فی معراج الدرایۃ

سلہ تاکہ عید کے لئے آئے ہوئے مجمع عظیم کو اشتباہ نہ ہو جائے ماخوذ از رد المحتار ج ا صفحہ ۷۷۵ نیز نماز جنازہ اور سورج گرہن کے وقت کی نماز جمع ہو جائیں تو اس کے متعلق حکم $\frac{15}{217}$ ملاحظہ ہو (مترجم) سلہ۲ درمختار اور رد المحتار میں بھی ایسا ہی حکم ہے نیز لکھا ہے کہ مذکورہ مشابہت کے بغیر اس دن کسی نیک کام کے لئے اجتماع مثلاً وعظ یا استسقار کا اجتماع مکروہ نہیں ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ا صفحہ ۷۸۵ (مترجم) سلہ۳ البحر الرائق میں ہے کہ تکبیرات التشریق کی اصل یہ ہے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام

دفعات وشق نمبر	سترہواں باب عیدوں کی نمازوں کے احکام — عیدوں کی نمازوں کا بیان	حوالہ
۲۱۵ - ۵۱	(ا) اور اگر مذکورہ صورت (یعنی عید کی نماز وضو کے بغیر پڑھا دینا) عیدالاضحی میں پیش آئے اور اس کا اس دن کے زوال کے بعد ہوا اور لوگوں نے قربانی کے جانور ذبح کر دیئے ہوں تو جو قربانیاں ذبح ہو چکیں وہ جائز ہیں اور دوسرے دن عید کی نماز کے لئے ... [illegible] اور نماز عید پڑھیں۔ (ب) اور اگر اس کا علم دوسرے دن ہو تو زوال سے پہلے عید کی نماز پھر پڑھ لیں اور اگر زوال ہو چکا ہو تو اس کے دوسرے روز زوال سے پہلے عید کی نماز پھر پڑھ لیں (ج) اور اگر اسکا علم تیسرے دن زوال کے بعد ہو تو پھر عید کی نماز نہ پڑھیں۔ (د) اور اگر اس کا علم قربانی کے دن (ذوالحجہ دسویں تاریخ) زوال سے پہلے ہو جائے تو لوگوں میں عید کی نماز پھر پڑھنے کے متعلق منادی کر دے اور اس صورت میں جس شخص نے معلوم ہونے سے پہلے قربانی کا جانور ذبح کر دیا۔ وہ قربانی جائز ہو گی۔ اور جس شخص نے معلوم ہونے کے بعد قربانی کا جانور ذبح کیا تو (اس صورت میں اس دن) سورج کے زوال تک اس کا ذبح کرنا جائز نہ ہو گا۔	قاضیخان
۵۲	اگر عید کی نماز کے وقت جنازہ بھی حاضر ہو تو عید کی نماز پہلے پڑھی جائے اور جنازہ کی نماز عید کے خطبہ سے پہلے پڑھی جائے [1]	قنیہ
۵۳	(التعریف یعنی عرفہ (ذوالحجۃ کی نویں تاریخ) کے دن (عرفات کے علاوہ) کسی جگہ لوگ اکٹھے ہو جائیں تاکہ عرفات میں کھڑے ہونے والے حاجیوں سے مشابہت ہو جائے ایسا کرنا کچھ چیز نہیں ہے [2]	تبیین
۲۱۶ -	**ایام تشریق کی تکبیریں** اور اس میں ۱۳ شقیں ہیں	
۱	مذکورہ احکام سے ملتے جلتے ایام تشریق کی تکبیروں کے احکام ہیں۔ تکبیرات تشریق کے بیان میں کئی چیزیں ہیں۔ اول یہ کہ ان کا حکم کیا ہے۔ دوم یہ کہ انہیں کتنی بار پڑھیں اور کیا پڑھیں سوم یہ کہ ان کی شرطیں کیا ہیں اور چہارم یہ کہ ان کا وقت کیا ہے۔ [1] ان کا حکم یہ ہے کہ وہ واجب ہیں۔	تبیین
۲	[2] اور ان کی تعداد اور ماہیت یہ ہے کہ ایک بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ پڑھے [3]	تبیین
۳	[3] تکبیرات تشریق کی شرطیں یہ ہیں کہ مقیم ہو۔ شہر میں ہو۔ فرض نماز ہو اور مستحب جماعت سے پڑھے [4]	تبیین
۴	زیادہ صحیح حکم کے بموجب امام ابو حنیفہؒ کے ہاں (ان تکبیروں کے لئے) آزاد ہونا اور سلطان کا ہونا شرط نہیں ہے	معراج الدرایہ

[3] حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا فدیہ لیکر آئے تو انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر جلدی کا خوف کیا اور فرمایا اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دیکھ کر فرمایا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو فدیہ کا علم ہوا تو فرمایا اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۱۶۵ (مترجم) [4] پس عورتوں کی جماعت اور ننگے لوگوں کی جماعت کے لئے یہ حکم نہ ہو گا۔ درمختار ج ۱ ص ۷۸۶ اور عورتوں اور ننگوں کی جماعت کے متعلق حکم نمبر ۳۳، ۳۴، ۱۸ / ۱۵۹ ، ۴۴ / ۱۰۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی صلوٰۃ العیدین صلوٰۃ العیدین	حوالہ
۲۳ – ۵	واما وقته فاوله عقیب صلوٰۃ الفجر من یوم عرفة وآخره فی قول ابی یوسف رح ومحمد رح عقیب صلوٰۃ العصر من آخر ایام التشریق	هکذا فی التبیین
	والفتوی والعمل فی عامة الامصار وکافة الاعصار علی قولهما	کذا فی الزاهدی
۶	وینبغی ان یکبر متصلا بالسلام حتی لو تکلم اوحدث متعمدا اسقط	کذا فی التهذیب
۷	ولا یکبر عقیب الوتر وعقیب صلوٰۃ العید [2]	کذا فی الخلاصة
۸	ومن نسی صلوٰۃ من ایام التشریق فذکرها فی ایام التشریق من تلک السنة قضاها وکبر	کذا فی الخلاصة
۹	واذا فاتته صلوٰۃ قبل هذه الایام فقضاها فیها لا یکبر وکذا لو فاتته صلوٰۃ فی ایام التشریق فقضاها فی غیر ایام التشریق اوقضاها فی ایام التشریق من قابل لا یکبر عقبها	کذا فی التبیین
۱۰	وبالاقتداء یجب علی المرأة والمسافر والمرأة تخافت بالتکبیر	کذا فی التبیین
۱۱	وکذا یجب علی المسبوق ویکبر بعد ما قضی ما فاته	کذا فی التبیین
۱۲	ولو ترک الامام التکبیر یکبر المقتدی وینتظر المقتدی الامام حتی یأتی بشئ یقطع التکبیر وهی الاشیاء التی تقطع البناء کالخروج من المسجد والحدث العمد والکلام	کذا فی التبیین
۱۳	واذا احدث الامام بعد السلام قبل التکبیر الاصح انه یکبر ولا یخرج للطهارة	کذا فی الخلاصة

[1] یعنی یوم عرفہ کی فجر سے پانچویں دن کی عصر تک یہ تکبیریں کہی جائیں گی ماخوذ از درمختار ج ۱ ص۵۸۹ پس امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے قول پر کل تیئیس ۲۳ نمازوں کے بعد تکبیرات تشریق کہی جائیں گی۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۱۶۵ (مترجم) [2] قوله عقیب صلوٰۃ العید فی البحر عن المجتبی والبلخیون یکبرون عقب صلوٰۃ العید لانها تؤدی بجماعة فاشبهت

دفعات وشق نمبر	سترہواں باب عیدوں کی نمازوں کے احکام عیدوں کی نمازوں کا بیان	حوالہ
۲۱۶ — ۵	(ا) تکبیرات تشریق شروع کرنے کا وقت ذوالحجہ کی نویں تاریخ کی فجر کی نماز کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور ان کا آخر وقت امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب ایامِ تشریق کے آخری دن عصر کی نماز کے بعد تک ہے ^۱^	تبیین
	(ب) اور فتوی اور عمل عام شہروں اور (بعد کے) سبھی زمانوں میں امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے قول پر ہے۔	زاہدی
۶	اور ایام تشریق کی تکبیریں (فرض نماز کے) سلام کے متصل ہی کہنی چاہئیں۔ حتیٰ کہ اگر بات چیت کر دی یا جان بوجھ کر حدث (بے وضو ہونا) کیا تو تکبیرات تشریق ساقط ہو جائیں گی۔	تہذیب
۷	نماز وتر کے بعد اور عید کی نماز کے بعد تکبیرات تشریق نہ کہے۔	خلاصہ
۸	اگر کوئی شخص تشریق کے دنوں میں کسی وقت کی نماز بھول جائے اور پھر اسی سال کے ایام تشریق میں اسے وہ نماز یاد آجائے تو اسے قضا کرے اور ساتھ ہی تکبیرات تشریق بھی کہے۔	خلاصہ
۹	(ا) اور ایام تشریق کے دنوں سے پہلے کی فوت شدہ نماز ایام تشریق میں قضا کرے تو تکبیرات تشریق نہ کہے گا (ب) اسی طرح اگر کسی نے ایام تشریق میں فوت شدہ نماز کو ایام تشریق کے علاوہ میں قضا کیا یا اسے آئندہ سال کے ایام تشریق میں قضا کیا تو اس نماز کے بعد تکبیرات تشریق نہ کہے گا	تبیین
۱۰	(ا) تکبیرات تشریق اقتداء کی وجہ سے عورت اور مسافر پر بھی واجب ہوتی ہیں۔ (ب) اور عورت تکبیرات تشریق آہستہ کہے گی۔	تبیین
۱۱	اسی طرح تکبیرات تشریق مسبوق پر بھی واجب ہوتی ہیں اور وہ اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے کے بعد تکبیرات تشریق کہے گا۔	تبیین
۱۲	(ا) اگر امام (ایام تکبیرات التشریق میں) تکبیرات تشریق چھوڑ دے تو مقتدی تکبیریں کہہ دے (ب) اور مقتدی امام کا اس وقت تک انتظار کرے جب تک کہ امام سے کوئی ایسا امر واقع ہو جس سے یہ تکبیریں قطع ہو جائیں اور ایسے امور وہ ہیں جن کے پائے جانے کے بعد (اس نماز پر) بنا نہیں ہو سکتی مثلاً مسجد سے نکل جانا جان بوجھ کر وضو توڑ دینا۔ اور بات چیت کرنا۔	تبیین
۱۳	(ایام تکبیرات التشریق میں) اگر امام کو سلام پھیرنے کے بعد تکبیرات تشریق کہنے سے پہلے حدث (وضو توڑنے والا امر پیش آنا) ہو جائے تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ وہ وضو کرنے کے لئے نہ جائے اور تکبیرات تشریق کہہ دے ^۲^	خلاصہ

^۱^ الجمعۃ اھ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی بحوالہ مجتبی بحرمیں ہے کہ بلخ والے عیدالاضحی کی نماز کے بعد تکبیرات تشریق کہتے ہیں اس لئے کہ نماز عید جماعت سے ادا کئے جانے کی بنا پر جمعہ سے مشابہ ہے (مترجم) ^۲^ اور اگر مذکورہ صورت میں جان بوجھ کر حدث کرے تو اس کے متعلق حکم نمبر ۶/۲۱۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن فی صلوۃ الکسوف — صلوۃ الکسوف	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	الباب الثامن عشر فی صلوۃ الکسوف	
	دفعات ۲۱۷ تا ۲۱۸ عنوانات ۲ تعداد شق ۲۰	
۲۱۷	**صلوۃ الکسوف** تعداد شق ۱۶	
۱	وهی سنة	هكذا فی الذخيرة
۲	واجمعوا انها تؤدی بجماعة	كذا فی المحيط
۳	واختلفوا فی صفة ادائها قال علماءنا يصلی ركعتين كل ركعة بركوع وسجدتين كسائر الصلوات يقرأ فيهما ما احب	كذا فی المحيط
۴	والافضل ان يطول القرأة فيهما	كذا فی الكافی
۵	ويدعو بعد الصلوة حتی تنجلی الشمس كمال الانجلاء	كذا فی السراج الوهاج
۶	ويجوز تطويل القرأة وتخفيف الدعا وتطويل الدعا وتخفيف القرأة فاذا خفف احدهما طول الآخر	كذا فی الجوهرة النيرة
۷	ولا يصلی هذه الصلوة بجماعة الا الامام الذی يصلی الجمعة قال شمس الائمة الحلوانی رح فان عدم الامام الذی يصلی الجمعة والعيدين فانهم يصلون وحدانا فی مساجدهم الا اذا كان الامام الاعظم الذی يصلی الجمعة والعيدين امرهم بذلك فحينئذ يجوز ان يصلوا بجماعة يؤمهم فيها امام حيهم فی مسجدهم	كذا فی المحيط
۸	ولا يجهر بالقرأة فی صلوة الجماعة فی كسوف الشمس فی قول ابی حنيفة رح	كذا فی المحيط
۹	والصحيح قوله	كذا فی المضمرات
۱۰	وليس فی هذه الصلوة خطبة وهذا مذهبنا	كذا فی المحيط

۱؎ مگر سورج گرہن کے وقت کی نماز کے لئے اذان اور اقامت نہیں ہے اس کے متعلق حکم ۶/۱۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) البتہ الصلوۃ جامعۃ "سورج گرہن کے وقت کی نماز کی جماعت تیار ہے" وغیرہ کہہ لیں - ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۴۸۹ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	اٹھارہواں باب۔ سورج گرہن کے وقت کی نماز کے احکام — سورج گرہن کے وقت کی نماز کا بیان	حوالہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اٹھارہواں باب سورج گرہن کے وقت کی نماز کے احکام

دفعات ۲۱۷ تا ۲۱۸ عنوانات ۲ تعداد شق ۲۰

۲۱۷۔ سورج گرہن کے وقت کی نماز کا بیان

اور اس میں ۱۶ شقیں ہیں

۱ سورج گرہن کے وقت کی نماز سنت ہے۔ — ذخیرہ

۲ اسپر اجماع ہے کہ سورج گرہن کے وقت کی نماز جماعت سے ادا کی جاتی ہے [۱] — محیط

۳ سورج گرہن کے وقت کی نماز ادا کرنے کے طریقہ میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ ہمارے علماء کا قول یہ ہے کہ دو رکعتیں پڑھے۔ ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے کرے جیسا کہ سب نمازوں میں ہوتا ہے۔ اور اسمیں اپنی پسند کے مطابق قرأت کرے۔ — محیط

۴ افضل یہ ہے کہ سورج گرہن کے وقت کی دو رکعت نماز میں قرات لمبی کرے۔ — کافی

۵ (مذکورہ) نماز کے بعد سورج پوری طرح ظاہر ہونے تک دعا مانگتا رہے — سراج وہاج

۶ (مذکورہ نماز میں) قرأت لبی کرنا اور دعا مختصر کرنا یا دعا لمبی کرنا اور قرأت مختصر کرنا جائز ہے اور اگر قرأت اور دعا میں سے کسی ایک کو مختصر کرے تو دوسری کو لمبا کر دے۔ — جوہرہ نیرہ

۷ (ا) سورج گرہن کے وقت کی نماز وہی امام پڑھائے جو جمعہ پڑھاتا ہو (ب) شمس الائمہ حلوانیؒ نے کہا ہے کہ اگر جمعہ اور عیدوں کا امام موجود نہ ہو تو لوگ اپنی اپنی مسجدوں میں اکیلے اکیلے (سورج گرہن کے وقت کی) نماز پڑھ لیں لیکن اگر جمعہ اور عیدیں پڑھانے والے بڑے امام نے انہیں جماعت کرنے کی اجازت [۲] دے دی ہو تو پھر یہ جائز ہے کہ وہ سورج گرہن کے وقت کی نماز جماعت سے پڑھیں اور محلہ کا امام انہیں اپنی مسجد میں امامت کرے۔ — محیط

۸ سورج گرہن کے وقت کی نماز باجماعت میں امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب قرأت اونچی آواز سے نہ کرے — محیط

۹ اور مذکورہ حکم میں صحیح حکم امام ابو حنیفہ رح کا قول ہے۔ — مضمرات

۱۰ سورج گرہن کے وقت کی نماز میں خطبہ نہیں ہے اور (اس مسئلہ میں) ہمارا مذہب یہی ہے۔ — محیط

---

[۲] تاکہ کسی قسم کا (مثلاً تقدیم اور تقدم کا) فتنہ اور جھگڑا پیدا نہ ہو۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۱ ص ۷۸۹ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن عشر فی صلوٰۃ الکسوف — صلوٰۃ الکسوف	حوالہ
۲۱۷ ۱۱	والموضع الذی یصلی فیہ الجبانۃ والمسجد الجامع ولو صلوا فی منزل آخر جاز والاول افضل ولو صلوا وحدانا فی منازلھم جاز ولو اجتمعوا ودعوا من غیر ان یصلوا اجزأھم	کذا فی الخزانۃ المفتین
۱۲	ولا یصعد الامام المنبر للدعاء	کذا فی التاتارخانیۃ
۱۳	ثم الامام فی ھذا الدعا بالخیار ان شاء جلس مستقبلا القبلۃ ودعا وان شاء قام ودعا وان شاء استقبل الناس بوجھہ ودعا ویؤمن القوم قال شمس الائمۃ الحلوانیؒ وھذا احسن ولو قام واعتمد علی عصالہ او علی قوس لہ ودعا کان ذلک حسنا ایضا	کذا فی المحیط
۱۴	وان لم یصل حتی انجلت لم یصل بعد ذلک وان انجلی بعضھا جاز ان یبتدی الصلوٰۃ فان سترھا سحاب اوحائل وھی کاسفۃ صلی وان غربت کاسفۃ امسک من الدعا واشتغل بصلوٰۃ المغرب	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۱۵	وان اجتمعت الکسوف والجنازۃ بدأ بالجنازۃ	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۱۶	وان کسفت فی الاوقات المنھی عن الصلوٰۃ فیھا لم یصل	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ

۲۱۸- صلوٰۃ الخسوف تعداد شق ۴

۱	(ومما یتصل بذلک الصلوٰۃ فی خسوف القمر) یصلون رکعتین فی خسوف القمر وحدانا	ھکذا فی محیط السرخسی
۲	وکذلک اذا اشتد الاھوال والافزاع کالریح اذا اشتدت والسماء اذا دامت مطرا وثلجا او احمرت والنھار اذا اظلم وکذا اذا عم المرض	کذا فی السراجیۃ
۳	وکذا فی الزلازل والصواعق وانتشار الکواکب والضوء الھائل باللیل والخوف الغالب من العدو ونحو ذلک	کذا فی التبیین
۴	وذکر فی البدائع انھم یصلون فی منازلھم	کذا فی البحر الرائق

ـــہ۱ اسلئے کہ نماز جنازہ فرض ہے نیز نماز کسوف طویل بھی ہوسکتی ہے اور پھر کبھی میت میں تغیر کا خطرہ ہوتا ہے نیز اگر دیگر فرض نماز کا وقت تنگ نہ ہو تو نماز کسوف پہلے پڑھ لینی چاہیئے کیونکہ کبھی سورج جلد ظاہر ہونے کی وجہ سے اس وقت کی نماز فوت ہونے کا خدشہ ہوتا ہے البتہ نماز جمعہ پہلے ہو تاکہ اشتباہ نہ ہو ماخوذ از رد المحتار ص۶۷۵ اور اگر نماز عید اور جنازہ جمع ہو جائیں تو اسکے متعلق حکم ۵۲/۲۱۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

ـــہ۲ ایسے اوقات کے متعلق حکم نمبر ۱۰۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	اٹھارہواں باب۔ سورج گرہن کے وقت کی نماز کے احکام — سورج گرہن کے وقت کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۱۷ - ۱۱	(ا) سورج گرہن کے وقت کی نماز پڑھنے کی جگہ عیدگاہ ہے یا جامع مسجد ہے۔ (ب) اور اگر لوگوں نے کسی اور جگہ میں مذکورہ نماز پڑھی تو جائز ہے البتہ پہلی صورت (یعنی عیدگاہ یا جامع مسجد میں پڑھنا) افضل ہے۔ (ج) اور اگر لوگوں نے (مذکورہ نماز) اکیلے اکیلے اپنے اپنے گھروں میں پڑھی تو جائز ہے (د) اور اگر (سورج گرہن کے وقت) لوگ جمع ہو کر نماز پڑھے بغیر دعا مانگیں تو بھی کفایت کر جائے گا۔	خزانۃ المفتین
۱۲	(سورج گرہن کے وقت) امام دعا مانگنے کے لئے منبر پر نہ چڑھے۔	تتارخانیہ
۱۳	سورج گرہن کے وقت دعا مانگتے وقت امام کو اختیار ہے کہ (ا) چاہے تو قبلہ رو ہو کر بیٹھ کر دعا مانگے اور چاہے تو کھڑے ہو کر دعا مانگے (ب) اور اگر چاہے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر دعا مانگے اور قوم آمین کہے شمس الائمہ حلوانی نے کہا ہے کہ یہ صورت زیادہ اچھی ہے اور (ج) اگر امام کھڑا ہو کر اور اپنے عصا پر سہارا لیکر یا اپنی کمان پر سہارا لیکر دعا مانگے تو یہ صورت بھی اچھی ہے۔	محیط
۱۴	(ا) سورج گرہن کے وقت کی نماز نہ پڑھی حتی کہ سورج ظاہر ہوگیا تو اس کے بعد نہ پڑھیں۔ (ب) اور اگر سورج کا بعض حصہ ظاہر ہوگیا (اور بعض گرہن میں ہے) تو سورج گرہن کے وقت کی نماز شروع کرنا جائز ہے۔ (ج) اگر سورج گرہن کی حالت میں سورج پر بادل نے یا کسی اور حائل نے پردہ کر دیا تو بھی سورج گرہن کے وقت کی نماز پڑھیں۔	جوہرہ نیرہ
۱۵	اور اگر سورج گرہن اور نماز جنازہ جمع ہو جائیں تو پہلے نماز جنازہ پڑھیں [1]	جوہرہ نیرہ
۱۶	اور اگر ایسے وقت میں سورج گرہن ہو جن اوقات میں نماز پڑھنا منع ہے [2] تو سورج گرہن کے وقت کی نماز نہ پڑھیں۔	جوہرہ نیرہ
۲۱۸ -	**چاند گرہن کے وقت کی نماز کا بیان** اور اس میں ۴ شقیں ہیں	
۱	مذکورہ احکام سے ملتے جلتے چاند گرہن کے وقت کی نماز کے احکام ہیں چاند گرہن کے وقت دو رکعتیں نماز اکیلے اکیلے پڑھیں [3]	محیط سرخسی
۲	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر ہولناک اور گھبراہٹ ڈالنے والے امور جب شدت اختیار کر جائیں مثلاً آندھی جب شدید ہو یا آسمان سے بارش یا برف باری بند نہ ہو یا آسمان سرخ ہو جائے یا دن میں تاریکی چھا جائے (تو دو رکعتیں نماز پڑھیں) اور اسی طرح اگر وبا پھیل جائے۔ تو دو رکعتیں نماز پڑھیں	سراجیہ
۳	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ زلزلوں۔ بجلی کی کڑک۔ ستاروں کے چھوٹنے رات کے وقت ہولناک روشنی ہونے۔ دشمن کے غالب خوف اور اس قسم کے دوسرے حادثوں پر (دو رکعتیں نماز پڑھیں) [5]	تبیین
۴	اور بدائع میں ہے کہ (مذکورہ صورتوں میں مذکورہ نماز) اپنے اپنے گھروں میں پڑھیں	بحر رائق

[3] چاند گرہن کے وقت کی نماز کے لئے اذان اور اقامت نہیں ہے۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۶/۱۰۲ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۴/۲۱۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

[4] قولہ انتشار النج بالثاء المثلثۃ الخ تساقطها متفرقۃ کما فی تفسیر ابی السعود عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی انتشار الثاء کے ساتھ ہے اور اس کا مفہوم ہے ستاروں کا متفرق طور پر جھڑنا جیسا کہ تفسیر ابو السعود میں ہے (مترجم) [5] نیز حکم ۲۶/۱۸۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع عشر فی الاستسقاء الاستسقاء	حوالہ
	بسم اللہ الرحمن الرحیم	
	# الباب التاسع عشر فی الاستسقاء	
	دفعات ۲۱۹ تا ۲۱۹ عنوان ۱ تعداد شق ۵	
۲۱۹ - الاستسقاء	تعداد شق ۵	
۱	قال ابوحنیفۃ رح لیس فی الاستسقاء صلوۃ مسنونۃ فی جماعۃ	كذا فی الهداية
	ولا خطبة فيه ولكنه دعاء واستغفار وان صلوا وحدانا فلا بأس به	كذا فی الذخيرة
	وليس فيه قلب رداء عند ابی حنيفة رح	هكذا فی التبيين
	وقالا يخرج الامام ويصلی بهم ركعتين يجهر فيهما بالقراءة	كذا فی المضمرات
	الافضل ان يقرأ سبح اسم ربك الاعلی فی الاولی وهل اتاك حديث الغاشية فی الثانية	كذا فی العينی شرح الهداية
	ويخطب خطبتين بعد الصلوة ويستقبل الناس بوجهه قائما علی الارض لا علی المنبر ويفصل بين الخطبتين بجلسة وان شاء خطب خطبة واحدة ويدعو الله ويسبحه ويستغفر للمومنين والمومنات وهو متكئ قوسا فاذا مضی صدر من خطبته قلب رداءه [۲]	كذا فی المضمرات
	وصفة تقليب الرداء ان كان مربعا جعل اسفله اعلاه واعلاه اسفله وان كان مدورا [۳] جعل الجانب الايمن علی الايسر والايسر علی الايمن ولكن القوم لا يقلبون اردیتهم	هكذا فی الكافی والمحيط والسراج الوهاج
	وفی التحفة واذا فرغ الامام من الخطبة يجعل ظهره الی الناس ووجهه الی القبلة	

[۱] بارش مانگنے کے لئے مندرجہ احکام کے متعلق حکم $\frac{۵}{۲۱۹}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] قوله قلب رداءه هذا مذهب محمد رح وعليه الفتوی كما فی دررالبحار - عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی چادر الٹانے کا حکم امام محمدؒ کے مذہب پر ہے اور اسی پر فتوی ہے (مترجم)

[۳] مدوّر رداء کے متعلق حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ وان كان مدوّرا بان كان جبة الخ یعنی اگر وہ مدوّر یعنی جبہ کی طرح) ہو - ماخوذ از حاشیہ ہدایہ

حوالہ	انیسواں باب - بارش مانگنے کے لئے احکام　　بارش مانگنے کا بیان	دفعات وشق نمبر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انیسواں باب - بارش مانگنے کیلئے احکام

دفعات ۲۱۹ تا ۲۱۹　عنوان ۱　تعداد شق ۵

۲۱۹- بارش مانگنے کے لئے احکام ۱　اور اس میں ۵ شقیں ہیں

۱ (ا) حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قول میں بارش مانگنے کے لئے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا مسنون نہیں اور[۲] بارش مانگنے کے لئے کوئی خطبہ بھی مسنون نہیں ہے بلکہ دعا ہے اور استغفار ہے اور[۳] اگر بارش مانگنے کے لئے اکیلے اکیلے نماز پڑھ لیں تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ (ہدایہ، ذخیرہ)

اور[۴] امام ابو حنیفہؒ کے ہاں بارش مانگنے کے لئے چادر الٹانا بھی نہیں ہے۔ (تبیین)

(ب) اور[۱] امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں بارش مانگنے کے لئے امام باہر جائے اور لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائے اور ان میں قرأت اونچی آواز سے کرے۔ ※ (مضمرات)

افضل[۲] یہ ہے کہ پہلی رکعت کی قرأت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى پڑھے اور دوسری رکعت میں هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ پڑھے۔ (عینی)

اور[۳] نماز کے بعد لوگوں کی طرف منہ کرکے دو خطبے زمین پر کھڑا ہو کر پڑھے منبر پر نہ بیٹھے۔ دونوں خطبوں کے درمیان تھوڑی دیر کے لئے بیٹھے اور اگر چاہے تو ایک ہی خطبہ پڑھے اور اللہ کو پکارے۔ اسکی پاکی بیان کرے۔ مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے مغفرت کی دعا مانگے اور اس دوران وہ اپنی کمان پر سہارا رکھے (مضمرات)

(ا)[۱] جب خطبہ کا ابتدائی حصہ پڑھ چکے تو اپنی چادر کو الٹا دے۔

اور چادر الٹانے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر وہ چادر مربع ہو تو نیچے کی جانب اوپر کو اور اوپر کی جانب نیچے کر دے اور اگر وہ چادر مدوّر (جبہ کی طرح[۲]) ہو تو دائیں جانب کو بائیں طرف اور بائیں جانب کو دائیں طرف کر دے لیکن قوم کے لوگ اپنی چادریں نہ الٹائیں۔ (کافی محیط سراج وہاج)

(ب) اور تحفہ میں ہے کہ جب امام خطبہ سے فارغ ہو تو اپنی پیٹھ لوگوں کی طرف کر دے اور اپنا رخ

ج ا ص۱۶۸ وھکذا فی حاشیہ مختصر الوقایۃ ص۳۰ اور اَلْجُبَّۃُ - زرہ کی طرح لباس ہے - ماخوذ از المنجد اردو ص۱۶۷ اور رد المحتار میں ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں) قبا ہو تو اس کے باہر کی طرف اندر کو اور اندر کی طرف باہر کو کر دے ماخوذ از رد المحتار ج ا ص۷۹۱ اور اَلْقَبَاءُ شیروانی اور کپڑوں کے اوپر پہننے کا لباس - ماخوذ از المنجد اردو ص۹۶۱ (مترجم) ※ اور اس نماز میں اذان اور اقامت نہیں جیسا کہ حکم نمبر ۱۰۲/۵ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع عشر فی الاستسقاء — الاستسقاء	حواله
۲۱۹-	ویقلب رداءہ ثم یشتغل بدعاء الاستسقاء قائما والناس تعود مستقبلون وجوھم الی القبلة فی الخطبة والدعاء فیدعو الله تعالی ویستغفر للمؤمنین ویجددون التوبة ویستغفرون	
	ثم عند الدعاء ان رفع یدیه نحو السماء فحسن وان ترك ذلك واشار باصبعه السبابة فحسن	
	وکذا الناس یرفعون ایدیهم ایضا لان السنة فی الدعا بسط الیدین	کذا فی المضمرات
	وینصت القوم لخطبة الاستسقاء	کذا فی المحیط
۲	ثم المستحب ان یخرج الامام بالناس ثلاثة ایام متتابعات	کذا فی السراج
	ولم ینقل اکثر من ذلك ولا یخرج فیه المنبر ویخرجون مشاة فی ثیاب خلقة اوغسیلة او مرقعة متذللین خاشعین متواضعین لله عز وجل ناکسی رؤسهم	
	ثم فی کل یوم یقدمون الصدقة قبل الخروج ثم یخرجون	کذا فی الظهیریة
۳	وفی التجرید وان لم یخرج الامام امر الناس بالخروج وان خرجوا بغیر اذنه جاز	کذا فی التتارخانیة
۴	ولا یخرج اهل الذمة فی ذلك مع اهل الاسلام	کذا فی التتارخانیة
	وان خرجوا من امع انفسهم الی بیعهم او الی کنائسهم او الی الصحراء لم یمنعوا عن ذلك	کذا فی العینی شرح الهدایة
۵	وانما یکون الاستسقاء فی موضع لا یکون لهم اودیة ولا انهار ولا آبار یشربون منها ویسقون مواشیهم اوزرعهم او یکون لهم ولا یکفیهم ذلك فاما اذا کانت لهم اودیة وآبار وانهار فان الناس لا یخرجون الی الاستسقاء لانها انما تکون عند شدة الضرورة والحاجة	کذا فی المحیط

۱؎ ذمی کے مفہوم کے متعلق حکم $\frac{۷}{۱۸۱}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ درمختار اور ردالمحتار میں ہے کہ یہ بھی مستحب ہے کہ امام پہلے تین دن روزہ کے لئے کہے اور پھر چوتھے دن بارش مانگنے کے لئے نکلیں۔ نیز لکھا ہے کہ ضعیفوں بوڑھوں اور بچوں سے بھی بارش کے لئے دعا کرانا مستحب ہے۔ کیونکہ بعض روایات میں آتا ہے کہ تمہیں تمہارے ضعیفوں کی بدولت مدد اور رزق دیا جاتا ہے نیز لکھا ہے کہ یہ بھی مستحب ہے کہ شاداب علاقہ کے لوگ خشک سالی کے شکار لوگوں کے لئے دعا کریں ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۱ ص $\frac{۷}{۹۲}$ (مترجم) ۳؎ اس لئے کبھی کافر کی دعا بھی قبول کی جاتی ہے خواہ استدراجاً ہو۔ ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۱ ص $\frac{۷}{۹۱}$

دفعات وشق نمبر	انیسواں باب - بارش مانگنے کیلئے احکام / بارش مانگنے کا بیان	حوالہ
۲۱۹-	قبلہ کی طرف کردے اور اپنی چادر کو الٹائے پھر کھڑے رہ کر بارش مانگنے کے لئے دعا میں مشغول ہوا اور لوگ خطبہ اور دعا کے دوران قبلہ رو ہو کر بیٹھے رہیں ۔ پس امام اللہ تعالی کو پکارے مسلمانوں کے لئے مغفرت مانگے اور سب لوگ از سرِ نو توبہ کریں اور مغفرت مانگیں۔ ۵ نیز اگر امام دعا کے وقت اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے تو اچھا ہے۔ اور اگر ہاتھ نہ اٹھائے اور اپنی انگشت شہادت سے اشارہ کرے تو بھی اچھا ہے اور اسی طرح لوگ بھی اپنے ہاتھ اٹھائیں اس لئے کہ دعا میں ہاتھ پھیلانا سنت ہے۔ ۶ بارش مانگنے کے خطبہ کے وقت لوگ خاموش رہیں۔	مضمرات محیط زاد
۲	(ا) پھر مستحب یہ ہے کہ امام مسلسل تین دن تک بارش مانگنے کے لئے نکلے ۔ (ب) اور اس سے زیادہ منقول نہیں (ج) اور اس میں منبر باہر نہ لایا جائے (د) لوگ پیدل جائیں ۔ (ر) وہ (باعتبار قیمت) ہلکے کپڑوں یا دھلے ہوئے کپڑوں یا پیوند لگے ہوئے کپڑوں میں اللہ کے سامنے، انکساری - عاجزی اور تواضع کرتے ہوئے اور سروں کو جھکائے ہوئے جائیں ۔ (س) پھر ہر روز بارش مانگنے کے لئے نکلنے سے پہلے کچھ صدقہ کریں پھر جائیں ۲	ظہیریہ
۳	(ا) تجرید میں ہے کہ اگر امام خود نہ جائے تو لوگوں کو بارش مانگنے کے لئے باہر جانے کے لئے کہے (ب) اور اگر لوگ امام کی اجازت کے بغیر چلے جائیں تو جائز ہے ۔	تتارخانیہ
۴	(ا) اور بارش مانگنے کے لئے جائیں تو مسلمانوں کے ساتھ ذمی لوگ نہ جائیں ۔ (ب) اور اگر ذمی[۱] لوگ خود اپنے گرجا گھروں یا کلیسوں (یعنی اپنے عبادت خانوں میں) یا صحرا کی طرف (بارش مانگنے جائیں) تو انہیں اس سے منع نہ کیا جائے ۳	تتارخانیہ عینی
۵	(ا) بارش مانگنے کے مذکورہ احکام ان جگہوں کے لئے ہیں جہاں نہ وادیاں (یعنی بہتی وادیاں اور چشمے) ہوں نہ نہریں ہوں اور نہ ایسے کنوئیں ہوں جن سے لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلانے اور اپنی کھیتیوں کو سیراب کرتے ہوں یا پانی کے مذکورہ ذرائع ہوں مگر وہ کافی نہ ہوں ۴ (ب) لیکن اگر ان کے پاس وادیاں ۔ کنوئیں اور نہریں ہوں تو لوگ بارش مانگنے کے لئے نہ نکلیں اس لئے کہ بارش مانگنے کے مذکورہ احکام سخت ضرورت اور احتیاج کی صورت میں ہیں ۔	محیط

(مترجم) ۲ اگر بارش کیلئے نکلنے سے پہلے بارش ہو جائے تو اس کے شکرانہ کے لئے اور مزید بارش کی طلب کے لئے نکلنا مندوب ہے اور بادل کی گرج سنکر مندرجہ ذیل دعا پڑھنا مستحب ہے سُبْحَانَ مَنْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ - اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا مِنْ قَبْلَ ذٰلِكَ اور اگر بارش نہ رکے اور نقصان دہ ہو تو بارش کے رکنے کے لئے دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اس کے لئے یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۱ ص ۷۹۲ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب العشرون فی صلوۃ الخوف — صلوۃ الخوف	حوالہ
	بسم اللہ الرحمن الرحیم	
	الباب العشرون فی صلوۃ الخوف	
	دفعات ۲۲۰ تا ۲۲۰ عنوان ۱ تعداد شق ۳۵	
۲۲۰-	**صلوۃ الخوف** تعداد شق ۳۵	
۱	لاخلاف ان صلوۃ الخوف کانت مشروعۃ فی زمن النبی صلے اللہ علیہ وسلم امابعدہ فعلی قول ابی حنیفۃ رح و محمد رح بقیت مشروعۃ وھوالصحیح	ھکذا فی الزاد
۲	واذا اشتدّ الخوف جعل الامام الناس طائفتین طائفۃ الی وجہ العدو وطائفۃ خلفہ	کذا فی القدوری
۳	وصورۃ اشتداد الخوف ان یحضر العدو بحیث یرونہ فیخافوا ان اشتغلوا جمیعا بالصلوۃ یحمل علیھم	ھکذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۴	فلورأوا سوادا وظنوہ عدوا وصلوھا فان تبین کما ظنوا جازت وان ظھر خلافہ لم یجز الا اذا ظھر بعد ما انصرفت الطائفۃ من نوبتھا فی الصلوۃ قبل ان یتجاوز الصفوف فان لھم ان یبنوا استحسانا	کذا فی فتح القدیر
	وھذا کلہ فی حق القوم واما الامام فصلوتہ جائزۃ بکل حال لعدم المفسد فی حقہ	کذا فی البحرالرائق
۵	وکیفیۃ صلوۃ الخوف ان کان الامام والقوم مسافرین فان لم یتنازع القوم فی الصلوۃ خلفہ فالافضل للامام ان یجعل القوم طائفتین فیأمر طائفۃ لیقوموا بازاء العدو ویصلی بالطائفۃ التی معہ تمام الصلوۃ ثم یأمر رجلا من الطائفۃ التی بازاء العدو ان یصلی معھم تمام صلوتھم ایضا	ھکذا فی المحیط

۱؎ درمختار اور رد المحتار میں ہے کہ نماز خوف ان لوگوں کے لئے مشروع ہے جو اللہ کے دشمنوں سے اور جوان کے حکم میں ہیں ان سے لڑیں

دفعات وشق نمبر	بیسواں باب۔ نماز خوف کے احکام — نماز خوف کا بیان	حوالہ
	بسم اللہ الرحمن الرحیم	
	# بیسواں باب۔ نماز خوف کے احکام دفعات ۲۲۰ تا ۲۲۰ عنوان ۱ تعداد شق ۳۵	
۲۲۰۔ نماز خوف	اور اس میں ۳۵ شقیں ہیں	
۱	(ا) اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نماز خوف پر عمل کیا جاتا تھا (ب) اور امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے قول کے بموجب اب بھی اس پر عمل کرنے کا جواز باقی ہے اور یہی حکم صحیح ہے [1]	زاد
۲	جب دشمن (کے حملہ) کا خوف زیادہ ہو تو امام جماعت کے دو گروہ بنا دے۔ ایک گروہ دشمن کی طرف متوجہ رہے اور ایک گروہ (نماز کیلئے) امام کے پیچھے ہو۔	قدوری
۳	دشمن کا خوف زیادہ ہونے کی صورت یہ ہے کہ دشمن اتنا سامنے ہو کہ اسے دیکھ سکتے ہوں اور سب لوگوں کے باجماعت نماز میں مشغول ہونے کی صورت میں انہیں دشمن کے حملہ کا ڈر ہو۔	جوہرہ نیرہ
۴	(ا) اگر انہوں نے کچھ سیاہی دیکھی اور اسے دشمن گمان کیا اور نماز خوف پڑھی۔ تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (۱) اگر صورت حال یوں ہی واقع ہوئی جیسا کہ انہوں نے گمان کی تھی۔ تو وہ نماز جائز ہو گئی ہے (۲) اور اگر صورت حال ان کے گمان کے خلاف واقع ہوئی تو وہ نماز جائز نہیں ہوتی۔ لیکن اگر ان کے گمان کی غلطی اس وقت ظاہر ہوئی جب ایک گروہ نماز میں اپنی باری پر سے واپس ہوا اور ابھی صفوں سے باہر نہیں نکلا تو از روئے استحسان وہ نماز پر بنا کر سکتے ہیں۔	فتح قدیر
	(ب) اور یہ مذکورہ تمام حکم قوم کے لئے ہیں اور (مذکورہ صورت میں) امام کی نماز ہر حال میں جائز ہے اس لئے کہ اس کی نماز فاسد کرنے والی کوئی چیز اس کے حق میں نہیں پائی گئی۔	بحرالرائق
۵	نماز خوف پڑھنے کی کیفیت یہ ہے کہ اگر امام اور جماعت کے لوگ سبھی مسافر ہوں اور قوم کے لوگ اس امام کے پیچھے نماز پڑھنے کیلئے جھگڑا نہ کریں تو امام کیلئے افضل ہے کہ قوم کے لوگوں کے دو گروہ کرے پس ایک گروہ کو حکم دے کہ وہ دشمن کے مقابلہ میں قائم رہیں وہ (دوسرا) گروہ جو اسکے ساتھ ہے اسے پوری نماز پڑھا دے اور پھر کسی آدمی کو حکم دے کہ وہ اس گروہ کو بھی پوری نماز پڑھا دے جو (قبل ازیں) دشمن کے مقابلہ میں تھا۔	محیط

[1] پس باغیوں کے لئے نماز خوف مشروع نہیں البتہ صلوۃ القصر کیلئے سفر طاعت کی قید نہیں ہے (۱۸/۲۰۵ ملاحظہ ہو) ماخوذ از درمختار ردالمحتار اسلام مترجم ۴۹۲

دفعات وشق نمبر	الباب العشرون فی صلوۃ الخوف — صلوۃ الخوف	حوالہ
۲۲۰-۶	وان تنازع کل طائفۃ فقالوا انا نصلی معك یجعل القوم طائفتین یقف احداهما بازاء العدو و یصلی مع الطائفۃ التی معه رکعۃ ثم تذهب هذه الطائفۃ الی العدو و تجئ الطائفۃ التی کانت بازاء العدو والامام قاعد ینتظرهم فیصلی بهم الرکعۃ الاخری ثم یتشهد و یسلم ولا یسلم معه من خلفه ولکن یذهبون الی العدو ثم تجئ الطائفۃ الاولی مکان صلوتهم فیقضون رکعۃ بغیر قراءۃ فاذا صلوا رکعۃ تعدوا قدر التشهد و یسلمون و یذهبون الی العدو ثم تجئ الطائفۃ الاخری مکان صلوتهم فیقضون رکعۃ بقراءۃ	هکذا فی المحیط
۷	وان کان الامام والقوم مقیمین والصلوۃ من ذوات الاربع تقوم طائفۃ بازاء العدو و یفتتح الصلوۃ بالطائفۃ التی معه فیصلی بهم رکعتین و یقعد قدر التشهد ثم تذهب هذه الطائفۃ بازاء العدو و تجئ الطائفۃ الاخری التی کانت بازاء العدو والامام قاعد ینتظر مجیئهم فیصلی بهم رکعتین ثم یتشهد و یسلم ولا یسلم معه الطائفۃ الثانیۃ بل یذهبون بازاء العدو ثم تجئ الطائفۃ الاولی فیصلون رکعتین بغیر قراءۃ و یسلمون و یقفون بازاء العدو ثم تجئ الطائفۃ الثانیۃ فیصلون رکعتین بقراءۃ	هکذا فی المحیط
۸	وان کان الامام مقیما والقوم مسافرین او مقیمین و مسافرین فالجواب فیه کالجواب فیما اذا کان الکل مقیمین	هکذا فی المحیط
۹	وان کان الامام مسافرا والقوم مقیمین صلی بالطائفۃ التی معه	

ے۱ تاکہ دشمن خوف زدہ رہے۔ ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۹۳ ۷ (مترجم) ے۲ نماز جمعہ اور عید کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۹۳ اور جیساکہ حکم ۳۴/۲۲۰ میں ہے (مترجم) ے۳ اور پیدل جائیں ورنہ حکم ۱۹/۲۲۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ے۴ جماعت کے لوگوں کے لئے مستحب یہی ہے کہ سلام نہ پھیریں اور اگر اس کے بعد وہ وہیں اپنی نماز پوری کرلیں تو جائز ہو جائے گی۔ ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۹۳ ۷ (مترجم) ے۵ ان کا جانا مستحب ہے اور اگر وہیں نماز پوری کرلیں تو صحیح ہو جائے گی۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۹۳ ۷ (مترجم) ے۶ گران کا آنا ضروری نہیں حتی کہ اگر وہ وہیں اپنی نماز پوری کرلیں اور جانے والا گروہ دشمن کے مقابل کھڑا ہو جائے تو صحیح ہو جائے گا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۹۳ ۷ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	بیسواں باب ۔ نماز خوف کے احکام نماز خوف کا بیان	حوالہ
۲۲۰ - ۶	اگر (مذکورہ صورت میں یعنی جب امام اور جماعت کے لوگ سبھی مسافر ہوں اور) قوم کے لوگ اس امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے جھگڑا کریں اور وہ یہ کہیں کہ ہم اس امام کے پیچھے ہی نماز پڑھیں گے تو (پھر نماز خوف پڑھنے کی کیفیت یہ ہے کہ) امام قوم کے دو گروہ کردے ان میں سے ایک گروہ دشمن کے مقابلہ میں قائم رہے [1] اور وہ (دوسرا) گروہ جو اس کے ساتھ ہے اس کے ساتھ ایک رکعت نماز پڑھے [2] پھر یہ گروہ دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے [3] اور پہلا گروہ جو قبل ازیں دشمن کے مقابلہ میں تھا وہ آجائے اور امام اتنی دیر بیٹھکر ان کا انتظار کرے پھر ان کے ساتھ ایک رکعت اور پڑھے پھر تشہد پڑھے اور سلام پھیر دے ۔ لیکن جماعت کے لوگ جو اس کی اقتدا میں ہیں وہ سلام نہ پھیریں [4] بلکہ وہ دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں [5] پھر پہلا گروہ اپنی نماز کی جگہ آئے [6] اور ایک رکعت بغیر قرأت کے پڑھیں [7] اور جب وہ ایک رکعت پڑھ چکیں تو بقدر تشہد قعدہ کرکے سلام پھیر دیں، اور دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں پھر دوسرا گروہ اپنی نماز کی جگہ آجائے اور ایک رکعت قرأت کے ساتھ پڑھیں [8]	محیط
۷	اور اگر (مذکورہ صورت میں) امام اور جماعت کے لوگ سبھی مقیم ہوں (مسافر نہ ہوں) اور نماز چار رکعتوں والی ہو تو (پھر نماز خوف پڑھنے کی کیفیت یہ ہے کہ) ایک گروہ دشمن کے مقابلہ میں قائم رہے اور امام اس گروہ کے ساتھ جو اس کے ساتھ ہے دو رکعتیں پڑھے اور بقدر تشہد بیٹھے پھر یہ گروہ دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے اور وہ دوسرا گروہ آجائے جو قبل ازیں دشمن کے مقابلہ میں تھا اور اس دوران امام بیٹھکر ان کے آنے کا انتظار کرے پھر ان کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے پھر تشہد پڑھے اور سلام پھیر دے لیکن یہ دوسرا گروہ جو اس کے پیچھے اقتدا میں ہے سلام نہ پھیرے بلکہ وہ دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں [9] پھر پہلا گروہ آئے اور وہ دو رکعتیں قرأت کے بغیر پڑھیں [10] اور سلام پھیر دیں اور پھر دشمن کے سامنے قائم ہوں اور پھر پہلا گروہ آجائے اور وہ دو رکعتیں قرأت کے ساتھ پڑھیں [11] ۔	محیط
۸	اور اگر (مذکورہ صورت میں) امام مقیم ہو اور جماعت کے لوگ مسافر ہوں یا جماعت کے کچھ لوگ مقیم ہوں اور کچھ لوگ مسافر ہوں تو پھر (نماز خوف پڑھنے کی کیفیت میں) جواب وہی ہے جو جواب (امام اور جماعت کے لوگ) سبکے مقیم ہونے کی صورت میں ہے ۔	محیط
۹	اور اگر (مذکورہ صورت میں) امام مسافر ہو اور قوم کے لوگ مقیم ہوں (مسافر نہ ہوں) تو (پھر نماز خوف پڑھنے	

[7] اس لئے کہ وہ لاحق ہیں اور اسی لئے ان پر محاذات المرأۃ کے حکم لاگو ہیں ۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۱ ص ۷/۹۳ ۔ نیز لاحق کے احکام حکم نمبر ۱۷۰ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) [8] اس لئے کہ وہ مسبوق ہیں ماخوذ از در مختار ج ۱ ص ۷/۹۳ نیز مسبوق کے احکام حکم نمبر ۱۶۹ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) [9] نماز خوف میں سلام نہ پھیرنے دوسرے گروہ کے جانے اور پہلے گروہ کے پھر آنے کے متعلق حکم ۶/۲۲۰ کے حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [10] اس لئے کہ وہ لاحق کے حکم میں ہیں جیساکہ ۶/۲۲۰ کے حاشیہ میں ہے (مترجم) [11] اس لئے کہ وہ مسبوق کے حکم میں ہیں جیساکہ حاشیہ ۶/۲۲۰ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب العشرون فی صلوۃ الخوف — صلوۃ الخوف	حوالہ
۲۲۰	رکعۃ ثم انصرفوا بازاء العدو وصلی بالطائفۃ الثانیۃ رکعۃ وسلم ثم تجئ الطائفۃ الاولی فیصلون ثلاث رکعات بغیر قراءۃ لانھم مدرکون فاذا اتمت الطائفۃ الاولی صلوتھم انصرفوا بازاء العدو وتجئ الطائفۃ الثانیۃ الی مکان صلوتھم فیصلون ثلاث رکعات الاولی بفاتحۃ الکتاب وسورۃ لانھم مسبوقون فیھا والاخریین بفاتحۃ الکتاب۔	ھکذا فی المحیط
۱۰	وان کان الامام مسافرا والقوم مقیمین ومسافرین صلی الامام بالطائفۃ الاولی رکعۃ ثم انصرفوا بازاء العدو وجاءت الطائفۃ الثانیۃ وصلی بھم رکعۃ فمن کان مسافرا خلف الامام بقی الی تمام صلوتہ رکعۃ ومن کان مقیما بقی الی تمام صلوتہ ثلاث رکعات ثم ینصرفون بازاء العدو وترجع الطائفۃ الاولی الی مکان الامام فمن کان مسافرا یصلی رکعۃ بغیر قراءۃ لانہ مدرک اول صلوۃ ومن کان مقیما یصلی ثلاث رکعات بغیر قراءۃ فی ظاھر الروایۃ فاذا اتمت الطائفۃ الاولی صلوتھم ینصرفون بازاء العدو وتجئ الطائفۃ الثانیۃ الی مکان صلوتھم فمن کان مسافرا یصلی رکعۃ بقراءۃ لانہ مسبوق ومن کان مقیما یصلی ثلاث رکعات الاول بفاتحۃ الکتاب وسورۃ لانہ کان مسبوقا فیھا وفی الاخریین بفاتحۃ الکتاب علی الروایات کلھا	ھکذا فی المحیط
۱۱	ولافرق بین ان یکون العدو مستقبل القبلۃ او مستدبرھا	ھکذا فی المحیط
۱۲	ولو صلی بالاولی رکعۃ فانصرفوا ثم بالثانیۃ رکعۃ فانصرفوا ثم بالاولی رکعۃ فانصرفوا ثم بالثانیۃ رکعۃ فانصرفوا فصلوۃ الکل فاسدۃ واصلہ ان الانحراف فی غیر اوانہ مفسد وترکہ فی اوانہ غیر مفسد۔ فعلی ھذا الوجعلھم اربع طوائف فصلی بکل طائفۃ رکعۃ فصلوۃ الاولیٰ والثالثۃ فاسدۃ وصلوۃ الثانیۃ والرابعۃ صحیحۃ	

لہ نماز خوف میں پہلے گروہ کے پھر آنے اور دوسرے گروہ کے جانے کے متعلق حکم ۶/۲۲۰ کے حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ لہ نماز خوف

دفعات وشق نمبر	بیسواں باب ـ نمازخوف کے احکام — نمازخوف کا بیان	حوالہ
۲۲۰ ـ	کا طریقہ یہ ہے کہ) امام اس گروہ کے ساتھ جو اس کے ساتھ ہے ایک رکعت پڑھے پھر یہ گروہ دشمن کے مقابلے میں چلا جائے اور دوسرے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور سلام پھیر دے پھر پہلا گروہ آئے اور وہ تین رکعتیں قرأت کے بغیر پڑھیں اس لئے کہ وہ شروع سے امام کی نماز کے ساتھ شریک تھے (یعنی لاحق تھے) پھر جب یہ پہلا گروہ اپنی اپنی نماز پوری پڑھ چکیں تو دشمن کے مقابلے میں واپس جائیں [۱] اور دوسرا گروہ اپنی نماز کی جگہ آئے اور وہ تین رکعتیں پڑھیں پہلی رکعت میں فاتحہ اور کوئی سورت پڑھیں اس لئے کہ وہ اس نماز میں مسبوق ہیں اور آخیر کی دو رکعتوں میں صرف سورت فاتحہ پڑھیں۔	محیط
۱۰	اور اگر (مذکورہ صورت میں) امام مسافر ہوا اور جماعت کے کچھ لوگ مقیم ہوں اور کچھ مسافر ہوں تو (پھر نمازخوف کی کیفیت یہ ہے کہ) امام پہلے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے پھر اس گروہ کے لوگ دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں اور دوسرا گروہ آجائے اور امام ان کے ساتھ ایک رکعت اور پڑھے پس امام کے پیچھے اقتدا کرنے والوں میں سے جو شخص مسافر تھا اس کی نماز میں سے ایک رکعت باقی ہے اور جو شخص مقیم تھا اس کی نماز میں سے تین رکعتیں باقی ہیں پھر وہ دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں اور پہلا گروہ واپس امام کے پاس آجائے [۲] اور ان میں سے جو شخص مسافر ہے وہ ایک رکعت قرأت کے بغیر پڑھ لے اس لئے کہ وہ شروع سے نماز میں شریک تھا (یعنی لاحق تھا) اور ان میں سے جو شخص مقیم ہے وہ تین رکعتیں قرأت کے بغیر پڑھ لے ظاہر روایت میں یہی حکم ہے پس جب یہ پہلا گروہ اپنی اپنی، نماز پوری کرلے تو دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں اور دوسرا گروہ اپنی نماز کی جگہ آجائے پس ان میں سے جو شخص مسافر ہے وہ ایک رکعت قرأت کے ساتھ پڑھے اس لئے کہ وہ گروہ مسبوق ہے اور ان میں سے جو شخص مقیم ہے وہ تین رکعتیں پڑھ لے پہلی رکعت میں فاتحہ اور کوئی سورت پڑھے اس لئے کہ وہ گروہ اس نماز میں مسبوق ہے اور آخر کی دو رکعتوں میں سب روایتوں کے بموجب صرف سورۃ فاتحہ پڑھے۔	محیط
۱۱	اور (نمازخوف کے مذکورہ احکام میں) اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ دشمن قبلہ کی طرف ہو یا وہ قبلہ کے الٹ طرف ہو۔	محیط
۱۲	(و) اگر (نمازخوف پڑھنے کی صورت میں) کسی امام نے ایک گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور وہ گروہ واپس چلا گیا پھر دوسرے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور وہ گروہ واپس چلا گیا پھر پہلے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور وہ گروہ واپس چلا گیا پھر دوسرے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور وہ گروہ واپس چلا گیا تو جماعت کے سب لوگوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ب) اور مذکورہ حکم میں اصول یہ ہے کہ (نمازخوف میں) نماز سے ایسے وقت واپس چلا جانا جبکہ	

میں پہلے گروہ کے پھر آنے اور دوسرے گروہ کے جانے کے متعلق حکم ۶/۲۲۰ کے حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب العشرون فی صلوة الخوف — صلوة الخوف	حوالہ
۲۲۰-	وان عادت الطائفة الثانية صلوا الركعة الثالثة والرابعة بغير قراءة ثم يقضون الركعة الاولى بقرأة ثم ترجع الطائفة الرابعة فتصلى ثلاثا بقرأة فيصلون ركعة بالفاتحة وسورة ويقعدون ثم يقومون فيصلون اخرى بالفاتحة وسورة ولا يقعدون ثم يصلون ركعة ثالثة بالفاتحة لاغير ويقعدون ويسلمون	كذا فى السراج الوهاج
۱۳	ومن دخل فى قسم غيره صار حكمه حكم ذلك الغير الا اذا دخل بعدما فرغ من قسم نفسه فان صلى الظهر بالطائفة الاولى ركعتين وانصرفوا الا رجلا بقى حتى صلى الثالثة ثم انصرف فصلوته تامه[1] لانه وان دخل فى قسم الثانية لكن لم يصر منهما لانه فرغ من قسمه	كذا فى المحيط السرخسى
۱۴	وفى المغرب يصلى بالطائفة الاولى ركعتين وبالثانية ركعة ولو أخطأ وصلى بالاولى ركعة فانصرفوا وبالثانية ركعتين فسدت صلوتهم جميعا	كذا فى الجوهرة النيرة
۱۵	ولوصلى بالاولى ركعة فانصرفوا واتم بالثانية ركعة فانصرفوا ثم بالاولى الثالثة فصلوة الاولى فاسدة وصلوة الثانية جائزه ويقضون ركعتين احداهما بغير قرأة والثانية بقرأة ولوجعلهم فى المغرب ثلاث طوائف فصلى بكل طائفة ركعة فصلوة الاولى فاسدة وصلوة الثانية والثالثة جائزة وتقضى الثانية ركعتين الركعة الثانية بغير قرأة والطائفة الثالثة تقضى ركعتين بقرأة	كذا فى الجوهرة النيرة

۱۔ یہاں لفظ تامة اور حکم ۳۱/۲۲۰ میں اس قسم کے حکم میں صحیحة کا لفظ ہے اور یہاں صحیحة کی بجائے باعتبار مایؤل الیه تامة کا

دفعات وشق نمبر	بیسواں باب۔ نماز خوف کے احکام — نماز خوف کا بیان	حوالہ
٢٢٠ -	واپس چلے جانے کا موقع نہ ہو اس نماز کو فاسد کر دیتا ہے اور واپس جانے کے موقع پر واپس نہ جانا اس نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ پس اس (مذکورہ) قاعدے کی رو سے اگر امام نے قوم کے چار گروہ کئے اور ہر گروہ کے ساتھ ایک ایک رکعت پڑھی تو پہلے اور تیسرے گروہ کی نماز فاسد ہوگئی اور دوسرے اور چوتھے گروہ کی نماز صحیح ہوگی۔ (ج) اور اگر (مذکورہ صورت میں) دوسرا گروہ واپس آئے تو وہ تیسری اور چوتھی رکعت قرأت کے بغیر* پڑھے پھر پہلی رکعت قرأت کے ساتھ پڑھے پھر چوتھا گروہ واپس آئے تو وہ تین رکعتیں قرأت کے ساتھ پڑھے پس وہ ایک رکعت میں سورۃ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھیں اور قعدہ کریں پھر کھڑے ہوں اور دوسری رکعت پڑھیں اور اس میں سورت فاتحہ اور کوئی سورت پڑھیں اور قعدہ نہ کریں پھر تیسری رکعت پڑھیں اور اس میں صرف سورت فاتحہ پڑھیں اور کچھ نہ پڑھیں اور پھر قعدہ کریں اور سلام پھیر دیں۔	سراج وہاج
١٣	اور (نماز خوف میں) جو شخص (اپنے فریق کے علاوہ) دوسرے فریق میں داخل ہو گیا تو اس کے لئے دوسرے فریق کا حکم قرار پائے گا لیکن اگر وہ اپنے فریق (کے ذمہ نماز) سے فارغ ہو چکنے کے بعد دوسرے فریق میں داخل ہوا ہے تو اس کے لئے دوسرے فریق کا حکم نہیں ہوگا۔ پس اگر امام نے ظہر کی نماز خوف میں پہلے گروہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں اور وہ سب لوگ چلے گئے مگر ایک شخص وہیں رہا حتی کہ اس نے تین رکعتیں پڑھ لیں پھر واپس گیا تو اس کی نماز پوری ہونے والی ہے[1] کیونکہ اگرچہ وہ دوسرے فریق میں داخل ہو گیا لیکن وہ دوسرے فریق میں شمار قرار نہیں پایا اس لئے کہ وہ اپنے فریق (کے ذمہ نماز) سے فارغ ہو چکا تھا۔	محیط سرخسی
١٤	(نماز خوف کی صورت میں) مغرب کی نماز میں پہلے گروہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے اور دوسرے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور اگر غلطی سے امام نے پہلے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی پھر وہ لوگ چلے گئے اور پھر دوسرے گروہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں تو ان سب کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	جوہرہ نیرہ
١٥	اگر (مغرب کی نماز خوف کی صورت میں) امام نے پہلے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور وہ لوگ چلے گئے پھر دوسرے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور وہ لوگ چلے گئے پھر پہلے گروہ کے ساتھ تیسری رکعت پڑھی تو (اس صورت میں) پہلے گروہ کی نماز فاسد ہے اور دوسرے گروہ کی نماز جائز ہے اور وہ (یعنی دوسرے گروہ والے اپنی بقیہ) دو رکعتیں پڑھیں گے تو ان میں سے ایک رکعت قرأت کے بغیر پڑھیں گے اور دوسری رکعت قرأت کے ساتھ پڑھیں گے[2] اگر (مغرب کی نماز خوف کی صورت میں) امام نے لوگوں کے تین گروہ بنائے اور ہر گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی تو پہلے گروہ کی نماز فاسد ہے اور دوسرے اور تیسرے گروہ کی نماز جائز ہے اور (اس صورت میں) دوسرا گروہ (بقیہ) دو رکعتیں پڑھے گا تو دوسری رکعت قرأت کے بغیر پڑھے گا اور تیسرا گروہ (بقیہ) دو رکعتیں قرأت کے ساتھ پڑھے گا۔	جوہرہ نیرہ

[1] اطلاق کیا گیا ہے جیسا کہ حکم ٣٢/٢٢٠ میں ہے (مترجم) [2] کیونکہ یہ مسبوق لاحق بھی ہے (مترجم) * کیونکہ وہ مسبوق لاحق بھی ہے (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب العشرون فی صلوۃ الخوف صلوۃ الخوف	حوالہ
۲۲۰-۱۲	ثم الخوف من عدو ومن سبع سواء	کذا فی المضمرات
۱۷	والخوف لا یوجب قصر الصلوۃ الا انہ یباح لہ المشی فی الصلوۃ	کذا فی المضمرات
۱۸	ولا یقاتلون فی حال الصلوۃ فان قاتلوا بطلت صلوتھم لان القتال لیس من اعمال الصلوۃ	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۱۹	وکذا من رکب حال الانصراف	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۲۰	سواء کان الانصراف من القبلۃ الی العدو او من العدو الی القبلۃ	کذا فی المضمرات
۲۱	ولا یصلی سابحا فی البحر ولا ماشیا	کذا فی المضمرات
۲۲	وان کان ماشیا ھاربا من العدو فحضرت الصلوۃ ولم یمکنہ الوقوف لیصلی فانہ لا یصلی ماشیا عندنا بل یؤخر	کذا فی المحیط
۲۳	واذا سھا فی صلوۃ الخوف وجب علیہ سجدتا السھو	کذا فی المحیط
۲۴	فان اشتد الخوف صلوا رکبانا فرادی یؤمون بالرکوع والسجود الی ای جھۃ شاؤا اذا لم یقدروا علی التوجہ الی القبلۃ	کذا فی الھدایۃ
۲۵	واشتداد الخوف ھنا ان لا یدعھم العدو بان یصلوا نازلین بل یھجموھم بالمحاربۃ	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۲۶	ولا یصلون بجماعۃ رکبانا الا ان یکون الامام والمقتدی علی دابۃ فیصح اقتداء المقتدی بہ	کذا فی المحیط
۲۷	واذا صلی بالایماء لم تلزمہ الاعادۃ بعد زوال العذر فی الوقت وخارج الوقت	کذا فی المحیط
۲۸	والراجل یؤمی اذا لم یقدر علی الرکوع والسجود	کذا فی المحیط
۲۹	والراکب اذا کان طالبا لا یصلی علی الدابۃ وان کان مطلوبا لا بأس بان یصلی علی الدابۃ	کذا فی المحیط

۱؎ اس نماز کے اندر چلنا جائز ہو جاتا ہے مگر چلنے کے دوران نماز پڑھنے کے متعلق حکم ۲۱، ۲۲/۲۲۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

۲؎ البتہ نماز خوف میں چلنے کے متعلق حکم ۱۷/۲۲۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ نیز حکم نمبر ۱۴ تا ۱۶/۱۱۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	بیسواں باب۔ نماز خوف کے احکام نماز خوف کا بیان	حوالہ
	نماز خوف میں خوف خواہ دشمن کا ہو یا درندہ کا ہو حکم برابر ہے۔	مضمرات
۲۲۰ - ۱۶	خوف کی وجہ سے نماز میں قصر نہیں ہوتا البتہ خوف کی وجہ سے نماز میں چلنا جائز ہو جاتا ہے[۱]	مضمرات
۱۷	نماز (خوف) کے دوران دشمن سے قتال نہ کریں اور اگر انہوں نے نماز خوف کے دوران قتال کیا تو ان کی نماز باطل ہو جائے گی۔ اس لئے کہ قتال نماز کے کاموں میں سے نہیں ہے	جوہرہ نیرہ
۱۸		
۱۹	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کوئی شخص (نماز خوف کے دوران) لوٹنے کی حالت میں سوار ہو گیا تو اس کی نماز بھی باطل ہو جائے گی	جوہرہ نیرہ
۲۰	خواہ (مذکورہ صورت میں) اس کا لوٹنا قبلہ کی طرف سے دشمن کی طرف ہو یا دشمن کی طرف سے قبلہ کی طرف ہو	مضمرات
۲۱	نماز خوف میں دریا میں تیرنے کی حالت میں یا پیادہ چلنے کی حالت میں نماز نہ پڑھے[۲]	مضمرات
۲۲	اگر کوئی شخص دشمن کے خوف سے بھاگ کر پیدل چل رہا تھا۔ نماز کا وقت آگیا اور اس کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ ٹھہرے اور نماز پڑھے تو (اس صورت میں) ہمارے ہاں وہ چلتے ہوئے نماز نہ پڑھے بلکہ وہ نماز میں تاخیر کر دے۔	محیط
۲۳	کسی شخص کو نماز خوف میں سہو ہوا تو اس پر سہو کے سجدے واجب ہوں گے۔	محیط
۲۴	اگر (مذکورہ) خوف اور سخت ہو جائے تو لوگ سواری کی حالت میں اکیلے اکیلے نماز پڑھ لیں۔ رکوع اور سجود اشارے سے کریں اور اگر قبلہ کی طرف رُخ نہ کر سکیں تو جس طرف چاہیں رُخ کر کے نماز پڑھ لیں[۳]	ہدایہ
۲۵	خوف سخت ہونے سے یہاں مراد یہ ہے کہ دشمن اتنی مہلت نہ دے کہ وہ اتر کر نماز پڑھ لیں بلکہ دشمن کے لوگ ان پر لڑائی کے لئے حملہ جاری رکھیں	جوہرہ نیرہ
۲۶	(مذکورہ صورت میں) سواری کی حالت میں جماعت سے نماز نہ پڑھیں۔ لیکن اگر امام اور مقتدی دونوں ایک جانور پر سوار ہوں تو اس امام کے پیچھے اس مقتدی کی نماز صحیح ہو جائے گی[۴]	محیط
۲۷	جب (بنابر عذر مذکورہ $\frac{۲۴}{۲۲۰}$) اشارہ سے نماز پڑھ لیں تو پھر عذر دور ہونے کے بعد اس نماز کا لوٹانا ضروری نہیں ہے خواہ وہ عذر اس نماز کے وقت کے اندر دور ہو یا اس نماز کے وقت کے بعد دور ہو[۵]	محیط
۲۸	جو شخص سواری کے جانور پر سوار نہیں وہ اگر (خوف کی وجہ سے) رکوع اور سجود پر قادر نہیں ہے تو اشارہ سے نماز پڑھ لے۔	محیط
۲۹	(۱) سواری کے جانور پر سوار جب دشمن کے پیچھے جا رہا ہو تو سواری کے جانور پر (فرض) نماز نہ پڑھے اور اگر دشمن	

[۴] اور سواری کے جانور پر نفل نماز باجماعت پڑھنے کے متعلق حکم $\frac{۱۳}{۲۰۶}$، ۱۸، ۳۰ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] اس کے متعلق حکم $\frac{۱۳}{۱۱۰}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب العشرون فی صلوٰۃ الخوف — صلوٰۃ الخوف	حوالہ
۲۲۰-	ثم کل من کان یمکنه ان ینزل فصلی راکبا تفسد صلوته عندنا	كذا فی المضمرات
۳۰	ولو حصل الامن فی وسط الصلوة بان ذهب العدو لا یجوز ان یتموا صلوة الخوف ولکن یصلون صلوة الامن ما بقی من صلوتهم ومن حول منهم وجهه عن القبلة بعد ما انصرف العدو فسدت صلوته ومن حول منهم وجهه قبل انصراف العدو لاجل الصلوة ثم ذهب العدو بنی علی صلوته	كذا فی التتارخانیة
۳۱	قال محمد فی الزیادات امام صلی الظهر بالناس صلوة الخوف وهم مقیمون فلما صلی بطائفة رکعتین انحرفوا الا واحدا منهم لم تفسد صلوته ولکن لا یستحب له ذلک فان صلی مع الامام الرکعة الثالثة فعلم انه اساء فیما مضی وانحرف بعد الثالثة او بعد الرابعة قبل ان یقعد الامام قدر التشهد فصلوته صحیحة وکذلك لو انحرف بعد ما قعد مع الامام قدر التشهد قبل التسلیم فصلوته تامة	كذا فی المحیط
۳۲	فان افتتح الامام بهم صلوة الظهر وهم مسافرون فلما صلی رکعة اقبل العدو وانحرفت طائفة من المصلین ووقفوا بازاء العدو وبقیت طائفة مع الامام حتی اتموا فصلوتهم تامة۔ اما صلوة من بقی مع الامام فظاهر واما صلوة من انحرف فلان هذا الانحراف فی اوانه والضرورة متحققة	كذا فی المحیط
۳۳	ولو افتتح الامام بهم صلوة الظهر وهم مقیمون فاقبل العدو وانحرفت طائفة من المصلین بعد الرکعتین لم تفسد صلوتهم وان انحرفوا بعد ما صلوا رکعة فسدت صلوتهم	

سلہ اس کے متعلق حکم نمبر ۲۱ تا ۲۵ / ۲۰۶ ملاحظہ ہو (مترجم) سلہ یعنی پھران کے لئے انحراف کرنا (یعنی اپنی جگہ سے چلے جانا) جائز نہ ہوگا اور ہر گروہ اپنی جگہ پر نماز پڑھے گا اور اگر اس سے پہلے اپنی جگہ سے انحراف کرچکے ہیں تو اس پر بنا کرلیں گے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۱ ص ۷۹۴

دفعات وشق نمبر	بیسواں باب نماز خوف کے احکام — نماز خوف کا بیان	حوالہ
۲۲۰—	اس کے پیچھے آرہا ہو تو (اس صورت میں) اس کے لئے سواری کے جانور پر نماز پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔	محیط
	(ب) پھر ہر وہ شخص جس کے لئے سواری کے جانور سے اتر کر نماز پڑھنا ممکن ہے پھر اس نے (سواری کے جانور پر) سوار ہو کر (فرض) نماز پڑھی تو ہمارے ہاں اس کی نماز فاسد ہوگی [1]	مضمرات
۳۰	(و) اگر (دشمن کے خوف کی وجہ سے نماز خوف۔ پڑھنے کی صورت میں) نماز کے درمیان امن حاصل ہو گیا مثلاً دشمن چلا گیا تو پھر یہ جائز نہیں ہے کہ (بقیہ) نماز خوف کے طریقہ سے پوری کریں بلکہ جس قدر ان کی نماز باقی ہے اسے امن کی نماز کی طرح پڑھیں گے [2]	
	(ب) اور جس نمازی نے (مذکورہ صورت میں) دشمن کے چلے جانے کے بعد اپنا رخ قبلہ کی طرف سے پھیرا تو اس کی وہ نماز فاسد ہوگئی	
	(ج) اور جس نمازی نے (مذکورہ صورت میں) دشمن کے جانے سے پہلے نماز کے لئے (قبلہ سے) منہ پھیرا پھر دشمن چلا گیا تو وہ اس نماز پر (بقیہ) نماز بنا کرے	تتارخانیہ
۳۱	امام محمدؒ نے زیادات میں کہا ہے کہ کسی امام نے ظہر کی نماز نماز خوف کے طریقہ سے پڑھی اور وہ سب مقیم لوگ تھے (مسافر نہ تھے) پس جب امام ایک گروہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھ چکا تو وہ سب، لوگ چلے گئے مگر ایک شخص نہ گیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی لیکن اس شخص کے لئے ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔ پس اگر اس نے امام کے ساتھ تیسری رکعت پڑھنے کے بعد جانا کہ اس نے جو کچھ کیا ہے اچھا نہیں کیا ہے چنانچہ وہ تیسری رکعت کے بعد یا چوتھی رکعت کے بعد اور امام کے بقدر تشہد قعدہ کرنے سے پہلے چلا گیا تو اس کی نماز صحیح ہے [3] اور اسی طرح اگر وہ امام کے بقدر تشہد قعدہ کرنے کے بعد اور اس کے سلام پھیرنے سے پہلے چلا گیا تو اس کی نماز پوری ہوگئی	محیط
۳۲	اگر امام نے لوگوں کے ساتھ ظہر کی نماز شروع کی اور وہ سب مسافر تھے پس جب امام ایک رکعت پڑھ چکا تو دشمن سامنے آگیا اور نماز پڑھنے والوں میں سے ایک گروہ دشمن کے سامنے قائم ہو گیا اور ایک گروہ امام کے ساتھ باقی رہا۔ حتی کہ سب نے اپنی نماز پوری کی تو ان سب کی نماز پوری ہونے والی ہے [4] اس لئے کہ جو گروہ امام کے ساتھ باقی رہا ان کی نماز کا پورا ہونا تو ظاہر ہے۔ اور جو گروہ (دشمن کے سامنے) چلا گیا تھا اس کی نماز کا مکمل ہونا [5] اس لئے ہے کہ یہ چلے جانا اپنے موقع پر اور ضرورت کی وجہ سے ہوا۔	محیط
۳۳	(و) اگر امام نے لوگوں کے ساتھ ظہر کی نماز شروع کی اور وہ سب مقیم تھے۔ پس دشمن سامنے آگیا اور نمازیوں میں سے ایک گروہ دو رکعتیں پڑھ لینے کے بعد (دشمن کے سامنے) چلا گیا تو ان کی نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر وہ گروہ (مذکورہ صورت میں) ایک رکعت پڑھنے کے بعد (دشمن کے سامنے) چلا گیا تو	

(مترجم) [3] حکم ۱۳/۲۲۰ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ۱۳/۲۲۰ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[5] یعنی ان کے لئے انحراف (یعنی اپنی جگہ سے چلے جانا) جائز ہو گیا ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۷۹۴ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب العشرون فی صلوٰۃ الخوف — صلوٰۃ الخوف	حوالہ
۲۲۰-	ولوحضر العدو بعد ما صلی الظهر ثلاث رکعات وانصرفت طائفة یقفوا بازاء العدو ولا ذکر لهذا الفصل فی الکتاب وقد اختلف المشائخ[۱] فیه قال بعضهم لا تفسد صلوتهم لان بعد اداء الشطر الی ان یفرغ الامام اوان الانحراف للطائفة الاولی	کذا فی المحیط
۳۴	صلوٰۃ الخوف تجوز فی الجمعة والعیدین	کذا فی السراجیة
۳۵	فاذا قابل الامام العدو یوم العید فی المصر فاراد ان یصلی بالناس صلوٰۃ الخوف یجعل الناس طائفتین ویصلی بکل طائفة رکعة فان کان الامام یری مذهب ابن مسعودؓ تابعته الطائفة الاولی فی الرکعة الاولی والطائفة الثانیة فی الرکعة الثانیة وان کان رائ کل واحدة من الطائفتین خلاف رائ الامام الا اذا تیقن بخطأ الامام ولم یقل به احد من الصحابةؓ فاذا فرغ الامام من صلوته وانحرفت الطائفة الثانیة وجاءت الاولی یقضون الرکعة الثانیة بغیر قراءت فیقفون تدر قراءة الامام اواقل او اکثر ثم یکبرون الزوائد ویرکعون بالرکعة کما فعله الامام واذا اتموا انحرفوا وجاءت الطائفة الثانیة ویقضون الرکعة الاولی بقراءة ویبدءون بالقراءة ثم بالتکبیر فی روایة الزیادات والجامع السیر الکبیر واحدی روایة النوادر وهو الاستحسان	کذا فی المحیط

[۱] اس کے متعلق حکم نمبر ۳۷/۲۱۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] صلوٰۃ الخوف میں پہلے گروہ کے پھر آنے اور دوسرے گروہ کے جانے کے متعلق حکم ۶/۲۲۰ خواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] کیونکہ اگر زائد تکبیریں پہلے کہیں تو ان کی تکبیرات العید پے درپے ہوجائیں

دفعات وشق نمبر	بیسواں باب نماز خوف کے احکام — نماز خوف کا بیان	حوالہ
۲۲۰-	ان کی نماز فاسد ہوجائے گی (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) ظہر کی تین رکعتیں پڑھنے کے بعد دشمن سامنے ہوا اور ایک گروہ دشمن کے سامنے قائم رہنے کے لئے چلا گیا تو اس صورت کے متعلق کتاب میں ذکر نہیں اور اس کے حکم کے متعلق مشائخؒ نے اختلاف کیا ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ ان کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ اس لئے (نماز خوف میں) نماز کا ایک جزادا ہونے کے بعد سے لیکر امام کے فارغ ہونے تک پہلے گروہ کے لئے اپنی جگہ سے (دشمن کے سامنے) چلے جانے کا وقت ہے۔	محیط
۳۴	جمعہ اور عیدوں کی نمازوں میں بھی (مذکورہ خوف کی صورت میں) نماز خوف کے طریقے سے نماز پڑھنا جائز ہے۔	سراجیہ
۳۵	(د) اگر عید کے دن شہر میں امام دشمن کے مقابلہ میں ہو اور عید کی نماز صلوۃ الخوف کے طریقہ سے پڑھنا چاہیئے تو قوم کے دو گروہ بنادے اور ہر گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے۔ پس اگر (عید کی زائد تکبیروں میں) امام کی رائے ابن مسعودؓ کے قول کے مطابق ہو تو پہلا گروہ، پہلی رکعت میں اس کی پیروی کرے اور دوسرا گروہ دوسری رکعت میں (اسکی) پیروی کرے خواہ دونوں گروہوں کی رائے عید کی نماز (کی زائد تکبیروں) میں امام کے خلاف ہو۔ لیکن اگر عید کی نماز میں (زائد تکبیروں کے متعلق) امام کی رائے ایسی ہو کہ وہ یقیناً خطا ہو اور وہ رائے صحابہؓ میں سے کسی کے قول پر نہ ہو (تو پھر متابعت کا مذکورہ حکم نہیں ہے) [1] (ب) جب امام (مذکورہ صورت میں) اپنی نماز سے فارغ ہوجائے اور دوسرا گروہ (دشمن کا سامنا کرنے کیلئے) چلا جائے اور پہلا گروہ آجائے [2] تو پہلے گروہ کے لوگ دوسری رکعت کو قرأت کے بغیر پڑھیں گے پس امام کی قرأت کے بقدر یا اس سے کم یا زیادہ کھڑے ہوں گے پھر زائد تکبیریں کہیں گے اور رکوع کریں گے جیسا کہ امام نے کیا اور جب نماز پوری کرلیں تو (دشمن کا سامنا کرنے کے لئے) چلے جائیں اور دوسرا گروہ آجائے اور دوسرے گروہ کے لوگ پہلی رکعت کو قرأت کے ساتھ پڑھیں گے وہ پہلے قرأت کریں گے پھر (زائد) تکبیر کہیں گے۔ زیادات۔ جامع۔ سیر کبیر کی روایت اور نوادر کی روایتوں میں سے بھی ایک روایت یہی ہے اور یہی استحسان ہے۔ [3]	محیط

گی اور یہ کسی کا قول نہیں ہے ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ صـ ۱۶۱ (مترجم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الحادی والعشرون فی الجنائز

وفیہ سبعۃ فصول

دفعات ۲۲۱ تا ۲۲۸ عنوانات ۸ تعداد شق ۳۰۴

الفصل الاوّل فی المحتضر

دفعات ۲۲۱ تا ۲۲۱ عنوان ۱ تعداد شق ۲۱

۲۲۱- المحتضر تعداد شق ۲۱

شق	متن	حوالہ
۱	اذا احتضر الرجل وجہ الی القبلۃ علی شقہ الایمن وھو السنۃ	کذا فی الھدایۃ
	وھذا اذا لم یشق علیہ فاذا شق ترک علی حالہ	کذا فی الزاھدی
۲	وعلامات الاحتضار ان تسترخی قدماہ فلا تنتصبان ویتعوج انفہ وینخسف صدغاہ وتمتد جلدۃ الخصیۃ	کذا فی التبیین
۳	وتمتد جلدۃ وجھہ فلا یری فیہا تعطف	ھکذا فی السراج الوھاج
۴	ولقن الشہادتین وصورۃ التلقین ان یقال عندہ فی حالۃ النزع قبل الغرغرۃ جھرا وھو یسمع اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ ولا یقال لہ قل ولا یلح علیہ فی قولہا مخافۃ ان یضجر فاذا قالہا مرۃ لا یعیدھا علیہ الملقن الا ان یتکلم بکلام غیرھا	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۵	وھذا التلقین مستحب بالاجماع	کذا فی العینی شرح الھدایۃ ومعراج الدرایۃ
۶	واما التلقین بعد الموت فلا یلقن عندنا فی ظاہر الروایۃ	کذا فی العینی شرح الھدایۃ ومعراج الدرایۃ
۷	ونحن نعمل بہما عند الموت وعند الدفن	کذا فی المضمرات

۱ جیسا کہ البحر الرائق میں ہے کہ خصیے موت کی وجہ متعلق ہو جاتے ہیں اور ان کی کھال لٹک جاتی ہے ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۱۷۰ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب - جنازہ کے احکام	پہلی فصل - قریب الوفات شخص کے احکام	حوالہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اکیسواں باب۔ جنازہ کے احکام

اور اسمیں سات فصلیں ہیں

دفعات ۲۲۱ تا ۲۲۸ عنوانات ۸ تعداد شق ۳۰۴

پہلی فصل قریب الوفات شخص کے احکام کا بیان

دفعات ۲۲۱ تا ۲۲۱ عنوان ۱ تعداد شق ۲۱

۲۲۱- قریب الوفات شخص اور اس میں ۲۱ شقیں ہیں

۱ (ا) جب کوئی شخص قریب الوفات ہو تو داہٹیں کروٹ پر اس کا چہرہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے یہی طریقہ سنت ہے۔ — ہدایہ

(ب) یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس قریب الوفات شخص کے لئے باعث تکلیف نہ ہو اور اگر اسے تکلیف ہو تو اسے اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے۔ — زاہدی

۲ اور قریب الوفات ہونے کی علامتیں یہ ہیں اس کے پاؤں سست ہو جاتے ہیں۔ کھڑے نہیں ہو سکتے۔ اس کی ناک ٹیڑھی ہو جاتی ہے۔ اس کی دونوں کنپٹیاں بیٹھ جاتی ہیں اور خصیہ کی کھال لمبی ہو جاتی ہے۔ — تبیین

۳ اور اس کے چہرے کی کھال کھچ جاتی ہے پس اس میں بل نظر نہیں آتے۔ — سراج وہاج

۴ اور اس وقت اسے کلمہ شہادت کی تلقین کی جائے اور تلقین کا طریقہ یہ ہے کہ نزع کی حالت میں غرغرہ سے پہلے اس کے پاس اونچی آواز سے اس طرح کہ وہ سنتا ہو اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا جائے اور اسے یہ نہ کہا جائے کہ تو یہ کلمہ کہہ اور اس سے کہنے میں اس سے اصرار نہ کیا جائے اس لئے کہ خوف یہ ہے کہ وہ جھڑک دے۔ پس جب وہ ایکبار کلمہ شہادت کہہ لے تو تلقین کرنے والا اس کے سامنے پھر نہ کہے۔ لیکن اگر وہ یہ کلمہ کہنے کے بعد کچھ اور بات چیت کرے تو پھر دوبارہ تلقین کی جائے — جوہرہ نیرہ

۵ یہ (مذکورہ) تلقین بالاجماع مستحب ہے۔ — عینی، معراج الدرایہ

۶ اور ہمارے نزدیک ظاہر روایت کے بموجب موت کے بعد تلقین نہیں کی جاتی — عینی، معراج الدرایہ

۷ ہم دو تلقینوں پر عمل کرتے ہیں موت کے وقت کی تلقین کرنا اور دفن کرنے پر تلقین کرنا [۲] — مضمرات

[۲] اس کے متعلق ۳۵/۲۲۶ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الاول فی المحتضر	حوالہ
٢٢١ — ٨	ویستحب ان یکون الملقن غیر متهم بالمسرة بموته وان یکون ممن یعتقد فیه الخیر	کذا فی السراج الوهاج
٩	قالوا واذا ظهرت من المحتضر کلمات توجب الکفر لایحکم بکفره ویعامل معاملة موتی المسلمین	کذا فی الفتح القدیر
١٠	وحضور اهل الخیر والصلاح مرغوب فیه	کذا فی الشرح منیة المصلی لابن امیر الحاج
١١	ویستحب قرأة سورة یٰس عنده	کذا فی الشرح منیة المصلی لابن امیر الحاج
١٢	ویحضر عنده من الطیب	کذا فی الزاهدی
١٣	ولاباس بجلوس الحائض والجنب عنده وقت الموت	کذا فی فتاوی قاضیخان
١٤	فاذا مات شدوا لحییه وغمضوا عینیه ویتولی ارفق اهله به اغماضه باسهل ما یقدر علیه ویشد لحیاه بعصابة عریضة یشدها فی لحییه الاسفل ویربطها فوق رأسه	کذا فی الجوهرة النیرة
١٥	ویقول مغمضه بسم الله وعلی ملة رسول الله صلی الله علیه وسلم اللّٰهم یسر علیه امره وسهل علیه ما بعده واسعده بلقائك واجعل ما خرج الیه خیرا مما خرج عنه	کذا فی التبیین
١٦	ویلین مفاصله یرد ذراعیه الی عضدیه ثم یمدهما ویرد اصابع یدیه الی کفیه ثم یمدها ویرد فخذیه الی بطنه وساقیه الی فخذیه ثم یمدها	کذا فی الجوهرة النیرة
١٧	ویستحب ان ینزع عنه ثیابه التی مات فیها ویسجی جمیع بدنه بثوب ویترك علی شیٔ مرتفع من لوح او سریر لئلا یصیبه نداوة الارض فیتغیر ریحه	
	ویجعل علی بطنه حدیدة او طین رطب لئلا ینتفخ	کذا فی السراج الوهاج

۱؎ بعض متاخرین نے حضرت جابرؓ کے قول کی بنا پر قریب الوفات شخص کے پاس سورۂ رعد پڑھنا بھی مستحب کہا ہے ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ا صـ٧٩٤ (مترجم) ۲؎ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا بھی منقول ہے کہ آپ حضرت ابو سلمہؓ کی وفات پر تشریف لائے تو انکی آنکھیں بند کیں اور فرمایا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِی الْمَهْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْهُ فِیْ عَقِبِهٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ وَافْسَحْ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهٗ فِیْهِ۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ صـ١٧١ (مترجم) ۳؎ ترجمہ:۔ میں یہ کام اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر کرتا ہوں اے اللہ تو اس میت کا معاملہ اس پر آسان فرما اور اس پر بعد میں آنے والا مرحلہ سہل فرما اور اسے اپنی ملاقات کی سعادت نصیب فرما

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب۔ جنازہ کے احکام — پہلی فصل۔ قریب الوفات شخص کے احکام	حوالہ
۲۲۱ — ۸	اور مستحب یہ ہے کہ تلقین کرنے والا شخص ایسا ہو کہ اسپر وفات پانے والے کی موت پر خوشی کرنے کی تہمت نہ ہو اور وہ وفات پانے والے کے متعلق نیک گمان رکھنے والوں سے ہو۔	سراج وہاج
۹	فقہاءؒ نے کہا ہے کہ اگر قریب الوفات شخص سے کفر کی باتیں ظاہر ہوں تو اس کے کفر کا حکم نہ کیا جائے گا اور اس کے ساتھ مسلمانوں کے مردوں کا معاملہ روا رکھا جائیگا۔	فتح قدیر
۱۰	اور قریب الوفات شخص کے ہاں نیک اور صالح لوگوں کا حاضر ہونا پسندیدہ ہے	شرح منیہ
۱۱	اور قریب الوفات شخص کے پاس سورۃ یسین پڑھنا مستحب ہے [1]	شرح منیہ
۱۲	اور قریب الوفات شخص کے پاس خوشبو رکھنی چاہیئے	زاہدی
۱۳	قریب الوفات شخص کے پاس حائض اور جنبی کے بیٹھنے میں کچھ حرج نہیں	قاضیخان
۱۴	(و) جب قریب الوفات شخص وفات پا جائے تو اس کے دونوں جبڑے باندھ دیئے جائیں اس کی دونوں آنکھیں بند کر دیں (ب) اور یہ کام وہ شخص کرے جو اس کے عزیزوں میں سے سب سے زیادہ اس پر مہربان ہو اور جسقدر ہو سکے آسانی سے اس کی آنکھیں بند کرے اور اس کا جبڑا ایک چوڑی پٹی سے باندھے۔ اس پٹی سے اس کے نیچے کا جبڑا باندھ کر اور اس کے سر پر گرہ لگا دے۔	جوہرہ نیرہ
۱۵	(فوت شدہ شخص کی) آنکھیں بند کرنے والا [2] یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَابَعْدَهٗ وَاَسْعِدْهُ بِلِقَائِكَ وَاجْعَلْ مَاخَرَجَ اِلَيْهِ خَيْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ [3]	تبیین
۱۶	(جب قریب الوفات شخص وفات پا جائے تو) اس کے جوڑ ڈھیلے کر دے اس کی کلائیاں اس کے بازوں کی طرف لے جائے اور پھر انہیں (سیدھا) لمبا کر دے اس کے ہاتھوں کی انگلیاں اس کی ہتھیلی کی طرف لے جائے اور انہیں (سیدھا) لمبا کر دے اور اس کے دونوں ران پیٹ کی طرف اور پنڈلیاں رانوں کی طرف لے جائے اور پھر انہیں (سیدھا) لمبا کر دے [4]	جوہرہ نیرہ
۱۷	یہ مستحب ہے کہ (ا) جن کپڑوں میں کوئی شخص فوت ہوا ہے وہ اتار دیے جائیں اور اس کا تمام بدن ایک کپڑے سے ڈھک دیا جائے (ب) اور اسے (نہتاً) اونچی جگہ پر تختہ یا چارپائی پر رکھ دیں تاکہ زمین کی نمی اسے پہنچکر اس کی بو نہ بدل دے (ج) اس کے پیٹ پر لوہا یا تر مٹی رکھ دی جائے تاکہ وہ نہ پھولے [5]	سراج وہاج

اور جس دنیا سے یہ جا رہا ہے اس کی نسبت اس دنیا کو اس کے لئے بہتر بنا دے جسکی طرف یہ جا رہا ہے (مترجم) [4] تاکہ میت کے اعضا ٹیڑھے نہ رہ جائیں ماخوذ از رد المحتار ج ا صـ۷۹۸ (مترجم) [5] درمختار و رد المحتار میں کہ اس کے پیٹ پر تلوار یا لوہے کی چیز یا پھر کوئی وزن دار چیز رکھدی جائے تاکہ پھولے نہیں ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ا صـ۷۹۸ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الثانی فی الغسل	حوالہ
۲۲۱ - ۱۸	ویستحب ان یعلم جیرانه وصدقاءه حتی یؤدوا حقه بالصلوٰة علیه والدعاء له	کذا فی الجوهرة النیرة
	وکره بعضهم النداء فی الاسواق والاصح انه لابأس به	کذا فی محیط السرخسی
۱۹	ویستحب ایضا ان یسارع الی قضاء دینه وابرائه منه ویبادر الی تجهیزه ولا یؤخر	
	فان مات فجاءة ترک حتی یتیقن بموته	کذا فی الجوهرة النیرة
۲۰	ویکره قراءة القرآن عنده حتی یغسل[۱]	کذا فی التبیین
۲۱	امرأة ماتت والولد یضطرب فی بطنها قال محمدؒ یشق بطنها ویخرج الولد لا یسع الا ذلک	کذا فی فتاوی قاضیخان

الفصل الثانی فی الغسل

دفعات ۲۲۲ تا ۲۲۲ عنوان ۱ تعداد شق ۶۷

۲۲۲- غسل المیّت تعداد شق ۶۷

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	غسل المیت حق واجب علی الاحیاء بالسنة واجماع الامة	کذا فی النهایة
	ولکن اذا قام به البعض سقط عن الباقین	کذا فی الکافی
۲	والواجب هو الغسل مرة واحدة والتکرار سنة حتی لو اکتفی بغسلة واحدة او غمسة واحدة فی ماء جار جاز	کذا فی البدائع
۳	ویجمر المیت اذا ارید غسله وهذا مذهبنا	کذا فی الظهیریة
۴	ویوضع علی سریر مجمر وترا قبل وضع المیت علیه	هکذا فی التبیین والعینی شرح الکنز
۵	وکیفیته ان تدار المجمرة حوالی السریر اما مرّة او ثلاثا او خمسا ولا یزاد علیها	هکذا فی التبیین والعینی شرح الکنز
۶	وکیفیته الوضع عند بعض اصحابنا الوضع طولا کما فی حالة المرض اذا اراد الصلوٰة بایماء	
	ومنهم من اختار الوضع کما یوضع فی القبر	
	والاصح انه یوضع کما تیسر	کذا فی الظهیریة

[۱] جیساکہ حاشیہ البحر الرائق میں ہے تکرہ القراءة علیه بعد موته حتی یغسل الخ ماخوذ از حاشیہ البحر الرائق ج ۲ ص ۱۷۱ یعنی اسکی وفات کے بعد

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب - جنازہ کے احکام دوسری فصل - میت کے غسل کا بیان	حوالہ
۲۲۱ - ۱۸	(د) اور یہ بھی مستحب ہے کہ اس کے پڑوسیوں اور دوستوں کو اطلاع دی جائے تاکہ وہ اس کے جنازہ اور دعا سے اس کا حق ادا کریں	جوہرہ نیرہ
	(ب) بعض اہل علم نے بازاروں میں موت کی منادی کو مکروہ قرار دیا ہے ۔ اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ ایسا کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے ۔	محیط سرخسی
۱۹	اور یہ مستحب ہے کہ (ا) اس کا قرض ادا کرنے میں جلدی کریں اور اس قرض سے اس کو بری الذمہ کر دیں (ب) اور اس کے کفن دفن کی تیاری میں جلدی کریں اور تاخیر نہ کریں ۔ (ج) اور اگر کوئی اچانک مرجائے تو اسے اتنی دیر تک رکھ چھوڑیں کہ اس کی موت کا یقین ہو جائے ۔	جوہرہ نیرہ
۲۰	اور میت کو غسل دینے سے پہلے اس کے پاس قرآن مجید پڑھنا مکروہ ہے [۱]	تبیین
۲۱	کوئی عورت وفات پا گئی اور اس کے پیٹ میں اس کا بچہ تڑپتا ہو تو امام محمدؒ کے قول کے بموجب اس کا پیٹ چیر کر بچہ نکال لیا جائے (کیونکہ اس صورت حال میں) اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا ۔	قاضیخان

دوسری فصل (میت کے) غسل کا بیان

دفعات ۲۲۲ تا ۲۲۲ عنوان ۱ تعداد شق نمبر ۶۷

۲۲۲ - میت کو غسل دینا اور اس میں ۶۷ شقیں ہیں

۱	(ا) سنت اور اجماع امت کی رو سے زندوں کے ذمہ میت کو غسل دینا حق واجب ہے ۔	نہایہ
	(ب) لیکن اگر بعض لوگ اسے ادا کردیں تو باقی لوگوں کے ذمہ سے یہ حق ساقط ہو جاتا ہے ۔	کافی
۲	میت کے غسل میں ایک بار پانی بہانا واجب ہے اور ایک بار سے زیادہ سنت ہے حتیٰ کہ اگر ایک بار پانی بہانے پر [۲] یا جاری پانی میں ایک بار غوطہ دینے پر اکتفا کیا گیا تو جائز ہے	بدائع
۳	جب میت کو غسل دینے لگیں تو اس کے کپڑے اتار دیئے جائیں ہمارے مذہب میں یہی حکم ہے	ظہیریہ
۴	میت کو (غسل کے لئے) ایک تختہ پر رکھا جائے اس تختہ کو اس پر میت رکھنے سے پہلے طاق مرتبہ خوشبو کی دھونی دی جائے ۔	تبیین - عینی
۵	(مذکورہ) تختہ کو دھونی دینے کا طریقہ یہ ہے کہ دھونی والی انگیٹھی تختہ کے اردگرد ایک بار یا تین بار یا پانچ بار پھیری جائے اور اس سے زیادہ بار نہ پھیری جائے ۔	تبیین - عینی
۶	(ا) (میت کو غسل کے) تختہ پر رکھنے کی کیفیت ہمارے بعض اصحاب کے ہاں یہ ہے کہ اسے اس طرح لمبا لٹا دیں جس طرح کہ بیماری کی حالت میں اگر اشارے سے نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو لٹایا جاتا ہے [۳] (ب) اور ہمارے بعض اصحاب نے میت کو تختہ پر لٹانے کی اس کیفیت کو اختیار کیا ہے	

[۱] اس کے غسل سے پہلے اس کے پاس قرآن مجید پڑھنا مکروہ ہے (مترجم) [۲] یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس پر نجاست حقیقی نہ ہو ماخوذ از حاشیہ البحر الرائق ج ۲ ص ۱۷۲ اور جیسا کہ حکم نمبر ۳/۲۲۵ میں ہے ۔ اور میت کا جسم عام طور پر نجاست حقیقی سے خالی نہیں ہوتا جیسا کہ حکم نمبر ۵۱/۲۲۲ میں ہے (مترجم) [۳] اس کے متعلق حکم ۱۹/۲۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الثانی فی الغسل	حوالہ
۲۲۲ -		
۷	ویستحب ان یستر الموضع الذی یغسل فیہ المیت فلا یراہ الا غاسلہ او من یعینہ	کذا فی السراج الوہاج
۸	وتستر عورتہ بخرقۃ من السرۃ الی الرکبۃ	کذا فی محیط السرخسی
	وھو الصحیح	کذا فی المحیط
	ظاہر المذہب ان یستر عورتہ الغلیظۃ دون الفخذین	کذا فی الخلاصۃ
	ھو الصحیح	کذا فی الہدایۃ
۹	ویستنجی عند ابی حنیفۃ رح ومحمد رح	کذا فی محیط السرخسی
۱۰	وصورۃ استنجائہ ان یلف الغاسل علی یدیہ خرقۃ ویغسل السوأۃ لان مس العورۃ حرام کالنظر الیہا	کذا فی الجوہرۃ النیرۃ
۱۱	ولا تنظر الرجل الی فخذ الرجل عند الغسل وکذا المرأۃ لا تنظر الی فخذ المرأۃ	کذا فی التتارخانیۃ
۱۲	ثم یوضأ وضوأہ للصلوۃ الا اذا کان صغیرا لا یصلی فلا یوضأ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۳	ویبدأ بغسل وجہہ لا بغسل الیدین	کذا فی المحیط
۱۴	ویبدأ بالمیامن اعتبارا بما لو اغتسل فی حیاتہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۵	ولا یمضمض ولا یستنشق	کذا فی فتاوی قاضیخان
	ومن العلماء من قال یجعل الغاسل علی اصبعہ خرقۃ رقیقۃ ویدخل الاصبع فی فمہ ویمسح بہا اسنانہ وشفتیہ ولہاتہ ولثتہ وینقیہا ویدخل فی منخریہ ایضا	کذا فی الظہیریۃ
	قال شمس الائمۃ الحلوانی رح وعلیہ عمل الناس الیوم	کذا فی المحیط
۱۶	واختلفوا فی مسح رأسہ والصحیح انہ یمسح رأسہ ولا یؤخر غسل رجلیہ	کذا فی التبیین

[1] ستر غلیظ کے متعلق حکم ۲۰/۱۰۶ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] درمختار میں ہے کہ یہ حکم بنا بر حرج ہے اور رد المحتار میں ہے کہ اسلئے کہ میت کے منہ یا ناک میں پانی ڈالکر نکالنا ناممکن یا مشکل ہوتا ہے نیز درمختار میں ہے کہ میت جنبی یا نفساء ہو تو طہارت کی تکمیل کے لئے اسے کلی کرائی جائے اور ناک میں بھی پانی ڈالا جائے اور رد المحتار میں ہے کہ عام متون و شروح میں میت کے منہ اور ناک میں پانی نہ ڈالنے کا حکم علی الاطلاق ہے اور جنبی کو بھی شامل ہے ماخوذ از درمختار

دفعات دشتی نمبر	اکیسواں باب ۔ جنازہ کے احکام — دوسری فصل ۔ میت کے غسل کا بیان	حوالہ
۲۲۲ ۔	جس طرح کہ وہ قبر میں رکھا جاتا ہے ۔ (ج) اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ میت کو تختہ پر اس طرح لیٹایا جائے ۔ جس طرح کہ آسان ہو ۔	ظہیریہ
۷	یہ مستحب ہے کہ جس جگہ میت کو غسل دیا جائے وہاں پردہ کرلیں پس غسل دینے والے اور اس کے مددگار کے سوا کوئی اور اسے نہ دیکھے ۔	سراج وہاج محیط سرخسی
۸	(ا) میت[1] کے غسل کے وقت اس کا ستر ناف سے گھٹنے تک کسی کپڑا سے ڈھانک دیں اور[2] یہی حکم صحیح ہے (ب) اور[1] ظاہر مذہب یہ ہے کہ میت کا ستر غلیظ[1] ڈھانک دیا جائے رانوں کے لئے یہ حکم نہیں ہے یہی[2] حکم صحیح ہے ۔	محیط خلاصہ ہدایہ محیط سرخسی
۹	امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں میت کو (غسل دیتے وقت) استنجا کرایا جائے	
۱۰	میت کے استنجاء کی صورت یہ ہے کہ غسل دینے والا اپنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ لے اور نجاست کے مقام کو دھوئے اس لئے کہ (جس) ستر کو دیکھنا حرام ہے اس کو چھونا بھی حرام ہے ۔	جوہرہ نیرہ
۱۱	(ا) مرد (میت کو غسل دیتے وقت) مرد کے ران کو نہ دیکھے ۔ (ب) اسی طرح عورت (عورت میت کو غسل دیتے وقت) عورت کے ران نہ دیکھے	تتارخانیہ
۱۲	پھر میت کو نماز کے وضو کی طرح وضو کرایا جائے لیکن اگر میت اتنا چھوٹا (بچہ) ہو کہ نماز نہ پڑھتا ہو تو اسے وضو نہ کرایا جائے ۔	قاضیخان
۱۳	اور (میت کو وضو کرانے میں) ابتدا اس کا چہرہ دھونے سے کی جائے ہاتھوں کے دھونے سے ابتداء نہ کی جائے ۔	محیط
۱۴	اور (میت کو وضو کرانے میں) دائیں طرف سے شروع کیا جائے یہ حکم خود میت کی زندگی میں اس کے غسل کے اعتبار سے ہے ۔	قاضیخان
۱۵	(ا) میت کو وضو کراتے وقت کلی نہ کرائی جائے اور نہ (اس کی) ناک میں پانی ڈالا جائے [2] (ب) بعض[1] علماء نے کہا ہے کہ غسل دینے والا اپنی انگلی پر پتلا کپڑا لپیٹ لے اور اسے میت کے منہ میں ڈالے اور اس سے اس کے دانتوں ۔ اس کے لبوں اس کے تالو اور اس کے مسوڑھوں کو پونچھے اور انہیں صاف کرے اور اس کے نتھنوں میں بھی انگلی ڈالے ۔ [2] شمس الائمہ حلوانیؒ نے کہا ہے کہ اس زمانہ میں لوگوں کا عمل اس پر ہے ۔	قاضیخان ظہیریہ محیط
۱۶	(ا) (میت کو وضو کرانے میں) میت کے سر کا مسح کرانے کے متعلق اختلاف ہے اور صحیح حکم یہ ہے کہ اس کے سر پر مسح کیا جائے (ب) اور (وضو میں) اس کے پاؤں کا دھونا مؤخر نہ کیا جائے [3]	تبیین

[2] رد المحتار ج ا ص ۸۰۱ وھکذا فی حاشیہ البحر الرائق ج ۲ ص ۱۷۱، ۱۷۲ (مترجم) [3] جیسا کہ البحر الرائق میں ہے کہ ج ۲ ص ۱۷۲ میں ہے اور زندہ آدمی غسل کرے تو پاؤں دھونے میں تاخیر کے متعلق حکم ۸/۳۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الثانی فی الغسل	حوالہ
۲۲۲-۱۷	والغسل بالماء الحار افضل عندنا	کذا فی المحیط
۱۸	ویغلی الماء بالسدر او بالحرض فان لم یکن فالماء القراح	کذا فی الهدایة
۱۹	ویغسل رأسه ولحیته بالخطمی وان لم یکن فبالصابون ونحوه لانه یعمل عمله هذا اذا کان فی رأسه شعر اعتبارا بحالة الحیاة	کذا فی التبیین
	فان لم یکن فیکفیه الماء القراح	کذا فی شرح الطحاوی
۲۰	ثم یضجع علی شقه الایسر فیغسل بالماء والسدر حتی یری ان الماء قد وصل الی ما یلی التخت منه ثم یضجع علی شقه الایمن فیغسل بالماء والسدر حتی یری ان الماء قد وصل الی ما یلی التخت منه لان السنة هی البداءة بالمیامن ثم یجلسه ویسنده الیه ویمسح بطنه مسحا رفیقا تحرزا من تلویث الکفن فان خرج منه شیئ غسله ولا یعید غسله ولا وضوءه ثم ینشفه بثوب کیلا تبتل اکفانه	کذا فی الهدایة
۲۱	ولا یسرح شعر المیت ولا لحیته ولا یقص ظفره ولا شعره	کذا فی الهدایة
۲۲	ولا یقص شاربه ولا ینتف ابطه ولا یحلق شعر عانته ویدفن بجمیع ما کان علیه	کذا فی محیط السرخسی
۲۳	وان کان ظفره منکسرا فلا بأس بان یأخذه	کذا فی المحیط
۲۴	ولا بأس بان یجعل القطن علی وجهه وان یحشی به مخارقه کالدبر والقبل والاذنین والفم	کذا فی التبیین
۲۵	المیت اذا وجد فی الماء لا بد من غسله لان الخطاب بالغسل توجه علی بنی آدم ولم یوجد من بنی آدم فعل الا ان یحرکه فی الماء بنیة الغسل عند الاخراج	کذا فی التجنیس وهکذا فی البدائع ومحیط السرخسی
۲۶	ولو کانت المیت متفسخا یتعذر مسحه کفی صب الماء علیه	کذا فی التاتارخانیة ناقلا عن العتابیة
۲۷	وحکم المرأة فی الغسل کحکم الرجل ولا یرسل شعرها علی ظهرها	کذا فی التاتارخانیة ناقلا عن شرح الطحاوی

؎۱ اور درمختار و رد المحتار میں ہے کہ اس علت کی بنا پر حکم یہ ہوگا کہ اگر مذکورہ صورت میں اس میت کو دوبارہ غسل دیئے بغیر اس پر نماز جنازہ پڑھ لی تو جائز ہوجائیگی کیونکہ نماز جنازہ صحیح ہونے کیلئے اسکی طہارت ہوگئی ہے اور اسمیں نیت ضروری نہیں لیکن بند دل کے فیصے سے اس میت

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب۔ جنازہ کے احکام — دوسری فصل۔ میت کے غسل کا بیان	حوالہ
۲۲۲-۱۷	میت کو گرم پانی سے غسل دینا ہمارے ہاں افضل ہے	محیط
۱۸	اور (میت کے غسل کا پانی) بیری کے پتوں یا اشنان (بوٹی) میں جوش دیا جائے اور وہ نہ ہو تو پھر خالص پانی کافی ہے۔	ہدایہ
۱۹	(ا) اور میت کا سر اور داڑھی خطمی (بوٹی) سے دھویا جائے اور وہ نہ ہو تو صابون سے یا اس کی مانند کسی اور چیز سے دھویا جائے کیونکہ صابون بھی وہی کام دیتا ہے۔ (ب) یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس کے سر پر بال ہوں تاکہ اس کی زندگی کی حالت کا لحاظ رہے۔	تبیین
	(ج) اور اگر مذکورہ چیزوں میں سے کچھ نہ ہو تو پھر میت کے غسل کیلئے خالص پانی کافی ہے۔	شرح طحاوی
۲۰	(مذکورہ کاموں کے بعد) پھر میت کو بائیں کروٹ پر لیٹایا جائے اور بیری کے پتوں میں جوش دیئے ہوئے پانی سے غسل دیا جائے یہاں تک کہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ پانی اس کے بدن پر اس حصہ تک پہنچ گیا ہے جو حصہ تختہ سے ملا ہوا ہے، پھر اسے دائیں کروٹ پر لٹایا جائے اور بیری کے پتوں میں جوش دیئے ہوئے پانی سے غسل دیا جائے یہاں تک کہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ پانی اس کے بدن پر اس حصہ تک پہنچ گیا ہے جو حصہ تختہ سے ملا ہوا ہے اس لئے کہ دائیں طرف سے شروع کرنا سنت طریقہ ہے پھر اسے بٹھایا جائے اور سہارا دیا جائے اور نرمی کے ساتھ اس کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا جائے تاکہ (بعد میں) کفن آلودہ نہ ہو پس اگر کوئی مواد نکلے تو اسے دھو دے اور اس صورت میں اس کا غسل اور وضو نہ لوٹائے پھر اسے کپڑے سے پونچھ دیں تاکہ اس کے کفن کے کپڑے تر نہ ہوں۔	ہدایہ
۲۱	میت کے بالوں اور داڑھی میں کنگھی نہ کی جائے اور اس کے ناخن اور بال نہ تراشے جائیں	ہدایہ
۲۲	اور میت کی مونچھیں نہ تراشی جائیں نہ اس کے بغلوں کے بال اکھاڑے جائیں اور نہ اس کے زیر ناف بال مونڈے جائیں اور (ان اشیاء میں سے) جو کچھ اس پر تھا اس سمیت اسے دفن کر دیا جائے	محیط سرخسی
۲۳	اگر میت کا ناخن ٹوٹا ہوا تھا تو اس کے لینے میں کچھ حرج نہیں۔	محیط
۲۴	اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ (میت کے غسل کے وقت) اس کے چہرہ پر روئی رکھ دیں اور اس کے بدن کے سوراخوں میں مثلاً پاخانہ و پیشاب کے مقام پر اور کانوں اور منہ میں روئی رکھ دی جائے۔	تبیین
۲۵	اگر کوئی میت پانی میں سے ملے تو اسے غسل دینا ضروری ہے اس لئے کہ غسل دینے کا حکم آدمیوں پر ہے اور میت پانی میں پڑے ہونے سے آدمیوں سے یہ حکم ادا نہیں ہوا ؎۱ لیکن اگر میت کو پانی سے نکالتے وقت غسل کی نیت سے ہلالیں تو پھر دوبارہ غسل دینا ضروری نہیں ہے۔	تجنیس۔ بدائع۔ محیط سرخسی
۲۶	اگر میت پانی میں گل سڑ گیا ہو اسے ملنا مشکل ہو تو اس پر پانی بہانا کافی ہے۔	تتارخانیہ
۲۷	(ا) میت عورت کے غسل کا حکم وہی ہے جو مرد کا ہے (ب) اور میت عورت کے بال پیٹھ پر نہ ڈلے جائیں ؎۲	تتارخانیہ

؎۱ کو غسل دینے کا وجوب ادا نہیں ہوا ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۱ ص ۸۰۴، ۸۰۵ (مترجم) ؎۲ بلکہ اس کے بالوں کی دو مینڈیاں بنا کر اس کے سینے پر کر دئے جائیں جیسا کہ حکم ۲۲/۲۲۳ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الثانی فی الغسل	حوالہ
۲۲۲ - ۲۸	ومن استهل بعد الولادة سمي وغسل وصلی علیہ	کذا فی الھدایۃ
۲۹	وان لم یستھل ادرج فی خرقۃ ولم یصل علیہ ویغسل فی غیر الظاھر من الروایۃ وھو المختار	کذا فی الھدایۃ
۳۰	والاستھلال ما یعرف بہ حیاۃ الولد من صوت او حرکۃ	ھکذا فی المضمرات
۳۱	ولو شھدت القابلۃ او الام علی استھلال الولد فان قولھما مقبول فی جواز الصلوۃ علیہ	ھکذا فی المضمرات
۳۲	السقط الذی لم تتم اعضاؤہ لا یصلی علیہ باتفاق الروایۃ والمختار ان یغسل ویدفن ملفوفا فی خرقۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۳	ولو وجد اکثر البدن او نصفہ مع الرأس یغسل ویکفن ویصلی علیہ	کذا فی المضمرات
۳۴	واذا صلی علی الاکثر لم یصل علی الباقی اذا وجد	کذا فی الایضاح
۳۵	وان وجد نصفہ من غیر الرأس او وجد نصفہ مشقوقا طولا فانہ لا یغسل ولا یصلی علیہ ویلف فی خرقۃ ویدفن فیھا	کذا فی المضمرات
۳۶	ومن لا یدری انہ مسلم او کافر فان کان علیہ سیما المسلمین او فی بقاع دار الاسلام یغسل والا فلا	کذا فی معراج الدرایۃ
۳۷	موتی المسلمین اذا اختلطوا بموتی الکفار او قتلی المسلمین بقتلی الکفار ان کان للمسلمین علامۃ یعرفون بھا یمیز بینھم وعلامۃ المسلمین الختان والخضاب ولبس السواد فیصلی علیھم وان لم تکن علامۃ ان کانت الغلبۃ للمسلمین یصلی علی الکل وینوی بالصلوۃ الدعاء للمسلمین ویدفنون فی مقابر المسلمین وان کانت الغلبۃ للمشرکین فانہ لا یصلی علی الکل ولکن	

سلہ اور ایسا بچہ اگر غسل دینے کے بعد قلیل پانی میں پڑ جائے تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱۵ ملاحظہ ہو (مترجم) سلہ۲ درمختار میں ہے کہ اگر بچہ کا اکثر حصہ نکلنے کے بعد اس سے ایسی چیز پائی جائے جو اس کے زندہ ہونے کی علامت ہو اور رد المحتار میں ہے کہ زندگی کی

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب - جنازہ کے احکام　　دوسری فصل میت کے غسل کا بیان	حوالہ
۲۲۲-۲۸	جس بچہ میں پیدائش کے بعد استہلال (یعنی بچہ کا رونا یا اس میں زندگی کی علامت کا ہونا) پایا جائے تو اس کا نام رکھا جائے اور اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے۔	ہدایہ
۲۹	اور جس بچہ میں پیدائش کے بعد استہلال (یعنی اس کا رونا یا اس میں زندگی کی علامت کا ہونا) نہ پایا جائے تو اسے کپڑے میں لپیٹا جائے اور اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور ظاہر روایت کے علاوہ روایت میں ہے کہ اسے غسل دیا جائے [۱] اور یہی حکم مختار ہے۔	ہدایہ
۳۰	اور استہلال (یعنی زندگی کی علامت) سے مراد یہ ہے کہ بچہ کی آواز یا اس کی حرکت میں سے کوئی ایسی چیز پائی جائے جس سے اس کا زندگی پانا معلوم ہو سکے [۲]	مضمرات
۳۱	اور اگر دائی یا بچہ کی ماں نے بچہ کی زندگی کی علامت پائے جانے کی گواہی دی تو اس بچہ پر نماز جنازہ جائز ہونے کے متعلق ان کا قول قبول ہوگا۔	مضمرات
۳۲	اگر ایسا (مردہ) حمل گر جائے کہ اس کے اعضا پورے نہیں بنے تھے تو باتفاق روایات اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ اور مختار حکم یہ ہے کہ اسے غسل دیا جائے اور اسے کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔	قاضیخان
۳۳	اگر کسی میت کے بدن کا اکثر حصہ یا اس کا نصف بدن مع سر ملے تو اسے غسل دیا جائے کفن پہنایا جائے اور اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے۔	مضمرات
۳۴	جب کسی میت کے بدن کے اکثر حصہ پر نماز جنازہ پڑھ دی گئی تو اس کے بعد اگر باقی حصہ مل گیا تو اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔	ایضاح
۳۵	اگر میت کا نصف بدن سر کے بغیر ملے یا اس کا نصف بدن لمبائی میں چرا ہوا ملے تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) اسے غسل نہ دیا جائے اور نہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے اور اسے کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔	مضمرات
۳۶	جس کے متعلق یہ معلوم نہ ہو کہ وہ مسلمان کی میت ہے یا کافر کی میت ہے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر مسلمان ہونے کی کوئی علامت ہو یا وہ مسلمانوں کی حکومت کے علاقہ میں پایا جائے تو اسے غسل دیا جائے گا ورنہ نہیں۔	معراج درایہ
۳۷	اگر مسلمان میتیں کافر میتوں کے ساتھ یا مسلمانوں کے مقتول کافروں کے مقتولوں کے ساتھ گڈمڈ ہو جائیں تو (دیکھا جائیگا) (ا) اگر مسلمانوں کی کوئی ایسی علامت موجود ہو جس سے وہ پہچانے جاتے ہوں اور ان کا امتیاز کیا جاتا ہو تو ان پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور مسلمانوں کی علامت میں یہ چیزیں شامل ہیں کہ وہ ختنہ شدہ ہوں (یا مثلاً) خضاب لگا ہو یا سیاہ کپڑے ہوں [۳] (ب) اگر مسلمانوں کی کوئی ایسی علامت نہ ہو تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) [۱] اگر ان میں مسلمان میتوں کی تعداد زیادہ ہو تو سب پر نماز جنازہ	

[۱] علامت یہ ہے کہ بچہ روئے یا کسی عضو یا آنکھ کو حرکت دے محض سکڑنا ہاتھ پھیلانا یا سمیٹنا معتبر نہیں۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۱ ص ۸۲۹ نیز اس کے متعلق حکم نمبر ۲/۲۲۵ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] یہ دور عباسیہ کی رسم کے موافق علامت کا ذکر ہے۔ ماخوذ از اردو حاشیہ فتاوی ہذا از سید امیر علیؒ اور رد المحتار میں ہے کہ ہمارے زمانہ میں سیاہ کپڑے پہننا مسلمانوں کیلئے بطور علا[illegible] نہیں رہا ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۸۰۵ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز الفصل الثانی فی الغسل	حوالہ
۲۲۲-	یغسلون ویکفنون ولکن لا علی وجہ غسل موتی المسلمین وتکفینھم ویدفنون فی مقابر المشرکین وان کانا سواء فلا یصلی علیھم ایضا واختلف المشائخ فی دفنھم قال بعضھم فی مقابر المشرکین وقال بعضھم فی مقابر المسلمین وقال بعضھم یتخذ لھم مقبرۃ علحدۃ	کذا فی المضمرات
۳۸	وان سبی صبی مع احد ابویہ اوبعدہ ثم مات لا یغسل حتی یقر بالاسلام وھو یعقل اویسلم احدھما وفی الاجداد اختلاف وان سبی وحدہ غسل وصلی علیہ	کذا فی الزاھدی
۳۹	ولومات الرجل فی السفینۃ یغسل ویکفن ؔویصلی علیہ ویثقل ویرمی فی البحر	کذا فی المضمرات کذا فی معراج الدرایۃ
۴۰	ومن قتل لبغی وقطع طریق لا یغسلان ولا یصلی علیھما وقیل ھذا اذا قتلا فی حالۃ المحاربۃ قبل ان تضع الحرب اوزارھا اما اذا قتلا بعد ثبوت ید الامام علیھما فانھما یغسلان ویصلی علیھما وھذا احسن اخذ بہ الکبار من المشائخ ؒ	کذا فی محیط السرخسی
۴۱	ومن یقتل الناس خنقا لا یغسل ولا یصلی علیہ	کذا فی محیط السرخسی

ؔ جیسا کہ حکم نمبر ۷/۲۲۵ میں ہے (مترجم) ۲ؔ باغی وہ لوگ ہیں جو ناحق طور پر مسلمان حاکم کی اطاعت سے نکل جائیں۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص۸۱۴ (مترجم) ۳ؔ اس کے متعلق حکم نمبر ۴۱ تا ۴۳/۲۲۲، ۸، ۵/۲۲۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب - جنازہ کے احکام — دوسری فصل میت کے غسل کا بیان	حوالہ
۲۲۲-	پڑھی جائے گی اور اس نماز جنازہ میں مسلمانوں کے لئے دعا کی نیت کیجائیگی اور انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا اور[۲] اگر ان میں مشرکوں کی تعداد زیادہ ہو تو ان سب پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے گی لیکن غسل دیا جائے گا اور کفن پہنایا جائے گا البتہ انہیں غسل دینا اور کفن پہنانا، مسلمانوں مُردوں کی طرح نہ ہوگا اور انہیں مشرکوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا[۳] اور اگر مسلمان میتوں اور کافر میتوں کی تعداد برابر ہو تو اس صورت میں بھی ان سب پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائیگی اور ان کے دفن کرنے کے متعلق مشائخ رح کا اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ انہیں مشرکوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے اور بعض کا قول یہ ہے کہ انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے اور بعض کا قول یہ ہے کہ ان کے لئے علیحدہ قبرستان بنا دیا جائے۔	مضمرات
۳۸	(ا) اور[۱] اگر کافروں کا کوئی بچہ اپنے والدین کے ساتھ یا ان کے بعد قید ہو کر آئے پھر مرجائے تو اسے غسل نہ دیا جائے[۲] لیکن اگر وہ سمجھ دار ہوا اور اس نے اسلام کا اقرار کیا ہو یا اس کے ماں باپ میں سے کوئی ایک مسلمان ہو گیا ہو تو پھر اس بچہ کی میت کو غسل دیا جائے گا اور[۳] دادا دادی کے مسلمان ہونے کی صورت میں اس بچہ کی میت کو غسل دینے کے حکم میں اختلاف ہے۔ (ب) اور اگر مذکورہ صورت میں وہ بچہ اکیلا قید ہو کر آئے (اور پھر مرجائے) تو اسے غسل دیا جائے گا اور اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی[۱]	زاہدی
۳۹	(ا) اگر کوئی شخص کشتی میں وفات پا جائے تو اسے غسل دیا جائے اور اسے کفن ڈالا جائے۔ (ب) اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے اور (اگر دفن میسر نہ ہو) تو کچھ بوجھ باندھ کر اسے سمندر میں ڈال دیا جائے۔	مضمرات معراج الدرایہ
۴۰	جو مسلمان شخص مسلمانوں کی حکومت سے ناحق باغی ہونے[۲] یا لوٹ مار کرنے کی وجہ سے قتل کیا گیا تو (ا) انہیں نہ غسل دیا جائے اور نہ ان پر نماز جنازہ پڑھی جائے (ب) اور بعض کا قول یہ ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب وہ لڑائی ختم ہونے سے پہلے لڑائی کے دوران قتل کئے جائیں مگر جب وہ مسلمانوں کے حاکم کے غلبہ حاصل کرنے کے بعد قتل کئے جائیں تو انہیں غسل دیا جائے گا اور ان پر نماز پڑھی جائے گی اور یہ حکم اچھا ہے اور مشائخ رح میں سے بڑوں نے اسی حکم کو اختیار کیا ہے[۳]	محیط سرخسی
۴۱	جو شخص لوگوں کو گلا گھونٹ کر مارا کرتا ہو (وہ مرجائے) تو اسے نہ غسل دیا جائے اور نہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے[۴]	محیط سرخسی

[۴] یعنی جس نے گلا گھونٹ کر مارنے کا جرم ایک سے زیادہ بار کیا ہو، ایک بار ایسا جرم کرنے والا وزنی چیز کے ذریعے قتل کرنے والے قاتل کی طرح ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۱ ص ۸۱۷ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الثانی فی الغسل	حوالہ
۲۲۲- ۴۲	ومشائخنا جعلوا حکم المقتولین بالعصبیۃ حکم اھل البغی علی ھذا التفصیل	کذا فی محیط السرخسی
۴۳	والمکابرون فی المصر بالسلاح باللیل بمنزلۃ قطاع الطریق	کذا فی الذخیرۃ
۴۴	وینبغی ان یکون غاسل المیت علی الطھارۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۵	ولو کان الغاسل جنبا او حائضا او کافرا جاز ویکرہ	کذا فی معراج الدرایۃ
۴۶	ولو کان محدثا لا یکرہ اتفاقا	ھکذا فی القنیۃ
۴۷	ویستحب للغاسل ان یکون اقرب الناس الی المیت فان لم یعلم الغسل فاھل الامانۃ والورع	کذا فی الزاھدی
۴۸	یستحب ان یکون الغاسل ثقۃ یستوفی الغسل	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۴۹	ویکتم مایری من قبیح ویظھر مایری من جمیل فان رأی مایعجبہ من تھلل وجھہ وطیب رائحتہ واشباہ ذلک یستحب لہ ان یحدث بہ الناس	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۵۰	وان رأی مایکرہ من اسوداد وجھہ ونتن رائحتہ وانقلاب صورتہ وتغیر اعضاءہ وغیر ذلک لم یجز لہ ان یحدث بہ احدا	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
	فان کان المیت مبتدعا مظھرا البدعۃ ورای الغاسل منہ ما یکرہ فلا بأس بان یحدث بہ الناس لیکون زجرا لھم عن البدعۃ	کذا فی السراج الوھاج
۵۱	ویستحب ان یکون بقرب الغاسل مجمرۃ فیھا بخور لئلا یظھر من المیت رائحۃ کریھۃ فتضعف نفس الغاسل ومن یعینہ	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۵۲	والافضل ان یغسل المیت مجانا	ھکذا فی الظھیریۃ
۵۳	وان ابتغی الغاسل الاجر فان کان ھناک غیرہ یجوز اخذ الاجر والا لم یجز	ھکذا فی الظھیریۃ

[1] عصبیۃ یعنی محض دھڑے بندی کی وجہ سے ظلم میں قوم کی مدد کرنا۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۸۰۸ (مترجم)۔ اور رد المحتار میں ہے کہ عصبی وہ شخص ہے جو اپنی قوم کے ظلم کی مدد کرتا ہے نیز لکھا ہے کہ باغی سے اپنا دفاع کرنے والا مارا جائے تو وہ شہید ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۸۱۴، ۸۱۵ نیز باغیوں کے متعلق حکم نمبر ۴۰/۲۲۲، ۵/۲۲۵ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] مذکورہ تفصیل حکم نمبر ۴۰/۲۲۰ میں ملاحظہ ہو (مترجم) [3] رد المحتار میں ہے کہ مکابرہ وہ لوگ ہیں جو شہر میں کسی جگہ ٹھہر کر معصوم

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب ۔جنازہ کے احکام دوسری فصل۔میت کے غسل کا بیان	حوالہ
۲۲۲-۴۲	اور ہمارے مشائخؒ نے عصبیت ۱ میں آکر قتل ہونے والوں کو باغیوں کے حکم میں بتفصیل مذکور شمار کیا ہے ۲	محیط سرخسی
۴۳	(غسل اور جنازہ کے حکم میں) مکابر ۳ یعنی وہ بدمعاش لوگ جو رات کے وقت ہتھیار لیکر غارت گری کریں وہ لٹیروں کے حکم میں ہیں ۴	ذخیرہ
۴۴	میت کو غسل دینے والا شخص باوضو ہونا چاہیئے ۵	قاضیخان
۴۵	اگر میت کو غسل دینے والا جنبی ہو یا حائض ہو یا کافر ہو تو جائز ہے البتہ مکروہ ہے	معراج درایہ
۴۶	اگر میت کو غسل دینے والا بے وضو ہو تو بالاتفاق مکروہ نہیں ہے ۶	قنیہ
۴۷	مستحب یہ ہے کہ (ا) میت کو غسل دینے والا میت کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہو۔	
	(ب) اور اگر وہ غسل دینا نہ جانتا ہو تو پھر امین اور پرہیزگار آدمی غسل دے ۔	زاہدی
۴۸	یہ مستحب ہے کہ میت کو غسل دینے والا آدمی معتمد ہو جو اچھی طرح غسل دے ۔	جوہرہ نیرہ
۴۹	اور وہ شخص ایسا ہو کہ میت میں کوئی برائی دیکھے تو اسے پوشیدہ رکھے اور اگر اس میں کوئی اچھائی دیکھے تو اسے ظاہر کرے ۔پس اگر غسل دینے والے نے میت کی کوئی ایسی بات دیکھی جو اسے پسند ہو مثلاً میت کے چہرے کی نورانیت یا اس سے خوشبو آنا یا اس کی مانند کوئی چیز دیکھے تو اسکے لئے مستحب ہے کہ وہ لوگوں سے بیان کردے	جوہرہ نیرہ
۵۰	(ا) اور اگر غسل دینے والا میت میں کوئی ایسی چیز دیکھے جو اسے بری لگے مثلاً میت کا چہرہ سیاہ ہونا یا اس سے بدبو آنا یا اس کی صورت بدل جانا یا اس کے اعضا متغیر ہو جانا یا اس کی مانند کوئی چیز دیکھے تو اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی سے بیان کرے ۔	جوہرہ نیرہ
	(ب) اور اگر میت بدعتی ہو اور بدعت کا ارتکاب اعلانیہ کرتا ہو اور اسے غسل دینے والے نے اس میں کوئی برائی دیکھی تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں کہ غسل دینے والا (بدعتی کی اس بات کو) لوگوں سے بیان کرے تاکہ وہ بات (زندہ) لوگوں کے لئے بدعت سے ڈانٹ ہو ۷	سراج وہاج
۵۱	یہ مستحب ہے کہ غسل دینے والے کے قریب دھونی والی انگیٹھی ہو جس میں خوشبودار دھونی ہو تاکہ میت سے کسی بدبو کے ظاہر ہونے کی بنا پر غسل دینے والا اور اس کا مددگار سست نہ ہو جائے ۔	جوہرہ نیرہ
۵۲	افضل یہ ہے کہ میت کو غسل دینے والا بغیر اجرت کے غسل دے ۔	ظہیریہ
۵۳	اور اگر غسل دینے والا اجرت مانگے تو (حکم یہ ہے کہ) اگر وہاں اس کے سوا کوئی اور شخص بھی غسل دینے والا موجود ہو تو اسے اجرت لینا جائز ہے ورنہ جائز نہیں ۔	ظہیریہ

۱ لوگوں کے درپے ہوں ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۸۱۵ (مترجم) ۲ اس کے متعلق حکم نمبر ۴۰ تا ۴۲ / ۲۲۲ ، ۵ ، ۸ / ۲۲۵ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ حکم نمبر ۴۶ / ۲۲۲ ، ۱ / ۲۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶ البتہ حکم نمبر ۴۴ / ۲۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۷ اس میں اشارہ ہے کہ بیان کرنے کا مقصد بدگوئی نہ ہو بلکہ نیت یہ ہو کہ زندہ لوگ اپنے دین کو بدعت سے محفوظ رکھیں ماخوذ از اردو حاشیہ فتاوی ہذا از سید امیر علیؒ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز الفصل الثانی فی الغسل	حوالہ
۲۲۲- ۵۴	ویغسل الرجال الرجال والنساء النساء ولا یغسل احدهما الاخر فان کان المیت صغیرا لا یشتهی جاز ان یغسله النساء وکذا اذا کانت صغیرة لا تشتهی جاز للرجال غسلها والمجبوب والخصی فی ذلک کالفحل ویجوز للمرأة ان تغسل زوجها اذا لم یحدث بعد موته ما یوجب البینونة من تقبیل ابن زوجها او ابیه وان حدث ذلک بعد موته لم یجز لها غسله	کذا فی السراج الوهاج
۵۵	واما هو فلا یغسلها عندنا	کذا فی السراج الوهاج
۵۶	ولو طلقها رجعیا ثم مات عنها وهی معتدة تغسله	کذا فی محیط السرخسی
	فان مات فی آخر عدتها قبل الانقضاء ثم انقضت بعد الوفاة للمرأة ان تغسله۔	کذا فی شرح الطحاوی
	والاصل فیه ان کل من یحل له وطؤها لو کان حیا بالنکاح یحل لها ان تغسله والا فلا	کذا فی التتارخانیة ناقلا عن العتابیة
۵۷	والیهودیة والنصرانیة کالمسلمة فی غسل زوجها لکنه اقبح	کذا فی الزاهدی
۵۸	اذا کان للمرأة محرم تیممها بالید اما الاجنبی فبخرقة علی یده ویغض بصره عن ذراعیها وکذا الرجل فی امرأته الا فی غض البصر ولا فرق بین الشابة والعجوز	کذا فی فتاوی قاضیخان

لہ رد المحتار میں ہے کہ عورت کیلئے خاوند کو غسل دینے کی اجازت نکاح کی وجہ سے ہے اور خاوند کی وفات کے بعد عدت گزرنے تک

حوالہ	اکیسواں باب - جنازہ کے احکام — دوسری فصل۔ میت کے غسل کا بیان	دفعات دستی نمبر
	(الف) مرد مردوں کی میتوں کو اور عورتیں عورتوں کی میتوں کو غسل دیں اور مرد عورتوں کو اور عورتیں مردوں کو غسل نہ دیں۔	۲۲۲-۵۴
	(ب) اگر میت اتنا چھوٹا لڑکا ہو کہ اسے خواہش (شہوت) نہ ہوتی ہو تو عورتوں کیلئے اسے غسل دینا جائز ہے	
	(ج) اسی طرح اگر میت اتنی چھوٹی لڑکی ہو کہ جسکو خواہش نہ ہوتی ہو تو مردوں کے لئے اسے غسل دینا جائز ہے۔	
	(د) اور (میت کو غسل دینے کے جواز میں) وہ شخص جس کا عضو تناسل کٹا ہوا ہو اور خصی ہو مرد کے حکم میں ہے	
سراج وہاج	(ر) عورت کیلئے جائز ہے کہ وہ اپنے خاوند کو غسل دے [1] بشرطیکہ خاوند کے مرنے کے بعد اسکی عورت نے کوئی ایسی حرکت نہ کی ہو جس سے نکاح ٹوٹ جاتا ہو مثلاً اپنے خاوند کے بیٹے یا اپنے خاوند کے باپ کو شہوت سے بوسہ دینا اور اگر خاوند کے مرنے کے بعد (اس کی عورت سے) مذکور امر واقع ہو گیا تو اس عورت کو جائز نہیں کہ وہ خاوند کو غسل دے	
سراج وہاج	ہمارے ہاں مرد اپنی عورت کو غسل نہ دے [2]	۵۵
محیط سرخسی	(الف) اگر کسی مرد نے اپنی عورت کو طلاق رجعی دی۔ پھر وہ مرد وفات پا گیا اور وہ عورت ابھی عدت میں ہے تو وہ عورت اس مرد کو غسل دے سکتی ہے۔	۵۶
شرح طحاوی	(ب) اگر (مذکورہ صورت میں) وہ مرد اس عورت کی عدت تمام ہونے سے پہلے اسکی عدت کے آخری حصے میں وفات پا گیا پھر اس عورت کی عدت اس مرد کی وفات کے بعد پوری ہو گئی تو وہ عورت اس مرد کو غسل دے سکتی ہے۔*	
تتارخانیہ	(ج) اور اس (مذکورہ حکم) میں اصول یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو ایسا ہو کہ اس کے زندہ ہونے کی صورت میں اس عورت کے ساتھ نکاح کی وجہ سے مجامعت کرنا جائز ہو تو وہ عورت (اس مرد کی وفات کی صورت میں) اس مرد کو غسل دے سکتی ہے۔ ورنہ نہیں۔	
زاہدی	(مسلمان مرد کی) یہودیہ یا نصرانیہ (بیوی) کیلئے ایسا ہی حکم ہے جیسا کہ مسلمان عورت کے لئے اپنے (متوفی) شوہر کو غسل دینے کے لئے ہے۔ لیکن ایسا کرنا زیادہ قبیح ہے۔	۵۷
	(الف) (عورت میت کو غسل دینے کے لئے عورت نہ ہونے [3] کی صورت میں) اگر عورت میت کا محرم موجود ہو تو وہ اسے ہاتھ سے تیمم کرا دے	۵۸
	(ب) اور اگر (محرم نہ ہو) تو اجنبی (یعنی غیر محرم) اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر اسے تیمم کراوے اور اس عورت کی کلائیوں پر نظر ڈالنے سے نگاہ روک لے۔	
	(ج) اسی طرح اگر (عورت میت کو غسل دینے کے لئے عورت نہ ہو اور) مرد اپنی بیوی کو تیمم کرائے تو یہی حکم ہے مگر نگاہ روکنے کا حکم نہیں ہے۔	
قاضیخان	(د) اور اس (مذکورہ) حکم میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ عورت جوان ہو یا بوڑھی ہو۔	

[1] ... نکاح کے احکام باقی رہتے ہیں مگر عورت کی وفات کی صورت میں یہ حکم نہیں ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۸۰۳ (مترجم)

[2] اور حکم نمبر ۲۲، ۲۳، ۲۴ / ۲۲۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] جیسا کہ البحر الرائق ج ۲ ص ۱۸۴ میں ہے (مترجم) * کیونکہ اگر طلاق رجعی کی عدت میں عدت جو ناجتنا ہو جائے تو اس کی عدت وفات کی عدت ہوگی۔ ماخوذ از طحطاوی علی الدر المختار ج ۱ ص ۱۱۶ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الثانی فی الغسل	حوالہ
۲۲۲ ۵۹	ولو ماتت ام ولده اومدبرته اومكاتبته اوجاريته لا يغسلها المولى وكذا على العكس	كذا فى معراج الدراية
۶۰	ولو مات رجل بين النساء تيممه ذات رحم محرم منه اوزوجته اوامته بغير ثوب وغيرها بثوب	كذا فى معراج الدراية
۶۱	ولو مات الرجل فى السفر ومعه نساء ورجل كافر فانهن يعلمنه الغسل ويخلين بينه حتى يغسله وان لم يكن معهن رجل وكانت صبية صغيرة لا تشتهى واطاقت ان تغسله علمنها الغسل ويخلين بينها حتى تغسله	هكذا فى المضمرات
۶۲	وان ماتت المرأة فى السفر ومعها امرأة كافرة اوصبى لم يبلغ حد الشهوة فانه يفعل بها كما ذكرنا فى حق الرجال	هكذا فى المضمرات
۶۳	والخنثى المشكل المراهق لا يغسل رجلا ولا امرأة ولم يغسله رجل ولا امرأة وييمم وراء ثوب	كذا فى الزاهدى
۶۴	وان مات الكافر وله ولى مسلم يغسله ويكفنه ويدفنه ولكن يغسل غسل الثوب النجس ويلف فى خرقة ويحفر حفيرة من غير مراعاة سنة التكفين واللحد ولا يوضع فيه بل يلقى	كذا فى الهداية
۶۵	وينبغى ان لا يمكن الاب الكافر من القيام بغسل ابنه المسلم اذا مات بل يفعله المسلمون	هكذا فى النهاية فى فصل الصلوة على الميت
۶۶	واذا مات الرجل فى السفر وليس هناك ماء طاهر تيمم ويصلى عليه	هكذا فى المحيط
۶۷	رجل مات ولم يجدوا ماء فيمموه وصلوا عليه ثم وجدوا ماء غسل وصلى عليه ثانيا فى قول ابى يوسف رح	كذا فى فتاوى قاضيخان

؎ اسلئے کہ ملک نکاح تو ہے نہیں۔ اور ملک یمین موت کے بعد ختم ہے اور مکاتبہ تو پہلے ہی یداً آزاد ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ا صـ۸۰۴ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب ۔ جنازہ کے احکام — دوسری فصل میت کے غسل کا بیان	حوالہ
۲۲۲ - ۵۹	(ر) اگر کسی کی ام ولد یا مدبرہ یا مکاتبہ یا باندی وفات پا جائے تو آقا اسے غسل نہ دے ۔ [۱] (ب) اور اسی طرح وہ بھی (آقا کے وفات پا جانے کی صورت میں) اسے غسل نہ دیں ۔ [۲]	معراج الدرایہ
۶۰	(ر) اگر کوئی شخص عورتوں میں وفات پا جائے تو اس کی ذی رحم محرم عورت یا بیوی[۳] یا باندی (اپنے ہاتھ پر) کپڑا لپیٹے بغیر اس کو تیمم کرا دے (ب) اور اگر مذکورہ کے علاوہ عورت ہو تو وہ (ہاتھ پر) کپڑا لپیٹ کر تیمم کرائے ۔	معراج الدرایہ
۶۱	(ر) اگر کوئی شخص سفر میں وفات پا جائے اور اس کے ساتھ عورتیں ہوں اور کافر مرد ہو تو وہ عورتیں اس کافر مرد کو میت کے غسل کا طریقہ سکھائیں اور اس کافر کو میت کے پاس تنہائی میں چھوڑ دیں تاکہ وہ اسے غسل دے (ب) اور اگر ان عورتوں کے ساتھ کوئی مرد نہ ہو اور ایک چھوٹی لڑکی ہو جس کو خواہش نہ ہوتی ہو اور وہ میت کو غسل دینے کی طاقت رکھتی ہو تو وہ عورتیں اس لڑکی کو میت کے غسل کا طریقہ سکھائیں اور اس لڑکی کو میت کے پاس تنہائی میں چھوڑ دیں تاکہ وہ غسل دے ۔	مضمرات
۶۲	اگر کوئی عورت سفر میں وفات پا جائے اور اس کے ساتھ کافرہ عورت ہو یا ایسا لڑکا ہو جو ابھی شہوت کی حد تک نہ پہنچا ہو تو وہ وہی عمل کرے جو ہم نے مرد میت کی صورت میں (۶۱/۲۲۲ میں) ذکر کیا ہے ۔	مضمرات
۶۳	(ر) خنثیٰ مشکل قریب البلوغ لڑکا نہ مرد میت کو غسل دے اور نہ عورت میت کو غسل دے ۔ (ب) اور (ان کی وفات کی صورت میں) نہ اسے مرد غسل دے اور نہ عورت غسل دے بلکہ ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر اسے تیمم کرا دیا جائے ۔	زاہدی
۶۴	جب کافر مر جائے اور اس کا ولی (قریبی وارث) مسلمان ہو تو وہ اسے غسل دے ۔ کفن پہنائے اور دفن کرے لیکن غسل اس طرح دے جیسے ناپاک کپڑے کو دھوتے ہیں اسے کپڑے میں لپیٹا جائے اور گڑھا کھودا جائے اور کفن اور قبر میں سنت طریقے کی رعایت نہ کرے اور اسے قبر میں رکھا نہ جائے بلکہ وہ قبر میں ڈالا جائے ۔	ہدایہ
۶۵	اگر کافر باپ کا مسلمان بیٹا وفات پا جائے تو کافر باپ کو اسے غسل دینے کا موقع نہ دینا چاہیئے بلکہ اس کام کو مسلمان لوگ کریں ۔	نہایہ
۶۶	اگر کوئی شخص سفر میں وفات پا جائے اور وہاں (اس کے غسل کے لئے) پانی نہ ہو تو اس میت کو تیمم کرایا جائے اور اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے ۔	محیط
۶۷	کوئی شخص وفات پا گیا لوگوں کو اس کے غسل کے لئے پانی نہ ملا تو انہوں نے اسے تیمم کرایا اور اس پر نماز جنازہ پڑھی پھر انہوں نے پانی پا لیا تو امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب اسے غسل دیا جائے اور اس پر نماز جنازہ دوبارہ پڑھی جائے ۔	قاضیخان

[۲] اسلئے کہ ملک باقی نہیں رہی ۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۸۰۴ (مترجم) [۳] بیوی تیمم کرا دے ۔ غالباً یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز الفصل الثالث فی التکفین	حوالہ
	الفصل الثالث فی التکفین	
	دفعات ۲۲۳ تا ۲۲۳ عنوانات ۱ تعداد شق ۳۳	
	تعداد شق ۳۳	
۲۲۳	**التکفین**	
۱	وهو فرض على الكفاية	كذا في فتح القدير
۲	كفن الرجل سنة ازار و قميص و لفافة	
	وكفاية ازار ولفافة	
	وضرورة ما وجد	هكذا في الكنز
۳	والازار من القرن الى القدم واللفافة كذلك والقميص من اصل العنق الى القدم	كذا في الهداية
۴	بلا جيب و دخريص وكمين	كذا في الكافي
۵	وليس في الكفن عمامة في ظاهر الرواية وفي الفتاوى استحسنه المتأخرون	
	لمن كان عالما ويجعل ذنبها على وجهه بخلاف حال الحياة	كذا في الجوهرة النيرة
۶	وكفن المرأة سنة درع وازار وخمار ولفافة وخرقة يربط بها ثدياها	
	وكفاية ازار ولفافة وخمار	هكذا في الكنز
۷	وعرض الخرقة ما بين الثدي الى السرة	هكذا في العيني شرح الكنز والتبيين
	والاولى ان تكون الخرقة من الثديين الى الفخذ	كذا في الجوهرة النيرة
۸	ويكره الاقتصار على ثوبين لها	
	وكذا للرجل على ثوب واحد الا للضرورة	كذا في العيني شرح الكنز
۹	والصبي المراهق في الكفن كالبالغ والمراهقة كالبالغة	كذا في التبيين
۱۰	وادنى ما يكفن به الصبي الصغير ثوب واحد	
	والصبية ثوبان	كذا في التبيين
۱۱	والخنثى يكفن كما تكفن المرأة احتياطا	
	ويجنب الحرير والمعصفر والمزعفر	كذا في الجوهرة النيرة

۱ حکم نمبر ۵/۲۲۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ حکم نمبر ۲-ج/۲۲۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب ۔ جنازہ کے احکام — تیسری فصل کفن پہنانے کا بیان	حوالہ

تیسری فصل کفن پہنانے کا بیان

دفعات ۲۲۳ تا ۲۲۳ عنوان ۱ تعداد شق ۳۳

۲۲۳ ۔ کفن پہنانا

اور اس میں ۳۳ شقیں ہیں

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	میت کو کفن پہنانا فرض کفایہ ہے	فتح قدیر
۲	مرد کے لئے (ا) مسنون کفن تہ بند قمیص اور اوپر لپیٹنے کی چادر ہے۔	
	(ب) اور بقدر کفایت جائز کفن تہ بند اور لپیٹنے کی چادر ہے۔	
	(ج) اور بوقت ضرورت جو میسر ہو وہی کفن ضرورت ہے ۱	کنز
۳	تہ بند سر سے پاؤں تک ہو اور لپیٹنے کی چادر بھی اسی طرح ہو اور قمیص گردن سے پاؤں تک ہو	ہدایہ کافی
۴	کفن کی قمیص جیب ۔ گریبان اور آستینوں کے بغیر ہوتی ہے۔	
۵	(ا) ظاہر روایت کے بموجب کفن میں عمامہ نہیں ہے (ب) اور فتاوی میں ہے کہ متاخرین فقہا رح نے عالم دین کے لئے عمامہ کو مستحسن قرار دیا ہے اور پگڑی کا شملہ زندگی کی حالت کے برعکس اس کے چہرے پر ڈال دیا جائے۔	جوہرہ نیرہ
۶	عورت کے لئے (ا) مسنون کفن ۔ قمیص ۔ تہ بند ۔ اوڑھنی لپیٹنے کی چادر اور سینہ بند ہے۔	
	(ب) بطور کفایت جائز کفن تہ بند لپیٹنے کی چادر اور اوڑھنی ہے۔	کنز
۷	(ا) سینہ بند چھاتیوں سے ناف تک ہونا چاہیئے۔	عینی ۔ تبیین
	(ب) اور اولی یہ ہے کہ سینہ بند چھاتیوں سے رانوں تک ہو	جوہرہ نیرہ
۸	(ا) یہ مکروہ ہے کہ عورت کو صرف دو کپڑوں میں کفن دیا جائے اور مرد کو صرف ایک کپڑے میں کفن دیا جائے۔ (ب) مگر ضرورت کے وقت ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے ۲	عینی
۹	کفن کے احکام میں (ا) قریب البلوغ لڑکے کا حکم بالغ مرد کی طرح ہے۔	
	(ب) اور قریب البلوغ لڑکی کا حکم بالغ عورت کی طرح ہے۔	تبیین
۱۰	(ا) چھوٹے لڑکے کا کم از کم کفن ایک کپڑا ہے۔	
	(ب) اور چھوٹی لڑکی کا کم از کم کفن دو کپڑے ہے	تبیین
۱۱	(ا) خنثیٰ (ہیجڑے) کو احتیاطاً وہی کفن پہنایا جائے جو عورت کو پہنایا جاتا ہے ۳	
	(ب) البتہ اس کے کفن میں ریشمی ۔ کسمی (زرد رنگ کے کپڑے) اور زعفرانی رنگ کے کپڑے سے پرہیز کیا جائے۔	جوہرہ نیرہ

۳ پس اسے احتیاطاً عورت کے کفن کی طرح پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائیگا ۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۸۰۹ ۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز الفصل الثالث فی التکفین	حوالہ
۲۲۳-۱۲	ویکفن بکفن مثلہ وھو ان ینظر الی مثل ثیابہ فی الحیاۃ لخروج العیدین	
	وفی المرأۃ ینظر الی ماتلبس اذا خرجت الی زیارۃ ابویھا	کذا فی الزاھدی
۱۳	ولا بأس بالبرود والکتان والقصب[١]	
	وفی حق النساء بالحریر والابریسم والمعصفر والمزعفر ویکرہ للرجال ذلک	
	واحب الاکفان الثیاب الابیض[٢]	ھکذا فی النھایۃ
۱۴	والخلق والجدید فی التکفین سواء	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۱۵	وکل ما یباح للرجال لبسہ فی حال الحیاۃ یباح تکفینہ بعد الوفاۃ ومالا یباح لہ لبسہ حال الحیاۃ لایباح تکفینہ بعد الوفاۃ	کذا فی شرح الطحاوی
۱۶	وان کان بالمال کثرۃ وبالورثۃ قلۃ فکفن السنۃ اولی وان کان علی العکس فکفن الکفایۃ اولی	کذا فی الظھیریۃ
۱۷	واذا اختلفت الورثۃ فی التکفین فقال بعضھم یکفن فی ثوبین وقال بعضھم فی ثلاثۃ کفن فی ثلاثۃ لانہ المسنون[٣]	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۱۸	وکیفیۃ التکفین ان یبسط للرجل اللفافۃ ثم یبسط علیھا الازار ثم یوضع المیت علی الازار ویقمص ویوضع الحنوط فی رأسہ ولحیتہ وسائر جسدہ[٤]	کذا فی المحیط
۱۹	ولا بأس بسائر الطیب غیر الزعفران والورس فی حق الرجل	کذا فی الایضاح

[١] قولہ والقصب المراد بہ ثیاب ناعمۃ من کتان کما فی القاموس - عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی قصب سے مراد کتان کا باریک اور ملائم کپڑا ہے (مترجم) [٢] رد المحتار میں بحوالہ جامع الفتاوی لکھا ہے کہ مرد کے لئے کتان اور اون کا کفن جائز ہے مگر سوتی کفن اولی ہے اور بحوالہ تاجیہ لکھا ہے کہ اون بال اور چمڑے کا کفن مکروہ ہے۔ اور بحوالہ محیط لکھا ہے کہ سفید کپڑے کا کفن مستحب ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ا صـ ۸۰۹ (مترجم) [٣] مسنون کفن اور بقدر کفایت کفن کے لئے حکم نمبر ٢/٢٢٣ اور ٦/٢٢٣ ملاحظہ ہو (مترجم) [٤] میت کو قمیص پہنانے کے لئے قمیص کا پیچھے والا پرت نیچے رکھ دیں اور آگے والا پرت میت رکھنے کے بعد میت پر ڈالا جائے (مترجم) [٥] میت کے ماتھے پر یا اس کے عمامہ پر یا کفن پر بسم اللہ الرحمن الرحیم یا عہدنامہ وغیرہ کے متعلق فقہ حنفی کے مندرجہ احکام ملاحظہ ہوں۔ درمختار میں ہے کہ امید رکھی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالی اس کی وجہ سے اس کی مغفرت فرمادے اور اس کے متعلق کسی کے خواب کا ذکر بھی درج ہے اور درمختار کی شرح رد المحتار (فتاوی شامیہ) میں لکھا ہے کہ درمختار کی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسا کرنا مستحب ہے یا مباح اور فتاوی بزازیہ میں امام صفار رحمۃ اللہ سے بھی مذکورہ

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب۔ جنازہ کے احکام — تیسری فصل کفن پہنانے کا بیان	حوالہ
۲۲۲ - ۱۲	(و) اور مرد کو اس کے (لباس کی حیثیت کے) مطابق کفن دیا جائے اور اس میں اس کے ان کپڑوں کو مدنظر رکھا جائے جسے وہ اپنی زندگی میں عید کے دن پہن کر نکلا کرتا تھا۔ (ب) اور عورت کے کفن میں اس کے ان کپڑوں کو مدنظر رکھا جائے جسے وہ پہن کر اپنے والدین کی زیارت کے لئے جایا کرتی تھی۔	زاہدی
۱۳	(ا) برد (دھاری دار کپڑے) کتان (السی کے پودے سے تیار شدہ کپڑے) اور قصب کا کفن دینے میں کوئی حرج نہیں (ب) اور عورتوں کے لئے حریر۔ ریشم۔ کسم کے (زرد) رنگ اور زعفران کے رنگ کا کفن دینے میں کوئی حرج نہیں البتہ ایسا کفن مردوں کے لئے مکروہ ہے۔ (ج) کفنوں میں سب سے پسندیدہ کفن یہ ہے کہ کفن کا کپڑا سفید ہو[۲]	نہایہ
۱۴	کفن میں پرانا کپڑا اور نیا کپڑا برابر ہے۔	جوہرہ نیرہ
۱۵	مردوں کے لئے جس کپڑے کا پہننا زندگی میں مباح ہے ان کی وفات پر انہیں اس کا کفن پہنانا بھی جائز ہے۔ اور جس کپڑے کا پہننا انہیں زندگی میں مباح نہیں ان کی وفات کے بعد انہیں اس کا کفن پہنانا بھی مباح نہیں ہے۔	شرح طحاوی
۱۶	اگر (میت کا) مال بہت ہو اور اس کے وارث تھوڑے ہوں تو مسنون کفن دینا اولی ہے اور اگر صورت حال اس کے برعکس ہو تو پھر بقدر کفایت کفن دینا اولی ہے[۳]	
۱۷	اگر کفن دینے کی نوعیت میں وارثوں کا اختلاف ہو بعض کہیں کہ دو کپڑوں میں کفن دیا جائے اور بعض کہیں کہ تین کپڑوں میں کفن دیا جائے تو تین کپڑوں میں کفن دیا جائے اس لئے کہ وہ سنت ہے۔	جوہرہ نیرہ
۱۸	کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مرد کو کفن پہنانے کے لئے پہلے اوپر لپیٹنے کی چادر بچھائی جائے پھر اس پر تہ بند بچھایا جائے پھر اس پر میت رکھا جائے اور اسے قمیص پہنائی جائے[۴] اور اسکے سر۔ داڑھی اور باقی بدن پر خوشبو لگائی جائے[۵]	محیط
۱۹	کفن پہناتے وقت سبھی قسم کی خوشبوئیں لگانے میں کوئی حرج نہیں مگر مردوں کو زعفران اور ورس (رنگدار خوشبو)	

امید رکھنے کا ذکر ہے اور پھر لکھا ہے کہ مذکورہ حکم محل نظر ہے کیونکہ اس کے جواز میں حدیث یا مجتہد کا فتوی چاہیئے۔ بعض نے دور فاروقی میں زکوۃ کے اونٹوں پر حبیس فی سبیل اللہ لکھا ہونے پر قیاس کیا ہے۔ مگر ان اونٹوں پر لکھنا امتیاز کے لئے تھا اور میت کے ماتھے یا کفن پر لکھنا امتیاز کے لئے نہیں تبرک کے لئے ہے پس اس پر قیاس درست نہیں۔ ابن الصلاح ؒ کا فتوی ہے کہ کفن پر سورہ یٰس وغیرہ لکھنا جائز نہیں۔ کیونکہ ایسا کرنے میں اس بے ادبی کا خوف ہے کہ شاید میت کی آلائش لگے۔ جیسا کہ مسجد کی دیواروں اور محرابوں اور بچھونوں پر آیات وغیرہ لکھنے میں اس بے ادبی کا خوف ہے کہ شاید لکھائی گر جائے (بے ادبی سے بچنے کے ان احکام کے متعلق حکم $\frac{۶-۷}{۱۸۲}$ ، $\frac{۵۹}{۲۲۵}$ ملاحظہ ہو) البتہ بعض محشین نے میت کے غسل کے بعد اسے کفن پہنانے سے پہلے اس کے ماتھے پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور اس کے سینہ پر کلمہ طیبہ روشنائی کے بغیر انگشت شہادت سے لکھنا نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۱ ص ۸۴۷ ، ص ۸۴۸ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الثالث فی التکفین	حوالہ
-۲۲۳		
۲۰	ویوضع الکافور علی جبهته وانفه ویدیه رکبتیه وقدمیه ثم یعطف الازار علیه من قبل الیسار ثم من قبل الیمین ثم اللفافة کذلک	کذا فی المحیط
۲۱	وان خیف انتشار الکفن یعقد بشئ	کذا فی محیط السرخسی
۲۲	واما المرأة فتبسط لها اللفافة والازار علی ما بینا للرجل ثم توضع علی الازار وتلبس الدرع ویجعل شعرها ضفیرتین علی صدرها فوق الدرع ثم یجعل الخمار فوق ذلک ثم یعطف الازار واللفافة کما بینا فی الرجل ثم الخرقة بعد ذلک تربط فوق الاکفان فوق الثدیین	کذا فی المحیط
۲۳	وتجمر الاکفان قبل ان یدرج المیت فیها وترا واحدة او ثلاثا او خمسا ولا یزاد علی ذلک	کذا فی العینی شرح الکنز
۲۴	وجمیع ما یجمر فیه المیت ثلاثة مواضع عند خروج روحه لازالة الرائحة الکریهة وعند غسله وعند تکفینه ولا یجمر خلفه	کذا فی التبیین
۲۵	والمحرم وغیر المحرم فی ذلک سواء یطیب ویغطی وجهه ورأسه وتجمر الامة کما تجمر الحرة	هکذا فی المحیط
۲۶	والکفن من ماله ان کان له مال ویقدم علی الدین والوصیة والارث الی قدر السنة مالم یتعلق بعین ماله حق الغیر کالرهن والمبیع قبل القبض والعبد الجانی	هکذا فی التبیین
۲۷	ومن لم یکن له مال فالکفن علی من تجب علیه النفقة الا الزوج فی قول محمد رح وعلی قول ابی یوسف رح یجب الکفن علی الزوج وان ترکت مالا وعلیه الفتوی	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۲۸	ولو مات الزوج ولم یترک مالا وله امرأة موسرة فلیس علیها کفنه بالاجماع	کذا فی المحیط

[1] جیسا کہ رد المحتار میں ہے کہ کفنوں پر سینہ بند باندھ دیں تاکہ کفن منتشر نہ ہو اور بحوالہ جوہرہ لکھا ہے کہ کفنا ،کے اوپر سے مراد یہ بھی ہو سکتی ہے کہ سینہ بند کو قمیض اور تہ بند کے اوپر اور لپیٹے کی چادر کے نیچے باندھ دیں اور یہ حکم ظاہر ہے الخ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ صـ۸۰۹ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب ۔جنازہ کے احکام — تیسری فصل کفن پہنانے کا بیان	حوالہ
-۲۲۳	نہ لگائی جائے ۔	ایضاح
۲۰	(و) میت کے ماتھے ۔ناک ۔ ہاتھوں ۔گھٹنوں اور قدموں پر کافور لگائی جائے ۔ (ب) پھر تہ بند کو اس پر بائیں طرف سے لپیٹیں اور پھر دائیں طرف سے لپیٹیں اور پھر اوپر کی چادر بھی اسی طرح لپیٹیں ۔	محیط
۲۱	اگر میت کا کفن کھل جانے کا اندیشہ ہو تو اسے کسی چیز سے باندھ دیا جائے ۔	محیط سرخسی
۲۲	عورت کو کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس کے لئے اوپر لپیٹنے کی چادر اور ازار بچھائی جائے، جیساکہ ہم نے مرد کے کفن پہنانے کے طریقہ میں بیان کیاہے پھر ازار پر میت رکھا جائے پھر اسے قمیص پہنائی جائے اور اس کے بالوں کی دو زلفیں بناکر اس کے سینے پر قمیص کے اوپر کر دئے جائیں پھر بالوں پر اوڑھنی اوڑھادیں پھر تہ بند کو اور اوپر کی چادر اس طرح لپیٹ دیں جیساکہ ہم نے مرد کے کفن پہنانے کے طریقہ میں بیان کیاہے ۔پھر کفنوں کے اوپر چھاتیوں پر سینہ بند باندھ دیں ؎۱	محیط
۲۳	میت کو کفن پہنانے سے پہلے کفنوں کو طاق مرتبہ خوشبو سے دھونی دے لیں ایک بار یا تین بار یا پانچ بار اور اس سے زیادہ نہ کریں ۔	عینی
۲۴	میت کو دھونی دینے کے کل تین موقع ہیں ؎۲ جب ۱ اس کا روح نکلنے لگے تاکہ ناخوشگوار بو نہ رہے اور ۲ اس کے غسل کے وقت اور ۳ کفن پہناتے وقت اور اس کے بعد دھونی نہ دی جائے ۔	تبیین
۲۵	میت احرام کی حالت میں تھا ؎۳ یا احرام کی حالت میں نہ تھا مذکورہ حکم ایک جیسا ہے ۔خوشبو لگائی جائے اس کا چہرہ اور سر ڈھانکا جائے اور باندی کی میت کو بھی اسی طرح خوشبو کی دھونی دی جائے جس طرح آزاد عورت کی میت کیلئے حکم ہے	محیط
۲۶	(و) اگر میت کا مال ہو تو کفن اس کے مال سے پہنایا جائے ۔ (ب) اور مسنون کفن کو قرض ۔ وصیت ۔ اور وراثت کے احکام پر اولیت دی جائے یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس کے اصل مال سے کسی غیر کا حق متعلق نہ ہو جیساکہ رہن چیز ۔بیچی ہوئی چیز جس پر قبضہ نہ دیا ہو اور غلام جس نے کوئی جنایت (یعنی جرم) کا ارتکاب کیا ہو ۔ (تو پھر مذکورہ اولیت نہیں ہے)	تبیین
۲۷	(و) جس میت کا مال نہ ہو تو اس کا کفن اس پر واجب ہے جس پر میت کا نان نفقہ واجب رہا ہے (ب) مگر امام محمدؒ کے قول کے بموجب خاوند پر بیوی کا کفن واجب نہیں اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے بموجب خاوند کے ذمے بیوی کو کفن پہنانا واجب ہے ۔ خواہ بیوی نے مال چھوڑا ہو اور اسی حکم پر فتویٰ ہے ۔	قاضیخان
۲۸	اگر خاوند وفات پاگیا اور اس نے کچھ مال نہ چھوڑا اور اس کی بیوی موجود ہے جو مالدار ہے تو اس صورت میں، اس کی بیوی کے ذمہ خاوند کو کفن پہنانا بالاجماع واجب نہیں ہے ۔	محیط

؎۲ جیساکہ حکم ۱۲/۲۲۱ ، ۴، ۵/۲۲۲ ، ۲۳/۲۲۳ میں ہے (مترجم) ؎۳ احرام کی حالت یعنی حج یا عمرہ کے لئے احرام کی حالت میں ہو ۔ اس کا بیان حج کی بحث میں ہے (مترجم)

حوالہ	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الرابع فی حمل الجنازۃ	دفعات وشق نمبر
کذا فی الزاہدی	وان لم یکن له من تجب علیه نفقته تکفنه فی بیت المال فان لم یکن فعلی المسلمین تکفینه فان عجزوا سالوا الناس	۲۲۳ - ۲۹
کذا فی التتارخانیة	وفی العتابیة وان لم یوجد ذلك غسل وجعل علیه الاذخر ودفن ویصلی علی قبره	۳۰
کذا فی فتاوی قاضیخان	رجل مات فی مسجد قوم فقام احدهم وجمع الدراهم ففضل من ذلك شیئ ان عرف صاحب الفضل رده علیه وان لم یعرف کفن به محتاجا آخر وان لم یقدر علی صرفه الی الکفن یتصدق به علی الفقراء	۳۱
	وان سرق کفنه وهو طری کفن کفنا ثانیا من ماله فان قسم فعلی الورثة دون الغرماء واصحاب الوصایا ولو لم تفضل الترکة من الدین فان لم یقبض الغرماء دیونهم بدئ بالکفن وان قبضوا لا یسترد منهم شیئ	۳۲
کذا فی معراج الدرایة	وان تفسخ کفناه ثوب واحد	
کذا فی معراج الدرایة	وان اکله السبع وبقی الکفن عاد الی الترکة ولو کفنه اجنبی او قریبه من مال نفسه یعود الی المکفن	۳۳

الفصل الرابع فی حمل الجنازۃ

دفعات ۲۲۴ تا ۲۲۴ عنوان ۱ تعداد شق ۲۱

۲۲۴- حمل الجنازۃ — تعداد شق ۲۱

حوالہ	متن	دفعات وشق نمبر
کذا فی شرح النقایة للشیخ ابی المکارم	سن فی حمل الجنازة اربعة من الرجال	۱
کذا فی الجوهرة النیرة	اذا حملوا علی سریر اخذوا بقوائمه الاربع به وردت السنة	۲
	ثم ان فی حمل الجنازه شیئین نفس السنة وکمالها الجنازة	۳

ـــــ چھوٹے بچہ کا جنازہ اٹھانے کے متعلق حکم ۶/۲۲۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب۔ جنازہ کے احکام — چوتھی فصل جنازہ اٹھانے کا بیان	حوالہ
۲۲۳-۲۹	(ا) (مذکورہ صورت میں یعنی جبکہ میت نے کچھ مال نہ چھوڑا تو) اگر کوئی ایسا شخص بھی نہیں ہے جس پر اس کا نان نفقہ لازم ہو تو اس کا کفن بیت المال سے دیا جائے۔ (ب) اور اگر بیت المال نہ ہو تو اس کا کفن مسلمانوں کے ذمہ ہے۔ (ج) اور اگر وہ بھی نہ کر سکیں تو پھر کفن کے لئے لوگوں سے سوال کریں۔	زاہدی
۳۰	عتابیہ میں ہے کہ اگر کفن کسی طرح موجود نہ ہو سکے تو میت کو غسل دیا جائے اس پر اذخر گھاس ڈال دیا جائے اور اسے دفن کر دیا جائے اور نماز جنازہ اس کی قبر پر پڑھی جائے۔	تتارخانیہ
۳۱	کوئی شخص کسی قوم کی مسجد میں وفات پا گیا۔ پس قوم میں سے کسی شخص نے (اس کے کفن کے لئے) رقم جمع کی اور کچھ رقم بچ گئی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر بچی ہوئی رقم کے مالک کو جانتا ہو تو اسے واپس کر دے اور اگر اس رقم کے مالک کو نہ جانتا ہو تو کسی اور محتاج میت کے کفن پر خرچ کر دے اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو وہ رقم فقیروں پر خیرات کر دے۔	قاضیخان
۳۲	(ا) اگر کسی کا کفن چرا لیا گیا اور وہ میت ابھی تازہ دفن ہوا ہے تو میتؒ کے مال میں سے اسے دوبارہ کفن پہنایا جائے۔ اؔور اگر میت کا مال تقسیم کر دیا گیا ہو تو (دوبارہ کفن پہنانا) وارثوں کے ذمہ ہے۔ مگر قرضہ وصول کرنے والوں اور جن کے حق میں وصیت کی گئی ہے ان کے ذمہ نہیں ہے۔ اوؔر اگر قرض سے اس میت کا کچھ ترکہ نہ بچا ہو اور ابھی قرض خواہوں نے قرض کی رقم پر قبضہ نہ کیا ہو تو پہلے (مذکورہ) کفن پہنایا جائے اور اگر قرض خواہوں نے قرض کی رقم پر قبضہ کر لیا ہو تو ان سے کوئی چیز واپس نہ لی جائے۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس میت کی کھال جھڑ گئی ہو تو اسے ایک کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے۔	معراج درایہ
۳۳	(ا) اگر کسی میت کو درندہ نے کھا لیا اور اس کا کفن باقی رہ گیا تو وہ کفن ترکہ میں دے دیا جائے گا۔ (ب) اگر اس میت کو کسی غیر شخص نے یا اس کے رشتہ داروں میں سے کسی نے اپنے مال سے کفن دیا تھا تو وہ (باقیماندہ) کفن کفن پہنانے والے کو واپس دے دیا جائے گا	معراج درایہ

چوتھی فصل۔ جنازہ اٹھانے کا بیان

دفعات ۲۲۴ تا ۲۲۴ عنوان ۱ تعداد شق ۲۱

۲۲۴۔ جنازہ اٹھانا

اور اس میں ۲۱ شقیں ہیں

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	جنازہ اٹھانے میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ چار مرد جنازہ اٹھائیں ۔ ۱	شرح نقایہ
۲	جب چارپائی پر جنازہ اٹھائیں تو چارپائی کے چاروں پائے پکڑیں۔ اسی طرح سنت ہے۔	جوہرہ نیرہ
۳	پھر جنازہ اٹھانے میں دو چیزیں ہیں۔ ایک اصل سنت ہے اور ایک کمال سنت ہے۔ ۲	

۲ البحرالرائق میں ہے کہ جسنے جنازہ کو چالیس قدم تک اٹھایا تو یہ عمل اس کے چالیس کبیرہ گناہوں کا کفارہ ہوگا (ماخوذ از البحرالرائق جلد ۲ صفحہ ۱۹۳)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الرابع فی حمل الجنازہ	حوالہ
۲۲۴ -	اما نفس السنة فهی ان تاخذ بقوائمها الاربع علی طریق التعاقب بان تحمل من کل جانب عشر خطوات وهذا یتحقق فی حق الجمع	
	واما کمال السنة فلا یتحقق الا فی واحد وهو ان یبدأ الحامل بحمل یمین مقدم الجنازة	كذا فی التتارخانية
	فیحمله علی عاتقه الایمن ثم المؤخر الایمن علی عاتقه الایمن ثم المقدم الایسر علی عاتقه الایسر ثم المؤخر الایسر علی عاتقه الایسر	هكذا فی التبيين
۴	ویكره حملها بین العمودین بان یحملها رجلان احدهما مقدمها والآخر مؤخرها الا عند الضرورة مثل ضیق المكان وما اشبه ذلك	هكذا فی شرح الطحاوی
۵	ولا بأس بان یأخذ السریر بیده او یضع علی المنكب ویكره له ان یضع نصفه علی المنكب ونصفه علی اصل العنق	هكذا فی شرح الطحاوی
۶	وذكر الاسبیجابی[1] ان الصبی الرضیع او الفطیم او فوق ذلك قلیلا اذا مات فلا بأس بان یحمله رجل واحد علی یدیه ویتداوله الناس بالحمل علی ایدیهم ولا بأس بان یحمله علی یدیه وهو راكب وان كان كبیرا یحمل علی الجنازة	كذا فی البحر الرائق
۷	ویسرع بالمیت وقت المشی بلا خبب وحده ان یسرع به بحیث لا یضطرب المیت علی الجنازة	كذا فی التبيين
۸	الافضل للمشیع للجنازة المشی خلفها ویجوز امامها الا ان یتباعد عنها او یتقدم الكل فیكره ولا یمشی عن یمینها ولا عن شمالها	كذا فی فتح القدیر
۹	وفی حالة المشی بالجنازة یقدم الرأس	كذا فی المضمرات

[1] اور سوار ہو کر جنازہ کے آگے چلنے کے متعلق حکم نمبر ۱۱/۲۲۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] رد المحتار میں ہے کہ آگے چلنے والا اتنا دور ہو جائے کہ وہ

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب۔ جنازہ کے احکام چوتھی فصل۔ جنازہ اٹھانے کا بیان	حوالہ
۲۲۴۔	(ا) (جنازہ اٹھانے میں) اصل سنت یہ ہے کہ اس میت کی چارپائی کے چاروں پائے باری باری پکڑے اس طرح کہ ہر طرف دس قدم چلے یہ سنت (ایک جنازہ میں) کئی لوگ ادا کرسکتے ہیں۔ (ب) (جنازہ اٹھانے میں) کمالِ سنت ایک آدمی ہی ادا کرسکتا ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اٹھانے والا جنازہ کے آگے کی طرف کے دائیں پایہ سے اٹھانے کی ابتدا کرے۔	تتارخانیہ
	پس اسے دائیں کندھے پر اٹھائے پھر جنازہ کی پائنتی کی طرف کے دائیں پایہ کو اپنے دائیں کندھے پر اٹھائے پھر جنازہ کی اگلی طرف کے بائیں پایہ کو اپنے بائیں کندھے پر اٹھائے اور پھر جنازہ کی پائنتی کی طرف کے بائیں پایہ کو اپنے بائیں کندھے پر اٹھائے۔	تبیین
۴	جنازہ (کی چارپائی) کو (ڈولی کی طرح) دو لمبی لکڑیوں میں اس طرح اٹھانا مکروہ ہے کہ اسے دو آدمی اٹھائیں ان میں سے ایک آدمی جنازہ کے سرہانے کی طرف ہو اور دوسرا اس کی پائنتی کی طرف ہو لیکن اگر کسی ضرورت کی بنا پر ایسا کیا جائے مثلاً جگہ تنگ ہو یا اس کی مانند کوئی اور ضرورت ہو تو پھر مکروہ نہیں ہے۔	شرح طحاوی
۵	اس میں کوئی حرج نہیں کہ (جنازہ اٹھانے والا میت کی) چارپائی کو ہاتھ سے پکڑے یا کندھے پر رکھ لے البتہ نصف حصہ کندھے پر اور نصف حصہ گردن کی جڑ پر رکھے تو یہ مکروہ ہے۔	شرح طحاوی
۶	(ا) اسبیجابی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ دودھ پیتا بچہ یا وہ بچہ جس کا دودھ چھوٹ چکا ہو یا جو اس سے تھوڑا بڑا ہو اگر وفات پا جائے تو اسے ایک شخص اپنے ہاتھوں پر اٹھالے اور پھر لوگ باری باری اسے اپنے ہاتھوں پر اٹھائیں۔ (ب) اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ (مذکورہ صورت میں) کوئی شخص سوار ہوکر (اس بچہ کی میت کو) اپنے ہاتھ میں اٹھالے۔ (ج) اور اگر میت بڑا ہو تو اسے جنازہ (کی چارپائی) پر رکھ کر اٹھایا جائے۔	بحرالرائق
۷	میت کو لے جاتے وقت دوڑے بغیر جلد جلد چلیں اور جلد چلنے کی حد یہ ہے کہ میت کو جنازہ (کی چارپائی) پر حرکت نہ ہو۔	تبیین۔
۸	(ا) یہ افضل ہے کہ جو لوگ جنازہ کے ساتھ چلیں وہ اس کے پیچھے چلیں۔ (ب) اور جنازہ کے آگے چلنا بھی جائز ہے ۱؎ لیکن اگر آگے چلنے والا میت سے دور ہو جائے ۲؎ یا سبھی آگے ہو جائیں تو یہ مکروہ ہے ۳؎ (ج) اور میت کے دائیں بائیں نہ چلے ۴؎	فتح قدیر
۹	جنازہ کو اٹھا کر لے چلنے میں سر کی جانب آگے کی جائے۔	مضمرات

اکیلے چلنے والا دکھا نہ دے تو وہ مکروہ ہے۔ ماخوذ ردالمحتار ج ۱ ص ۸۳۴ (مترجم) ۳؎ سبھی آگے ہو جائیں یعنی جنازہ اپنے پیچھے اکیلا چھوڑ دیں۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۸۳۴ (مترجم) ۴؎ اس لئے کہ اس سے جنازہ سے پیچھے چلنے کی افضلیت ترک ہو جاتی ہے اور یہ خلاف اولیٰ ہے ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۸۳۵ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الرابع فی حمل الجنازۃ	حوالہ
۲۲۴-۱۰	واتباع الجنائز افضل من النوافل اذا کان لجوار او قرابۃ او صلاح مشھور	کذا فی البحر الرائق
۱۱	ولا بأس بالرکوب فی الجنازۃ والمشی افضل ویکرہ ان یتقدم الجنازۃ راکبا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۲	ویکرہ النوح والصیاح وشق الجیوب فی الجنازۃ ومنزل المیت فاما البکاء من غیر رفع الصوت فلا بأس بہ والصبر افضل	کذا فی التاتارخانیۃ
۱۳	ولا یتبع بنار فی مجمرۃ ولا شمع	کذا فی البحر الرائق
۱۴	ولا ینبغی للنساء ان یخرجن فی الجنازۃ واذا کان مع الجنازۃ نائحۃ او صائحۃ زجرت فان لم تنزجر فلا بأس بان یمشی معھا لان اتباع الجنازۃ سنۃ فلا یترکہ لبدعۃ من غیرہ	کذا فی الایضاح
۱۵	ولا یقوم للجنازۃ الا ان یرید ان یشھدھا	کذا فی الایضاح
۱۶	وکذا اذا کان القوم فی المصلی وجیٔ بجنازۃ قال بعضھم لا یقومون اذا راٰوھا قبل ان توضع الجنازۃ عن الاعناق وھو الصحیح	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۷	وعلی المتبعی الجنازۃ الصمت ویکرہ لھم رفع الصوت بالذکر وقرأۃ القراٰن	کذا فی شرح الطحاوی
۱۸	فان اراد ان یذکر اللّٰہ یذکرہ فی نفسہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۹	واذا وضعت الجنازۃ علی الارض عند القبر فلا بأس بالجلوس وانما یکرہ قبل ان توضع عن مناکب الرجال	کذا فی الخلاصۃ
	والافضل ان لا یجلس مالم یسووا علیہ التراب	کذا فی محیط السرخسی
۲۰	واذا نزلوا بہ للصلوٰۃ یوضع عرضا للقبلۃ	کذا فی التاتارخانیۃ
۲۱	ویجوز الاستئجار علی حمل الجنازۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان

۱ جیساکہ درمختار ورد المحتار ج ۱ ص ۸۳۴ میں ہے (مترجم) ۲ حکم نمبر ۱۴/۲۲۷ ، ۱۶/۲۲۷ بھی ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ حکم نمبر ۱۱ تا ۱۶/۲۲۷ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ مگر ولیمہ کی دعوت میں کسی بدعت کی موجودگی کی وجہ سے وہاں دعوت قبول کرنے کی سنت کو چھوڑ دینے کا حکم ہے۔ فرق یہ ہے کہ جنازہ کا ساتھ چھوڑنے سے جنازہ کے انتظام میں خلل کا خدشہ ہے اور ولیمہ کی دعوت چھوڑ دینے سے ایسا نہیں ہے بلکہ کھانا کھانے والے مل جاتے ہیں ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۸۳۴ (مترجم) ۵ جیساکہ درمختار اور ردالمحتار میں ہے کہ جنازہ لے جانے میں اونچی آواز سے ذکر کرنا یا قرأت کرنا مکروہ ہے۔ دل میں ذکر کر سکتا ہے اور جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کے لئے چاہیئے کہ وہ پوری خاموشی اختیار کریں حتی کہ اگر جنازہ کیساتھ

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب ۔ جنازہ کے احکام — چوتھی فصل ۔ جنازہ اٹھانے کا بیان	حوالہ
۱۰-۲۲۴	جنازہ کے ساتھ جانا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے ۔ جبکہ وہ جنازہ پڑوسی کا ہو یا رشتہ دار کا ہو یا نیکی میں شہرت یافتہ ہو ۔	بحرالرائق
۱۱	(ا) جنازہ کے ساتھ سواری پر جانے میں کچھ حرج نہیں اور پیدل چلنا افضل ہے ۔ (ب) اور یہ مکروہ ہے کہ جنازہ سے آگے سواری کی حالت میں ہو ۔[۱]	قاضیخان
۱۲	(ا) جنازہ کے ساتھ اور میت کے گھر میں بین کرنا اور گریبان پھاڑنا مکروہ ہے ۔[۲] (ب) البتہ آواز بلند کئے بغیر رونے میں کوئی حرج نہیں (ج) اور صبر کرنا افضل ہے ۔[۳]	تتارخانیہ
۱۳	جنازہ کے ساتھ آگ کی انگیٹھی اور شمع نہ لے جائی جائے ۔	بحرالرائق
۱۴	عورتوں کو جنازہ کے ساتھ نہیں جانا چاہیے اور اگر جنازہ کے ساتھ کوئی بین کرنے والی یا وا ویلا کرنے والی ہو تو اسے ڈانٹ کر منع کیا جائے اور اگر وہ منع نہ ہو تو جنازہ کے ساتھ جانے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ جنازہ کے ساتھ جانا سنت ہے ۔ پس اسے غیر کی بدعت کی وجہ سے نہ چھوڑے[۴]	ایضاح
۱۵	(ا) جنازہ کے لئے کھڑا نہ ہو (ب) لیکن جب جنازہ میں شامل ہونے کا ارادہ ہو تو پھر کھڑا ہو ۔	ایضاح
۱۶	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب لوگ (جنازہ کی) نماز کی جگہ میں ہوں اور جنازہ لایا جائے تو بعض فقہاء نے کہا ہے کہ گردنوں سے جنازہ نیچے رکھنے سے پہلے اسے دیکھ کر کھڑے نہ ہوں اور یہی حکم صحیح ہے ۔	قاضیخان
۱۷	(ا) جنازہ کے ساتھ جانے والوں کو خاموش رہنا چاہیئے ۔ (ب) اور ان کے لئے (اسوقت) اونچی آواز سے ذکر کرنا یا قرآن مجید کی تلاوت کرنا مکروہ ہے[۵]	شرح طحاوی
۱۸	اور اگر کوئی شخص (جنازہ کے ساتھ) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہے تو دل میں کرے ۔[۶]	قاضیخان
۱۹	(ا) جب قبر کے پاس جنازہ زمین پر رکھ دیا جائے تو اس وقت بیٹھ جانے میں کوئی حرج نہیں ۔ (ب) البتہ (جنازہ کی چارپائی) لوگوں کے کندھوں پر سے اتارنے سے پہلے بیٹھ جانا مکروہ ہے[۷] (ج) اور افضل یہ ہے کہ جبتک اس پر مٹی نہ ڈالیں نہ بیٹھیں ۔	خلاصہ محیط سرخسی
۲۰	جب نماز جنازہ کے لئے جنازہ رکھیں تو قبلہ کی چوڑائی میں رکھیں ۔	تتارخانیہ
۲۱	جنازہ اٹھانے کے لئے اجرت جائز ہے ۔	قاضیخان

چلنے والا یوں کہے کہ "استغفار کرو" ، تو یہ بھی مکروہ ہے ۔ نیز لکھا ہے کہ جب جنازہ کے ساتھ دعا اور ذکر کرنے کے متعلق یہ حکم ہے تو پھر گا کر پڑھنے کے متعلق تیرا کیا خیال ہے جو اس دور کی پیداوار ہے ۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۱ صـ۸۳۵ ـ (مترجم) [۶] جیساکہ بحوالہ ظہیریہ ردالمحتار ج ۱ صـ۸۳۵ میں ہے ۔ اور فتاوی بزازیہ میں ہے کہ دل میں پڑھنا چاہیئے تو یہ دعا پڑھ لے سُبْحَانَ مَنْ قَهَرَ عِبَادَهٗ بِالْمَوْتِ وَالْفَنَاءِ وَتَفَرَّدَ بِالْبَقَاءِ سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَايَمُوْتُ ۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیریہ ج ۴ صـ۸۰ (مترجم) [۷] اس لئے کہ کبھی مدد کی ضرورت پڑ جاتی ہے اور کھڑا آدمی زیادہ مدد کر سکتا ہے ۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۲ صـ۱۹۱ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز　　الفصل الخامس فی الصلوة علی المیت	حوالہ

الفصل الخامس فی الصلوة علی المیت

دفعات ۲۲۵ تا ۲۲۵ عنوان ۱ تعداد شق ۶۴

۲۲۵ - الصلوة المیت

تعداد شق ۶۴

۱	الصلوة علی الجنازة فرض کفایة اذا قام به البعض واحد اکان او جماعة ذکر اکان او انثی سقط عن الباقین واذا ترکوا الکل اثموا	هکذا فی التاتارخانیة
۲	والصلوة علی الجنازة تتادی باداء الامام وحده لان الجماعة لیست بشرط الصلوة علی الجنازة شرط	کذا فی النهایة
۳	وشرطها اسلام المیت وطهارته مادام الغسل ممکنا وان لم یمکن بان دفن قبل الغسل ولم یکن اخراجه الا بالنبش تجوز الصلوة علی قبره للضرورة ولو صلی علیه قبل الغسل ثم دفن تعاد الصلوة لفساد الاولی	کذا فی التبیین
۴	وطهارة مکان المیت لیست بشرط	هکذا فی المضمرات
۵	ویصلی علی کل مسلم مات بعد الولادة صغیرا کان او کبیرا ذکرا کان او انثی حرا کان او عبدا الا البغاة وقطاع الطریق ومن بمثل حالهم	کذا فی البدائع
۶	وان مات حال ولادته فان کان خرج اکثره صلی علیه وان کان اقله لم یصل علیه وان خرج نصفه لم یذکر فی الکتاب ویجب ان یکون هذا علی قیاس ما ذکر من الصلوة علی نصف المیت	کذا فی البدائع
۷	والصبی اذا وقع فی ید المسلم من الجند فی دار الحرب وحده ومات هناک صلی علیه تبعا لصاحب الید	کذا فی المحیط
۸	قال ابو یوسف رح لا یصلی علی کل من یقتل علی متاع یأخذه	هکذا فی الایضاح

ـــہ۱ اس کے متعلق حکم نمبر ۲/۲۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــہ۲ اس لئے کہ میت نماز جنازہ ادا کرتے والا نہیں نیز اس لئے کہ پہنایا ہوا کفن میت میں اور اس کی جگہ میں حائل ہے ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ صـ۱۷۹ (مترجم) ـــہ۳ اس کے متعلق حکم نمبر ۸/۲۲۵ و ۴۰ تا ۴۳/۲۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــہ۴ بچہ کے متعلق حکم نمبر ۲۹ تا ۳۰/۲۲۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو اور وفات پانے والے کے جسم کا نصف حصہ پائے جانے کی صورت میں حکم

پانچویں فصل - میت پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان

دفعات ۲۲۵ تا ۲۲۵ عنوان ۱ تعداد شق ۶۴

۲۲۵ - نماز جنازہ

اور اس میں ۶۴ شقیں ہیں

۱ (ا) جنازہ کی نماز پڑھنا فرض کفایہ ہے۔ جب بعض لوگوں نے اسے ادا کر دیا۔ ادا کرنے والا ایک ہو یا جماعت ہو۔ مرد ہو یا عورت ہو تو باقی لوگوں کے ذمہ سے نماز جنازہ پڑھنا ساقط ہو جائے گا۔

(ب) اور اگر کسی نے بھی میت پر نماز جنازہ نہ پڑھی تو سب گنہگار رہوں گے۔ — تتارخانیہ

۲ جنازہ کی نماز امام اکیلا پڑھ دے تو ادا ہو جاتی ہے اس لئے کہ جنازہ کی نماز میں جماعت شرط نہیں ہے — نہایہ

۳ نماز جنازہ کے لئے میت کا مسلمان ہونا اور اس کی طہارت شرط ہے[۱] جبتک کہ اسے غسل دینا ممکن ہو اور اگر ممکن نہ رہا ہو مثلاً میت غسل سے پہلے دفن کر دیا اور بغیر قبر کھودے اسے نکالنا ممکن نہ ہو تو بنا بر ضرورت اس کی قبر پر نماز پڑھنا جائز ہوگا۔ *

اور اگر میت پر غسل سے پہلے نماز جنازہ پڑھ دی گئی پھر دفن کر دیا گیا تو (قبر پر) نماز جنازہ لوٹائی جائیگی اس لئے کہ اس پر پہلی نماز جنازہ فاسد ہے۔ — تبیین

۴ میت رکھنے کی جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں ہے [۲] — مضمرات

۵ جو مسلمان پیدا ہونے کے بعد فوت ہوا اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو مذکر ہو یا مؤنث آزاد ہو یا غلام مگر باغیوں رہزنوں اور ان کی مانند لوگوں کی میت پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے [۳] — بدائع

۶ اگر بچہ دوران پیدائش میں وفات پاگیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ نصف سے زیادہ باہر نکل آیا تھا تو اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے اور اگر نصف باہر نکل چکا تھا (اس کے متعلق کتاب میں حکم ذکر نہیں ہے اور اس صورت کا حکم اس قیاس پر ہونا ضروری ہے جس میں نصف میت پر نماز جنازہ پڑھنے کے متعلق ہم نے ذکر کیا ہے [۴] — بدائع

اگر دار الحرب میں بچہ لشکر کے کسی مسلمان سپاہی کے قبضہ میں آجائے اور وہیں مرجائے تو قبضہ کرنیوالے کی ذیل میں قرار دیتے ہوئے اس پر نماز پڑھی جائے گی [۵] — محیط

۸ حضرت امام ابو یوسف نے کہا ہے کہ جو شخص کسی کا مال لیتے ہوئے قتل کیا جائے تو اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے گی [۶] — ایضاح

---

۱ $\frac{۲۳ \text{ تا } ۳۵}{۲۲۲}$ ، ۲ $\frac{۴۰ \text{ تا } ۴۲}{۲۲۲}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ جیسا کہ حکم $\frac{۳۸}{۲۲۲}$ میں ہے (مترجم) ۶ اس کے متعلق حکم $\frac{۵}{۲۲۵}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

* حکم نمبر $\frac{۴۵}{۲۲۶}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الخامس فی الصلوٰۃ علی المیت	حوالہ
٩-٢٢٥	ومن قتل احد ابویہ لا یصلی علیہ اہانۃ لہ	كذا في التبيين
١٠	ومن قتل نفسہ خطاء بان ناول رجلا من العدو لیضربہ بالسیف فاخطأ وأصاب نفسہ ومات غسل وصلی علیہ وھذا بلا خلاف	كذا في الذخيرة
١١	ومن قتل نفسہ عمدا یصلی علیہ عند ابی حنیفۃ رح ومحمد رح وھو الاصح	كذا في التبيين
١٢	ومن قتل بحق بسلاح او غیرہ کما فی القود والرجم یغسل ویصلی علیہ ویصنع بہ ما یصنع بالموتی	كذا في الذخيرة
١٣	والذی صلبہ الامام عن ابی حنیفۃ رح فیہ روایتان روی ابو سلیمان عنہ انہ لا یصلی علیہ	كذا في فتاوى قاضيخان
١٤	اولی الناس بالصلوٰۃ علیہ السلطان ان حضر فان لم یحضر فالقاضی ثم امام الحی ثم الولی	هكذا في اكثر المتون
	ذکر الحسن عن ابی حنیفۃ رح ان الامام الاعظم وھو الخلیفۃ اولی ان حضر فان لم یحضر فامام المصر فان لم یحضر فالقاضی فان لم یحضر فصاحب الشرط فان لم یحضر فامام الحی فان لم یحضر فالاقرب من ذوی قرابتہ وبھذہ الروایۃ اخذ کثیر من مشائخنا رح	كذا في الكفاية والنهاية ومعراج الدراية والغاية
١٥	والاولیاء علی ترتیب العصبات الاقرب فالاقرب الا الاب فانہ یقدم علی الابن	كذا في خزانة المفتين
	قیل ھذا قول محمد رح وعندھما الابن اولی والصحیح انہ قول الکل	كذا في التبيين وهكذا في الغياثية و فتح القدير

سے ١ درمختار میں کہ اگرچہ خودکشی کرنے والے کا گناہ کسی اور کے قاتل سے زیادہ ہے مگر اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور ردالمحتار میں ہے کہ اس پر نماز جنازہ اس لئے ہے کہ اگرچہ وہ اپنے آپ پر باغی ہے مگر وہ زمین میں فساد نہ کرنے والا فاسق ہے ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ١ ص ٨١٥ (مترجم) سے ٢ ردالمحتار میں ہے کہ امام الحی اس لئے کہ میت اپنی زندگی کی امامت پر راضی رہا پس اس کی وفات کے بعد بھی اسے ہی اس کی نماز جنازہ پڑھانی چاہیئے اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وفات پانے والا اپنی زندگی میں امام الحی کی امامت پر راضی نہ تھا تو پھر

دفعات دستی نمبر	اکیسواں باب ۔ جنازہ کے احکام — پانچویں فصل ۔ میت پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان	حوالہ
۲۲۵ - ۹	جو شخص اپنے ماں باپ میں سے کسی کو قتل کر دے تو اس کی توہین کے لئے اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے گی ۔	تبیین
۱۰	جس شخص نے غلطی سے اپنے آپ کو قتل کر دیا مثلاً اس نے دشمن کو تلوار سے مارنے کے لئے پکڑا پھر اس نے غلطی کی اور اپنے آپ کو مار دی اور اس کی وجہ سے مر گیا تو اسے غسل دیا جائے گا اور اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اس حکم میں کوئی اختلاف نہیں ہے ۔	ذخیرہ
۱۱	جس شخص نے اپنے آپ کو جان بوجھ کر قتل کر لیا ۔ تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے [۱]	تبیین
۱۲	جو شخص ہتھیار سے یا ہتھیار کے بغیر کسی حق میں قتل کیا جائے ۔ جیسا کہ قصاص میں یا رجم میں قتل کیا جائے تو اسے غسل دیا جائے گا اور اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے جو (مسلمانوں کی) میتوں کے ساتھ کیا جاتا ہے ۔	ذخیرہ
۱۳	جس شخص کو حاکم نے (تعزیراً) پھانسی کی سزا دی ہو اس کے متعلق امام ابو حنیفہ رحؒ سے دو روائتیں ہیں ۔ ابو سلیمانؒ نے امام ابو حنیفہ رحؒ سے روایت کیا ہے کہ اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے گی ۔	قاضیخان
۱۴	(ا) نماز جنازہ پڑھانے میں سب سے اولی سلطان ہے اگر حاضر ہو اور اگر وہ حاضر نہ ہو تو پھر قاضی اولی ہے اور اگر وہ حاضر نہ ہو تو پھر امام الحی (اس محلہ کی مسجد کا امام) اولی ہے اور اگر وہ حاضر نہ ہو تو میت کا ولی (قریبی وارث) اولی ہے ۔ یہ حکم اکثر متون میں ہے ۔	متون
	(ب) حسنؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے کہ (نماز جنازہ پڑھانے میں) امام اعظم یعنی خلیفہ اولی ہے اگر حاضر ہو اور اگر وہ حاضر نہ ہو تو شہر کا امام اولی ہے اگر وہ حاضر نہ ہو تو امام الحی (اس محلہ کی مسجد کا امام) اولی ہے [۲] اور اگر وہ حاضر نہ ہو تو رشتہ داروں میں سے جو سب سے زیادہ قریب ہو وہ اولی ہے اور اسی روایت کو اکثر مشائخ نے اختیار کیا ہے	کفایہ ۔ نہایہ ۔ معراج درایہ ۔ عنایہ
۱۵	(ا) (نماز جنازہ پڑھانے میں) رشتہ داروں کی ترتیب عصبات [۳] کی ترتیب کے مطابق ہوتی ہے پس جو زیادہ قریب ہے وہ نسبتاً اولی ہے مگر باپ کا حکم اس کے خلاف ہے وہ بیٹے پر مقدم ہے [۴]	خزانۃ المفتین
	(ب) بعض نے کہا ہے کہ (نماز جنازہ پڑھانے میں بیٹے پر باپ کے مقدم ہونے کا) یہ قول امام محمدؒ کا ہے اور امام ابو حنیفہ رحؒ اور امام ابو یوسف رحؒ کے ہاں بیٹا مقدم ہے اور صحیح حکم یہ ہے کہ باپ کے مقدم ہونے کا حکم سب کا قول ہے ۔ تبیین ۔ غیاثیہ ۔	فتح قدیر

[۲] امام الحی کو مقدم کرنا مستحب نہیں ہونا چاہیئے بشرطیکہ اس کا راضی نہ ہونا کسی صحیح وجہ سے تھا ۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۸۲۳ (مترجم)

[۳] عصبات وہ وارث ہیں جن کا حصہ مقرر نہیں ہوتا ۔ اور مقررہ حصہ والوں (یعنی اصحاب الفروض) سے جو کچھ بچتا ہے وہ عصبات کو ملتا ہے اور اگر صرف عصبہ ہی وارث ہو تو اسے میت کا سارا مال ملتا ہے (ماخوذ از فتاوی ۔۔۔ بحث ۶۱ باب ۳) (مترجم) [۴] یعنی اگرچہ عصبات میں میت کا بیٹا مقدم ہے مگر نماز جنازہ پڑھانے میں میت کے بیٹے پر میت کا باپ مقدم ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الخامس فی الصلوۃ علی المیت	حوالہ
۲۲۵ - ۱۶	ولاحق للنساء فی الصلوۃ علی المیت ولا للصغار	کذا فی الجوهرة النيرة
۱۷	وللاقرب ان یقدم علی الابعد من شاء فان غاب والاقرب فی مکان تفوت الصلوۃ بحضورہ فالابعد اولی فان تقدم الغائب غیرہ بکتاب کان للابعد ان یمنعہ	
	والمریض فی المصر بمنزلۃ الصحیح یقدم من شاء ولیس للابعد ان یمنعہ	کذا فی الجوهرة النيرة
۱۸	فان تساوی ولیان فی درجۃ فاکبرهم سنا اولی ولیس لاحدهما ان یقدم غیر شریکہ الا باذنہ فان تقدم کل واحد منهما رجلا کان الذی قدمہ الاکبر اولی	کذا فی الجوهرة النيرة
۱۹	وفی الکبری المیت اذا اوصی بان یصلی علیہ فلان فالوصیۃ باطلۃ وعلیہ الفتوی	کذا فی المضمرات
۲۰	عبد مات واختصم فی الصلوۃ علیہ المولی وابو العبد وابنہ وهما حران فالمولی احق بالصلوۃ علیہ	کذا فی المحیط
۲۱	وعلیہ الفتوی	کذا فی المضمرات
۲۲	ولا ولایۃ للزوج عندنا لانقطاع الوصلۃ بالموت	کذا فی الجامع الصغیر لقاضیخان

۱؎ جیساکہ نورالایضاح میں کہ جس شخص کو نمازجنازہ پڑھانے میں مقدم ہونے کا حق حاصل ہے وہ کسی غیر کو جنازہ پڑھانے کی اجازت دے سکتاہے نورالایضاح ص۵۷ وھکذا فی الدرالمختار ج۱ ص۸۲۴، ۸۲۵ (مترجم) ۲؎ ردالمحتار میں ہے کہ جوشخص جنازہ پڑھانے میں مقدم ہے دوسرے کو اذن دینے میں اولی ہے۔ لیکن امام الحی کسی اجنبی کو جنازہ پڑھانے کا اذن دے تو ولی منع کرسکتاہے ماخوذ از ردالمحتار ج۱ ص۸۲۵ (مترجم) ۳؎ ردالمحتار میں ہے کہ جوشخص مقدم ہونے کا حق رکھتاہے اگرمیت نے اس کے غیر کے لئے غسل دینے یا نمازجنازہ پڑھانے کی وصیت کی یا میت نے کسی خاص کپڑے کا کفن پہنانے یا کسی خاص جگہ میں دفن کرنے کی وصیت کی تو اس وصیت کا نافذ کرنا ضروری

لغات وشق نمبر	اکیسواں باب ۔ جنازہ کے احکام — پانچویں فصل ۔ میت پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان	حوالہ
١٦ - ٢٢	نماز جنازہ (پڑھانے) میں عورتوں اور بچوں کا کوئی حق نہیں ہے ۔	جوہرہ نیرہ
١٧	(ا) (جنازہ پڑھانے کے حق میں) قریب شخص کو اختیار حاصل ہے کہ وہ (جنازہ پڑھانے کے لئے) جسے چاہے (جنازہ پڑھانے کے حق میں) دور شخص پر مقدم کردے [١] (ب) اور اگر (مذکورہ حق میں) قریب شخص غائب ہو اور اس کی جگہ اتنی دور ہو کہ اس کے آنے تک نماز جنازہ فوت ہو جائے گی تو پھر اسکی نسبت (مذکورہ حق میں) دور شخص اولی ہے (ج) اگر (مذکورہ حق میں) قریب شخص غائب ہو اور خط کے ذریعہ کسی غیر کو مقدم کرنے کا حکم دے تو (مذکورہ حق میں) اس کی نسبت دور شخص کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اس (غیر) کو (نماز جنازہ پڑھانے سے) منع کردے ۔ (د) جو شخص شہر میں مریض ہو (جنازہ پڑھانے کے حق میں) وہ تندرست کے حکم میں ہے ۔ اسے اختیار حاصل ہے کہ وہ (اولی ہونے کی صورت میں) جسے چاہے مقدم کردے ۔ اور (اس صورت میں) بعد کے درجہ والے کو منع کرنے کا اختیار نہیں ہے [٢]	جوہرہ نیرہ
١٨	(ا) اگر دو وارث درجہ میں برابر ہوں تو (جنازہ پڑھانے کے حق میں) ان میں سے جو شخص عمر میں بڑا ہے وہ اولی ہے ۔ (ب) اور ان دونوں میں سے کسی کو اختیار حاصل نہیں کہ وہ اپنے برابر کے شخص کے علاوہ کسی اور کو مقدم کردے مگر اپنے برابر شخص کی اجازت سے کسی اور کو مقدم کرنا جائز ہے ۔ (ج) اگر (مذکورہ صورت میں) ان میں سے ہر ایک نے ایک ایک آدمی جنازہ پڑھانے کے لئے مقدم کردیا تو وہ شخص اولی ہے جسے عمر میں بڑے نے مقدم کیا ہے ۔	جوہرہ نیرہ
١٩	کبری میں ہے کہ میت نے اگر یہ وصیت کی کہ فلاں شخص میرے جنازہ کی نماز پڑھائے تو یہ وصیت باطل ہے اور اسی حکم پر فتوی ہے [٣]	مضمرات
٢٠	کوئی غلام وفات پاگیا اور اس کے آقا ۔ غلام کے باپ اور غلام کے بیٹے میں اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے متعلق جھگڑا ہوگیا اور غلام کا باپ اور بیٹا دونوں آزاد ہوں تو اس کی نماز جنازہ پڑھانے میں آقا کو زیادہ حق حاصل ہے ۔	محیط
٢١	اور اسی (مذکورہ حکم) پر فتوی ہے ۔	مضمرات ۔
٢٢	ہمارے ہاں خاوند کو بیوی کا جنازہ پڑھانے میں ولایت حاصل نہیں ہے ۔ اس لئے کہ تعلق موت سے ختم ہوگیا ہے [٤]	جامع صغیر

نہیں اور اس سے ولی کا حق باطل نہیں ہوتا ۔ نیز لکھا ہے کہ جب ولی پر امام الحی کو مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ میت اپنی زندگی میں امام الحی کی امامت پر راضی رہا تو وفات پانے والے نے جس شخص کے لئے جنازہ پڑھانے کی وصیت کی ہو اس پر میت کی رضامندی صراحتاً ہے ۔ پس اس وجہ سے امام الحی پر وصیت یافتہ شخص کا مقدم ہونا معلوم ہوتا ہے گو ایسی وصیت باطل ہے ۔ اس کا نافذ کرنا ضروری نہیں ۔ رد المحتار ج ۱ ص ۸۲۵ (مترجم) [٥] حکم نمبر ١ تا ٥ ص ٢٢١ ، ٢٣ — ٢٤ / ٢٢٥ مع حاشیہ ١٥ / ٢٢٦ ملاحظہ ہو ۔ (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز الفصل الخامس فی الصلوٰۃ علی المیت	حوالہ
۲۲۵-۲۳	فان لم یکن للمیت ولی فالزوج اولی ثم الجیران اولی من الاجنبی	کذا فی التبیین
۲۴	ولو ماتت امرأۃ ولها زوج وابن عاقل بالغ منه فالولایۃ للابن دون الزوج لکن یکره للابن ان یتقدم اباه و ینبغی ان یقدمه فان کان لها ابن من زوج آخر فلا باس بان یتقدم لانه هو الولی وتعظیم زوج امه غیر واجب علیه	کذا فی البدائع
۲۵	ولا یصلی علی میت الامرۃ واحدۃ والتنفل بصلوۃ الجنازۃ غیر مشروع	کذا فی الایضاح
۲۶	ولا یعید الولی ان صلی الامام الاعظم او السلطان والوالی او القاضی او امام الحی لان هولاء اولی منه وان کان غیر هولاء له ان یعید	کذا فی الخلاصۃ
۲۷	وان صلی علیه الولی لم یجز لاحد ان یصلی بعده ولو اراد السلطان ان یصلی علیه فله ذلك لانه مقدم علیه	کذا فی الجوهرۃ النیرۃ
۲۸	ولو صلی علیه الولی وللمیت اولیاء اخر بمنزلته لیس لهم ان یعیدوا	کذا فی الجوهرۃ النیرۃ
۲۹	فان صلی غیر الولی او السلطان اعاد الولی ان شاء	کذا فی الهدایۃ
	رجل صلی صلوۃ الجنازۃ والولی خلفه ولم یرض به ان تابعه فصلی معه جاز ولا یعید الولی	کذا فی الخلاصۃ
۳۰	ولو کان الامام علی غیر الطهارۃ تعاد وان کان الامام علی طهارۃ والقوم علی غیر طهارۃ صحت صلوۃ الامام ولا تعاد الصلوۃ علیه	کذا فی الخلاصۃ

ـلہ نماز جنازہ میں خاوند کی ولایت کے متعلق حکم نمبر ۲۲، ۲۳ / ۲۲۵ ملاحظہ ہو (مترجم) ـلہ۲ درمختار میں ہے کہ ولی نے نماز جنازہ پڑھائی یعنی جائز حق کی بنا پر نماز جنازہ پڑھادی بایں صورت کہ جنازہ پڑھانے میں اس سے متقدم حق رکھنے والا حاضر نہ تھا تو اس کے بعد کسی اور کو وہ جنازہ پڑھانا جائز نہیں۔ لیکن اگر مثلاً ولی نے سلطان کے حاضر ہوتے ہوئے نماز جنازہ پڑھادی تو سلطان اس نماز جنازہ کو لوٹا سکتا ہے۔ ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۸۲۶ (مترجم) ـلہ۳ درمختار میں ہے اگر ولی کے علاوہ ایسے شخص نے نماز جنازہ پڑھائی

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب ۔ جنازہ کے احکام پانچویں فصل ۔ میت پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان	حوالہ
۲۲۵ - ۲۳	اگر عورت میت کا کوئی اور وارث نہ ہو تو پھر (نماز جنازہ پڑھانے میں) خاوند اولی ہے۔ پھر ہمسایہ شخص اجنبی شخص کی نسبت اولی ہے۔	تبیین
۲۴	اگر کوئی عورت وفات پاگئی اور اس کا خاوند ہے (اور اسی خاوند سے عاقل بالغ بیٹا بھی ہے تو (جنازہ پڑھانے میں) خاوند سے[۱] کی نسبت ولایت بیٹے کو حاصل ہے لیکن بیٹے کے لئے مکروہ ہے کہ وہ اپنے باپ سے مقدم ہو اور (اس صورت میں) بیٹے کو چاہیئے کہ وہ اپنے باپ کو مقدم کرے۔ (ب) اور اگر وہ بیٹا اس عورت کے کسی اور خاوند سے تھا تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ بیٹا (نماز جنازہ پڑھانے میں) مقدم ہو جائے اس لئے اس کو ولایت حاصل ہے اور اس پر اپنی ماں کے خاوند کی (مذکورہ) تعظیم واجب نہیں ہے۔	بدائع
۲۵	میت پر صرف ایک بار نماز جنازہ پڑھنی چاہیئے۔ اس لئے کہ نفل نماز جنازہ مشروع نہیں ہے۔	ایضاً
۲۶	اگر امام اعظم (یعنی خلیفہ) یا سلطان یا گورنر یا قاضی یا امام حی (اس محلہ کی مسجد کے امام) نے نماز جنازہ پڑھادی ہو تو ولی کو نماز جنازہ لوٹانے کا اختیار نہیں ہے اس لئے کہ یہ مذکورہ لوگ ولی سے اولی ہیں۔ (ب) اور اگر ان مذکورہ لوگوں کے علاوہ کسی اور نے نماز جنازہ پڑھائی ہو تو ولی (رشتہ میں سب سے قریب) کو اختیار حاصل ہے کہ وہ نماز جنازہ کو لوٹائے۔	خلاصہ
۲۷	اگر ولی نے نماز جنازہ پڑھادی ہو تو اس کے بعد کسی اور کو (اس میت کی) نماز جنازہ پڑھانا جائز نہیں ہے اور اگر سلطان نماز جنازہ پڑھانا چاہے تو پڑھا سکتا ہے اس لئے کہ سلطان (نماز جنازہ پڑھانے میں) ولی پر مقدم ہے[۲]	جوہرہ نیرہ
۲۸	اگر ولی نے نماز جنازہ پڑھادی اور اس میت کے کئی اور وارث بھی ہوں جو نماز جنازہ پڑھانے میں اس ولی کے ہمرتبہ ہوں تو ان کے لئے یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ نماز جنازہ کو لوٹائیں۔	جوہرہ نیرہ
۲۹	(ل) اگر ولی یا سلطان کے علاوہ کسی اور نے نماز جنازہ پڑھائی ہو تو ولی چاہے تو نماز جنازہ لوٹا سکتا ہے (ب) کسی آدمی نے نماز جنازہ پڑھائی اور میت کا ولی اس کے پیچھے ہے اور وہ راضی نہیں کہ وہ آدمی نماز جنازہ پڑھائے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر ولی نے اس آدمی کی اقتدا کر کے نماز جنازہ پڑھ لی ہے تو نماز جائز ہے اور (اس صورت میں) ولی (اس نماز جنازہ کو) نہیں لوٹائے گا[۳]	بدایہ خلاصہ
۳۰	(ل) اگر نماز جنازہ میں امام بے وضو تھا تو نماز جنازہ لوٹائی جائے گی۔	

[۳] جسے ولی پر مقدم ہونے کا حق نہیں ہے اور ولی نے اس شخص کی متابعت نہ کی تو ولی چاہے تو نماز جنازہ لوٹا سکتا ہے۔ خواہ اس کی قبر پر پڑھے اور یہ لوٹانا اسقاط فرض کے لئے نہیں اس کے حق کے لئے ہوگا اور اگر ولی کے علاوہ ایسے شخص نے نماز جنازہ پڑھائی جو ولی پر مقدم ہے مثلاً قاضی اور امام الحی وغیرہ یا وہ شخص ولی پر مقدم نہیں مگر ولی نے اس نماز جنازہ میں اس شخص کی متابعت کی تو پھر ولی وہ نماز جنازہ نہیں لوٹا سکے گا۔ مفہوم ماخوذ از در مختار ج ۱ ص ۸۲۵ ، ص ۸۲۶ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الخامس فی الصلوۃ علی المیت	حوالہ
۲۲۵-		
۳۱	اذا صلی المریض علی جنازۃ قاعدا وھوولیھا والقوم خلفہ قیام جاز	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۲	رجل مات فی غیر بلدہ ثم جاء اھلہ بحملوہ الی منزلہ ان کانت الصلوۃ باذن السلطان اوالقاضی لا تعاد	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۳	حضرت وقت صلوۃ المغرب جنازۃ تقدم صلوۃ الجنازۃ علی سنۃ المغرب	کذا فی القنیۃ
۳۴	ولا تجوز الصلوۃ علی الجنازۃ راکبا	کذا فی المحیط
۳۵	وکل مایعتبر شرطا لصحۃ سائر الصلوات من الطھارۃ الحقیقیۃ والحکمیۃ واستقبال القبلۃ وستر العورۃ والنیۃ یعتبر شرطا لصحۃ صلوۃ الجنازۃ	ھکذا فی البدائع
۳۶	فالامام والقوم ینوون ویقولون نویت اداء ھذہ الفریضۃ عبادۃ للہ تعالی متوجھا الی الکعبۃ مقتدیا بالامام ولو تفکر الامام بالقلب انہ یؤدی صلوۃ الجنازۃ یصح ولو قال المقتدی اقتدیت بالامام یجوز	کذا فی المضمرات
۳۷	ومن الشرط حضور المیت ووضعہ وکونہ امام المصلی فلا تصح علی غائب ولا علی محمول علی دابۃ ولا علی موضوع خلفہ	ھکذا فی النھر الفائق
۳۸	وتفسد صلوۃ الجنازۃ بما تفسد بہ سائر الصلوات الا محاذاۃ المرأۃ	کذا فی الزاھدی
۳۹	اذا کان القوم سبعۃ قاموا ثلاثۃ صفوف یتقدم واحد وثلاثۃ بعدہ واثنان بعدھم وواحد بعدھما	کذا فی التتارخانیۃ
۴۰	یقوم للرجل والمرأۃ بحذاء الصدر وھذا احسن مواقف الامام من المیت للصلوۃ علیہ وان وقف فی غیرہ جاز	ھکذا فی الکافی

سـ۱ـہ اور نماز جنازہ کے لئے تیمم کے جواز کے متعلق حکم ۲۹ تا ۳۲ / ۵۲ ملاحظہ ہو (مترجم) سـ۲ـہ نیت کے متعلق حکم نمبر ۱ تا ۳ / ۱۱۲ ملاحظہ ہو (مترجم) سـ۳ـہ نماز فاسد کرنے والے امور کے متعلق حکم نمبر ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) سـ۴ـہ محاذاۃ المرأۃ یعنی اگر نماز میں عورت مرد کے برابر کھڑی ہو جائے اور بعض شرطیں

دفعات دستی نمبر	اکیسواں باب - جنازۃ کے احکام — پانچویں فصل - میت پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان	حوالہ
۲۲۵-	(ب) اور اگر نماز جنازہ میں امام باوضو تھا اور جماعت کے لوگ بے وضو تھے تو امام کی نماز صحیح ہوگی اور نماز جنازہ نہیں لوٹائی جائے گی ۔٭	خلاصہ
۳۱	اگر مریض نے نماز جنازہ بیٹھ کر پڑھائی اور میت کا ولی بھی وہی ہے اور جماعت کے لوگ اس کے پیچھے کھڑے (ہو کر نماز جنازہ پڑھ رہے) ہوں تو جائز ہے ۔	قاضیخان
۳۲	کوئی شخص اپنے شہر کے علاوہ میں وفات پاگیا پھر اس کے رشتہ دار آئے اور اسے اٹھا کر اس کے گھر لے گئے تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) اگر سلطان یا قاضی کے حکم سے اس کی نماز جنازہ پڑھ چکے تھے تو اس کی نماز جنازہ نہیں لوٹائی جائے گی ۔	قاضیخان
۳۳	مغرب کی نماز کے وقت جنازہ حاضر کیا گیا تو جنازہ کی نماز مغرب کی سنتوں پر مقدم کی جائے گی ۔	قنیہ
۳۴	سوار ہو کر جنازہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے ۔	محیط
۳۵	جو شرطیں دوسری نمازوں کے صحیح ہونے کے لئے ہیں جیسے حقیقی طہارت ۔ حکمی طہارت قبلہ کی طرف رُخ کرنا ۔ ستر ڈھانکنا اور نیت کرنا یہ سب شرطیں نماز جنازہ صحیح ہونے کے لئے (بھی) ہیں[۱]	بدائع
۳۶	(د) پس امام اور جماعت کے لوگ نماز جنازہ کی نیت کریں گے تو یوں کہیں گے میں نماز جنازہ کے فرض کی ادائیگی کی نیت کرتا ہوں بندگی اللہ تعالیٰ کی منہ طرف کعبے شریف کے پیچھے امام صاحب کے (ب) اور اگر امام دل میں نیت کرے کہ وہ نماز جنازہ ادا کر رہا ہے تو صحیح ہوگا (ج) اور اگر مقتدی یہ کہے کہ میں اس امام کی اقتدا کرتا ہوں تو جائز ہوگا[۲]	مضمرات
۳۷	نماز جنازہ کی شرطوں میں سے یہ بھی ہے کہ میت حاضر ہو میت رکھی ہوئی ہو اور وہ نماز پڑھنے والے کے سامنے ہو پس اگر میت غائب ہو یا کسی جانور پر لادی ہوئی ہو یا نماز پڑھنے والے کے پیچھے رکھی ہوئی ہو تو نماز جنازہ صحیح نہ ہوگی ۔	نہر فائق
۳۸	جن امور سے دوسری نمازیں فاسد[۳] ہو جاتی ہیں ان سے نماز جنازہ بھی فاسد ہو جاتی ہے مگر نماز جنازہ میں محاذاۃ المرأۃ[۴] کے احکام لاگو نہیں ہوتے ۔	زاہدی
۳۹	جب نماز جنازہ میں (کل) سات آدمی ہیں تو تین صفیں کریں ایک (بطور امام) آگے ہو جائے تین اس کے پیچھے ہوں اور پھر دو ان کے پیچھے ہوں اور پھر ایک ان (دونوں صفوں) کے پیچھے ہو ۔	تتارخانیہ
۴۰	(ا) نماز جنازہ میں میت مرد ہو یا عورت ہو امام اس کے سینے کے مقابل کھڑا ہو ۔ میت کی نماز جنازہ میں امام کے کھڑا ہونے کی جگہ یہی بہتر ہے (ب) اور اگر کوئی امام میت کے سینہ کی سیدھ کے علاوہ میں کھڑا ہو گیا تو جائز ہے ۔	کافی

بعض پائی جائیں تو اس مرد کی نماز فاسد ہو جاتی ہے جیسا کہ حکم نمبر ۱۶۴ میں ہے مگر نماز جنازہ میں محاذاۃ المرأۃ کے احکام لاگو نہیں ہوتے جیسا کہ حکم نمبر ۳/۱۶۴ میں ہے (مترجم) ٭ حکم نمبر ۲/۲۲۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الخامس فی الصلوۃ علی المیت	حوالہ
۲۲۵-۴۱	وصلوۃ الجنازۃ اربع تکبیرات ولو ترک واحدمنھا لم تجز صلوتہ	ھکذا فی الکافی
۴۲	فیکبر للافتتاح ویقول سبحانک اللھم الخ ثم یکبر اخری ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یکبر اخری ویدعو للمیت وجمیع المسلمین ولیس فیھا دعاء موقت وعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یقول اللّٰھم اغفر لحینا ومیتنا وشاھدنا وغائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا اللّٰھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان فان کان المیت صغیرا عن ابی حنیفۃ رح انہ یقول اللّٰھم اجعلہ لنا فرطا اللّٰھم اجعلہ لنا ذخرا واجرا اللھم اجعلہ لنا شافعا ومشفعا ھذا اذا کان یحسن ذلک فان کان لا یحسن یأتی بای دعاشاء ثم یکبر الرابعۃ ثم یسلم تسلیمتین ولیس بعد التکبیرۃ الرابعۃ قبل السلام دعاء	ھکذا فی شرح الجامع الصغیر لقاضی خان
۴۳	وھو ظاھر المذھب	ھکذا فی الکافی

ؔ۱ کیونکہ نماز جنازہ میں تکبیر تحریمہ سمیت چاروں تکبیریں رکن ہیں ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۴۱۱ (مترجم) ؔ۲ اور میت کے لئے خلوص سے دعا کرے جیسا کہ نماز جنازہ کے متعلق ابو امامہ کی روایت میں ہے کہ ثم یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یخلص الدعا للمیت ثم یسلم الخ یعنی درود شریف کے بعد (تیسری تکبیر کہکر) پھر میت کے لئے خلوص سے دعا کرے پھر (چوتھی تکبیر کہکر) سلام پھیرے ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ ج ۱ ص ۱۹۸ بحوالہ اسمٰعیل قاضی وہکذا بحوالہ الحاکم وہکذا عن ابی ہریرۃ رضی مشکوٰۃ ج ۱ ص ۴۹۰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میت کے لئے ایسی رقت اور خلوص سے ہوتی تھی کہ بعض صحابہ رض نے سنکر تمنا کی کہ کاش یہ جنازہ میرا ہوتا۔ بحوالہ مسلم عن عوف ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۱۸۳ (مترجم) ؔ۳ ترجمہ:۔ الہی ہمارے ہر زندہ کو اور ہمارے ہر میت کو بخش دے ہر حاضر کو اور ہمارے ہر غائب کو بخشدے ہمارے ہر چھوٹے کو اور ہمارے ہر بڑے کو بخشدے اور ہمارے ہر مرد اور ہر عورت کو بخشدے الہی تو ہم میں سے جسے زندہ رکھے تو اسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جسے موت دے تو اسے ایمان پر موت دے (مترجم) ؔ۴ ترجمہ:۔ الہی اسکو ہمارے لئے آگے پہنچکر سامان کرنیوالا بنادے اور اس کو ہمارے لئے وقت پر کام آنے والا اور اجر کا موجب بنادے اور اس کو ہماری سفارش کرنیوالا بنادے اور ایسا سفارشی بنادے جسکی سفارش منظور ہو جائے (مترجم) ؔ۵ نماز جنازہ کے سلام کے بعد دعا کرنے کے متعلق حنفی فقہ کی کتب کے مندرجہ ذیل احکام ملاحظہ ہوں (۱) البحر الرائق میں ہے کہ لا یدعو بعد التسلیم کما فی الخلاصۃ وعن الفضلی لا بأس بہ: ترجمہ:۔ (نماز جنازہ میں) سلام پھیرنے کے بعد دعا نہ کرے جیسا کہ یہ حکم خلاصۃ الفتاوی میں ہے اور فضلی رح سے منقول ہے کہ مذکورہ دعا کر لینے میں کوئی حرج نہیں ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۱۸۳ اور "لا بأس بہ یعنی اسمیں کوئی حرج نہیں" کے فقرہ کے متعلق فتاوی شامیہ میں ہے کہ قولہ لا بأس الخ فی ھذا

دفعات دشتی نمبر	اکیسواں باب ۔ جنازہ کے احکام پانچویں فصل ۔ میت پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان	حوالہ
۲۲۵ - ۴۱	(ا) نماز جنازہ چار تکبیریں ہیں (ب) اگر کسی نے ان میں سے کوئی ایک تکبیر چھوڑ دی تو اس کی وہ نماز جنازہ جائز نہ ہوگی ۔ ۱ ؎	کافی
۴۲	(ا) پس شروع کی تکبیر (تحریمہ) کہے اور سبحنک اللھم آخر تک پڑھے (ب) پھر دوسری تکبیر کہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے (ج) پھر (تیسری) تکبیر کہے اور میت کیلئے ۲ ؎ اور سب مسلمانوں کے لئے دعا کہے اور [۲] اس میں کوئی خاص دعا مقرر نہیں ۔ اور [۲] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَانِ [۳] اور اگر میت بچہ ہو تو امام ابو حنیفہؒ سے منقول ہے کہ یوں کہے ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا ذُخْرًا وَّاَجْرًا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا ۴ ؎ یہ [۳] (مذکورہ دعائیں پڑھنے کا حکم) اس صورت میں ہے کہ وہ ان دعاؤں کو اچھی طرح پڑھ سکے اور اگر (مذکورہ دعائیں) اچھی طرح نہ پڑھ سکے تو جونسی دعا چاہے پڑھے ۔ (د) پھر چوتھی تکبیر کہے پھر دونوں طرف سلام پھیرے (س) چوتھی تکبیر کے بعد اور سلام پھیرنے سے پہلے کوئی دعا نہیں ہے ۵ ؎	شرح جامع صغیر
۴۳	اور یہی (مذکورہ) حکم ظاہر المذہب ہے ۔	کافی

التعبیر کما قال شمس الائمۃؒ اشارۃ الی انہ لا یوجب ویکفیہ ان ینجو راسا براس اھ قال فی النھایۃ لان لفظ لاباس دلیل علی ان المستحب غیرہ الخ یعنی کوئی حرج نہیں کے نقرہ میں اشارہ ہے کہ ایسا کرنے میں ثواب نہیں ۔ البتہ مواخذہ سے بچنے کیلئے کفایت کر جائیگا اور مستحب امر اسکے علاوہ میں ہے ماخوذ از رد المحتار ج ۱ صـ۶۱۶ (ب) فتاوی بزازیہ میں ہے کہ ولا یقوم بالدعاء بعد صلوۃ الجنائز لانہ دعا مرۃ لان اکثرھا دعاء ترجمہ : ۔ نماز جنازہ کے بعد دعا کیلئے نہ ٹھہرے اسلئے کہ وہ ایک دفعہ دعا کر چکا ہے کیونکہ نماز جنازہ کا اکثر حصہ دعا ہے ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیریہ ج ۴ صـ۸۰ (ج) مرقاۃ شرح مشکوۃ از ملا علی قاریؒ میں ہے کہ ولا یدعو للمیت بعد صلوۃ الجنازۃ لانہ یشبہ الزیادۃ فی صلوۃ الجنازۃ ۔ ترجمہ : ۔ میت کیلئے نماز جنازہ کے بعد (وہاں) دعا نہ مانگے اس لئے کہ ایسا کرنا نماز جنازہ میں زیادتی کرنے کے مشابہ ہے ۔ ماخوذ از مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ۲ صـ۳۱۹ (د) اور خلاصۃ الفتاوی میں ہے کہ ولا یقوم بالدعاء فی قرأۃ القرآن لاجل المیت بعد صلوۃ الجنازۃ الخ وقبلھا ترجمہ : ۔ نماز جنازہ سے (متصل) پہلے اور بعد قرآن مجید پڑھکر میت کیلئے دعا کرنے کے لئے نہ ٹھہرے ۔ ماخوذ از خلاصۃ الفتاوی ج ۱ صـ۲۲۵ (س) قنیہ میں ہے کہ لا یقوم الرجل بالدعاء بعد صلوۃ الجنازۃ ۔ ترجمہ ۔ نماز جنازہ کے (متصل) بعد دعا کیلئے کوئی آدمی نہ ٹھہرے ماخوذ از قنیہ ج ۱ صـ۵۶ (ص) اور محیط میں ہے ان الدعاء بعد صلوۃ الجنازۃ مکروہ ۔ ترجمہ ۔ بیشک نماز جنازہ کے بعد (متصل) دعا مانگنا مکروہ ہے ماخوذ از محیط باب الجنائز (ص) فتاوی سراجیہ میں ہے کہ اذا فرغ من الصلوۃ لا یقوم بالدعاء ترجمہ ۔ جب نماز جنازہ سے فارغ ہو جائے تو وہاں دعا کیلئے نہ ٹھہرے ماخوذ از فتاوی سراجیہ صـ۲۳ (مستترجم) البتہ میت کیلئے دفن کے بعد دعاؤں کے متعلق حکم $\frac{۳۵، ۳۶}{۲۲۲}$ مع حاشیہ اور زیارت قبور کے وقت دعاؤں کے متعلق حکم $\frac{۳۸}{۲۲۶}$ کے حاشیہ اور میت کو ایصال ثواب کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۲}{۱۸۹}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

حوالہ	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز الفصل الخامس فی الصلوٰۃ علی المیت	دفعات وشق نمبر
کذا فی التبیین	ویخافت فی الکل الا فی التکبیر	۲۲۵-۴۴
کذا فی محیط السرخسی	ولا یقرأ فیها القرآن ولو قرأ الفاتحة بنية الدعاء فلا بأس به وان قرأ بنية القرأة لا يجوز لانها محلها الدعاء دون القرأة	۴۵
کذا فی العینی شرح الکنز	ولا یرفع یدیه الا فی التکبیرة الاولی فی ظاهر الروایة	۴۶
کذا فی الکافی	والامام والقوم فيه سواء	
کذا فی السراج الوهاج وهکذا فی فتاوی قاضیخان والظهیریة	ولا ینوی المیت فی التسلیمتین بل ینوی بالاولی من عن یمینه وبالثانیة من عن شماله	۴۷
هکذا فی محیط السرخسی	ولو کبر الامام خمسا فالمقتدی لا یتابع ثم ماذا یصنع فی روایة عن ابی حنیفةؒ یمکث حتی یسلم معه وهو الاصح	۴۸
کذا فی السراج الوهاج	واذا جاء رجل وقد کبر الامام التکبیرة الاولی ولم یکن حاضرا انتظر حتی یکبر الثانیة ویکبر معه فاذا فرغ الامام کبر المسبوق التکبیرة التی فاتته قبل ان ترفع الجنازة وهذا قول ابی حنیفةؒ ومحمدؒ	۴۹
کذا فی السراج الوهاج	وکذا اذا جاء وقد کبر الامام تکبیرتین او ثلاثا	۵۰
کذا فی المضمرات	وان جاء رجل وقد کبر الامام اربعا ولم یسلم لا یدخل معه فی روایة عن ابی حنیفةؒ والاصح انه یدخل وعلیه الفتوی	۵۱
وفتاوی قاضیخان	ثم یکبر ثلاثا قبل ان ترفع الجنازة متتابعا لا دعاء فیها کذا فی الخلاصة	
کذا فی الظهیریة	ولو رفعت بالایدی ولم توضع علی الاکتاف ذکر فی ظاهر الروایة انه لا یأتی	

لہ رد المحتار میں ہے کہ نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے بعد جو ذکر پڑھا جاتا ہے اسے اونچی آواز سے نہ پڑھے اس لئے کہ ذکر میں آہستہ پڑھنا مسنون ہے اور سلام اونچی آواز سے یا آہستہ آواز سے کہنے کے متعلق ظاہر روایت میں کوئی حکم نہیں ہے حسن بن زیادؒ نے کہا ہے کہ چونکہ اونچی آواز سے سلام کہنا نماز کی تکمیل کی اطلاع کے لئے ہوتا ہے اور نماز جنازہ میں اسکی ضرورت نہیں اس لئے کہ اس نماز میں سلام کہنا تو چوتھی

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب ۔ جنازہ کے احکام — پانچویں فصل ۔ میت پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان	حوالہ
۲۲۵-۴۴	(نماز جنازہ میں) تکبیروں کے سوا باقی سب آہستہ پڑھے [۱]	تبیین
۴۵	(ا) نماز جنازہ میں قرآن مجید کی قرأت نہ کرے (ب) اور اگر کسی نے سورۃ فاتحہ دعا کی نیت سے پڑھی تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور اگر سورہ فاتحہ قرأت کی نیت سے پڑھی تو جائز نہ ہوگا اس لئے کہ وہ موقع قرأت کی بجائے دعا کا ہے۔	محیط سرخسی
۴۶	(ا) اور ظاہر روایت میں (نماز جنازہ کے دوران) پہلی تکبیر (یعنی تکبیر تحریمہ) کے سوا ہاتھ نہ اٹھائے (ب) اور اس (مذکورہ) حکم میں امام اور قوم برابر ہیں۔	عینی ۔ کافی
۴۷	دونوں سلاموں میں میت کی نیت نہ کرے بلکہ پہلے سلام میں ان کی نیت کرے جو اس کی دائیں طرف ہیں اور دوسرے سلام میں ان کی نیت کرے جو اس کے بائیں طرف ہیں [۲] سراج الوہاج۔	قاضیخان ظہیریہ
۴۸	اگر امام پانچ تکبیریں کہے تو مقتدی (پانچویں تکبیر میں) امام کی پیروی نہ کرے [۳] پھر وہ کیا کرے اس کے متعلق امام ابوحنیفہ رح کی ایک روایت میں حکم یہ ہے کہ وہ ٹھہرا رہے۔ حتی کہ امام کے ساتھ سلام پھیرے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	محیط سرخسی
۴۹	کوئی شخص (نماز جنازہ کے لئے) آیا اور امام پہلی تکبیر کہہ چکا تھا اور یہ اس وقت حاضر نہ تھا [۴] تو وہ انتظار کرے اور جب امام دوسری تکبیر کہے تو اس کے ساتھ تکبیر کہہ کر نماز میں شریک ہو اور جب امام نماز سے فارغ ہو تو یہ مسبوق جنازہ اٹھنے سے پہلے وہ تکبیر کہہ لے جو اس سے فوت ہوگئی ہے یہ قول امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کا ہے۔	
۵۰	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کوئی شخص (نماز جنازہ کے لئے) آیا اور امام دو تکبیریں یا تین تکبیریں کہہ چکا تھا۔	سراج وہاج
۵۱	(ا) اور اگر کوئی شخص (نماز جنازہ کے لئے) آیا اور امام چاروں تکبیریں کہہ چکا تھا البتہ امام نے ابھی سلام نہیں پھیرا تھا تو امام ابوحنیفہؒ سے ایک روایت یہ ہے کہ وہ شخص امام کے ساتھ اس نماز جنازہ میں شامل نہ ہو۔ (ب) اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ داخل ہو اور اسی حکم پر فتوی ہے۔	مضمرات
	(ج) پھر (اس مذکورہ صورت میں نماز میں داخل ہونے کے بعد) وہ شخص پے درپے تین تکبیریں ان تکبیروں کے درمیان کوئی دعا پڑھے بغیر کہہ لے۔	خلاصہ قاضیخان
	(د) اور اگر (مذکورہ صورت میں) جنازہ ہاتھوں پر اٹھا لیا گیا تھا البتہ ابھی کندھوں پر نہیں رکھا گیا تھا تو ظاہر روایت میں اس کا حکم یہ ہے کہ پھر تکبیریں نہ کہے۔	ظہیریہ

تکبیر کے بعد بلا فصل شروع ہے۔ مگر ہمارے زمانہ میں عمل اس پر ہے کہ سلام اونچی آواز سے کہا جائے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ا ص ۸۱۷ (مترجم) [۲] سلام میں نیت کے متعلق حکم ۹ تا ۱۵ / ۱۳۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] جیسا کہ حکم ۱ / ۱۶۷ میں ہے (مترجم)
[۴] اور اگر وہ حاضر تھا تو انتظار نہ کرنے کے متعلق حکم ۵۲ / ۲۲۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الخامس فی الصلوۃ علی المیت	حوالہ
۲۲۵ — ۵۲	وان کان مع الامام فتغافل و لم یکبر مع الامام او کان فی النیۃ بعد فأخر التکبیرۃ فانہ یکبر ولا ینتظر تکبیرۃ الامام الثانیۃ فی قولھم لانہ لما کان مستورا جعل بمنزلۃ المشارک	کذا فی شرح الجامع الصغیر لقاضیخان
۵۳	وان کبر مع الامام التکبیرۃ الاولی ولم یکبر الثانیۃ والثالثۃ یکبرھما ثم یکبر مع الامام	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۴	ولو سلم الامام بعد الثالثۃ ناسیا کبر الرابعۃ ویسلم	کذا فی التتارخانیۃ
۵۵	ولو اجتمعت الجنائز یخیر الامام ان شاء صلی علی کل واحد علی حدۃ وان شاء صلی علی الکل دفعۃ بالنیۃ علی الجمیع	کذا فی معراج الدرایۃ
۵۶	وھو فی کیفیۃ وضعھم بالخیار ان شاء وضعھم بالطول سطرا واحدا ویقف عند افضلھم وان شاء وضعھم واحدا وراء واحد الی جھۃ القبلۃ وترتیبھم بالنسبۃ الی الامام کترتیبھم فی صلوتھم خلفہ حالۃ الحیاۃ فیقرب منھم الافضل فالافضل فیصف الرجال الی جھۃ الامام ثم الصبیان ثم الخناثی ثم النساء ثم المراھقات ولو کان الکل رجالا روی الحسنؒ عن ابی حنیفۃؒ یوضع افضلھم واسنھم مما یلی الامام ولو اجتمع حر وعبد فالمشھور تقدیم الحر علی کل حال	کذا فی فتح القدیر
۵۷	واذا کبر الامام علی جنازۃ فجئ باخری مضی علی صلوتہ علی الاولی فاذا فرغ استأنف علی الثانیۃ وان کان لما وضعوا کبر التکبیرۃ الاخری ینویھما فھی للاولی ایضا ولاتکون للثانیۃ وان کبر الثانیۃ ینوی الثانیۃ وحدھا فھی للثانیۃ وقد خرج من الاولی فاذا فرغ اعاد الصلوۃ علی الاولی	کذا فی السراج الوھاج

ا اور اگر وہ حاضر نہ تھا تو انتظار کرنے کے متعلق حکم ۴۹/۲۲۵ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ جیسا کہ حکم نمبر ۱۰/۱۶۳ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب ۔ جنازہ کے احکام پانچویں فصل ۔ میت پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان	حوالہ
۲۲۵ - ۵۲	اگر کوئی شخص (نماز جنازہ میں) امام کے ساتھ تھا اور غافل ہوگیا ۔ اور امام کے ساتھ تکبیر نہ کہی یا وہ شخص بعد تک نیت میں رہا اور اس وجہ سے تکبیر کہنے میں اس سے تاخیر ہوگی تو فقہاءؒ کے قول میں (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) وہ (اسی وقت) تکبیر کہہ لے اور امام کی دوسری تکبیر کا انتظار نہ کرے [1] اس لئے کہ جب وہ اس نماز کے لئے (حاضر) اور تیار تھا تو لے بمنزلہ شریک نماز قرار دیا جائیگا ۔	شرح جامع صغیر
۵۳	اگر کسی شخص نے (نماز جنازہ میں) امام کے ساتھ پہلی تکبیر کہی اور دوسری اور تیسری تکبیر نہ کہی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) وہ مذکورہ دونوں تکبیریں کہہ لے پھر امام کے ساتھ تکبیر کہے ۔	قاضیخان
۵۴	اگر امام نے (نماز جنازہ میں) تین تکبیروں کے بعد بھول کر سلام پھیر دیا تو وہ چوتھی تکبیر کہے اور پھر سلام پھیرے	تتارخانیہ
۵۵	(ا) اگر بہت سے جنازے جمع ہو جائیں تو امام کو اختیار ہے چاہے تو ہر ایک کے لئے الگ الگ نماز جنازہ پڑھائے (ب) اور چاہے تو سب پر ایک نماز جنازہ پڑھائے اور اس میں سب کی نیت کرے ۔	معراج درایہ
۵۶	اور (بہت سے جنازے جمع ہونے کی صورت میں) امام کو ان کے رکھنے کی کیفیت میں مختار ہے ۔ (ا) چاہے تو سب جنازوں کو لمبائی میں ایک قطار بنالے اور جنازوں میں سے جو افضل ہو خود اس کے سامنے کھڑا ہو (اور نماز جنازہ پڑھا دے) (ب) اور[1] چاہے تو ان جنازوں کو قبلہ کی طرف ایک کے بعد دوسرا رکھے اور اس کے رکھنے میں ان کی ترتیب امام کی نسبت اسی طرح ہوگی جس طرح زندگی میں امام کے پیچھے ان کی نمازوں میں ان کی (جگہوں کی) ترتیب ہوتی ہے تو ان میں سے جو افضل ہے وہ امام کے قریب ہوگا پھر جو اس کے بعد افضل ہے ۔ پس امام کی طرف پہلے مردوں کے جنازے ہوں گے پھر لڑکوں کے پھر ہیجڑوں کے پھر عورتوں کے اور پھر قریب البلوغ لڑکیوں کے جنازے رکھے جائیں گے [2] اور[2] اگر سبھی جنازے مردوں کے ہوں تو حسنؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے کہ ان میں سے جو افضل ہے اور عمر میں بڑا ہے اس کا جنازہ امام کے قریب رکھا جائیگا ۔ [3] اور اگر آزاد شخص اور غلام شخص کے جنازے جمع ہو جائیں تو مشہور حکم یہ ہے کہ ہر حال میں آزاد شخص کا جنازہ مقدم ہوگا ۔	فتح قدیر
۵۷	(ا) جب امام کسی جنازہ کی نماز میں تکبیر کہہ چکا تو دوسرا جنازہ لایا گیا تو وہ اسی طرح پہلا جنازہ پڑھتا رہے اور جب (پہلے جنازہ سے) فارغ ہو تو دوسرے جنازہ پر از سر نو نماز جنازہ پڑھے اور اگر دوسرا جنازہ رکھے کے بعد امام نے دوسری تکبیر کہی تو اس میں دونوں جنازوں کی نیت کی تب بھی وہ پہلے جنازہ کی تکبیر قرار پائے اور دوسرے جنازہ کے لئے نہ ہوگی ۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) امام نے دوسری تکبیر میں صرف دوسرے جنازے کے لئے نیت کی تو (اس صورت میں) وہ تکبیر دوسرے جنازے کے لئے ہے اور وہ پہلے جنازہ کی نماز سے نکل گیا ہے پس جب وہ (دوسرے جنازہ کی نماز سے) فارغ ہو تو پہلے جنازہ کی نماز لوٹائے گا ۔	سراج وہاج

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل السادس فی القبر والدفن والنقل من مکان الی آخر	حوالہ
۲۲۵-۵۸	ولواحدث الامام فی صلوة الجنازة فقدم غیره جاز هوالصحیح	کذا فی الظهیریة
۵۹	ولودفن المیت قبل الصلوة اوقبل الغسل فانه یصلی علی قبره الی ثلاثة ایام	
	والصحیح ان هذا لیس بتقدیر لازم بل یصلی علیه مالم یعلم انه قد تمزق	کذا فی السراجیة
۶۰	والصلوة علی الجنازة فی الجبانة والامکنة والدور سواء	کذا فی المحیط
۶۱	وصلوة الجنازة فی المسجد الذی تقام فیه الجماعة مکروهة سواء کان المیت والقوم فی المسجد اوکان المیت خارج المسجد والقوم فی المسجد اوکان الامام مع بعض القوم خارج المسجد والقوم الباقی فی المسجد اوالمیت فی المسجد والامام والقوم خارج المسجد هو المختار	کذا فی الخلاصة
	ولاتکره بعذر المطر ونحوه	هکذا فی الکافی
۶۲	تکره فی الشارع واراضی الناس	کذا فی المضمرات
۶۳	اما المسجد الذی بنی لاجل صلوة الجنازة فلا تکره فیه	کذا فی التبیین
۶۴	ولا ینبغی ان یرجع من جنازة حتی یصلی علیه وبعد ماصلی لایرجع الا باذن اهل الجنازة قبل الدفن وبعد الدفن یسعه الرجوع بغیر اذنهم	کذا فی المحیط

الفصل السادس فی القبر والدفن والنقل من مکان الی آخر

دفعات ۲۲۶ تا ۲۲۷ عنوانات ۲ تعداد شق ۶۸

۲۲۶- القبر والدفن ونقل المیت — تعداد شق ۵۰

۱	دفن المیت فرض علی الکفایة	کذا فی السراج الوهاج
۲	السنة هو اللحد دون الشق	کذا فی محیط السرخسی
۳	وصفة اللحد ان یحفر القبر بتمامه ثم یحفر فی جانب القبلة منه حفیرة فیوضع فیه المیت	کذا فی المحیط
۴	ویجعل ذلک کالبیت المسقف	کذا فی البحرالرائق

[1] خلیفہ بنانے کے احکام حکم نمبر ۱۷۵ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] اس کے متعلق حکم ۳/۲۲۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب - جنازہ کے احکام / چھٹی فصل- قبر دفن اور میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانیکا بیان	حوالہ
۲۲۵-۵۸	اگر کسی امام کو نماز جنازہ میں حدث (وضو توڑنے والا امر پیش آنا) ہوا اور اس نے کسی اور کو (بطور خلیفہ) [1] آگے کر دیا تو جائز ہے یہی حکم صحیح ہے۔	ظہیریہ
۵۹	(۱) اگر کسی میت کو غسل یا جنازہ سے پہلے ہی دفن کر دیا گیا تو اس کی قبر پر [2] نماز جنازہ پڑھی جائیگی مگر یہ حکم تین دن تک کے لئے ہے۔	
	(ب) اور صحیح حکم یہ ہے کہ تین دن کی حد مقرر نہیں ہے۔ بلکہ جب تک یہ سمجھے کہ میت کا جسم نہیں پھٹا تب تک اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے۔	سراجیہ
۶۰	عیدگاہ، مکانوں اور حویلیوں میں نماز جنازہ کا حکم برابر ہے۔	محیط
۶۱	(۱) ایسی مسجد [3] جس میں نماز با جماعت ہوا کرتی ہو اس میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے۔ خواہ میت اور جماعت کے لوگ مسجد میں ہوں یا میت مسجد سے باہر ہو اور جماعت کے لوگ مسجد میں ہوں یا امام اور جماعت کے کچھ لوگ مسجد سے باہر ہوں اور باقی لوگ مسجد میں ہوں یا میت مسجد میں ہو اور امام اور جماعت کے لوگ مسجد سے باہر ہوں۔ یہی حکم مختار ہے۔	خلاصہ
	(ب) مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا بارش کی وجہ سے یا اس قسم کے کسی عذر کی وجہ سے ہو تو مکروہ نہیں ہے۔	کافی
۶۲	عام راستہ میں یا غیر لوگوں کی زمین میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے۔	مضمرات
۶۳	ایسی مسجد جو نماز جنازہ پڑھنے کے لئے بنائی گئی ہو اس میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے [4]	تبیین
۶۴	(۱) کسی جنازہ (پر جانے کے بعد اس) پر نماز جنازہ پڑھنے سے پہلے نہیں لوٹنا چاہیئے۔	
	(ب) اور نماز جنازہ پڑھ لینے کے بعد اور اس کے دفن سے پہلے جنازہ والوں کی اجازت کے بغیر نہ لوٹیں۔	
	(ج) اور میت کے دفن ہونے کے بعد جنازہ والوں کی اجازت کے بغیر واپس آسکتا ہے۔	محیط

چھٹی فصل قبر-دفن اور میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کا بیان

دفعات ۲۲۶ تا ۲۲۷ عنوانات ۲ تعداد شق ۶۸

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۲۲۶	**قبر- دفن اور میت کا منتقل کرنا** اور اس میں ۵۰ شقیں ہیں	
۱	میت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے۔	سراج وہاج
۲	(قبر کھودنے میں) سنت طریقہ یہ ہے کہ لحد طرز سے قبر بنائی جائے شق کی طرح سے نہیں۔	محیط سرخسی
۳	اور لحد اسے کہتے ہیں کہ پوری قبر کھود دی جائے پھر اس کے اندر قبلہ کی طرف گڑھا کھودا جائے اور اس گڑھے میں میت رکھا جائے۔	محیط
۴	اور وہ گڑھا چھت والے کمرے کی طرح بنایا جائے۔	بحرالرائق

۳ حکم نمبر ۶۳/۲۲۵ بھی ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ حکم نمبر ۳۷/۲۲۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل السادس فی القبر والدفن والنقل من مکان الی آخر	حوالہ
۲۲۶ - ۵	فان کانت الارض اخوۃ فلا بأس بالشق	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶	وصفة الشق ان تحفر حفیرة کالنهر وسط القبر ویبنی جانباه باللبن اوغیره ویوضع المیت فیه	کذا فی معراج الدرایة
۷	وینبغی ان یکون مقدار عمق القبر الی صدر رجل وسط القامة وکلما زاد فهو افضل	کذا فی الجوهرة النیرة
۸	وروی الحسن ابن زیادؒ عن ابی حنیفةؒ طول القبر قدر طول الانسان وعرضه قدر نصف قامته	کذا فی المضمرات
۹	وحکی عن الشیخ الامام ابی البکر محمد بن الفضل رح انه جوّز اتخاذ التابوت فی بلاد تا لرخاوة الارض قال ولو اتخذ تابوت من حدید لا بأس به لکن ینبغی ان یفرش فیه التراب ویطین الطبقة العلیا مما یلی المیت ویجعل اللبن الخفیف علی یمین المیت وعلی الیسار لیصیر بمنزلة اللحد	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۰	ویکره الآجر فی اللحد اذا کان یلی المیت	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۱	ویکره الدفن فی الاماکن التی تسمی فساقی	کذا فی فتح القدیر
۱۲	والشفع کالوتر فیمن دخل	کذا فی الکافی
۱۳	ویستحب ان یکونوا اقویاء امناء وصلحاء	کذا فی التاتارخانیة
۱۴	وذوالرحم المحرم اولی باد خال المرأة من غیرهم	کذا فی الجوهرة النیرة
۱۵	وکذا ذوالرحم غیر المحرم اولی من الاجنبی	
	فان لم یکن فلا بأس للاجانب وضعها	کذا فی البحر الرائق
۱۶	ولا یدخل احد من النساء القبر	کذا فی محیط السرخسی
۱۷	ویدخل المیت مما یلی القبلة وذلك ان یوضع فی جانب القبلة من القبر ویحمل المیت منه ویوضع فی اللحد فیکون الآخذ له مستقبل القبلة حالة الاخذ	کذا فی فتح القدیر
۱۸	ویقول واضعه بسم الله وعلی ملة رسول الله	کذا فی المتون
۱۹	ویوضع فی القبر علی جنبه الایمن مستقبل القبلة	کذا فی الخلاصة
۲۰	وتحل العقدة ویسوی اللبن والقصب لا الآجر والخشب	کذا فی المتون

[۲] جیساکہ رد المحتار میں ہے کہ ویکرہ الدفن فی الفساقی اھ وھی کبیت معقود بالبناء یسع جماعة قیاما لمخالفتها السنة امداد والکراھة فیها من جهة عدم اللحد ودفن الجماعة فی قبر واحد بلا ضرورة واختلاط الرجال بالنساء بلا حاجز وتجصیصها والبناء علیها بحر، رد المحتار ج ا ص ۸۳۵ ترجمہ فساقی یعنی محراب دار گھر کی طرح جگہ جسمیں ایک جماعت کھڑی ہو سکتی ہو ایسی جگہ میں میت دفن کرنا سنت طریقہ کے خلاف ہے اور اسمیں کراہیت کی کئی وجوہات ہیں اسلئے اسمیں لحد نہیں نیز ایک قبر میں

دفعات و شق نمبر	اکیسواں باب ۔ جنازہ کے احکام — چھٹی فصل قبر، دفن اور میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کا بیان	حوالہ
۲۲۶-۵	اگر زمین نرم ہو تو شق کے طریقہ سے قبر بنانے میں کوئی حرج نہیں ۔	قاضیخان
۶	شق اسے کہتے ہیں کہ قبر کے درمیان نہر کی طرح ایک گڑھا کھودا جائے اس کی دونوں طرفیں کچی، اینٹوں وغیرہ سے بنادی جائیں اور اس کے اندر میت رکھ دیا جائے اور اس پر چھت بنادی جائے ۔	معراج درایہ
۷	قبر کی گہرائی درمیانہ قد کے آدمی کے سینہ تک ہونی چاہیئے اور قبر جس قدر گہری ہو افضل ہے ۔	جوہرہ نیرہ
۸	حسن بن زیادؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت کیا ہے کہ قبر کی لمبائی اس آدمی کے قد کی لمبائی جتنی ہو اور اسکی چوڑائی آدمی کے قد کے نصف جتنی ہو ۔	مضمرات
۹	(الف) شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضلؒ سے روایت ہے کہ ہمارے شہروں میں زمین کی نرمی کی وجہ سے میت کو تابوت (صندوق) میں رکھنا جائز ہے (ب) اور اگر تابوت لوہے کا ہو تو اسمیں کوئی حرج نہیں لیکن لوہے کا تابوت ہونے کی صورت میں اس میں کچھ مٹی بچھادی جائے ۔ اور اوپر کی جانب جو میت سے ملی ہوئی ہے اس پر بھی کیچڑ لگا دیا جائے اور پکی کچی اینٹیں میت کے دائیں اور بائیں طرف لگادی جائیں تاکہ وہ تابوت لحد کے قائمقام ہوجائے ۔	قاضیخان
۱۰	لحد میں پکی اینٹیں لگانا مکروہ ہے جبکہ وہ میت سے متصل ہوں [۱]	قاضیخان
۱۱	ایسی جگہوں میں میت کو دفن کرنا مکروہ ہے جنہیں فساقی کہا جاتا ہے [۲]	فتح قدیر
۱۲	(قبر میں میت رکھنے کے لئے) جو لوگ قبر میں داخل ہوں وہ (تعداد میں) طاق ہوں یا جفت ہوں حکم برابر ہے ۔	کافی
۱۳	اور یہ مستحب ہے کہ (میت کو قبر میں اتارنے والے) قوی، امین اور نیک آدمی ہوں ۔	تتارخانیہ
۱۴	عورت میت کو قبر میں اتارنے کے لئے اوروں کی نسبت رشتہ دار محرم اولی ہیں ۔	جوہرہ نیرہ
۱۵	(ا) اسی طرح (عورت کو قبر میں اتارنے کے لئے) اجنبی کی نسبت رشتہ دار غیر محرم اولی ہیں ۔ (ب) اور اگر یہ نہ ہوں اور اجنبی لوگ عورت کو قبر میں اتاریں تو کوئی حرج نہیں	بحرالرائق
۱۶	(میت کو قبر میں اتارنے کیلئے) کوئی عورت قبر میں داخل نہ ہو ۔	محیط سرخسی
۱۷	میت قبلہ کی طرف سے قبر میں اتاری جائے اور یہ اس طرح ہوگا کہ میت قبر سے قبلہ کی طرف رکھی جائے اور وہاں سے میت اٹھا کر لحد میں رکھی جائے پس (قبر میں رکھنے کیلئے) میت پکڑنے والا پکڑتے وقت قبلہ رو ہوگا ۔	فتح قدیر
۱۸	قبر میں میت رکھنے والا یہ کہے بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ [۳]	متون
۱۹	میت قبر میں دائیں پہلو پر قبلہ رو رکھا جائے	خلاصہ
۲۰	پھر کفن کی گرہیں کھول دی جائیں اور اس پر کچی اینٹیں ۔ اور بانس ہموار لگائے جائیں [۴] مگر پکی اینٹیں اور لکڑی نہ لگائی جائے ۔	متون

[۳] ترجمہ:- میں یہ کام اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور حضور کے طریقہ پر کرتا ہوں ٭ نیز ردالمحتار میں بطور تنبیہہ لکھا ہے کہ میت کو قبر میں داخل کرتے وقت جو اذان متعارف ہے وہ مسنون نہیں ہے ۔ علامہ ابن حجرؒ نے اپنے فتاویٰ میں اسکے بدعت ہونے کی تصریح کی ہے اور کہا ہے کہ مذکورہ اذان کو نومولود کے لئے اذان پر قیاس کرکے اختتام امر کو ابتدا سے ملحق کرنے کا ظن صحیح نہیں ہے ۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۸۳۷ وکذا فی ردالمحتار ج ۱ ص ۳۵۸ (مترجم)

[۴] ردالمحتار میں ہے لحد پر کچی اینٹیں اسطرح لگادیں کہ قبر کی طرف سے بند ہوجائے ۔ اور اینٹوں میں خالی جگہ کو مٹی کے ڈھیلوں اور بانس سے پُر کردیا جائے تاکہ

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز الفصل السادس فی القبر والدفن والنقل من مکان الی آخر	حوالہ
۲۲۶-۲۱	ویسمی قبرها الا قبرہ	کذا فی المتون
۲۲	ویہال التراب	کذا فی المتون
۲۳	ولا بأس بان یهیلوا بایدیهم او بالمساحی ویکل ما امکن	کذا فی الجوهرة النیرة
۲۴	ویکرہ ان یزاد علی التراب الذی اخرج من القبر	کذا فی العینی شرح الکنز
۲۵	ویستحب لمن شهد دفن المیت ان یحثو فی قبرہ ثلاث حثیات من التراب بیدیه جمیعا ویکون من قبل رأس المیت ویقول فی الحثیة الاولی منها خلقناکم وفی الثانیة وفیها نعیدکم وفی الثالثة ومنها نخرجکم تارة اخری	کذا فی الجوهرة النیرة
۲۶	ولا بأس بالدفن باللیل ولکنه بالنهار امکن	کذا فی السراج الوهاج
۲۷	ویسنم القبر قدر الشبر ولا یربع ولا یجصص .	کذا فی التبیین
۲۸	ولا بأس برش الماء علیه	کذا فی التبیین
۲۹	ویکرہ ان یبنی علی القبر او یقعد او ینام علیه او یوطأ علیه او یقضی حاجة الانسان من بول او غائط او یعلم بعلامة من کتابة ونحوہ	کذا فی التبیین
۳۰	واذا اخربت القبور فلا بأس بتطیینها	کذا فی التاتارخانیة
۳۱	وهو الاصح وعلیه الفتوی	کذا فی جواهر الاخلاطی
۳۲	ومن حفر قبرا لنفسه فلا بأس به ویؤجر علیه	کذا فی التاتارخانیة
۳۳	رجل حفر قبرا فاراد ولد فن میت آخر فیه ان کانت المقبرة واسعة یکرہ وان کانت ضیقة جاز ولکن یضمن ما انفق صاحبه فیه	کذا فی المضمرات

ـــہ۱ دفن سے پہلے میت سے پردہ ہٹا کر اس کا چہرہ دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۴۸ باب ۱۶ البتہ حکم ۵۸/۲۲۲، حاشیہ ۶/۱۰۶ جائز وناجائز دیکھنے کے احکام عالمگیری بحث ۴۸ باب ۱۶ میں لاحظہ ہوں (مترجم) ـــہ۲ تراجم۔ ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا ہم تمہیں اسی میں واپس لا رہے ہیں اور ہم تمہیں اسی سے ایکبار پھر نکالیں گے (مترجم) ـــہ۳ جیساکہ قاضیخان علی هامش عالمگیری ج ا صـ۱۹۴ البحرالرائق ج ۲ صـ۱۹۴، ردالمحتار ج ا صـ۸۳۹ وفتاوی بزازیہ علی هامش علی عالمگیری ج ۴ صـ۸۱، وکبیری صـ۵۹۹، فتاوی سراجیہ صـ۲۴ میں ہے اور درالمختار و نورالایضاح میں ہے کہ زینت کیلئے قبر پر تعمیر حرام ہے اور دفن کے بعد استحکام کیلئے قبر پر تعمیر مکروہ ہے* نیز لکھا ہے کہ یہ انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت ہے کہ انہیں اسی مکان میں دفن کیا جاتا ہے جہاں ان کی وفات ہو۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ا صـ۸۳۹، صـ۸۳۶ ونورالایضاح صـ۵۹ اور درمختار اور ردالمحتار میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ وفات پانیوالا چھوٹا ہو یا بڑا اسکے لئے مخصوص قبرستان بنانے کی بجائے اسے عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا چاہیئے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ا صـ۸۳۷ نیز ردالمحتار میں بحوالہ الاحکام لکھا ہے کہ بعض کا قول ہے کہ اگر میت مشائخ۔ علماء یا سادات میں سے ہو تو اس کی قبر پر تعمیر مکروہ نہیں ہے اور اسکے بعد صاحب ردالمحتار نے یہ بھی لکھا ہے واما البناء علیه فلم أر من اختار جوازہ الخ یعنی مجھے معلوم نہیں کہ قبر پر تعمیر کے جواز کو کسی نے پسند کیا ہو۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ا صـ۸۳۹ (مترجم) ـــہ۴ جیساکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُجَصَّصَ الْقُبُوْرُ وَاَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ وَاَنْ يُبْنٰى عَلَيْهِ وَاَنْ يُوْطَاَ الخ۔ ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ قبر پر گچ کیا جائے یا اس پر بیٹھا جائے یا اس پر تعمیر کی جائے یا اس پر لکھا جائے یا اسے روندا جائے۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۲ صـ۱۹۴ اور جیساکہ مذکورہ امور کی ممانعت فتاوی بزازیہ علی هامش عالمگیریہ ج ۴ صـ۸۱ میں ہے اور قاضیخان میں ہے کہ قبر پر کچھ لکھنے یا عمر کرنے میں بعض کے ہاں کوئی حرج نہیں ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیریہ ج ا صـ۱۹۳ اور ردالمحتار

*: اور دفن سے پہلے وہ جگہ قبر نہیں قرار پاتی۔ ماخوذ از ... ج ۲ صـ ۱۰۲۲ *

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب۔ جنازہ کے احکام — چھٹی فصل قبر، دفن اور میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کا بیان	حوالہ
۲۲۶ - ۲۱	(ا) (اس وقت) عورت کی قبر پر پردہ کیا جائے (ب) مرد کی قبر پر پردہ نہ کیا جائے [۱]	متون
۲۲	اور (پھر قبر میں) مٹی ڈالی جائے۔	متون
۲۳	اور اسمیں کوئی حرج نہیں کہ قبر میں مٹی ہاتھوں سے ڈالیں یا ہتھیاروں سے اور ھسمیر اس چیز سے ڈالیں جو ممکن ہو۔	جوہرہ نیرہ
۲۴	جو مٹی قبر سے نکلی ہے اس سے زائد ڈالنا مکروہ ہے	عینی
۲۵	جو شخص میت کے دفن میں حاضر ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ (ا) اپنے دونوں اکٹھے ہاتھوں سے مٹی بھر کر تین بار قبر میں ڈالے (ب) اور یہ ڈالنا میت کے سر کی طرف سے ہو (ج) اور پہلی مرتبہ ڈالنے میں کہے مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ اور دوسری مرتبہ ڈالنے میں کہے وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ اور تیسری دفعہ ڈالنے میں کہے وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ [۲]	جوہرہ نیرہ
۲۶	(ا) میت رات کے وقت دفن کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے (ب) لیکن دفن کا کام دن میں آسانی سے ہوتا ہے۔	سراج وہاج
۲۷	(ا) قبر اونٹ کی کوہان کی شکل کی ایک بالشت اونچی بنائی جائے (ب) قبر نہ مربع شکل کی ہو (ج) اور نہ اسپر گچ کا استعمال کیا جائے۔	تبیین
۲۸	اس میں کوئی حرج نہیں کہ قبر پر پانی چھڑک دیا جائے۔	تبیین
۲۹	اور یہ مکروہ ہے کہ (ا) قبر پر عمارت بنائی جائے [۳] (ب) یا قبر پر بیٹھا جائے (ج) یا قبر پر سویا جائے (د) یا قبر کو روندا جائے (س) یا اسپر پیشاب پاخانہ کیا جائے (س) یا لکھائی یا اس قسم کی علامت سے نشان لگایا جائے	تبیین
۳۰	جب قبر خراب ہو جائے تو اسے مٹی سے لیپ دینے میں کوئی حرج نہیں [۵]	تاتارخانیہ
۳۱	اور یہی (مذکورہ) حکم زیادہ صحیح ہے اور اسی پر فتوی ہے۔	جوہر الاخلاطی
۳۲	جس نے اپنے لئے قبر کھود رکھی تو اس میں کوئی حرج نہیں اور وہ اجر دیا جائیگا [۶]	تاتارخانیہ
۳۳	کسی شخص نے (اپنے لئے) قبر کھود رکھی۔ اور لوگوں نے اس میں دوسری میت دفن کرنیکا ارادہ کیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر قبرستان وسیع ہے تو (ایسا کرنا) مکروہ ہے (ب) اور اگر قبرستان تنگ ہے	

[۴] میں ہے کہ مذکورہ ممانعت کی روایات درست ہیں البتہ اجماع عملی کی رو سے مذکورہ لکھائی کی رخصت بھی ہے چنانچہ محیط میں ہے کہ اگر مذکورہ لکھائی بنا بر ضرورت ہو تاکہ قبر کی یادگار ختم نہ ہو اور قبر کی توہین نہ ہو تو لکھائی میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر مذکورہ عذر نہ ہو تو یہ حکم نہیں ہے۔ پس قبر پر قرآن مجید۔ اشعار اور قصیدہ وغیرہ لکھنا مکروہ ہوگا۔ نیز لکھا ہے کہ بقول بعض محققین مذکورہ اجماع عملی کا اکثری ہونا تسلیم نہیں اور بنا بر تسلیم اسکے حجت ہونے کا مدار اسپر ہے کہ وہ زمانہ خیر کا اجماع ہو پس مذکورہ ممانعت کو عدم ضرورت پر محمول کرنا زیادہ اچھا ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ صـ ۸۳۹ (مترجم) [۵] قبروں پر پھول اور چادر وغیرہ ڈالنے کے متعلق فقہ حنفی کے مندرجہ ذیل احکام ملاحظہ ہوں (ا) فتاوی عالمگیری میں ہے کہ قبروں پر گلاب اور خوشبودار پھول ڈالنا اچھا ہے اور اگر ان کی قیمت خیرات کردے تو زیادہ اچھا ہے۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۴۸ باب ۱۶۔ (ب) رد المحتار جلد اول میں بحوالہ حجہ لکھا ہے کہ قبروں پر پردے اور چادر ڈالنا مکروہ ہے، ماخوذ از رد المحتار ج ۱ صـ ۸۳۹ اور رد المحتار ج ۵ میں ہے کہ نیک لوگوں کی قبروں پر چادر۔ عمامہ یا کپڑا ڈالنا بعض فقہاء کے ہاں مکروہ ہے اور فتاوی الحجۃ میں ہے کہ قبروں پر چادر ڈالنا مکروہ ہے الخ پھر صاحب رد المحتار نے اپنی ذاتی رائے پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر مذکورہ امر اس مقصد سے ہو کہ عوام اور غافل زائرین صاحب قبر کو حقیر نہ جانیں تو اگرچہ ایسا کرنا بدعت ہے تاہم اس کا جواز ایسا ہی ہے جیسا کہ طواف وداع کے بعد خانہ کعبہ کے اجلال واکرام کے لئے مسجد حرم سے الٹے پاؤں نکلنے کا عمل ہمارے اصحاب نے کیا ہے حالانکہ بقول منہاج المکی ایسا کرنا روایات اور آثار میں نہیں ملتا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۵ صـ ۲۵۶۔ واللہ اعلم۔ (مترجم) [۶] اپنے لئے موت سے پہلے تابوت بنا کر رکھنا اور میت کو تابوت میں رکھکر نماز (جنازہ) پڑھنا مکروہ ہے۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۴۸ باب ۱۶ اور اگر میت کہیں باہر سے تابوت میں بند آئے تو وہ الگ صورت ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل السادس فی القبر والدفن والنقل من مکان الی آخر	حوالہ
۲۲۶ -		
۳۴	والافضل الدفن فی المقبرۃ التی فیها قبور الصالحین	کذا فی الجوهرۃ النیرۃ
۳۵	ویستحب اذا دفن المیت ان یجلسوا ساعۃ عند القبر بعد الفراغ بقدر ما ینحر جزور ویقسم لحمها یتلون القرآن ویدعون للمیت	کذا فی الجوهرۃ النیرۃ
۳۶	قرأۃ القرآن عند القبور عند محمد لاتکرہ ومشائخنا اخذوا بقوله وهل ینتفع والمختار انه ینتفع	هکذا فی المضمرات
۳۷	ویکرہ ان یبنی علی القبر مسجد وغیرہ	کذا فی السراج الوهاج
۳۸	ویکرہ عند القبر مالم یعهد من السنۃ والمعهود منها لیس الا زیارته والدعاء عندہ قائما	کذا فی البحر الرائق
۳۹	ولا یدفن اثنان او ثلاثۃ فی قبر واحد الا عند الحاجۃ فیوضع الرجل مما یلی القبلۃ ثم خلفه الغلام ثم خلفه الخنثی ثم خلفه المرأۃ ویجعل بین کل میتین حاجز من التراب	کذا فی محیط السرخسی
۴۰	وان کانا رجلین یقدم فی اللحد افضلهما	هکذا فی المحیط
۴۱	وکذا اذا کانتا امرأتین	هکذا فی التاتارخانیۃ
۴۲	ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعه والبناء علیه	کذا فی التبیین

ـــہ۱ جیساکہ درمختار میں ہے کہ حضور کا ارشاد ہے کہ وہ سوالات کا وقت ہے اس وقت میت کے لئے مغفرت اور سوالات کے جواب میں استقلال کی دعا کریں اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ یہ مستحب سمجھتے تھے کہ میت کے دفن کے بعد قبر پر سورہ بقرہ کا اول اور آخر پڑھا جائے (جیساکہ حاشیہ نمبر ۳۱/۲۲۶ میں ہے) ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۱ ص ۸۳۸ (مترجم) ـــہ۲ البحرالرائق میں ہے کہ شاید اس وقت اللہ تعالیٰ قبرستان والوں سے کچھ عذاب ہلکا کردے یا بند کردے جیساکہ اسکے متعلق بعض آثار میں آتا ہے ماخوذ از البحرالرائق ج ۲ ص ۱۹۵ ورد المحتار ج ۱ ص ۸۴۴ (مترجم) ـــہ۳ اور دوغیرہ کے متعلق حکم ۲۹/۲۲۶ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــہ۴ ردالمحتار میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع کے قبرستان میں کھڑے ہوکر زیارت کرتے اور یہ دعا پڑھتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ وَنَسْأَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ۔ (تم پر سلام ہو اے مومنین کی قوم۔ اور ہم اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تم سے ملنے والے ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت کا سوال کرتے ہیں (روایات میں بعض الفاظ کی کمی بیشی منقول ہے) نیز لکھا ہے کہ زیارت قبر کے آداب میں سے ہے کہ ممکن ہو تو قبر والے کی پائنتی کھڑا ہو۔ اور بیٹھنا چاہے تو قبر والے کی زندگی میں حسب مرتبہ قریب یا دور بیٹھے۔ نیز لکھا ہے کہ قرآن مجید میں سے جو آسانی سے پڑھ سکے اس کا ثواب قبر والے کو بخشے۔ سورۃ فاتحہ۔ سورہ بقرہ المفلحون تک۔ آیۃ الکرسی سورۃ بقرہ کے آخر میں امن الرسول سے آخر تک۔ سورۃ یٰس۔ سورۃ ملک۔ سورۃ التکاثر۔ سورۃ اخلاص بارہ بار یا سات بار یا تین بار جو آسانی سے پڑھ سکے پڑھ کر ثواب پہنچادے اور افضل یہ ہے کہ ثواب سب مومنوں کو

٭ قبر پر ہاتھ رکھنے چھونے اور چومنے کے متعلق فتاوی عالمگیری میں مندرج درج ذیل احکام ملاحظہ ہوں (۱) قنیہ میں ہے کہ بموجب قول برہان الدین ترجمانیؒ قبر پر ہاتھ رکھنا سنت سے مستحق اور نہ ایساکرنے میں حرج ہے اور عین الائمہ الکرابیسیؒ کا قول ہے کہ ہم نے اس سے منع کرنا اسلاف سے نہیں پایا اور شمس الائمۃ المکیؒ قول ہے کہ ایسا کرنا بدعت ہے (ب) فتاوی الغرائب میں ہے ... ہے اور بوسہ دینا ... یہ نصاریٰ کی عادت ہے البتہ والدین کی قبر کو بوسہ دینے میں حرج نہیں۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری مصری ج ۵ ص ۳۸ باب ۱۶ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب - جنازہ کے احکام — چھٹی فصل قبر - دفن اور میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کا بیان	حوالہ
٢٢٦ -	توجائز ہے۔ لیکن پہلے شخص نے اس قبر پر جو خرچ کیا ہے وہ دینا پڑے گا۔	مضمرات
٣٤	افضل یہ ہے کہ میت نیک لوگوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے ۔	جوہرہ نیرہ
٣٥	مستحب یہ ہے کہ میت کے دفن سے فارغ ہو کر اتنی دیر قبر کے پاس بیٹھیں جتنی دیر میں ایک اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاسکتا ہے ۔ (اور اس دوران) قرآن مجید کی تلاوت کریں اور میت کیلئے دعا کریں ۔[1]	جوہرہ نیرہ
٣٦	(ا) قبروں کے پاس قرآن مجید پڑھنا امام محمدؒ کے ہاں مکروہ نہیں ہے اور ہمارے مشائخؒ نے اسی حکم کو اختیار کیا ہے (ب) اور آیا مذکورہ قرآن خوانی سے میت کو فائدہ ہوتا ہے۔ مختار حکم یہ ہے کہ میت کو فائدہ ہوتا ہے ۔[2]	مضمرات
٣٧	قبر پر مسجد[3] وغیرہ تعمیر کرنا مکروہ ہے ۔	سراج وہاج
٣٨	(ا) جو کام سنت سے ثابت نہیں اسے قبر کے پاس کرنا مکروہ ہے ۔ (ب) اور سنت سے قبر کی زیارت اور اس کے پاس کھڑے ہو کر (ماثورہ) دعا کرنے[4] کے علاوہ اور کچھ ثابت نہیں ہے ۔	بحرالرائق
٣٩	(ا) ایک قبر میں دو یا تین شخص دفن نہ کئے جائیں (ب) لیکن ضرورت کے وقت ایسا کرنا جائز ہے پس ایسی حالت میں مرد کو قبلہ کی طرف رکھا جائے پھر اس کے پیچھے لڑکا پھر اسکے پیچھے ہیجڑہ پھر اس کے پیچھے عورت اور ہر دو میتوں کے درمیان مٹی کی آڑ بنادی جائے ۔	محیط سرخسی
٤٠	اگر (بوقت ضرورت ایک قبر میں دفن ہونے والے میت) دو مرد ہوں تو لحد میں ان میں سے افضل کو مقدم کریں	محیط
٤١	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب (بوقت ضرورت ایک قبر میں دفن ہونے والی میتیں) دو عورتیں ہوں (تو لحد میں ان میں سے افضل کو مقدم کریں)	
٤٢	جب میت پرانا ہو کر مٹی بن جائے تو (ا) اس قبر میں کسی اور شخص کو دفن کرنا (ب) یا اس پر کھیتی کرنا (ج) یا اس پر عمارت بنانا جائز ہے[5]	تبیین

پہنچانے اسلئے کہ سب کو بغیر کسی کمی کے پہنچتا ہے ماخوذ از رد المحتار ج ا ص ٨٤٣، ٨٤٤ نیز فتاوی عالمگیری بحث ٤٨ باب ١٦ میں ہے کہ زیارت قبور مستحب ہے نیز مستحب ہے کہ گھر میں دو رکعت نفل پڑھے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور ایکبار آیۃ الکرسی اور تین بار سورۃ اخلاص پڑھے اور اسکا ثواب میت کو پہنچا دے پھر قبر کی جگہ پہنچے تو جوتے اتار دے اور میت کے چہرے کے سامنے کی سمت رک کر پڑھے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَ نَحْنُ بِالْاَثَرِ (ترجمہ: اے قبرستان والو تم پر سلام ہو۔ اللہ تعالی ہمارے لئے اور تمہارے لئے مغفرت فرمائے تم ہم سے پہلے آنے والے ہوا ور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں) جب دعا مانگنے لگے تو قبلہ کی طرف رخ کرے اور شہید کی قبر پر یوں پڑھے سَلَامٌ علیکم بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّار (ترجمہ، تم پر سلام ہو۔ اسلئے کہ تم نے صبر کیا پس عاقبت کا گھر بہت اچھا ہے) نیز قبر کی زیارت کے لئے متبرک دن اور راتیں مثلاً شب برات۔ ذوالحجۃ کے پہلے دس دن عیدیں۔ عاشورہ افضل ہیں نیز سوموار جمعرات جمعہ اور ہفتہ اور خاصکر جمعہ کی نماز کے بعد کا وقت اچھا ہے اھ نیز زیارت قبور کے مزید احکام فتاوی عالمگیری بحث ٤٨ باب ١٦ میں ہیں (مترجم) ٥ جیسا کہ رد المحتار میں ہے اور ابتدا کئی میتوں کو ایک قبر میں جمع کرنے سے متعلق حکم ٣٩ تا ٤١ / ٢٢٦ ملاحظہ ہو نیز رد المحتار میں ہے کہ پہلے میت کے پرانا ہونے سے پہلے وہاں نیا میت دفن کرنے میں پہلے میت کی توہین ہے اس سے بچیں نیز رد المحتار میں بحوالہ تتارخانیہ لکھا ہے کہ قبر میں پہلا میت خواہ مٹی ہو جائے اسکی حرمت باقی ہے اور اسمیں کسی اور میت کا دفن کرنا مکروہ ہے اور اگر پہلے میت کی ہڈیاں جمع کر کے ایک طرف کردی جائیں اور کسی اور میت کو نیک لوگوں کے پڑوس میں بترکاً دفن کردیں اور وہاں دفن کیلئے فارغ جگہ موجود ہو تو ایسا کرنا مکروہ ہے الخ مگر صاحب رد المحتار نے اسکے بعد لکھا ہے کہ اس حکم میں بڑی مشقت ہے کیونکہ ہر میت کیلئے ایسی قبر کھودنا جہاں پہلے کوئی میت دفن نہ ہوا ہو اور اسکی ہڈی بھی باقی نہ رہی ہوں مشکل ہے اور بڑے شہروں میں تو ناممکن ہے لہذا (تتارخانیہ میں) مذکورہ حکم پر عمل بعض لوگوں کے لئے تو ممکن ہے مگر اسے عام حکم نہیں بنایا جاسکتا پس پہلے میت کے پرانا ہونے کے بعد وہاں نئے میت کو دفن کرنے کے جواز کے حکم کو اولیت ہے مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ا ص ٨٣٥ مترجم) ٭ حکم ٥٠ / ٢٢٦ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل السادس فی القبر والدفن والنقل من مکان الی آخر	حوالہ
۲۲۶-۴۳	ویستحب فی القتیل والمیت دفنہ فی المکان الذی مات فی مقابر اولئک القوم وان نقل قبل الدفن الی قدر میل او میلین فلا بأس بہ	کذا فی الخلاصۃ
۴۴	وکذالومات فی غیر بلدہ یستحب ترکہ فان نقل الی مصر اخر لابأس بہ[1]	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۵	ولا ینبغی اخراج المیت من القبر بعد ما دفن الا اذا کانت الارض مغصوبۃ او اخذت بشفعۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۶	اذا دفن المیت فی ارض غیرہ بغیر اذن مالکھا فالمالک بالخیار ان شاء امر باخراج المیت وان شاء سوّی الارض وزرع فیھا	کذا فی التجنیس
۴۷	ولو وضع المیت الی غیر القبلۃ او علی شقہ الایسر اوجعل رأسہ موضع رجلیہ واھیل علیہ التراب لم ینبش	
۴۸	ولو سوی علیہ اللبن ولم یھل علیہ التراب نزع اللبن وروعی السنۃ وان وقع فی القبر متاع فعلم بذلک بعد ما اھالوا علیہ التراب ینبش قالوا ولو کان المال درھما	کذا فی التبیین کذا فی فتاوی قاضیخان کذا فی البحر الرائق
۴۹	ویکرہ قطع الحطب والحشیش من المقبرۃ فان کان یابسا لا بأس بہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۰	والمشی فی المقابر بنعلین لا یکرہ عندنا	کذا فی السراج الوھاج

[1] جیساکہ درمختار میں ہے کہ دفن کرنے سے پہلے میت کو دوسری جگہ لے جانے میں کوئی حرج نہیں اور رد المحتار میں ہے کہ بعض کے ہاں یہ اجازت علی الاطلاق ہے اور بعض کے ہاں سفر کی مسافت سے کم تک ہے (سفر کی مسافت کے لئے حکم نمبر ۱ تا ۱۳ مع حواشی ملاحظہ ہو ۲۰۵) اور امام محمدؒ کے ہاں میل دو میل تک کے لئے ہے ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۱ ص ۸۴۰ (مترجم)

[2] جیساکہ البحر الرائق میں ہے کہ دفن کے بعد قبر سے میت نکالنا حرام ہے یہ صرف اللہ کا حق ہے ماخوذ از البحر الرائق — ج ۲ ص ۱۹۵ اور درمختار میں ہے کہ قبر میں مٹی ڈالنے کے بعد میت کو قبر سے نہ نکالا جائے لیکن کسی آدمی کے حق کے لئے ایسا کرنا پڑے

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب۔ جنازہ کے احکام — چھٹی فصل قبر، دفن اور میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کا بیان	حوالہ
۲۲۶-۴۳	(ا) مقتول اور میت کے متعلق مستحب یہ ہے کہ جس جگہ اس کی وفات ہوئی ہے اسی جگہ والوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ (ب) اور اگر اسے دفن سے پہلے ایک میل یا دو میل تک (دوسری جگہ) لے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔	خلاصہ
۴۴	(ا) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کوئی شخص اپنے شہر کے علاوہ کسی جگہ وفات پا جائے تو وہیں رہنے دینا (یعنی وہاں کے قبرستان میں دفن کرنا) ہی مستحب ہے۔ (ب) اور اگر دوسرے شہر کو لے جائیں تو کچھ حرج نہیں ؎۱	قاضیخان
۴۵	(ا) دفن کرنے کے بعد میت کو قبر سے نہیں نکالنا چاہیئے ؎۲ (ب) لیکن اگر زمین کسی سے چھینی ہوئی تھی یا کسی نے وہ زمین بطور شفعہ لے لی (تو پھر یہ اجازت ہے)۔	قاضیخان
۴۶	جب کوئی میت کسی غیر کی زمین میں اس کی اجازت کے بغیر دفن کر دیا گیا تو اس زمین کے مالک کو اختیار حاصل ہے چاہے تو وہ میت کو نکالنے کا حکم کرے اور چاہے تو اس زمین کو برابر کرے اور اس پر کھیتی کرے ؎۳	تجنیس
۴۷	اگر کوئی میت قبلہ کے رخ کے علاوہ کسی طرف کو رکھا گیا یا بائیں جانب پر رکھا گیا یا اس کا سر اس طرف کر دیا گیا جس طرف پاؤں کئے جاتے ہیں اور اس پر مٹی ڈال دی گئی تو اس کے بعد اس قبر کو نہ کھودا جائے۔ اور اگر (مذکورہ صورتوں میں) میت پر (ابھی صرف) کچی اینٹیں لگائی گئی تھیں اور اس پر مٹی نہیں ڈالی گئی تھی تو وہ اینٹیں نکال کر (میت کو) سنت طریقہ کے مطابق کر دیا جائے۔	تبیین
۴۸	(ا) اگر قبر کے اندر کچھ مال رہ گیا اور اس وقت پتہ چلا جبکہ قبر پر مٹی ڈال چکے تھے تو (اس صورت میں وہ مال نکالنے کے لئے) قبر کھودنا جائز ہوگا۔ (ب) فقہاءؒ نے کہا ہے کہ (مذکورہ صورت میں خواہ وہ مال ایک درہم تھا یہی حکم ہے)	قاضیخان، بحرالرائق
۴۹	(ا) قبرستان سے لکڑی اور گھاس کاٹنا مکروہ ہے۔ (ب) اور اگر سوکھا ہو تو اسے کاٹنے میں کوئی حرج نہیں۔	قاضیخان
۵۰	قبرستان میں جوتے پہن کر چلنا ہمارے ہاں مکروہ نہیں ہے ؎۴	سراج وہاج

؎۱ تو پھر یہ حکم نہیں ہے ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۸۳۹ ۔ آدمی کے حق کی مثال کے متعلق حکم ۴۵، ۴۶/۲۲۶ ملاحظہ ہو۔ اور مٹی ڈالنے سے پہلے اور کچی اینٹیں لگانے کے بعد انہیں اکھیڑنے یا مٹی ڈالنے کے بعد قبر اکھیڑنے کے متعلق حکم ۴۷، ۴۸/۲۲۶ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۳/۲۲۵ ملاحظہ ہو

؎۲ رد المحتار میں ہے کہ اگر کوئی میت غسل کے بغیر یا نماز جنازہ کے بغیر دفن کر دیا گیا یا (قبر میں) دائیں کروٹ کے علاوہ یا قبلہ رخ کے علاوہ پر رکھا گیا تو مٹی ڈالنے کے بعد (مذکورہ کی اصلاح کے لئے) اس کی قبر نہ اکھاڑی جائے گی نیز لکھا ہے کہ میت کو قبلہ رخ کرنا سنت ہے اور اس کی قبر اکھاڑنا حرام ہے (ماخوذ از شرح المحتاج ا ص ۸۳۶، ۸۳۹) مترجم

؎۳ یا مالک چاہے تو چھوڑ دے یا چاہے تو وارث سے قبر کے گڑھے کی قیمت لے لے (ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۴۸ باب ۱۷) (مترجم)

؎۴ نیز حکم نمبر ۳۸/۲۲۲ مع حاشیہ میں مزید احکام ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل السادس فی القبر والدفن والنقل من مکان الٰی آخر	حوالہ
۲۲۷-	**وممایتصل بذلک مسائل** تعداد شق ۱۸	
۱	(وممایتصل بذلک مسائل) التعزیۃ لصاحب المصیبۃ حسن	کذافی الظہیریۃ
۲	وروی الحسن بن زیاد[1] اذاعزی اہل المیت مرۃ فلا ینبغی ان یعزیہ مرۃ اخری	کذافی المضمرات
۳	ووقتہا من حین یموت الی ثلاثۃ ایام ویکرہ بعدہا الا ان یکون المعزی او المعزی الیہ غائبا فلا بأس بہا	کذافی السراج الوہاج
۴	وہی بعد الدفن اولی منہا قبلہ وہذا اذا لم یر منہم جزع شدید فان رؤی ذلک قدمت التعزیۃ	کذافی السراج الوہاج
۵	ویستحب ان یعم بالتعزیۃ جمیع اقارب المیت الکبار والصغار والرجال والنساء الا ان یکون امرأۃ شابۃ فلا یعزیہا الا محارمہا	کذافی السراج الوہاج
۶	ویستحب ان یقال لصاحب التعزیۃ غفر اللہ تعالی لمیتک وتجاوز عنہ وتغمدہ برحمتہ ورزقک الصبر علی مصیبتہ وآجرک علی موتہ	کذافی المضمرات ناقلا عن الحجۃ
۷	واحسن ذلک تعزیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شیئ عندہ باجل مسمی	کذافی السراج الوہاج
۸	ویقال فی تعزیۃ المسلم بالکافر اعظم اللہ اجرک واحسن عزاءک	کذافی السراج الوہاج
۹	وفی تعزیۃ الکافر بالمسلم احسن اللہ عزاءک وغفر لمیتک ولا یقال اعظم اللہ اجرک	کذافی السراج الوہاج
۱۰	وفی تعزیۃ الکافر بالکافر اخلف اللہ علیک ولا نقص عددک	کذافی السراج الوہاج

[1] تعزیۃ اہلہ ای تصبیرہم والدعا لہم بہ۔ رد المحتار ج ۱ ص ۸۴۱ (مترجم) [2] اس لئے کہ بعد میں تعزیت پھر غم تازہ کردیتی ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۸۴۲ چنانچہ حکم ۲/۲۲۷ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] ترجمہ:- اللہ تعالی تیرے وفات پانے والے صاحب کی مغفرت فرمائے۔ اسکے گناہوں سے درگذر کرے۔ اسے اپنی رحمت کے سائے میں رکھے تجھے اسکی مصیبت میں

دفعات دستی نمبر	اکیسواں باب - جنازہ کے احکام　چھٹی فصل قبر - دفن اور میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانیکا بیان	حوالہ
۲۲۷ -	**مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے تعزیت کے مسائل**　اور اس میں ۱۸ شقیں ہیں	
۱	مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مسائل - مصیبت زدہ کیلئے تعزیت [1] (یعنی صبر دلانا اور ان کے لئے دعا کرنا) اچھا کام ہے -	ظہیریہ
۲	حسن بن زیادؒ نے روایت کیا ہے کہ جب کسی نے میت والوں سے ایک بار تعزیت کر دی تو پھر اسے دوبارہ تعزیت نہیں کرنا چاہیئے -	مضمرات
۳	(ا) جب کسی کی وفات ہو جائے تو اس دن سے لیکر تین دن تک تعزیت کا وقت ہے - (ب) اور اس کے بعد تعزیت کرنا مکروہ ہے [2] (ج) لیکن اگر تعزیت کرنے والا یا جس سے تعزیت کی جائے غائب رہا ہو تو پھر مذکورہ مدت کے بعد تعزیت کرنے میں کوئی حرج نہیں -	سراج وہاج
۴	(ا) اور دفن سے پہلے تعزیت کرنے کی نسبت دفن کے بعد تعزیت کرنا اولیٰ ہے - (ب) یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب اہل مصیبت سے انکی بے صبری شدید نہ دکھائی دے اور اگر ان کی بے صبری زیادہ دکھائی دے تو تعزیت دفن سے پہلے کی جائے -	سراج وہاج
۵	یہ مستحب ہے کہ میت کے سب رشتہ داروں کے لئے تعزیت کرے بڑے ہوں یا چھوٹے - مرد ہوں یا عورتیں لیکن اگر عورت جوان ہو تو اس سے صرف اس کے محرم لوگ تعزیت کریں	سراج وہاج
۶	یہ مستحب ہے کہ جس کو تعزیت کی جائے اس سے یہ کہا جائے کہ غَفَرَ اللّٰہُ تَعَالیٰ لِمَیِّتِکَ وَتَجَاوَزَ عَنْہُ وَتَغَمَّدَہٗ بِرَحْمَتِہٖ وَرَزَقَکَ الصَّبْرَ عَلٰی مُصِیْبَتِہٖ وَاٰجَرَکَ عَلٰی مَوْتِہٖ [3]	مضمرات
۷	سب سے اچھی تعزیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد کردہ تعزیت ہے اور وہ یہ ہے - اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی [4]	سراج وہاج
۸	کسی مسلمان سے (اس کے کافر میت کے متعلق) اظہار افسوس میں یوں کہا جائے گا - اَعْظَمَ اللّٰہُ اَجْرَکَ وَاَحْسَنَ عَزَاءَکَ [5]	سراج وہاج
۹	کسی کافر سے (اس کے مسلمان میت کے متعلق) تعزیت میں یوں کہا جائے گا - اَحْسَنَ اللّٰہُ عَزَاءَکَ وَغَفَرَ لِمَیِّتِکَ [6] اور اسے یہ نہ کہا جائے گا کہ اَعْظَمَ اللّٰہُ اَجْرَکَ	سراج وہاج
۱۰	کسی کافر سے (اس کے کافر میت کے متعلق) اظہار افسوس میں یوں کہا جائے گا - اَخْلَفَ اللّٰہُ عَلَیْکَ وَلَا نَقَصَ عَدَدَکَ [7]	سراج وہاج

صبر اور اس کی موت پر اجر دے (مترجم) [4] ترجمہ:- البتہ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو اس نے لیا - اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور اسکے ہاں ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے (مترجم) [5] ترجمہ:- اللہ تعالیٰ تیرے اجر کو بڑھائے اور تیرے صبر کو بہتر بنائے (مترجم) [6] ترجمہ:- اللہ تعالیٰ تیرے صبر کو بہتر کرے اور تیرے وفات پانے والے کی مغفرت کرے - (مترجم) [7] ترجمہ:- اللہ تجھے اسکا بدل لوٹا دے اور تمہاری تعداد کو کم نہ کرے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل السابع فی الشہید	حوالہ
۲۲۷ - ۱۱	ولا بأس لاھل المصیبۃ ان یجلسوا فی البیت او فی المسجد ثلاثۃ ایام والناس یأتونہم ویعزونہم	کذا فی الظہیریۃ
۱۲	ویکرہ الجلوس علی باب الدار وما یصنع فی بلاد العجم من فرش البسط والقیام علی قوارع الطرق من اقبح القبائح	کذا فی الظہیریۃ
۱۳	وفی خزانۃ الفتاوی والجلوس للمصیبۃ ثلاثۃ ایام رخصۃ وترکہ احسن	کذا فی معراج الدرایۃ
۱۴	واما النوح العالی فلا یجوز والبکاء مع رقۃ القلب لا بأس بہ	کذا فی المضمرات
۱۵	ویکرہ للرجال تسوید الثیاب وتمزیقہا للتعزیۃ ولا بأس بالتسوید للنساء	کذا فی المضمرات
۱۶	اما تسوید الخدود والایدی وشق الجیوب وخدش الوجوہ ونشر الشعور ونثر التراب علی الرؤس والضرب علی الفخذ والصدر وایقاد النار علی القبور فمن رسوم الجاہلیۃ والباطل والغرور	کذا فی المضمرات
۱۷	ولا بأس بان یتخذ لاھل المیت طعام	کذا فی التبیین
۱۸	ولا یباح اتخاذ الضیافۃ عند ثلاثۃ ایام	کذا فی التتارخانیۃ

الفصل السابع فی الشہید

دفعات ۲۲۸ تا ۲۲۸ عنوان ۱ تعداد شق ۳۰

۲۲۸- الشہید

تعداد شق ۳۰

۱	وھو فی الشرع من قتلہ اھل الحرب والبغی وقطاع الطریق	کذا فی الکافی
۲	او وجد فی معرکۃ وبہ جراح او یخرج الدم من عینہ او اذنہ او جوفہ	

[1] حکم نمبر $\frac{۱۲}{۲۲۴}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] جیسا کہ رد المحتار ج ۱ ص ۸۴۱، ص ۸۴۲ اور ص ۸۱۰ میں اور البحر الرائق ج ۲ ص ۱۹۲ میں ہے نیز البحر الرائق میں بحوالہ قاضیخان لکھا ہے کہ اگر میت کا وارث فقراء (غریبوں) کو کھانا دے تو اچھا ہے بشرطیکہ سبھی وارث بالغ ہوں اور اگر ان میں کوئی نابالغ ہو تو پھر میت کے ترکہ میں سے نہ دیا جائے ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۱۹۲۔ اور ترکہ میں سے وارثوں کی اجازت کے متعلق حکم $\frac{۱۳}{۱۸۹}$ کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ ہو۔ نیز رد المحتار میں بحوالہ المعراج لکھا ہے کہ مذکورہ کھانا بالعموم لوجہ اللہ نہیں شہرت اور دکھاوے کے لئے ہوتا ہے اس لئے اس سے بچا جائے ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۸۴۲ نیز رد المحتار میں ہے

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب ۔ جنازہ کے احکام ساتویں فصل ۔ شہید کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۲۷ - ۱۱	اس میں کوئی حرج نہیں کہ اہل مصیبت لوگ کسی گھر میں یا مسجد میں تین دن تک بیٹھیں ۔ اور لوگ ان کے پاس تعزیت کے لئے آتے رہیں ۔	ظہیریہ
۱۲	(ل) اور اہل مصیبت کا حویلیوں کے دروزوں پر بیٹھنا مکروہ ہے ۔	
	(ب) اور اہل مصیبت عجم کے علاقوں میں (زمین پر) بچھونے بچھانے اور عام گذرگاہوں میں کھڑے ہونے کا جو عمل کرتے ہیں وہ بہت برا ہے ۔	ظہیریہ
۱۳	خزانۃ الفتاوی میں ہے کہ مصیبت میں تین دن تک (بطور سوگ) بیٹھنا رخصت ہے اور اس کا چھوڑنا احسن ہے ۔	معراج درایہ
۱۴	(ل) پس (مصیبت کی وجہ سے) بلند آواز سے بین کرنا جائز نہیں ہے	
	(ب) البتہ رقت قلب کے ساتھ (آواز بلند کئے بغیر) رونے میں کوئی حرج نہیں ۱ھ	مضمرات
۱۵	(ل) مردوں کے لئے ایسا کرنا مکروہ ہے کہ تعزیت کے لئے سیاہ کپڑے پہنیں یا کپڑے پھاڑیں	
	(ب) اور عورتیں سیاہ کپڑا پہنیں تو کوئی حرج نہیں	مضمرات
۱۶	مگر رخساروں اور ہاتھوں کو سیاہ کرنا ۔ اور گریباں پھاڑنا ۔ منہ نوچنا ۔ بال اکھاڑنا ۔ سر پر خاک ڈالنا ۔ رانیں اور سینا پیٹنا اور قبروں پر آگ روشن کرنا جاہلیت کی رسموں سے ہے باطل ہے اور دھوکہ کا ذریعہ ہے* ۔	مضمرات
۱۷	میت والوں کے لئے کھانا تیار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ۔	تبیین
۱۸	یہ مباح نہیں ہے کہ (میت والوں کے ہاں) تین دن میں مہمانی حاصل کی جائے ۲ھ	تتارخانیہ

ساتویں فصل ۔ شہید کے احکام کا بیان

دفعات ۲۲۸ تا ۲۲۸ عنوان ۱ تعداد شق ۳۰

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۲۲۸ -	شہید ۔ اور اس میں ۳۰ شقیں ہیں	
۱	شرع میں (کامل) شہید وہ ہے جسے جنگ کرنیوالے کافروں نے یا باغیوں[2] نے یا رہزنوں[3] نے قتل کردیا ہو ۔	کافی
۲	یا[4] میدان جنگ میں اس مسلمان کی میت ملی ہو اور وہ زخمی ہو یا[5] اس کی آنکھ سے یا کان[6]	

کہ اگر میت کے ذمہ نمازوں کا فدیہ یا زکوٰہ یا قربانی وغیرہ باقی ہو تو اس پر ان کی ادائیگی کے لئے وصیت کرنا واجب ہے ۔ اور اگر ان کی ادائیگی کے لئے معمولی رقم کی وصیت کرے اور زیادہ تر وصیت ختمات وغیرہ کے لئے کرے تو اہل علم نے ایسی وصیت کو صحیح نہیں کہا ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۶۸۷ ۔ نیز میت کے لئے صدقہ کرنے اور میت کی بقیہ نمازوں کے فدیہ وغیرہ کے متعلق حکم ۱۲ تا ۱۹ / ۱۸۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ھ باغی کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۴۰ / ۲۲۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) *قبروں پر مزید ممنوع احکام فتاوی عالمگیریہ بحث ۱۲ باب لا عتکاف ۳ عنوان المتفرقات میں اور زیارت قبور کے متعلق احکام ۲۰۹ / ۲۱۶ مع حاشیہ میں ملاحظہ ہوں ۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل السابع فی الشهید	حوالہ
۲۲۸-	او به اثر الحرق او وطئته دابة العدو وهو راکبها او سائقها او كدمته او صدمته بيدها او برجلها او نفر واد ابته بضرب او زجر فقتلته	كذا فی الكافی
۳	او طعنوه فالقوه فی ماء او نار او رموه من سور او اسقطوا عليه حائطا او رموا نارا فينا او هبت بها ريح الينا او جعلوها فی طرف خشب رأسها عندنا او ارسلوا الينا ماء فاحترق او غرق مسلم	كذا فی الكافی
۴	او قتله مسلم ظلما ولم تجب به دية	كذا فی الكافی
	وكذا ان قتله اهل الذمة والمستأمنون[1]	هكذا فی العینی شرح الهداية
	ولو وجبت الدية بصلح او بقتل الاب ابنه لا تسقط الشهادة لان الموجب القصاص لكنه سقط بالصلح او الشبهة	كذا فی العینی شرح الكنز
۵	ومن قتل مدافعا عن نفسه او ماله او عن المسلمين او اهل الذمة بای آلة قتل بحديد او حجر او خشب فهو شهيد	كذا فی محيط السرخسی
۶	ولو كان المسلمون فی سفينة فرماهم العدو بالنار فاحترقوا امن ذلك وتعدى الى سفينة اخرى فيها المسلمون فاحترقوا فهم كلهم شهداء	كذا فی الخلاصة
۷	وحكمه ان لا يغسل ويصلى عليه	كذا فی محيط السرخسی
۸	ويدفن بدمه وثيابه	كذا فی الكافی
۹	ولو كان فی ثوب الشهيد نجاسة تغسل	كذا فی العتابية
۱۰	وينزع عنه ما ليس من جنس الكفن نحو السلاح والجلود والفرو والحشو والخف والقلنسوة والسراويل ولم يذكر محمد السراويل الا فی السير وكان الشيخ ابو جعفر الهندوانی رح	

[1] ذمی کے مفہوم کے لئے حکم نمبر $\frac{۷}{۱۸۱}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو اور مستامن وہ کافر جو امن حاصل کرکے مسلمانوں کے ملک میں رہ رہا ہو (مترجم) [2] حکم نمبر $\frac{۱۳۰،۱۳۱}{۲۲۸}$.

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب ۔ جنازہ کے احکام — ساتویں فصل ۔ شہید کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۲۸-	سے یا پیٹ[۸] سے خون نکلا ہو یا اس[۹] پر جلنے کا اثر ہو[۱۰] یا اسے دشمن کی سواری کے جانوروں نے روندا ہو خواہ ان جانوروں پر دشمن سوار ہو یا دشمن نے ان جانوروں کو ہانک دیا ہو یا[۱۱] اسے ان جانوروں نے دانتوں سے زخمی کر دیا ہو یا ان[۱۱] جانوروں نے اسے اگلے پاؤں یا پچھلے پاؤں سے مارا ہو یا دشمن[۱۲] نے اس کی سواری کے جانور کو کسی ضرب سے یا ڈانٹ سے بھگا دیا ہو اور اس وجہ سے وہ قتل ہو گیا ہو ۔	کافی
۳	یا د[۱۳]شمنوں نے تیر مار کر اس مسلمان کو پانی میں یا آگ میں ڈال دیا ہو (تو وہ شہید قرار پائیں گے) یا دشمن[۱۴] نے اسے دیوار سے گرا دیا ہو ۔ یا اس[۱۵] پر دیوار گرا دی ہو[۱۶] یا دشمن نے ہمارے لشکر پر آگ پھینکی ہو[۱۷] ۔ یا اس آگ کو ہوا مسلمانوں کے لشکر کی طرف اڑا لائی ہو[۱۸] یا دشمنوں نے کسی لکڑی کے ایک طرف کو آگ لگا دی ہو اور اس کا ایک سرا مسلمانوں کی طرف ہو یا[۱۹] انہوں نے مسلمانوں کے لشکر کی طرف پانی بہا دیا ہو اور پھر کوئی مسلمان جل گیا ہو یا ڈوب گیا ہو (تو وہ شہید ہے)	کافی
۴	(ا) یا[۲۰] اس مسلمان کو کسی مسلمان نے بطور ظلم قتل کیا ہو اور اس قتل کی وجہ سے دیت (یعنی تاوان قتل) واجب نہ ہوا ہو (تو وہ شہید قرار پائے گا) ۔	کافی
	(ب) اور[۲۱] اسی طرح اگر اس مسلمان کو ذمیوں نے یا[۱] مستامن[۲۲] کافروں نے قتل کیا ہو (تو وہ شہید ہے)	عینی شرح ہدایہ
	(ج) اور اگر صلح کی وجہ یا اس وجہ سے کہ باپ نے بیٹے کو قتل کیا ہو دیت (یعنی تاوان قتل) واجب ہوا ہو تو اس سے شہید قرار پانا ساقط نہ ہو گا اس لئے کہ واجب قصاص (جان کا بدلہ جان) تھا لیکن وہ صلح کی وجہ سے یا شبہہ کی وجہ ساقط ہو گیا ۔	عینی شرح کنز
۵	اور[۲۳] وہ مسلمان جو اپنی جان یا مال[۲۴] یا مسلمانوں[۲۵] یا ذمیوں[۲۶] کے بچانے میں قتل ہوا ہو خواہ وہ کسی ہتھیار سے قتل ہو یا پتھر سے یا لکڑی سے مارا جائے تو وہ شہید ہے ۔	محیط سرخسی
۶	[۲۷] اور اگر مسلمان کسی کشتی میں ہوں دشمن نے ان پر آگ پھینکی پس اس وہ سے وہ جل گئے پھر آگ دوسری کشتی تک جا پہنچی اس میں بھی مسلمان تھے وہ بھی جل گئے تو وہ سب شہید قرار پائیں گے ۔	خلاصہ
۷	شہید کے لئے حکم یہ ہے کہ اسے غسل نہ دیا جائے [۲] اور اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے ۔	محیط سرخسی
۸	شہید کو اس کے خون اور کپڑوں سمیت دفن کر دیا جائے ۔	کافی
۹	اگر شہید کے کپڑوں میں نجاست لگی ہو تو اسے دھو دیا جائے [۳]	عتابیہ
۱۰	(ا) شہید سے وہ چیزیں اتار لی جائیں جو کفن کی جنس سے نہیں ہیں مثلاً ہتھیار، چمڑا پوستین اور روئی دار کپڑے ۔ موزے ۔ ٹوپی اور پاجامہ اتار لیا جائے)	
	(ب) اور امام محمدؒ نے السیر کے سوا کسی اور کتاب میں پاجامہ کا ذکر نہیں کیا اور شیخ ابو جعفر ہندوانیؒ کا	

ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] یعنی اگر خون شہادت کے علاوہ کوئی نجاست لگی ہو ایسی کے متعلق حکم $\frac{۲}{۲۱۸}$ ملاحظہ ہو نیز شہید کے بدن پر خون شہادت کے علاوہ* کوئی نجاست لگی ہونے کی صورت میں بھی یہی حکم ہونا چاہیئے ۔ (۲) کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲}{۲}$ و $\frac{۱}{۱}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو ۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل السابع فی الشھید	حوالہ
۲۲۸-	یقول الاشبہ ان لاینزع السراویل ووافقہ فی ذلک کثیر من مشائخنا رح	ھکذا فی المحیط
۱۱	ویزاد حتی یتم الکفن وینقص ان کان زیادۃ علی سنۃ الکفن	کذا فی الکافی
۱۲	ویجعل الحنوط للشھید کما فی المیت	کذا فی البحر الرائق
۱۳	ویغسل ان قتل جنبا او صبیا مجنونا عند ابی حنیفۃ رح	ھکذا فی التبیین
۱۴	وکذا تغسل ان قتلت حائضا او نفساء ان طھرتا وتم الانقطاع فان لم ینقطع تغسل ان صلح المرئی حیضا فی الاصح	ھکذا فی الکافی
۱۵	اما لو رأت یوما او یومین ثم قتلت لاتغسل بالاجماع	کذا فی العینی شرح الھدایۃ
۱۶	ویغسل من ارتث وھو من صار خلقا فی حکم الشھادۃ لنیل مرافق الحیاۃ وھو ان یأکل او یشرب او ینام او یداوی او ینقل من المعرکۃ حیا الا اذا حمل من مصرعہ کیلا تطأہ الخیول ولو آواہ فسطاط او خیمۃ او بقی حیا حتی مضی وقت الصلوۃ وھو یعقل فھو مرتث	ھکذا فی الھدایۃ

[1] میت کو خوشبو لگانے کے متعلق حکم $\frac{۲۰۰۱۱۹}{۲۲۳}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] نسخہ ہذا مطبوعہ مطبع امیریہ میں صبیا مجنونا (یعنی مجنون لڑکا) کے الفاظ ہیں اور نسخہ امیریہ میں بھی یوں ہی ہے مگر اکثر متون میں مجنون لڑکا" کی بجائے "لڑکا یا مجنون" کا ذکر ہے چنانچہ نور الایضاح صنہ ۶۰ میں ہے ویغسل ان قتل صبیا او مجنونا الخ یعنی اگر لڑکا یا مجنون قتل کیا گیا تو انہیں غسل دیا جائیگا اور البحر الرائق ج ۲ صنہ ۱۹۷ میں ہے۔ ویغسل ان قتل جنبا او صبیا الخ یعنی اگر لڑکا یا جنبی قتل کیا گیا تو انہیں غسل دیا جائیگا۔ اور اسی قسم کا حکم رد المحتار ج ۱ صنہ ۸۴۸ مختصر الوقایہ صنہ ۴۲ شرح وقایہ ج ۱ صنہ ۲۰۲ اور ہدایہ ج ۱ صنہ ۱۷۶ میں ہے (مترجم) [3] اسکے متعلق حکم نمبر ۶۵ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] کیونکہ اس طرح ان سے ظلم کا اثر کم ہوجاتا ہے اور وہ (کامل شہیدوں مثلاً) شہدائے احد کے حکم میں نہیں رہتا (ماخوذ از ہدایہ ج ۱ صنہ ۱۷۷ نیز $\frac{۳۰}{۲۲۰}$ میں مندرجہ قاعدہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] درمختار میں ہے کہ مذکورہ مرتث شخص بھی اخروی لحاظ سے شہیدوں میں شمار ہے آخرت میں اسے ثواب ملے گا۔ البتہ اسپر دنیوی لحاظ سے شہیدوں کے خصوصی احکام مثلاً غسل نہ دینا وغیرہ لاگو نہیں ہوتے جیساکہ جنبی۔ لڑکا مجنون حائض اور نفاس والی شہید ہو تو اسپر دنیوی لحاظ سے شہید کے احکام، جاری نہیں ہوتے مگر اللہ تعالی کسی کی تکلیف کو ضائع نہیں فرماتے۔ انہیں آخرت میں شہید کا اجر ملتا ہے چنانچہ درمختار اور رد المحتار میں اخروی لحاظ سے شہیدوں کی مزید سنہ ۴۶ کی فہرست درج ہے۔ جس[1] مسلمان نے قتال فی سبیل اللہ میں دشمن کو قتل کرنیکا ارادہ کیا اور اپنے آپ کو مار دیا یا[2] وہ مسلمان جو ڈوب کر وفات پاگیا یا[3] جلنے سے وفات پاگیا یا اسپر[4] کوئی چیز گر پڑی اور وفات پاگیا یا مرض[5] استسقا یا اسہال[6] سے وفات پاگیا یا[7] بلندی سے گر کر وفات پاگیا یا ذات[8] الجنب یا[9] جو سل دق سے وفات پاگیا یا[10] جو طاعون سے وفات پاگیا[11] وہ عفیفہ جو باکرہ رہے یا وہ شادی شدہ عورت[12] بچہ ہونے سے یا نفاس[13] میں وفات پاگئی یا[14] وہ شخص جو شب جمعہ کو وفات پاگیا یا[15] جو غربۃ (مسافری) میں وفات پاگیا یا[16] بخار سے وفات پاگیا یا جو[17] عشق (یعنی کسی چیز سے محبت میں حد سے بڑھ جانے) میں مبتلا ہونے سے وفات پاگیا بشرطیکہ اسے چھپاکر رکھا اور گناہ سے بچا۔ اگرچہ عشق کرنا ایک بری چیز اور حرام ہے یا[18] چھو لگنے سے وفات پاگیا یا[19] اسے درندے نے پھاڑ دیا یا[20] وہ بیگناہ قید ہوا اور اس قید میں وفات پاگیا یا[21] پھیپھڑوں میں پیپ پڑنے سے وفات پاگیا

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب۔ جنازہ کے احکام — ساتویں فصل۔ شہید کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۲۸-	قول ہے کہ فقہ سے زیادہ مشابہ حکم یہ ہے کہ شہید سے پاجامہ نہ آتارا جائے اور ہمارے ہاں بہت سے مشائخ نے اسی قول سے موافقت کی ہے۔	محیط
۱۱	اور (اگر شہید کے کپڑے کم ہوں تو) بڑھا کر کفن پورا کر دیا جائے اور اگر (کپڑے) مسنون کفن سے زیادہ ہوں تو کم کر دیئے جائیں۔	کافی
۱۲	شہید کو خوشبو لگائی جائے جیسا کہ میت کو لگائی جاتی ہے [1]	بحر الرائق
۱۳	اگر شہید شخص جنبی ہو یا مجنون [2] لڑکا ہو تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اسے غسل دیا جائے	تبیین
۱۴	(د) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر حیض والی یا نفاس والی عورت قتل (شہید) ہو جائے اور وہ حیض و نفاس سے پاک ہو چکی ہو اور خون بند ہو چکا ہو تو اسے غسل دیا جائے گا (ب) اور اگر خون بند نہ ہوا ہو اور جو کچھ نظر آتا ہے اگر وہ حیض قرار پائے کے قابل [3] ہے تو زیادہ صحیح حکم کے مطابق اسے غسل دیا جائیگا۔ ※	کافی
۱۵	لیکن اگر اس عورت نے ایک یا دو دن خون دیکھا تھا پھر قتل (شہید) ہو گئی تو بالاجماع اسے غسل نہ دیا جائیگا۔	عینی شرح ہدایہ
۱۶	(ا) وہ شہید جو مرتث ہو اسے غسل دیا جائیگا (ب) اور مرتث اسے کہتے ہیں جو (ضرب پہنچنے کے بعد) زندگی کے کچھ منافع پالینے کی وجہ [4] سے شہادت کے (دنیوی) احکام میں پرانا ہو جائے [5] اور زندگی کے منافع یہ کہ مثلاً وہ کھائے یا پیئے یا سو جائے یا علاج [6] کیا جائے یا وہ میدان جنگ سے زندہ لایا جائے (تو ان صورتوں میں اسے غسل دیا جائیگا) لیکن اگر وہ لیٹے پچھاڑے جانے کی جگہ سے اس لئے اٹھالیا جائے کہ اسے گھوڑے نہ روندیں تو یہ حکم نہیں ہے [7] (ج) اگر اس پر سائبان یا خیمہ لگایا گیا یا وہ ایک نماز کا وقت گذرنے تک زندہ رہا اور اس دوران وہ ہوش میں رہا تو وہ مرتث ہے اسے غسل دیا جائیگا)	ہدایہ

[22] یا کسی چیز کے ڈسنے سے وفات پا گیا یا [23] وہ شرعی علم کے اشتغال میں رہتا تھا یا [24] ثواب کے لئے اذان دیا کرتا تھا یا [25] سچا تاجر تھا یا [26] اپنے اور بال بچوں کیلئے رزق حلال کی کوشش میں تھا کہ وفات پا گیا یا [27] استسقاء کے مرض سے یا [28] تپ دق کے مرض میں وفات پا گیا یا [29] جو عورت غیرت پر صبر میں وفات پا گئی یا [30] جو شخص ہر دن پچیس بار اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِيْ فِي الْمَوْتِ وَفِيْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ کہا کرے یا [31] جو چاشت کی نماز پڑھتا ہو یا [32] جس نے ہر ماہ تین نفل روزے رکھے یا [33] جس نے وتر کی نماز نہ چھوڑی یا [34] جس شخص نے حضورؐ کی کوئی سنت چالو کی یا [35] جس نے اپنی بیماری میں چالیس بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ پڑھا یا [36] جو مرابط (یعنی اسلامی حکومت کی سرحد پر پہرہ دار) ہو یا [37] جو شخص ہر رات سورۃ یٰس پڑھے یا [38] جو جانور سے گر کر وفات پا جائے یا [39] جو رات بھر باوضو رہے یا [40] جس نے شخص نے نرم خو ہو کر زندگی بسر کی یا [41] جو شخص حضورؐ پر سو مرتبہ درود بھیجے یا [42] جو اللہ کی راہ میں شہادت مانگے یا [43] جو مسلمانوں کے شہر میں خوراک لائے یا [44] جو شخص جمعہ کے دن وفات پائے یا [45] جس نے ٹھنڈے پانی سے غسل کیا اور ٹھنڈ سے وفات پا گیا یا [46] جو صبح کے وقت تین بار اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اور سورہ حشر کی تین آئتیں پڑھے تو ان سب کے لئے شہید کا اجر ملے گا۔ اور جو شخص کسی گناہ کی وجہ سے مر گیا وہ شہید نہیں قرار پاتا اور جو شخص گناہ کے دوران شہادت کی موت مر گیا مثلاً رہزنی کر رہا تھا۔ کہ پانی میں ڈوب گیا یا کسی مصیبت میں جمع تھے تو ان پر چھت گر پڑی تو وہ گناہ ان کے ذمہ ہے اور ان کے لئے شہادت کا اجر ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۱ ص ۸۵۲ تا ص ۸۵۴ (مترجم)

[6] جیسا کہ شرح وقایہ میں ہے۔ اُو عولج یعنی یا اسکا علاج کیا جائے ماخوذ از شرح وقایہ ج ۱ ص ۲۰۵ (مترجم) [7] اس لئے کہ اس صورت میں اس نے زندگی کی کوئی آسائش نہیں پائی ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۱۷۷ (مترجم)

※ نیز حکم نمبر ۲۲۸/۱۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل السابع فی الشہید	حوالہ
۲۲۸	ومن الارتثاث ان یبیع او یشتری او یتکلم بکلام کثیر وھذا کلہ اذا وجد بعد انقضاء الحرب واما قبل انقضائھا فلا یکون مرتثا	کذا فی التبیین
۱۷	ویغسل ان اوصی بامر دنیوی	کذا فی العینی شرح الکنز
۱۸	او قتل فی المصر ولم یعلم انہ قتل بحدیدۃ ظلما	کذا فی العینی شرح الکنز
۱۹	وکذا لو قام من مکانہ او تحول الی مکان آخر	ھکذا فی الخلاصۃ
۲۰	وان انفلتت دابۃ مشرک ولیس علیھا احد فوطئت مسلما او رمی مسلم الی المشرکین فاصاب مسلما او نفرت دابۃ مشرک نرمتہ او ھرب المسلمون فالجأھم الکفار الی نار او خندق او جعل المسلمون الحسک حولھم فمشوا علیھا وماتوا یغسلون خلافا لابی یوسف رح	کذا فی محیط السرخسی
۲۱	وان عثرت دابۃ رجل من المسلمین فی القتال فرمت بہ فقتلتہ غسل عند ابی حنیفۃ رح	کذا فی المحیط
۲۲	ولو رأت دواب المسلمین رایات المشرکین فنفرت من ذلک دابۃ من غیر تنفیر المشرکین ورمت صاحبھا وقتلتہ غسل عند ابی حنیفۃ رح ومحمد رح	کذا فی المحیط
۲۳	وکذا لو ان المشرکین تحصنوا فی مدینۃ فصعد المسلمون بسورھا فمالت رجل انسان منھم فوقع ومات غسل عندھما رح	کذا فی المحیط
۲۴	وکذا لو انھزم المسلمون فوطئت دابۃ مسلم مسلما وصاحبھا علیھا او سائق او قائد غسل وکذلک لو ان المسلمین نقبوا الحائط فوقع علیھم من نقبھم غسلوا الا علی قول ابی یوسف رح	کذا فی المحیط

ـلـہ البحرالرائق میں بحوالہ بدائع لکھا ہے کہ اگر وہ شہید اپنی جگہ سے اٹھکر دوسری جگہ چلا گیا تھا تو وہ بطریق اولی مرتث قرار پائے گا نیز اس کے بعد مرتث قرار پانے کے مزید امور ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ وہ ان جملہ امور میں مرتث تب قرار پائے گا کہ مذکورہ امور میں سے کوئی ام

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب ۔ جنازہ کے احکام ساتویں فصل ۔ شہید کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۲۸-	(د) وہ شہید اس سے بھی مرتث قرار پاتا ہے کہ وہ کچھ خرید و فروخت کرے یا بہت سی باتیں کرے (س) اور ان مذکورہ جملہ امور کیوجہ سے وہ شہید مرتث تب قرار پائے گا جبکہ یہ امور لڑائی تمام ہونے کے بعد پائے جائیں اور لڑائی تمام ہونے سے پہلے مذکورہ امور سے کوئی امر پایا گیا تو وہ مرتث نہ قرار پائے گا (اور پھر اسے غسل نہ دیا جائیگا)	تبیین
۱۷	اگر اس (شہید نے) کسی دنیا وی امر کی وصیت کی تو اسے غسل دیا جائے گا۔	عینی شرح کنز
۱۸	یا اگر کوئی شخص شہر میں قتل کیا گیا اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ دھار دار چیز سے بطور ظلم قتل ہوا ہے تو اسے غسل دیا جائے گا۔	عینی شرح کنز
۱۹	اسی طرح اگر وہ (شہید) جو اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا تھا۔ یا اس نے اپنی جگہ تبدیل کر لی تھی (تو اسے غسل دیا جائے گا) لہ	خلاصہ
۲۰	(ا) اگر کسی مشرک کا جانور چھوٹا اور اس پر کوئی سوار نہ تھا اور اس نے کسی مسلمان کو روند ڈالا یا کسی مسلمان نے مشرکوں کی طرف تیر پھینکا اور وہ کسی مسلمان کو لگ گیا یا کسی مشرک کا جانور بھاگا تو اس کی وجہ مسلمان گر گیا یا مسلمانوں کا لشکر بھاگا اور کفار نے انہیں آگ یا خندق کی طرف جانے پر مجبور کر دیا یا مسلمانوں نے اپنے گرد کانٹے بچھا دیئے تھے ان پر چلنے کی وجہ سے مر گئے تو ان سب صورتوں میں انہیں غسل دیا جائے گا (ب) اور امام ابو یوسفؒ کا اس میں اختلاف ہے	محیط سرخسی
۲۱	اگر کسی مسلمان کے گھوڑے نے لڑائی میں ٹھوکر کھائی اور اس مسلمان کو گرا دیا اور قتل کر دیا تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اسے غسل دیا جائے گا	محیط
۲۲	اور اگر مسلمانوں کے جانوروں نے مشرکوں کے جھنڈے دیکھے اور اس وجہ سے کوئی جانور مشرکوں کے بھگائے بغیر بھاگ نکلا اور اس نے اپنے سوار کو گرا دیا اور قتل کر دیا تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اسے غسل دیا جائیگا۔	محیط
۲۳	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جب مشرک کسی شہر میں قلعہ بند ہو گئے تو مسلمان اس شہر کی شہر پناہ (فصیل) پر چڑھے تو ان میں سے کسی مسلمان کا پاؤں پھسل گیا اور گر کر مر گیا تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اسے غسل دیا جائے گا۔	محیط
۲۴	(ا) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر مسلمانوں نے شکست کھائی اور کسی مسلمان کے جانور نے کسی مسلمان کو روند ڈالا اور اس کا مالک اس پر سوار تھا یا پیچھے سے ہانک رہا تھا۔	

لہ لڑائی تمام ہونے کے بعد پایا جائے اور اگر لڑائی تمام ہونے سے پہلے مذکورہ امور سے کوئی امر پایا جائے تو مرتث نہ قرار پائے گا (اور غسل نہ دیا جائے گا) ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۱۹۹ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل السابع فی الشهید	حوالہ
۲۲۸ -		
۲۵	وكذلك اذا حمل على العدو فسقط عن فرسه	كذا فی البدائع
۲۶	وان تراءى الفريقان ولم يتقاتلا غسل من وجد ميتا حتى يعلم انه قتل بحديدة ظلما	كذا فی التاتارخانية
۲۷	ولو وجد فی المعركة ولم يكن به اثر القتل من جراحة او خنق او ضرب او خروج دم لم يكن شهيدا	هكذا فی البدائع
۲۸	وكذا لو خرج الدم من موضع يخرج منه من غير آفة فی الباطن كالانف والذكر والدبر	هكذا فی البدائع
۲۹	وكذا لو خرج من فمه نازلا من رأسه	هكذا فی البدائع
۳۰	والاصل ان كل من صار مقتولا فی قتال ثلاث اهل الحرب او البغاة او قطاع الطريق بمعنى مضاف الى العدو سواء كان بالمباشرة او التسبيب كان شهيدا وكل من صار مقتولا بمعنى غير مضاف الى العدو لا يكون شهيدا	كذا فی المحيط

ـــــہ ۱ نیز بموجب حکم $\frac{۱۶}{۲۲۸}$ غیر مرتث شہید کو غسل نہیں دیا جاتا اور مرتث شہید کو غسل دیا جاتا ہے اسکے متعلق ردالمحتار میں ہے کہ یہ حکم میدان جنگ کے شہید سے مخصوص نہیں ہے اسی لئے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو وہ مرتث شہید تھے چنانچہ انہیں غسل

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب - جنازہ کے احکام ساتویں فصل - شہید کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۲۸	یا آگ سے کھینچ رہا تھا تو اس (روندنے سے شہید مسلمان) کو غسل دیا جائے گا (ب) ایسے ہی اگر مسلمانوں نے کسی دیوار میں سوراخ کیا تو ان کے سوراخ کرنے کی وجہ سے - وہ دیوار ان پر گر پڑی (اور وہ شہید ہو گئے) تو انہیں غسل دیا جائے گا مگر امام ابو یوسفؒ کے قول کے بموجب یہ حکم نہیں ہے۔	محیط
۲۵	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی مسلمان نے دشمن پر حملہ کیا اور اپنے گھوڑے سے گر گیا (اور وفات پا گیا تو اسے غسل دیا جائے گا)	بدائع
۲۶	اگر (مسلمانوں اور کافروں کے) دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کا سامنا کیا اور جنگ نہ لڑی تو (اس صورت میں) جو میت پایا جائے اسے غسل دیا جائے گا۔ لیکن اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ لوہے (کے ہتھیار) سے بطور مظلوم قتل کیا گیا ہے - تو پھر یہ حکم نہیں ہے۔	تتارخانیہ
۲۷	اگر میدان جنگ میں کوئی آدمی مرا ہوا ملا اور اس پر قتل کا کوئی نشان نہ تھا - مثلاً زخم - یا گلا گھونٹنے یا ضرب یا خون نکلنے کی علامت نہ تھی تو اس پر شہید ہونے کے احکام لاگو نہ ہوں گے۔	بدائع
۲۸	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ اس کا خون ایسی جگہ سے نکلا کہ بغیر کسی اندرونی بیماری کے اس جگہ خون نکل آتا ہے مثلاً ناک سے خون نکلا یا پیشاب کی جگہ سے خون نکلا یا پاخانہ کی جگہ سے خون نکلا (تو اس پر شہید کے احکام لاگو نہ ہوں گے)	بدائع
۲۹	اس (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ خون اس کے سر کی طرف سے اتر کر اس کے منہ سے نکلا (تو اس پر شہید کے احکام لاگو نہ ہوں گے)	بدائع
۳۰	(د) اور مذکورہ احکام میں اصول یہ ہے کہ جو شخص تین قسم کی لڑائیوں یعنی لڑنے والے کافروں کی لڑائی یا باغیوں کی لڑائی یا رہزنوں کی لڑائی میں یوں قتل ہوا کہ اس کا قتل ہونا دشمن ہی کی طرف منسوب ہوتا ہو خواہ دشمن نے اسے قتل کیا ہو یا اس کے قتل کا سبب دشمن کا فعل ہو تو اس پر شہید کے احکام لاگو ہوں گے۔ (ب) اور وہ شخص جو یوں قتل ہو کہ اس کا قتل ہونا دشمن کی طرف منسوب نہ ہوتا ہو تو اس پر شہید کے احکام لاگو نہ ہوں گے ؎	محیط

ؔ دیا گیا تھا اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی جگہ پر شہید ہوئے تو وہ غیر مرتث شہید تھے چنانچہ انہیں غسل نہیں دیا گیا تھا ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ صنفہ ۸۵ (مترجم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب الثانی والعشرون فی السجدات

دفعات ۲۲۹ تا ۲۲۹ عنوان ۱ تعداد شق ۱۰

۲۲۹- السجدات

تعداد شق ۱۰

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی والعشرون فی السجدات — السجدات	حوالہ
۱	مسائلۃ مبنیۃ علی اصول (ومنها) السجدة متی اديت فی محلها تصح بغير النية و متی فاتت عن محلها لا تصح الا بالنية ثم انما تصير فائتة عن محلها اذا تخلل بينها و بين محلها ركعة تامة	كذا فی محيط السرخسی والظهيرية
۲	(ومنها) متی وقع الشک فی ترک الركعة او السجدة فانه يجمع بينهما ليخرج عما عليه بيقين ويقدم السجدة علی الركعة ولو قدم الركعة عليها فسدت صلوته	كذا فی محيط السرخسی والظهيرية
۳	(ومنها) ان ما تردد به بين الواجب والبدعة يأتی به احتياطاً وما تردد به بين البدعة والسنة يترک	كذا فی محيط السرخسی والظهيرية
۴	(ومنها) انه ينظر الی المتروكة من السجدات والی المؤداة فايها اقل فالعبرة له لان اعتبار الاقل اسهل	كذا فی محيط السرخسی والظهيرية
۵	رجل صلی صلوة الفجر فتذكر فی آخرها قبل السلام او بعده انه ترک منها سجدة فعليه ان يسجدها ثم يتشهد ويسلم ويسجد للسهو	

دفعات وشق نمبر	بائیسواں باب ۔ سجدوں کے احکام — سجدہ رہ جانے کا بیان	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	# بائیسواں باب ۔ سجدوں کا بیان	
	دفعات ۲۲۹ تا ۲۲۹ عنوان ۱ تعداد شق ۱۰	
۲۲۹	سجدے اور اس میں ۱۰ شقیں ہیں	
۱	یہ مسائل ایسے ہیں جو مقررہ اصولوں پر ہیں	
	سجدوں سے متعلق اصولوں میں سے ایک اصول یہ ہے کہ (ا) سجدہ اگر اپنے موقع پر ادا ہو تو بغیر نیت کے ادا ہو جاتا ہے اور جب سجدہ اپنے موقع سے فوت ہو جائے تو بغیر نیت کے صحیح نہیں ہوتا ۔	
	(ب) اور سجدہ کے لئے اپنے موقع سے فوت ہونے کا حکم اس وقت ہوتا ہے جب اس سجدہ کے ادا کرنے میں اور اس کے اصل موقع میں پوری ایک رکعت کا فصل ہو جائے ۔	محیط سرخسی ۔ ظہیریہ
۲	اور سجدوں سے متعلق اصولوں میں سے ایک اصول یہ ہے کہ (ا) جب یہ شک ہو کہ رکعت رہ گئی ہے یا سجدہ رہ گیا ہے تو ان دونوں کو اکھٹے ادا کر دے ۔ تاکہ جو کچھ رہ گیا ہے وہ یقین سے ادا ہو جائے ۔ (ب) اور (اکھٹے ادا کرنے میں) اس سجدہ کو اس رکعت پر مقدم کرے ، اور اگر رکعت کو سجدہ پر مقدم کیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی	محیط سرخسی ۔ ظہیریہ
۳	(ا) ان میں سے ایک اصول یہ ہے کہ اگر کسی امر میں یہ شک ہو کہ وہ واجب ہے یا بدعت تو اسے احتیاطاً ادا کرے ۔	
	(ب) اور اگر کسی امر میں یہ شک ہو کہ وہ سنت ہے یا بدعت ہے تو اسے ترک کر دے ۔	محیط سرخسی ۔ ظہیریہ
۴	سجدوں سے متعلق اصولوں میں سے ایک اصول یہ ہے کہ دیکھا جائے گا کہ جس قدر سجدے رہ گئے ہیں اور جس قدر ادا ہوئے ہیں ان میں سے کم کونسے ہیں پس جو کم ہیں اس کا اعتبار ہو گا اس لئے کہ کم کا اعتبار کرنا آسان ہے ۔	محیط سرخسی ۔ ظہیریہ
۵	(ا) کسی آدمی نے صبح کی نماز پڑھی ۔ اور نماز کے آخر میں سلام سے پہلے یا سلام کے بعد اسے یاد آیا کہ اس سے ایک سجدہ چھوٹ گیا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس سجدہ کو ادا کرے پھر تشہد پڑھے پھر سلام پھیرے اور سجدہ سہو کرے ۔	

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی و العشرون فی السجدات السجدات	حوالــہ
۲۲۹	فان علم انها من الرکعة الاولی و غالب رأیه ذلک ینوی القضاء	
	وکذا لو لم یعلم انها من الاولی او الثانیة و لم یقع تحریه علی شیئ	
	وان علم انها من الثانیة لا ینوی القضاء	
	ولو تذکر انه ترک منها سجدتین ان علم انه ترکهما من الرکعتین او من الرکعة الاخیرة فعلیه ان یسجدهما و یتشهد و یسلم ثم یسجد للسهو	
	ولو علم انه ترکهما من الرکعة الاولی فعلیه ان یصلی رکعة	
	ولو لم یعلم انه کیف ترکهما یسجد سجدتین ینوی القضاء من الاولی ثم یصلی رکعة	
	ومن ادرکه فی الرکوع الثانی لا یکون مدرکا لتلک الرکعة لان السجدتین تضمان الی الرکوع الاول هذا فی روایة	
	وفی روایة تضمان الی الرکوع الثانی فیصیر مدرکا علی هذه الروایة وان کان لا یعلم من ایهما ترک فانه یسجد سجدتین اولا و یتشهد ولا یسلم ثم یقوم ویصلی رکعة و یتشهد ویسلم و یسجد للسهو ولو تذکر انه ترک منها ثلاث سجدات فانه یسجد سجدة ویصلی رکعة ثم یتشهد ولا ینوی القضاء فی السجدة ولو تذکر انه ترک منها اربع سجدات فانه یسجد سجدتین ویضم الی الرکوع الاول فی روایة وفی روایة الی الرکوع الثانی ویصلی رکعة اخری	هکذا فی الخلاصة
۶	واذا صلی صلوة المغرب وترک منها سجدة یأتی بالسجدة وحدها و ینوی ما علیه و یتشهد و یسلم و یسجد سجدتی السهو	

دفعات وشق نمبر	بائیسواں باب ۔ سجدوں کے احکام — سجدہ رہ جانے کا بیان	حوالہ

۲۲۹۔ پس۲ اگر اسے معلوم ہوا کہ پہلی رکعت کا سجدہ رہ گیا تھا اور یہ اس کا گمان غالب ہو تو وہ اس سجدہ کو قضا کی نیت سے کرے گا۔

۳ اسی طرح اگر اسے معلوم نہیں ہوا کہ وہ سجدہ پہلی رکعت سے رہ گیا تھا یا دوسری رکعت سے رہ گیا تھا اور اس کا گمان غالب بھی کسی رائے پر نہ ٹھہرا (تو اس سجدہ کو قضا کی نیت سے کرے گا)۔

اور۴ اگر اسے معلوم ہوا کہ وہ سجدہ دوسری رکعت سے رہ گیا تھا تو وہ اس سجدہ کو قضا کی نیت سے نہیں کرے گا۔

(ب) اور۱ اگر (مذکورہ صورت میں) ایسے یاد آیا کہ اس نماز سے اس کے دو سجدے رہ گئے ہیں تو اگر اسے یہ معلوم ہوا کہ وہ دو سجدے دو رکعتوں میں رہ گئے ہیں یا دوسری رکعت میں سے رہ گئے ہیں تو اس پر لازم ہے کہ وہ دو سجدے کرے۔ تشہد پڑھے۔ سلام پھیرے سجدہ سہو کرے۔

اور۲ اگر اسے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ دو سجدے اس کی پہلی رکعت سے رہ گئے تھے تو اس پر لازم ہے کہ وہ ایک رکعت (اور) پڑھے گا۔

اور۳ اگر اسے معلوم نہ ہوا کہ وہ دو سجدے کس کیفیت سے رہ گئے تھے تو وہ دو سجدے پہلی رکعت سے قضا کی نیت سے کرے گا پھر ایک رکعت پڑھے گا

اور جو شخص اس کے ساتھ دوسرے رکوع میں ملا وہ اس رکعت کو پالینے والا نہیں قرار پائے گا اسلئے کہ وہ دونوں سجدے پہلے رکوع سے ملتے ہیں۔ یہ حکم ایک روایت میں ہے اور ایک روایت میں یہ حکم ہے کہ وہ دو سجدے دوسرے رکوع سے ملتے ہیں پس اس روایت پر وہ اس رکعت کو پالینے والا قرار پائے گا۔

اور اگر اسے معلوم نہیں ہوا کہ ان دو رکعتوں میں سے وہ سجدے کس رکعت سے رہ گئے تھے تو وہ پہلے دو سجدے کرے اور تشہد پڑھے اور سلام نہ پھیرے پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت پڑھے اور تشہد پڑھے اور سلام پھیرے اور سجدہ سہو کرے۔

(ج) اور اگر اسے یاد آیا کہ اس نماز سے اس کے تین سجدے رہ گئے تھے تو وہ ایک سجدہ کرے۔ اور ایک رکعت پڑھے پھر تشہد پڑھے اور اس سجدہ کو قضا کی نیت سے نہیں کرے گا۔

(د) اور اگر اسے یاد آیا کہ اس نماز سے اس کے چار سجدے رہ گئے تھے تو وہ دو سجدے کرے گا اور وہ دو سجدے ایک روایت کے بموجب پہلے رکوع سے ملیں گے اور دوسری روایت کے بموجب وہ دو سجدے دوسرے رکوع سے ملیں گے اور وہ ایک رکعت اور پڑھے گا۔ — خلاصہ

۶ (۱) اگر کسی نے مغرب کی نماز پڑھی اور اس سے ایک سجدہ رہ گیا تو وہ صرف ایک سجدہ کرے اور نیت یہ کرے کہ جو اس کے ذمہ واجب ہے۔ اور تشہد پڑھے۔ سلام پھیرے اور سہو کے سجدے کرے۔

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی والعشرون فی السجدات — السجدات	حوالہ
٢٢٩-	وان ترک سجدتین منها یؤمر بالعمل بالتحری ان لم یدر انهما من رکعتین او واحدة وان لم یقع تحریه علی شیء یأخذ بالاحتیاط ویسجد سجدتین ینوی بهما جمیعا ما علیه او القضاء ویتشهد بعدها ثم یصلی رکعة اخری ثم یتشهد ویسلم ویسجد سجدتی السهو ثم یتشهد ویسلم وان ترک ثلاث سجدات یؤمر بالتحری علی ما بینا وان لم یقع تحریه علی شیء یسجد ثلاث سجدات ویجلس بعدها جلوسا مستحقا لو ترکه تفسد صلوته ثم یقوم فیصلی رکعة ثم یتشهد ویسلم ویسجد سجدتی السهو بعد السلام وان ترک اربع سجدات ولم یدر کیف ترکهن من رکعتین او ثلاث سجد سجدتین ویجلس جلسة مستحقة ثم یقوم فیصلی رکعة ویتشهد ثم یصلی رکعة اخری ویتشهد ویسلم ویسجد سجدة السهو وان ترک خمس سجدات فالمؤدی سجدة واحدة فیضیف الیها اخری فتم له رکعة ثم یصلی رکعة ویتشهد ثم یصلی الثالثة ویتشهد ثم یسجد سجدتی السهو قال الشیخ الاسلام المعروف بخواهر زاده هذا اذا نوی بها عن الرکعة التی قیدها بالسجدة الواحدة حتی لا تلتحق برکوع آخر بعد تلک الرکعة	
	اما اذا سجد مطلقا ولم ینو یجب ان تفسد صلوته	هکذا فی الظهیریة
٧	وحکم ذوات الاربع کحکم ذوات الاثنین والثلاث لو ترک واحدة او الاثنتین او ثلاثة وان ترک الاربع سجدات ولا یدری کیف ترک یسجد اربع سجدات ویجلس جلسة مستحقة ولو ترکها تفسد صلوته ثم یصلی رکعة ویقعد ویتشهد ثم یقوم ویصلی اخری ویتشهد ویسلم ویسجد سجدتی السهو	هکذا فی الظهیریة

دفعات وشق نمبر	بائیسواں باب ۔ سجدوں کے احکام — سجدہ رہ جانے کا بیان	حوالہ

۳۲۹ - (ب) اگر (نماز مغرب) سے اس کے دو سجدے رہ گئے اور اسے یہ معلوم نہیں کہ وہ سجدے دونوں رکعتوں سے رہ گئے ہیں یا ایک رکعت سے تو گمان غالب پر عمل کرے اور اگر اس کا گمان غالب کسی رائے پر نہ ٹھہرے تو احتیاط پر عمل کرے وہ دو سجدے کرے اور نیت یہ کرے کہ جو اس کے ذمہ واجب ہے یا قضا کی نیت کرے اور ان سجدوں کے بعد تشہد پڑھے پھر ایک رکعت اور پڑھے پھر تشہد پڑھے سلام پھیرے اور سہو کے سجدے کرے پھر تشہد پڑھے اور سلام پھیرے ۔

(ج) اور اگر (نماز مغرب سے) اس کے تین سجدے رہ گئے تو گمان غالب پر عمل کرے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ۔ اور اگر اس کا گمان غالب کسی رائے پر نہ ٹھہرے تو تین سجدے کرے اور اس کے بعد تھوڑی دیر ضرور بیٹھے اور اگر نہ بیٹھا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی پھر کھڑا ہو پس ایک رکعت پڑھے پھر تشہد پڑھے ۔ سلام پھیرے اور سلام کے بعد سہو کے سجدے کرے ۔

(د) اور اگر (نماز مغرب سے) اس کے چار سجدے رہ گئے اور اسے معلوم نہ ہوا کہ وہ سجدے کس کیفیت سے چھوٹے ہیں وہ دو رکعتوں سے رہ گئے ہیں یا تین رکعتوں سے رہ گئے ہیں تو وہ دو سجدے کرے اور اس کے بعد تھوڑی دیر ضرور بیٹھے پھر کھڑا ہو پس ایک رکعت پڑھے اور تشہد پڑھے پھر ایک رکعت اور پڑھے اور تشہد پڑھے سلام پھیرے اور سجدہ سہو کرے ۔

(س) اور اگر (نماز مغرب سے) اس کے پانچ سجدے رہ گئے تو اداشدہ سجدہ تو ایک ہی ہے پس وہ اس کے ساتھ ایک سجدہ اور ملائے تو اس کی ایک رکعت پوری ہو جائے گی پھر ایک رکعت اور پڑھے تشہد بیٹھے پھر تیسری رکعت پڑھے اور تشہد پڑھے پھر سہو کے دو سجدے کرے شیخ الاسلام معروف بخواہرزادہ نے کہا ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس نے وہ سجدہ کرنے میں یہ نیت کر لی کہ یہ ایک سجدہ اس رکعت کا ہے جس رکعت کو اس نے ایک سجدہ سے مقید کیا ہے تاکہ وہ سجدہ دوسرے رکوع سے ملا ہوا نہ قرار پائے جو اس رکعت کے بعد ہے ۔ لیکن اگر اس نے مطلق سجدہ کر لیا اور (مذکورہ) نیت نہ کی تو اس کی نماز فاسد ہونا لازمی ہے ۔ ظہیریہ

۷ (ا) اور چار رکعتوں والی نماز میں سجدے چھوٹ جانے کی صورت میں وہی حکم ہے جو دو رکعتوں یا تین رکعتوں والی نماز میں ایک یا دو یا تین سجدے رہ جانے کی صورت میں ہے ۔ ظہیریہ

(ب) اگر (چار رکعت والی نماز میں) اس سے چار سجدے رہ گئے اور یہ معلوم نہیں کہ وہ سجدے کس کیفیت سے چھوٹے تو وہ چار سجدے کرے اور تھوڑی دیر نہ دیر بیٹھے اگر نہ بیٹھا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی ۔ پھر ایک رکعت پڑھے تشہد پڑھے سلام پھیرے اور سہو کے سجدے کرے

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی والعشرون فی السجدات	السجدات	حوالہ
۲۲۹-	وان ترک خمس سجدات یسجد ثلاثا ولا یقعد بعدها ویصلی رکعتین ویقعد بین الرکعتین احتیاطا		
	وان ترک ستا سجد سجدتین ثم لا یقعد ثم یصلی رکعتین ثم یقعد ثم یصلی رکعة		
	وان ترک سبعا سجد سجدة وصلی ثلاث رکعات قالوا هذا اذا نوی بالسجدة الرکعة التی قیدها بالسجدة وان سجد بغیر نیة ساهیا ثم تذکر یأتی بسجدتین وینوی باحداهما ما علیه حتی تلتحق احداهما بالرکعة الاولی والثانیة بالرکعة الثانیة فصار مصلیا رکعتین ثم اذا صلی ثلاثا وتشهد فی الثانیة من الثلاث ثم صلی الرابعة جازت صلوته		
	ولو ترک ثمانی سجدات سجد سجدتین ویصلی ثلاث رکعات		کذا فی محیط السرخسی
۸	ولو صلی الفجر ثلاث رکعات ولم یقعد فی الثانیة اوقعد وترک سجدة وهو لا یعلم کیف ترک فسدت صلوته		
	ولو ترک سجدتین ففیه قولان والاصح انها تفسد		
	وکذلک لو ترک ثلاث سجدات		
	ولو ترک اربعا لاتفسد ویسجد سجدتین ثم یقعد ثم یصلی رکعة		کذا فی محیط السرخسی
۹	ولو صلی الظهر خمسا وترک سجدة فسدت		
	وکذا لو ترک سجدتین فی الاصح او ترک ثلاثا او اربعا او خمسا		

دفعات وشق نمبر	بائیسواں باب ۔ سجدوں کے احکام　　سجدہ رہ جانے کا بیان	حوالہ
۲۲۹۔	(ج) اور اگر (چار رکعت والی نماز میں) اس سے پانچ سجدے رہ گئے تو وہ تین سجدے کرے اور اس کے بعد قعدہ نہ کرے اور دو رکعتیں پڑھے اور ان دو رکعتوں کے درمیان احتیاطاً قعدہ کرے۔ (د) اور اگر (چار رکعت والی نماز میں) اس سے چھ سجدے رہ گئے تو وہ دو سجدے کرے پھر قعدہ نہ کرے پھر دو رکعتیں پڑھے پھر قعدہ کرے اور پھر ایک رکعت پڑھے۔ (س) اور[1] اگر (چار رکعت والی نماز میں) اس سے سات سجدے رہ گئے تو وہ ایک سجدہ کرے اور پھر تین رکعتیں پڑھے[2] فقہا رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس نے یہ نیت کر لی کہ یہ ایک سجدہ اسی رکعت کا ہے جس رکعت کو اس نے ایک سجدے سے مقید کیا ہے اور اگر بھول کر بغیر نیت کے وہ سجدہ کیا پھر اسے یاد آیا تو دو سجدے (اور کرے) اور ان دو سجدوں میں سے ایک میں نیت یہ کرے کہ جو اس کے ذمہ واجب ہے تاکہ ان میں سے ایک سجدہ پہلی رکعت کے ساتھ مل جائے اور دوسرا سجدہ دوسری رکعت کے ساتھ مل جائے پس دونوں رکعتیں ادا ہو جائیں گی[3] پھر جب تین رکعتیں پڑھے تو ان تین رکعتوں میں سے دوسری رکعت پر تشہد پڑھے پھر چوتھی رکعت پڑھے تو اس کی نماز جائز ہو جائے گی۔ (س) اور اگر (چار رکعت والی نماز میں) اس سے آٹھ سجدے رہ گئے تو دو سجدے کرے پھر تین رکعتیں پڑھے۔	محیط سرخسی
۸	(ا) اگر کسی نے فجر کی نماز تین رکعتیں پڑھ لی اور دوسری رکعت کے بعد قعدہ نہیں کیا یا قعدہ کیا اور اس سے ایک سجدہ رہ گیا اور اسے یہ معلوم نہیں کہ وہ سجدہ کس کیفیت سے چھوٹا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس سے دو سجدے رہ گئے تو اس کے حکم میں دو قول ہیں زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ج) اور اس (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ (مذکورہ صورت میں) اس سے تین سجدے رہ گئے۔ (د) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس سے چار سجدے رہ گئے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور وہ دو سجدے کرے گا پھر قعدہ کرے گا پھر ایک رکعت پڑھے گا۔	محیط سرخسی
۹	(ا) اگر کسی نے ظہر کی نماز پانچ رکعتیں پڑھی اور اس سے ایک سجدہ رہ گیا تو اس کی نماز فاسد ہو گی۔ (ب) اسی[1] طرح (جب مذکورہ صورت میں) اس سے دو سجدے رہ گئے تو زیادہ صحیح قول کے بموجب یہی حکم ہے۔ یا[2] اس سے (مذکورہ صورت میں) تین سجدے رہ گئے یا چار سجدے رہ گئے یا پانچ سجدے رہ گئے	

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی والعشرون فی السجدات — السجدات	حوالہ
۲۲۹- ا	ولو ترک ستا لم تفسد وهو کمن صلی الظهر اربعا وترک اربع سجدات کما مر	
	ولو ترک سبعا لم تفسد ویسجد ثلاث سجدات ویصلی رکعتین	
	ولو ترک ثمانی سجدات سجد سجدتین ویصلی ثلاث رکعات	کذا فی محیط السرخسی
	وان ترک تسع سجدات یسجد سجدة ثم یصلی رکعة ثم یقعد وهذه القعدة سنة ثم یصلی رکعتین ویقعد مستحقا	
	وان ترک منها عشر سجدات یسجد سجدتین ثم یصلی ثلاث رکعات ویسجد للسهو	هکذا فی الظهیریة
	ولو صلی المغرب اربعا تفسد صلوته	
	ولو ترک سجدتین فیه قولان	
	وکذلک لو ترک ثلاثا او اربعا	
	ولو ترک خمسا لا تفسد ویسجد ثلاث سجدات ویصلی رکعة	
	ولو ترک ستا سجد سجدتین ویصلی رکعتین کما لو صلی المغرب ثلاثا وسجد سجدتین	کذا فی محیط السرخسی

دفعات وشق نمبر	بائیسواں باب ۔ سجدوں کے احکام سجدہ رہ جانے کا بیان	حوالہ
۲۲۹	تو یہی حکم ہے ۔	
	(ج) اور اگر (کسی نے نماز ظہر پانچ رکعتیں پڑھی اور) اس سے چھ سجدے رہ گئے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور یہ (صورت) اس صورت جیسی ہوگی جبکہ کسی نے نماز ظہر چار رکعتیں پڑھی اور اس سے چار سجدے رہ گئے جیسا کہ اس کا بیان گذر چکا ہے ۔	
	(د) اور اگر (کسی نے نماز ظہر پانچ رکعتیں پڑھی اور) اس سے سات سجدے رہ گئے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور وہ تین سجدے کرے گا اور دو رکعتیں پڑھے گا ۔	
	(س) اور اگر (کسی نے نماز ظہر پانچ رکعتیں پڑھی اور) اس سے آٹھ سجدے رہ گئے تو وہ دو سجدے کرے اور تین رکعتیں پڑھے ۔	محیط سرخسی
	(س) اور اگر (کسی نے نماز ظہر پانچ رکعتیں پڑھی اور) اس سے نو سجدے رہ گئے تو وہ ایک سجدہ کرے پھر ایک رکعت پڑھے پھر قعدہ کرے اور یہ قعدہ سنت ہے پھر دو رکعتیں پڑھے اور یہ قعدہ ضروری ہے ۔	
	(ص) اور اگر (کسی نے نماز ظہر پانچ رکعتیں پڑھی اور) اس سے دس سجدے رہ گئے تو وہ دو سجدے کرے پھر تین رکعتیں پڑھے اور سجدہ سہو کرے گا ۔	ظہیریہ
۱۰	(و) اگر کسی نے مغرب کی نماز چار رکعتیں پڑھی تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس سے دو سجدے رہ گئے تھے تو اس کے حکم میں دو قول ہیں ۔	
	(ب) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ (مذکورہ صورت میں) اس سے تین یا چار سجدے رہ گئے تھے ۔	
	(ج) اور اگر (کسی نے مغرب کی نماز چار رکعتیں پڑھی اور) اس سے پانچ سجدے رہ گئے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور وہ تین سجدے کرے اور ایک رکعت پڑھے ۔	
	(د) اور اگر (کسی نے مغرب کی نماز چار رکعتیں پڑھی اور) اس سے چھ سجدے رہ گئے تو وہ دو سجدے کرے اور دو رکعتیں پڑھے گا جیسا کہ مغرب کی نماز میں اس صورت [illegible] حکم تھا جبکہ اس نے [illegible] پڑھیں اور دو سجدے کئے ۔	محیط سرخسی

ابوالعلید محمد صادق بن حافظ قادری (مترجم)

اللھم انا نسئلک الاخلاص فی القول والعمل وحسن الختام عند انتہاء الاجل والعون علی الاتمام یاذا الجلال والاکرام والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات وصلی اللہ تعالی علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

حرفِ آخر

جلد دوم یعنی نماز کی مکمل بحث کا نیا ایڈیشن بفضلہ تعالیٰ تکمیل پذیر ہوا۔ وللہ الحمد۔
اِس ایڈیشن میں بعض ضروری اصلاحات شامل ہیں۔ اب انشاء اللہ جلد سوم کا نیا ایڈیشن شائع ہوگا۔

وھو الموفق واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

قارئین کرام

فتاویٰ ہذا کی اس اشاعت میں جملہ احکام بعینہ حسب سابق ہیں۔ اشاعت کا اسلوب جدید تعارفی کتاب میں ملاحظہ ہو۔ مجلس نے اس عظیم کام کی نزاکت، عظمت اور اہمیت کے پیشِ نظر بساط بھر کوشش کی ہے کہ عربی عبارت صحیح ہو اردو میں اس کے مفہوم کی ترجمانی محتاط ہو۔ سابقہ متعین شدہ عنوانات اور انکی شقوں میں نکھار ہو۔ حوالہ جات میں وضاحت و موزونیت ہو کتابت کاغذ اور طباعت معیاری ہو۔ نیز استفادہ میں آسانی بہم پہنچانے کیلئے اہم مقامات میں علماء کرام و مفتی صاحبان سے مشورہ کے بعد حسب ضرورت حاشیہ پر ایسے معلوماتی۔ تائیدی اور وضاحتی مستند نوٹ بھی دیئے گئے ہیں جن سے دوسرے نسخوں کی عبارت کی نشاندہی۔ مندرجہ حکم سے ملتے جلتے دوسرے احکام کی طرف اشارہ، مذکورہ حکم کی مثال۔ اسکی نوعیت وحیثیت کی وضاحت میں مدد ملتی ہے۔ اور اس ضمن میں فتاویٰ ہذا کے دیگر نسخوں۔ فقہ و فتاویٰ کی کئی دوسری کتابوں۔ قدیم تراجم اور مستند عربی لغات سے بھی استفادہ بھی کیا گیا ہے

سیعرف قدر الترجمان وجهده　　ومحنته من یبتلی ببلائها

اعتذار و استدعا

تاہم مجلس سہو و خطاء سے مبرّا نہیں ہے۔ ہمیں اپنی بے بضاعتی۔ تہی دستی اور علمی فرومائیگی کا احساس ہے اہل علم حضرات اگر کہیں کوئی غلطی ملاحظہ فرمائیں تو درست فرما کر ممنون فرمائیں۔ اور اگر اپنے زریں مشوروں سے سرفراز فرمانا چاہیں۔ ناظم مجلس کو مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔ ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا وکف عنه لسان المجادلین اللھم ھذا امنک ولک فتقبله واجعله ذخیرة لنجاتی وثقلا فی میزانی واغفر لی ولوالدی ولجمیع اساتذتی ومشائخی ولمن سعی فیه بدعوة سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آله واصحابه اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ آمین۔ بارگاہ ایزدی میں بغایت عجز و انکساری التجا ہے کہ وہ قبولیت عطا فرمائے۔ رکاوٹوں کو دور اور مشکلات کا حل فرمائے اور اس کام کو اس [illegible] رفقاء کار کیلئے والدین اور اساتذہ کرام اور مشائخ عظام سبھی کیلئے سرمایہ آخرت بنائے۔ آمین۔

لکل بنی الدنیا مراد و مقصد　　وان مرادی صحة وفراغ
لا بلغ فی علم الشریعة مبلغا　　یکون به لی فی الجنان بلاغ

غرض نقشے است کز ما یاد ماند　　کہ ہستی را نمے بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزے برحمت　　کند بر حالِ این مسکین دعائے

دعا جو:۔ خویدم اہل السنت والجماعت۔ محمد صادق عفی عنہ مترجم ناظم مجلس اشاعت فتاوی عالمگیری
مہراتہ موہڑہ ڈاکخانہ فریال ضلع راولپنڈی)۔ (حال سہالہ آباد کشتان)